

صفحہ	مستحب	مستحب	صفحہ	مستحب	صفحہ
۲۵	سخت محبت سے دین و دھرم کی جگہ پر شہوت منانی و اعتدال کر کے دین	۴۴	بیان میں اسباب کو کج حیرت قرار دیا اور حضرت نے اختلاف جو وہ محض لغو و بوجہ ہے۔	۴۴	جنب کو پسینا یا لگ ہے۔
۲۶	نہ دین و نہ دنیا حضرت کے نافرمانی جو جب عزت و غصت تھا	۴۵	باب غسل میں پھر سر کی دھنی طرف سے شہرہ کرنے کو بیان میں	۴۵	باب اسباب کو بیان میں کہ جب گہر سے نکل نکلتا ہے اور بار بار دوسری بار چلی سکتا ہے
۲۷	حضرت داؤد کی ایک کم سوار حضرت سلیمان کی ایک ہزار بی بی تھی	۴۵	باب تہائی میں ننگ نہانے اور سر ڈھانپ کر نہانے کی فضیلت کو بیان میں احتیاج کو وقت شرع کے ہکا کہوں اور شرعی بی بی کو پسینے کی شرع کے دیکھا اور شرعی دو ایام علیحدہ یاد کوئی ضرورت سے مستحکم	۴۵	بیان میں کہ جب بار بار بائیں کے غصے سے رو کر کہ جب تہائی کو تو بغیر وضو کر گئے اور کہا ہے نہتے۔
۲۸	باب اسباب میں جس شخص کو جو خوشبو لگا اور غسل کی یاد نہ ہو خوشبو کا پانی لے۔	۴۶	دیکھا اور مستحکم	۴۶	باب اسباب کو بیان میں کہ جب وضو کر کے سو جاوے
۲۹	مرا اور عورت دو کو کو جو عیاد اور احرام سے پہلے خوشبو لگا نہ سوتا ہے	۴۷	بالہذا کی فضیلت	۴۷	حالات جنابت میں پسینہ وضو کر کے غسل کرے
۳۰	باب غسل میں بالوں کے خلال کو نہیز	۴۸	باب گوشت کو غسل میں اگر کر نیکی بیان	۴۸	غسل جنابت فوراً واجب نہیں ہے اگرچہ نماز کے بعد
۳۱	غسل میں بالوں کا پانی غسل کرنا مستحب ہے	۴۹	باب عورت کو احتلام ہو کر بیان میں اگر انزال ہو تو صرف خواب دیکھنے غسل واجب ہوگا۔	۴۹	تاخیر کر سکتا ہے نماز کے بعد اگرچہ نماز کے بعد سوئے وقت کھارت اور پاکیزگی مستحب ہے
۳۲	باب اسباب کو بیان میں کہ جب وضو کرے بغیر غسل کیا اور پھر عشاء وضو کرے وہی بات اس کا کیا حکم ہے۔	۵۰	رکے کو ان یا ایک یا کسایت ثابت کیا نہیں	۵۰	حالات جنابت میں قبل از دم وضو کر نیکی مسئلہ کی تحقیق
۳۳	باب اسباب کو بیان میں کہ جب سجدہ یا آؤ سے دین جنابت میں تو اس طرح بغیر تیمم کے غسل جاوے	۵۱	باب جن کے پسینے اور سلمان کے غصے ہو نیکی بیان میں	۵۱	باب اسباب کو بیان میں کہ جب مراد و دوزخ کو گھسنے یا دین کو کیا حکم ہے۔
۳۴	حضرت ہاکیم بن ابی اسحاق جری کر کے نہتے تھا	۵۲	بڑے کا نوکریے باطاعت ہو یا بدعت ہے بزرگوں کی خدمت اور توقیر کرنی چاہیے	۵۲	دو نوختے غلے سے غسل واجب ہوتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ
۳۵	تکبیر اور نماز میں نہ کرے میں فاصد کثیر چار بار	۵۳	خادم کو مخدوم سے اجازت لیکر جانا بہتر ہے مخدوم کو خادم سے یہ کیا بات کہہ دینا چاہیے	۵۳	غسل انزال اگرچہ ہر نماز کی وضعت ابتدا و انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ایک دوسری سند میں کرتی ہیں جیسے کہ قرآن مجید کی آیت ایک دوسری سند میں سنو کرتی ہے۔
۳۶	باب جنابت کا غسل کر کے دونا ہونا پانی چھیننے کے بیان میں	۵۴	غسل میں تاخیر کرنا درست ہے	۵۴	غسل انزال اگرچہ ہر نماز کی وضعت ابتدا و انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ایک دوسری سند میں کرتی ہیں جیسے کہ قرآن مجید کی آیت ایک دوسری سند میں سنو کرتی ہے۔
۳۷	وضو و غسل کا پانی مٹا ہونے چھیننا درست ہے	۵۵	جنب کا بغیر وضو کے غسل کر کے پانی کو نہیں کرنا۔	۵۵	غسل انزال اگرچہ ہر نماز کی وضعت ابتدا و انتہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ایک دوسری سند میں کرتی ہیں جیسے کہ قرآن مجید کی آیت ایک دوسری سند میں سنو کرتی ہے۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۵۴	حضرت امیر المومنین کا تہ تیغ ہونا	۶۷	جو شخص باوند و سوکھ اور میرات کو اٹھ کر کھجور خاریت سے لگم تو اسکو عیلا	۷۵	حسن بصری نے ابو ہریرہ کو ہمیں سنا
۵۵	حضرت امیر المومنین کی ہمتی نہیں لڑ کئی تہین	۷۸	جناب کی حالت میں سوکھ و آواز کی جھیکہ خدا کی یاد درست ہے	۷۹	بیان اسباب کا کہ حضرت عمر کا حضرت عثمان پر غصہ کیا بارہ میں زجر کرنا دلیل ہو جب کا
۵۶	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۰	بیان میں لیل ان لوگوں کے جو جنب اور انکے کھانے پر مسجد سے گندنا ہی درست نہیں ہے	۸۱	عیدین کے غسل کے بیان میں
۵۷	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۱	سجہ غلو کا بیان	۸۲	غسل اہل دم کے بیان میں
۵۸	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۲	جھج کے غسل میں	۸۳	غسل میت کو غسل کے بیان میں
۵۹	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۳	بیان میں لائل ان لوگوں کے جو غسل ہو جو کو واجب کہتے ہیں	۸۴	پچھنی لگا کر سے غسل کر نیکی بیان میں
۶۰	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۴	بیان میں لائل ان لوگوں کے جو واجب غسل جمہ کہتے ہیں	۸۵	کو مستند میں داخل ہو کر وقت غسل کر نیکی بیان میں
۶۱	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۵	کے قائل نہیں ہیں	۸۶	جناب کے غسل میں بالونکہ کہولنے میں
۶۲	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۶	بحث حسن بصری کی سماع کی صحابہ سے	۸۷	غسل حیض اور نفاس اور استحاضہ کے بیان میں
۶۳	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۷	سلسلہ میں لائل ان لوگوں کے جو واجب غسل جمہ کہتے ہیں	۸۸	بانی میں بغیر تربند کو داخل ہو کر نیکی بیان میں
۶۴	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۸	کوئی ہی متصل نہیں	۸۹	حام کے بیان میں
۶۵	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۸۹	امام ابو حنیفہ رحمہ کا صحابہ سے سماع اہل بیت کے نزدیک صحیح نہیں ہے	۹۰	غسل کے متعلق متفرق حدیثوں کو بیان میں
۶۶	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۰	حسن بصری کا سماع کسی صحابی بدی سے ثابت نہیں ہوا	۹۱	کتاب حیض کے بیان میں
۶۷	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۱	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۲	حیض کے ناموں کو بیان میں
۶۸	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۲	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۳	کتاب حیض کے بیان میں
۶۹	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۳	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۴	کتاب حیض کے بیان میں
۷۰	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۴	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۵	کتاب حیض کے بیان میں
۷۱	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۵	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۶	کتاب حیض کے بیان میں
۷۲	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۶	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۷	کتاب حیض کے بیان میں
۷۳	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۷	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۸	کتاب حیض کے بیان میں
۷۴	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۸	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۹۹	کتاب حیض کے بیان میں
۷۵	امام بخاری نے کہا کہ ہر ماہ میں دو بار مسلمانوں کے بڑے عالمان میں سے ہیں	۹۹	حسن بصری نے عقبین غزوہ میں نہیں سنا	۱۰۰	کتاب حیض کے بیان میں

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۹۶	اور جانوران کے بیان میں جبکہ حیثیت ان کے	۱۰۲	حالت حیثیت میں جبکہ کرنا حرام ہے اور ہر
۹۷	باب سبب اسباب بیان میں کہ جب عورتوں کو	۱۰۸	مطلوبہ ناسیۃ الاکافر ہے۔
۹۸	حیثیت ان کے تو کیا حاکم ہے۔	۱۰۹	فجر کے سوا مباشرت کو درمیان میں بیان میں
۹۹	باب سبب اسباب بیان میں کہ عائض عورت سے	۱۱۰	بیان میں ان حدیث کے خلاف کچھ بخیر اور گھٹنے
۱۰۰	نہا کر دینا عورت سے اور نہ گاہی کرے۔	۱۱۱	کے اور مباشرت کر کے جو زمین پر نہ ہو گی اگر
۱۰۱	اعتکاف میں یا نہ ہو یا ایک جزو سے یا ہر	۱۱۲	باب عائض کے روزہ نہ کہے بیان میں
۱۰۲	کرنا درست ہو۔	۱۱۳	جبکہ نامہ کا حال شروع سے معلوم نہ ہو تو پھر
۱۰۳	باب اسباب میں کہ مرد اپنی عورت کا	۱۱۴	لعنت کرنا درست نہیں۔
۱۰۴	کی گود میں ترانہ پڑھے	۱۱۵	بلا تعین ظالمین اور کافروں پر لعنت کرنا درست
۱۰۵	جنبانہ عائض کو معصوم کا ہٹنا درست	۱۱۶	انام کے حکم کرنا لوگوں کو قصدینے کو لیے
۱۰۶	جوابی کو ہٹانے لگے۔	۱۱۷	خوڑنے سے گاہ میں یا بشرط علی کی بخیر و غفلت
۱۰۷	جبکہ نزدیک نہ ہو یا درمیان میں قرآن مجید	۱۱۸	عورتوں کو الگ کر دینا کہنے کے بیان میں
۱۰۸	اوشہا نہ درست نہیں جو ان اگر او کو ساتھ	۱۱۹	لعنت کی ندرت
۱۰۹	یا اور ساتھ ہو تو درست ہو	۱۲۰	سختی کے ساتھ نصیحت کر کے جو زمین
۱۱۰	اسباب بیان میں کہ نجاست کے قریب قرآن	۱۲۱	صدقہ سے عذاب کے رفع ہو نیکی بیان میں
۱۱۱	پڑھنا درست ہو۔	۱۲۲	عقل کم و بیش ہو نیکی بیان میں
۱۱۲	عورت عائض کے اگر کپڑے پاک ہوں تو	۱۲۳	عائض کی حالت حیض میں نماز روزہ نہ کہنے
۱۱۳	بیمار آدمی یا وہ بچہ لگا کر نماز پڑھ سکتا ہو	۱۲۴	سے گنہگار نہ ہو نیکی بیان میں
۱۱۴	باب نفاس کو حیض کہنے کو بیان میں	۱۲۵	شاگرد کا استاد کو بوجہ یا جو سحر میں آوے
۱۱۵	عائض عورت کو ساتھ ایک چادر میں سونا	۱۲۶	حضرت کو اخلاق اور حسن عطا اور نصیحت
۱۱۶	باب عائض عورت کو ساتھ یا مباشرت کے بیان	۱۲۷	باب اسباب بیان میں کہ عائض عورت جو
۱۱۷	پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اختیار اپنی	۱۲۸	کے سبب بارگاہ طالوف بیت لکھ کرے
۱۱۸	شہوت پلازار کے اور مباشرت کرتے ہو	۱۲۹	ابن عباس حالت جنب میں قرآن مجید اگر پڑھ
۱۱۹	عائض سے ناف سے لیکر کہنے تک مباشرت	۱۳۰	مستحین اور خفیہ اور ضابطہ کا یہ نہیں ہے اگر
۱۲۰	حرام ہے۔	۱۳۱	آیت نبوی یعنی زینہ اور عائض کو درست نہیں
۱۲۱	فحش جبر اور غلام کو کہ حیثیت پرست نظر کرنا	۱۳۲	بلکہ حرام ہے۔

۱۰۸ آیت کو زمین یا بطور کار یا بقصد تہذیب
کے جنب یا ٹخنوں کو درست ہے۔

۱۰۹ باب سبب اسباب کے بیان میں۔

۱۱۰ اس بیان میں کہ ہمتانہ کی چار تہیں میں
عورت کو خود مسلک بوجہ یا درست ہو

۱۱۱ مرد سے وہ بت بیان کرنا جو عورتوں سے
متعلق ہے درست ہو۔

۱۱۲ حاجت کی بوقت عورت کی آواز سننا درست
ہے

۱۱۳ جبکہ عطا کا یہی قول ہے کہ سختی کچھ
نہا کے یہ غسل کرنا وہ جنب میں ہے

۱۱۴ حضرت سے یہ چیز نہیں ہو اگر آپ مستحی نہ
کو غسل کا حکم دیا ہو۔

۱۱۵ جمہور کا مذہب ہے کہ سختی کے دوسرے
نہا کے لیے واجب نہیں ہے۔

۱۱۶ بیان میں ان حدیث کے جسے ہر نماز یا ہر
سختی کے لیے جو بے غسل کے دوسرے دلیل

۱۱۷ بکری جاتی ہے۔

۱۱۸ ان لوگوں کے دلیلیں جمع مستحی کے
یہ ہر نماز کے دوسرے کو کافی سمجھو بہتر

۱۱۹ سختی میں مختلف مذہبوں کا بیان۔

۱۲۰ باب حیض کو خون ہو نیکی بیان میں

۱۲۱ عورت کو غمر کی بات مرد کو بوجہ یا درست
ہو جو ضرورت کے

۱۲۲ وہ نیکی وجوب میں حیض کا خون اور

۱۲۳ خون کو بطور ہے

۱۲۴ کسی نجاست کا مال نہ اسے مستحی نہ ہا اگر وہ

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۲۵	جنس کے پڑھنے میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے	۱۳۲	باب حیض کے غسل کی توقيت گنگلی	۱۲۸	جب بچوں کو غسل آئے تو قرآن اور صحیفہ جاری نہ کرنا چاہیے۔
"	باب اس بات کو بیان میں کہ مستحاضہ کو عینکاف کرنا کیسا ہے۔	۱۳۲	باب حیض کے غسل میں عورت کو بال	۱۳۹	قرآن حدیث میں غافل ہو کر دوسرے علموں میں مشغول ہونا بڑی بدعتی اور فحش ہے
۱۲۸	عورت مستحاضہ مسجد میں ردہ سکتی ہے اور ہر کاف کے عینکاف اور اس کی نماز صحیح ہے	"	کہہ لے کو بیان میں	"	باب ناقص عورت کا ساتھ رکھنا حیض کے
"	مسجد میں حدیث کرنا درست ہے جب مسجد کے آلودہ ہونیکا درجہ ہو	۱۳۴	باب خائضہ وغیرہ مختلفہ جو قرآن میں آیا کر	۱۴۰	کپڑوں میں اس کے نیچے بیان میں۔
"	مستحاضہ کے حکم میں ہر وہ شخص جو دائم الخمر ہو یا جس کے زخم سے خون جاری ہو	"	اور اس کی تفسیر میں۔	"	باب حیض کے کپڑے کھانا کہ کپڑوں کے
"	باب بیان میں کہ کیا عورت اس کپڑے میں نماز پڑھے جس میں اس کا حیض آتا ہے	۱۳۵	باب سبب کو بیان میں کہ حائضہ عورت	"	علیحدہ کر لینے کو بیان میں۔
۱۲۹	باب اس بات کو بیان میں کہ جب عورت حیض کے غسل کی پونہ خوشبو لگا دے	۱۳۶	باب سبب کو بیان میں کہ حائضہ عورت	"	باب اس بات کو بیان میں کہ حائضہ عورت
"	احرام باندھا ہوا ہو تو عورت کو غسل حیض کے	"	چراغ اور عورت کا احرام باندھ سکتی ہے۔	"	کو عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا میں
"	نارغ ہو کر مقام مخصوص میں خوشبو لگانا ضروری	۱۳۷	باب حیض کے کپڑے اور شروع کرنا بیان	"	شریک ہونا درست ہے لیکن عید گاہ کو بائیں
"	انفاس غسل ہی مثل غسل حیض کے ہے	۱۳۷	باب عورت کو نماز قضا نہ کرنے میں	۱۴۱	مسلمانوں کو عید کی نماز میں گنہگار نہ ہونا چاہیے
۱۳۰	باب غسل حیض کی کیفیت کو بیان میں	۱۳۸	جو کوئی خارجیوں کا ساتھ دے کہ چوڑی کرے	"	عورتوں کو عید گاہ میں جانا چاہیے گو وہ
۱۳۱	تجب کے وقت سحان کی کھینے میں	"	کہتے ہیں	"	جوان در حائض ہوں۔
"	عورتوں کے شرم کی بات کرنا یا اشارہ کرنا	"	اگر دین کا بدلہ دے تو ہوتا تو حائض کو نماز	"	جو شخص ان کا علاوہ فکیر کر جائے وہ مرد
"	کہتے ہیں۔	"	کا قضا کرنا بھی لازم ہوتا۔	"	ازلی بدعتی ہے۔
"	عالم کی کلام کی تفسیر کرنا اسکے سامنے	"	جو کوئی صرف قرآن شریف کا تو اور حدیث	۱۴۲	حائض عورت اس کی یاد ترک نہ کرے
"	بڑی درجہ دیکھ کے جو وہ فہم کرے اور جگہ سے	"	شریف کی پیروی کرے وہ خارج مرد	"	و حفظ اور علم کی مجلس عورت کو جانا درست ہے
"	علم کی بات لینا	"	بعض شایعین صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور	"	عورت کو بغیر اور مہنی کے نکلنا منہ ہے
"	شاگرد کے ساتھ نہ می کرنے میں	"	کی حدیثوں کو موضوع کہدیز ہیں خدا اور	"	قیاس کی صحیح حالی کا کوئی شرعی حجت نہیں ہے
"	اپنے عیب کا چھپانا انسان کی جبلت میں	"	سے نہیں شرتے۔	"	عورتوں کو مساجد میں جانا اور عیدین میں
"	باب غسل حیض کے بیان میں	"	حدیث کو قرآن کی طرح ماننا چاہیے	"	نکلنے سے زکو کا جاوے
"	"	"	حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے۔	"	جو لوگ مفسدہ کریں انکو امام اور حاکم شرع
"	"	"	جو شخص حدیث کو نہ دیکھو وہ قرآن ہی جی	"	بیان میں اس بات کو کہ حضرت کرنا نہیں بدعتی
"	"	"	طرح نہیں سمجھ سکتا۔	"	اور شریر لوگ ہیں۔
"	"	"	دین کے علم دو ہیں قرآن اور حدیث	"	سنت اگر زمین کی کسی طرف فساد کا درجہ ہو جس
"	"	"	"	"	نیک کی نسبت پھر تو اس سے بڑی نظر صلیت

حکم کی نسبت پھر تو اس سے بڑی نظر صلیت

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۴۲	سنت کو سنت جانتا ضروری بات ہے	۱۴۷	صحابی کا یہ کہنا کہ ہم اس پر تہہ نہ پائیں گے	۱۵۰	کتاب البیض کی حدیث میں جبکہ امام
"	حدیث کو خلاف کسی قول اعتبار کرنا نہیں	"	حضرت کو زنا نہیں مینا مونی کو حکم میں ہے	"	بخاری نے نہیں لکھا
۱۴۳	باب اسباب کے بیان میں اگر کسی عورت	۱۴۸	زنا اور خالی رنگ اگر حیض کے دنوں میں	"	جو کوئی حیض کی حالت میں جماع کرے
"	کو ایک یا تین تین حیض احادیث تو یہ کہ	"	دیکھ کر تو حیض ہے اور اگر طہر کے بعد دیکھ تو	۱۵۴	حائض کے جو بیچہ اور سوکسا نہ کہہ لیا گئے
"	کیا احکم ہے۔	"	حیض میں ہو	"	بیان میں
"	عورت کو حیض اور حمل میں پاتا حال	"	باب حیض کے رگ کے بیان میں	۱۵۷	مستحاضہ کے طواف کرنے کے بیان میں
"	ظاہر کر دینا لازم ہے۔	"	باب بیان میں اس بات کو کہ عورت کو	"	نفاس کی اکثر مدت کا بیان -
"	حیض اور حمل میں عورت کو قول مقبول	۱۴۹	بعض طواف افادہ کے خون آوے	۱۵۸	ابو سہل کو بخاری در ابن مسعود نے ثقہ کہا۔
"	اگر عورت اپنے گھر والوں کے دینا لانا نہ	۱۵۰	حضرت کو کہ حجاب جیسے بات تھی تو	۱۶۰	نفاس مالی پر نماز کی قضا نہیں
"	گواہ ایک جہینہ نہیں تین بار حیض آئے	"	پہلے فتوے سے جو اجتہاد اذیہ تو تھے باز	"	علماء نے اجماع کیا کہ نفاس میں حیض کے
"	پر لاوی تو اس کی بات سچی جانی جاوے گی	"	اگر کوئی حدیث کو فتوے دیتے تھے۔	"	ہے سب باتوں کی علت اور حرمت اور اگر
۱۴۴	عطاء بن ابی رباح نے کہا حیض ایک دن	"	باب مستحاضہ کا حیض پاک ہو کر	"	اور استحباب میں۔
"	سے چارہ دن تک ہوتا ہے	"	بیان میں۔	"	علماء نے اجماع کیا ہے کہ حائض پر
۱۴۵	امام مالک کا یہ قول کہ حیض اور طہر کی کم	۱۵۱	مستحاضہ سے اگر اس کا خداوند صحبت کرے	"	نماز کی قضا نہیں ہے۔
"	مدت مقرر نہیں ہے ہمیں عورتیں	"	تو کچھ قیامت نہیں۔	"	کتاب البیض کی متفرق حدیثیں
"	جو بیان کریں وہی معتبر ہے۔	"	جب نماز نہ کی جائے تو	۱۶۱	حیض کا نو سال سے پہلے اور ساٹھ سال
۱۴۶	جالیہ میں سے زیادہ نفاس نہیں ہے	"	جماع بطریق اوسے جائز ہوگا۔	"	کے بعد ممکن نہ ہونے کی کوئی دلیل کتاب
۱۴۷	حیض کی مدت معین ہونیکے باتیں	۱۵۲	باب نفاس مالی پر نماز پڑھنے اور	"	سنت کو نہیں ہے۔
"	کوئی دلیل قابل حجت نہیں۔	"	اوسے طریقہ کے بیان میں۔	"	حالت حمل میں حیض نامختلف فیہ ہے
"	جو کچھ حیض کی تعیین مدت میں عروا	"	بعضوں نے جو امام بخاری نے طہر کے معنی	۱۶۲	کتاب تیمم کے بیان میں
"	ہے یا موضوع ہے یا بالکل ضعیف ہے	"	میں وہم کی طرف نسبت کیا اور نہ ہونے	"	تیمم کے معنی لغوی اور شرعی اور اس کی کیفیت
"	اور تعیین مدت حیض کا حائض کی رائے کی طرف	"	خود ہم کیا اور امام بخاری نے جو اس کے معنی	"	کے بیان میں
"	منفوض اور اس کی عادت پر ہے	"	سیچے ہی صحیح ہے۔	۱۶۵	غزوہ بنی المصطلق اور غزوہ یمامہ کے
"	باب حیض کے سوا دروزوں میں	۱۵۳	باب	"	امام کو مسلمانوں کے حقوق کی فکر نہ کیا
"	زروی بن یا خاکی بن دیکھنے کے	"	حائض نہیں ہیں	"	اگرچہ خفیف ہوں۔
"	بیان میں۔	"	کتاب البیض میں مسند تیس حدیثیں ہیں	"	مال کا تلف کرنا منع ہے۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۶۵	عورت کی حقیقت کا خاوند ہونا جو کہ اس کے	۱۷۳	باب ۱۱۱ بیان کریمان حضرت ۱۸۱	۱۸۱	سویچوں سے زیادہ کھڑا فرض نہیں ہے
"	باب ۱۱۲ کرمان مست ہو	"	ہو اور بانی نے اور خدا کے قوت ہونیکا ۱۸۲	"	باب ۱۱۳ بیان کریمان بن کرمانی کا فیض
"	باب ۱۱۳ بیان کریمان بن کریمان اپنے خاوند کے	"	درہو تو تیمم کر لیوے۔	"	ہے سلمان کا لودہ کافی ہے کہ بانی کا
"	پاس ہو۔	"	اس بیان میں کہ اول وقت نماز تیمم سے بڑھ کر ۱۸۴	"	جب تیمم ہو تو تیمم ٹوٹ جائیگا جیسے وضو
"	آدمی سچی کو از خود بخار یا رسکسا ہی اگرچہ وہ بڑی	"	بہر وقت اندر پانی پاوے۔	"	ٹوٹ جاتا ہے۔
"	عورت کا بزرگی شادی ہوئی ہو۔	۱۷۶	جسے تیمم سے نماز پڑھتے ہی پانی پالیا یا پیر ۱۸۵	"	جب تک نہ ہو وضو کی طرح تیمم کافی ہے
"	یہیہ کہ حکم میں جو وہ جسکی تادیب کے متعلق ہو	"	اعادہ واجب نہیں ہے۔	"	تیمم ہر وقت درست ہو وضو کی طرح
"	جسکی حرکت ہو کسی شخص کو جو سونا ہو	۱۷۸	سلام اللہ کے سامان میں سے لکنا نام ہے ۱۸۷	"	اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ صلیبیہ جو قرآن مجید
"	پہنچے تو وہ حرکت کرے	"	باب ۱۱۴ تیمم میں ہاتھوں کے پونگو کریمان بن ۱۸۸	"	ہے وادی ہے۔
"	حج خانہ فرض ہوئی آنحضرت نے وضو سے	۱۷۹	مجتہد عالم کو صلیب میں بیچنا ضرر نہیں ۱۹۱	"	جو نماز قضا ہو جائے وہ پھر پادری تو اسکی پیر کر
"	ہی نماز پڑھی۔	"	حضرت عمر اور ابن مسعود رحمہما علیہما ۱۹۲	"	دیر کرنا درست ہے مگر غفلت اور تفریق کرنا کفر
۱۶۹	اگلی اتوں کے زمانے مخصوص مقاصد میں جاری تھی	"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب میں بھی صحابہ ۱۹۳	"	جماعت کے تاک پر انکار اور عیب کرنا ناجائز
۱۷۰	شفاعت عظمیٰ غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قوت	"	اجتہاد کرتے تھے۔	"	صحابی کو مستثنیٰ بیان کرنے میں
"	کرنا کیلئے جب لوگ حشر کے عذاب میں ہیں تو ان کے	"	اگرچہ تہذیبی طاقت کے موافق غرض اور فکر کر کے ۱۹۴	"	گہیوں کو وجہ کے سوا اور کہا نہیں کو
"	شفاعت خط کرنا زیادہ میں کسی اختلاف نہیں ہے	"	نوا دہر سلامت نہیں گواہی سے خطا ہو جائے ۱۹۵	"	بہی طعام کہتے ہیں
۱۷۱	حضرت کی شفاعت اہل صغار و کبار دونوں	"	جس ہاتھوں میں زیادہ غبار لگ جائے تو پونگو ۱۹۶	"	اس بیان میں کہ صلیب کے پاس کئی کتاب
"	کے لیے ہوگی۔	"	بیونکے بنا چاہیے	"	اسکا فی نہیں ہے۔
"	جسے پانچ ہجرت حیدر کراد کوئی نیک عمل نہ	"	تیمم میں ایک بار مس کرنا کافی ہے۔ ۱۹۷	"	باب ۱۱۵ بیان میں ہاتھ اگر جنب ہو جائے
"	ہو گا اسکو بھی جہنم سے نکالا جاوے گا	"	وضو میں کھڑکے بل اگر سر ہو گیا تو کافی ہے ۱۹۸	"	یا پاس کا ڈھو تو تیمم کر لیوے۔
۱۷۲	الصلح جلالہ کی لغتیں شمار کرنا درست ہے	"	تیمم میں دو باروں کے زیادہ کرنا درست ہے ۱۹۹	"	وضو کنوا لونی کی نماز تیمم کنوا لونی کی پیچھے
"	سوال ہو یہی علم کی بات بیان کرنا درست ہے	"	ترتیب واجب نہیں جب جنب کا تیمم کرے ۲۰۰	"	درست ہے
"	زمین میں اہل طہارت ہے۔	"	باب ۱۱۶ تیمم میں صرف منہ اور دونوں ہونگو ۲۰۱	"	حضرت کہ کرنا میں جہاں وجہ جاز نہ تھا۔
"	نماز کی صحت کے لیے مسجد کا ہونا ضروری ہے	"	مسح کرنا نیک بیان میں۔	"	جس شخص نے سر کی جو تیمم کیا اور نماز پڑھ
"	یا ایسا کہ بیان میں جب پانی اور مٹی دونوں ۲۰۲	"	تیمم کا وضو پر قیاس کرنا فاسد ہے۔	"	لی تو اس پر اعادہ واجب نہیں۔
۱۷۳	جس شخص کو پانی اور مٹی دونوں میں تو وہ	"	تیمم میں کہنیوں تک مسح کرنا نیک حدیث میں ۲۰۳	"	جو شخص پانی اگر کم کر سکتا ہو وہ سر کی شدت
"	نماز پڑھ لیوے۔	"	حجت پڑھنے کے قابل نہیں۔	"	تیمم نہ کرے بلکہ غسل کرے گرم پانی سے۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۹۷	پیش پر سرکار واجب ہے۔	۲۲۲	بیان میں اس بات کو مددۃ المستتبع ایک	۲۵۸	ابواب عورت چھپانے کے بیان میں
۱۹۸	تعلیل پر بحث الزام کے بیان میں		درخت ہو میر کا تمام آسمانوں کی اوپر		باب کپڑوں میں نماز پڑھنے کے وجوہ میں
۱۹۹	مشافہہ میں ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری	۲۲۵	بیان میں اس بات کو مددۃ المستتبع	۲۵۷	حق یہ کہ عورت کا چھپانا نماز میں واجب ہے لیکن نماز کی صحت کی شرط نہیں
	او کبھی دلیل کو اختیار کر سکتا ہے		ہے یا نہ صحت۔		جو شخص غور سے اپنا کپڑا لٹکا دے تو وہ
	تیم کے بارہ میں ابو موسیٰ و عبد اللہ بن مسعود	۲۲۶	ان حدیثوں کو بیان میں جو با کیفیت		تعالیٰ قیاس کے ان کی طرف دیکھ گیا۔
	میں جو مسافر ہو اوس میں ابو موسیٰ کی دلیل		فرضیت صلوٰۃ فی لیلۃ المعراج کو متعلق		ستر عورت تمام اوقات میں واجب ہے مگر حاجت
	قوی تھی اس پر ابو عبد اللہ بن مسعود کو جواب آیا		جو شخص نماز میں رک کر اٹھ کر کھڑا ہو جائے	۲۵۸	اور جب نماز اور غسل کی بوقت اختلاف ہے
۲۰۱	آیت اولہ استم اللہ کی تفسیر۔		لوگوں سے بچ کر نماز پڑھ کر رکھ کر رکھ کر		اپنی بی بی یا اولاد یا دیگر کی سوا تمام لوگوں سے
	جہوہ علیہ السلام کی قول جو کہ تیمم میں		کرنے کی تفسیر کرنا کہ حکم نہیں		ستر عورت واجب ہے۔
	تیمم میں ترتیب شرط نہیں		حضرت کا دیکھ کر طریقہ یہ تھا کہ اٹھ کر		مرد کو مرد اور عورت کو عورت کو مستکبر
۲۰۲	تیمم میں ایک ضرب یا دوسری کی بحث میں		کا اعتبار کرتے تھے	۲۵۹	نظر کرنا جائز نہیں۔
۲۱۱	باب	۲۲۷	فرض نماز کا عند ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے		تہائی میں بالکل ننگو ہونا نادرست ہے
۲۱۲	امام بخاری کتاب التیمم میں مشرطہ حیثین		اور سب کے گناہوں سے بڑا ہے		باب ازار کو گدے پر نماز میں باندھنے
	بیان میں حادیث کو شکوہ امام بخاری نے		میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں		کے بیان میں۔
	کتاب التیمم میں نہیں نکالا		نار کا صلوٰۃ کو کفر و قتل میں اختلاف کیا		ایک کپڑے میں نماز پڑھنا درست ہے
۲۱۵	تیمم کے مسائل متفرقہ کے بیان میں	۲۲۸	قیاس کے تحت پہلو جو آدمی کا عمل پوجیا	۲۶۰	دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے
۲۱۶	کتاب نماز کے بیان میں		جاوید گاہ نماز ہوگی		باب ایک کپڑے میں اوڑھ کر
	بیان میں صلوٰۃ کے لغوی معنی و مذہبی		نماز سلام کے فرضوں میں پہلا فرض ہے		ایسٹ کر نماز پڑھنے کے بیان میں
	مناسبت ساتھ شریعی معنی کے	۲۳۲	ان لوگوں کو دلائل کا بیان جو نماز کا صلوٰۃ		حافظ ابن حجر کی وسعت علم گلیان۔
	باب بیان میں اس بات کو مددۃ المستتبع		کو کا فرض نہیں کہتے۔	۲۶۳	باب اس بات کو بیان میں کہ جب ایک
	میں نماز کو نہ کرنا فرض ہوئی۔	۲۴۱	اس بات کو بیان میں کہ جو شخص نماز کو ترک کرے		کپڑے میں نماز پڑھے تو گناہ سے
۲۱۷	شب معراج میں نماز فرض ہوئی کے نکتہ		اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا		پراوس میں سے کچھ حصہ ڈالے۔
	اور حکمت کا بیان۔	۲۴۲	اس بیان میں کہ چونکہ نماز کا حکم کرنا چاہیے		باب کپڑا آنگ ہونی کے بیان میں
	نماز کہ میں فرض ہوئی ہجرت سے پہلے	۲۴۳	کا فرض مسلمان ہو تو نماز کی قضاء کرے		مستحب فعلی کو ترک کر سکتے ہیں جب سہیز
۲۱۹	بیان میں اس بات کو کہ حکمت کی تفسیر		نماز کی فضیلت کی متفرق حیثیتیں	۲۶۶	کوئی قباحت لازم آوے
	میں کہی قول میں۔	۲۶۶	تعلیل جو زیادہ پڑھے اور تا زیادہ توای		

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۷۸	باب بیان میں اس بات کو نماز میں نہ کرنا	۲۸۳	وہ کہ دعوت میں حضور نہیں گشت ہو	۲۹۱	کوشی کپڑے کا ہر مرد کو قبول کرنا جائز ہے
۲۷۹	ہونا منہ ہے۔	۲۸۴	باب اس بات کو بیان میں کہ عورت کو نماز میں کتنے کپڑے چاہیے۔	۲۹۲	باب لال کپڑے میں نماز پڑھنے کے بیان میں۔
۲۸۰	باب قیصر یا ساجو اور جاگیا اور قبا میں نماز پڑھنے کو بیان میں۔	۲۸۵	بی بی خدیجہ علیہ السلام بیت مذہب سے میں مسجد کی نماز پڑھتے تھے اور مذہب سے ہی میں فلان ہو جاتے تھے۔	۲۹۳	باب بیان میں اس بات کو کہ جب آپ نے سنیں خطبہ پڑھتا تھا پھر سروراد ایک چادر سر پہنے ہوئے حضرت کو پاس ایک کپڑا تھا جبکہ عیدین اور عیدین پہنتے تھے۔
۲۸۱	عقلمی تجویزین علوم نقلی میں کام نہیں آتا	۲۸۶	باب سبیلہ کپڑے میں نماز پڑھنے اور نماز میں کی بل پر نظر پڑنے کو بیان میں نماز میں حضور قابل ضرر ہو۔	۲۹۴	باب چہیت یا سبیلہ لکڑی پر نماز پڑھنے کے بیان میں۔
۲۸۲	چھپانا چاہیے۔	۲۸۷	احتمال اور بیعہ لباس اور نماز کے معنی بیان کرنے میں۔	۲۹۵	باب سبیلہ کپڑے کا جواز امام اور مقتدی کو مقام میں اگر لکڑی یا پتی کا فرق ہو تو جائز ہے
۲۸۳	حضرت علی کو خاک صکر سورہ براہ سنائیکو حکمت بیان کرنے میں۔	۲۸۸	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۶	باب امام حسین جنبل کی فضیلت کے بیان میں لکڑی پر نماز پڑھنی درست ہے
۲۸۴	باب بیان میں جو ننگے ہو کر طواف کرے	۲۸۹	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر تہر ہو تو نماز صحیح ہے	۲۹۷	باب بیان میں اس بات کو کہ عیدین یا اونٹین دن کا ہوتا ہے۔
۲۸۵	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۰	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۱	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۸۶	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۱	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۲	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۸۷	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۲	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۳	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۸۸	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۳	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۴	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۸۹	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۴	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۵	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۹۰	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۵	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۶	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۹۱	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۶	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۷	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۹۲	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۷	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۸	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۹۳	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۸	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۹	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔
۲۹۴	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۲۹۹	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔	۳۰۰	باب بیان میں اس بات کو کہ اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے حسین صلیب جانور کی عورت نبی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۰۰	عورت کا قبول کرنا کو دینے ہو گوعورت	۳۰۰	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ان کے کوکروں	۳۰۰	ان حدیثوں کا بیان جنگ امام بخاری نے
	نہ کی ہو بشریکہ فقہ کا ذکر نہ ہو جائز ہے		جانتے تھے۔		ان باریوں میں نہیں نکالا
	نماز بفل جوعیت گہر میں پڑھنے کو بیان		ابو نعش بانی کوکون کو نماز میں جو تا امارت		بیان میں اس بات کو کہ جنگ کا کوکرو نماز پڑھنے
	نماز کے گام کو کر اوجھد میں کشتہ جو کشتہ		پر مارے ہو۔		بیان میں اس بات کو کہ اگر کشتہ نکالت تو اس کو کشتہ
	عورتوں کی منہ روئی کچھ ہو کر کیا نہیں		ابو نعش بخاری امام ابو حنیفہ کے استاد کو استاد		ہی اذہ ہے گو موٹو ہے شکے نہیں۔
	اگر ایک ہی عورت ہو کر کیا منہ روئی کچھ		نماز میں جو تا اوتار سے کوکرو جانتی ہو		روایوں کو کھانا جو کچھ مسئلہ کا کشتہ نکالت
	کپڑی ہو جاوے۔		اگر نماز میں کپڑی یا جوتی میں نماز پڑھو		کشتہ کو کھانا کھانا دینا چاہا جب کہا ہے
	جس کے کو عقل اس کا نماز صحیح ہے۔		بیان میں اس بات کو کہ جو کشتہ کی طہارت		بیان میں اس بات کو کہ قصص کا بیان کہلا
	باب جاو نماز پڑھنے کو بیان کیا		اگر کشتہ ہو جاتی ہے۔		اگر نہ سنت ہے۔
	باب کچھ پڑھنے پر نماز پڑھنے کو بیان کیا		باب سوزوں میں نماز پڑھنے کو بیان کیا		مدل نماز میں منہ ہے۔
۳۰۱	عورت کو جو کچھ سے وضو نہیں ٹوٹتا		بیان میں اس بات کو کہ سوزوں کو نماز صحیح		سنت نہ کر کے نماز پڑھنا بغیر جاتی کو منہ ہو
۳۰۲	سوزوں کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے		آیت فافعل لکھا کی تفسیر میں		دینا یا نہ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔
	باب سخت گرمی میں کپڑے پر		بیان میں اس بات کو کہ جب ہماری شریعت		دوسرے کلمہ تھیک کپڑے میں اگر ایک کلمہ
	سجود کر نیکی بیان میں۔		میں حکم خلاف کسی پیغمبر کے شریعت کا		حرام کا ہو تو اس کی نماز خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا
۳۰۳	سری یا گرمی کو کپڑے کپڑا پیشانی		تو اس وقت اس پیغمبر کی شریعت حجت		بیان میں اس بات کو کہ کپڑے کی طہارت صحت
	اور زمین کے درمیان چلے ہو تو جائز ہے		نہیں ہو سکتی۔		نماز کی شرط ہے یا نہیں۔
	اس کپڑی پر سجدہ کرنا درست ہے جو نماز کو		باب بیان میں اس بات کو کہ جو کوئی		نماز کو کپڑے کو پڑھنے پر نہیں کرنا
	بدن سے لگا ہو۔		سجود کو پورا نہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے		اکثر علما کا یہ قول ہے کہ کپڑے کی طہارت
	نماز میں خشوع کا اہتمام لازم ہے		بیان میں اس بات کو کہ جو شخص شرط نماز		شرط صحت نماز کی ہے۔
۳۰۴	حضرت مہ کا بودیے پر نماز پڑھنا		کو ترک کرے اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔		نماز میں وضو یا مشک کو کپڑوں پر لٹکانا
۳۰۵	باب جو کچھ میں نماز پڑھنے کو		بیان میں اس بات کو کہ جو شخص نماز میں خشوع		عورتوں کو کپڑے سے نماز میں پر نہیں کرنا
	بیان میں		اور کوع اور سجدہ کو پوری طرح نہ کر نماز		مسح ہے نہ وجہ
	جو کچھ نہیں ہے پاک کر نیکی بیان میں۔		اوس کو حق میں بد دعا کرتی ہے۔		مشکو کپڑے میں نماز پڑھنا سوسا
۳۰۶	میں حدیثوں سے جو کچھ میں نماز پڑھنا		باب بیان میں اس بات کو کہ جو شخص نماز میں خشوع		میں داخل نہیں۔
	ثابت ہے۔		پر نماز پڑھنا درست ہے۔		بیان میں اس بات کو کہ کپڑے کا کپڑا یا کپڑا
					پر نماز پڑھنا درست ہے۔

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۱۸	بیان میں متفرق حدیثوں کے	۳۱۸	باب مدینہ اور شام والوں کے قبلہ اور شرف	۳۱۸	باب قبیلہ کے متعلق حدیثوں کے بیان
۳۱۹	بیان میں اس بات کے کہ حضرت یونس رضی اللہ عنہ	۳۱۹	کے بیان ہیں۔	۳۱۹	جب خیر خاں ہو تو قبلہ کی طرف سے نہ کرنا صحاح
۳۲۰	ایک کرتا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۳۲۰	باب اس بات کے کہ قول اللہ تعالیٰ میں ہے کہ	۳۲۰	ہو جاتا ہے۔
۳۲۱	نماز میں کھڑے ہو کر پڑھنے کے عادی ہونا ضروری	۳۲۱	کے بیان ہیں۔	۳۲۱	جب آدمی سفر میں سواری پر ہو تو نفل
۳۲۲	سے ثابت ہے	۳۲۲	باب اس بات کے کہ بیان میں آدمی جہان پر سفر	۳۲۲	نماز کے لیے قبلہ کی طرف سے نہ کرنا ضروری
۳۲۳	بیان میں اس بات کے کہ اگر تہوک کہیں سے ہیں	۳۲۳	یا حضرت میں قبلہ کی طرف سے نہ کرنا ضروری	۳۲۳	قبلہ سے جاننے کو طریق ہیں۔
۳۲۴	لکھا ہو تو کچھ قیامت نہیں۔	۳۲۴	اس بات کے کہ بیان میں کہ اللہ جل جلالہ کی ذات	۳۲۴	باب اس بات کے کہ بیان میں کہ مسجد
۳۲۵	بانو نجا جو راہ پر گریختہ ہو کر ہمارے دروازے پر	۳۲۵	مقدس آسمان کے اوپر ہے۔	۳۲۵	میں سے تہوک اپنے نامہ رسول اللہ
۳۲۶	بیان میں اس بات کے کہ اگر کچھ ہیں جو چکر ہیں	۳۲۶	پیغمبر سے سہو ہی ہوتا ہے۔	۳۲۶	تمام صحابہ میں ہم اللہ کا اسم بات پر اتفاق
۳۲۷	پاک زمین پر چلے تو اس کے پائوں پاکی	۳۲۷	باب قبلہ کے بیان ہیں۔	۳۲۷	ہے کہ اللہ تعالیٰ اجل جلالہ عرش پر ہے
۳۲۸	ہو جاتا ہے یہود و بارہ ہونے کی حاجت نہیں	۳۲۸	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہاتھ دینی میں تھا میں	۳۲۸	اس بات کے کہ بیان میں کہ خدا تعالیٰ کا نماز
۳۲۹	آیت خداوندی کے لئے ہے کہ اگر کسی کی تفسیر	۳۲۹	ہدایت صاحب ہوتی	۳۲۹	اور قبلہ کے لیے جو میں ہونے کے یہ سننے میں
۳۳۰	جو تینوں میں نماز پڑھنا سجدہ ان اس کے	۳۳۰	الفرحان پر درگاہ حضرت عمر کی اسے کو حفظ	۳۳۰	کہ ان کی رحمت نماز کی اس لئے ہے اور
۳۳۱	ہے جسے اس امت پر خداوند کریم نے	۳۳۱	اور تہ ہے۔	۳۳۱	یہ تاویل نہیں ہے بلکہ اس کی تفسیر دوسرے
۳۳۲	عزت کی ہے۔	۳۳۲	حضرت عمر کی زندگی میں تمام خلافت کو کام	۳۳۲	حدیث ہے کہ قال اللہ تعالیٰ تو اچھے
۳۳۳	ابو ابی قبلہ کی طرف سے نہ کرنے اور جہان کے	۳۳۳	ان تمام کے چلے کہ سرور خلیل نہیں ہوا۔	۳۳۳	قبلہ کی طرف تہو کہنا منہ ہے
۳۳۴	آداب کے بیان ہیں۔	۳۳۴	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہاتھ دینی میں تھا میں	۳۳۴	باب بیان میں اس بات کے کہ مسجد
۳۳۵	باب قبلہ کی طرف سے نہ کرنے کی فضیلت	۳۳۵	جو حکم حضرت عمر کو ہوا ہے یہی اس کی پر لادیم	۳۳۵	میں سے ریختہ لکھ کر لوں سے
۳۳۶	جو کوئی احکام میں کو ظاہر میں بجا لاوے	۳۳۶	جب تک نسخہ حکم کی فیر نہ ہو اس وقت تک	۳۳۶	ملا یا جاوے۔
۳۳۷	اس کو مسلمان کہتا چاہیے۔	۳۳۷	اس پر عمل کر کے تکلیف نہیں۔	۳۳۷	باب اس بات کے کہ بیان میں کہ نماز
۳۳۸	جس کو قدرت ہو وہ میں کہ قبلہ کی طرف سے نہ	۳۳۸	جس کو نبوت کی خبر نہ ہو جو اور وہ میں سکھاتا	۳۳۸	و اپنی طرف نہ تہو کے
۳۳۹	کرے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی۔	۳۳۹	نہ جان سکے تو اس پر فالن و جب ہو گئے	۳۳۹	باب بیان میں اس بات کے کہ بائیں
۳۴۰	سفر میں نفل پڑھنے کو قبلہ کی طرف سے نہ کرنا	۳۴۰	جو شخص نماز کے باہر ہو وہ نماز پڑھنے والی کو	۳۴۰	طرف بائیں پائوں کر تہو کے
۳۴۱	جو کہ میں ہوں تو میں کہ قبلہ کی طرف سے نہ کرے	۳۴۱	بتلا سکتا ہے	۳۴۱	باب مسجد میں تہو کرنے کو گناہ
۳۴۲	یقیناً اور جو بائیں میں ہو تو طہا	۳۴۲	جو شخص مسجد میں قبلہ کی طرف نماز پڑھے اور اس کی	۳۴۲	کا بیان
۳۴۳	نماز میں قبلہ کی طرف سے نہ کرنا واجب ہے	۳۴۳	نماز جائز ہو جاوے گی۔	۳۴۳	گناہ ہوتی ہوتا ہے مسجد میں تہو کرنا

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۹	باب نمبر ۱۰ مسجد میں نیکو کرنا	۳۹	مسجد میں بیٹے کا اپنی رکبتا درست	۳۵	اصل نماز کا امام کا عالم کے پاس تہجد ہونا
۴۰	باب اسباب کی نیکو کرنا	۴۰	باب مسجد میں نیکو کرنا اور اس کے قبول کرنا	۴۰	برکت حاصل کرنے کے لیے
۴۱	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۱	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۱	جس سے دینی آفت پہنچنے کا ڈر ہو
۴۲	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۲	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۲	اور اس کا حال نام سے کہنا عینیت میں داخل نہیں
۴۳	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۳	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۳	ایسا کہ میں حرف ربانی اقرار کافی نہیں ہے جب تک کہ وہ یقین نہ ہو
۴۴	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۴	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۴	جو شخص تہجد پر کھڑا ہو وہ زمین پر بیٹھا
۴۵	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۵	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۵	نوافل جماعت سے اگر نماز درست ہو
۴۶	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۶	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۶	باب مسجد میں نیکو کرنا
۴۷	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۷	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۷	پہلے دینا پائون کہنے کے بیان میں
۴۸	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۸	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۸	باب بیان میں اس کا کیا جاہلیت کے
۴۹	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۹	باب مسجد میں نیکو کرنا	۴۹	دین کے مشرکین کی قبر میں کھود ڈالنا
۵۰	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۰	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۰	اور اگر مسجد میں نیکو کرنا درست ہے
۵۱	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۱	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۱	انھیں صرف اس کی قبر کی طرف نہ کر کے نماز پڑھنا
۵۲	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۲	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۲	حرام ہے
۵۳	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۳	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۳	مقدور میں نماز جنازہ درست ہے
۵۴	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۴	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۴	سورن جو عجیب باتیں دیکھے اور انکو
۵۵	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۵	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۵	بیان کر سکتا ہے
۵۶	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۶	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۶	قبر کے پاس سے جانے سے منع کرنا چاہیے
۵۷	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۷	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۷	جو قبر کے کسی کے مکان میں ہو وہیں اس کو دفن
۵۸	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۸	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۸	مسلحہ وہیں کے جائز ہے
۵۹	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۹	باب مسجد میں نیکو کرنا	۵۹	ربانی قبر کو اگر کافر نماز درست ہو تو بیٹھا قابل
۶۰	باب مسجد میں نیکو کرنا	۶۰	باب مسجد میں نیکو کرنا	۶۰	حرمت نہ ہوں جیسے کافروں کی قبر میں
۶۱	باب مسجد میں نیکو کرنا	۶۱	باب مسجد میں نیکو کرنا	۶۱	مسجد میں نماز کرنا اور نماز کرنا

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۵۹	مشترکین کے قبرین کا ہودھنا	۳۵۵	نہ چاہیے بلکہ عیسیٰ و مان سے نکل جانا چاہیے۔	۳۸۵	باب بیان میں اس بات کو کہ حج سفر سے آوے تو پہلے مسجد میں نماز پڑھے۔
"	میوہ دار درختوں کا ضرورت سے کاٹنا درست ہے۔	۳۵۷	باب نماز گرجا میں کے گرجا میں نماز پڑھنے کے بیان میں۔	۳۸۷	باب بیان میں اس کے کہ حج میں جاوے تو دو رکعت نماز پڑھے
۳۶۰	باب کربان جہان رہتی ہوں	۳۵۸	مسلمان کو گرجا میں نماز پڑھنا مستحب	۳۹۰	باب مسجد میں حدیث کریمہ کی تائید
"	وہاں نماز پڑھنے کے بیان میں۔	۳۸۰	مسلمان سے کہ بیان میں۔	۳۹۱	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۶۱	باب اونٹوں کے سنے کی جگہ	"	قبر پر روشنی کرنا ہر سال میں واد	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	میں نماز پڑھنے کے بیان میں۔	"	عید کی طرح جمعہ ہو ناجبکہ اس زمانہ	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۶۲	باب بیان میں اس کے کہ نماز کو آگے	"	میں عرس کہتے ہیں منہ ہے۔	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	آگ یا کوئی چیز ہو جو پوجی جاتی ہے اور	۳۸۱	باب بیان میں اس کی کہ حضرت	۳۹۲	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	نماز کی سنت خدا تعالیٰ پوجنے کی ہو	"	نے فرمایا ساری زمین میرے لیے	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۶۴	نماز کو آگ سے نہ	"	مسجد اور پاک کر نبوی بنائی گئی ہے	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	نہیں جاتی۔	"	باب مسجد میں عورت کو	۳۹۳	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	باب بیان میں اس بات کے کہ قبر	"	سوئیکے بیان میں۔	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔	۳۸۳	جب تک گہر نہ ہو مرد ہو یا عورت اشراط	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۶۹	پنج قبروں اور نیک بندوں کی قبروں کو	"	اسن قند کے کہ مسجد میں سونا	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	مسجد بنا نا حرام ہے۔	"	اور مہنا درست ہے	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	قبروں پر مسجد بنانے والوں پر خدا	"	مسجد میں خمیر وغیرہ کا سایہ کرنا درست	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	کی لعنت آئی ہے۔	"	جس ملک میں آجی پر اقامت آوے	۳۹۴	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	مسجد میں دفن کرنا حرام ہے	"	وہاں سے نکل جانا بہتر ہے۔	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۷۰	اون مقامات کے میں جہاں نماز	"	مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے وہ	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	پڑھنا منہر ہے۔	"	کافر ہو۔	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۷۴	باب بیان میں اون مواضع	"	باب مردوں کو مسجد میں	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	کے جہاں زمین دہس گئی ہے	"	کے بیان میں۔	۳۹۵	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
"	یا اور کوئی عذاب اور تر ہے۔	۳۸۵	باب بیان میں اس بات کو کہ غصہ والی شخص سے	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں
۳۷۶	غلاب والوں کے ملک میں ٹھہرنا	"	خوش ہو کر اور اس کا غصہ دور کرنے کے لیے	"	باب مسجد بنوی کے بننے کے بیان میں

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۹۷	فتنوں سے بچنا و مانگنا چاہیے	۴۰۶	حکم و صلہ کے لیے لٹا کر نادرست ہو	۴۱۲	باب ۱۲
"	باب ۱۳ بیان میں لینے کو بڑی اور	"	شفاعت کو قبول کرنے کے بیان میں	۴۱۳	باب ۱۳ مسجد میں لکڑی رکھنے اور مسجد میں سے گزرنے کے بیان میں۔
"	کا بیکر ونگ نہ پھینکے کے بیان میں	"	باب ۱۴ مسجد میں جہاڑ دینے	۴۱۵	باب ۱۴ مسجد اندر رہ کر لیا اور اس میں کھڑے دروازے رکھنا منہ ہے۔
"	باب ۱۵ اگر غریب کو آوے تو قبول کرے	۴۰۷	چیتہ شے اور کورہ اور شکرانہ چکر بیکار	۴۱۶	باب ۱۶ مسجد کا دروازہ اور نہ پھر کر کے ہانک کر
۳۹۸	وعدہ کیے لینا کے لیے تقاضا کرنا درست ہے	"	خادم کا حال پوچھنے کے بیان میں۔	"	بیان میں۔
۳۹۹	اہل فضل کے ساتھ تفریق حاصل کرنا درست	"	درست کمال پوچھنے کے بیان میں جب غار پر چاہے	۴۱۷	باب ۱۷ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	سجلا کا عمدہ بات ہو۔	"	روستی کا بدلہ کرنے میں دعا اور نماز جائزہ	۴۱۸	باب ۱۸ مسجد میں آواز بلند کرنے کے بیان میں۔
"	باب ۱۹ مسجد بنانے کی فضیلت میں	"	نیک لوگوں کو جنازہ پر حاضر ہونے کی بیان میں	۴۱۹	باب ۱۹ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	حضرت عثمان غنی نے مسجد کی بنائے	"	قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں	۴۲۰	باب ۲۰ مسجد میں آواز بلند کرنے کے بیان میں۔
"	ہجری میں کی تھی	"	موت کی خبر سننے کے بیان میں۔	۴۲۱	باب ۲۱ مسجد میں چائے کے بیان میں
۴۰۰	اگر مسجد اجرت پر ہی بنا دی تو تب بھی	۴۰۸	مسجد میں شرب کی سوداگری کی حرمت میں	۴۲۲	باب ۲۲ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	اوسمیں نواب ہو۔	"	باب ۲۳ مسجد کے لیے خادم کو ہونے کی بیان میں	۴۲۳	باب ۲۳ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	باب ۲۴ اسباب کو بیان میں کہ جب تیر	"	باب ۲۴ قیدی اور قرضدار کو مسجد میں	۴۲۴	باب ۲۴ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	لیکھ مسجد سے گزرنے کو اس کے پیکار	"	باندھنے کے بیان میں۔	۴۲۵	باب ۲۵ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	تہام لیسے	"	باب ۲۶ اسلام لانا کو وقت غسل کے اور قیدیوں	۴۲۶	باب ۲۶ مسجد میں چائے کے بیان میں
۴۰۱	اس بیان میں کہ مسلمان کی حرمت کو مانتے	"	کو مسجد میں باندھنے کے بیان میں	۴۲۷	باب ۲۷ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	باب ۲۷ مسجد سے گزرنے کے بیان میں	"	کا فرض جب سلمان ہونا چاہے تو غسل کرے	۴۲۸	باب ۲۸ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	باب ۲۸ مسجد میں شعر پڑھنے کے بیان میں	"	باب ۲۹ بیان میں اس بات کو کہ ضرورت سے اونٹ کا مسجد میں لیجا نا درست ہے	۴۲۹	باب ۲۹ مسجد میں چائے کے بیان میں
۴۰۲	باب ۲۹ مسجد میں ہتھیاروں کے پہلنا درست ہے	"	بیان میں اس بات کو کہ اور یا اور دھم میں ہن جو	۴۳۰	باب ۳۰ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	مساجد میں کھانا کھینا درست ہے۔	"	پر چلتے ہیں۔	۴۳۱	باب ۳۱ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	باب ۳۰ مسجد میں ہن پر خرید و فروخت	"	جس فعل حضرت نے لایا کہ بارگاہ سنت	۴۳۲	باب ۳۲ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	کا ذکر کرنے کے بیان میں۔	"	ہو چکا اگرچہ سارا زمانہ ہو کر جانے اور	۴۳۳	باب ۳۳ مسجد میں چائے کے بیان میں
۴۰۵	باب ۳۱ قرضدار پر تقاضا اور اس کا پچھا	"	عیب کرے۔	۴۳۴	باب ۳۴ مسجد میں چائے کے بیان میں
"	مسجد میں کرنے کے بیان میں۔	"	حضرت علیؑ نے سوانی سنت یا فعل کا	۴۳۵	باب ۳۵ مسجد میں چائے کے بیان میں
۴۰۶	صاحب مسجد سے سفارش کرنا درست ہو	"	تخفیر کرنا یا اس کا عیب کرنا کفر ہے۔	۴۳۶	باب ۳۶ مسجد میں چائے کے بیان میں

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۴۴۴	فرس نمازی لوٹ پر پڑھنا عذر مجاز	۴۴۴	مسجد میں جا کر ذکر کرنے کی فضیلت میں	۴۴۴	بیان میں ان چیزوں کے جن سے مومن کو بعد کرنے کو ثواب ملتا رہتا ہے۔
۴۴۵	قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد کر کے	۴۴۵	پنا اور بس کہہ کر مسجد میں جانے کی	۴۴۵	محققین اہل حدیث کے گزند یا کسٹام سے
۴۴۶	بہول جانا سے بڑھ کر کوئی گناہ ستر	۴۴۶	بیان میں -	۴۴۶	نہایت ہے
۴۴۷	مسجد کو داخلہ کرنے کو ثواب میں -	۴۴۷	فضول باتیں مسجد میں کرنا کی ممانعت میں	۴۴۷	جو کوئی مسجد کے کوٹھال یا اندھا لڑکھو کو لیے
۴۴۸	گہروں میں مسجد بنانے کے بیان میں	۴۴۸	صبح کی نماز قریب طلوع شمس کے پڑھنے کو کیا	۴۴۸	جنت میں ایک گھر بنا دیا گیا۔
۴۴۹	مسجد میں جا کر کھڑے ہو کر وقت کیا دعا پڑھ کر	۴۴۹	حضرت ام کا خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھنا	۴۴۹	جس کی کسی وضو کر کے نماز کو نکلے تو گنجلے
۴۵۰	مسجد میں گئی پہلی چیز کے بعد کو کھڑے ہو کر	۴۵۰	پاؤں جو چل کر مسجد میں جانے دروازے	۴۵۰	کو اونگھ لیں میں نہ ڈالے۔
۴۵۱	مسجد بنانے کا سو کر یہی ہے۔	۴۵۱	کے بعد مسجد میں بیٹھنے اور تکلیف کی	۴۵۱	بیان میں ان باتوں کو جس کا مسجد میں کرنا
۴۵۲	مسجد میں حد یا قصاص جاری کرنے کے بیان میں -	۴۵۲	حالتوں میں پورا وضو کر کے خواب کیلئے	۴۵۲	جائز نہیں۔
۴۵۳	مسجد میں خرید و فروخت کرنا کی منع	۴۵۳	حضرت حبیب بن شریف علیہ السلام خدا تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے ہوئے معجزات مانگتے	۴۵۳	جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو اگر مسجد میں جانے اور اس کے ثواب کے بیان میں
۴۵۴	مسجد میں شہر ٹپٹپنے کے بیان میں	۴۵۴	شیطانوں سے پناہ چاہتے	۴۵۴	بیان میں اس بات کو کہ جتنا مسجد میں دروازہ
۴۵۵	جبکہ دن مسجد میں حلقہ باندھ کر نماز سے پہلے بیٹھنے کی بیان میں	۴۵۵	حضرت ام کا اپنی فرسٹ ریف نہ پوچھنے کے لیے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا۔	۴۵۵	ہوئے تو سنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔
۴۵۶	مسجد میں صدقہ دینے کے بیان میں	۴۵۶	حضرت مہربانوں میں نماز پڑھنا سنا سچا	۴۵۶	بیان میں ان باتوں کو جس شخص کے جو کثرت سے مسجد میں جاتا ہے۔
۴۵۷	مسجد میں کہا کہ اس کے بیان میں	۴۵۷	بیان میں ان تعانوں کو جو ان نماز پڑھتے	۴۵۷	اللہ تعالیٰ روشنی دیکھا قیامت کو دن چمکتے
۴۵۸	قبیلہ کی طرف نل بٹاؤ والی چیز کہنے کو کیا	۴۵۸	میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔	۴۵۸	نور سے کس شخص کو جو اندھیرے میں مسجد
۴۵۹	اذان کے بعد مسجد میں نہ کھانے کے بیان میں	۴۵۹	نماز نفل گہروں میں پڑھنے کی برکت ہونے کے بیان میں۔	۴۵۹	کی طرف نماز کے لیے جاتا ہے
۴۶۰	مسجد میں دور سے آنے کی فضیلت میں	۴۶۰	عورت کو افضل حکم پڑھنے کے بیان میں -	۴۶۰	جس کی زیارت کوئی جاوے تو اس پر حق ہو
۴۶۱	مسجد میں اندھیرے میں آنے کی فضیلت میں	۴۶۱	مسجد میں کوئی اونگھے تو لو مسجد کو	۴۶۱	کو اس کی عزت کرے۔
۴۶۲	مسجد کی خدمت کرنے کی فضیلت میں	۴۶۲	چوڑ کر دوسری جگہ چلا جاوے	۴۶۲	بیان میں ایسی دعا کہ نماز اگر اس کو
۴۶۳	نماز کی ہفتاری کی فضیلت میں	۴۶۳	کنوان کوٹھنے کو ثواب کے بیان میں	۴۶۳	پڑھ کر مسجد میں نماز کو جاوے تو ستر
۴۶۴	نماز کو بعد مسجد میں نہیں کی فضیلت میں	۴۶۴	جو کوئی نماز پڑھنے کو کھڑے مسجد بناوے	۴۶۴	ہزار فرشتے اس کو لیے استغفار کریں۔
۴۶۵	مسجد میں جانے والی کی فضیلت میں	۴۶۵	خلافت افضل اس کو کہ بہشت میں گھر بناوے	۴۶۵	بیان میں ان مقامات کے جو اللہ کے
۴۶۶	گہر سے وضو کر کے نماز کو جانے کی فضیلت میں -	۴۶۶		۴۶۶	نزدیک پسند اور ناپسند ہیں

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۴۴۹	بیان میں اس شخص کے جو سب کو مانا	۴۵۵	بیان میں اس بات کو اگر تہذیب کی سنت کو	۴۴۹	برجی کو ساتھ رکھنے کو بیان میں۔
"	اور ذرا ہی کے لیے اپنا ہاتھ کاٹنا دی	"	چھوڑ کر لو لکرا ہوا جاوے۔	"	سفیرین ازان مشرور ہو چکے ہیں
"	بیان میں ان چھوٹے بچوں کو کہ جب تک کوئی	"	صحابہ کے زمانہ میں جو مسافرین نے انفا	"	مرد کی پٹنڈی کی طفر جازر ہونے پر
"	ادوں میں ہو تو خدا تعالیٰ اس کا ضامن کر	"	کے کوئی شخص حاجت پوچھ کر نہیں مہلتا	"	اجماع ہے جب فقہ کا ذکر نہ ہو۔
۴۵۰	جو سچا گفت کرے اور اللہ اس کے گفت پر	۴۵۶	حضرت مکی مسجد میں نماز پڑھنا اور سچا	"	سرخ لباس کے پہننے کو جواز میں
"	بیان میں اس بات کو کہ شیطان آدمی کا	"	کی ہزار نماز کے برابر ہو سوا مسجد حرام کے	۴۶۲	باب بیان میں اس بات کو کہ نماز میں
"	بہر پڑا ہے اور تدریس میں اس کے بچے سے	"	مسجد بنوی کو مسنون چہت کیا میں	"	ستر کے درمیان کٹنا فاصلہ نہ ہونا
"	ان لوگوں کے بیان میں جو سچا تادیب	"	جو شخص حدیث المقدس میں غارتہ پڑے کہ	"	یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات میں سے
"	اگر وہ غائب ہوں تو فرستو انکو وہ سچا	"	دروان تیل مسجد سے۔	"	دوسری ثلاثی ہے۔
"	میں اور دنیا کی حالت کا عین عیت کر تہیز	"	حضرت مگر اور میرے درمیان ایک	"	حضرت مکی مسجد میں محراب بنی
"	بیان میں ان قولہ کے جو مسجد میں	"	کیا کی کیا یوں جنت سے ہے۔	۴۶۳	نمازی اور ستر مگر فاصلہ میں۔
"	بیشک ہے والیکو حاصل ہوتے ہیں۔	"	السریر و السیر کے التقویٰ کی تفسیر میں	"	مسجد میں محراب بنا خلاف سنت ہے
"	ان ترکہ کیوں کہ بیان میں جنکو کہنا ہے	۴۵۷	راہ چلنے والا جب جہنم جاوے تو وہ	"	منبر کا مسجد علاحدہ کرنا مسنون
"	زشتوں کو ایذا ہوتی ہے اور مسجد میں	"	رکعت تحیۃ المسجد پڑھے۔	۴۶۸	باب مکین اور اور تقاضوں میں
"	آنا ان کے سبب منہ ہے۔	"	ایجاب نماز کو ستر کے کو بیان میں	"	ستر لگانے کے بیان میں۔
۴۵۱	جو شخص قیام کی طفر ہو کر قیام کے	"	باب بیان میں اس بات کو کہ امام کا ستر	"	مکین ہی نمازی کا ستر لگانے کا مانع
"	دان اسکا تھو کہ دونوں گناہوں کی چھین	"	اور اسکے سچ نماز پڑھنے والو کو کافی ہے	۴۶۹	جو چیز صاحبین کے جسم و لباس سے برکت
۴۵۵	باغوں میں جہاں نجاستیں ڈال	۴۶۰	بیان میں اس بات کو کہ نماز میں جتا لکرا	"	لے سکتے ہیں۔
"	حالی ہیں نماز پڑھنے کے بیان میں	"	و دشمن کو دفع کر لیے مہیا ساتھ رکھنا	"	باب اہم دستوں کی طفر نماز پڑھنے
"	گھر میں مسجد بنانے کے بیان میں	۴۶۱	صاحبین کو جو میں اس کو ستر کی ہونا	"	کے بیان میں
"	بیان میں اس بات کو کہ جس شخص کو	"	نماز کو ستر لگانے کے بیان میں۔	"	یہ حدیث امام بخاری کی ثلاثیات سے
"	اللہ سے ملنے کی خوشی ہو تو باپ و چون	"	ستر کا مٹا یا بقدر برجی کے کفایت کرتا	"	تفسیری حدیث ہو
"	غزیرین دامن پڑھے جہاں اذان	"	بیان میں اس بات کو کہ غیرین قصر افضل	۴۷۰	امام بخاری اس ثلاثی میں اپنی اسناد امام
"	دیجاوے۔	"	اتمام سے	"	ہر جنس کے برابر ہو گئے ہیں
"	اگر کوئی شخص فرض نماز گھر میں پڑھے	"	شہر سے باہر پڑھے ہی قصر شروع ہو جائے	"	باب بیان میں اس بات کو کہ جب نمازی عت
"	تو اسکو چھوڑ دیا ہے کہ تہذیب کی سنت کو	"	صحابہ کی عظیم کا بیان۔	"	میں ہو تو اسکو مسنونوں کو مسجد میں نماز

کے بیان میں

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

تسهيلا للقارئ
ترجمه اردو
صحیح البخاری
مع الشرح
والبیان
و
ارشاد السالكين
فی طریق النجاة
نیل الاوطار
سند
منتع الاثمار

بہتمام شیخ محمد الدین تاجرت در مطبعہ صیدیہ اولی قلع لاہور ۱۲۰۰ھ

اعلم ان علی بن ابی طالب قد صلب فی کربلا وکان من اولاد علی بن ابی طالب

من کربلا وکان من اولاد علی بن ابی طالب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الغسل

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنْ كُنْتُمْ مُّجْتَبَاً فَاسْتَغْسِزُوا وَاِنْ كُنْتُمْ مُّفْرَجًا فَاغْسِلُوْا رُءُوسَکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ اَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِدًا طَیِّبًا فَاَمْسَحُوا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَلٰکِنْ یُرِیْدُ لِيُطَهِّرَکُمْ وَلَیْسَ لَیْسَتْ عَلَیْکُمْ حَرَجٌ اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ وَقَوْلِیْ جَلَّ ذِکْرُهُ یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ کَسٰکِرَیْ حَتّٰی تَغْسِلُوْا مَآءَکُمْ اَوْ تَغَسِّلُوْا اَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِدًا طَیِّبًا فَاَمْسَحُوا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ترجمہ کتاب غسل کے بیان میں

ف غسل ضربین نہانا اور یہ نعمتین دیونا اور یکس غیرت جس سے دیوین پانی کے ساتھ ملا کر جیسے صابون نشان غیرہ اور کافی ہے غسل پانی بہانا اور مالک اور مرنی کے نزدیک بدن کا لینا اور جبے (نعمت) اور فرمایا اللہ تعالیٰ ف یہاں تکلف نودو آیتیں ذکر کریں پہلی سورہ مائدہ کی پہ سورہ نساء کی اور غرض اونسکے لائیسے پہے کہ غسل کی فرضیت جب کہ یہ قرآن سے ثابت ہے اور مائدہ کی آیت کو مقدم کیا کیونکہ اگر میں فاطمہؑ کو آپؐ اور یہ مجھ سے اور دوسری آیت میں اسکی تفسیر ہے حتیٰ تَغَسِّلُوْا (نعمت) است اگر تم جب (موت) سے یا جماع سے تمکو انزال ہوا ہو یا مقدمات جماع سے انزال ہوا ہو یا دخول کیا ہو کو انزال نہ ہوا ہو) تو پاکی کرو (غسل کرو) اور اگر تم بہا ہو اور پانی ضرر کرے) یا مسافروں (اور پانی نہ ملے) یا تم میں سے کوئی یا بخاندہ سے آوے (یعنی بول یا باران کے بعد) یا چہو دم عورتوں کو (رہشہوت کیونکہ شافعیہ کے نزدیک عورتیں کے چہو سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک چہو سے مراد جماع ہے اور یہ کا مفصل بیان پارہ اول میں

گذا) پھر تم پانی نہ پاؤ کہ یعنی پانی استعمال نہ کر سکو جیسے ابن ابی حاتم نے کہا کہ یا ربنا ایک ہمارے حق میں کوئی مرد
انصارین سے جسکے پاس خادم نہ تھا اور وہ خود اوٹھ کر پانی نہ لے سکا نہ وضو کر سکا) تو تم کہہ دو پاک ٹہی پر تو مسح
کر لو اپنے مومن اور ماتھوں پر اوس سے اتھوین چاہتا کہ تم پر ٹہی کرے لیکن وہ چاہتا ہے کہ ٹھو پاک کرے اور
اپنی نعمت تم پر پوری کرے تاکہ تم شکر کرو اور تمہاری نعمت زیادہ ہو تم پر آیت سورہ مائدہ کی ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے) سورہ نسا میں) اسے ایمان الموت نزدیک ہو تم نماز کے جب تم نشہ میں ہو بہا تک سمجھنے لگو جو کہتے
ہو **ف آیت ان** صحابہ کے بایں میں ازری جنہوں نے شراب کی حرمت پہلے شراب پیا ابن عوف کے پاس
پہر انہوں نے ایست کی اور پڑا قل لا یشک النکافون اعبدوا تعبدون مدیت کیا اسکو تندی اور بوداؤ کے
ادھک کے کہا کہ نشہ سے فیند کی غفلت مراد ہے نہ شراب کا نشہ **ت یا** جب ہو گراہ چلتے (یعنی مسافر ہو تو غسل
کرنا ضرور نہیں جب پانی نہ ملے بلکہ تم کافی ہے اور بعضوں نے کہا مسطح ہے جو کہ نماز کے مقاموں پر نہ جاؤ یعنی
سجدوں میں نشہ اور جنابت کی حالت میں اگر چہ چلتے اونپر سے گذرو یعنی مسجد پر سے کہیں جانے کی راہ ہو
اور وہ ان جانا چاہو تو جنابت کی حالت میں ہی مسجد پر سے گذرنا درست ہے) یا تاکہ غسل کرو اور اگر تم ہمارے ہو یا
مسافر یا تم میں سے کوئی باپخاڑے سے اُمّی یا چھوٹے عورتوں کو پھر پانی نہ پاؤ کہ یعنی پانی نہ ملے یا پھر اوس کا
استعمال کر سکے تو بیماری یا نفسی کی وجہ سے) تو تم کہہ دو پاک ٹہی پر پھر مسح کر لو اپنے مومن اور ماتھوں پر بیشک اللہ
تعالیٰ معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے (تو جب پانی نہ ہو اوسے غسل کو معاف کر دیا اور تم جان کر دیا) **باب الوضوء**
فصل الغسل غسل سے پہلے وضو کرنا کیا بیان **ف** امام شافعی نے اُمّ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اسے غسل کو فرض کیا
پس جب طح غسل کرے تو سارے بدن کو تر کرے کافی ہے اور بہتر یعنی مستحب طح ہے جو کہ پہلے وضو کرے جس پر صحیح
میں کتاب ہے **حک** ثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن حماد عن ابنہ عن عائشہ زوجہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اغتسل من الجنابة بدأ فغسل يده ثم يوضأ كما يوضأ للصلاة ثم يدخل
اصابعه في الماء فيخلل بها أصول الشعر ثم يصيب على رأسه ثلاث غرغرة يده ثم يفيض الماء على
جداره کل مرتبة اُمّ المؤمن عائشہ نے سے دیت ہو حضرت رسولی ارحمہ اللہ علیہ کہ وہ مسح غسل کرتے جنابت کا
شروع میں دو نو ماتہ دھوئے (برتن میں) ماتہ ڈالنے سے پہلے تو مدی پر اپنی شمر گاہ دو نو مسلم) پھر وضو کرے
جیسے نماز کے پھر وضو کرتے ہوتے حافظ نے کہا ماتہ دھونا پاک کر نیکی کی بات یا ماتہ دھونا وہی تھا جو فیند سے
اوٹھ کر چاہیے اور دلالت کرتی ہے پھر تندی کی مدیت اور مثال ہے کہ غسل سے پہلے وضو ایک مستقل سنت ہو او

۴۴
ان الیہ صلی اللہ علیہ وسلم
۴۴

اور تامل ہے کہ وضو میں جو اعضا دھل جاتے ہیں انکو پھر غسل میں دھویا ہو اس صورت میں اس وضو کے شروع
 میں جنابت کے غسل کی نیت کرنا چاہیے اور ابن بطلان نے کہا اجماع ہے ہر کر وضو واجب نہیں غسل کے ساتھ
 اور غلط ہے کیونکہ ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت کے نزدیک غسل وضو سے کافی نہیں ہوتا لیکن جو بے وضو
 ہو وہ اگر غسل کرے تو کافی نہ ہوگا بلکہ رفعِ حدث کر لے پھر وضو کرنا چاہیے قطلمانی نے کہا شافعی اور مالک کا
 یہ مذہب ہے کہ غسل سے پہلے پورا وضو کر لے جیسے ظاہرِ حدیث سے نکلتا ہے اور حنفیہ کے نزدیک اگر غسل کے مقام
 میں استعمال پانی جمع ہوتا ہو تو صرف پانچوں نہ دھو کہ بلکہ غسل کے بعد دھو کہ اسطرح ظاہر ہے کہ یہ وضو ہی میں تین
 یا کر کے اور عیاض میں نے کہا کہ جنابت غنونا مگر اثبات نہیں ہوئی انتہی مختصر است پھر اپنی اونگلیاں پانی میں دھو
 اور ضلال کرتے دسے بالوں کی جڑوں کا فاسلم کی روایت میں ہے پھر پانی لیتے اور اپنی اونگلیوں کو بالوں
 کی جڑوں سے الٹے اور مذی اور نسائی میں یہ ہے پھر لے لے بالوں کو پانی مٹاتے اور باقی کی روایت میں ہے کہ پہلے
 خلال کرتے دسے سر کے اسی جانب کا تو لیا جائے انکو بالوں کی جڑوں میں پھر بائیں جانب ہی اسکا رتہ ادا
 خلال بالاتفاق واجب نہیں ہے مگر حسبِ حال جو ہوئے ہوں اسطرح سے کہ پانی اونگی جڑوں میں پہنچے تو واجب ہے
 ت پھر اپنے سر پر تین چودو نو پانچوں سے لیکر اٹھتے پھر پانی بہاتے پھر ساری بدن پر فحافظانے کہا عیاض
 نے جو کہا کہ جنابت کو وضو میں تکرار ثابت نہیں ہے غلط ہے امام نسائی اور بیہقی نے مستند صحیح روایت کیا غسل جنابت
 میں کب پھر کب چلی کرتے تین بار اور ناک میں پانی ڈالتے تین بار اور دھو کہ دھوتے تین بار پھر اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے
 اور ساری بدن پر پانی ڈالنے سے پہلے کہ جو وضو غسل سے پہلے کیا وہ ایک سنت ہے اس صورت میں اگر غسل کرنا
 بے وضو ہو تو اس وضو میں رفعِ حدث کی نیت کر کر وضو غسل کی سنت کی اور پانچوں دھوتے میں دیر نہ کر کہ پورا وضو کر کہ
 اور یہی محفوظ ہے اس طریقہ میں البتہ مسلم ابو معاویہ کے طریق سے نکالا اس میں ہے پھر پانی ڈالا اپنے ساری بدن پر
 پھر دونوں پاؤں اٹھائے بیہقی نے کہا یہ روایت غریب ہے اور صحیح ہے میں کہتا ہوں ہمیں گفتگو ہے اور ہر کمالیک
 شاہد ہے کہ مسلم کی روایت جو حضرت عائشہ سے اُسکو نکالا ابوداؤد طحاوی سے اس کے اخیر میں یہ ہے جب غسل
 سے فارغ ہو کر تو دونوں پاؤں کو دھویا انتہی مختصر قطلمانی نے کہا اس حدیث کو امام مسلم اور نسائی اور ابوداؤد نے
 بھی نکالا مگر ترجمہ کہتا ہے حافظ صاحب نے امام موسنین عائشہ کی حدیث میں پانچوں کا دھونا غسل کے بعد اور کمالیک
 درنہ امام موسنین سمیعہ کی حدیث میں جسکو مؤلف اُس کے بیان کرینگے یہ آتا ہے کہ آپ نے پانی ڈالا اپنے بدن پر پھر پھر
 سر لگا کر اور دونوں پاؤں دھو کر محل ثنا محمد بن یوسف قال حدثنا مسعود بن عمار عن عائشہ عن مسلم بن ابی

الْحَجَلُ عَنْ كَرِيكَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رَجُلِيكَ وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنْ الْأَذَى فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَأَقْبَضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثُمَّ خَشَعَتْ
 رَجُلِيكَ فَغَسَلَ هَذَا غَسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ حَمَمَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةُ سِتْرَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ نَسِيَ كَمَا جَاءَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي وَضُوءِهِ جِيسَ تَمَازُكُ لِيَسِرَ وَضُوءُكَ تَنْهَضُ صَرْتِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَسِيَ هُوَ وَفَافَ حَافِظُ كَمَا
 اس میں تصریح ہے کہ پانوں کو غسل کے بعد دھویا اور یہ بظاہر مخالف ہے حضرت عائشہ کی روایت کہ اور تطبیق یوں ہوگی
 کہ حضرت عائشہ کبھی شیش میں وضو کے اکثر افعال وضو کو وارد ہوں یا کبھی سیا کیا ہو کبھی دلیا اور مجبور کا یہ قول ہے
 کہ پانوں دھونا غسل کے بعد واجب ہے اور امام مالک سے ایک روایت ہے کہ اگر غسل کا مقام صاف پاک ہو تو پانوں دھونے
 میں تاخیر کرنا مستحب ہے ورنہ تقدیم مستحب ہے اور شافعیہ کے دو قول ہیں فضل میں نووی نے کہا صحیح اور شہور یہ ہے
 کہ غسل سے پہلو وضو پورا کر کے کیونکہ اکثر روایتیں حضرت عائشہ اور میمونہ سے اسطرح ہیں اتنے حالانکہ کسی روایت
 میں غسل سے پہلو وضو پورا کر کے تصریح نہیں بلکہ محتمل ہیں تمام وضو کو اور بعض روایتوں میں تصریح ہے کہ غسل
 کے بعد پانوں دھونے واجب و ابو سعاد یہی روایت ہیں جو گزرا اور میمونہ سے اکثر روایتیں اسکے موافق ہیں اور امام
 احمد کی روایت میں ابو سعاد یہ سے دھونے نے غسل سے یہ ہو کہ آپ جب غسل کرتے جنابت کا تو پہلے دو نون
 مائتہ دھوتے پھر دانتے مائتہ سے یا مین مائتہ پر پانی ڈالتے پھر اپنی شمر گاہ دھوتے اور بیان کیا حدیث کو
 اخیر تک آخر میں یہ کہا پھر سر کا تے اور دو نون پانوں اپنے دھوتے اس سے یہ نکلتا ہے کہ آپ ہمیشہ پانوں دھونے
 میں تاخیر کرتے تطبیق نے کہا امین حکمت یہ کہ شروع اور ختم غسل کا وضو کے افعال ہووے نہ تو مختصات
 اور اپنی شمر گاہ کو دھویا اور جو کثافت آپ کے لگی تھی اسے نہنی اور طوبت وغیرہ پھر اپنے بدن پر پانی ڈالیں پھر پانوں
 کو سر کا یا (غسل کے مقام سے) اذکو دھویا یہ اچھا غسل تھا جنابت سے ف حافظ نے کہا اس روایت میں تعلیم
 اور تاخیر ہو گئی ہو کیونکہ شمر گاہ کا دھونا وضو سے پہلے تھا اور یہ ابن المبارک کی روایت معلوم ہوتا ہے جو آگے
 آگے لگی واسمیں پہلو مائتوں کا دھونا مذکور ہے پھر شمر گاہ کا دھونا پھر دوا پر مائتہ رگڑنا پھر وضو کرنا پانوں دھونا
 اور حدیث سے امام بخاری نے بہت سے مسائل نکالی ہیں اور ہر ایک باب میں ایک ایک مسئلہ کو بیان کیا ہے
 اور سب میں ہی حدیث بخیر اسناد ذکر کی ہے اور اس سے کسی مائتہ اور نکلتی ہیں ایک تو مدد لینا جائز ہونا
 وضو و غسل میں پانی لائے میں چنانچہ حصص کی روایت میں اسی حدیث میں کہ اپنے اپنے غسل کا پانی رکھا دے پھر
 بی بی کو خاوند کبھی حدیث کرنا تیسرے شمر گاہ دھونے کو کہو دانتے مائتہ سے یا مین پر پانی ڈالنا جو ہر جو شخص چلو

پانی لیتا چاہئے اور سکو شکر گاہ سے چلنا ہوتا ہے کہ پانی لوٹے میں ہو تو بیسٹ شکر گاہ کا دھونا اول ہے
اور اس پر شکی طریقیہ میں سر کے سر کا ذکر نہیں بلکہ اگر کینہ سے اسی جہ سے کہا کہ غسل کے وضو میں سر کا مسح نہیں ہے
بلکہ غسل میں جو سر ہو تو میں وہ سر کبیل کافی ہو اور ابو حنفہ کی روایت میں یہ ہے کہ پیرینے آپ کو ایک
کپڑا دیا آپ نے نہیں لیا اس پر بعضوں کی دلیل لی ہے بدن پونچھنے کی راستہ پر حالانکہ یہ دلیل لیتا صحیح نہیں کیونکہ
یہ ایک واقعہ ہے اور شاید پیر دینے کی وجہ اور کپڑے جو جیسے کپڑے کا اچھا نہ ہونا یا آپ کو جلدی ہونا مہلک ہے
کہا شاید کپڑا پیر دینے کا سبب ہو کہ پانی کی برکت باقی ہے یا توضیح کی راہ سے ہو یا اس کپڑے میں شیم ہو گا یا
سیل ہو گا اور احمد اور حنفی کی روایت میں ابو حنفہ سے انہوں نے غسل سے یہ ہے کہ میں نے اس کا ذکر ابھی نہیں سے
کیا اور انہوں نے کہا سندیل سے پونچھنے میں کپڑے قباح نہیں اور آپ نے اس کو پیر دیا اس سے کہ عادت نہ ہو جائے
اور تمہی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہو کہ آپ بدن کو پونچھتے تھے ورنہ سندیل کیوں لائی جاتی ابن رقیق العید نے کہا
آپ نے پانی ہاتھ سے جبکا اس سے یہ نکلتا ہے کہ پونچھنے میں کہ راستہ نہیں لودہی کہا ہمارے اصحاب کے اس میں پانچ
قول ہیں صحیح یہ کہ نہ پونچھنا مستحب ہے اور اس میں یہی دلیل ہے کہ جو پانی طہارت کو بغیر اس کے اعضا سے نکلے وہ پاک ہے
اور بعض غلو کرنے والے خفیہوں نے اس کو نجس جانا ہے ہذا شکی طریقیہ نے کہا تکلف از حدیث کوئی مقاموں میں نکالا اور
اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے طہارت میں نیل میں ہو کہ امام احمد نے روایت کیا جابر بن طہم سے کہ ہم
نے ذکر کیا جنابت کو غسل کا حضرت م کہ پاس آپ نے فرمایا میں تو چلو پیر کر پانی لیتا ہوں اور اپنے سر پر ڈالتا ہوں
پیر بعد اسکے سارے بدن پر پانی بہاتا ہوں اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور ایک روایت میں امام احمد کے
یوں کہ میں اپنے سر پر تین چلو ڈالتا ہوں پیر پانی بہاتا ہوں تو میں پاک ہو جاتا ہوں اور نکالا پانچوں عالموں
نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت نے غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا
اور سکو بہتی ہے عمدہ سندوں کے اور ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا موقوفہ اور مرفوعاً جب وہ پوچھے گئے
غسل کے بعد وضو کرنے سے تو انہوں نے غسل سے زیادہ کو نسا وضو ہے اور ایک شخص نے اس سے کہا میں وضو کرتا ہوں
غسل کے بعد تو انہوں نے کہا تو نے بیفائدہ محنت کی اور حنفیہ سے انہوں نے کہا کیا تم میں سے ایک کو یہ کافی
ہے کہ سر سے لیکر پاؤں تک دھو دے تاکہ وضو کرے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین سے ایسا ہی ابن عباس
نے کہا علماء کا اختلاف نہیں اس میں کہ وضو غسل ہے غسل میں ابن سید الناس نے کہا کہ امام داؤد نے
وضو جب کہ ہر غسل کے اندر نہ غسل کے بعد اور ابن حزم نے کہا کہ داؤد کے نزدیک ہی وضو غسل میں

فرض نہیں ہے انتہے مختصر اور امام شافعی اور ابو حنیفہ کی روایت کیا ابن عمر سے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا حضرت سے جنابت کے
 غسل کی اپنے فرمایا شروع کرے تو اپنے دہانے ہاتھ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالو پھر سناؤ اپنا ہاتھ برتن میں ڈالو پھر اپنے
 شرنگہ پر پانی ڈالے اور یا تین ہاتھ کو شرنگہ پر کہے اور جو دھان لگا ہو وہ دھو ڈالو پھر ان تک کہ صاف کرے پھر بائیں ہاتھ
 اپنا چاہے تو منی پر کہے پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالو یا تین تک کہ اسکو صاف کرے پھر دونوں ہاتھ دھو کہ تین بار درناک میں
 پانی ڈالو اور کلی کرے اور اپنے سونہ اور نیا نہون کو تین تین بار دھو کہ جب اپنے سر تک پہنچے تو اوپر سر نہ کرے اور پانی
 اوپر ڈالو **باب غسل الرجل مع آخر آیت مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ غسل کرنا** (ایک برتن ہی) **باب غسل**
ادم بن ابی ایاس قال حدثنا ابن ابي ذئب عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت كنت اغتسل
انا والنبي صلى الله عليه وسلم من اناة واحد من فدايهم يقال له الفرق ترجمہ حضرت عائشہ سے
 روایت ہے انہوں نے کہا میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن سے ایک پیالے سے جبکہ
 فرق ہوتا تھا **باب ما کی روایت میں ہے کہ جب ابی اس کے غسل کرتے تھے صحیح مسلم میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا فرق**
تین صاع کا ہوتا ہے نووی نے کہا یہی جہور کا قول ہے اور ابو عبید نے کہا اسے اتفاق ہے تو فرق کے سولہ رطل
ہوئے اور بعضوں نے کہا فرق دو صاع کا ہوتا ہے اور ابن حبان نے حضرت عائشہ سے سنا کہ وہ برتن چارہ قسط کا تھا
اور قسط بالفاق اہل لغت نصف صاع کا ہوتا ہے حافظ نے کہا جب رقی تین صاع کا ہوا اور سولہ رطل کا
تو صاع پانچ رطل اور رہائی رطل کا ہوا جیسے شافعیہ کا قول ہے نہ اہل رطل کا جیسے خافعیہ کہتے ہیں اور بعض شافعیہ
نے کہا کہ غسل کے لیے آٹھ رطل کا صاع معتبر ہے اور صدقہ فطر کے لیے پندرہ رطل کا اور یہ قول ضعیف ہے اور داؤد بن
احمر نے سو دلیل کی کہ مرد کو اپنی عورت کی شرنگہ اور عورت کو اپنے مرد کی دیکھنا درست ہے اور ابن حبان نے کہا
سلیمان بن موسیٰ کو اون کو پوچھا گیا کہ مرد اپنی عورت کی شرنگہ کو دیکھے اور نہون کہا میں نے عطار سے پوچھا
اور نہون نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا تو انہوں نے یہی حدیث بیان کی انتہے مختصر حافظ نے کہا
ابن اثیر نے نقل کیا کہ فرق بقیہ قاف اوٹا سولہ رطل کا ہوتا ہے اور بسکون ایک سو بیس رطل کا اور یہ قول غریب ہے
مستطانی نے کہا جوہری نے کہا فرق ایک پیمانہ ہے مشہور مدنیہ میں سولہ رطل کا اور یہ پیمانہ کانسی کا تھا جیسے
حاکم کی روایت میں ہے ایک کٹرے میں کانسی کا اور روایت کیا اسکو مسلم اور نسائی نے ہے **باب الغسل**
بالصاع والحجر صاع اور اسکی ابتدا برتنوں سے غسل کرنا اوپر گذرا کہ صاع پانچ رطل اور رہائی رطل
 کا ہوتا ہے اور رطل سے مراد بغدادی رطل ہے جو ایک ٹھائیس دم اور پچہ درم کا ہوتا ہے اور نووی نے اسکو توحج

دی اور راضی وغیرہ کہہ کر رطل کی بیستیں دم کہے (فتح) اور اہل عراق (کو فہ وغیرہ) نے کہا کہ صباغ آئینہ رطل کا ہوتا ہے اور حجت لی مجاہد کی روایت ہو کہ ہم حضرت عائشہؓ پاس گئے پھر ایک بڑا پیالہ لایا گیا حضرت عائشہؓ نے کہا آپ ایسے برتن سے غسل کرتے ہیں مجاہد نے کہا میں نے اس کا انداز کیا تو آئینہ رطل سے نو یا دس رطل تک ہو گا حالانکہ یہ روایت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو مدینہ میں شہور اور متواتر ہوا اور جاری کاٹا گئی معاشون اور معاملات میں اور امام مالک نے ابو یوسف کے سامنے جب مدینہ میں آئے صباغ کو نکالا اور کہا یہ صباغ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو یوسف نے اس کو لٹہ رطل کا پایا تو اونہونے رجوع کیا امام مالک کے قول کی طرف پھر یہ سب لوگوں کی روایتیں ایک مجاہد کی خبر سے رد نہیں ہو سکتیں حافظ نے کہا اگر مجاہد کی خبر کو تسلیم کریں تب بھی اہل عراق کا مسئلہ لائق تائید ہوتا کیونکہ مجاہد نے انداز کیا اور انداز اپنے اور تو لےنے کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسکے علاوہ مجاہد نے یہ کہا کہ وہ برتن صباغ تھا **ثَنَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ حَفْصٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ كُنْتُ أَتَاوُكُنَّ عَائِشَةَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنْ رِطْلٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَدَعَتْ يَدَايَا نَاخُورًا مِنْ صَبَاغٍ فَأَغْسَلَتْ وَأَقَامَتْ عَلَى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَبَدُو الْجَرْمُ عَنْ شُعْبَةَ قَدْ صَلَّاهُ** ترجمہ ابو سلمہ سے روایت ہے اور حضرت عائشہؓ کو یہاں رضاعی چچو سلم اور نسائی کی روایت میں ہی رطل نووی نے کہا کہ اونکا نام عبداللہ بن یزید تھا کیونکہ معجم مسلم میں کتاب الجنائز میں ہے عبداللہ بن یزید سے جو رضیع تھے حضرت عائشہؓ کے حافظ نے کہا میرے نزدیک وہ معین نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت عائشہؓ کو رضاعی بہائی کشیر بن عبید بن جحش اور کشیر بن حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہو گا اور اس کو بخاری ادب مفرد میں اور ابو داؤد نے اور غلطی کی اور وہی نے جو کہا کہ مراد عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں اور اس نے جو کہا کہ مراد طفیل بن عبداللہ ہیں کیونکہ امام مسلم اور نسائی اور ابو عوانہ کی روایتوں میں شعبہ سے رضاعی بہائی کی تصریح ہے تب حضرت عائشہؓ پاس گئے اونکے بہائی نے اون سے پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکر غسل کرتے تھے اونہون نے ایک برتن منگوا یا جو ایک صباغ کے مانند ہو گا پھر غسل کیا اونہون نے اور اپنے سر پر پانی ڈالا اور ہارے اور انگوٹھیں بین پرودہ تھا فاقصی عیاض نے کہا ظاہر ہے کہ ان دونوں شخصوں نے حضرت عائشہؓ کے سر اور بدن کے اوپر کچیاں بکھجی جو محرم کو دیکھنا درست ہے اور ابو سلمہ ہی حضرت عائشہؓ کے بیاختہ رضاعی اونکو دودھ پلایا تھا امام کلثوم حضرت عائشہؓ کی بہن نے دودھ اونکے سامنے کیونکر غسل کرتیں اور اس سے یہ نکلا کہ کام کر کے دیکھا ناعمدہ طریقہ ہے تعلیم کا (فتح)

(نسخہ) ابو عبد اللہ (امام بخاری ۷۲) نے کہا یہ تیرہ بن ہرون اور تیرہ بن اسد اور جندی (عبداللہ بن ابی اسیم) نے
 اس حدیث کو روایت کیا شعبہ سے اور کہا کہ وہ تین ایک صاع کے اندر نہ ہو گا و حافظ نے کہا کہ یزید بن ہارون
 کے طریقہ کو ابو عونہ اور ابونعیم نے مستخرج میں نکالا اور تیرہ کے طریق کو اسماعیل نے اور تیرہ بن اسد اس میں یہ کہ اپنے سر پر
 تین بار پانی ڈالا اور ایسا ہی ہے سلم اور نسائی کی روایت میں تیرہ حاکم ثناء عبد اللہ بن محمد قال حدثنا
 ابن ادم قال حدثنا زهير عن ابی اسحق قال حدثنا ابو جعفر کثر کان عند جابر بن عبد اللہ حق
 و ابوہ و عندہ قوم فساکوہ عن الفضل فقال یکتفیک صاع فقال رجل ما یتکفی فی فقال
 جابر کان یتکفی من حق اونی منک شعرا و حیدر منک کثر اکتفانی کو بی ترجمہ امام محمد باقر ابو جعفر
 بن علی بن حسین بن علی علیہ السلام سے روایت ہو رہی اور اس کے باب (امام زین العابدین علی بن حسین علیہ
 السلام) جابر بن عبد اللہ انصاری رہنے کے پاس تھے اور ان کے پاس اور کچھ لوگ تھے اور انہوں نے جابر بن اسیم کو چاہا
 (اسی بن اسیم کی سند میں یہ کہ پوچھنے والا امام ابو جعفر ہی تھے اور نسائی کی روایت میں یہ کہ ابو جعفر سے ہر جگہ
 کہ غسل میں جابر بن اسیم کے پاس غسل کو جابر نے کہا کافی ہے تو ایک صاع پانی ایک شخص بولا تو میں سے اسماعیل
 اور بعضوں نے کہا کہ وہ شخص بن حسین بن علی بن ابی طالب تھے) مجھے تو (اسنا پانی) کافی نہیں ہے جابر بن اسیم نے کہا وہ
 کافی ہوتا تھا اور ان شخص کے بے چنگے بال تم سے زیادہ تھے اور تم سے بہتر تھے (یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم) یہ امامت کی جابر بن اسیم نے ہماری ایک کپڑے میں ف امامت کا ذکر کیا بالصلوۃ میں مفصل
 اور کجا حافظ نے کہا اس حدیث کو یہ نکلتا ہے کہ لکھ لوگ حدیث کو کیسے تابع تھے اور حضرت م کے فعال کیسے پیرو تھے اور
 یہ بھی نکلتا ہے کہ جو کوئی حدیث کو خلاف جگہ کرے علمی ہو اس کو سختی سے سنبھالنا درست ہے جیسے جابر بن اسیم
 محمد کو سنبھایا اور یہ بھی نکلتا ہے کہ پانی میں ہر طرف نہ ہو اور اس حدیث کو امام سلم نے نہیں نکالا اور صاحب نے منہ سے کہو کہ
 کیا حالانکہ وہ متفق علیہ روایتیں نکالتے ہیں قسطلانی نے کہا امام نسائی نے اس کو نکالا حاکم ثناء ابو نعیم
 قال حدثنا ابن عیینہ عن یحییٰ و عن جابر بن زید عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 میمونۃ کانا یعتب لکن من اناء و اوحی قال ابو عبد اللہ کان ابن عیینہ یقول اخیرا عن ابن
 عباس عن میمونۃ و الضحیحہ ما رواہ ابو نعیم ترجمہ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المؤمنین میمونہ دونوں غسل کرتے تھے ایک برتن کو ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا ابن عیینہ جو حدیث
 کے راوی ہیں) وہ اخیر عمر بن ابی نایت کرتے تھے اس کو ابن عباس سے اور انہوں نے میمونہ سے اور صحیحہ وہ ہر جگہ ابونعیم (فضل

(مناکین) نے روایت کیا کہ ابن عباس سے توحید میں ابن عباس کی مسند اور مسند شریک اور سیاحی صحیح کہا دارقطنی نے
 اور ابو نعیم نے ابن عباس سے پہلے سنا ہوا اور محدثین کی عادت ہے کہ وہ قدم صاع سے ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اولیٰ انہما من
 حافظہ قوی ہوتا ہے جو نسبت اخیر عمر کے حافظے کے برابر ہے لیکن دوسرے کی روایت کو ترجیح دے کر اس وجہ سے کہ وہ پہلے ہی بہت
 ہیں اور ان کو سفیان کی صحبت زیادہ تھی اور صحیحی نے اسکو ترجیح دی اس طرح سے کہ ابن عباس حضرت م کے غسل پر مظم
 نہیں ہو سکتے تھے تو ضرور بیحد سے سنا ہوگا اور بیحد کی روایت کو نکالا شافعی اور حنفی اور ابن عمر اور ابن ابی شیبہ
 وغیرہم نے اپنے مسندوں میں سفیان سے اور مسلم اور نسائی نے اب بعض شافعیوں نے یہ کہا ہے کہ بیحد کی روایت کی احادیث کو
 باب کو کچھ مناسب نہیں ہے کیونکہ ہمیں برتن کا مقدار مذکور نہیں ہے اور ہر کجا جواب یہ ہے کہ مقدار برتن کا اس سے کتنا
 ہے کہ اس نے میں برتن جو تھوڑے تھوڑے شافعی نے کہا تو داخل ہو جاوے گی یہ حدیث مولف کی اس باب میں صاع اور
 اس کے مانند سے غسل کرنا یا بیحد ماحول ہوگا اس مقید پر جو حضرت عائشہ کھڑی تھیں ہر کس میں اور حضرت م ایک تھیں
 سے ہناتر جو فرق کے برابر تھا کیونکہ دونوں کی بی بی بیان تھیں نہ مختصر نہ طلالی نے کہا باب کی مناسبت کے لیے تھیں
 توجہ ہمیں کی ہیں ایک کہ برتن سے مراد وہی فرق ہو جو اور گردن زد کے برتن عربوں میں مشہور اور معلوم تھا جیسے
 ایک صاع یا کچھ زیادہ یا نی آوے تو اس کی بیان کر رہی تھیں نہ مولیٰ تھیں یہ حدیث مختصر ہے اور ہمیں
 پوری روایت میں یہ مذکور ہوگا کہ وہ برتن بقدر تین صاع یا اس کے قریب تھا جیسے حضرت عائشہ کی حدیث میں مذکور
 ہے اور تینوں توجہ ہمیں سست ہیں اور حدیث کو مسلم اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اور احمد اور ابن ماجہ اور مسلم اور
 ترمذی نے نکالا سفینہ سے کہ حضرت م ایک صاع سے غسل کرتے تھے اور ایک مدر سے وضو کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے
 کہ صاع پانی انکو نہلا دیتا تھا جانت کو اور پانی انکو وضو کر دیتا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم
 نے اس سے کہ حضرت م صاع سے لیکر پانچ ہڈ تک غسل کرتے اور مدر سے وضو کرتے اور احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
 و اس سے کہ حضرت م وضو کرتے تھے برتن جو جبین دور طل پانی آتا اور غسل کرتے صاع سے اور بخاری اور مسلم
 اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی و اس سے کہ غسل کرتے پانچ لکھ سے اور وضو کرتے ایک لکھ سے اور
 لکھ لکھتے ہیں اور ترمذی نے اس سے کہ حضرت م نے فرمایا کافی ہے وضو میں دور طل پانی اور ابو داؤد اور
 ابن خرمیہ اور ابن ابی حبان اور نسائی نے ام عمارہ اور عبداللہ بن یس سے کہ حضرت م نے وضو کیا تو ایک برتن لایا گیا
 جبین دور تھا پانی تھا ابن خرمیہ اور ابن ماجہ کی روایت میں ام عبداللہ بن یس سے کہ وضو کیا اپنے و ثلث مدی کے مانند اور نسائی
 نے موسیٰ جہنی سے کہ مجاہد پاسبان ایک پیالہ لایا گیا مینو اسکا انداز کیا دیکھتے رطل ہوگا اور ہونے لگا مجاہد سے حدیث

بیا کی حضرت عائشہ نے کہ حضرت غسل کرتے ہی برتن شوکانی نے کہا اسکے ادوی ثقہ ہیں اور احمد اور ابو داؤد
 اور اترم اور ابن خزیمہ اور ابن ماجہ نے جابر رضی سے کہ حضرت فرمایا کافی ہے غسل سے ایک صاع اور وضو سے ایک برتن قحط
 نے کہا یہ حدیث صحیحہ ہے شوکانی نے کہا ایک بطل اور تہائی رطل بغدادی ہوتا ہے اور صاع چار درہم کا ہوتا ہے اور
 بعضوں نے کہا کہ صاع آٹھ درہم کا اور درہم دو رطل کا ہوتا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ حجم ان دو برتن میں اس طرح سے ہو کہ یہ
 مختلف درجات کا ذکر ہے اور مختلف غسलों کا اور کافی ہے غسل کے لیے اتنا پانی جس سے سارا بدن تر ہو جاوے
 خواہ صاع ہو یا کم یا زیادہ بشرطیکہ اتنا کم ہو کہ اسکو غسل کہیں اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ اس طرف کے درجہ کو پہنچے اور پو
 یہ حدیث گذری کہ حضرت نے سعد بن زید فرمایا وضو میں اس طرف سے اگرچہ تو جاری نہ ہو یہ دوسے کھال اسکو ابن ماجہ
 اور اسکی اسناد میں ابی ہریرہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت مہ پناہ مانگتے تھے
 وضو کو دوسو سے آٹھ چھترنے کہا اسکا اسناد وہی ہے اور امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کھال اکڑوہ اور حضرت مہ دونو
 غسل لیتے ایک برتن کو جو چین تین دریاؤں کے قریب پانی آتا تو ایک صاع سے ہی کم ہیں دو غسل ہو کر اس طرح روتا
 کیا طبری اور یہ بھی ہے ابو امامہ سے کہ حضرت نے وضو کیا اُس سے دس سے اسکی اسناد میں جلد بن دینار مترک
 ہے اور یہ حدیث کہ حضرت نے وضو کیا تہائی مدر تو حافظ نے کہا صحیح کہ نہیں ملی اور امام نسائی نے کھال عبید
 بن عمیر سے حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے تئیں دیکھا میں اور حضرت غسل کرتے اس برتن سے وہ ایک
 کثرہ تھا جو صاع کے برابر ہوگا یا اس سے کم ہوگا پھر ہم دونو ایک ساتی شروع کرتے اس میں اپنے سر پر تین بار پانی
 مالتے پانی بہا تے اور اپنے بال کو ہوتی شوکانی نے کہا اُس کے راوی ثقہ ہیں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ غسل کے
 لیے ایک صاع پانی واجب نہیں ہے **باب من افاض علی راسہ ثلثا غسل میں تین بار پانی سر پر ڈالنا**
 اس باب میں میمونہ اور عائشہ کی حدیثیں اور پرگزیرین **حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ**
سَلَّمَ أَنَّ أَفَافَ قَبِضُ خَلَعِ رَأْسِي ثَلَاثًا وَأَنَّا رِيَدُ يَدِ كَلْبَةٍ **مَا تَرَجَّعَ بَيْنَ طَعْمِ** **أَيْتِ** **هِيَ** **حَضْرَتُ رَسُو**
خَاصِلَةُ الدَّلِيلَةِ **أَكْرَهُ** **وَسَلَّمَ** **فَرَأَى** **الْيَكِينِ** **مِنْ** **تَوَلَّيْنِ** **سَرَّيْنِ** **بَارِئِي** **ذَاتَا** **هَوْنٍ** **أَوْ** **شَارَهُ** **كَيْفَا** **أَبْنِ** **أَيْتِ** **وَدُونُو**
 ہاتھوں کو اس کے اول ابو نعیم کی سند صحیح میں ہے کہ کوگون سے حضرت م کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر
 کیا پھر آپ نے یہی فرمایا اور صحیح مسلم میں ہے کہ کوگون نے جبکہ کیا غسل میں حضرت م کے پاس بعضوں نے کہا میں تو
 اس طرح ہوتا ہوں اپنے سر کو فلان فلان چیز سے مٹلاتی ہے کہا اسکو کھال اسلام اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ

حکایت شیخ محمد بن یسار قال حدثنا عند ر قال حدثنا شعبہ عن محمد بن یسار عن محمد بن
 عمار عن جابر بن عبد اللہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفرض علیہ رأسہ ثوبا من جابر
 عبد اللہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر پر تین بار بانی ڈالتے تھے وہ پہلی کہ
 میں اپنا زیادہ ہے شعبہ کے کہنا میں سمجھتا ہوں جنابت کے غسل میں اور میں یہی ہے کہ نبی حاتم کے ایک شخص
 کہا میرے بال بہت ہیں جابر نے کہا حضرت م کے بال تیرے بال سے زیادہ اور عمدہ تھے (نثر) اور جابر نے کہا کہ انسانی
 نے طہارت میں کالار (تسطح) کیا تھا ابو نعیم قال حدثنا معمر بن یحییٰ بن سلام قال حدثنی ابو جعفر
 قال قال ابن جابر ان ابن عیث بن یحییٰ بن محمد بن الحنفیہ قال کیف الفضل من الجمال
 فقلت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یأخذ ثلاثا کف و ینفضہا علیہ رأسہ ثم ینفض علی
 سائر جسده فقال لی الحسن ابی رجل کثیر الشعر اقلت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
 منک شعرا ترجمہ ابو جعفر امام محمد باقر (ع) سے روایت ہے جابر نے مجھے کہا تمہارے چچا زاد بہائی (یعنی جابر) کا
 تو ان کے باپ کے چچا زاد بہائی تھے) وہ اشارہ کرتے تھے حسن بن محمد بن حنفیہ کی طرف حقیقہ محمد بن حنفیہ
 علی بن ابی طالب تھے لیکن یہ تھا کہ حضرت فاطمہ زہرا کے حضرت علی نے ان سے نکاح کیا اور ان کے بیٹے سے محمد پر علی
 جنکو محمد بن حنفیہ کہتے ہیں تو محمد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بہائی تھے اور ان کے بیٹے حسن بن محمد امام
 زین العابدین یعنی علی بن الحسین علیہ السلام کے چچا زاد بہائی تھے اور امام محمد باقر کے چچا تھے یہ چچا زاد بہائی تو جابر
 اور کوچا کا بیٹا کہا ہے میرے پاس آئے اور کہتے تھے کہ جنابت کا غسل کرنا میرے میں نے کہا جناب رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تین چلو لیتے تھے اول کو اپنے سر پر ڈالتے تھے دوسرے اپنے سارے بدن پر بانی رہا تھے تیسرے اپنے منہ پر
 میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں میں نے کہا حضرت م کے بال کم زیادہ تھے وہ اور آپ تمام پر پیر کارون کے
 سر پر تھے اور سب زیادہ اس سے ڈرنے والے تھے یا بعد اس کے آپ نے تفکیک ایک صلح پانی پر توجاہ فرمائی
 کیا کہ اس سے زیادہ پانی بہانا ہے فائدہ مبالغہ ہے اور کہیں یہ امر موسیقی وجہ سے ہوتا ہے تو ادھر خیال کرنا چاہیے
 اور تین چلوں کے مراد یہ ہے کہ تین بار دو نو تھیلیوں میں پانی بکیر سر پر ڈالے اور دالت کرتی ہے پھر اسحق بن ابراہیم
 کی روایت ہے کہ اس نے دو نو تھیلوں کو سیلا یا (نثر) باب الخیل مرة واحدة ایک بار غسل کرنا
 ف مولف نے جو حدیث باب میں ذکر کی اس میں ایک بار کا ذکر نہیں ہے ابن ابطال نے کہا جابر علی کی قید نہیں ہے محمول ہوگا
 ایک بار اور اس کے مناسبت یہ بھی معلوم ہو گئی (نثر) حکایت ثمالی قال حدثنا عبد الوکیل عن ابی جعفر

عن سائر بن ابی الجعد عن کریم بن ابی عیسیٰ قال قال قتیبہ بن شیبہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وسکرماء للتعسل فغسل مکرهًا ثلاثین اولًا ثانیہ اربع علی غیلام فغسل مکرهًا کثیرہ ثم مسح بیدہ
 بالانصاف ثم مسح بیدہ بالانصاف وعلی وجهہ ویدیه ثم افاد فی علی جسدہ ثم حوّل من مکانہ
 فغسل قدر مائتین مرتبہ عن عباس سے روایت عام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہما کہ اپنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 غسل کیے پانی پر کہا اپنے آپ کا ہاتھ دھو یا دھو یا تین بار پیر اپنے ہاتھ تین پانی ڈالا اور اپنی شمر گاہ کو دھو یا
 پیر اپنا ہاتھ تین بار پیر کر پیر کر کلی کی اور ان میں پانی ڈالا اور اپنا سونہ دھو یا اور دو نو ہاتھ دھوے پیر اپنے ہاتھ
 پانی بہا یا پیر کر پیر کر کلی اور دو نو یا لون دھو کے ف غلطی نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور
 نسائی اور ترمذی اور ابن جریر نے کمالاً کافح من یک اذی الحجاب والیطیب عندک الغسل حلاب یا
 خوشبو غسل کے شروع میں ف حافظ نے کہا اس باب کی مناسبت حدیث میں مشکل ہے اور میں علماء کے
 تین گروہ ہیں بعضوں نے کہا کہ امام بخاری ہی سہو ہوا وہ حلاب کے معنی خوشبو سمجھ حالانکہ غسل سے پہلے خوشبو لگانا
 کا کیا موقع ہے اور حلاب نام ہے ایک برتن کا جس میں دودھ دھتے ہیں خطاب نے کہا حلاب ایک برتن ہے
 جس میں خوشبو کا ایک یا دو کا دودھ سما جاتا ہے اور امام بخاری کو ہم ہوا جو وہ حلاب کو خوشبو سمجھ اور یہاں ہی کہا
 اسمعیلی اور ابن قریول اور ابن جوزی نے اور بعضوں نے کہا کہ لفظ حلاب میں جو ملک حلاب ہوا جو حیم اور بشارید
 لام یعنی حلاب یا سیاہی کہا اذہری نے اور روایا اسکا ابن اثیر اور قسطنطینی نے اور کہا کہ صحیح روایت حلاب ہے جا
 مہل سے جس کے معنی برتن کے ہیں اور حلاب غلط ہے اس طرح حلاب کے معنی خوشبو لینا کیونکہ خوشبو کا لگانا
 غسل کے بعد مناسب ہے غسل سے پہلے اور امام مسلم نے حلاب و برتن کو معنی سمجھ اور باب کی حدیث کو ذکر کیا
 فرق اور صاع سے غسل کر نیکی حدیثوں کے ساتھ اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری کی مراد ترجمہ باب میں طیب سے خوشبو
 نہیں ہے بلکہ برتن کا پاک کرنا میل کچیل سے اور حلاب وہ برتن ہے جس سے غسل کرتے ہیں ان میں پانی رکھا جاتا
 ہے اور اؤ کے معنی وہ برتن اور بعض روایتوں میں اؤ کے بدلہ واؤ ہے اور طلب نام بخاری کا یہ ہے کہ غسل میں
 پہلے غسل کا پانی طیار کرین پھر برتن کو سننے سے شروع کریں اور حدیث میں یہ کہ پہلے شروع کیا سر سے کیونکہ اگر پہلے
 کی وجہ سے زیادہ پریشان ہو جائے اور بدن کو اور بعضوں نے کہا کہ امام بخاری نے شمار کیا اس طرف جو اس بعد
 سے منقول ہو کہ وہ چھوڑ کر غلطی سے دھو رہے تھے اور اکتفا کرتے تھے اس پر غسل جنابت میں کمالا اسکا ابن ابی شیبہ وغیرہ نے
 اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے مروی روایت کیا اسبابی کو اسکی منہ ضعیف ہو تو عرض امام بخاری کی یہ کہ باب کی

صیغہ حدیث سے صرف پانی سے غسل کرنا ثابت ہو رہا ہے اور پانی کے ساتھ اور کوئی چیز جیسے میری یا نظمی استعمال کرنا ثابت نہیں ہوتا اور قوی کرنا اس احتمال کو انوکھی روایت جو مشہور ہے کیونکہ اُس سے یہ نکلتا ہے کہ طیب صاب کے متعلق ہے اور جنہوں نے امام بخاری پر اعتراض کیا وہ یہ سمجھے کہ صاب طیب کی جنس میں ہے ہے اس وجہ سے اس کا ہوا اوپر اس صورت میں صلاب سے مراد وہ پانی ہو گا جو صلاب کے اندر مہوتا ہے کہ پانی نے کہا کہ صلاب سے احتمال ہے بخیر کا برتن مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ غسل شروع کرتے ہیں برتن کے سنگولے سے اور کبھی خوشبو منگو لیتے اور یا باکی حدیث اول مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ دوسرے پر اور کرانی اور شاید یہ مطلب ابن بطال کی کلام سے یہ لیا گیا ابن بطال نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ امام بخاری صلاب کو خوشبو کی ایک قسم سمجھے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے تو انہوں نے از غلطی کی صلاب تو وہ برتن تھا جس میں کبھی خوشبو رہتی جس کو آپ استعمال کرتے غسل کے وقت میں بظاہر نے یہی کہا کہ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ غسل کے وقت خوشبو کا استعمال صحیح ہے کیونکہ اس میں پیروی ہو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورت میں حدیث میں جو یہ کہ اپنی تہ پہلی سے لیا اور شروع کیا سر کی داہنی جانب سے اس کا مطلب یہ ہو گا کہ پہلے اسی جانب میں سر کے خوشبو لگائے یہ پائین جانب میں یا خیر نہ کہ اوپر توجہ ظاہر میں اچھی معلوم ہوتی ہے اس نکتہ کے لحاظ سے جو امام بخاری نے نکالا اگر کوئی احمدی کے طریقین غور کرے اس کو معلوم ہو گا کہ یہ غسل کی صحت خوشبو لگانے کی پناہ جو مصلیٰ کی روایت میں ہے کہ آپ غسل کرتے ہو ایک پیالے سے تو صلاب کو بدلے یا نہ ذکر ہے اور آئین یہی ہے کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے ہر ہاتھ دھوئے ہر ہاتھ سے تین چلو لیتے اخیر تک اور جو تکی کی روایت میں ہے کہ آپ نے غسل کیا تو صلاب لایا گیا آپ پہلے سر کا دہنا جانب ہو یا ان دونوں سے صاف نکلتا ہے کہ صلاب پانی کا برتن تھا نہ خوشبو کا اور ایسا ہی نکلتا ہے ابو حنوفہ اور ابن جہان اور بیہقی کی روایتوں سے پس ایسی حالت میں کرانی کی تاویل بعید ہو جاتی ہے اور میں نے بعض عالموں کا یہ قول دیکھا کہ طیب سے امام بخاری نے اشارہ کیا حضرت کی حدیث کی طرف جس میں حرام کے وقت حضرت کو خوشبو لگانا ذکر ہے اور حرام میں غسل ہی سنت ہے تو گویا یہ نکالا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا اور امام بخاری نے یہ حدیث باب کی لکھ کر یہ نکالا کہ غسل کے وقت خوشبو لگانا آپ کی ہمیشہ عادت نہ تھی اور قوی کرتا ہے اس احتمال کو یہ کہ امام بخاری نے اسات بابوں کے بعد صلاب رکھا ہے کہ جسے خوشبو لگائی ہے غسل کیا اور خوشبو کا اثر بدن میں آتا اور بیان کیا حضرت عائشہ کی حدیث کو کہ میں نے آپ کو خوشبو لگائی ہے آپ اپنی عورتوں پر پہرے پہرے لے کر ان سے صحبت کی اور صحبت ستر ہے غسل کو معلوم ہوا کہ خوشبو لگانے کے بعد آپ نے غسل کیا اس صورت میں ترجیح کا یہ مطلب ہے کہ جسے صلاب منگو لیتے پانی کا برتن غسل کے لیے یا جسے پہلے خوشبو لگائی غسل ارادہ کرتے وقت تو ترجیح میں دو امر تردد کے ساتھ

۱۵

بہارِ نبوی اور باب کی حدیث سے پہلا اثر ثابت ہوا اور دوسرے اس کے لیے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جو سات بابلوں کے
بعد ذکر کی اور یہ جواب میر سے نزدیک ہے چھاپا ہے ورنہ لائق ہے امام بخاری کو تصرفات کر اور اس سے یہ بھی ثابت ہو کہ
ابن اثیر اور سبیل کا یہ کہنا کہ غسل پہنچنے خوشبو لگانے کا کیا موقع ہے صحیح نہیں ہوتا ہے مختصر اطمینانی نے کہا حلاب
برتن مراد ہونا صحیح ہے اور امام بخاری پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا کیونکہ باب ترجمہ میں انہوں نے وہ باتوں کا ذکر کیا ایک
حلاب کی مانند برتن منگوایا دوسرے خوشبو منگوانے کا یہ ایک مطلب حدیث سے ثابت کیا اور دوسرے کو جو رد یا او
یہ انکی عادت کے موافق تھا اور جمال ہے کہ حلاب نے خوشبو کا برتن مراد ہوا واللہ اعلم حکایت احمد بن محمد بن الحسن قال
حدثنا ابو داود عن حماد بن عمار عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اغتسل
من الجنابة دعا ابنتي حتى الحلب فاختن بكفه قبل ان يشرب راسه الا يمن ثم الايسر فقال يهاطل
راسه ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نہایت سے غسل کرتے تو کچھ نیگوں
حلاب کی مانند حلاب کی تحقیق اور گذری شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ حلاب مراد بعض بیجوں کا شیرٹ ہے جو
عرب کمال بن مین لکھتا ہے غسل سے پہلے پہر دونوں ہتھیلیوں سے لیتر پانی کو اور شروع کرتے تپو سر کی
دہنی جانب سے پہر بائیں جانب سے پہر دونوں ہتھیلیوں سے پانی ڈالتے اپنے سر پر پوت اور بعض روایتوں میں ہے
اپنے پیچ پر اور جوان نے اپنی صحیح میں ابو عاصم سے کہا کہ حلاب وہ برتن ہے جو حکم ہوتا ہے بالشت دریا شستہ اور آواز
جہان سے نکالنا ابو عاصم سے کہ انہوں نے اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے یعنی اسکے اوپر کا دورانا ہوتا ہے
اور بہتی کی روایت میں ہے کہ وہ گوزیکے برابر ہوتا ہے حسین کہہ رہے ہیں سلم کی روایت میں اشارہ ہو اور انکو
کی روایت میں یہ صفات ہے کہ دونوں ہاتھوں سے تیسرا جلو لیکر اپنے سر پر ڈالتے حدیث سے یہ بھی نکالا کہ دہنی طرف سے طہارت
میں شروع کرنا مستحب ہے اور ابن خزیمہ اور بیہقی احادیث کو اسی باب میں لائے ہیں اور یہ بھی نکالا کہ تین چلو سر پر ڈالنا غسل میں
کافی ہے اور ابن جبران نے یہی باب بنایا اس حدیث کے لیے (رفعت) اور روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی
نے (قط) باب المصطرة والاشنة ثمانية وثلاثون في الجنابة غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا
فالجواب ہے انہیں ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری نے اسکا وجہ ہونا باب کی حدیث کو نکالا کیونکہ اس باب کو بعد
جو اب ہر اس میں اسی حدیث میں یہ بیان ہے کہ میر آپ وضو کیا جیسے نماز کے لیے کہتے ہیں اس سے یہ نکالا کہ کلی اور ناک میں
پانی ڈالنا وضو کے لیے تھا اور اگرچہ جامع ہے کہ غسل جنابت میں وضو واجب نہیں ہے اور جب وضو واجب ہوا تو کلی اور ناک میں
پانی ڈالنا بھی واجب ہے۔ گا کہ دیگر روایت میں وضو کا اور حضرت موسیٰ جو صفت غسل منقول ہے وہ معمول ہوگی کمال فضیلت

(فتح) سلطان نے کہا خفیہ کہ میں نے غسل میں دو پوزین دجیب میں دروضو میں احیہ بہت میں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاخْذُوا اور لفظ دالت کرتا ہو طہارت کے ساتھ پوزین دجیب میں نہ کرنا غسل میں واجب ہو اگرچہ جان پانی نہ پہنچ سکے وہ خارج ہو اس حکم کو دروضو میں ایسا حکم نہیں البتہ منہ پر ہونیکا حکم ہو اور منہ کے اندر اور ناک اندر پہنچ رہے ہو سکر کہ وہ غلبت پکی دلیل ہے وجوب کی اسلیئے کہ آپ سوان دونوں کا ترک غسل میں منقول نہیں ہو اور سہامی دلیل قول ہے حضرت تاکہ دس چیزیں اصل سنت میں پہنچ کر کیا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اور نہ ہون میں نہ ہونے تیسرے القاری میں ہے کہ سحر میں فطرت کا لفظ ہے اور فطرت کا لفظ سے عدم وجوب نہ نہیں ہوتا متوجہ کہتا ہو حنفیہ کا کہل ضعیف ہو فاکٹر سے ضعیف اور ہشت شاق کا وجوب نہیں نکالا اور نہ فطرت اگر وجوب کی دلیل ہو تو وضو میں ہی نہ ہون چیز کو وجوب کیا ہے بوجہ نہ فطرت کے جیسے ہم نے کتابا لوضو میں بیان کیا یہ ایک جگہ نہ فطرت کو وجوب کی دلیل نہیں اور دوسری جگہ اسکو جو پڑوینا بڑا لطف دیکھاتا ہے اور فطرت سے اتفاق علما سنت ملو رہی سکا ہی بیان اور پھر گذرا امام طبعی نے کہا کہ جو لوگ کلی اور ناک میں پانی ڈالنا غسل میں سنت جاتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اسی حدیث سے کہ دس باتیں فطرت میں ہی ہیں روایت کیا اسکو مسلم ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا حسن ہے اور انسائی کو شیخ نے امام میں کہا کہ سحر ہی کو اگرچہ امام مسلم نے نکالا پر اوس میں وعلین میں ایک ترمذی صاحب بن غیبہ کا ضعیف دوسرے سلیمان یحییٰ کا اسکو سننا روایت کرنا ابن زبیر سے اور متابعت کی سلیمان کی ابو بشر نے انسائی کو کہا انکی روایت اول سے اور مصعب کراحدیث ہے ابو حاتم نے کہا وہ قوی نہیں اور امام بخاری نے انہیں علتوں کی وجہ سے ہی روایت کو نہیں نکالا دوسری حدیث بخاری ہے کہ فطرت میں کوہن ضعیف اور ہشت شاق اخیر تک اسکو نکالا ابو داؤد اور ابن ماجہ اور امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے اسکی اسناد میں علی بن یحییٰ امام بیہقی نے اس باب میں اسکو سکوت کیا اور بیہقی سے وضو کرنا شیعہ باب میں اسکو ضعیف کیا ابن قسطلان نے کہا اسکو بعضوں نے ضعیف کیا بعضوں نے ثقہ کہا علاوہ اسکے سلمہ کا سماع عاصی سے ثابت نہیں اور ایک روایت میں ابو داؤد کے حدیث مسلام مروی ہے تیسری حدیث امام سلمہ کی ہے حضرت نے ان سے فرمایا کافی ہے تم کو کہ اپنے سر میں چلو ڈالنا یہ لپٹے پڑنے پانی بہا نا پھر توبہ کی ہو گئی اور نہیں فکر کیا بعض نے ہشت شاق کا اور یہ عمدہ دلیل ہے چوتھی دلیل ابن عباس کی حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے نکالا اسکو واقعتی نے اور کہا کہ اسکی اسناد میں قاسم اور اسمعیل بن مسلم دو ضعیف ہیں اور جو لوگ وضو اور غسل دونوں پر واجب ہیں امام احمد کا یہی قول ہے اور یہی ہے اصل حدیث کا اور حق ہے کہ انکی دلیل کئی حدیثیں ہیں ایک حضرت عائشہ کی کہ حضرت نے فرمایا کلی اور ناک میں پانی ڈالنا اور وضو میں نہ کرنا جسکے بغیر چارہ نہیں نکالا اسکو

دارقطنی اور کہا کہ سیدہ اسکا سلام دی اہل نہایت اور عصام بن یوسف کے دم کیا اوسمین اور سند اور ہمت کیا دوسری ابوہریرہ کی کہ حضرت نے حکم دیا کھلا اور ناک میں پانی ڈالنے کا نکالا اسکو دارقطنی اور یہی سنی نے اور کہا نہیں سنا کیا اسکو حماد سے مگر بہر بن خاری نے اور اور دن نے اسکو مسند اور ہمت کیا تیسری ابن عباس کی کہ حضرت نے فرمایا مضضہ اور استنشاق اوس وضو میں جوین جو تمام نہیں ہو تا بغیر اونکے نکالا اسکو دارقطنی نے اوسکی اسناد میں چار جہتی ہے اسے وہ کذا ہے اور تعجب ہے کہ ابن جوزی نے اسے مقام میں اس سے سکوت کیا مسترحم کہتا ہو یہ سنیاتین جنہدیت میں ہا اگر ثابت ہی ہوت تو اُن سے وضو میں جو ب نکلتا ہے غسل میں کر کے جب وضو میں اونکا وجوب ثابت ہوا تو غسل میں جہات کھیل طہارت منظور ہے بطریق اولیٰ وجوب نکالے گا اور امام احمد اور اصحاب حدیث کی قوی دلیل اگر بایں یہ ہے کہ موطعت کی حضرت نے مضضہ اور استنشاق پر وضو اور غسل دونوں کی کسی رویت میں یہ مقول نہیں کہا آپ نے وضو یا غسل میں انکو ترک کیا ہو سچ موطعت دلیل ہو وجوب کی ہر امام زہبی نے اسے کہا جو لوگ وضو میں سنت کہتے ہیں اور غسل میں واجب جانتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اس حدیث سے جو صاحب علیہ نے نقل کی کہ مضضہ اور استنشاق دونوں جہات میں فرض ہیں اور وضو میں سنت ہیں اور حدیث کا کہیں یہ نہیں ملتا البتہ دارقطنی اور بیہقی نے ابوہریرہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا مضضہ اور استنشاق تین بار فرض ہیں جب کھلیے اور اسکی اسناد میں برکن محمد جلی ہے حاکم نے کہا اسکی حدیث میں یوسف بن اسباط سے موضوع ہیں اور دارقطنی نے کہا حدیث جلیل ہو کسی نے نہیں روایت کی سوا برکہ اور وہ حدیث کو بتاتا تھا بیہقی نے عرفت میں کہا یہ حدیث وہم ہے البتہ ابن سیرین سے مروی ہے اور انہوں نے کہا کہ حضرت نے جب بات میں تین بار ناک میں پانی ڈالنا سنت کیا ہے رویت کیا اسکو بنہ صحیح ابن سیرین سے اور ابن عدی نکالی میں برکن محمد کی حدیث کو نکالا اور کہا اسکی سبب حدیثیں باطل ہیں اور عبدان ابوہادی نے کہا میں نے برکہ کو طلب میں دیکھا لیکن اسکی حدیث نہیں لکھی کیونکہ وہ جہت بنا تا تھا اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا اور کہا شاید برکہ نے اسکو بتایا شیخ نے امام میں کہا یہ حدیث سوا برکہ کے دوسرے طریق سے موصو لا مروی ہو نکالا اسکو خطیب نے دارقطنی کے طریق سے ابوہریرہ سے کہ فرمایا حضرت نے مضضہ اور استنشاق تین بار فرض ہیں جب کھلیے دارقطنی نے کہا یہ عربی ہے متفرد ہے اساتہ اسکے سیما بن بیہم نام سے زہبی نے کہا اسی سند سے اسکو ذکر کیا ابن جوزی نے موضوعات میں اس نسبت میں اسکو وضع کی ہا کم طریقت اور سخت نقل کیا اسکی یقین دارقطنی اور ابن جہان سے اور رویت اسکو ابن جہان نے اکتا بالضعف ابن ہمام کو ترجمہ از اور علت نکالی اس میں ہمام اور کہا وہ چراتا تھا حدیث کو اور یہ مرست ہو اسکی رویت میں ابوہریرہ باطل ہے اسے محمد بن

امام سیوطی نے اہل مرین کہا اور قطنی نے کہا اس حدیث کو برکت بخایا یا اس کے یونانی کسی اور یوسف بن سباط کی متابعت
 نہیں کی کسی نے اور اس نے حدیثین بیان کی اپنی یا اس کے اپنی کتابیں کا ردینے کے بعد اور ہام حدیث کو چرا تا
 اور ثقافت سے روہر و تہین کرتا تھا جو انہوں نے نہیں کیا اور شاید یہ حدیث ہام نے یوسف سے چرائی ہو اور سلیمان بن
 الریم جو راوی ہے ہام سے وہ یہی ضعیف ہے اور میران بن ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اور مسلک ابی نفول کے انتہہ شیعہ نے
 امام مرین کہا کہ یہ دلیل لیا جاتی ہے اس مطلب پر ابوہریرہ کی حدیث سے کہ ترکہ و بالون کا اور صاف کر و بدن کو روہر کیا
 اسکو مردی نے اور حضرت علی کچھ حدیث سے کہ حضرت منے فرمایا جس نے ایک سال اپنے بدن کا چھوڑ دیا اور منگو نہ ہو یا تو
 منگو ہوا یا عذاب ہو گا ورنہ حضرت علی نے کہا اس وجہ سے میں دشمن ہو گیا اپنے بالون کا اور وہ بالون کو کھرتے
 تھے روہر کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابوذر رضی اللہ عنہ حدیث سے کہ جب قتیانی یا تو اپنی کہا ان لنگیا بدن پر روہر کیا اسکو
 سنن ابی سواد بن جبر کے ساتھ امام متقی نے کتاب المعروفہ میں کہا امام شافعی نے کہا بعض لوگوں نے سے یہ دلیل لیا
 ایک اثر سے ابن عباس کے یہ متقی نے نکالا اور قطنی کی سند سے امام ابو حنیفہ سے انہوں نے عثمان بن اشعث سے
 انہوں نے عائشہ بنت جحش سے اور انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا جو کوئی کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول کر
 وہ عار نہ کرے مگر جب جنب ہو کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ اثر ثابت ہے اور قیاس ترک کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھول کر
 ہین مبرور کچھ حدیث سے دلیل لینے سے سن ذکر میں حالانکہ عثمان بن اشعث اور عائشہ بنت جحش دو تو اپنے شہر میں شہور نہیں
 ہیں مگر کیونکر جائز ہو گا ایک ضعیف مہول کی اہمیت ثابت کرنا اور ایک قوی شہور کی روہر ترک کرنا تمام ہوا کلام متقی
 کا معتبر حکم کہتا ہے امام ابو حنیفہ کا حال یہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث پر وہ تھے حدیث کے انہوں نے قیاس کو ترک
 کیا ایک صحابی کو موقوف اثر سے حالانکہ اس کے راوی جنہوں نے معرفت اور شہور نہ تھے پہلے اگر انکو صحیح اور مرفوع حدیث
 عجائی تو وہ قیاس کو کیونکر ترک کرتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے امام ابو حنیفہ رحمہ کی نسبت کہ وہ حدیث اور قرآن کو تابع
 تھے اور حدیث کو خلاف علی التین قیاس کے جائز نہ کہتے تھے اگر خدا اور ان خفیوں سے سمجھو جو امام ابو حنیفہ کے طریقہ کے
 خلاف جھک لیتے امام کو مذہم کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ کے خلاف قیاس اور اسے پرچہ رہتے ہیں اور یہاں بیان کی
 بار اور گزیر حکم کا **ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ**
سَالَهُ عَنْ كَيْفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ
فَأَوْفَى بِمَنْ عَلَى السَّارِ فَنَاقَهُمَا لَمْ يُعْطِ فَرَجَهُ ثُمَّ قَالَ يَبْدِيهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ بِالْاَرْضِ فَمَسَحَ بِالْاَرْضِ فَمَسَحَ بِالْاَرْضِ
لَمْ تَقْطَعْ وَاسْتَنْشَقَ كَرَّ عَسَلٍ وَجَعَهُ وَاقْضَى عَلَى اِلْسَامِ ثُمَّ تَخَيَّ فَفَسَلَ قَدْ حَمِدَ لَمْ يَنْفِ اَنْ يَمْدِدْ

سید بن منصور نے روایت کیا اور عبد الرزاق نے اس سے روایت کیا کہ وہ پانی مانتہ طہارت سے پہلے دھوئے
 اور شامیرہ روح القون کا ذکر ہو تو جب پیدی کا گھٹاں ہوتا تو مانتہ دھو ڈالتے اور جب یقین ہوتا کہ مانتہ پاک ہے تو
 نہ دھوئے یا دھونا مستحب ہے تو ترک کیا اسکو بیان جو نزع کے لیے اور بار کے ان کو ان ابی شیبہ نے نکالا کہ انہوں نے
 اپنا مانتہ ڈال کر طہارت کے برتن میں دھوئے پہلے اور شعی سے نکالا کہ حضرت عمر کا اصحاب پانی مانتہ پانی میں ڈالتے
 دھوئے سے پہلے اور وجہ ہونے وہ کہ فرمے: **ابن عمر و ابن عباس باسلا و ما کنت یخون غسلا لکما لہ اور**
 ابن عمر اور ابن عباس نے کوئی قباحت نہیں دیکھی اسی پانی میں جو جنابت کے غسل سے اوڑے (اور پانی کے برتن میں
 پڑے) ف حافظ نے کہا ابن عمر کے ان کو عبد الرزاق نکالا اور ابن عباس کے ان کو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق
 نے اور اس اثر سے مؤلف نے استدلال کیا کہ جنبت کا ہن اگر اوپر نجاست ہو تو نجس نہیں ہے کیونکہ اگر نجس ہوتا تو جو
 پانی اسکے بدن پر سے اوڑ کر برتن میں پڑتا وہ بھی نجس ہوتا اور برتن کا پانی بھی نجس ہو جاتا اور ابن ابی شیبہ نے
 حرم بصری کو روایت کیا انہوں نے کہا پانی کے اوڑنے کو کون روک سکتا ہے اور ہم اسکی حرمت سے امید
 کرتے ہیں اسی کو اس سے زیادہ وسیع ہے **مسندنا عبد اللہ بن مسعود قال اخبرنا انک عن**
القاری عن عائشة قالت کنت اغتسل انا واللیثی صلیا اللہ علیہ وسلم من ایتاء واحد مختلف
ایکینا کینہ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ نے دہتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو غسل کرتے تھے
 ایک برتن سے ہم دونوں کے مانتہ اوس میں پڑتے ایک کے بعد دوسرے ف اور یہ جنابت کا غسل ہوتا جیسے مسلم کی
 روایت میں ہے اور ابو عوانہ اور ابن جبان کی روایت میں ہے کہ ہم دونوں کے مانتہ کبھی بجاتے یعنی کبھی ساتھ
 پڑتے تھے حدیث یہی نکلا کہ جنبت لیل پانی میں مانتہ ڈال سکتا ہے اور اس پانی سے طہارت درست ہو سید طح
 جو پھر رہے جنبت کی طہارت کے اٹل پانی سے اور وہ جو ہتھو پانی میں جنبت کو ڈوبنے کی مانعت آئی ہے وہ منسربا
 ہے نہ ہو جس سے کہ پانی نجس ہو جاتا ہے کیونکہ اگر نجس ہو جاتا تو یہ بیان بھی مانتہ ڈالنے سے پانی نجس ہو جاتا اس لیے
 کہ مانتہ کا حکم وہی ہو گا جو گل بدن کا ہے اب حدیث یہ ترجمہ باب یون نکلتا ہے کہ جنبت کو جنابت کے رفع ہونے
 سے پہلے برتن میں مانتہ ڈالنا جائز ہوتا معلوم ہوا کہ مانتہ دھونے کا حکم برتن میں ڈالنے پہلے ہو جس سے ہیز
 ہے کہ وہ جنبت کے بلکہ اس خیال سے کہ کہیں اس کے مانتہ پر نجاست نہ ہو اور اس سے یہ نکلا کہ اگر اسکے مانتہ پر نجاست
 نہ ہو تو وہ برتن میں مانتہ ڈال سکتا ہے گواہ اسکو نہ دھو دے اور یہی ترجمہ باب ہے (فتح مخلصا) قطلانی نے کہا امام
 مسلم نے یہی حدیث کو نکالا **مسندنا عبد اللہ بن مسعود قال اخبرنا حماد عن هشام عن ابيہ عن عائشة**

کی رویت سچا معلوم ہوگی کہ انہوں نے اریہ اور سچا کو آپ کی بی بیوں میں شریک کر لیا اور صحابی سے سیرۃ
 میں کی کچل عورتوں کا شمار کیا ہے جن سے آپ نے نکاح کیا یا دخول کیا تو نہیں عورتوں تک پہنچا اور مختارہ میں
 اس سے دوسرے طریق سے مروی ہے کہ آپ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا انہیں گیارہ سے دخول کیا
 اور جب آپ نے وفات پائی تو نو بیابان چھوڑیں کہ انہیں الفتحہ مختصر است قنادہ نے کہا میں نے اس سے کہا کیا
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی طاقت رکھتے تھے کہ گیارہ بی بیوں سے ایک ساعت میں صحبت کرتے
 ان سے کہا ہم صحابہ یوں کہتے تھے کہ حضرت مردوں کی طاقت ملے گی کہ ایک ساعت میں چالیس عورتوں
 کی ہے اور یہ بتا دیجئے کہ گیارہ سے مراد ایسا ہی ہر روزی ہو اور ابو نعیم نے صفۃ المحمّد میں مجاہد کے طریق
 سے ایسا ہی کہا اور زیادہ کیا کہ جب تک مردوں کی اور عبداللہ بن عمر سے روایت کیا مرفوعاً کہ مجھے چالیس مردوں کی
 قوت ملی پوچھنے اور جماع کرنے میں اور امام احمد اور نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے زمین ارقم سے
 کہ جب تک ایک آدمی کو سو آدمیوں کی طاقت ملے گی کہ انہیں اور پینے اور جماع کرنے میں اور نہ ہوت میں ان صورت میں
 ہماری پیغمبری قوت چار ہزار مردوں کی ہوگی (فتح) مستخرج کہتا ہے انصار سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب آپ میں اتنی قوت تھی تو عورتیں آپ کا دخل کیسا کرتی تھیں اور یہ انکی بیوقوفی
 ہے کیونکہ قوت کے ہونے پر لازم نہیں آتا کہ عورت مرد کا دخل نہ کرے غایۃ فی الباط ہے کہ مرد اپنی پوری قوت
 ایسی عورت پر صرف کرے گی اور یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ حضرت مہ اپنی پوری طاقت ان ضعیف عورتوں پر صرف
 بلکہ یہ حدیث دلیل ہے اسکی کہ جب آپ کو کئی بار جماع منظور ہوتا تو سب عورتوں کا دورہ کرتے کیونکہ ایک عورت
 اتنی بار کا دخل کیونکر کر سکتی اور ایک اعتراض اور کرتے ہیں کہ معاذ اللہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو شہوت رانی
 کا بہت خیال تھا جب تو اتنی بی بیان کین ورنہ انسان کو دنیا میں ایک بی بی کافی ہے اور یہ اعتراض بھی تھا
 کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مہ نے چار ہزار مردوں کی طاقت کہا کہ نبوی بیویں پر قناعت کی اس سے زیادہ کون اپنی
 شہوت کو روک سکتا ہو اور اگر ہمارے حضرت مہ کو یہ منظور ہوتا تو برسوں تک صرف حضرت خدیجہ پر جو جمع عورت
 تھیں کیون قناعت کرتے حالانکہ آپ نے جب حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تھا اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی اور
 یہ عین شباب کا زمانہ ہے پس معلوم ہوا کہ آپ نے جو متعدد عورتوں سے نکاح کیا اوس میں اور دنیوی
 فوائد تھے جنکو اگر ہم اسجگہ بیان کریں تو کتنا ہی طول ہو جائیگا اور مختصر یہ ہے کہ اُن نے میں متعدد بی بیان
 عزت اور عظمت کا ثبوت تھا علما اسکے بہت سی عورتوں کو آپ کی زوجیت کا شرف اللہ تعالیٰ کو دینا منظور ہوا

سوا انکے بہت شخصوں کا دل ملا اور قابو میں کہتا اوس کجی کی وجہ سے مطالبہ تھا اور بہت ہی بیون سے
 بھی غرض تھی کہ عورتوں کے متعلق مسئلہ ایک بی بی تمام عورتوں نہیں بیان کر سکتی تھی اور اگر ہم ان سب جو
 سے قطع نظر کریں تب بھی جواب الزامی یوں دے سکتے ہیں کہ داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو اس کے باؤ
 بی بیان میں ہیں حالانکہ قصاص نے کو سچا پیغمبر جانتے ہیں بہر حال اب ان کی طرف سے دین گئی وہی ہم حضرت کی طرف سے
 دینگے اور عید نے قمار سے روٹ کیا کہ نہیں تھا اونسے نبوی بیان کہیں **ف** سعید کی روایت کے
 مؤلف نے آگے خود وصل کیا ہے اور بعض نسخوں میں سعید کے بل شعبہ ہے اور شعبہ کی دہشت کو امام حماد نے نکالا
 ابن خیر نے یہ اعتراض کیا کہ تمام عورتوں کا دورہ کر نیسے باب کا مطالبہ نہیں ہوتا احتمال ہے کہ آپ نے ہر عورت سے
 صحبت کر نیسے بعد غسل کیا ہوا در یہ جمال زیادہ تر انس ایت میں ہوتا ہے جس میں ساعت کے بدورات ہے جن کہتا ہوں
 ان کا ذکر حضرت کی حدیث میں صراحتاً نہیں ہے اور انس کی جس ایت میں بات کا ذکر ہے وہ ان کی تھیر ہے
 کہ آپ نے ایک ہی غسل سے دورہ کیا ایسا ہی نکالا انسانی اور بن خرمیہ اور ابن حبان نے اور بعض روایتوں میں ایک
 غسل کا ذکر ہے لکن ایک بات کا ذکر نہیں نکالا ان کو ان لوگوں نے اور امام مسلم نے در جہان انس کی دہشت میں ایک
 ساعت کا ذکر ہے وہ ان ایک غسل کی قید لگانے کی ضرورت نہیں کہ ایک ساعت میں تھی یا غسل اور جماع و شوار اور
 خلاف قیاس ہے اور اس سے معلوم ہو گئی باب کی مناسبت احمدیث کو کیونکہ مؤلف نے اشارہ کیا یہ حدیث لکراؤں طریقے
 کی طرف جس میں ایک غسل کا ذکر ہے اوس طریقہ میں جس کو مؤلف لایا ایک غسل کا ذکر نہیں اور یہ عادت ہو مؤلف کی اور کتاب
 النکاح میں مؤلف نے احمدیث کو دلیل لی بہت ہی بیان کر نیسے تبجا باب پر اور یہ بھی اشارہ کیا کہ آپ پر قسم راہی باری
 عورتوں کے پاس ہنا اور جب تھا اور یہ قول ہے ایطالہ علماء کا اور اکثر کے نزدیک آپ پر وجہ تہا وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ
 نے یہ کی وضاحت کیا ہوگا جس کی باری تھی جیسے عورتوں کی رضا سے آپ نے یہ کیا کہنے حضرت عائشہ کے گھر میں کا
 اور احتمال ہے کہ یہ باری پوری ہو جائے کہ بعد از باری شریعہ کی ہوا اور احتمال ہے کہ سفر سے لوٹ
 کر ایسا کیا ہوا اور احتمال ہے کہ یہ وہ قسم کے وجہ سے پہلے کا ہوا اور ابن عربی نے ایک در بات لکھی انہوں نے کہا اہل
 قوال نے یہ پیغمبر کو خاص کیا کئی باتوں سے ان میں ایک بات یہی تھی کہ ہر روز ایک ساعت میں آپ کو اختیار دیا تھا کہ
 اپنی تمام عورتوں کے پاس جاوین اور خوش ہو پری کریں بہر حال باری ہوا اسکے پاس جاوین اور یہ ساعت بعد عصر
 کے تھی یا اگر کام ہو جاوے تو بعد مغرب کے اور یہ جو ابن عربی نے لکھا اسکا ثبوت دینا چاہیے (اسکا ثبوت کچھ نہیں)
 تسلطانی نے کہا کہ مسلم بن عباس سے نکالا کہ یہ ساعت عصر کے بعد تھی اور یہی فائدہ سننے کے ایک یہ کہ

حضرت داؤد کی
 روایت کے مطابق
 تین اور وقت
 سلیمان علیہ السلام
 کی بیان میں
 ہر سب ایک بار
 تین سے زیادہ

ایسی فوت نہیں ہوتی مگر اس شخص میں جس کی صحت عمدہ ہو اور جو بڑا مرد ہو اور آپ کی جو بہت بی بیان ہو مگر
 اوہیں حجت تھی جو حکام مسان بلی بی میں پوشیدہ ہوئے ہیں ان کو نقل کرین اور انہیں حکام حضرت عائشہ سے
 متقول ہیں اسید ہوا بعضوں نے ان کو وضیعت ہی ہے اور عورتوں پر اور ابن تین نے اس سے یہ دلیل لی کہ نوڈیون
 سے ظہار ہو جاتا ہے اور ابن نمیر نے یہ دلیل لی کہ آزاد عورت سے جماع کرنا درست ہے نوڈی سے جماع کرنے کے بعد گو
 غسل کرے اور ان دونوں تہ لالوں میں گفتگو ہے (فتح مختصر) افسطانی نے کہا امام نسائی نے اس حدیث کو مشرق
 النساء میں کالاشو کانی نے کہا جماعت نے کالاسو بخاری کی اس سے کہ حضرت م اپنی عورتوں کا دورہ کرتے تھے
 ایک غسل سے احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ ایک بات میں ایک غسل سے اور ابو رافع کچھ بیٹ اس باب میں
 اور بکدری حافظ کہا ابو رافع کچھ بیٹ میں ابو داؤد نے طعن کیا اور کہا اس کچھ بیٹ اس سے زیادہ صحیح ہے اور در
 حقیقت طعن نہیں ہو کیونکہ ابو داؤد نے نہیں کہا ابو رافع کی حدیث صحیح نہیں ہے امام نسائی نے کہا اس اور
 ابو رافع کچھ بیٹ میں اختلاف نہیں ہے بلکہ کچھ آپ اسکا کہتے کچھ ایسا اور نووی نے کہا کہ ہر جماع کے بعد غسل
 کرنا مستحب ہے اجماعاً اہل سنت مختصر ابن ماجہ نے اس سے کالاکر میں نے حضرت م کے یہ غسل کا بانی رکھا آپ
 اپنی سب عورتوں سے فراغت پکرا ایک بات میں ایک غسل کیا آپ **غَسَلَ الْمَذْيَ وَالْوَضُوءَ مِنْهُ**
 مذی کا دھونا اور مذی کے نکلنے سے وضو کرنا مذکور بیان کتاب ابو ذر میں تفصیل سے گذر چکا حافظ
 نے کہا مذی ایک سفید رفیق لزوج پانی ہے جو عورت سے سیاسی کرتے وقت نکلتا ہے اجماع کا خیال کرتے وقت
 یا جماع کے ارادے کے وقت اور کبھی اس کا نکلنا معلوم ہوتا تھا **ثُمَّ ابْوَالُوْكَ لَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْدٍ**
اَبُو حَصَيْنٍ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مِّنْ اَوْدَاقِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ ابْنُ سَهْلٍ فَقَالَ تَوَضَّأُوا غَسِلْ ذَكَرَكَ مَرَّةً حَتَّى تَرَى مَاءَ رِجْلَيْكَ
 ہے میں ایک شخص تھا بہت مذی الاونین حکم کیا ایک شخص کو رستاد بن الاسود کہ حضرت م سے پوچھو اس مسئلہ کو کہ
 مذی نکلنے سے کیا لازم آتا ہے وضو یا غسل کیونکہ میرے پاس آپ کی صاحبزادی تھیں اسوجہ میں خود آپ سے
 نہ پوچھ سکا پس اس شخص نے پوچھا (آپ سے) آپ نے فرمایا وضو کرے اور دھو ڈال اپنے ذکر کو فاحدیث کو
 سوائے علم اور طہارت میں نکالا اور مسلم اور نسائی نے طہارت میں اور نسائی نے علم میں ہی (قطب) حافظ
 نے کہا نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا میں نے ایک شخص سے کہا جو میرے پاس بیٹھا تھا کہ تو
 پوچھ حضرت م سے اس نے پوچھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؑ سوال کے وقت حاضر تھے اور اسی لحاظ سے

محدثین نے سحریت کو حضرت علیؑ کے منہ میں کر لیا ہے اور جو وہ حاضر نہ ہوتے تو مقدار کے سند میں کر کر کے اور
 سلم کی روایت میں ہے کہ اپنا ذکر دہو ڈالے اور وضو کر لیں اور ایک روایت میں سلم اور سوطا کے یہ کہ
 پوچھا کہ ندی ہر جو آدمی سے نکلتی ہے اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے حضرت علیؑ یون
 بہت ندی الا آدمی تھا تو میں نہانے لگا ندی نکلتے سے جاڑوں میں یہاں تک کہ میری پیٹھ پٹ گئی تب حضرت مؑ فرمایا
 ایسا است کر اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے سہل بن خفیفؓ کا لاکہ اونہوں بھی حضرت مؑ سے ایسا ہی حوال کیا اور نسائی
 کی روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نہ کے کہا میں نماز کو حکم کیا پوچھنے کا اور ابن جہان اور اسمعیلی کی روایت میں یون ہے
 کہ علیؑ نہ کے کہا میں نے خود پوچھا اور ابن جہان نے اس اختلاف کی مطابقت یون کی کہ پوچھ حضرت علیؑ نماز کو حکم
 دیا پوچھنے کا یہ مقدار کو حکم دیا یہ خود پوچھا مگر خود پوچھنے کی توجہ یہ ہے کہ یون کہ اس روایت میں صاف ہے کہ اونہوں
 شرم کی پوچھتے ہیں بوجہ آپ کی صافیز اور تو شاید بعض راویوں نے مجازاً پوچھنے کی نسبت دی حضرت علیؑ کی طرف
 کیونکہ اونکے حکم سے دوسرے کو پوچھا تو گویا اونہوں نے خود پوچھا تھا وہی کی روایت میں اخبر من خیر سے ہے
 کہ حضرت علیؑ نہ کے نماز کو حکم کیا پوچھنے کا اور ایک روایت میں محمد بن عیسیٰؓ سے ہے کہ میں بہت ندی الا آدمی
 اور جب یہی ندی نکلتی تو میں غسل کرنا پڑتا ہے حضرت مؑ سے پوچھا اور زندی کی روایت میں ہے اونہے کہ میں نے حضرت
 سے پوچھا نہ کیا اور عبدالرزاق نے عاص بن الربیعؓ کا لاکہ حضرت علیؑ نہ اور مقدار اور عمارؓ نے مذکور کیا حضرت علیؑ
 کہا میں بہت ندی الا آدمی ہوں تو تم دو حضرت کو پوچھو یہ آپ سے پوچھا دو میں سے ایک نے اس سے یہ نکلتا ہے
 کہ حضرت علیؑ نہ نے عمار اور مقدار دونوں کو پوچھا چھنے کا حکم کیا تھا اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ندی نکلتے میں غسل واجب
 نہیں ہوتا اور ہر اجتماع ہے اور ہر حکم مثل میثاق ہے اور امام طحاوی نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ مذکور
 کے نکلتے ہی اہیوت وضو واجب ہے پھر روایا اور اس روایت سے کہ حضرت علیؑ نہ کے کہا حضرت مؑ پوچھنے ندی سے
 آپ نے فرمایا اوسیرم وضو ہے ندی میں غسل ہے اس سے یہ نکلا کہ مذکور حکم وہی ہے جو انواقض وضو کا ہے اور یہ
 لازم نہیں کہ ندی نکلتے ہی اہیوت وضو کرے اور باقی بحث احمدیث کی کتاب الطہارت در کتاب العلم میں
 گذری اور سحریت سے یہی نکلتا ہے کہ خبر واحد مقبول ہے اور مظنون خیر عتقاد کر سکتے ہیں گو قطعاً بر قدرت ابو
 ان دونوں سے لاو نہ یہ اعتراف ہے کہ سوال حضرت علیؑ سے تھا تو نہ خبر واحد ہوئی نہ مظنون مانتے مختصر سے فرمایا
 بِمَا مَنِ تَطَيَّبْتُ كَمَا اَعْتَسَلْتُ وَلَقِيَ اَكْرَطُ الطَّبِيبِ حَرَّ شَخْصٍ نَحْسٍ خَوْشَلُوْكَ اَلَىٰ بَعْضِ غَسَلٍ كَمَا اَوْشَلُوْكَ اَلَا تَرَىٰ
 رَأَىٰ حَلَّتْ ثَمَامًا اَبُو الْمُعَانِ قَالَ حَلَّتْ ثَمَامًا اَبُو حُوَّانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُجَّالٍ عَنْ اَلْمُسْتَشْرِ عَنْ اَبِي حُوَّالٍ

اَغْتَسِلَ اَمَّاوَالُكُلِّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ تَغْرِثُ مِنْهُ جَمِيعًا رَوَاهُ الْمُتَوَسِّعُونَ
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب جنابت کا غسل کرتے تو ان پودوں کو ہاتھ دھوئے اور وضو کرتے
اسطرح جب طح نماز کے لیے کرتے تو پہر غسل شروع کرتے پہر خلل کرتے اپنے ہاتھ سے بالون کا حبیب چھو کر آپ
نے تر کر لیا اپنے جسم کو رجو بالون کیے سچر ہے (تو بانی بہا تے اپنے بالون پتھرین بار پہر دھوئے اپنے باقی بدن کو اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں اور جناب ابی بنی اصطلی اللہ علیہ اکو وسلم دونو غسل کرتے ایک برتن سے دونو او سمین
چکھو لیتے جاتے **ف** حانظ صاحب نے کہا اس حدیث کی بحث اور گزرجکی باب الحائض والجنب کی حدیث میں
فتطلانی کہا غسل میں بالون کا خلل کرنا واجب ہے مالکیہ کے نزدیک اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے حنفی مالک
نے کہا بعض وضو کا ڈھلے کے بالون کو قیاس کیا ہے سر کے بالون پر اور ڈھلے کا خلل بھی غسل میں ضرور کہا ہے
فتطلانی نے کہا مالکیہ نے بول لی اس حدیث سے کہ خلل کرو بالون کا کیونکہ ہر بال کے تلے جنابت ہے شوکانی نے
خیل میں کہا کہ احمد اور ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں کہ حضرت م سے آپ فرماتے تھے جو شخص جنابت
میں ایک بال کے برابر جگہ چھوڑ دیر ومان پانی نہ پونچے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوا ایسا کر لگا آگ سے حضرت علی
نے کہا اسی ج سے بن دشمن ہو گیا اپنے بالون کا ابو داؤد نے زیادہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرماتے تھے حانظ
نے کہا اسکا ہوا صحیح ہے کیونکہ عطار بن السائب سے حماد بن سلمہ نے اختلاط سے پہلے سنا ہے لیکن بعضوں نے کہا کہ
اسکا موقوف ہونا صحیح ہے اور عبد الرحمن نے کہا اکثر علما اسکو موقوف کہتے ہیں اور نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف
ہے عطا اختلاط سے پہلے ضعیف کیا گیا ہے اور حماد کے کئی وہم میں اسکی اسناد میں زان ہی ہے میں خلیل
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے بخلا مرفوعاً کہ تر کرو بالون کو اور صاف کر دو
اسکی اسناد میں جارش بن حیدر بہت ضعیف ہے ابو داؤد نے کہا یہ حدیث اسکی منکر ہے اور وہ ضعیف ہے ترمذی
نے کہا یہ حدیث غریب ہے ہم کو نہیں پہچانتے مگر عارف طرین سے اور وہ کچھ قوی نہیں اور دارقطنی نے علی بن
کہا کہ یہ حدیث مالک بن نیک سے ہے حسن سے مسلما مروی ہے اور صحابین منصور نے اسکو مسلما روایت کیا حسن
نے کہا ان عطار نے اسکو روایت کیا حسن اور انہوں نے ابو ہریرہ سے موقوفاً اور شافعی نے کہا کہ یہ حدیث ثابت
نہیں ہے اور بیہقی نے کہا کہ علما حدیث جیسے بخاری اور ابو داؤد نے اسکو منکر کہا اور اس حدیث یہ مکتا ہے غسل
میں بالون کا خلل کرنا پانی سے شروع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسکا خلاف نہیں جانتا اسنے مترجم کہتا ہے ابو ہریرہ
کی پوری حدیث یوں ہے کہ حضرت م نے فرمایا ہر بال کے تلے جنابت ہے تو بالون کو دھوؤ اور بدن کو صاف کرو

میں آتا ہوں اس لیے کہ میرے کمال کے مطابق نہیں اور مجھے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ امام بخاری نے
 اس حدیث میں جن کے دھونے کی مجازی معنی لینے باقی بدن دھونا مراد رکھا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ کہیں
 اگر پانوں کا دھونا مذکور ہے پس اگر بدن سے سارا بدن مراد ہوتا تو دوبارہ پانوں دھونے کی کیا ضرورت تھی اور امام
 بخاری کی عادت سی یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مطلب کے مطلب سے زیادہ مراد کہتے ہیں اور ان کی بطلان
 نے محدثین کو یہ کمال کا جو غسل جنابت کا غسل سے کافی ہے محیط جسے تازہ وضو کی نیت کی اور وضو کیا
 اور نماز پڑھی یہ معلوم ہوا کہ تازہ وضو کر نیکی وقت وہ وضو تھا اور نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ وضو غسل جنابت کا اندر
 نت ہے حالانکہ یہ نیت کافی ہوگی فرض سے یعنی وضو میں جو اعضا دھتے ہیں ان کا یہ دھونا غسل میں ضرور نہ ہوا
 اور یہ استنباط ابن بطال کا مراد ہے کیونکہ وضو وقت کافی ہوگا جب اعضا کو نیت غسل ہو یا ہو اور وضو وضو کو
 مقدم کیا ہو صرف فضیلت کے لیے اس صورت میں ان اعضا کا دھونا غسل کا ایک جز ہوا نہ وضو جیسے ابن بطال سمجھا
 صحیح ہے کہ کتاب کی تطبیق حدیث سے ایک طرح ہی ہو سکتی ہے اور میں اس تکلف کی حاجت نہیں پڑتی جو
 ابن زبیر نے کیا وہ یہ کہ امام بخاری کا شاید یہ مذہب ہے کہ وضو میں جو اعضا دھتے ہیں ان کو غسل میں پھر دھونا پڑتا ہے
 اور ظاہر حدیث کا یہی مفہوم ہے کیونکہ بدن سے سب سے زیادہ سارا بدن ہے اور حافظ صاحب نے جو کہا کہ اس صورت
 میں پاؤں دھونیکا ذکر آگے کیوں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ شاید وہ ان غسل مانی جمع ہوتا ہوگا یا وہ جائے نہیں
 یا سبلی کجلی ہوگی تو پانوں کو دوسری جگہ سے دھونا صفائی کے لیے اس وجہ سے کہ ساری بدن کو ساتھ پانوں نہ پڑ
 دے تھو والد علم مراد عبادہ **باب** اِذَا ذَكَرَ فِي السَّجْدَةِ اَنَّهٗ جُنِبَ خَيْرٌ مِّنْهَا هَوَاقِفٌ وَكَفَيْتُمْ عَجَبٌ
 سبب میں یاد آوے کہ جن جناب ہوں تو اس طرح نکل جاوے اور تیمم نہ کرے بعضوں کا یہ تیمم وجہ ہے
 نوری اور حق سے یہاں ہی منقول ہے اور یہاں ہی کہا بعض اکیہ نے کہ جو شخص سجدہ میں سو پہر اس کو سلام ہو
 تو باہر نکلے یہ بیشتر تیمم کرے (فتح) قسطلانی نے کہا ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ اگر جناب مافر ہو یہ سجدہ کرے
 پانی کا چشمہ پاوے تو تیمم کرے اور پانی پیوے اور غسل کے لیے پانی سجدہ کے باہر لاوے **باب** اِذَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ
 أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمْسَتْ الصَّلَاةُ وَعَلَّ لَيْتَ الصَّفْوَةَ فَمَا تَحَرَّجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْنَا فَكُنَّا قَائِمِينَ فِي مَصَلَاةٍ ذَكَرْنَا نَكِبَ فَقَالَ لَنَا مَا كُنَّا نَكِبُ فَارْتَجِعْ فَاغْتَسِلْ ثُمَّ حَرَّجَ إِلَيْنَا
 وَرَأْسَهُ يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّائِمَا مَعَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مُعَمَّرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَرَوَاهُ

کرے اور اسکے اندر اور تاغیبت نے بھی پانی میں نہنگا اور نہ منع رکھا ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس نے پانی میں نہنگا
تہ بند باز نہ کرے کیونکہ پانی میں نہنگا ہی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے اور جہور علما کا یہ قول ہے کہ جتناب کے قوت
عورت کہو نہ درست ہو اور غسل بھی ایک جتناب ہے البتہ بغیر جتناب کے حرام ہے اور شاغیبت کا زیادہ صحیح قول
یہی ہے (مسطلائی) وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ مَرْجُوٍّ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ اللَّهَ أَحَقُّ أَنْ
يُسْتَحْبَّ مِنْهُ مِنَ النَّكَّاسِ اور بہرین حکیم نے روایت کی اپنے باپ سے (حکیم سے) انہوں نے بہر کے دادا (معاذ
بن حذافہ بن معاویہ شیری سے جو صحابی ہے خراسان میں مرے اس کتاب میں اسے نقل کیا مردی سے اسے اسے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم کیا جائے نسبت لوگوں کا
ف اور خرمی کے نسخہ میں یوں ہے کہ اوس سوردہ کیا جاوے اس حدیث کو صحابہ بن غیر ہم (جیسے امام احمد نے
نکالا بہر سے مردی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا حدیث بیان کی ہے
سے یزید بن مارون نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہے محمد بن حنفیہ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اس کے دادا سے
کہیں نے کہا کہ نبی اللہ کے ہم کن شرمگاہ ہوں پر تصرف کریں اور کن کو چھوڑ دیں آپ نے فرمایا بچا اپنی شرمگاہ
کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے میں نے کہا یا رسول اللہ جبر ہم میں سے کوئی اکیلا ہوا ہے فرمایا اللہ کا زیادہ حق
کہتا ہے کہ اوس کو شرم کیا جاوے نسبت لوگوں کے حافظ صاحب نے کہا اس حدیث کا اسناد بہر تک صحیح ہے اور
اسی واسطے امام بخاری نے بہر کا قول بصیغہ جزم بیان کیا البتہ بہر اور ہنگا باپ دونوں امام بخاری کی شرط کے موافق
نہیں ہیں اور اسی لیے مولف نے کتاب النکاح میں معاویہ بن حذافہ کی حدیث کو جو بہر کا دادا تھا بصیغہ جزم بیان
نہیں کیا اور اس سے یہ بھی نکالا کہ تعلیق پر جزم کرنے سے اس کا صحیح ہونا لازم نہیں مگر باہر تک تعلیق ہو جائے شک اسناد
صحیح ہوگا اور اس حدیث سے یہ نکالا کہ بی بی کو اپنے مرد کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے اور بہر قیاس کیا کہ مرد کو بی بی
کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے اور ان کے سوا مرد کو مرد کی یا عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنا درست نہیں ہے اور
اسباب میں ایک حدیث ہے صحیح مسلم میں بہر نہ کچھ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ خلوت میں ہی نہنگا ہونا درست نہیں لیکن
مولف نے اس کے جواز پر دلیل حضرت موسیٰ اور حضرت ایوب علیہما السلام کے قصہ سے اور اگلے پیغمبر و نبی
پیروی کا حکم ہوا دوسرے یہ کہ حضرت منے ان کے قصوں کو نقل کیا اور انہیں اعتراض نہیں کیا اس صورت
میں بہر کچھ حدیث محمول ہوگی اس پر کہ فضل ہی ہے کہ خلوت میں ہی نہنگا نہ ہو رفیع مختصراً مسطلائی نے کہا عورت
کو اپنے مرد کی عورت دیکھنا درست ہے اور اس طرح مرد کو اپنی بی بی کی عورت دیکھنا سوا دہر کے حلقہ کے جیسے راجح ہے کہا ہوا

عورت جائز تہا یہ ہے کہ جب تک کہ بے پتہ نہ ہوئے تہو تو حضرت عباسؓ کے ہمارے حضرت کا تہ بند نہ ہوئے
 پڑا لیا تہا تاکہ ایک پتہ لاسنیں اسانی ہو پھر آپؓ ہیوش ہو کر گئے اور سکی و صبر تہی کہ آپؓ کی شان کے لئے
 یہ امر نہ تہا کہ مباح ہو لیسے مختصر انت اور حضرت موسیٰؓ کے لئے پتہ لیسے لے کر گئے وہ پتہ نری ہر ایک میں
 جا کر تم گیا اور پتہ کو نام شروع کیا از جب پتہ لیسے لے کر گیا تو وہ مثل ایک عاقل جاہل کے ہوا اسی لیے
 حضرت موسیٰؓ نے اسکو پکارا اور مارا اور بعض دن سے کہا مائے سوا ایک مجرورہ دیکھا نامعلوم تہا ابوہریرہؓ نے کہا
 یہ ہام نے نقل کیا تو یہ قول معنی نہیں ہے قسم خدا کی تہہ میں پتہ نشان پڑ گئے یا سات حضرت موسیٰؓ کی ماروں کے
 ف حافط صاریب کے کھا احدی کی باقی بحث احادیث الانبیاء میں آئی مطلقاً نے کہا مسلم نے اسکو احادیث
 الانبیاء میں نکالا اور ایک اور مقام میں **وَحَمَلَتْ اُیْمٰی مَرْوَةَ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ قَالَ بِنَا اِیُّوہ**
یَعْنِی اُمَّ عَمَّارَ فَخَرَّ عَلَیْہِ جَرَادٌ مِنْ ذَہَابٍ فَحَمَلَتْ اِیُّوہ یَحْتَمِی فِی قَوْبِہٖ فَمَادَا دَبَّہُ یَا اِیُّوہ
اَحْتَمِیْتَ عَمَّارَ تَوٰی قَالَ بَلَّیْ وَ عَمَّارَ تَوٰی وَلٰکِنْ عَمَّارٌ عَنِ ابْنِ عَمْرِوہ وَ دَوَّاهُ اِیُّوہ عَنْ مُوَسٰی بْنِ عَمَّارَ
عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَّارٍ عَنْ اَبِی ہُرَیْرَہٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ قَالَ بِنَا اِیُّوہ
یَقْتَدِلُ عَمَّارَ کَا تَمَرٍ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ایک بار حضرت
 ایوب علیہ السلام ننگے بہا رہے تہو اوپر ٹیڑھی گری ہونے کی (جاہل یا بے جان) حضرت ایوبؓ اسکو پکڑنے
 اور رکھنے لگے اپنے کپڑے میں تب پکارا اوںکو اونکے مالک یعنی پروردگار عالم جل شانہ نے امی ایوبؓ کی اس سے
 بے پرواہ نہیں کیا اس سے جو نو دیکھتا ہے (یعنی سونپنی ٹیڑھی سے) اوہوں نے عرض کیا بیشک تو نے مجھکو
 بے پرواہ کیا ارا لہذا رک کے قسم تیری عزت کی لیکن میں بے پرواہ نہیں ہوں تیری برکت سے **ف یسیرتہ**
 احسان و عطا اور خیر شے سے سجدہ ریش سے مالدار کی فضیلت نکلی کیونکہ اسکو برکت کہا اور محال ہے کہ حضرت
 ایوبؓ نے دنیا کی محبت سے اسکو لیا ہو بلکہ اسوجہ سے لیا کہ وہ مالک کے پاس سے ابھی اتری تہی حافط صاحب
 کہا ابن ابی ہلال نے کہا امام بخاری نے اس حدیث کو دلیل لی ننگے تہا نیکی جواز پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوپر عطا کیا
 بیڑیاں اکٹھا کرنے پر اور نہیں عتاب کیا ننگے نہا نے پر تو معلوم کہ وہ جائز ہے یہ حدیث مولف نے ہی سنا د
 سے روایت کی جس اسناد سے حضرت موسیٰؓ کی حدیث کو روایت کیا اور کرمانی نے غلطی کی جو کہا کہ تعلیق ہے کیونکہ
 دو نو حدیثیں ہمام کے نسخہ میں ہی اسناد سے موجود ہیں اور امام بخاری نے اسی دوسری حدیث کو احادیث الانبیاء
 میں عبد الرزاق کے طریق سے نکالا ہی اسناد اس صورت میں کرمانی نے جو کہا کہ یہ ضعیف طریق کا ہے دوسری

غلطی ہے اگر اونکا خیال ساری صحیح بخاری پر غلط بن کر کھینچ کر غلطیاں کرتے اور باقی سب کچھ
حدیث کی خلاف ورزی ہے تو کتاب الانبیاء میں آویگی **باب** احد روایت کیا اس حدیث کو ابراہیم (بن لہمان) نے موسیٰ بن
عقبہ سے انہوں نے صفوان سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے حضرت سے
اس بنا کو نسائی اور بیہقی نے وصل کیا **باب** فانیل میں ہے کہ ابو داؤد اور نسائی نے یحییٰ بن اسحاق سے روایت کیا
کہ حضرت نے ایک شخص کو دیکھا کہ سیدان میں نہاتے ہوئے تو آپ نے ہنر پر چڑھتے اور اس کی تفریق اور صفت
بیان کی پھر فرمایا کہ اس جمل جلالہ شرم والا ہے پڑے والد دوست کہتا ہے حیا اور پردے کو پہر جب کوئی تم میں سے
غسل کرے تو پردہ کرے حدیث کو کروی صحیح کے راوی ہیں اور نسائی نے ابو السرح سے نکالا کہ میں خدمت کرتا تھا
حضرت کی پہر جب آپ غسل کا ارادہ کرتے تو مجھ سے فرماتے پیٹھ موڑ لے میں پیٹھ موڑ لیتا اور آپ کی آڑ کر لیتا اپنی
پیٹھ سے اور مسلم نے نکالا ام ثانی نے میں حضرت ۴۱ سال کی جب سال کہ فتنہ ہوا میں نے آپ کو غسل کرتے پایا حضرت
فاطمہ کی آڑ کیے تھیں ایک سال کے بعد سے انتہی تک قطعاً ستر کہتا ہے ام ثانی کی حدیث امام بخاری نے ہی نکالی اور وہ اگر اہل
ہے **باب** الشتر فی الغسل عند الناس کو کون کے سامنے غسل میں کرنا **حک** ثنا عبد اللہ
ابن مسعود عن مالک عن ابی النضر عن عمر بن عبد اللہ ان کا مرقۃ مولى ام ہانی اخبرنا انہ سمع
ام ہانی بنت ابی طالب تقول ذہبت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم عام الفقه فوجدته
يفعل ومارطه تستدره فقال من هان فقلت انا ام هان فخرجت مع ام ثانی بنت ابی طالب رجوع حضرت
کی چچا زاد بہن تھیں انکا نام ختمہ یا فاطمہ یا مہند تھا اس کتاب میں ان سے دو حدیثیں مروی ہیں اور کہتی تھیں حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ۴۱ سال کی جب سال کہ فتنہ ہوا میں نے آپ کو یا غسل کرتے ہوئے اور حضرت فاطمہ کو چہ پیاسے تھیں
را ایک کپڑے سے آپ نے پوچھا کیوں ہے میں نے کہا ام ثانی **باب** اس سے معلوم ہوا کہ پردہ غلیظ تھا جب آپ
ام ثانی کو پہچان سکے لیکن آپ کو معلوم ہو گیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد ایسے مقام پر نہیں جا سکتا قسطلانی نے
کہا کہ رمضان ۱۰ شہر ہجری میں فتنہ ہوا اور حدیث کو مؤلف نے ادب اور صلاح اور جرم میں اور مسلم نے طہارت اور طہان
میں اور ترمذی نے استیذان اور میں اور نسائی نے طہارت اور میں اور ابن ماجہ نے طہارت میں نکالا فاضل
احمد بریلوی کی بحث کتاب البہار میں مذکور ہوگی شمار اللہ تعالیٰ جہاں مؤلف کو حدیث کو پورا نقل کیا ہے **حک** ثنا
عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا سفيان عن اعمش عن سالم بن ابی الجعد عن كريب بن عبد الله
عن ميمونة قالت سرت النوى صلى الله عليه وسلم وهو يغتسل من الجنابة فغسل رجليه ثم صب

نہی نے کہا شاید حضرت عائشہ اور ام سلمہ دونوں نے اس پر اعتراض کیا ہو اور اس اور عائشہ اور ام سلمہ اس سے
 فقہ کی وقت حاضر تھے لیکن یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسی وقت حاضر نہ تھے بلکہ انہوں نے اپنی ان ام سلمہ سے سنا اور ان سے
 نے یہ قصہ سنتے اور امام احمد نے ابن عمر سے بھی روایت کیا ہے اور ابن عمر نے شاید ام سلمہ یا ام کلثوم سے سنا ہو اور
 یہ سوال خود ابن عمر سے بھی حضرت ام سے کیا اور اس کو امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے کمال اور اس کے اخیر میں یہ ہے
 جیسے مرد و عورت نہیں ہے جب خجاب میں ایسا دیکھو اور انزال نہ ہو اور سہلہ بنت سہیل نے بھی اس کو طہرانی نے کمال
 اور سہلہ بنت صفوان نے اس کو ابن ابی شیبہ نے کمال اور شرم سے احمد بن حنبل میں انوی شرم مراد ہے کیونکہ شرم
 شرم تو سراسر بہت ہے اور طہرانی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم نہیں کرتا شرم کرنا بھی بات کہنے سے یا منع نہیں کرتا حق
 کہنے سے (یہ تاویل فاسد ہے جیسے کتاب العلم میں گذرا حیا ایک صفت تھی ہے مثل دوسرے صفات کے اس کی
 کیفیت معلوم نہیں ہے) اور حمیدی کی روایت میں ہے جب تہ سے کوئی پانی دیکھے تو غسل کرے ایک روایت
 میں کہ اگر ام سلمہ نے کہا کیا عورت کو بھی حطام ہوتا ہے اپنے کپڑے فرمایا خیر سے انہوں میں ٹی لگے پہر کچھ کیوں عورت
 کی صورت پر ہوتا ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ان مرد کا پانی غلیظ ہے سفید اور عورت
 کا پانی بٹلا ہے زرد پر جو پہلے ہو جاتا ہے یا اوپر کچھ اویسی مشابہ ہوتا ہے اور مسلم کی روایت میں ہے جب عورت
 کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مرد مشابہ ہوتا ہے اپنے منہ یا لے کے اور جب مرد کا پانی اوپر ہوتا ہے تو مشابہ ہوتا ہے
 اپنے دوہریال کے (چچاؤں کے) اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے منہ ڈانپ لیا اور ایک میں
 ہے کہ وہ انہیں اور ایک میں ہے کہ اسے ام سلمہ نے رخصت کیا عورتوں کو نکالا اس کو مسلم نے ابن بطال نے کہا
 حدیث میں نکالا کہ سب عورتوں کو حطام ہوتا ہے اور بعض روایت میں کہا کہ حدیث میں نکالا کہ بعض عورتوں کو حطام نہیں ہوتا
 امام احمد کی روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ کیا عورت کا بھی پانی نکلتا ہے اپنا فرمایا عورت تو مرد کا
 جوڑ بن اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی پانی دیکھے جیسے مرد دیکھتا ہو اور امام احمد نے فرمایا
 سے نکالا اس میں یہ ہو کہ اگر غسل نہیں ہے جب تک انزال ہو جیسے مرد کو ہوتا ہے اور اس سے رہو اس شخص کا جو
 کہتا ہے عورت کا پانی باہر نہیں نکلتا (فتح مؤلف) فتطالی نے کہا اس حدیث کو چھو دن عالموں نے نکالا انتہی
باب عَرَبِ الْجَنِّبِ وَانْ الْمَرْءِ لَا يَجْسُ حَتَّى يَسِينَةَ كَابِيَانِ اور مسلمان کے بخش ہو نہ کا
 شاید مؤلف نے اشارہ کیا اس طرف کہ اگر کسی نے منہ میں خنساں دیکھے بعض لوگوں نے اس کو بخش کہا ہے کیونکہ کافر
 خود بخش ہے تو مطلب یہ ہے کہ جنب کسی نے کابیان اور ہات کا کہ مسلمان بخش نہیں ہوتا اور جب مسلمان بخش نہیں ہوتا

انوار کا پسینہ ہی بخش ہوگا اور سکا مفہوم یہ ہے کہ کافر جس سے تو اس کا پسینہ ہی بخش ہے (نفر) **حکایت**
 عَنْ رُوَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جَائِعٌ فَانْتَحَسَتْ مِنْهُ فَكَذَّهَبَ فَاعْتَسَلَ
 ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ إِنَّ كُنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ جَائِعًا فَكَذَّهْتُ أَنْ أُجَاعَ لَيْسَ وَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ
 سُبْحَانَ اللَّهِ إِنَّ لَكُمْ مَوَاحِشَ كَمَا يَجُوزُ ثُمَّ جَمَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْهُ رُوَيْتُ عَنْ حَضْرَتِ رِوَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ
 مَاتَ فِي مَدِينَةِ كَيْسَانِيَّةٍ مِنْ أَوَّلِ الْعَيْنِ أَبُو هُرَيْرَةَ جَمَعَتْهُ (اور انہوں نے کہا) میں پیچھے سر کا آپ سے (یعنی چھپ کر
 نکل گیا اور بعض نسخوں میں فانتحست ہو لینے میں نے اپنے تئیں بخش جانے پر وہ (یعنی ابو ہریرہ) گئے اور غسل کیا پھر
 آئے آپ نے فرمایا تو کہاں تھا اسے ابو ہریرہ اور انہوں نے عرض کیا میں جنب تھا تو میں نے بڑا جانا کا آپ پاس بیٹھ کر
 بغیر طہارت کے آپ نے فرمایا سبحان اللہ تعجب ہے) مومن بخش نہیں ہوتا **موافق** اگرچہ جنب ہو روزنگی میں نہ مرنیکے
 بعد البتہ اگر کوئی نجاست اس کے بدن سے لگ جاوے تو وہ بخش ہوگا پھر جب نجاست دور ہو جاوے تو پاک ہے
 حافظ صاحب نے کہا بعض اہل ظاہر نے سحری کے مفہوم سے دلیل لی اور کہا کہ کافر بخش العین ہے اور قوی کیا اس
 قول کو اس آیت سے کہ مشرک بخش ہیں اور مہر علماء نے حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ مومن کے حضور
 پاک ہیں کیونکہ وہ نجاست سے بچتا ہے اور مشرکین یہ بات نہیں وہ نجاست ہی نہیں بچتا اور آیت کا یہ مطلب کیا ہے
 کہ مراد تھا کہ نجاست ہے اور دلیل اولیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنا درست کہا ہے
 اور جیسے نکاح ہوگا تو ان کے پسینے سے محفوظ رہنا غیر ممکن ہے جو ان کے ساتھ بیٹھے اوکو ضرور ان کا پسینہ لگے گا
 تو معلوم ہوا کہ زندہ آدمی بخش العین نہیں ہے کیونکہ عورت اور مرد میں فرق نہیں ہے اور قرطبی نے شرح مسلم میں
 ایک نادر بات لکھی اور کہا کہ شافعی کے نزدیک کافر بخش ہے (اور ضعیفہ نے بھی اپنی کتابوں میں یہ غلطی کی ہے)
 اور اس کی گفتگو خدا چاہے تو کتاب الجنازہ میں آئیگی اور سحری کے نکاح کا بڑے کاموں کے لیے باطہارت ہونا بہتر ہے
 جیسے صحبت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ بھی نکاح بزرگوں کی عظمت اور توقیر کرنا چاہیے اور ان کی صحبت
 میں عمدہ شکل سے جانا چاہیے اور بزرگوں کا احترام حالت موت و حیات دونوں میں برابر ہے جب حضرت ام کی
 قبر شریف یا اگر کسی لی یا عینہ کی فرائز زیارت کی جاوے تو طہارت کے ساتھ عمدہ لباس اور ادب سے جانا بہتر ہے
 اور ابو ہریرہ کو چاہیے کہ باعش یہ ہو کہ حضرت ام کی عادت تھی جب بچے بچا بچے ملتے تو ان پر ہاتھ پیرتے ان کے
 لیے دعا کرتے یہاں ہی ہدایت کیا انسانی اور ابن حبان نے حدیث سے تو ابو ہریرہ یہ سمجھے کہ جنب بخش ہے اور اگر

کہ حضرت اہل بیت علیہم السلام نے غسل کیا اور حضرت نے توبہ کی اور ان کے عقیدے پر انکار فرمایا اس مسئلہ
 یہ نکلا کہ خادم کو معیروم سے اجازت لیکر یا نا بہتر سے اور مزدوم کو شکیات خادم سے کہہ دینا چاہیے اور غسل میں تاخیر
 کرنا درست ہے اور ابن حبان نے اس حدیث سے رد کیا ہے اسکا جو کہتا ہے کہ جب اگر کنوے میں گرے اور غسل کی بات
 کرے تو کنوے کی پانی بخش دے اور اگر کنوے میں خود بخوبی نہیں ہے پھر کنوے کا پانی کیوں بخش ہوگا (علاوہ
 اسکے پانی کبھی بخش نہیں ہوتا جب تک اسکا وصف نہیں ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے) اور امام بخاری نے
 اس حدیث سے دلیل لی کہ جب کسی پینہ پاک ہے کیونکہ جب اسکا بدن جنابت سے بخش ہو تو جو بدن سے نکلا وہ بھی بڑ
 نہ ہوگا اور یہ بھی نکلا کہ جب کو غسل سے پہلے اپنے ضروری کام کرنا درست ہے (فتح) اور اس حدیث کو امام مسلم نے
 طہارت میں اور ابوداؤد و ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوٰۃ میں نکالا (قط) مترجم کہتا ہے کافی جنابت
 کی بابت اور کتاب الوضو میں گزر چکی ہے **باب الجنب یغتسل فی السجود وغیرہ جب گھر سے**
نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ میں چل سکتا ہے **ف** جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت
 علی اور عائشہ اور ابن عمر اور عمر اور شداد بن اوس اور سعید بن اسید کے صحابہ اور ابن سیرین اور زہری اور محمد بن علی
 اور یحییٰ سے اسے دیکھی ہے ابن ابی وقاص اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس اور عطاء اور حسن سے نقل کیا ہے کہ
 وہ جنب ہوتے ہی نہ نہ نکلتے تھے اور نہ کہتے تھے جب تک وضو نہ کر لیتے (قط) اور ابن ابی شیبہ نے حسن بصری سے یہ
 سے روایت کیا اور انہوں نے کہا وضو مستحب ہے جب تک کہ وضو نہ کر لیتے (قط) **وَقَالَ عطاءُ بْنُ يَحْيَى** **وَيَقُولُ أَطْفَالُهُ**
وَيَكُونُ رَأْسُهُ وَأَنَّهُ يَتَوَضَّأُ اور عطاء نے کہا بچہ جنابت سے نہ نکلتا تھا اور سر نہ دے اگرچہ
 وضو نہ کرے (اسے ان کے بعد از ان سے وصل کیا ابن جریر سے اور انہوں نے عطاء سے اور زیادہ کیا کہ نوزہ لگا دے)
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا
الْحَسَنُ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْبَيْتِ
الْوَحِيدِ وَكَأَنَّهُ يَوْمَئِذٍ يَسْمَعُ نَسْوَةَ نَرْجَسَ بْنِ النُّسَيْرِ اس کے روایت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنی عورتوں کا دورہ کر لیتے ایک یا تین اور آپ کی ان دنوں نبوی بیان نہیں **ف** یہ حدیث اور
 گزری اور ترجمہ بالیس سے یوں نکلتا ہے کہ انکی بیویوں کے حجرے قریب قریب تھے تو ضرور آپ ایک حجرے
 سے دوسرے حجرے کو جاتی ہوئے غسل سے پہلے اس میں ثابت ہوا کہ جنب کو غسل سے پہلے نکلنا درست ہے اور یہی ترجمہ
 ہے اور جب نکلتا جائز ہو تو بازار میں ہی چلنا درست ہوگا اور ابو ہریرہ کہیں حدیث جو اوپر گزری وہ بھی اس مطلب

[illegible]

وضو سے مطلق پاک کرنا یعنی ذکر اور فاتحہ و ہونا اور کہا ہے **حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ**
تَأْتِيهِ عَيْنُ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أَحَدًا تَأْهُوَ
جَنْبًا قَالَ لَيْسَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدٌ كَرَّ قَلْبُهُ قُلْتُ وَهُوَ جَنْبٌ مَرَّجَمٌ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم میں سے کوئی سو جاوے جنبہ کر اپنے فرمایا ہاں جب کوئی تم میں سے وضو کر لےوے
تو سو رہا جنبہ کر ف اور جب ناجائز کجالت میں جائز ہوا تو گھر میں مہتابی جائز ہوگا اور یہی ترجمہ باب
ہے بابُ الْجَنْبِ يَوْضًا ثُمَّ يَتَامُ جنب وضو کر کے سوے **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرِ قَالَ**
حَدَّثَنَا الْكَلْبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرٍوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارْتَدَّ أَنْ يَتَامُ وَهُوَ جَنْبٌ يَغْسِلُ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ مَرَّجَمًا
الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ نَبَا حِينَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَقْصِدَ كَرْتِ وَأُرَابَ جَنْبٍ هُوَ تَوَاقِي شَرْكَاهُ
كُوْدِهِ لِيَتِي وَأُورُوضُ كَرْتِ نَارُ كَا سَا وَضُوهَا ثُمَّ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍوَةَ
تَأْتِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اسْتَفْتَى عُمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْتَامُ أَحَدَنَا وَهُوَ جَنْبٌ
قَالَ لَيْسَ إِذَا تَوَضَّأَ مَرَّجَمٌ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ روایت ہے اونہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کیا جنباب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہم میں سے کوئی سو رہا اور وہ جنبہ کر اپنے فرمایا ہاں جب وضو کر لےوے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَكْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي تَضْيَبُ الْجَنْبِ
مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَغَسَّلَ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَسِيَ مَرَّجَمًا عَبْدُ اللَّهِ
بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ مجھ کو (یعنی عبد اللہ کو) رات کو جنبہ پر ہوا
اپنے فرمایا وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھو ڈال پہر سورہ فاتحہ کی روایت میں یوں ہے کہ ابن عمر کو جنبہ
ہوئی چھت عمر کے پاس آئے اور اسے بیان کیا وہ حضرت عباسؓ سے اسکا حکم پوچھا آپ نے فرمایا
وضو کرے اور سورہ سے اس صورت میں تَضْيَبُ میں مفعول کی تفسیر ابن عمر کی طرف پہرتی ہے نہ عمر کی طرف اور وضو
کرے یہ خطاب ہی ابن عمر کی طرف ہے شاید وہ اُوقت حاضر ہونگے اور ابو یوسف کی روایت میں مالک سے پوچھا
ہے کہ اپنی ذکر دھو ڈال پہر وضو کر لے اور اس سے رو ہوتا ہے اس شخص کا جس نے باب کجی حدیث سے وضو
بعد ذکر کر دھو نا جائز کہا ہے اس خیال سے کہ یہ وضو نفعِ حدیث کے لیے نہیں اور حتمال ہے کہ جائز ہو جس صورت

میں ذکر کا مسخر کرے جس شخص کے مذہب پر جو ذکر کے چھوٹے ہو ورنہ جانیکا قائل ہے ابن قتیب العید نے کہا کہ
 اس حدیث میں بن وضو کر نیک حکم ہے اور دلیل ہے اسکی جو اسکے جواب کا قائل ہے اور ابن عبد البر نے کہا جو ہر علم کا یہ قول
 ہے کہ یہ حکم مستحباً ہے اور اہل ظاہر اسکو واجب کہتے ہیں اور یہ مذہب ثابت ہے اور ابن عربی نے کہا انا کہہ رہا ہوں
 نے کہا کہ جناب کو جائز نہیں ہے بن وضو کر نیسے پہلی اور بعض متاخرین نے اس نقل کا انکار کیا اور کہا کہ امام شافعی ضبو
 کے وجوہ کے قائل نہیں ہیں اور شافعیہ کو نہیں چھپاتے اور یہ صحیح ہے مگر شاید ابن عربی کا یہ مطلب ہے کہ وضو سے
 پہلے سو جانا مسباح نہیں ہے اور جب وضو کرنا سنوں ہی ہوں تو نہ کرنا مسباح نہ ہوگا بلکہ کر دے گا اور دلیل اسکی یہ ہے
 کہ اوہنوں نے اسکا مقابل بن حبیب مالکی کا قول بیان کیا ہے کہ اونکے نزدیک وضو واجب ہے اور ابن عربی نے
 ابن حبیب کے قول کو قوی کیا ہے اور ابو حواری نے اپنے صحیح میں اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے کہ وضو کا واجب ہونا جناب
 وہ سنو کا ارادہ کرے پھر اوہنوں نے ابن ترمذی نے دونوں کو دلیل بنی اوسکے واجب ہونے پر ابن عباس کی رفوع
 حدیث کو کہ جسے حکم ہے وضو کر نیک واجب نماز کے لیے اوہنوں اور طحاوی نے امام ابو یوسف سے نقل کیا ہے کہ یہ وضو واجب
 بھی نہیں ہے اور دلیل ان کی وہ ہے جو ابو اسحق نے روایت کیا اسکو سے اوہنوں نے عائشہ سے کہ حضرت
 جب ہو تو پھر سو رہتے اور پانی کو نہ چہرتے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور اسے پھر برائے منہ ہے کہ حدیث کے
 حافظوں نے کہا کہ غلطی کی اس میں ابو اسحق نے اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو محمول ہے بیان جواز پر تاکہ کوئی اسکو
 واجب سمجھ لے یا پانی کے نہ چہرتے ہو یہ روایت ہے کہ غسل کرتے اور امام طحاوی نے ابو اسحق سے وہ کا کاجا
 دلالت کرتا ہے پھر وہ مالک ہوئے طرف کے وضو کرنے سے مراد بیان پاک کرنا ہے رخصتے نجاست اور ذکر اور ہاتھوں کا
 دھونا اور دلیل لی اوہنوں نے اس طلبت اس سے کہ ابن عمر جو وضو کی حدیث کو راوی ہیں وہ وضو کرتے تھے جناب
 میں اور پانوں دھوتے تھے جیسے روایت کیا انا کہ سوط ابن مافہ سے اوہنوں نے ابن عمر سے اور اس کا جواب
 یہ ہے کہ اس حدیث میں ابن عمر اور حضرت عائشہ کی روایت سے یہ قید ثابت ہو کہ نماز کا سا وضو کرتے تھے اور ابن عمر
 جو کہی پانوں دھوتے تو یہ کسی علت کی وجہ سے ہوگا اور جو ہر علم اسی کہتے ہیں کہ وضو سے بیان وضو شرعی مراد
 اور حکمت اوسکے کہ نہیں ہے کہ حدیث میں تخفیف ہوتی ہے خاص کر جو لوگ غسل میں جلالی جائز سمجھتے ہیں انکی
 مذہب پر تقاضا ہے بالکل حدیث اوٹھ جا دیگا بشہ طہ کی غسل کی نیت سے یہ وضو کرے اور تا یہ کہ کہ ہے اسکی وہ جو
 روایت کیا ابن ابی شیبہ نے اور اسکے ادی فقہ میں شاذ ہیں اوس صحابی سے اوہنوں نے کہا جب کوئی تم میں
 سے رات کو جنب ہو پھر سو نیک قصد کرے تو وضو کر لے کیونکہ وہ آٹا غسل ہے اور بعضوں نے کہا کہ حکمت وضو

کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ ایک ہی دو طہارتوں میں سے اس صورت میں تیمم بھی اسکا قائم مقام ہوگا اور امام بھی سنت
 بنا دے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو جحیفہ ثابت ہوتی ہے آپ سونا چاہتے تھے تو وضو کر لیتے یا تیمم کرتے
 اور احتیال ہے کہ تیمم سوت ہو حبیب پانی ملنا دشوار ہو اور بعضوں نے کہا حکمت اس میں یہ ہے کہ وضو کر لینے سے
 دوبارہ جماع میں یا غسل میں لذت زیادہ ہوتی ہے آپ رفیق اچید نے کہا امام شافعی نے کہا کہ یہ وضو حائضہ پر
 نہیں ہے کیونکہ وہ اگر غسل کرے جب بھی اسکا حدث زجاویگا برخلاف جنب کے البتہ اگر حائضہ کا خون بند
 ہو جاوے تو غسل سے پہلے یہ وضو کر لینا مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فوراً واجب
 نہیں ہے بلکہ او میں تاخیر کر سکتا ہو نماز کے لیے اڑھنے تک اور یہ بخلی کہ سوتے وقت طہارت اور پاکیزگی مستحب
 ہے آپ جنوری نے کہا اس میں حکمت یہ ہے کہ فرشتے دور رہتے ہیں میل کھیل در بدبو سے اور شیطاں نیز دیکھتے
 ہیں اس کے تمام ہواکھام حافظ ابن حجر کا امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت مہ جب جب ہوتے ہیں
 چاہتے کہ کہا نا کہا وین یا کوسوہین تو وضو کر لیتے اور بخاری اور مسلم کی روایتوں میں وضو کا حکم بر صیفہ مشغول
 ہے اور ظاہر یہ اور ابن حبیب مالکی اور امام داؤد قائل ہیں جو کہ اور جہور نے جو اسکے عدم خوب پر دلیل ملی
 حضرت عائشہ کجیزت سے جو ابو داؤد اور ترمذی نے بخالی کہ آپ سوتے جنب ہوا یا پانی نہ چھوتے تو یہ صحیح
 صحیح نہیں ہے ایسا ہی کہا امام احمد نے ابو داؤد سے کہا یہ ہم ہے اور یزید بن ماروق نے کہا یہ خطا ہے اور احمد بن
 صالح نے کہا اس حدیث کا روایت کرنا حلال نہیں ہے اور اگر مے رعل میں کہا کہ اگر اس حدیث میں صرف ابو ہریرہ
 ابو حنبل کا خلاف کرتے تو کافی تھا ابن خضوع نے کہا اجماع کیا ابو ہریرہ نے کہ یہ حدیث غلطی ہے ابو حنبل کی
 حافظ نے کہا اس اجماع کے نفی کی یا اعتراض ہوتا ہے کہ یہی ہے اس حدیث کو صحیح کہا اور کہا کہ ابو حنبل نے یا اسکا
 اسود سے ظاہر کیا ہے اس کی روایت میں ابن عمر نے شرح ترمذی میں کہا ابی اسحاق سے اس حدیث کو مختصر کیا
 ایک لبنی حدیث سے اسود غلطی کی اس کے اختصار میں اور وہ لبنی حدیث ابو عثمان ثوریت کی دوسرے انہوں
 نے ابو حنبل سے انہوں نے کہا میں اسود بن زید پاس آیا وہ میرے بھائی اور دوست تھے میں نے کہا اے ابو عمر
 مجھے وہ حدیث بیان کرو جو حضرت ام المؤمنین عائشہ نے تم سے حضرت امی کی نماز کے باب میں بیان کی ہو انہوں نے
 کہا حضرت عائشہ کہا آپ سوتے تھے تو شروع رات میں اور جاگتے تھے آخر رات میں پھر اگر آپ کو حاجت ہوتی رہنے
 جماع کی تو آپ اپنی حاجت سے فارغ ہوتے پھر سوتے پانی چھوٹے پہلے جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو آپ
 اڑھتے اور کہی یوں کہا کہ اپنے اوپر پانی بہاتے اور یہ نہیں کہا کہ غسل کرتے اور میں انکا مطالبہ جانتا ہوں

اور اگر چہ نسبت کی حالت میں سب جانتے تو نماز کا سا وضو کرتے ہیں اس لمبی حدیث میں صاف بیان ہے کہ جب
 جب سب ہو کر سوئے تو نماز کا سا وضو کرتے اور یہ جو کہا کہ آپ حاجت سے فارغ ہو کر سو رہے ہیں اور پانی نہ چھوئے اس کے دو
 مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حاجت سے پانچا خانہ یا پیشاب مراد ہو اور آپ میرے ساتھ تیار کر کے سو جاتے ہوں دوسرے
 یہ کہ جماع مراد ہو جس صورت میں پانی نہ چھوئے سے غسل مراد ہو گا اور جو یہ مطلب کہ کو تو مشروخ حدیث آخر حدیث کے
 مخالف ہو جاتی ہے لیا بوجہ کہ ہم ہو گیا وہ حاجت سے جماع سمجھے اور حدیث کو پورا نہ بیان کیا امام نووی کا
 نسخہ کہا اگر ابو اسحق کچھ حدیث ثابت ہی ہو تو وہ عام ہوگی اور وضو کر نیکی حدیث خاص ہے اور عام محمول ہوتا ہے
 خاص نثر ابو اسحاق کچھ حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ سا وضو کر کے اور کسی پانی کو نہ چھوئے اور بن سیرجہ اور بیہوشی و نصیر
 کی پانی سے مراد غسل کا پانی ہے اور امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہا لا کہ ایک وجہ ثابت ہوئی رات میں پہرہ لپیٹ
 کرتے نماز کا سا وضو اور پانی کو نہ چھوئے اور یہ بیان تو ضرور ہے کہ پانی نہ چھوئے سے غسل نہ کرنا مراد ہو اور
 یہ بھی احتمال ہے کہ پانی نہ چھوئے ناپ کا خاصہ ہو اور ایک دلیل جمہور علماء کی وہ بھی ہے جو ابن خزیمہ اور ابن حبان
 نے نکالی اپنے صحیح میں ابن عمر سے کہ حضرت ابو جحیفہ گئے کیا ہم میں سے کوئی سو رہے اور وہ جنب ہو آئے پھر فرمایا ہاں
 اور وضو کر لے اگر چاہے متفقے میں ہے کہ وضو کرنا آپ کا اظہار فضیلت کے لیے تھا اور نہ کرنا بیان جو اس کے لیے
 اس صورت میں وہ فوضہ شغل میں متناقض نہیں ہے اور امام احمد اور ترمذی نے عمار بن یاسر سے روایت کیا
 کہ حضرت عائشہ نے حضرت ابی جہل کے جب کہانے پیڑ پائونیکا ارادہ کرے تو وضو کر لیوے نماز کا سا وضو ترمذی
 نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی ایک روایت میں بھی بیٹے کا ذکر ہے اور کہا نیکیا ذکر جابر کچھ حدیث
 میں کہ نکالا اس کو ابن ابی جہل اور ابن خزیمہ نے اور امام سلیمان اور ابو ہریرہ کچھ حدیث میں نکالا اس کو طبرانی نے اوسط میں
 اور علماء کا اختلاف سمجھیں جو جنب سو نیکا ارادہ کرے لکن کہاٹے اور بیٹے میں تو علماء کا اتفاق ہے کہ وضو
 وجہ نہیں ہے اور ابن سیر الناس نے شرح ترمذی میں ابن عمر سے کہا وجوب نفل کیا ہے اور جماعت سے روایت
 کیا سوئے بخاری ابو سعید سے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا جب تم میں کوئی اپنی بی بی سے صحبت کرے پھر دوبارہ کرنا
 چاہے تو وضو کر لیوے اور روایت کیا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور زیادہ کیا کہ یہ زیادہ خوشی کرنا
 والا ہے دوبارہ جماع کر نہیں اور ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ نماز کا وضو کرے اور شافعی نے کہا کہ
 یہ حدیث ثابت نہیں ہے بیہقی نے کہا شاید امام شافعی کو ابو سعید کی ہناد کی خبر نہیں ہوئی اور عمر اور ابن عمر سے
 حدیث پہنچوئی منقول ہے اور امام احمد اور نسائی نے نکالا حضرت عائشہ سے کہ آپ جب بارہ کرتے کہ بارہ پینے

تساہیل القادی

کا اور جنب ہوتے تو اپنے دونو ہاتھ دھوتے پہر کہاتے اور پیٹے اور یہ ٹکڑے ایک حدیث کا اسکے شروع میں
یہ ہے کہ جب سے نیکا ارادہ کرتے اور جنب ہوتے تو نماز کا سا وضو کرتے اور سکوت کیا اس حدیث سے حافظ نے
تخصیص میں اور ابن سید الناسی نے شرح ترمذی میں اور اسکے اوی ثقہ ہیں اور ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں حضرت
عائشہ سے نکالا کہ حضرت جبر کیا نیکا ارادہ کرتے جنب ہو کر نواپا ہاتھ دھوتے پہر کیا ناکہاتے اور سجدت
المسیب منقول ہے کہ جنب کیا ناکہا ناکہا نواپا اپنے دونو ہاتھ دھو کر اور منہ میں کلی کرے اور مجاہد سے کہ جنب
جب کہانیکا ارادہ کرے تو دونو ہاتھ دھو کر اور کہا کو اور زہری سے ایسا ہی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے
یعنی وہ کہتے ہیں وضو کا حکم اسی وقت ہے جب سے نیکا ارادہ کرے اور کہانے اور پینے کے لیے صرف ہاتھ دھو کافی
ہے اور جو ہوتے کہتے ہیں کہ دونو ہاتھ مون بن نماز کا وضو کرنا چاہیے اور دلیل اوہی وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے کہ
آپ جبر کیا نے یا سو نیکا ارادہ کرتے جنب ہو کر نماز کا سا وضو کرتے اور جہم ان روایتوں میں اس طور سے ہو کہ کہانے
یا پینے کے لیے آپ کہی پورا وضو کرتے اور کہی صرف ہاتھ دھو کر پراکتفا کرتے لیکن سنو اور دوبارہ جماع کر نیکی
لیے تو نماز کا سا وضو کرتے اوسیں صرف ہاتھ دھو کر منقول نہیں ہے والد علم تمام ہوا کلام شوکانی کا مختصر
امام طحاوی نے اپنی سند سے نکالا ابو اسحق سے اونہوں نے اسود سے اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت
سوتے ہو جنب ہو کر اور پانی نہ چوتے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جب سجدے سے لوٹے نماز پڑھتے تھے
الدر چاہتا پہر اپنے بچو نے پر جاتے اور اپنی بی بی کے پاس پہر اگر آپ کو حاجت ہوتی تو پورا کرتے پہر سوتے تھے
حالت سے اور پانی کو نہ چوتے تھے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جنب ہو کر پہر سوتے تھے اور پانی نہ چوتے تھے
ہم کہ اونہوں نے بعد اسکے پہر غسل کرتے پہر کہا کہ بعض لوگ سیطرت لگو پہن اون میں سے ابو یوسف ہیں اونہوں نے
کہا کچھ قیاحت نہیں کہ جنب بغیر وضو کے سو رہے کیونکہ وضو سے جنابت رفع نہیں ہوتی اور طہارت نہیں ہوتی اگر
بعضوں نے کہا خلاف کیا اونہوں نے کہا سونے سے پہلے وضو کرنا چاہیے وہ کہتے ہیں یہ حدیث غلط ہے
ابو اسحاق نے اس کے مختصر میں غلطی کی پہر نکالا اپنی سند سے ابو اسحق سے ایک لبنی حدیث کو ابو عسنان
کی روایت سے جیسے اوپر گذری اور کہا کہ ابو اسحق کے سوا اور لوگوں نے بھی یہ بات بیان کی کہ پانی نہ چونے سے
غسل کرنا مرد ہے اور نکالا اپنی سند سے ابوسلمہ اور ابونہون اسود کو اونہوں نے عائشہ سے کہ حضرت جب سے نیکا ارادہ کرتے یا
کہانیکا اور جنب ہوتے تو وضو کرتے پہر سو دوسری روایت کیا اونکا قول سیطرت کہ جیاتی جنب ہے اور سو نیکا ارادہ کرے تو وضو کر
اور کہا کہ حال ہے کہ حضرت عائشہ کو حضرت سیدہ روایت کیا کہ آپ سو رہے تھے اور پانی کو ہاتھ نہ لگا کر اور باوجود اسکے لوگوں کو حکم تواتر

وفا کر نیکا تو صحیح ہے مگر جو ابراہیم نے روایت کیا ہے نکالا اپنی سند سے ابن شہاب سے اور انہوں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ حضرت م حبیب نیکا ارادہ کرتے جناب کو وضو کرتے نماز کا سا وضو اور کچھ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے اور ہر سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے عائشہ سے اور محمد بن عمر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہ اور ابو الزبیر سے انہوں نے حباب سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے عائشہ سے مانند اسکے اور روایت کیا اپنی سند اور اسکے اسی نقشب میں امام مالک کے طریق سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہ سے وہ کہتی تھیں جب تم میں سے کوئی سورت سے صحبت کرے پھر سو نیکا ارادہ کرے تو نہ سوئے جب تک وضو نہ کر لے یوں نماز کے فضو کی طرح اور محمد بن سعید سے انہوں نے ہشام سے مانند اسکے اوسمیں یاد ہے کہ وہ نہیں جانتا شاید متوکل میں مرحاوی پہم کہا کہ محال ہے کہ حضرت عائشہ کی کو خلافتی و دینی اور ثابت ہو کہ ابوسحق کی روایت اسود سے فاسد ہے اور ابراہیم کی روایت اسود سے صحیح ہے اور متابعت کی ابراہیم کی بہتوں نے اور قتال ہے کہ پانی نہ چھوئے سو ابوسحق کی مراد غسل نہ کرنا ہو اور ایسا ہی روایت کیا ابو حنیفہ نے پھر نکالا اپنی سند سے ابو حنیفہ اور ہر سے بن عقبہ سے انہوں نے ابوسحق سے انہوں نے ابوالاسود سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے کہا حضرت م جماع کرتے پھر دوبارہ کرتے اور وضو کر لیتے اور سورت کو غسل کرتے اور روایت کیا اسکو امام محمد نے موطا میں ابو حنیفہ سے انہوں نے ابوسحق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور بخاری ابن عمر سے عمر کی حدیث کو جو اوپر گزری اور عمار بن یاسر کی حدیث کو وہ بھی گزری اور نکالا ابوسعد سے کہ عائشہ نے کہا یا رسول اللہ میں نے جماع کیا اپنی بی بی سے اور میں سونا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا وضو کرے اور سورہ آم طحاوی نے کہا تو حدیثین متواتر ہیں حضرت م سے جنابت کا بعد وضو کرنے میں جب نیکا ارادہ کرے پھر نکالا زید بن ثابت سے انہوں نے کہا جب نبی وضو کرے سونے سے پہلے تو وہ سویا پاک ہو کر تو زید نے وضو کو غسل کی مثل قرار دیا ثواب میں پھر روایت کیا حکم سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت م جب نیکا ارادہ کرتے اور جنابت تو وضو کر لیتے اور کہا کہ ابوسعد کہ ہی ایسا ہی مروی ہے ابویضون نے کہا کہ جناب کو کہا مانا چاہیے جب تک وضو نہ کرے اور یضون نے کہا کہ ان میں کہ قباحت نہیں گو وضو نہ کرے اور انکی دلیل اپنی سند سے نکالی عائشہ سے کہ حضرت م جب نیکا قصد کرتے جناب ہر تو اپنے پیروچون کو دھو لیتے پھر کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور نماز کا سا وضو کرنا ہی منقول ہے تو ہمارے نزدیک اس کے وضو کی حدیث منسوخ ہے اور ناہد ہونا کافی ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت م پائخانے سے نکلے بیٹے کہا آپ وضو نہیں کرتے

آپ کو ایمان نہ آتا چاہتا ہوں تو وضو کرتا ہوں اس کو بھی جب کے لیے وضو کرنا نکلتا ہے پہر حالاً ابن خزیمرہ کہتا ہے
 سے ابن عمر سے انہوں نے کہا جب آدمی کو جنابت ہو اور کھانا یا پینا یا سونا چاہے تو اپنے دونوں ہونچر دھو کر اور کھلی کر
 اور ناک میں پانی ڈالے اور ساتھ دھو کر اور شرک گاہ دھو کر اور پانچ ہودے تو یہ پورا وضو نہیں ہے اور حضرت
 سے پورا وضو منقول ہے تو ضرور ابھی کو کھانے پینے کا تمام ہوا کلام طحاوی کا مترجم کہتا ہے شاید حافظ
 ابن حجر نے ابن عمر کی اس روایت پر غور نہیں کیا کیونکہ یہ اونکا قول ہے اور انہوں نے تاویل کی اور انکے فعل کی کو مذہب
 سے ہوگا اور یہاں یہ تاویل چل نہیں سکتی اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ابن عمر رضی
 اللہ عنہما کہا ہی ہو تو صرف اونکی اسے روایت صحیحہ کا نسخہ نہیں ہو سکتا متعدد صحابہ نے روایت کیا اور جنہو سے قوت
 نماز کا سا وضو ثابت ہو سکتا ہے اگر جب غسل سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو شرک گاہ دھو ڈالے اور
 پورا وضو کر لے اور کھانے یا پینے کا ارادہ کرے تو پورا وضو کرنا افضل ہے اور صرف ساتھ دھو ڈالنا ہی کافی ہے کسی
 طرح اگر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو بھی وضو کر لینا بہتر ہے جیسے ابو سعید خدری روایت کیا اور ہر جماع کے بعد غسل کرنا
 افضل ہے جیسے ابو ارفضہ نے روایت کیا اور کئی جماعوں کے بعد ایک غسل بھی کافی ہے جیسے انس نے روایت کیا
 مترجم کہتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جب کو بغیر غسل کے سونے کی مخالفت میں ایک حضرت علی کبریٰ رضی اللہ عنہ کی
 اور اس باب میں اور حدیثیں بھی ہیں ابو داؤد نے عمار بن یاسر سے کالاکہ حضرت صنمے فرمایا تین شخصوں سے
 فرشتے نزدیک نہیں ہوتے کا فرے مردی سے اور جو شخص خوشبو سنہڑے اور جنب سے مگر جب وضو کر لے وہ سب سب
 کہا میرا سب سے حسن بن ابی العسج سے نہیں بنا اور کھانا اور سو ابوداؤد نے اور اور ان عطا خراسانی سے پہلے
 نے یحییٰ بن یحییٰ سے انہوں نے عمار سے کہ میں اپنی بی بی باسات کو آیا اور میرے ساتھ پہنٹ گئے تھے انہوں نے
 نے زعفران تھپڑ دی صبح کو میں حضرت مکی یا سیر گیا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا نہ مرحبا کہا اور
 فرمایا جیہ خوشبو دھو کر آئیں گیا اور دھویا پہر آیا اور سلام کیا آپ نے جواب دیا اور مرحبا کہا اور فرمایا کہ فرشتے حاضر
 نہیں ہوتے کا فرے جناب پر بہتری کو ساتھ اور نہ اس شخص پر جو زعفران تھپڑے بلکہ نہ جنب پر اور نہ رخصت کی آپ نے
 جنب کو جب سونے یا کھانے یا پینے کو وضو کر لینے کی تندرستی نہ کہا مراد وہ فرشتے ہیں جو رحمت اور برکت لیکر آتے ہیں نہ
 محافظین فرشتے وہ توجہ نہیں ہو تو کمال میں یہ کہ کہا گیا کہ یہ اس شخص کے بایں سے جو بغیر عذر کے غسل میں
 تاخیر کرے یا عذر سے لیکن حضور قدرت ہو تو وضو نہ کرے اور وضو نہ کرے کہا مراد وہ ہے جو غسل میں سستی ہو دیر لگا دے اور کسی
 عادت کر لے اور بزار نے بائنا صحیح ابن عباس سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے شخصوں کے فرشتے نزدیک نہیں ہوتے

طیاسی صحابہ و انہوں نے فتاوہ سے اور روایت کیا امام سلم نے حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ
 عیسیٰ علیہ السلام سے بوجہ کہ آدمی صحبت کرے اپنی بی بی کے پھر بغیر انزال کے کمال دیوے ہو وقت حضرت عائشہ بیٹی
 ہوئی نہیں اپنے فرمایا میں اور یہ کیا کرتے ہیں یہ ہم غسل کرتے ہیں اور وہیت کیا امام احمد نے افر بن خدیج سے کہا
 بچارا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میں اپنی عورت کو پرپ پر تھا تو میں اور ہانچے انزال نہیں ہوا میں نے غسل
 کیا اور نکلا آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا میرے اور پرچہ نہیں تھا پانی پانی سے دیر یعنی غسل انزال سے لازماً ہے
 رافہ نے کہا ہر حضرت نے یہ حکم دیا اسکے بعد غسل کرنا اس حدیث کو حجازی نے حسن کہا حالانکہ اسکی سناد میں کثیر
 ضیف ہو اور ایک مہول بھی ہو تو یہ حدیث ضیف ہو زلیعی نے کہا رشید بن سعد کو اکثر لوگوں نے ضیف کہا ہے اور مہول
 رافہ کی بعض اولاد ہے اور جب ندین ایک ضیف اور ایک مہول ہو تو وہ حسن کیونکر ہو سکتی ہے شیخ تفتی الدین نے کہا یہ حدیث ضیف
 سلفی کے جامع میں افر کی بعض اولاد کا نام معلوم کیا ہے شیخ نے اپنی سند بیان کی رشید بن سعد کا کہ انہوں نے مسود سے
 بن ابوبکر سے انہوں نے سہل بن رافہ بن خدیج سے انہوں نے رافہ بن خدیج سے اور وہیت کیا امام ابو عبد اللہ بن ابی
 اپنے سند میں عمرو بن شعیب عن امیر غزوہ سے کہ حضرت ابو جحہ لگے کچھ سے غسل واجب ہو ہے آپ نے فرمایا جب
 ردو ختنے حاجدین اور شفق غائب ہو جاو تو غسل واجب ہو انزال ہو یا نہ ہو اور ذکر کیا اس حدیث کو عبد الحق نے احکام
 میں اور کہا اسکا سناد بہت ضیف ہے زلیعی نے کہا شاید انہوں نے اشارہ کیا حارث بن انہان کی طرف اسکی سناد
 میں یہ ضیف ہے اور وہیت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں ابو حنیفہ سے انہوں نے معجم شریف میں انہوں نے آپ انہوں نے
 کہ ایک پوجنے والے نے حضرت م سے بوجہ کیا نہیں واجب کرنا پانی کو گر پانی آپ نے فرمایا جبے تو ن ختنے حاجد
 اور شفق غائب ہو جاو تو غسل واجب ہو گیا انزال ہو یا نہ ہو اور وہیت کیا ابو داؤد اور ترمذی ابن ماجہ نے یونس سے
 انہوں نے زہری کو انہوں نے سہل بن سعد سے انہوں نے ابی بن کعب سے انہوں نے کہا پانی پانی سے یہ رخصت
 اسلام کے شروع میں تھی پہلے اس سے مخالفت ہوئی دوسری وہیت میں ابو داؤد اور امام احمد اور ابن حبان کی یہ
 کہ ابی بن کعب نے کہا یہ فتوے جبکہ لوگ کہتے تھے پانی پانی سے یہ ایک رخصت تھا جو حضرت م نواری بھی اسلام کے
 شروع میں یہ حکم ہوا کہ غسل کرنا اسکے بعد اور وہیت کیا اسکو ابن خزیمہ اور بیہقی نے شیخ تفتی الدین نے امام
 میں کہا کہ اس حدیث میں یہ علت نکالی گئی ہے کہ وہ منقطع ہے زہری نے سہل سے نہیں سنا ولایت کرتی ہے اس پر
 ماجہ کی روایت کہ زہری نے کہا سہل بن سعد ساعدی نے کہا اور یہ نہیں ہے کہ میں نے سہل سے سنا اور ابو داؤد کی سند
 یہ کہ ابن شہاب نے کہا حدیث بیان کی ہے کہ اس نے جسکو میں سنا کرتا ہوں کہ سہل بن سعد نے اس سے کہا اور اس سے یہ نکلا

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ایک سو کو نہ مسح کرتی تھیں جیسے قرآن کی ایک آیت میں دو سو کو نہ مسح کرتی تھیں اور امام مسلم نے روایت کیا ابو موسیٰ سے کہ نہ صلا اور نہ ہاجرین کی ایک طاعت تھی اس سلسلہ میں اختلاف کیا انصاری نے کہا غسل واجب نہیں ہوتا مگر منیٰ کو دکر نکلنے سے پہلے منیٰ نکلنے کو اور ہاجرین کے گناہ اور عورت سے بچاؤ کو تو غسل واجب ہو گیا ابو موسیٰ نے کہا میں تمہاری شافعی کرتا ہوں اس کو پہرہ میں کٹا ہوا اور میں نے اجازت مانگی حضرت عائشہ سے وہ نہ ہونے کی اجازت دی میں نے کہا اے ایمان میں سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھ پر شرم آتی ہے تم سے وہ نہ ہونے کہا شرم سے کہ اگر تو مجھ سے وہ بات پوچھو جو اپنی ہلکی مانعہ کو جسے پہنو جناب ہے پوچھ سکتا ہے کیونکہ میں تیری زبان ہوں یونے نے کہا غسل واجب ہے جو حبیبت ہوتا ہو اور وہ نہ ہونے کے کہتا تو اس سے پوچھا جو اس بات کو خوب جانتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرد اس کے چاروں کونوں میں بیٹھو اور زندہ نہ ہونے سے چھو جاؤ تو غسل واجب ہو گیا اور ابن عباس نے اپنے صحیح میں کہا لا حسین بن عمران سے روایت ہے کہ وہ منیٰ نہ ہونے کے گناہ میں سے ہوا اور نہ ہونے کے لیکن انزال نہ ہوا وہ نہ ہونے کے کہا لوگوں کو نہ لازم ہے کہ حضرت م کے اخیر پہرہ آخر قول کو مویوں میں مجھ سے حدیث بیان کی حضرت عائشہ نے کہ حضرت م ایسا کرتے تھے تو اور غسل نہیں کرتے تھے تو مکی فتح سے پہلے پہر اس کے بعد غسل کرنے لگا اور حکم کیا لوگوں کو غسل کا اور نکالا اس حدیث کو حازمی نے اپنی کتاب میں ابن عباس کے طریق سے اور کہا اسکو صحیح کہا ابن عباس نے لکن حسین بن عمران نے منیٰ سے منکر و حشر میں یہ بات روایت کرتا ہے اور ضعیف کیا اسکو بہت محدثین نے زبانی سے کہا تو یہ حدیث ضعیف ہے اس لفظ سے منکر و حشر کے لیے اور بھی سے اور شیخ نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو عقیل کی کتاب الضعفاء میں پایا اور نہ ہونے کی اس حدیث کو نکالا اور اس میں علت کی حسین بن عمران سے اور کہا نہیں متابعت کی جاتی اسکی حدیث پر اور یہ حدیث اس لفظ سے حضرت م سے معلوم نہیں ہوتی مگر حسین کے طریق سے اور عقیل نے آدم بن موسیٰ سے نقل کیا اور نہ ہونے کے کہائے بخاری سے سنا کہ ابوترتیب حسین بن عمران کہتے ہیں متابعت کیا جاتا اپنی حدیث پر اور ایسا ہی فرمایا ابو العرب قروی نے ابو بشر سے اور میں نے اس سے زیادہ حسین بن عمران کے بارے میں نہیں سنا اور یہ ملکا ہے حازمی کے قول کو کہ ضعیف کیا اسکو بہت محدثین نے بلکہ اگر کہا جاوے کہ حسین کے ضعف کا یقین نہیں تو یہ حدیث ہوگا اور روایت کیا مالک نے بھی بن سعید اور نہ ہونے کے عبداللہ بن کعب سے جو مولیٰ تھے عثمان بن عفان کے کہ محمود بن لبید انصاری نے زید بن ثابت سے پوچھا اس شخص کو جو اپنی بی بی سے صحبت کر رہا ہے انزال سے پہلے نکال دے اور انزال کرنے کے بعد نہ ہونے کا غسل کرے تو نہ ہونے کو کہتا ابی بن کعب اس میں غسل نہیں سمجھتے تھے زید نے کہا ابی بن کعب اس میں کہہ گئے مرنے سے پہلے شافعی نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ ابی نے اپنا مذہب چھوڑا ہو بغیر اس کے کہ انکو حضرت م سے کہا منسوخ ہونا ثابت ہو

ہر روز بیٹھنے کے بعد الی بن کعب نے کہا کہ بانی سے پانی ہے پس قول سے ہر جا نہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ اوٹکو
 ثابت ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کے بعد وہ فرمایا جس سے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور کام مالک اور طحاوی نے لکھا لا سعید بن
 المسیب کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے تھے جب ختنہ سے چھو جاوے تو غسل
 واجب ہوا اور وہ بیت کیا طحاوی نے حبیب بن شہاب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اپنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا غسل کر کے
 واجب ہوتا رہا وہ انہوں نے کہا جب ختنہ غائب ہو جاوے اور سعید بن المسیب کہ لکھا کہ اگر آدمی فتوے دیتو تو کہہ کر واجب
 جامع کرے عورت سے اور انزال نہ ہو تو نہ غسل نہیں ہے اور مجاہدین اذکی بصری نہیں کرتے تھے اس فتویٰ میں آور سعید
 بن قافع انصاری سے ہم ایک مجلس میں تھے جسی بن یزید بن ثابت بھی تھے تو ہم نے ذکر کیا انزال سے غسل کا زید نے کہا
 تم میں سے ایک پر کچھ قباحت نہیں جب جامع کرے ہر اس کو انزال ہو تو اپنی شرمگاہ دھو لیوے اور نماز کا سا وضو
 کر لیوے پھر مجلس والوں سے ایک شخص کہہ اٹھا اور حضرت عمرؓ نے پائیل انکو خبر کی حضرت عمرؓ نے اوس سے کہا تو خود جا
 اور زید کو میرے پاس لیکر آنا کہ دو گواہ ہوائے وہ گیا اور زید کو لیکر آیا اور سوقت حضرت عمرؓ کے پاس گئی صحابی تھو رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ان میں سے حضرت علیؓ اور حذیفہ بن یمان بھی تھے حضرت عمرؓ نے زید سے کہا تم دشمن ہو اپنی جان کے
 لوگو لکو فتوے دیتے ہو سہات کا زید نے کہا قسم خدا کی میں نے یہ فتوے خود نہیں لکھا لایک نے نے شکوستانے چاہا
 انفاع بن افرام اور ابوب انصاری ان سے حضرت عمرؓ نے ان صحابہ سے پوچھا جو ان کے پاس بیٹھے تھے تو تم کیا کہتے ہو انہوں نے
 نے اختلاف کیا حضرت عمرؓ نے ان کے اندر اب میں تمہارے بعد کن سے پوچھوں تم تو بدردارے بہتر ہو حضرت علیؓ نے
 نے اوس سے فرمایا تم سب کو کیو حضرت علیؓ کی بی بیوں کے پاس اگر یہ بات ہوئی ہوگی تو تم کو معلوم ہو جاوے گا وہ انہوں نے
 ام المؤمنین حفصہؓ نے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا وہ انہوں نے کہا میں نہیں پچانتی اس مسئلہ کو پھر حضرت عائشہؓ نے پاس بھیجا
 نے کہا جب ختنہ ختنہ سے جدا کر جاوے (یعنی دخول ہو جاوے) تو غسل واجب کیا حضرت عمرؓ نے کہا اوس وقت میں اگر کچھ
 گا کوئی ایسا کرے (یعنی دخول) اور غسل کرے تو میں شکو نہ دوں گا اور رفاعہ سے میں حضرت عمرؓ کو پاس بھیجا تھا
 اتنے میں ایسا شخص آیا اور کہنے لگا اے ام المؤمنین یہ زید بن ثابتؓ ہیں جو لوگوں کو غسل جبارت میں اپنی امی سے
 فتوے دیتے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا انکو جلدی میرے پاس لاؤ پھر زیدؓ آئے تب حضرت عمرؓ نے کہا مجھ پر بھیجی کہ تم لے
 جبارت میں اپنی امی سے فتوے دیتو ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زیدؓ نے کہا قسم خدا کی وہ ام المؤمنین
 میں نے اپنی امی سے فتوے نہیں دیا لیکن میں اب بھی جبارت میں آتا ہوں کہ انکو انہوں نے کہا ان کو چاہو ان کو زیدؓ نے کہا ابی بن کعبؓ اور
 اور رفاعہؓ ان سے تب حضرت عمرؓ نے میری طرف دیکھا اور کہا یہ جو ان کیا کہتا ہے میں کہتا ہوں ایسا کرتے تھے رسول اللہ صلی

اور علیہ وسلم کے زمانے میں بہر غسل نہیں کرتے تو حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم نے حضرت مہ سے پوچھا تھا اسکو میں نے کہا ہاں
 حضرت عمرؓ نے کہا لوگوں کو بلا دوسرے پاس پہنچانے کے اتفاق کیا سپرک پانی (غسل) نہیں ہوتا مگر پانی (انزال) ہو
 سو حضرت علیؓ اور عاذ بن حبل بنہ کے ان دونوں کو کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا بہر حضرت علیؓ نے کہا
 ایہ المومنین میں نہیں جانتا کہ اس باب میں جو حضرت عمرؓ کرتے تھے تم کو کوئی زیادہ جانتا ہو حضرت مکی بی بیوں کو جب حضرت عمرؓ
 نے ختنہ کے پائیں بھیجا تو انہوں نے کہا ہم کو اسکا علم نہیں بہر حضرت عائشہؓ پائیں بھیجا تو انہوں نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز
 کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا یہ سب حضرت عمرؓ سے ہوئے اور فرمایا اب اگر تمہا کو خبر ہوگی کہ کسی نے ایسا کیا اور غسل نہیں کرتا
 تو میں اسکو سخت عذاب دینگا اور عبد اللہ بن عدی بن النخیر سے انہوں نے کہا حضرت اسکا جواب ہے حضرت عمرؓ کو اسکا خبر
 جنابت کے غسل کا ذکر کیا تو مضمون ہے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور بعضوں نے کہا پانی پانی
 ہے حضرت عمرؓ نے کہا تم نے اختلاف کیا مجھ پر اور تم بدروالی بہتر ہو (سب) تو پھر تمہارے بعد لوگوں کا کیا حال ہو گا حضرت
 علیؓ مقصور رضے فرمایا ایہ المومنین اگر تم چاہتے ہو تم کو جانتا تو حضرت مکی بی بیوں کو سپرک پانی پانی پانی پانی پانی پانی پانی
 نے حضرت عائشہؓ پائیں بھیجا تو انہوں نے کہا جب ختنہ ختنہ سے تجاوز کر جاوے ختنہ ختنہ سے تو غسل واجب ہو گیا اسوقت حضرت
 عمرؓ نے کہا اب میں کیونکہ سنو گناہ کہتے ہو کہ کیا پانی پانی سے ہو گا اور سکندر اور کا اور امام محمد بن علی ابتر سے انہوں نے
 کہا ہم ہو کہ مہاجرین سپرک جس لم سے زنا کی حلازم ہو جاتی ہے کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا اوس سے غسل ہی واجب ہو جاتا
 ہے ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور عبد اللہ بن مسعود سے انہوں نے کہا اوش شخص میں جو جماع کرے پھر سکندر ان
 ہو جیتے ایسا کرے تو غسل کی اور ابن عمر سے کہ جب ختنہ ختنہ سے بجاوے تو غسل واجب ہو گیا اور عبد اللہ بن الاسود سے یہ
 باب مجھ کو حضرت عائشہؓ نے کیا یہ سب اگر تہ حلام سے پہلے جب مجھے اعتلام ہونے لگا تو میں آیا اور دینو آواز دی غسل کا
 سے واجب ہوتا ہے انہوں نے کہا جب ختنہ بجاوے اور ابوسلمہ سے یہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا غسل کا ہے کہ وہ جب ہوتا ہے
 نے کہا جب ختنہ بجاوے تو غسل واجب ہو گیا اور عائشہؓ رضے انہوں نے کہا جب وہ ختنہ بجاوے تو
 غسل واجب ہو گیا اور عبد اللہ بن مسعود کی ایک ختنہ دو سے ختنہ کو پیچھے ہو جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور حضرت
 علیؓ سے ایسا ہی کہ حضرت عمرؓ سے وہ خطبہ پڑھے تھے تو انہوں نے کہا انصار کی عورتیں یہ فتوے یہ تھیں کہ آدمی جب جماع
 کرے اسکو انزال ہو تو عورت پر غسل ہے اور مرد پر نہیں اور ایسا نہیں ہے جیسا انہوں نے فتوے دیا اور جب ختنہ ختنہ
 سے تجاوز کر جاوے تو غسل واجب ہو گیا اور وہ بیت کیا امام مالک سے سوطا میں ابوسلمہ بن عبد الرحمان ہو کہ انہوں نے
 حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ہے تو غسل واجب ہوتا ہے انہوں نے کہا کیا تو جانتا ہو ایہ ابوسلمہ تیری امثال کیا ہو غ

امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے۔ یہ یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور خبری مجہد ابو سلمہ نے کہ عروہ بن الزبیر نے خبری از نکلو کہ
 ابو الیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے خبری از نکلو اور انہوں نے ایسا ہی سنا جناب رسول قبل صلوات اللہ علیہ و سلم سے **ف** واطلانی
 نے کہا باہر ہم ہے کیونکہ ابو الیوب نے اسکو حضرت ع سے نہیں سنا بلکہ ابی بن کعب سے جیسے شام بن عروہ کے اپنے باپ سے
 روایت کیا حافظ نے کہا ظاہر ہے کہ ابو الیوب نے حضرت ع سے بلا واسطہ ہی سنا اور ابی بن کعب کے واسطے سے ہی اور دلیل
 اسکی ہے کہ ابی بن کعب سے جو انہوں نے روایت کی اس میں ایک قصہ ہے جو حضرت ع کی روایت میں نہیں اور ابو سلمہ قد
 اور سن اور علم میں شام سے زیادہ ہیں اور انکی روایت عروہ کی برابر والوں سے روایت ہو کیونکہ دونوں تابعی اور نقیض
 ایک طبقہ کہ جیسے ابو الیوب کی ابی بن کعب سے کیونکہ وہ دونوں صحابی ہیں فقہ میں ایک طبقہ کا دینہ حدیث ابو الیوب کی انہوں
 نے حضرت ع سے دوسرے طریق سے ہی مروی ہو نکالا اسکو دارمی اور ابن جبر نے اس میں یہ کہ فرمایا حضرت ع نے ابی بانی
 سے کہ اور آخر میں امام احمد سے نقل کیا کہ زید بن خالد کبیر شافعی جو اس باب میں بخاری کو معلول ہو کیونکہ ان کے سچوتے خصوص
 سے عثمان و علی و زید اور علی و ابی اس کے خلاف فتوے دینا ثابت ہوا ہے اور یعقوب بن ابی شیبہ نے علی
 المذہبی سے نقل کیا کہ یہ حدیث شاذ ہے اور جواب اسکا یہ ہو کہ حدیث ثابت ہے اسکی سند متصل ہے اس کے اموی ثقہ
 حافظ ہیں اور ابن عیینہ نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے ایسا ہی روایت کیا ہے جیسے ابو سلمہ نے عطاء
 روایت کیا نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے تو ابو سلمہ متفقہ نہیں ہے اس روایت میں اور ان صحابہ کا فتوے دینا خلاف میں
 کو صحت میں خلل نہیں آتا کیونکہ جمال ہے کہ ان کو ہکا ماخہ لکھا ہوا اور انہوں نے بعد میں اس پر فتوہ کیا ہوا اور کتنی چیز
 مندرجہ ہیں لیکن صحیح ہیں اور جو ہر کا یہی قول ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ابو ہریرہ اور عائشہ کی حدیثوں سے جو ان پر کیا
 اور نسخہ کی دلیل ابی بن کعب کی حدیث ہے کہ یہ فتوے شروع اسلام کی شخصیت تھی خیر تکبیر اور پر گدرا صحیح کہا اسکو
 ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور صحیح کہا وہ صحیح ہے امام بخاری کی شرط پر ہے گویا انکو اسکی علت کی خبر نہ ہوئی حالانکہ علت اس پر
 یہ ہو کہ اختلاف کیا علمائے زہری کو صحاح میں اس سے البتہ ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے اسکو نکالا ابو حازم سے انہوں نے اسکا
 سے اور اسناد میں اور ایک علت اسکو بخاریوں نے کیا ابن ابی حاتم نے غرض اسناد صحاح میں اور حجت لکھنے کے لائق ہے اور اگر
 تصحیح ہے نسخہ کی اور ابن ابی شیبہ ابن عباس سے نکالا کہ انہوں نے المادس المادس کی حدیث کو منقول کیا ایک خاص حالت ہے
 یعنی خواب میں اس حلام کی حالت پر اور یہ تاویل ایسی ہے کہ دونوں طرف کی حدیثوں میں اس سے جمع ہو جاتا ہے اور تعارض
 نہیں ہوتا اور امام شافعی نے کہا کہ جناب عرب میں جماع کو کہتے ہیں اگر یہ سچیں انزال ہو اس طرح نہ ثابت ہو جاتی ہے
 جماع سے گواہ انزال ہو اور ابن عربی نے کہا کہ غسل کا دخول سے واجب ہونا ظہیر ہے وضو واجب نہ فی اس فکر سے

(فتح مبرقہ) قسطلانی نے کہا احمدیث کو امام مسلم نے یہی روایت کیا **ثُمَّ قَالَ مَسَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا**
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْفَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ بَنِي أَبِي
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا جَاءَكَ الرَّجُلُ الْمُرَاةَ فَلَمْ يُدْرِكْ قَالَ يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمُرَاةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ
بِغُسْلٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَسَلُ أَحْوَدُ ذَلِكَ الْأَخْيَرُ إِنَّهَا بَيْنَا لَا خِلَافَ فِيهِمْ ترجمہ ابی بن کعب
 نے کہا یا رسول اللہ جب عورت سے جماع کرے پھر انزال ہو اپنے فرمایا مرد اس عضو کو دھوؤ الی جو عورت سے جماع ہو پھر
 وضو کرے اور نماز پڑھے ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری نے کہا غسل کرنے میں زیادہ احتیاط ہے اور یہ اخیر میں سے
 بیان کیا کہ صحابہ کا اختلاف ہے اس میں **ف** تو ہم ان دو روایتوں کو اسلیئے لائے کہ اس دو روایت میں بھی ثبوت
 احادیث سے ہے یعنی غسل اس صورت میں لازم ہو نیکی اور صرف وضو کا فی ہونیکا اور ابن عربی نے امام بخاری کی کلام کو
 مشکل کہا ہے کہ کہا کہ غسل کا واجب ہونا اس بات پر اتفاق کیا صحابہ میں بعد ہم نے اور نہیں خلاف کیا اس میں گرداؤ نے اور
 ان کے خلاف کا اعتبار نہیں لیکن امام بخاری کا خلاف بہت سخت ہے اور ان کا مذہب ہے کہ اس صورت میں غسل کرنا مستحب
 ہے اور امام بخاری میں کہ بیسے اماموں میں سے ہیں اور مسلمانوں کے بڑے عالموں میں سے ہیں ابن عربی نے ابی کی حدیث کو ضعیف کیا جو صحابہ نے
 لائق نہیں اور اگر ہم نے اس کا جواب دیا پھر ابن عربی نے کہا احتمال ہے کہ امام بخاری کی یہ غرض ہے کہ غسل میں زیادہ احتیاط
 ہے دین میں اور یہ ایک مشہور ہے اصول میں اور یہی مناسب ہے امام بخاری کی امت اور علم کے میں کہتا ہوں ظاہر ہی
 ہے امام بخاری کی تحریر سے کیونکہ انہوں نے باب کا ترجمہ یہ قائم نہیں کیا کہ غسل کے ترک کا جواز اور ابن عربی نے جو کہا کہ
 صحابہ سے غسل کے واجب ہونے پر اتفاق کیا یہ غلط ہے ایک جماعت صحابہ سے غسل لازم نہ ہوتا بھی ثابت ہے اور ابن القیث
 نے کہا کہ تابعین کے زمانے میں اتفاق ہو گیا یہ بھی غلط ہے کیونکہ خطابی نے کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور تابعین جیسے اثر
 غسل لازم ہونے کو قائل ہیں اور متابعت کی انکی قاضی عیاض نے اور کہا کہ بعد صحابہ کے سوا اعراسے اسکا کوئی قائل نہیں
 ہوا اور یہی غلط ہے کیونکہ ابو سلمہ بن ارحمان سے بائنا صحیح سنن ابوداؤد میں ایسا ہی ثابت ہے اور ہشام بن عروہ سے
 عبد الرزاق نے بائنا صحیح روایت کیا اور عبد الرزاق نے نکالایں جریج سے اور انہوں نے عطار سے انہوں نے کہا کہ
 نفس خوش نہیں ہوتا جب مجھو انزال ہو (اور جماع کروں) پھر ہانک کے غسل کروں کیونکہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا
 اور شافعی نے اختلاف الحدیث میں کہا کہ المار من المار کی حدیث ثابت ہے لیکن وہ منہج ہے اور یہ کہا کہ خلاف کیا ہمارا
 بعض مجازدوں نے اور کہا کہ غسل واجب نہیں ہے جب تک انزال ہو پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ختم
 دونوں میں مشہور تھا البتہ جمہور کا یہ قول ہے کہ غسل واجب ہے اس صورت میں اور یہی ٹھیک ہے

میں دُعا کرتا ہوں اور بعضوں میں دُعا کرتا ہوں کہ کس خدایا بفتح خا جیسے ابن تین نے کہا اور بعض نسخوں میں
 انامینا اختلاف ہے اور صفاتی کے نسخہ میں انامینا الحدیث الاخر لا اختلاف انہم والمار لنتے ہے یعنی ہم نے بیان کیا اور ذکر
 حدیث کو جس سے غسل کا واجب ہونا نکلتا ہے کیونکہ صحابہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا اور بانی زیادہ صاف اور پاک
 کرنا والا ہے تمام ہوا کلام خاتمہ الحفظ بحج علیہ الرحمۃ کا مستخرج کہتا ہے کہ ابن عربی کا کلام غلط ہے اور جس کا
 مسئلہ میں اجماع سمجھا ہے غسل کے وجوب پر اس نے غلطی کی ہو اور ایک جماعت صحابہ و تابعین اور ائمہ کا یہ قول ہے
 کہ اس صورت میں صرف وضو کافی ہے اور ہم اس نامہ کے دلائل اور زیادہ لکھتے ہیں دو حدیثیں تو امام بخاری نے اس میں
 میں بیان کیں تیسری حدیث ابو سعید خدری کی حدیث ہے کہ کوٹھکا لا بخاری اور مسلم اور ابو داؤد نے اور وہ کتاب
 الوضو میں لکھ چکی کہ حضرت م نے ایک انصاری کو بلا بھیجا وہ آیا اس کے سر سے پانی ٹپکا رہا تھا اپنے نے فرمایا اپنے نے فرمایا
 جھک کر جلدی میں ڈالو بولانا یا رسول اللہ اپنے نے فرمایا جب جلدی میں پڑو یا جھک کر انزال ہو تو تیسرے اور غسل
 نہیں ہے اور چہرہ پر وضو ہو اور یہ حدیث نص ہے مطہوب میں اس صورت میں امام شوکانی کا یہ اعتراض اور وہ ہوگا
 کہ انما المار من المار کی حدیث عائشہ اور ابو ہریرہ کی حدیث کو معارض ہوگی کیونکہ وہ مفہوم ہے اور یہ دو حدیثیں
 منطوق اور تعبیر ہے کہ امام شوکانی نے یہاں بین ابو سعید کی حدیث کا ذکر نہیں کیا حالانکہ وہ سبب عمدہ اور صاف
 اور قوی دلیل ہے امام داؤد ظاہری علیہ الرحمۃ کی چوتھی حدیث امام مسلم کی ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت م نے پانی پانی
 سے ہو اور یہ صاف ہے کیونکہ کلام کا حصر ہے اہل عرب کے نزدیک پس مطلب ہوگا کہ غسل اسی صورت میں ہے جب
 انزال ہو اور اس سے صاف نکلتا ہے کہ جب انزال ہو تو غسل نہیں ہے پانچویں حدیث ابن ماجہ اور نسائی نے ابواؤ
 سے نکالی مرفوعاً المار من المار چھٹی حدیث ابی بن کعب کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرت م نے فرمایا
 صرف داخل کرنے میں نہیں ہو مگر وضو ساتویں حدیث ابو ہریرہ کی جسکو نکالا امام طحاوی نے باسناد صحیح کہ حضرت
 نے ایک انصاری کو بلا بھیجا اس نے دیر لگائی اپنے نے فرمایا تو کیوں رک گیا تھا وہ بولا میں صحبت کیا تھا اپنی بی بی
 سے پھر حدیث کا بلا نیوالا آیا تو میں نے غسل کیا اور کوئی کام نہیں کیا اپنے نے فرمایا پانی پانی سے ہو اور غسل تیسرے
 ہے جسکو انزال ہوا دروایت کیا امام مسلم نے ابو سعید کے کہ میں حضرت م کے ساتھ نکلا میرے روز قبائی طرف جب
 ہم نبی سلم میں پہنچے تو حضرت عتبان کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور ہم کو پکارا پھر وہ اپنی از اگر گئی تھا ہو نکلا
 آپ نے فرمایا ہم نے جلدی میں ڈالا اس شخص کو عتبان لکھا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہیں آپ مرفوعاً جلدی میں پڑ جاؤ
 اپنی عورت سے اور میں نے نکلتے تو اوپر کیا ہے حضرت م نے فرمایا کہ پانی پانی سے ہے لہذا پس یہ سب حدیثیں

جواب سید صحیح مروی ہیں حجت ہیں اسکی جو کہتا ہے کہ دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک نماز نہ ہو اور یہی قول ہے
 امام داؤد ظاہری اور ظاہر اصحاب پیر شاہ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا اور امام داؤد ظاہری اہلسنت کے بڑے اماموں میں
 سے ہیں اور ابن عربی نے جو انکے خلاف کا اعتبار نہ رکھا یا کنگلی بہت مہری اور مالک انصافی ہو اور امام بخاری تو ظاہر ہے
 کہ تمام ائمہ اور محدثین کے پیشوا ہیں اور میرے نزدیک یہی مذہب ہی ہے جو کہ پہلے کے خلاف ہو کیونکہ پہلے سے یہی کلام
 نہیں البتہ اس میں شک نہیں کہ غسل کر لینا بہتر ہے کیونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے اور اس مذہب کے قوی ہونے کی وجہ یہ
 ہے کہ اس مذہب کی احادیث صحت اور جودت اہل دین دوسرے مذہب کی حدیثوں سے زیادہ ہیں جیسے اوپر ہماری کلام
 سے معلوم ہوا کیونکہ ابی بن کعب کچھ ریشہ میں جسکو نسخہ کے لیے عمدہ ثبوت سمجھتے ہیں علمائے بہت گفتگو کی ہے اور حنفیوں
 نے جزم کیا ہے کہ وہ مسل ابوبہرہ اور عائشہ کچھ حدیثیں تو وہ نسخہ میں صحیح نہیں علماء اسکے ابوہریرہ کچھ حدیثیں
 کے معارض ہیں امام محمدی کی روایت ابوہریرہ سے جو اسی تفسیر بیان کی اور ممکن ہے کہ کلمہ جدید اسے اس میں الخ
 مراد ہو اور حضرت عائشہ کچھ حدیثیں منظر ہے بعض لفظوں میں سالتان الختان سے لیتے ختنہ ختنہ سے چھو
 چاکو بعضوں میں اتقا بعضوں میں الزق ہو اور ابوہریرہ دوسرے مذہب کے بھی عمل نہیں کرتے کیونکہ صرف چھو چاکو
 یا عجائز سے انکی نزدیک ہی غسل واجب نہیں ہوتا اور ان دو حدیثوں کے سوا اور جتنی حدیثیں مرفوعہ ہیں وہ سب
 ضعیف ہیں چھو اوپر ہم نے بیان کیا اب دوسرے مذہب کے جو اعتراضات اس مذہب پر کرتے ہیں ان کے جوابات
 ہم نے ہیں پہلے کے کلمہ انما الماکرین الماکرین کی مفہوم ہے اور ابوہریرہ اور عائشہ کچھ حدیثیں منطوق اور منطوق مقدم
 ہے مفہوم پر اور جواب یہ کہ انما الماکرین الماکرین کے سوا دوسری حدیثیں جیسے ابو سعید اور ابوہریرہ کی موجود ہیں
 اور وہ منطوق ہیں وہ دوسرے یہ کہ ابن عباس نے انما الماکرین الماکرین کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ احتمال میں ہے
 روایت کیا اسکو ترمذی اور طحاوی اور طبرانی نے اور جواب اسکا یہ ہے کہ یہ تاویل کو ہے ایک مجالی کی اور صحابی
 کی اسے حجت نہیں ہو علاوہ اسکے تاویل غلط ہوتی ہے امام مسلم کی روایت جبرہ بن عتبان کا قصہ ہے کیونکہ وہ وقت
 بیداری کا تھا اور ابوہریرہ اور ابو سعید کی حدیثوں سے جو اوپر گزرین ہو اسکے اس روایت کلمہ ضعیف ہے حافظ رکھا
 اسکی سند میں ضعف ہے کیونکہ روایت کیا اسکو شریک ابوالحجاج ترمذی نے نقل کیا اپنی سند کو دیکھ سے کہ ہم نے
 یہ حدیث نہیں پائی مگر شریک کے پاس اور ترمذی نے کہا کہ اسکی سند اہل ابوالحجاج داؤد بن ابی عوف مرحوم میں سے
 تھا اور شریک کثیر الغلط ہے تیسرے کے یہ کہ اجلاسے صحابہ حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عائشہ رضی اللہ
 عنہم میں سے کسی خلاف میں ہیں ہیں معلوم ہوا کہ یہ مذہب انکے نزدیک رجوع یا منسوخ تھا اور جواب یہ ہے کہ یہ دعوے

غلط ہے امام بخاری نے اپنی سند سے حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور ابی کعب سے اور اور بن نے ابو سعید خدری سے اور زبیر بن خالد اور سعد بن ابی قحطاف اور معاذ بن جبل اور رافع بن خدیج سے یہی مذہب نقل کیا ہو اور تابعین میں سے عرو بن عبدالغیر اور عیش اور ابوسلمہ اور شام بن عروہ اور عطار سے یہی اہی منقول ہے پھر کیا یہ لوگ اہل جہاد کے صحابہ اور تابعین میں سے نہیں ہیں اور امام طحاوی نے زبیر بن خالد سے کھالا اونہون کے کہا میں نے حضرت عثمان سے پوچھا اس شخص کو جو جماع کروائی جی بی سے پھر دخول کرے اور انزال سے پہلے نکال لیو اور اونہون نے کہا او سچ غسٹن ہے ہے ہم میں زبیر بن عوام اور ابی بن کعب پاس آیا اونہون نے یہی ایسا ہی نقل کیا جناب رسول خدا سے سکر راوی ثقہ ہیں ہوا حمانی کے اور سہرہی حمانی کچھ حدیث قبول کے لاکن ہے اور سہرہی نے صحیح میں اس سے روایت کی ہو اور امام طحاوی نے ابو سعید خدری سے کھالا کہ میں نے اپنی بہائی انصار یوں کو کہا تم جو کہتے ہو دیسا ہی ہو کہ پانی پانی سے ہو کیکن اگر میں غسل کروں تو کیسا ہو اونہون نے کہا نہیں تم خدا کی یہا تک کہ تیرے دل میں اندیشہ نہ ہو اس سے جس کا علم دیا اللہ نے اور اس کے رسول اور اس سے باطل ہو گیا اس شخص کا قول جو کہا کہ عشرہ مبشرہ اس مذہب کے خلاف ہیں یا جماع کیا صحابہ یا تابعین نے پہلے مذہب پر یا کچھ میں یہ کہ حدیث النما الما بن النما منسوخ ہے اور یہ امام شافعی اور طحاوی اور بغوی اور بیہون نے کہا ہو اور جواب یہ ہو کہ نسخہ کا دعویٰ یہ دلیل ہے جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ غسل لازم نہ آو کی حدیثیں پہلے کی ہیں اور لازم آنے کی بعد کی اور ثری قوی دلیل نسخہ کی ابی کعب حدیث تھی اور اد پر گذر آ کہ اس میں کلام ہے اسطرح حضرت عائشہ کچھ حدیث جس نسخہ کا ثبوت ہوتا ہے ضعیف ہے اسکی اسناد میں حسین بن عمران ہو بیطرح رافع بن خدیج کی حدیث اور یہ حدیث میں اد پر گذرین اور حازمی نے کتابا بالناسخ و المنسوخ میں چند آثار ذکر کیے ہیں جو دلالت کرتے ہیں نسخہ پر والد علم چھٹی یہ کہ ائمہ اربعہ میں مذہب کے خلاف ہیں اور جواب یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کا اتفاق جماع نہیں ہے اور نہ وہ کوئی شرعی حجت ہو اور امام داؤد ظاہر مکی خلاف کو ساتھ قیاس استمال جماع ثابت نہیں ہو سکتا سہا لکھو طحاوی نے یہ قیاس لگائی کہ دخول سے تمام احکام ثابت ہو جاوے ہیں جیسے روز یکا ٹوٹنا حج کا فاسد ہونا قضا اور کفار کو کا لازم ہونا زنا کی حد لازم آنا ہر واجب ہو جانے عتد کا واجب ہو جانا حلال ہو جانا پہلے خاند کے ہو اور ان حکموں کے لیے کسی حق قید نہیں ہے کہ انزال ہو جاوے پھر ایسا ہی غسل کے لیے بھی قید نہ ہوگی اور جواب یہ ہے کہ یہ کوئی دلیل عقلی نہیں ہے اور نہ اس قسم کے قیاسات شرع میں کوئی حجت ہیں بلکہ اس قسم کے قیاسات اگر کچھ مدودین تو اسوقت مدد دے سکتے ہیں جب نص ہو اور یہاں تو انصوص صریح موجود ہیں والد علم امام شوکانی نے کہا کہ خلفاء اربعہ اور معتزلت اور فقہاء اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ اس صورت میں غسل لازم آتا ہے اور ابن عبدالبر نے بیہون سے نقل کیا

ہے کہ اس پر حجاب کا اجماع ہے پہرہ کہ ہمارے نزدیک میجر نہیں ہے لیکن مخالف مذہب ضعیف ہے اور جمہور علماء
جو حجت بن سلف اور خلف بن ہوا و نجا اجماع ہو چکا ہے غسل کے واجب ہونے پر اکتفا اور جواب یہ کہ اختلاف اربعہ میں سے
حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہما سے عدم وجوب غسل ہی منقول ہے جیسے اوپر گذرا اور حضرت علی کا اختلاف کے ساتھ عتد
کا اتفاق نہیں ہو سکتا البتہ جمہور کے اتفاق کے تو ہم خود قائل ہیں پر وہ کوئی حجت نہیں ہو اور امام شوکانی و دیگر
مقام میں لکھا کہ اجماع کا دعویٰ ان معون میں ہو ہے جن سے حق کو طلب کر کو کچھ ڈر نہیں ہے اور مذاہم اجماعی
مطلب اور اس سے دل سکتا ہے اور اس سب تقریر سے ثابت ظاہر ہوئی کہ اگر امام نجاشی نے اس مسئلہ میں اختلاف قائم
کر دیا یا دوسرے مذہب کو اختیار کیا تو اون پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا اور ہمارا یہی مدعا ہے کہ منہ التوفیق وہو جوبہی
خاتمہ کتاب الغسل میں امام نجاشی نے ۶۳ حدیثیں مرفوعہ بیان کیں ان میں ۳۵ حدیثیں ہیں اور موصول
ہیں اور باقی تعالیق اور متابعات ہیں اور خاص ۲۸ حدیثیں ہیں ایک ان میں سے معلق ہے پہرہ کی حدیث علی ایہ
عن ہدہ اور مسلم نے ان سب حدیثوں کو نکالا سوا پہرہ کو اور جابر کی حدیث کا ایک صاع سے غسل کے باب میں اور انہر
کی حدیث کا سب ابی ہونیکا دورہ کرنے میں اور عورت کے ساتھ ایک برتن سے غسل کرنے میں اور حضرت عائشہ کی حدیث
غسل میں اور صحابہ و تابعین کے متوفات ان اس کتاب میں ۱۰ ہیں ان میں سے سات معلق ہیں اور تین موصول
وہ زید بن خالد کی روایتیں حضرت علی اور طلحہ اور زبیر سے جو اخیر میں مذکور ہیں پہرہ اگر ان کی روایتیں ہی مرفوعہ
ہوں تو مرفوعہ حدیثوں میں تین اور بڑے جاویدگی اور یہی امام مسلم نے انہیں نکالیں تمام موصولہ حاکم حاکم رحمہ اللہ
وہ حدیثیں کتاب الغسل کی جو امام نجاشی نے انہیں نکالیں ان میں سے بہت حدیثیں اوپر کے ابواب میں اپنی جگہ گذر چکیں اور باقی یہ ہیں (۱) حضرت علی کی حدیث کتاب الوضو
کی زبیری کہ مجھے ندی بہت آتی تھی میں نے حضرت م سے پوچھا آپ نے فرمایا ندی سے وضو کر اور نہی وضو غسل ہے نہایت
کیا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے لیکن اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے اور امام طحاوی نے
میں ہے کہ حضرت م نے فرمایا ہر نر کی ندی نکلتی ہے تو جب نہی ہو تو اُس میں غسل ہے اور جب ندی ہو تو نہی وضو
ہے اور امام احمد کی روایت میں ہے کہ جب نہی کو پہنچے تو جنابت سے غسل کر اور جب پہنچے تو مست غسل کر سنتے میں
ہے اس سے یہ نکلا کہ غسل اسی صورت میں ہے کہ جب نہی شہوت نہ نکلتے اور جو بیماری یا سردی وغیرہ کی وجہ سے نکلتے تو
اُس سے غسل واجب ہوگا انتہی (۲) امام احمد نے خود نہت حکم سے لے کر حضرت م کو پہنچا کہ عورت خواب میں وہ کچھ
جرم درکھتا ہے آپ نے فرمایا اُس پر غسل نہیں ہے جب تک انزال ہو جیسے مرد پر غسل نہیں ہے جب تک اسکو انزال ہو اور

نسائی اور سب سے گروہیت کیا اور سچ ہے کہ اوسو حضرت سے پوچھا عورت کو حتمام نہ خواب میں اپنے فرمایا جب پانی دیکھ تو غسل کرے اور روہیت کیا اسکو ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے سیوطی نے جامع کبیر میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کمالا حضرت عائشہ سے کہ حضرت ابو جحہ گئے اوس سے جو تری پاؤں اور حتمام یا نہ ہو آپ فرمایا غسل کرے اور اس سے جسکو حتمام یا نہ ہو لیکن تری پاؤں سے فرمایا اس پر غسل نہ کرے امام مسلم نے کہا عورت دیکھتے تو اس پر غسل ہے آپ فرمایا ان عورتیں تو جوڑے ہیں مردوں کے ہلکی ہنسا دہیز عبد اللہ بن عمر عری ضعیف ہو لیکن احمد اور ابن مہین نے اسکو اچھا کہا اور وہ متفرق ہے شوکانی نے کہا تو حدیث حسن کے درجہ تک زہد پوچھی (۳۴) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے فیس بن عمار سے وہ مسلمان ہوئے تو حضرت نے انکو حکم دیا پانی اور بیری کو غسل کر نیک صبح کیا اسکو ابن مسکن نے اور امام احمد اور عبد الرزاق بیہقی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ سے کہ ثمام بن انال مسلمان ہوا تو حضرت نے فرمایا اسکو فلان کسبنا غنیمین لیجاؤ اور حکم دوں کہ غسل کرے شوکانی نے کہا امام احمد کہتے ہیں کا خرب لسان ہو تو غسل کرنا واجب ہے اور شافعی کہتے ہیں مستحب ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں اگر اسکو جنابت ہوئی تھی کفرتیں اور اسے غسل نہ کیا تھا تو وجب ہے اور جو غسل کر چکا تھا تو مستحب ہے اور جو وجب کتا ہو اسے دلیل لی ان دونو حدیثوں سے اور اس سے کہ حضرت نے دیکھا اور قتادہ زنادی کو حکم دیا غسل کا جب کہ مسلمان ہو کر نکالا اسکو طہرائی نے اور ابن ابی طالب کو نکالا اسکو حاکم نے تاریخ فیساہ اور میر جافظ نے کہا ان تینوں کی سندیں ضعیف ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ غسل واجب ہے مگر حاکم نے تاریخ فیساہ اور میر جافظ نے کہا ان تینوں کی سندیں ضعیف ہیں اور ظاہر ہے کہ حاجت ادا کرتے بہر نکلتے اور قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور آپ کو نہ روکتی قرآن پڑھنے سے کوئی چیز سوا جنابت کو نکالا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور بزار اور دارقطنی اور بیہقی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور ابن مسکن اور عبد الحق اور یحییٰ اور ابن خزیمہ اور شافعی نے اور شافعی نے کہا کہ اہل حدیث اسے ثابت نہیں کرتے یہ تھی نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکی اسناد میں عبد اللہ بن سلمہ ہے وہ بوڑھا ہو کر اسکا حافظہ بگڑ گیا تھا اور یہ حدیث بوڑھے ہونیکے بعد روایت کی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری سلمہ نے اوس پر نہیں نکالا کیونکہ انہوں نے محبت انہیں لی عبد اللہ بن سلمہ سے ترمذی نے اسکو بخیر طور سے نکالا آپ کو قرآن پڑھتے ہر حال میں جب تک جنبت ہوتے کہ یہ حدیث صحیح ہے امام احمد احمد حدیث کو ضعیف کرتے تھے اور نووی نے کہا کہ ترمذی و اکثر علماء کا خلاف کیا انہوں نے ضعیف کیا

فنا کریمیا ان و غسل کرے

جب کو قرآن پڑھتا

اس حدیث کو ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث سیری تہا ہی پوچھی ہے اور شعبہ نے کہا میں اس سے اچھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور بخاری نے عزیز مرہ سے نقل کیا جو روایت کرتا ہی اسکو عبد اللہ بن سلمہ سے کہ وہ ہم سے حدیث بیان کرتا تھا بعضی حدیث ہم پہنچاتے اور بعضی نہیں پہنچاتے اور روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اسمعیل بن عباس سے اسے موسیٰ بن عقبہ سے اسے ابو نعیم سے اسے ابن عمر سے کہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث سے پہلے ہی کہہ کر روایت کیا اسمعیل بن عباس سے اور وہ منکر الحدیث ہوا اہل حجاز اور اہل عراق سے اور روایت کیا اسکو اور نے پہلی موسیٰ بن عقبہ سے وہ بھی صحیح نہیں ہے اور کتاب المعرفۃ میں کہا کہ منقرض ہے صحیح اسمعیل بن عباس اور حاکم روایت اہل حجاز سے ضعیف ہے حجت نہیں لیجاوے گی اس سے یا احمد بن حنبل و دیگر بن سعید بن غیرہ حافظوں نے کہا اور یہ حدیث اور سے ہی مروی ہو رہی ضعیف ہے ابن ابی حاتم نے عل میں کہا کہ اپنے پاس سے اسکا انہوں نے اسمعیل بن عباس کی اس حدیث کو بیان کیا اور کہا یہ خطا ہے یا ابن عمر کا قول ہو اور اہل عراق نے اسکو روایت کیا دوسرے طریقوں سے ایک مغیر بن عبد الرحمن سے اسے موسیٰ بن عقبہ سے دوسرے احمد بن اسمعیل سے اسے اسکا ایک شخص سے اسے ابو معشر سے اسے موسیٰ بن عقبہ سے لیکن یہنا طریقہ تو صحیح کہا اسکو ابن ابی الدنار نے حافظ نے کہا انہوں نے غلطی کی اس میں عبد الملک بن سلمہ ضعیف ہو اگر وہ نہ ہوتا تو سنا دیا صحیح ہوتا اور ابن جریر نے اسکو ضعیف کیا مغیر بن عبد الرحمن کی وجہ سے اور غلطی کی کیونکہ مغیرہ ثقہ ہے اور دوسرے طریقہ اس میں ایک شخص صحیح ہے سوا اسکے ابو معشر ضعیف ہے زلیعی نے کہا اگر اسکی متابعت کی اسمعیل وغیرہ نے امام احمد نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور انکار کیا اسمعیل بن عباس پر جو کانی نے کہا یہ حدیث حجت لینے کے لائق نہیں اور روایت کیا دوسرے طریقوں نے مہر بن فضل سے انہوں نے اپنے پاس سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے جابر سے کہ فرمایا حضرت عائشہ نے یہ حدیث حافظ اور ثقاس والی قرآن میں سے کہہ کر اور نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور علت نکالی محمد بن فضل سے اور ضعیف کیا اسکو بخاری اور شالی اور احمد اور ابن معین سے شواکافی نے کہا مہر بن فضل متروک ہے اور منسوب ہے حدیث بنا لکھنے والے یہ حدیث موقوفہ ہی مروی ہے اسکی سناد میں یحییٰ بن ابی اسیمہ کذاب ہے یہی نے کہا یا زہری نے نہیں ہے اور صحیح ہوا حضرت عمر بن عبد العزیز سے کہ وہ کردہ کہتے تھے قرآن پڑھنے کو جنابت کی حالت میں روایت کیا اسکو یہی نے خلافیات میں بہت صحیح اور روایت کیا امام احمد نے سند میں ابو الخلف سہدانی سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیانی لایا گیا انہوں نے علی کی اور ناکی میں اہل بیتین بار اور نہ کو دہو یا میں بار اور دونوں ہاتھوں کو دہو یا میں بار اور دونوں ہاتھوں کو تین بار پھر کیا انہوں نے کو پھر فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے یہ طریقہ صبر

کیا یہ کچھ قرآن پڑا بعد اسکے فرمایا اسکے لیے ہے جو جنب ہو لیکن جنب کو ایک آیت نہیں نہیں پڑھنا چاہیے اور
 دارقطنی نے مسکو سن بن موقوفہ حضرت علی پر روایت کیا ابو الغریف ہمدانی سے کہ ہم حضرت علیؑ کے ساتھ تھے
 رجب میں وہ اسکے کونے زمین گئے میں انہیں جانتا پیشاب کیا یا پانچا نہ پہر ایک کوزہ پانی کا سنگوایا اور دو روز تاہم وہ
 پہر گنگو بند کر لیا یہ کچھ شروع قرآن میں سے پڑنا بعد اسکے فرمایا پڑھو تم قرآن کو جب تک تم کو جہالت نہ ہو پہر اگر جہالت
 ہو تو نہیں نہیں ایک حرف ہی دارقطنی نے کہا یہ صحیح ہے حضرت علیؑ سے شوکانی نے جو کہا کہ یہ حدیث مرفوعہ نہیں
 ہے موقوفہ ہے تو مراد وہی آیت ہے جس میں ایک حرف کی بھی مانعیت ہی ورنہ ایک آیت کی روایت تو امام احمد کے
 مستدین مرفوعہ موجود ہو شوکانی نے کہا قاسم اور ثادی اور شافعی کا یہ قول ہے کہ جنب کو قرآن پڑھنا مطلقاً حرام ہے
 خواہ ایک ہی آیت ہو یا اوس سے کم ہو اور ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت سے کم درست ہے اور مؤید بالحدیث ابو بعض اصناف
 کا یہ قول ہے کہ قصد تلاوت حرمت ہے اول ذہب الاولیٰ حضرت علیؑ اور ابن عمرؓ کی بیویوں سے دلیل لی اور جواب یہ کہ حضرت
 علیؑ کی بیوی میں زوجہ سے پہلے گذری حرمت کی دلیل نہیں اور نہ پڑھنے سے کراہت ہی لازم نہیں آتی تو حرمت
 کجا اور ابن عمرؓ کی حدیث میں گفتگو ہے اور حضرت علیؑ کی موقوف حدیث حجت نہیں ہے البتہ ابوہیثمی نے حضرت علیؑ سے روایت
 کیا میں نے حضرت کو دیکھا آپ نے وضو کیا یہ کچھ قرآن پڑا پہر فرمایا اسکے لیے ہے جو جنب ہو لیکن جنب کے لیے ایک آیت
 نہیں نہیں مشہور ہے کہا گداوی تھیں پس اگر یہ حدیث صحیح ہو تو حرمت کی دلیل ہو سکتی ہے اور بخاری ذابن عباس سے
 نکالا کہ انہوں نے جنب کو قرآن پڑھنے میں کوئی قیاست نہیں دیکھی یا امام بخاری نے تعلیقاً نکالا اور زرین نے اسے
 اپنی سند روایت کیا اور حضرت عائشہ کی یہ حدیث ہے کہ حضرت م العکلا یاد کرتے ہر وقت یہی ثابت ہوتا ہے کہ جنب
 کو قرآن پڑھنا درست تمام طحاوی شیخ متا آثار میں روایت کیا مہاجر بن قنفذ سے کہ انہوں نے سلام کیا حضرت
 کو آپ وضو کرتے تو آپ نے جواب نہ دیا جب منہ سے فارغ ہو تو فرمایا مجھے زرو کا جواب نہیں ہے مگر اس بات کو کہ میں
 برا جانا اللہ کا نام لینے کو بغیر طہارت کو اور نکالا ابن عمرؓ کی حدیث اور ابو یوسفؒ کی حدیث کہ جو تالیف الضوین گذرین اور نکالا حضرت
 علیؑ کی حدیث کہ عبد اللہ بن سلمہ سے کہ میں حضرت علیؑ سے مل گیا اور ایک شخص ہم ہم جن سے ایک بنی ہمدانی سے کہ وہ انہوں
 نے اون دونوں کو کسی طرف بھیجا پہر کہا تم دونوں ہی ہو تو اپنے دین کا کام قوت سے کرو پہر پانچا نہ گئے پہر نکلے تو
 ایک سب پانی کا لیا اوس سے مسح کیا اور قرآن پڑھنے لگے یہ کہو دیکھا گویا ہم نے انکار کیا اسیات کا ادب انہوں نے
 کہا حضرت م پانچا نہ سے نکلے پہر کہو قرآن پڑھنا ہمارے ساتھ گوشت کھاؤ اور کوئی چیز آپ کو نہ روکتی اس سے
 سوا جہالت کے دوسرے طریق میں ہو کہ آپ حاجت ادا کرتے پہر قرآن پڑھتے تیسرے طریق میں ہو کہ آپ قرآن کو پڑھتے

ہر حال میں ساجناہت کو چوتھی طریق میں ہے کہ پیکو قرآن سکھاتے ہر حال میں ساجناہت کے اور سبط یعقوب میں
عبداللہ بن مسعود سے تھا وہی نے کہا ان حدیثوں کی یہ نکلتا ہے کہ اللہ کی یا بغیر وضو کے اسطرح قرآن پڑھنا درست ہے
البتہ جنبہ پرست نہیں پیر و اہل بیت کی عیسائی کہ یہ فرمایا حضرت محمد جو سلمان یا وضو کو اللہ کی یاد پر پڑا
کو چھٹے اور اللہ سے پہلے نیک دنیا یا آخرت کو کاموں میں سے تو اللہ کو غنائت فرماو گیا اور محاضرات سے یہاں ہی اور حضرت
عائشہ سے کہ حضرت اللہ کی یاد کرتے تو اپنے تمام وقتوں میں اور کہا کہ اس کی یہ نکلتا ہے کہ جنابت کی حالت میں ہی اللہ
کی یاد درست ہو لیکن قرآن پڑھنے کا ذکر نہیں اور روایت کیا ابن عمر سے فرمایا کہ جنبہ اور حائض قرآن نہ پڑھیں وہی
اسناد میں یہ جیل بن عباس سے اور روایت کیا ابانہ و ضعیف مالک بن عباده غافقی سے کہ حضرت منے کہا ناگیا جنبہ
پر کھینے یہ عربین خطاب سے ذکر کیا وہ مجھ کو کہیں پکڑ لائے حضرت منے کہا یا رسول اللہ سے مجھے کہا کہ اپنے جنبہ
کی حالت میں کہا یا آپ فرمایا ہاں جب میں وضو کر لیتا ہوں تو کہا نا اور پتیا ہوں البتہ نماز اور قرآن نہیں پڑھتا
نیک غسل کروں اور روایت کیا علی بن فضال سے کہ حضرت جب پانی نہ پائے یعنی پیشاب کرے ہم آپ سے بات کرتے
لیکن آپ کرتے اور ہم سلام کرتے آپ جواب دیتے یہاں تک کہ یہ آیت تخری لے یا اے اللہ جو ہم نماز کے لیے اوٹھا اور عزت
کیا سعید بن جبیر سے کہ ابن عباس اور ابن عمر دونوں قرآن کو بے وضو پڑھتے تھے اور ابن عباس سے کہ وہ اپنا خرب پڑھتے
بے وضو پکڑ اور ابان سے منہ ابن عمر سے کہا جب پانی نہ پائے تو اللہ کی یاد کروں اور نہون کہ کہا پانی نہ پائے تو کیا کر
ہے میں نے کہا پیشاب کروں اور نہون نے کہا ناں اللہ کی یاد کرو اور اگر ابہم سے کہ عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو قرآن
پڑھا رہے تھے جب فزات کو کنارے پہنچی تو وہ شخص چپ ہو گیا عبداللہ نے کہا تجھے کیا ہوا وہ بولا مجھے حدیث ہوا
عبداللہ نے کہا پڑھ پڑھ پڑھنے لگا اور عبداللہ اسکو بتانے لگا اور سلمان سو کہ او کو حدیث ہوا وہ قرآن پڑھنے لگے لوگو
نے کہا تم قرآن پڑھتے ہو اور نہون نے کہا ناں میں جنبہ میں ہوں اور شعبہ سے مینے قتادہ کو پوچھا ایک شخص قرآن
پڑھے یا وضو ہو کر اور نہون نے کہا میں نے سعید بن المسیب سے سنا وہ کہتے تھے ابو ہریرہ کہی ساری سورت پڑھ لیتا تھا
بے وضو کہ اور حضرت عمر سے سنا وہ صحیح کہ وہ مکروہ رکھتے تھے قرآن کا پڑھنا حالت جنابت میں اور ابن عباس سے
کہ حضرت پانچاڑے سے نکلے یہ کہنا ناگیا لوگوں نے کہا آپ وضو نہیں کرتے فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں نہیں چاہتا کہ وضو
کروں اور حضرت عائشہ سے کہ حضرت جب پانچاڑے تشریف لیکے تو وہاں سے نکل کر وضو کیا جیسے نماز کے لیے
وضو کرتے تھے انتہی مختصر (۵) امام مسلم اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی وغیرہم نے حضرت عائشہ
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو حرمہ یعنی سجدہ گاہ اور شہادۃ سجود سے مینے کہا میں حائض ہوں آپ نے

فرمایا میرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہو تو مٹی کے کپڑے پہنا کر اس کو سلیم نے اپنے صحن میں اور دارقطنی نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے آتش پر لیکن یہ اختلاف صحت کا بالغ نہیں کیونکہ اونہون کے کہا صحیح روایت ہو ثابت کی قاسم سے اونہون کے عائشہ سے مکر سفر دہو اور اسکے ساتھ ثابت بن عبدیہ اور وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اس کی حدیث تفرّد کے ساتھ حجت ہو اور اس کا ایک دوسرا طریق بخالد دارقطنی نے محمد بن فضیل سے اونہون کے احش سے اونہون نے سنا ہے کہ اونہون کے محمد بن ابی یزید سے اونہون نے عائشہ سے اور ایک قریب طریق عبد الوارث بن سمیہ اور عبد الرحمن بن عمار بنی سے ان دونوں کے لیث بن ابی سلیم سے اونہون کے قاسم سے اونہون نے عائشہ سے اور ایک چوتھا ابو عمر حوینی سے اونہون کے شعبہ سے اونہون کے سلمان شیبانی سے اونہون نے قاسم سے اونہون کے عائشہ سے اور یہ سب طریق اگرچہ ضعیف ہیں پرانے وقت ہوتی ہے ثابت کو طریق کو اور عبدہ گاہ سے حدیث میں مجاہدہ مراد ہے وہ جو جہر آدمی اپنا منہ کہتا ہے عبدہ میں اور یہ یاخرمی کی جہاں کا گرمی سے بچنے کو اور خطابی نے کہا کہ مجاہد منہ کہنے کے برابر ہوتا ہے یا اس کے بڑے تیسرے اصول میں ہے کہ غمرہ یعنی سجدہ گاہ جو تہذیبی کے برابر ہوتا ہے جو وغیرہ کا اور وہی جو جس کو اس نے میں شیعہ کہتے ہیں سجدہ کے لیے اور جب حاض کو کام کے لیے سجدہ سے گذرنا درست ہوا تو جنب کو بطریق اولیٰ درست ہو گا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے البتہ جنب اور حاض کو مسجد میں رہنا اور بیٹہ نہ درست نہیں اور بعضوں کے نزدیک غنابی درست نہیں امام شوکانی نے کہا کہ حاض مسجد میں جاسکتی ہے مالک اور شافعی اور احمد اور اہل ظاہر کے نزدیک اور سفیان اور صاحب الراعی کہو ناجائز کہتا ہے اور یہی مشہور مذہب ہے مالک کے امام احمد اور شافعی کا امام الامامین میمونہ زہد سے کہ حضرت مہم بن سے ایک کے پاس گئے تھے وہ حاض ہوئی آپ چائے لے کر اس کی گود میں رکھتے اور قرآن پڑھتے اور وہ حاضہ ہوتی پھر ہم میں سے ایک آپ کی سجدہ گاہ لیکر اٹھتی اور اس کو مسجد میں رکھ آتی اور وہ حاضہ ہوتی اور اس کی ہنادین محمد بن منصور سے وہ ثقہ ہے اور ابو ذہب سے کہو ثقہ کہا ابن حنین اور ہشام بن الحکام لا میمونہ زہد سے عبد الزان اور ابن ابی شیبہ اور ضیائے مختارہ میں اور امام مالک نے کہا لا سوکطایم ابن عمر سے کہ ادنیٰ نوڈیان اونکے پانون دہوتین اور اونکو سجدہ گاہ دیتین اور وہ حاض ہو تین اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے کہا لا جابر زہد سے کہ ہم میں سے ایک مسجد میں سے گذرنا جنابت میں اس پر رجا کو اور ابن منذر نے زید بن سلم کو کہ حضرت مکر صاحب سجدہ میں چلتے اور وہ جنب ہو کر شوکانی نے کہا ابن مسعود اور ابن عباس سے بھی منقول ہے کہ جنب مسجد پر سے عبور کر گذر جانا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمایا لا عابری سبیل اور یہ عام ہے شامل ہر مسافر اور غیر مسافر کو اور ابن جریر نے کہا لا یزید بن ابی حبیب سے کہ کچھ لوگ انصار کے

اونکے دراز کج کپیڑے پہن کر جو نہایت ہنسی اور ہالی نہایتی سے ہرگز نہایتی تیری دکان چینی
 الا عابری سبیل الیہ عمدہ دلیل ہے اور جن لوگوں نے عبور کو جائز نہ کہا یعنی عسرت اور انکس اور ابو حنیفہ اور انکس صاحب نے
 انہوں نے دلیل لی کہ حدیث ہر افادت کے انہوں نے جبر و جہت و جابر سے انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے
 کہا حضرت اشتر بن لائے اور آپ کے اصحاب کے گھر کے منہ مسجد کپیڑے آپ نے فرمایا ان گھر کے منہ مسجد کپیڑے سے پیڑ
 پہر آپ اندر تشریف لے گئے اور لوگوں نے کچھ نہ کیا اس خیال سے کہ شاید ان کے باطن میں اجازت تھی پہر آپ بڑا دھڑکے
 اور فرمایا ان گھر کے منہ مسجد کپیڑے سے پیڑ دیکھو نہ کہ میں حلال نہیں کرتا مسجد کو حائض اور جنب کے لیے نکالا اور سب کو بودا
 نے زلیحی نے کہا یہ حدیث حسن ہے ابن القطان نے اپنی کتاب میں کہا عبدالحق نے کہا کہ یہ حدیث ثابت نہیں اسکی بناو
 کپیڑے سے اور نہیں بیان کیا اسکا ضعف اور میں یہ نہیں کہتا کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ حسن ہے
 کیونکہ وہ اسکی عیال اور اسکی اولاد کے افادت سے انہوں نے جبر و جہت و جابر سے انہوں نے عائشہ سے اور عبدالحق
 ثقہ سے خود عبدالحق نے اس سے حجت لی اپنی کتاب کے کئی مقاموں میں اور افلت یا فلیت بن خلیفہ عامری امام احمد
 نے کہا میں اس میں کوئی قیاحت نہیں پایا ابو حاتم نے کہا وہ ایک شیخ ہے اور جبر و جہت و جابر تابعیہ ہے اور بخاری
 نے جو تاریخ کبیر میں کہا کہ اس کے پاس عجیب حدیثیں ہیں اس سے وہ ساقط نہیں ہوتی روایت کیا اس سے افلت اور
 قدس بن عبد اللہ بن عبدہ عامری نے اور ابن حبان نے جسے کہ کتاب الثقات میں لکھا اور کہا روایت اس سے
 افلت ابو حسان اور قدس عامری نے اور خطابی نے کہا کہ علمائے ضعیف کیا اس حدیث کو اور کہا کہ افلت اور سکارا
 مجہول الحال ہے اسکی حدیث کو حجت لینا صحیح نہیں سند زنی نے کہا پہر یہ اعتراض ہے کہ افلت بن خلیفہ یا فلیت
 عامری یا ذہلی اونکی کنیت ابو حسان ہے اسکی حدیث کو فہم والوں میں ہے اس سے روایت کی سفیان ثوری اور
 عبد الواحد بن زیاد نے اور احمد بن حنبل نے کہا میں اس میں کوئی قیاحت نہیں پایا ابو حاتم نے کہا وہ شیخ ہے اور
 بخاری نے کہا کہ جسے کہ اس عجیب حدیث میں شیخ نے امام بن کہا ابن القطان سے کتاب الوسم والایہام میں شیخ نے
 بحر ال رکھا ابن حزم نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور کہا کہ افلت مجہول ہے شوکانی نے کہا یہ درست نہیں کاشف
 میں ہے کہ وہ سچا ہے اور بدر بنیہ میں کہ وہ مشہور ہے ثقہ ابن القطان نے کہا امام بخاری کا یہ کہنا کہ جسے کہ باسر
 عجائب میں اسکی حدیثیں رد کرنے کے لیے کوئی نہیں اور عیال نے کہا وہ تابعیہ ثقہ ہے اور ابن القطان نے جسے کہ اس
 حدیث کو حسن کہا اور ابن خزمیہ نے صحیح کہا ابن سید الناس نے کہا کہ اس سے کم وہ حسن ہے کیونکہ اس کے راوی ثقہ ہیں
 اور اس کے شاہد ہیں اور ابن خزمیہ نے جو سب کو روک دیا اسکی کوئی معقول وجہ نہیں اور یہ حدیث کافی ہے اور کمر رد کرنے

کیے اور حافظ نے کہا ابن حجر نے جو کہا کہ اہل بیت متروک غلط ہے کسی حدیث کے نام سے ایسا نہیں کہا اور دلیل لی
 ام سلمہ کی پریشانی کہ حضرت اس سجدہ صحن میں داخل ہو کر پیر کا پار بلند آواز سے کہ سجدہ درست نہیں جنب اور
 عائشہ کے لیے نکالا اس کو ابن حجر نے ابو الخطاب بھری سے اس نے محدوج ذہلی سے اس نے جسر سے اس نے ام سلمہ سے
 اور روایت کیا اس کو طبرانی نے اپنے معجم میں ابن ابی حاتم نے عطل میں کہا میں نے ابو زرعہ سے سنا وہ کرتے تھے اور حضرت
 کا او نہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں جسر سے او نہوں ام سلمہ سے اور صحیح جسر سے او نہوں عائشہ سے و شوکانی کو کہا
 ان دونوں حدیثوں سے جنب اور عائشہ کو مسجد میں پہنچانے اور بیٹھنے کی ممانعت نکلتی ہے نہ عیور اور مرد کی اور اکثر
 کا یہی ہے اس لیے او نہوں نے دلیل لی اُن سے اور ترفع علیہ حدیث کہ حضرت م نے منع کیا ام المومنین عائشہ کو خانہ کعبہ
 طواف کرنے سے جب وہ اٹھتے تھیں اور ادا اور مغربی نے کہا کہ جنب ہے عائشہ کو مسجد میں جانا اور بیٹھنا مطلقاً درست
 ہے اور امام احمد اور سحان نے کہا کہ جنب کے لیے درست ہے حیض کو رکھنے اور عائشہ کو درست نہیں اور دلیل انکی وہ
 ہے جو سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نکالا عطاء بن یسار سے کہ بیٹے کئی اصحاب کو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مسجد میں بیٹھے اور وہ جنب ہوتے جب منہ کو لیتے نماز کا سا وضو اور جنس بن اسحق نے کہا حدیث بیان ہے کہ
 او نہوں نے کہا حدیث بیان کی ہے ہشام بن شجاع او نہوں نے زید بن سلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
 مسجد میں باہر کرتے اور وہ بے وضو ہوتے اور ان کا آدمی جنب تھا پھر وضو کرتا پھر مسجد میں جاتا اور باہر تین کرتا اور
 دو نو ہنداون میں ہشام بن سعید ابو حاتم نے کہا اس کی حجت لیجا دیگی اور ضعیف کیا اس کو ابن عیینہ احمد
 اور نسائی نے اور ابو داؤد نے کہا کہ وہ زید بن سلم سے روایت کرتے ہیں مسکے زیادہ ثابت ہو علاوہ اسکے صحابہ کا
 فضل حبیب نہیں ہے خاص کر جب منہ حدیث کے خلاف ہو مگر جب اجماع ہو صحابہ کا پس حق یہ کہ جنب اور عائشہ کو مسجد
 میں نہنا اور بیٹھنا درست نہیں البتہ گذر جانا مسجد سے درست ہو یا کوئی چیز او نہا لینا جیسے حضرت عائشہ سے جو گاہ
 انہائی والہ علم ۶ محتجب ہے غشی جھکویے اور عیدین کے لیے اور ان کا ظہر اور امام مالک سے ایک روایت میں اور
 حسن بھری اور ابو ہریرہ اور عمار اور عمر ابن خزیعہ سے یہ منقول ہے کہ جب وہ غسل واجب ہو جو لوگ وہ کہتے ہیں دلیل
 ایسے میں ابن عمر کی حدیث ہو کہ فرمایا حضرت انی جو کوئی تم میں سے جو بیٹھن آؤ وہ غسل کرے روایت کیا اس کو ابو یونس
 اور امام احمد و ابی سلم کی ایک روایت میں ہے جب تم میرے کوئی جمعہ میں انیکا ارادہ کرے تو غسل کرے یہی حق کی روایت
 میں اتنا زیادہ کہ جو جمعہ میں اُسے اپنے غسل نہیں ہو طحاوی کی روایت میں ہے کہ حکم کیا ہو کہ حضرت م نے جبکہ کو غسل
 کا نودی مخلصا میں کہا اسکی مذہب ہے شوکانی نے کہا کہ حدیث کو بہت طریقہ میں اور اسکو بہت امور میں روایت

[illegible]

تسبیح القادی

پاس ہو نکالا اوسکو طحاوی نے شوکانی نے کہا اس باب میں اور روایتیں ہیں ان سے اوسکو نکالا ابن عدی نے کامل
میں کہ حضرت م نے اپنے اصحاب سے فرمایا غسل کرو جمعہ کے دن اگرچہ ایک پیالہ پانی کا ایک اشرفی کو ملے اسکی اسناد میں مختصر
بن عمر بن ابی حمیف ہے اور شوکانی نے یہ کہو ذکر کیا موضوعات میں اور کہا کہ اسکی اسناد میں بہ بن حبیب بختری و ضلع ہے
اور بریدہ سے یہ کہو نکالا ہزارنے اور ثوبان سے اوسکو بھی ہزارنے نکالا اور شاہل بن حنیف سے اوسکو طبرانی نے نکالا اور
عبد العزیز بن سیر سے اوسکو بھی طبرانی نے نکالا اور ابن سودی اوسکو ہزارنے نکالا اور ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت م نے
یہ دن عید ہے اللہ تعالیٰ نے مسکوں مسلمانوں کے لیے عید کیا ہے پہر جو کوئی جمعہ کو آدے وہ غسل کرے اگر کسی خوشبو ہو
تو لگا دو اور لازم ہے تیس سوگ نکالا اوسکو بن ابی جوشنہ سے کہا اسکا احاد حسن ہے اور عبد بن عجم سے کہ دیکھو حضرت نکالا اوسکو طبرانی
اور یہ سب شین جواب پر گذریں ان لوگوں کی دلیل میں جو غسل کو واجب کہتے ہیں کیونکہ بعضوں میں حکم ہے غسل کل
اور بعضوں میں حق کا لفظ ہے بعضوں میں واجب کا اور امام طحاوی نے روایت کیا ابو ہریرہ او نہوں نے کہا حق ہے اسکا
لیے وجہ ہے ہر مسلمان پر ہر وقت میں غسل کرنا اور اپنے ہر عضو کو دھونا اور خوشبو لگانا اگر اسکے گھر والوں کے پاس ہو
عبد العزیز بن طلحہ و یمن سعدیاس بیٹا تھا او نہوں نے جمعہ کے غسل کو ذکر کیا اونکے بیڑنے کہا میں نے تو غسل نہیں کیا
سنے کہا کہا میں نہیں سمجھا کوئی مسلمان جمعہ کو دن غسل کر چھوڑ گیا اور زاذان سے نے حضرت علی رضی سے غسل کو پوچھا
او نہوں نے کہا جب تیراجی جا ہے غسل کریں گے کہا میں اس غسل کو پوچھتا ہوں جو غسل ہے (یعنی ضروری ہے) او نہوں
نے کہا جمعہ اور عرفہ اور یوم الفطر اور یوم النحر کا غسل اور ابو قتادہ سے او نہوں نے اپنے بڑے ثابت ہو کہا جمعہ کے لیے غسل
کر دہو بلا میں نے توجبات کا غسل کیا ہی طرح نکالا اوسکو طحاوی نے اور نکالا اوسکو طبرانی اوسط میں اور اسکا ترجمہ
یہ کہ ابو قتادہ کو بیٹھے جمعت کے بائیں کمر پہر پائے اور غسل کرنا تھا جمعہ دن جن میں کہا تیر بغسل خاب ہو یا مجیکہ کا یعنی کہا خباب کا نہیں ہے
کہا ایک غسل اور کہو کہ میں نے حضرت م سے سنا ہے فرماتے تھے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن ہ طہارت میں رہے گا دوسرے
جمعہ تک متذری کہ اگر ہکا ہندا جس کے قریب ہے اور نکالا اسکو ابن خزیمہ نے اپنے صحیح میں اور کہا یہ حدیث غریب ہے
انہیں روایت کیا اسکو سی نے سوامارون بن مسلم صاحب الحنا کر اور نکالا اسکو حاکم نے طبرانی کے لفظ سے اور کہ
صحیح ہے بخاری اور سلم کی شرط پر اور روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح میں ان میں ہے جو کوئی غسل کرے جمعہ کے دن
وہ پاک رہے گا دوسرے جمعہ تک شوکانی نے کہا جو لوگ دینی میں کہتے وہ دلیل لیتے ہیں ابو ہریرہ کی حدیث کو کہ حضرت
نے فرمایا جو کوئی وضو کرے پہر اچھی طرح وضو کرے پہر جمعہ کو آدے اور خطبہ سنے اور چپ کرے تو اسکا گناہ بخشید جائے گی
جمعہ سے لیکر جمعہ تک ان میں دن زیادہ نکالا اوسکو سلم نے متذری کہ کہا نکالا اوسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ

لے بھی اور مروین جناب کبیر حدیث ہو کہ حضرت حسن نے فرمایا جو شخص دھوکہ دے جو جمعہ کے لیے نہ آوے اسے عمل کیا سنت پر اور اچھی
 سنت پر اور جو غسل کرے تو وہ افضل ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن خزمیہ نے ترمذی کو کہا کہ حدیث
 حسن صحیح ہو اور روایت کی گئی ہے حسن سے کہ انہوں نے حضرت کبیر سے اسکا اور کھالا اسکو امام احمد بن مسند بن اور بیہقی نے سنن میں
 اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بخیر بن ابی امام میں کہا کہ جو حسن کی روایت سمرہ سے متصل سمجھتا ہو وہ اس حدیث کو صحیح جانتا ہو
 اور بیہقی نے علی بن ابی بنی کا جیسے نقل کیا اسے بخاری اور ترمذی اور حاکم وغیرہ نے زبیری نے کہا حسن کی سماع میں
 سمرہ کو ثبوت مذہب میں الیث کہ اسے شاہو مطلقا اور بیہقی نے ابن المذہبی کا نقل کیا اسے بخاری نے فرمایا
 اوسط کو شہرہ میں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہے سفیان نے انہوں نے پہلے نقل
 سے انہوں نے کہا ہے حسن سے سنا وہ کہتے تھے میں پیدا ہوا اس وقت جب میرے حضرت عمر کی خلافت کو باقی تھے علی نے کہا کہ
 سماع حسن کا سمرہ سے صحیح ہے اور ترمذی نے اپنی کتاب میں باب الصلوۃ الوسطی میں کہا محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا علی بن
 المذہبی نے کہا حسن کا سماع سمرہ سے صحیح اور ہارون بن شیعہ علاؤ الدین نے اچھا نہیں کیا جو دوسرے کی تقلید سے کہا کہ ترمذی نے کہا کہ
 حسن کا سنا سمرہ سے میرے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ترمذی نے اسے نہیں کہا بلکہ نقل کیا بخاری نے انہوں نے ابن المذہبی
 سے البتہ ترمذی کی اس حدیث کو اور دوسری حدیثوں کو چون نے سمرہ سے روایت کیں صحیح کہنے سے یہ بات نکلتی ہو کہ انہوں نے
 نے اس کی کو اختیار کیا اور حاکم نے مستدرک میں بھی یہی اختیار کیا انہوں نے دو سکوتوں کی حدیث حسن کی سمرہ سے
 کی یہ کہ یہ وہم نہ کیا جاوے کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا بلکہ ہارون سے اور اپنی کتاب میں کئی حدیثیں نکالیں جن کی سمرہ سے
 اور بعضوں میں کہا بخاری کی شرط پر میں اور کتاب البیوع میں کہا کہ بخاری نے حجت بی حسن کی روایت سمرہ سے
 دوسرے یہ کہ کچھ نہیں سنا اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں ہی کو اختیار کیا اور ہی دو سکوتوں کی حدیث کو نقل کیا اور کہا کہ
 حسن نے سمرہ کو نہیں سنا اور صاحب تعقیق نے کہا ابن عیین نے کہا کہ حسن نے سمرہ سے ملاقات نہیں کی اور شعبہ نے کہا
 کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا اور بردجی نے کہا حسن کبیر میں سمرہ سے کتاب میں اور کوئی حدیث اسی ثابت نہیں
 جس میں حسن نے یہ کہا ہو کہ میں نے سمرہ سے سنا ہے کہ صرف عقیقہ کی حدیث سنی یہ نسائی نے کہا اور واقطنی نے
 میں اطراف مال ہو تو دو سکوتوں کبیر کے بعد کہا کہ حسن کے سماع میں سمرہ سے اختلاف ہے اور
 نہیں سنی انہوں نے سمرہ سے مگر عقیقہ کبیر حدیث جیسے قریش بن انس نے کہا اور عبد الرحمن نے
 احکام میں ہی کو اختیار کیا تو اس حدیث کو بیان کرنے کو بعد کہا کہ حسن نے سمرہ سے نہیں سنا مگر عقیقہ کبیر حدیث کو اور ہارون
 نے سند میں اسکو اختیار کیا اور کہا کہ حسن نے سمرہ سے عقیقہ کبیر حدیث سنی پہر رغبت نہ کی اسے سننے میں اور جب انکا واسطہ

کے پاس لٹ کر گئے تو انہوں نے ایک کتاب نکالی جس کو سنا تھا اپنے باپ سے تو حسن اسی کتاب سے روایت کرتے تھے اور اپنے سہولت
 کی تصریح نہیں کرتے تھے کیونکہ انہوں نے سمرہ سے نہیں سنا تھا اور بخاری نے تالیف میں روایت کیا ابن ہشیر نے کہا حسن سے
 پوچھا گیا تم نے حقیقہ کی روایت کس سے سنی انہوں نے کہا میں نے سمرہ سے سنی اور نقل کیا یہ ترمذی نے بخاری سے اور نسائی نے کہا
 کہ نقل صرف قریش بن انس نے کی حبیب الشیبی سے اور درلوگوں نے سکھو رکھا اور کہا کہ حسن کا سماع سمرہ سے صحیح نہیں ہے
 اور بزار نے سند میں کہا کہ حسن نے ایک جامع سے سنا ہے اور ایک جامع سے روایت کی لیکن اس کو نہیں پایا اور حسن نے
 تھے وہ یوں کہتے تھے کہ میں نے اس حدیث بیان کی ہے کہ خطیبہ بنی امیہ اور مدیر کہتے تھے کہ ہماری قوم سے حدیث نکلی اور ان کو خطیبہ
 سنایا اور ان روایتوں میں جب کو نہیں سنا تھا پھر حجاج سے سنا ہے وہ یہ ہیں انس بن مالک معقل بن یسار عبداللہ بن مغفل
 عائذ بن عمر ابوبکر بن عبدالرحمن بن عمر عمران بن حصین ابوبکر بن سواری عمر بن الخطاب مولا ابی بکرہ کے عثمان بن ابی العاص
 اور محمد بن بلال سے ہی سنا ہے یہ نہیں اور جو حسن نے کہا کہ ہم کو خطیبہ سنایا ابن عباس نے بصرے میں تو لوگوں نے اس کا
 انکار کیا کیلئے کہ ابن عباس امام حجاز میں بصرے میں تھے اور حسن ضیق کردن میں بصرے میں گئے تو ابن عباس کو نہیں
 پایا اور بعضوں نے تاویل کی اس قول کی کہ مدیر سے کہ خطیبہ شایا ہماری قوم کو اور سیاحی انہوں نے کہا تھا بیان کی ابو عبد بن شریح
 حالانکہ ہود یوم الجمل کو اُسے تھوڑا ذمہ بھی نہیں بیچھا اور بیان ہی وہی تاویل کرنا ہوگی ایسا ہی علی بن یزید نے حسن سے
 نقل کیا کہ سراقہ بن مالک نے ان لوگوں سے حدیث بیان کی اور یہ نہیں کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے اور روایت
 کیا حسن نے ابو موسیٰ شمری سے اور ابو موسیٰ بصرے میں حضرت عمر کی خلافت میں تھے تو میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے ابو موسیٰ
 سے سنا ہو اور حسن نے دیکھا ہے ایک جلیل جماعت کو ان میں ہیں عثمان بن عفان اور انہوں نے حدیث بیان کی سید بن اشیر
 سے انہوں نے ابو موسیٰ شمری سے سنا اور عبداللہ بن عمر بن عاص سے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں سے
 سنا ہو اور حدیث بیان کی جناب بن عبداللہ بن علی سے انہوں نے حضرت ۴ سے اور جناب سے انہوں نے محمد زلفیہ سے
 اور حدیث بیان کی عثمان بن شہر اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سے سنا ہو کیونکہ عثمان کو ہم نہیں جانتے کہ وہ بصرے میں گئے ہوں
 کو فہمین تھے اور کہیں حسن نے ایک کے واسطے سے ان سے روایت کی اور حدیث بیان کی عقبہ بن عامر سے شک کے ساتھ
 تو کہا سمرہ سے یا عقبہ سے اور یونس نے کہا عن الحسن عن عقبہ بن عامر سے شک کے اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سے سنا ہو اور حدیث
 بیان کی عبادہ بن صامت سے انہوں نے سنا ان سے اور ان کو درمیان خطاب بن عبداللہ کا واسطہ ہو اور حدیث بیان کی
 سلمہ بن الجحفی سے انہوں نے سنا ان سے اور ان کو درمیان حوٹ بن قتادہ اور قبیصہ کا واسطہ ہو اور حدیث بیان کی صمصمہ
 بن احادیث اور حدیث بیان کی عقبہ بن غزوہ بن غزوہ انہوں نے سنا ان سے کیونکہ عقبہ حضرت عمر کے زمانہ میں تھے امیر ہو کر گئے

تھے ہر دہائیے لوٹا کر اور مرگے تو ان سے نہیں سنا اور عقیدہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہر اور روایت کیا
 حسن حضرت علی بن ابی طالب سے کئی حدیثوں کو لیکن بنی ان سے اور ان کے درمیان واسطہ ہے قیس بن عباد اور
 ابن الکراک کا ترمذی نے کہا ابو زرہ نے کہا حسن کے حضرت علی سے کچھ نہیں سنا مگر حم کہتا ہے جب سن اُس نے حضرت علی سے
 نہ سنا ہو تو اب وہ سلسلے مشائخ کے جن میں حسن ہیں حضرت علی سے کیونکر متصل ہو سکتی ہیں اور ایسا ہی کہا شاہ ولی اللہ
 محدث دہلوی نے اور قریب ہے ان جہاں سے جنہوں نے سہان پر شاہ صاحب پر اعتراض کیا ہے حالانکہ بزار جو
 محدث جلیل الشان ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ترمذی اور ابو زرہ اور ایک جماعت محدثین نے ان کے ہاتھ
 اتفاق کیا ہے اور حضرت صوفیہ علیہم السلام نے اپنے سائید سے سماع حسن کا حضرت علی سے ثابت کیا ہے مگر اصل حدیث
 کے طریق پر ثابت نہیں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے خفیدہ امام ابو حنیفہ رحمہ کا سماع ایک جماعت صحابہ سے نقل کرتے ہیں پر
 ابھی پرست کر نزدیک صحیح نہیں پھر بزار نے کہ حسن نے اس سے چند واسیل نقل کیے ہیں جن میں سے کوئی ثابت نہیں مگر
 جن میں واسطہ ہی کسی کا جیسے ابوسفیان کا یا زید قرظاشی کا اور روایت کیا ابن ابی ہریرہ سے کئی حدیثیں اور نہیں سنا
 اور ثوبان سے ایک حدیث روایت کی اور ان کے ہیں اور اسامہ بن زید سے دو حدیثیں روایت کیں اور ان سے نہیں سنا اور
 جابر بن عبد اللہ سے کئی حدیثیں روایت کیں ان کے نہیں سنا اور عباس بن عبد المطلب سے روایت کیا اور ان کے نہیں
 سنا ان کے درمیان واسطہ ہر خلف بن قیس کا اور حسن کا سماع کسی بدری صحابی سے ثابت نہیں ہوتا ان سے ایک حاجی
 سنی اور حسن نے ذکر کیا کہ انہوں نے ظلمہ اور زبیر کو مدینہ کے بعض باغوں میں دیکھا تمام ہوا کلام بزار کا اور ترمذی نے اپنی کتاب
 میں کہا کہ حسن نے عقبہ بن غزوہ سے نہیں سنا وہ حضرت عمر کی خلافت میں ابصرے میں آئے تھے اور حسن جب پیدا
 ہوئے تو حضرت عمر کی خلافت کے دو سال مافی تھے ہیطرح نقل کیا ایوب سختیانی اور یونس بن عبدیہ اور علی بن زید سے
 کہ حسن نے ابوبہرہ سے نہیں سنا تمام ہوا کلام زلیحی کا حافظ نے کہا یہ حدیث حسن سے انہوں نے ابوبہرہ
 سے روایت کی گئی ہے کمالا اوسکو بزار نے اور وہ وہم ہے اور قتادہ کے طریق سے مروی ہے حسن سے انہوں نے جابر
 سے اور ابیہم بن محابر کے طریق سے انہوں نے حسن سے انہوں نے اس سے حافظ نے کہا یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا
 کیونکہ اختلاف کمینا الضیف میں در صحیح ہے جو دارقطنی نے کہا قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے
 سمرہ سے اور ایسا ہی کہا عقیلی نے جو لوگ احباب نہیں کہتے وہ دلیل لیتے ہیں اس کی حدیث وہی کہ حضرت نے فرمایا
 جنہ وضو کیا جبکہ کون تو اسے سنت پر عمل کیا اور اچھی ہے نہ سنت اس سے فرض ادا ہو جائے دیکھا اور حسن سے غسل کیا
 تو غسل افضل ہے روایت کیا امکو ابن جابر نے سن میں زلیحی نے کہا یہ سند ضعیف ہے اور اس کا ایک اور طریق ہر کمالا

اوسکو طحاوی شریح مع الکاتارین اور بزار نے سند میں اور اسکی سند اور زیادہ ضعیف ہے جنحاک بن عمرو ضعیف ہے اگرچہ ابن عدی نے اسکی حدیث کو حسن اور غریب کیا اور اوسکو طحاوی اور حجاج بن ارطاة ضعیف ہے اور ابراہیم بن منہاجری ضعیف ہے اور حسن بن انس سے نہیں سنا جیسے بزار نے کہا اور ایک اور طریق ہے نکالا اور طبرانی نے معجم اوسط میں شوکانی نے کہا اور کاتب الدین بن جبر کی سند سے بہتر ہے اور نکالا اور کاتب الدین بن جبر نے موطا میں اور کتاب الجہین بن جبر بن حبیب سے اور ہونکیزید قاشی سے اوہونکیز بن مالک حسن بصری سے اور اسکی سند میں جبر بن حبیب اور زید قاشی دونوں ضعیف ہیں اور دلیل لیتے ہیں ابوسعید خدری کی حدیث سے نکالا اور کاتب الدین بن جبر نے سند میں اسکی سند میں اسید بن زید سے ابن جبر سے کہا وہ کذاب ہے اور ساجی نے کہا اسکی سنکر حدیث میں اور ابن حبان نے کہا ثقافت سے منکرات روایت کرتا ہے اور امام بخاری پر عیب کیا گیا اور اس سے روایت کرنے میں بزار کہا نہیں روایت کیا اور کاتب الدین بن جبر سے مکرر بیان ہے اور شریک سے مکرر اسید بن زید سے اور یہ کوئی ہے اور اسکی حدیث لی گئی ہے گو اس میں سخت تشبیہ تھا اور دلیل لیتے ہیں ابو ہریرہ کی حدیث سے اور کاتب الدین اور ابن عدی ذوالکمال میں اور علت کالی ابوسمین ابوبکر بن زید سے جبکہ نام سلمیٰ بن عبد اللہ سے اور دلیل لیتے ہیں جابر کی حدیث سے نکالا اور کاتب الدین بن جبر نے سند میں اور عبد الرزاق نے ضعف میں اور عبد بن حمید اسناد میں ابان ضعیف ہے اور عبد الرزاق کی سند میں ایک شخص بہیم ہے اور روایت کیا اسکو بہیقی نے شوکانی نے کہا اور اسکی سند میں انقطاع ہے اور اسحاق بن یونس نے اسکی سند میں ضعیف ہے اور ابن عبد البر نے تنبیہ میں اسکی سند میں بہیم بن بدر ضعیف ہے ذلیعی نے کہا نکالا اور کاتب الدین عدی ذوالکمال میں اسکی سند میں عبد بن حمید بن اسحاق ضعیف ہے اور دلیل لیتے ہیں عبد الرحمن بن عمر کی حدیث سے اسکو طبرانی نے نکالا معجم اوسط میں اور عقیل نے کتاب الصنفاء میں اسکی سند میں سلم بن سلیمان ضعیف ہے عقیل نے کہا کہ اس حدیث کو دین بن سلم نے سعید بن اشیر سے اسنے قتادہ سے اسنے حسن سے اسنے جابر سے روایت کیا اور محمد بن حرب زبیدی نے جنحاک بن عمرو سے اسنو حجاج بن ارطاة سے اسنے ابراہیم بن مہاجر سے اسنے حسن سے اسنے انس سے اور سہاب بن بن مہر قشیری نے ابوبکر بن زید سے اسنے حسن اور محمد بن سیرین سے اوہونکیز ابو ہریرہ سے اور شعبہ اور سہام اور ابو جابر نے قتادہ سے اسنے حسن سے اسنے عمر سے روایت کیا اور اخیر روایت صواب سے آتھ اور دلیل لیتے ہیں عبد بن جبر کی حدیث سے اور کاتب الدین نے سنن میں نکالا اور کہا یہ غریب ہے اس طریق سے اور شہور حسن بن عمر کے طریق سے ہے بہیقی نے کہا جب ضعیف حدیثین ملالی جاتی ہیں تو انکی تائید کرتی ہیں جس حکم میں جو اون کے ثابت ہوتا ہے زلیعی نے کہا یہ لوگ وجوب کی حدیثوں کے وجوب سے من انکی تائید کہ امران میں تمحیبا ہے اسکو کہ غسل کا حکم ایک وجہ کے

سبب سے ہوتا تھا جب وہ بناوٹ نہ لگتی تو حکم ہی جاتا رہیگا جیسے نکالا بخاری اور سلم نے یحییٰ بن سعید سے اونہوں نے
 عمر سے پوچھا جبکہ غسل کو اونہوں نے کہا لوگ اپنی گہروں کو کام آپ کرتے تھے یہ چرب جبہ کے لیے دیا جاتے تو وہی
 میں جاکر تو اسے کہا گیا کاش تم بناوٹ لیا اور بخاری اور سلم نے عروہ سے نکالا اونہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے
 کہا لوگ جبہ کے لیے باری لے کر آتے تھے گہروں سے اور عروہ سے لے کر چار میل پرین توکل اور
 کرتے انکو غبار لگتا اور پسینہ آتا تو ان میں سے بری بو نکلتی بہر ایک شخص ان میں سے حضرت کعب بن جابر
 میری پاس آئے فرمایا کاش تم اس دن کو یہ غسل کیا کرو اور ابوداؤد نے نکالا عمر سے کہ کچھ لوگ عراق کے آئے اور
 کہتے لوگ ابن عباس کی تمہجہ کے غسل کو دیکھ جاتے ہو اونہوں نے کہا وہ زیادہ پاک کرنا لیا ہے اور بہتر ہے کہ
 لیے جو غسل کرو اور جو غسل کرے تو اس پر وہ جب نہیں ہے اور میں تم سے بیان کروں گا کیونکہ غسل شروع ہوا لوگ محتاج
 تھے بال پینٹتے تھے اور اپنی ہونٹوں پر چھوڑ دھاتے تھے اور سجدہ پنجی ہتی اسکا چہرہ پینچا تھا وہ تو کجور کی شانوں سے
 نبی ہوئی تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک گرم دن میں اور لوگوں کو بالوں میں پسینہ آیا نہایت کٹکٹا
 میں سے بوئیں پھوٹیں اور ایک نے دوسرے کو سوجھ سے ایذا دی جب حضرت منہ سے یو پالی تو فرمایا اسے لوگو جو بیت
 ہو تو غسل کرو اور تم میں سے ایک عمرہ تیل اور خوشبو جو مل سکے لگا دو ابن عباسؓ نے کہا یہ اللہ تعالیٰ سے فراموش
 فرمایا اور لوگوں نے بالوں کے سوا کچھ نہ پینچا اور محنت کر شیعہ چمکے (لوٹنڈی غلام ہو گئے) اور سجدہ اپنی کشادہ ہوئی
 اور کچھ وہ جاتا رہا جسکی وجہ ایک دوسرے کو ایذا دیتا تھا میں نے پسینہ وہ نہی کم ہو گیا اور تائید کرتی ہے اہل وہ روایت
 جو اب گذری کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ پر انکار نہ کیا جب بغیر غسل کے جبہ کو اسے تھوڑا وقت وضو کر اور اسے
 سے صحابہ کو حضور میں ہوا البتہ انکار کیا اونکے دیر میں آئے پر اور یہ جو کہا کہ غسل واجب ہے تو خطاب کی کہہ لینے اسکا
 احتجاج قوی ہے جیسے کہتے ہیں تمہارا حق مجھ پر واجب ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ غسل کے ساتھ اور بالوں کا ہی ذکر
 کیا جیسے سلم کی روایت میں ابو سعید خدریؓ کی سوال اور خوشبو لگنا ہی مذکور ہے اس صورت میں امام مالکؒ نے جو اخیر میں
 روایت کیا کہ جو کوئی جبہ کو اسے غسل کرے محمول ہوگا احتجاج پر یا مستم ہوگا اور ایک دلیل اسکی وہ بھی ہے جو اب
 عدیؓ کا کل میں نکالا افضل بن خمار سے اسنے ابان بن ابی عیاش سے اسنے انسؓ سے کہ حضرت منہ سے فرمایا
 جو کوئی تم میں سے جبہ کو اسے وہ غسل کرے جب جاؤں کے دن ہو تو تم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم جو جبہ کے
 لیے غسل کرنا حکم اور جازا لگایا ہو مگر اسکی لگتی ہے آپؐ فرمایا جو غسل کرے تو اسے سنت چل گیا اور اچھی سنت ہے اور غسل
 نہ کرے تو کچھ حرج نہیں ہے مگر اسکی سند ضعیف ہے (ابان بن ابی عیاش وہی ہے) البتہ دوسری روایتوں سے اسکی تائید

ہوئی کہ اور امام محمد نے کھانا میں ایسا کیا حرام سے بیشک ابراہیم غمی سے پوچھا جو جمعہ کے غسل اور عیدین کے غسل اور حجابات
 اور بچوں لگانے اسکے غسل کو انہوں نے کہا اگر تو غسل کرے تو تہیہ و تہنیت میں سے میں نے اس سے
 کہا کیا حضرت نے نہیں فرمایا جو جمعہ کو جاؤ غسل کرے تو نہ ہو گنج کہا ناں فرمایا ہے لیکن غسل واجب نہیں ہے اور اس کی
 نظیر اللہ تعالیٰ کا قول ہے جب یہ بچہ لوگا وہ کر کو بہر اگر گواہ کرے تو اچھا ہے اور جو نہ کرے تو اوسپر واجب نہیں ہے اور جیسے اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا جینا ہو جاؤ سے تو زمین میں پیل جاؤ پہر جو جلاؤ یا نماز کے بعد تو قیامت نہیں اور جو بیٹھا ہے تو بھی قیامت
 نہیں جہاں سے کہا بیشک ابراہیم غمی کو دیکھا وہ عیدین میں آتے تھے اور غسل نہیں کرتے تھے اور اس کی ہند میں مجاہدین یابان بنا
 صاحب الکبخاری اور ابو داؤد اور ابن عیینہ اور نسائی نے اسے اوسکو ضعیف کیا اور روایت کیا امام محمد نے عطایہ ابی براح کو
 کہ ہم عبد اللہ بن عباس کے پاس بھیجے تھے تو جمعہ کی نماز کا وقت آیا انہوں نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اؤ کو بعض
 اصحاب کو کہا تم غسل نہیں کرتے انہوں نے کہا آج ہند اؤن پر پہر وضو کیا اسکی ہند میں بھی بن یابان ضعیف ہے اور روایت
 کیا امام محمد نے ابراہیم سے کہ علقم بن قیس جب سفر کرتے تو حاشیہ کی نماز نہ پڑھتے جمیعہ کا غسل کرتے تھے اسکا صحیح ہے
 اور صاحب ابی یسے ہیں کہ وجوب کی حدیث منسوخ ہیں اس حدیث کو کہ جو کوئی وضو کرے تو اس نے لیاسنت کو اور اچھی سنت ہے اؤ
 جو غسل کرے تو وہ افضل ہے ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ تسبیح کا دعویٰ بعید ہے کیونکہ تاریخ کسی کے پاس نہیں دیکھ
 کہ وجوب کی حدیث زیادہ صحیح ہیں اور زیادہ قوی ہیں اور ضعیف قوی کو منسوخ نہیں کرتا شوکانی تیل میں ایک لینی نقل
 کی اسباب میں اور مختصر دوس کا یہ ہے کہ وجوب کا مذہب قوی ہے اور مخالفین بخیر دلیل الی اس حدیث سے کہ جو کوئی وضو کرے
 پہر اچھی طرح وضو کرے تو یہ سب میں قوی ہوا ان کی دلیل میں لیکن اسکی سند بھی وجوب کی حدیث کی گامقابلہ نہیں
 کر سکتی علاوہ اسکے شہین غسل کی نفی نہیں ہے اور دوسرے طریق میں غسل کا ذکر موجود ہے تو احتمال ہے کہ وضو سے
 مراد یہ ہو کہ غسل اسنے پہر کر لیا ہو لیکن حدیث کی وجہ سے دوبارہ وضو کر کے ایسا ہی کہا حافظ نے اؤ حضرت کچھ حدیث
 جسید حضرت عثمان پر انکار مذکور ہے وجوب والوں کی دلیل ہے نہ مخالفین کی کیونکہ ایسے بڑے صحابی پر جیسے حضرت عثمان
 تھے صحابہ کے مجہدین بر سر منبر انکار کرنا وجوب کی بڑی دلیل ہے اور جو غسل سنت ہوتا تو اس انکار کی کیا ضرورت تھی
 اب مخالفین جو کہتے ہیں کہ اگر غسل واجب ہوتا تو حضرت عمر سر پر سے اترتے اور حضرت عثمان کو غسل کرنے کے لیے بیجاتے
 صحیح نہیں ہے کیونکہ کہ وجوب مختلف فیہ ہو گئیں اتنی تکلف کی ضرورت نہیں صرف انکار کافی ہے جیسے حضرت
 عمر نے کیا علاوہ اسکے احتمال ہے کہ حضرت عثمان صحیح کو غسل کر چکے ہوں جیسو صحیح میں حمران سے منقول ہو کہ حضرت عثمان
 پر کوئی دن ایسا نہ گذرا کہ وہ اس روز اپنے اوپر پانی نہ بہاتے ہوں اور ابن منذر نے اسحق بن راہویہ سے نقل کیا کہ حضرت عمر

اور عثمان کا قصہ غسل کے جب پہنچے ملیں کہ کہو کہ حضرت عمرؓ نے خطبہ چھوڑا اور حضرت عثمان پر عتاب کیا لوگوں کو سنا سنے اور اذن ہو
 واثا اور جو غسل کرنا مباح ہو تا توان با نون کی کیا ضرورت تھی اور ابو سعید کی حدیث سے دلیل لیا نہ شکی نہیں کہ نہ کہ جو تہ
 و جب ہو اور سکود جب کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں کہ وہ ناس آؤں تقی کی یہ حدیث کہ حضرت فرات نے تہ جو غسل کرے اور لپٹا
 سا باندن دھو دیا اپنی بی بی کو غسل کرے اور اول وقت چلو اور خطبہ کا شروع پاوی اور پیدل چلے سوار نہ ہو اور امام
 نزدیک ہو اور خطبہ نہ اور غوض نہ کہ تو اسکو ہر قدم پر ایک برس کو غسل کا ثواب ملے گا اسکی روزے اور قیام کا کھانا اور سکون
 احمد اور صاحب بن نزار و ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد اور مستدری نے سپر کوٹ کیا شوکانی نے کہا اختلاف
 از حسین ابوالا شعث اور عبدالرحمن بن زید اور عبدالعزیز بن مبارک پر اور طبرانی نے اسکو کھالا اوس سے عراقی نے کہا اسکا
 ہنا حسن ہے اور امام احمد نے سنن میں عبدالعزیز بن عمر سے جوت نہیں آئیں ہی واجب کو غیر واجب کے ساتھ بیان کیا ہے اور
 حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب علت دور ہو جاوی تو حکم دور ہو جا تا ضرور نہیں اور اسکی نظیر میں بہت ہیں مثلاً
 سعی اور رمل مشرکوں کو غصہ لانے کے لیے ہوئی تھی اور اب بھی جاری ہے یہ سبط رحمی شیطان کو ظاہر ہوئی کہ جسے
 شروع ہوئی تھی اب بھی باقی ہے حافظ نے کہا اسکے سوا حضرت عائشہؓ کی روایت میں جب کی تھی نہیں ہے اور وہ وجہ ہے
 حکم سے پہلے کی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جمہور علماء و محدثین علیہ السلام عدم وجوب کی این این دو کافی نہیں اور ان میں اور جو
 کی حدیثوں میں جمہور نہیں ہو سکتا کہو کہ بعضی حدیثوں میں وجہ کا لفظ صراحتہً موجود ہے پس وجوب کی حدیثیں ارجح
 اور عدم وجوب میں احادیث ایک سرکہ کی حدیث ہے اور اس میں بھی کلام ہے اور باقی حدیثیں یا ضعیف ہیں یا اذن سے
 وجوب نہیں نکلتا آپ اختلاف ہے اس میں کہ غسل کو وقت کرنا چاہیے امام مالک کے نزدیک جب جمہور کے لیے چلے اور جو
 کے نزدیک اس سے پہلے ہی درست ہے اور امام محمد نے باسناد صحیح مجاہد سے نقل کیا کہ جو شخص جمہور کے دن جمہور صادق ہو
 ہو نیکی بعد غسل کے لیے ہو گا کافی ہو جاوے گا جمہور کے غسل سے اور غنائ کے بعد کافی نہیں اور صحیح ہے کہ اگر غسل
 میں بہانہ کہ جمہور کے لیے چلو اور تفسیر قول ہے کہ جمہور کی نماز کے بعد ہی درست ہے بلکہ اگر عروب سے پہلے غسل لے گا تو کافی
 ہو جاوے گا امام داؤد و حاکم کا یہی قول ہے اور ابن جریر نے اسکی مدد کی اور ابن دقیق العید نے اسکو بعد کہا اور کہا وہ
 باطل ہے اور ابن عبدالبر نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ جو نماز کے بعد غسل کرے تو اسکا اعتبار جمہور کے لیے نہ ہو گا
 اور ظاہر فرمایا امام مالک کا ہے کہ اسے مقرر جمہور کے کتاب ہے جمہور کے مذہب کی تائید کرتا ہے وہ جو امام طحاوی نے کمالا سعید بن
 عبدالرحمن بن ابی زری سے کہ اسنے آپ کو حدیث ہو تا جمہور کے دن غسل کے بعد تو وضو کرتے اور دوبارہ غسل کرے تو جمہور
 کہتا ہے جمہور کے غسل کی فضیلت میں اور حدیثیں آئیں ہیں ان میں سے بعض کو امام بخاری کتاب الجنون میں ذکر کر نیکی اور

ہم ان حدیثوں کو ہر ہفتا میں لکھی جاتے ہیں جبکہ امام بخاری نے نہیں لکھا ابوداؤد نے ابوسعید اور ابوہریرہ سے دونوں سے کہا
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی غسل کرے جو عید کے دن اور اپنے اچھو کی طرح پہنچے اور خوشبو لگا دی اگر اس کے پاس
 بہر جمیع میں آوی تو لوگوں کی گردنیں نہ پھاڑے نہ پناز پڑے جتنی اللہ نے لکھی اوس کے واسطے بہر چپ سے جب امام اسکا سکے لکھا
 کہ کفارے فاسخ ہو اپنی نماز سے تو اوس کے لیے کفارہ ہو جاوے گا اور لکھا ہوں گا جو اس جمیع اور لکھے جمیع کے چہرین ہونگے امام
 اور طبرانی اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیحین ابو داؤد البضاوی رحمہ اللہ نے اپنی احسن حضرت سے آپ فرماتے تھے جو کوئی غسل کرے جو عید کے
 دن اور خوشبو لگا دی اگر اس کے پاس ہو اور اپنے اچھو کی طرح پہنچے یہاں تک کہ مسجد میں آوی بہر جتنی اوسکو مناسب
 معلوم ہوں اتنی رکعتیں پڑھے اگر کسی کو ایذا دے بہر چپ سے نماز سے فارغ ہوتے تک تو اوس کے لیے کفارہ ہو جاوے گا
 اس جمیع سے دوسرے جمیع تک لکھا ہوں گا متذری نے کہا امام احمد کے راوی ثقہ ہیں امام احمد اور طبرانی نے ابوالدرداء
 سے حضرت نے فرمایا جو غسل کرے جمیع دن پہر اپنے اچھو کی طرح پہنچے اور خوشبو لگا دی اگر اس کے پاس ہو بہر جمیع کے لیے چلو
 اور لازم ہے آپ اطمینان و چلنا اور کسی کو نہ پھاڑے نہ ایذا دیوے بہر جتنی اوسکی تقدیر میں ہیں اتنی رکعتیں پڑھے بہر
 ہاں کہ یہاں تک کہ امام فارغ ہو جاوے تو اوس کے گناہ بخش دیے جائیں گے جو دونوں جمیعوں کو پہنچیں ہونگے متذری نے
 کہا یہ منقطع ہے حربی ابوالدرداء سے نہیں سنا امام احمد نے بیشہ ہندی سے کہ حضرت نے فرمایا یہ مسلمان جب غسل کرے
 جمیع کے دن پہر جبکہ طہارت آوی کسی کو ایذا نہ دے نہ اگر امام کو پاس نہ نکلا ہو تو نماز پڑھے جتنی اوس کے دل میں آوی اور
 جو امام کل چکا ہو تو ہمیشہ جاوے بہر خطبہ سے اور چکا رہے یہاں تک کہ امام جمیع سے فارغ ہو اور اپنے کلام سے ڈاگر
 نہ بخش دیے جائیں گے اوس کے اُس جمیع کے سب گناہ نو کفارہ ہو گا اُس جمیع کے گناہ ہوں گا جو اس کے بعد ہے اگر سوائے
 مسلمان سے حضرت نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو جمیع کے دن طہارت کرے جیسے حکم ہے بہر کھ اپنے گھر سے پہر
 کہ کہ جمیع آوے اور چپ سے نماز ہوئے تک نہ کفارہ ہو جاوے گا اوس سے پہلے ایک جمیع کے گناہ ہوں گا طہرانی نے لکھا
 یہ بخاک لاک کفارہ ہو گا اُس جمیع سے دوسرے جمیع تک لکھا ہوں گا جب تک خون سے بچے اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا متذری نے
 کہا اسکا ہندوسن ہے طبرانی نے کہیہ اور اوسطین ابو بکر صدیق اور عمران بن حصین نے فرمایا جو شخص
 غسل کرے جمیع کے دن اوس کے گناہ اور خطا میں معاف ہو جاوے گی بہر چپ چلوں گے تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جائیں گی
 بہر چپ نہ سے فارغ ہو کر اُسے نو سو بیس کا عمل اُسکو ملیگا ایک طہرانی کے اوسطین یہ کہ ہر قدم پر بیس بیس کا عمل
 ملیگا امام احمد نے عبد اللہ بن عمر بن العاص سے حضرت نے فرمایا جو شخص ایسا ہو کہ وہ سارے بدن و ہود سے پاک تھا
 اور نہ لادری (اپنی عورت کو) اور نہ دیک (ہو) امام کے) اور سو بیس جاوے (خطبہ کے شرع میں) اور قریب بیس اور سے

تو اس کے ہر قدم پر ایک سس کر دیتا اور رات کی عبادت کا ثواب ملے گا سندی نے کہا اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں
 ورنہ ان کے کبیر بن ابی امامہ سے حضرت م نے فرمایا غسل جبہ کا بالون کی جڑوں سے گنا ہو گا کہینچ لیتا ہے سندی
 نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں ابن خزیئہ نے صحیح میں ابو ہریرہ سے حضرت م نے فرمایا جبہ کو دھو اور آدھی غسل کر دو
 اپنا سر دھو دھو ہر خیز شہو لگا دے اپنی عمدہ خوشبو میں سے اور اپنے اچھے کپڑے پہنو ہر نماز کو نکلتے اور دو میں جدائی نہ
 کر کر (یعنی دو آدمیوں کو جو ملے بیٹھوں ان کے بیچ میں گھسے اور کو نکلیتے نہ دیوی) پہر امام کا خطبہ سے نواس جمع
 سے دوسرے جمعے کے گناہ اس کے محاف ہو جاوے گا نیکے جگہ میں ان اور زیادہ کے متبرجم کہتا ہے صحیح مسلم میں یہ حدیث
 دوسرے لفظوں میں مروی ہے جو اور گزری (حکے) عبداللہ بن احمد نے سند میں اور ابن ماجہ اور یزید اور یزید اور ابن قاضی نے
 نابین صحیح میں ہے وہ صحابی ہے کہ آنحضرت ہ غسل کرتے تھے جو جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن اور عید الفطر کے دن اور یوم النحر کے دن اور ناکہ
 بن سعد اپنے شاگرد اور ان کو ان دنوں میں غسل کرنے کے لیے حکم کرتے تھے یعنی نے کہا اس کو روایت کیا طبرانی نے مجمع میں اور ابن ماجہ
 کی روایت میں جبکہ کائنات میں نہیں ہے یزید اس نے کہا نابین صحیح اور کوئی حدیث معلوم نہیں ہوتی اور وہ شہور صحابی ہے اور
 حدیث امام احمد کے سند میں ہے یزید کے نطفہ سے کہیں وہ امام احمد کی روایت میں نہیں ہے بلکہ عبداللہ بن احمد کی روایت میں ہے
 نصیر بن علی اور احمد بن حنبل سے کہ اس کی اسناد میں یوسف بن خالد ہستی ہے امام میں ہے کہ لوگوں نے اس میں کلام کیا
 بہت سخت تھا تو اس نے کہا اسکا اسناد ضعیف ہے شوکانی نے کہا یوسف بن خالد ہستی مسترد ہے ابن عیین اور ابو حاتم سے اسکو
 حجبہ کا کہنا ابن ماجہ میں ہے کہ آنحضرت ہ غسل کرتے تھے عید الفطر اور عید الضحی کے روز ابن القطان نے کہا یہ حدیث
 معلول ہے جبارہ بن خلص کی ہے جس نے ضعیف ہے گو ابن عدی نے اسکو چلا یا اور کہا اس میں کوئی قباحت نہیں اور
 حجاج بن یوسف ضعیف ہے ابن عیین نے کہا حجاج بن تیمم کی حدیث میں یحییٰ بن یوسف ضعیف ہے ابن ماجہ میں ہے کہ اسکا اسناد
 یزید سے سند میں ہے ابو امامہ سے کہ حضرت م نے غسل کیا عیدین کے لیے ذکر کیا اور اسکو عید الحن نے حکام میں یزید کی روایت
 سے اور کہا اسکی سند ضعیف ہے ابن القطان نے کہا اسکی علت یہ ہے کہ اسکی اسناد میں محمد بن عبداللہ ہے ابن عیین نے کہا وہ کچھ
 نہیں اور ابو حاتم نے کہا ضعیف ہے حدیث ابی ہریرہ اور بخاری نے کہا اسکا لحدیث ابی ہریرہ اور ابن ماجہ میں ہے
 ابی ضعیف ہے شوکانی نے کہا عیدین کا غسل امام شافعی نے حضرت علی سے ہو تو نقل کیا ہے متبرجم کہتا ہے امام شافعی نے
 ام مین ایت کیا امام مالک سے اور انہوں نے نام سے اور انہوں نے یمن سے کہ وہ غسل کرتے تھے عید الفطر کے دن عید گاہ کو
 جانے پہلے اور نکالا اسکو امام مالک نے عطا میں اور یہ ہستی نے اور امام شافعی نے روایت کیا ابی ہریرہ سے کہ وہ غسل
 کرتے تھے عید کا دن اور روایت کیا امام محمد باقر رحمہ سے کہ حضرت علی ہ غسل کرتے تھے عیدین اور عید کو اور جب حرام مانے

حدیث میں

چاہتے ہو کہ یہ ریت منقطع ہو نام محمد باقر نے حضرت علی کو نہیں پایا اور وہ اسے کیا بھیجے عروہ بن الزبیر نے اسے لکھ کر
 نے غسل کیا عید کو ان پر کہا کہ یہ سنت ہو اور زرار نے کہا کہ عید کو غسل میں کوئی بھیجے حارث بن عبد اللہ بن ابی ریحان نے
 کو عید میں کو غسل کی حدیثیں ضعیف ہیں اور ابوسمیت انار میں جواب کے صحیح اور اس نے یہ نکلتا ہے کہ عید کا غسل تہر ہے بلکہ
 کوئی حدیث ایسی نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ غسل سفوف ہو شوکانی نے کہا یہ شرط کہ عید کے غسل سے عید کی نماز پڑھنا
 اسکی کوئی دلیل میں نہیں جانتا اور ہمارے ماسون کی کتابوں میں جیسے مجموعہ ہے زید بن علی رحمہ کا اور مسلم الماحکم اور شفا
 ان بن مروی ہے حضرت علی علیہ السلام کہ حکم کیا ہوا کہ حضرت نے غسل کا جس کے دن اور عرفہ کے دن اور عید کے دن اور ذی القعدہ
 یہ اور یہ نہیں ہے اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے غسل کا سنت ہونا ثابت ہو سکتا ہے مگر کتابت میں امام شوکانی رحمہ نے یہ روایت
 نمبر ۱۰۲ پر ذکر ہے بعد اسکے حدیث شریف کی کتابوں کو دیکھنے کے بعد تعالیٰ نے ان کو ملامت اور جاعت کر دیا بلکہ ملامت اور
 جاعت کے پیشوا بن گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) مسلم دربن ماجہ اور ابوداؤد حضرت عائشہ کو فرماتا ہے کہ عید کو نفاس ہو اور محمد بن ابی بکر
 کا شجرہ میں حضرت عائشہ نے ابوبکر کو حکم کیا کہ وہ اسار کو حکم کریں غسل کر لیا اور احرام باندھنے کا اور ترمذی اور امام احمد نے
 روایت کیا زید بن ثابت سے انہوں نے حضرت محمد کو دیکھا آپ اپنے کپڑے اوقات احرام کے لیے اور غسل کیا ترمذی نے کہا کہ حدیث
 حسن غریب ہے زبیری نے کہا اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ ہے پورکت ابی بکر میں ہوگا شوکانی نے کہا کہ زید بن ثابت کی پیش گوئی
 اور بقی اور طبری نے نکالا اور ترمذی نے یہ بھیجے کہ اسکو ضعیف کہہ کیونکہ اسکی سند میں عبداللہ بن ابی قحیفہ
 ہے اور حدیث سے اس غسل کا استحباب نکلتا ہے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے اور انہوں نے کہا وہ وحی ہے اور حاکم اور بقی نے
 نکالا ابن عباس سے کہ حضرت نے غسل کیا یہ اپنے کپڑے پہن کر جبہ فرامیڈہ میں آئے تو دو کھینچیں پھر میں پہن کر اپنے اوٹ
 پر بیٹھ جیسے سار میں پہن کر تو حجر کا احرام باندھا اسکی ساد میں یعقوب بن عطاء ضعیف ہے امام احمد اور زرار اور طبری نے
 اور طبرین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت جب ایادہ کرتے احرام باندھنے کا تو اپنا سر دھوئے حطمی اور شتان ہی اور طبر
 دالتے زینون کا لیکن سبب نہیں اسکا ساد جس سے اور طبر نے جابر کی طویل حدیث میں نکالا کہ یہ ہم سب کے یہاں تک کہ وہ کھینچ
 میں آئے انات اسما جنسین محمد بن ابی بکر کو انہوں نے حضرت مہ پاس بھیجا میں کیونکہ ان آپ نے فرمایا غسل کرے اور لنگوٹ
 کس کے ایک کپڑا کا اور احرام باندھ اور سلم اور بخاری نے نکالا ابن عمر سے کہ وہ مکہ میں آئے گا زنی طوی میں ان کو متوجہ ہو
 غسل کرنے پر کہ میں نے کہا کہ آتے آ رہتے کہ حضرت مہ پاس ہی کرتے تو اور موطا میں نافہ سے روایت ہو کہ عبداللہ بن عمر غسل
 کرتے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور کہ میں داخل ہوئی کے لیے اور عرفہ کے دن تیسرے پہر کو توف کے لیے (۹)
 امام احمد در نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوسہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت مہ نے فرمایا جو کوئی ریت کو غسل دیو وہ غسل کرے اور

فاحرام کا غسل

نظر الیہ

جو کوئی میت کو اوٹھا ہو وہ وضو کرے بہن جب کی روایت میں وضو کا ذکر نہیں ہے اگر آلودہ نہ ہو کہ یہ روایت
 مستند ہے اور بعضوں نے کہا اسطیق ہے کہ جو کوئی جنازہ اوٹھائیکا اور اس کے ساتھ جائے کارادہ کرے وہ وضو کرے
 اس پر نماز پڑھنے کو اسطیق شواکانی نے کہا اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی نکالا اور اس کے امتداد میں صاحب ہے مولانا
 کا وہ ضعیف ہے اور بزار نے اسکو تین طریقوں سے ابوسہرہ سے روایت کیا اور نکالا اسکو ابن حبان نے بھی بیہقی نے
 نے کہا صحیح ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے اور بخاری نے کہا شبہ اسکا موقوف ہوا علی بن ابیہنی اور احمد بن حنبل
 نے کہا اس باب میں کچھ صحیح نہیں اور حاکم نے تاریخ میں کہا غسل شیعہ غسل کینین کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور
 نے کہا ابن اسباب میں کوئی حدیث نہیں جانتا جو ثابت ہو اور اگر ثابت ہو تو ہم کو لازم ہوگا اس پر عمل کرنا اور ابن حبان
 نے کہا ابن اسباب میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور ابن ابی حاتم نے علل میں کہا کہ اونس نے اپنے کہا اس حدیث کو ثقہ مرفوع نہیں
 کرتے یہ موقوف ہے اور ارفعی نے کہا کہ علماء حدیث اس باب میں کسی مرفوع حدیث کو صحیح نہیں کہا حافظ نے کہا ترمذی
 نے اس حدیث کو حسن کہا اور ابن حبان نے صحیح کہا اور دارقطنی نے اسکو نکالا اپنی سند سے اس کے راوی ثقہ ہیں اور
 صحیح کیا اس حدیث کو ابن حزم رحمہ اللہ نے اور اس باب میں حضرت علی سے مروی ہے نکالا اسکو احمد اور ابو داؤد و
 نسائی اور ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے اور بزار اور بیہقی نے نا جب میں کہتے کہ جب ابوطالب مر گئے تو میں محل اعلیٰ
 علیہ وسلم پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا جا اور اپنے باپ کو چہا کر آپکے کسی سے
 کیا بات کر جب تک میرے پاس آئیں اوکو چہا کر آیا (زمین میں) پھر آپ کو منہجو حکم کیا یعنی غسل کیا پھر آپ نے
 دعائی میرے لیے زمینی نے کہا اس حدیث میں غسل اور کفن کا ذکر نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کالا جا رہے اس نقطہ سے کہ میں نے
 غسل کیا کیونکہ غسل شروع ہے میت کو غسل دینے سے نہ اس کے دفن سے اور بیہقی وغیرہ شافعیہ نے اس سے دلیل لی
 ہے غسل چھل مرتبے اور ابن حزم نے طبقات میں نکالا کہ جب میں نے حضرت مہ کو ابوطالب کی موت کی خبر کی آپ
 روئے پھر مجھ سے فرمایا جا اور کو غسل دے اور کفن دے اور گاڑ دے میں ایسا ہی کیا پھر میں آپ پارتی آپ نے فرمایا جا اور
 غسل کر اور حضرت منہجو نے فرمایا کہ شروع کیا کسی دن تک اور اپنے گھر سے نکلے یہاں تک حضرت جبریل علیہ
 یہ آیت لیکر آئے نبی کو لائے نہیں کہ متفقہ کرے مشرکوں کے لیے اور ابن ابی شیبہ مصنف میں نکالا اس حدیث
 ہے کہ آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپ کیا فرماتے ہیں اس کے باب میں آپ نے فرمایا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تو اسکو
 غسل دیوے اور چہا کر اور حکم کیا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غسل کا اور ابوعلی موصی نے نکالا حضرت علی سے سند میں جب
 ابوطالب مر گئے تو میں حضرت مہ پاس آیا اور عرض کیا آپ کا چچا بوڑھا گمراہ مر گیا آپ نے فرمایا جا اور مہ کو چہا کر

اور کئی بات مت کرنا جب تک میرے پاس نہ آنا انہوں نے کہا میں نے ان کو گاراہر کے پاس کیا اپنے سے فرمایا جاسل
 کر میں نے غسل کیا میرا آپ میرے لیے دعا کی اور اسی دعا میں کہیں کہ ان کے بدل میں لال اونٹ یا کالا اونٹ ملنا بہت عزیز
 ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کسی ریت کو غسل دیتے تو غسل کرتے اور رویت کیا شریفی اور ابوداؤد طلیاسی
 اور ابن ابیہ نے اپنے سندوں میں شعبہ سے اونہونے ابو اسحق سے اصحاب سن کی مانند اور شافعی کی رویت میں زیادہ ہے
 شیخ کہا یا رسول اللہ وہ مشرکہ کہ مرے اپنے فرمایا جا اور چپا اسکو اور امام شافعی کے طریق سے اسکو نکالا یہی نے
 سند میں طویل ہے کہ ایک نابینا کو کتب سے معلوم نہیں ہوتا کسی نے رویت کی ہو سوا ابو اسحق کے ابن المدینی وغیرہ حافظوں
 نے ایسا ہی کہا اور یہی نے سن میں حضرت علی کی احادیث کو رویت کیا کسی طریقوں سے اور کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی
 سندیں ضعیف ہیں اور بعض منکر ہیں اور یہ حدیث ابوبہرہ کی جو روایت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اسکو چونکہ ضعیف کیا اور
 نزدیکی نے حسن کہا اور امام بیہقی نے اسکو طریقوں میں طویل کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہو شکافی نے کہا
 یہ حدیث سفیان بن اوہون کے سہیل سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہونے اسحق بن مولى زائدہ سے اونہونے ابوہریرہ سے
 مروی ہیں ابن جریر نے کہا اسحق بن مولى زائدہ کا اس سے امام سلم نے نکالا تو حدیث صحیح ہونا چاہیے اور مجاہد بن عمرو کی
 روایت ابوسلمہ سے اس نے ابوبہرہ سے اسکا سند حسن ہے مگر یہ حفاظ نے مجاہد بن عمرو کے اصحاب میں سے اسکو متروک
 روایت کیا ہے اونسے اور حلق ہے کہ یہ حدیث جیسے حافظ نے کہا اسکا اونے درجہ یہ ہے کہ حسن ہوگی بوجہ تواتر
 طرف کو اس صورت میں نزدیکی نزدیکی پر انکار کیا احادیث کو حسن کہتے ہیں وہ اعتراض کے قابل ہو نہ ہی نے کہا
 حدیث زیادہ قوی ہے ان کی حدیثوں سے جسے فقہانے حجت لی ہو اور اس باب میں مروی ہے حذیفہ سے ابن
 ابی حاتم اور ارقطی نے کہا یا ثابت نہیں حافظ نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور نکالا اسکو بھی نے اور امام احمد
 اور ارقطی اور ابوداؤد نے رویت کیا حضرت عائشہ سے کہ حضرت عائشہ کرتے تہو چار سے جمعہ سے اور جب ثابت ہو
 اور بچہ لگانے سے اور تہو کو غسل دینے سے ثقہ میں ہے کہ اسکا سند امام سلم کی شرط پر ہے لکن ارقطی نے کہا کہ
 مصعب بن شیبہ اسکی اسناد میں قوی اور حافظ نہیں ہے اور زیلعی نے کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے شکافی نے کہا کہ
 احادیث کو امام بیہقی نے نکالا اور مصعب کو ضعیف کیا ابوزرعہ اور احمد اور بخاری نے اور صحیح کہا احادیث کو ابن خزیعہ
 نے اور جب ثابت ہو بچہ لگانے کے بعد ہی غسل سنت ہے ہادی کے نزدیک اسی حدیث کو اور اس سے جو مروی ہو حضرت
 علی علیہ السلام سے اونہونے کہا غسل بچہ لگانے سے سنت ہو اور اگر تو وضو کرے تب بھی کافی ہے بچہ کو اور ارقطی نے
 نکالا کہ حضرت مصعب بن شیبہ نے لگائی اور نہیں یادہ کیا بچہ کے مقام کو تہو پر اسکی اسناد میں صالح بن مقال ہے وہ قوی

بچہ لگانے کا سنت ہے

انہیں ہوا تا کہ وہ کالی نہ کہالو کہ اس میں اختلاف کیلئے ہے تو حضرت علی اور ابوہریرہ اور انا صراحتاً مایہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص
 میت کو غسل دیوے وہ غسل کرے اور غسل اور پیراجیسہ اور اکثر موت اور مالک نے اصحاب شافعی کا یہ قول ہے کہ یہ غسل واجب
 ہے اور دلیل انکی وہ ہے جو یہی کہنے لگا کہ تمہارا مردہ پاک مرتب ہے تو کالی ہے تم کو ہاتھ دھونا بن جھرنے کہا یہ حدیث صحیحہ
 اور یہ حدیث صحیحہ ہم غسل دیتے ہو مردے کو تو جیسے ہم تم کو غسل کرتے اور بعض نے کہتے تمہارا او سکو خطیب نے عمر رضی اللہ عنہ
 جھرنے کہا او سکا اسناد صحیحہ ہے اور ایک حدیث اہلبیت عیسیٰ کی جو ابی ہشیم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انہوں نے
 غسل دیا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب انکی وفات ہوئی پہنچ گلیں اور جوہا برین موجود تھے ان سے پوچھا کہ اس دن سردی بہت ہے
 اور میں تو زینب سے مل گیا ہوں تو کیا جو غسل لازم ہے انہوں نے کہا نہیں روایت کیا او سکو مالک نے موطامین اور یہی ہے کہ
 کالاً وادی کو طریت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وصیت کی کہ غسل دیو بن انکو اہلبیت عیسیٰ وہ ناطق
 ہو گئیں مدد ملی انہوں نے عبدالرحمن ابی بکر سے یہی کہنے لگا اسکے کسی شاہدین ابن ابی لیلیٰ کہ سے انہوں نے عطار
 اور انہوں نے سعد بن ابی ہشیم سے اور سب سے ہیں اور لیث اور ابو حنیفہ اور ان کے صحابہ نے کہا کہ یہ غسل واجب ہے جو سب کو
 حدیث میں ہے کہ یہ غسل نہیں ہے مرد کو غسل دینے سے تمہارا او سکو اوطقی اور حاکم نے مرفوعاً بن عباس سے اور یہی
 ہے کہ ہا کہ ہکا موقوف ہو چھ ہے اور مرفوع ہونا صحیح نہیں اور ابن عطار نے کہا ہر شخص بناؤ اپنے مردوں کو کیونکہ
 مومن نہیں ہیں ہر زندگی میں اور نہ نیکے بعد ہکا اسناد صحیحہ ہے اور مرفوعاً بھی مروی ہے تمہارا او سکو اوطقی
 اور حاکم نے ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہر شخص بناؤ اپنے مردوں کو یعنی یوں نہ کہو کہ وہ شخص ہیں اور یہ حدیث
 اوپر گذری کہ مومن نہیں ہیں ہوتا شوکانی کہا کہ حق یہ ہے کہ غسل واجب ہے اور واجب نہیں ہے اور اس سے جو جم ہو جاتا
 ہے دلیوں میں اس لئے مختصر اتمام بخاری از ترجمہ باب میں اور امام مالک نے موطامین نکالا کہ ابن عمر نے سعید بن ابی
 سکے بیٹے کو حوط لگائی (مرد سے کو خوشیوں اور انکو اوٹھایا لیٹے جنازہ کو پہنچا میں گئے اور نماز پڑھی اور غوثہ
 کیا لیکر ابن عباس کا یہ قول کیا وضو کریم سو کہی کل لکڑیوں کے اوٹھانے سے تو تمہا کو نہیں ملا البتہ حنفیوں کو اصول کی
 کتابوں میں مذکور ہے (۱۵) امام مالک نے موطامین نکالا تا کہ سے کہ عبداللہ بن عمر غسل کرتے احرام کے لیے احرام
 سے پہلے اور نہ میں داخل ہونیکے لیے اور دو وقت کے لیے عرفی تمام کو بخاری کا لفظ یہ ہے کہ ابن عمر جب حرم کے قریب پہنچے
 تو لبیک موقوف کر دیتے ہر رات کو دی ملکوت میں تھے ہر صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور نکالا او سکو ابو داؤد اور نسائی نے شوکانی نے کہا حدیث صحیحہ نکلتا ہے کہ مکر
 داخل ہونیکے لیے غسل کرنا واجب ہے ابن منذر نے کہا تمام علماء کے نزدیک اور جو کوئی اسکو ترک کرے او سب پر

اور امام بخاری نے اپنے پیچھے چھ من نکالا حضرت عائشہؓ کی حدیث کو جو انواع میں انہیں ہے کہ تو زوال اپنا سر لے کر بال بول
 ڈال اور انگلی کر کے اور عرس سے سوا بارہ ریحیض کے غسل کرنا یا امام شوکانی نے کہا امام محمد بن حنفیہ نے اپنے اصحاب
 کے موافق یہ حکم دیا کہ عورت کو جنابت کا غسل میں چوٹی کا کہو نہ ضرور نہیں لیکن حیض کے غسل میں ضرور ہے اور
 نے یہ کہا کہ دو نو میں ضرور نہیں اگر حیض کے بال چپکے ہوں کہ پانی بغیر کہو سے جڑوں میں نہ پہنچے تو دو نو میں کہو نہ ضرور
 ہے یہاں ہی کہا ابن العزری نے اور نوید بالہ اور ابو طائب اور امام حنفیہ اور قاسم اور حنفی سے منقول ہے کہ دو نو میں کہو نہ
 ضرور ہے اور حسن بصری اور طاووس اور امام مالک سے منقول ہے کہ مرد اور عورت کسی کو چوٹی کہو نہ واجب نہیں ہے مگر
 کہتا ہے کہ حق امام احمد کا مذہب ہے اور غسل جنابت کا غسل حیض میں فرق ظاہر ہے کیونکہ حیض کا غسل ہر ماہ میں کیا
 بارہ مرتبہ ہے اور اس میں زیادہ پانی منظور ہے تو چوٹی کہو نہ میں صرح نہ ہو اور خلاف جنابت کے وہ کبھی روز ہوتی ہے
 اور میں ہر روز چوٹی کہو نہ دشوار ہے مگر کہتا ہے حضرت علیؓ کی حدیث کہ جسے ایک بال کو برابر جنابت کے غسل میں چوٹی
 دیا اور پگڈنڈی (۱۳۴) حیض اور نفاس اور استحاضہ کے غسل کچھ نہیں غذا چاہے تو کتاب الحیض میں مذکور ہوگی (۱۳۵)
 امام احمد نے علی بن ابی طالب سے اور نو میں اس بن مالک سے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے فرمایا
 اسلام لیا کہ کرتے پانی کے اندر گھسنے کا تو اپنا کپڑا نہ اتارتے جب تک ترک پانی کے اندر نہ چپا لیتے ہجوم الزوائد میں
 ہے کہ اس کے دوسرے سبب ہیں مگر علی بن زید جملہ اس سے اُس سے حجت لیں تو ابن تیمیہؒ نے کہا امام احمد نے کہا کہ پانی
 میں بغیر تر بند کے گھسنے کا وہ ہے اور احق نہ کہ کہ تر بند یا بندہ کر افضل ہے اور خنک گھسنے تو اسیر ہے کہ گھسنا
 نہ ہو گا اور حجت لی انہوں نے اسی حدیث سے حضرت موسیٰ کہ اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پانی میں گھسنے اور
 چادرین تھیں ان سے کہا گیا تو فرمایا کہ پانی میں ایک شیطان ہے (۱۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو
 شخص ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کو مردوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے مگر نہ جاکر کے ساتھ اور
 جو عورت ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر میری امت کی عورتوں میں ہو تو وہ حمام میں نہ جاوے روایت کیا اسکو امام
 نے اسکے اسناد میں ابو یوسف سے ذہبی نے کہا اسکا حال معلوم نہیں اور حاکم حلیون میں کسی حدیث کی صحت پر
 اتفاق نہیں ہوا سند زنی نے حمام کی کل حدیثیں معلول ہیں البتہ اصحاب سے یہاں میں ثابت ہو اور نسائی اور ترمذی
 اور حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو شخص ایمان لایا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ حمام میں نہ گھسنے بغیر تر بند
 اور جو شخص یقین کہتا ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر وہ اپنی جود کو نکالے نہ گھساوے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم
 نے کہا صحیح ہے سلم کی شرط یہ شوکانی نے کہا اسکے اسناد میں سلیم بن ابی سلم ہے اور نکالا اسکو امام احمد نے دوسرے

وہاں میں ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے اسکا حکم فرمایا

امام کا بیان

طریق سے ابن ہبیر سے ابو الزبیر سے جابر سے اور ابن ہبیر سے ابوداؤد اور ابن ماجہ سے عبداللہ بن عمرو سے حضرت ہنہ نے فرمایا فتح ہوگی تیرے غم کی زمین و ماں تم کہ گھر یاؤ گے جسکو حمام کہتے ہیں تو مرداؤن کے اندر نہ جاؤ ابن ہبیر نے بند کسا اور عورتوں کو روکواؤن کے اندر جانے سے گرجو بیکار ہو یا نفس الی رتو وہ علاج کے لیے مندر رت سے نہا سکتی ہے اسکی شاد میں عبدالرحمان بن ابی الدین الغم افریقی ہے اوسپر کلام کیا کسی لوگوں نے اور عبدالرحمان بن ابی الدین غم سے ازلیقہ کا قاضی طعن کیا اوسپر بخاری اور ابن ابی حاتم نے ابوداؤد نے آدم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ہنہ نے منع کیا حماموں میں جانے کو پھر اجازت دی مردوں کو اور ابن ہنہ نے منع کیا کہ تندرستی نہ کرے ابوداؤد اور اس سکوت کیا اور نکالا اسکو تندرستی نہ تھیں یہ کہ منع کیا مرنوں اور عورتوں کو ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ نہیں رضی اللہ عنہا دی عورتوں کو تندرستی نہ کہا اسکو سچے روایت کیا ابو عذرہ سے اوسنے عائشہ سے ابو الزبیر سے اوسکا نام پڑھا گیا اوہو نہ کہہا میں نہیں جانتا کتنی نے اوسکا نام لیا ہو ابو بکر جانی نے کہا یہ حدیث نہیں پجانی جانی مگر اس طرح سے اور ابو عذرہ سے شہور نہیں ہے اور تندرستی نہ کہا اسکا اسناد قائم نہیں ہے حاکم نے حضرت عائشہ سے میں نے سنا حضرت سے آپ فرماتے تھے حمام سے میری است کی عورتوں پر حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے حضرت ہنہ نے فرمایا جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور بچیلے دین پر عزت کرے اپنی ہمسائری کی اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور بچیلے دین پر وہ حمام میں داخل نہ ہو مگر نہ بند باندہ کر اور جو ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور بچیلے دین پر وہ نکلیا کہنے یا حبیبت اور جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور بچیلے دین پر تمہاری عورتوں میں سے وہ حمام میں نہ جاوے عکرم بن عبد العزیز کو راوی نے کہا میں نے یہ حدیث کئی دفعہ سنی اوہی خلافت میں اوہوں نے ابو بکر بن محمد بن عمر بن حرم کو لکھا اگرچہ میں ثابت ہو چھو اوہوں نے پوچھا پھر عمر کو لکھا اوہوں نے منع کر دیا عورتوں کو حمام میں جانے سے تندرستی نہ کہا اسکا نکالا حاکم نے اور کہا صحیح ہے اسناد اس کا اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اور واسط میں عبداللہ بن صالح کی روایت ہے جو کاتبینے لکھتے کہ اوسمیں عمر بن عبدالعزیز کا ذکر نہیں ہے برار نے ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے جو اس گھر سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں سے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو میل کو صا کرتا ہے آپ نے فرمایا اپنی عورت کو چھپاؤ برار نے کہا اسکو لوگوں نے طاؤس سے مسئلہ روایت کیا ہے تندرستی نہ کہا اوسکے راوی صحت میں جنہ صحیح میں حجت ملی ہو اور نکالا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور حاکم کا لفظ یہ ہے جو اس گھر سے جسکو حمام کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے تو میل دور ہوتا ہے اور بیکار کو نفہ ہوتا ہے آپ نے فرمایا تو جو کوئی انہیں جاوے وہ پنا ستر چھپاوے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر میں اسی لفظ کی مانند اسکو شروعت

کہتا ہوا اللہ اور پچھلے دن پر وہ اس دستہ بزرگ سے جسے شراب پیا جاتا ہو اور جو ایمان کہتا ہوا اللہ اور پچھلے دن پر وہ اس عورت سے نہائی نہ کرے جو کسی محرم نہیں ہو اسکی اسناد میں یحییٰ بن ابی سلیمان مدنی ہے بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث ہے اور ابو حاتم نے کہا منظر الحدیث اور اسکی حدیث لکھی جاوے گی وہ جو ماہنین اور ابن حبان نے اسکو ثقافت میں ذکر کیا طبرانی نے مقدمہ میں محدثین کے ساتھ حضرت مہدی نے فرمایا تم ایک ملک فتح کرو گے وہاں کچھ گھوڑے تھے جو حرام کہتے ہوں گے میری امت پر حرام ہے ان میں جانا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حرام سے تو سبیل دور ہو ہے اور کچھ صاف ہوا ہوا اپنے فرمایا وہ حلال ہیں میری امت کے مردوں کے لیے تبند باندہ کرو اور حرام میں میری امت کی عورتوں پر سکوت کیا اوس کے مندری نے شوکانی نے کہا جامع میں نسائی سے جاری کی حدیث میں یہ نہ آیا الا ان من عذرینے عذر سے اپنی بی بی کو حرام میں لیا جانا درست ہے حالانکہ یہ لفظ ترمذی کی روایت میں نہیں ہے نسائی میں تو یہ حدیث ہی نہیں ہے شاید بعض نسخوں میں ہو علامہ مجربن ابراہیم وزیر نے کہا یہ غلط ہے شریف ابو اسحاق نے اس لفظ کو اپنی کتاب میں جو حرام کے بیان میں ہے نہیں نقل کیا اور جابر کی حدیث میں یہ استثناء نہیں لکھا نہ اسکی نسبت دی نسائی کی طرف اور اس حدیث کی کسی طریق میں یہ لفظ نہیں ہے ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ حرام تبند باندہ کرو کو جانا درست ہو اور عورت کو سلقا حرام ہے انتہے مختصراً میں کہتا ہوں جابر کی حدیث کی نسبت دی مندری و نسائی کی طرف البتہ اوس میں لفظ الا بن عذر نہیں ہے اور یہ لفظ مجھے حرام کی کسی حدیث میں نہیں ملا نہ صحیح طریق سے نہ ضعیف طریق سے واللہ اعلم (۱۵) امام مالک نے موطا میں نافہ سے اونہون ابن عمر سے کہ وہ جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے دانے اتار پانی ڈالتے انکو دھوئے پھر اپنی شرگاہ دھوئے اور کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے اور منہ دھوئے اور آنکھوں کے اندر پانی چھرتے پھر دھاتنا تہہ دھوئے پھر بائیں پھر سر دھوئے پھر نہاتے اور اپنے بدن پر پانی ڈالتے امام محمد نے کہا ہمارا عمل اسی ہے مگر آنکھوں کے اندر پانی چھرتے اور جنابت میں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور مالک بن انس اور اکثر فقہا کا اور ایک موطا میں ہے کہ امام مالک پوچھے گو ابن عمر کی آنکھوں کے اندر پانی ڈالنے سے اونہون نے کہا ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے ابن عبد البر نے شذکار میں کہا کہ ابن عمر کی مزاج میں تشدد تھا پھر اہل بیت میں مسبب غایت درجہ اور پرہیز گاری کی (۱۶) احباب بن نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ حضرت م غسل کرتے ہو اور دو کتھیں پڑھتے تھے اور صحیح کی نماز پڑھتے تھے اور میں دیکھتی آپ کو کہ نیا وضو کرتے ہوں غسل کے بعد (۱۷) نسائی نے ابن عباس سے کہ حضرت م نے غسل کیا پھر ایک سبیل لائی گئی آپ کو اوسکو نہیں چھو اور پانی کو اس طرح ستی لگے (۱۸) ابو داؤد نے ابن عمر سے

کہ نمازین پچاس نہیں اور جنابت سے غسل سات بار تھا اور پیشاب سے کپڑا دھونا سات بار تھا پھر حضرت
 ہمیشہ اللہ سے سوال کرتے رہے (تحقیق کا) یہاں تک کہ نمازین پانچ ہو گئیں اور جنابت کا غسل ایک بار ہو گیا اور کثرت
 کا دھونا پیشاب سے ایک بار ہو گیا (۱۹) ابن ماجہ اور ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہہی حضرت جنابت کا غسل کتنے
 مرتبے کرتے اور چہرہ سے گرمی چاہتے تو میں آپ کو لپٹا لیتی اپنے سے اور میں نے غسل نہ کیا ہوتا (۲۰) ابو داؤد
 نے کہتی ہے کہ حضرت ہا پنا نہ ہوتے تھے خطمی سے پھر اُسی پر کٹھن کرتے اور خالص مانی نہ بہاتے اور سپر (۲۱)
 ابو داؤد نے اُسی سے ہم غسل کرتے اور ہمارا دھونا پھر حضرت کے ساتھ ہوتے بغیر احرام کے اور احرام سے (۲۲) امام
 مسلم نے عبد اللہ بن ابی قیس سے کہتے حضرت عائشہ سے حضرت کے دو کو پوچھا اختیار تک اُمین سے کہ میں نے کہا آپ
 جنابت میں کیونکر کرتے تھے کیا سونپے پہلے غسل کرتے یا سوہڑے غسل سے پہلے انہوں نے کہا سب صحیح کرتے تھے
 کہہی غسل کب کرتے تھے پھر سوتے کہی وضو کر لیتے پھر سوہڑے میں نے کہا شکر خدا کا کہ اوسنے دین میں کشادگی رکھی اور ابو داؤد
 کی روایت میں ہو غضیف بن الحارث کو میں نے حضرت عائشہ سے کہا کیا تم نے دیکھا حضرت کہ آپ غسل کرتے تو
 جنابت کا شروع رات میں یا اخیر رات میں انہوں نے کہا آپ غسل کرتے اول رات میں اور کہی غسل کرتے اخیر رات
 میں میں نے کہا اللہ اکبر شکر اوس خدا کا جس نے دین میں کشادگی رکھی میں نے کہا کیا آپ دوڑ پڑھتے اول رات میں یا اخیر رات
 میں انہوں نے کہا کہی دوڑ پڑھتے اول رات میں کہی اخیر رات میں میں نے کہا اللہ اکبر شکر خدا کا جس نے دین میں کشادگی
 رکھی میں نے کہا کیا آپ قرآن کو بجا کر پڑھتے یا آہستہ انہوں نے کہا کہی بجا کر پڑھتے کہی آہستہ میں نے کہا
 اکبر شکر اوس خدا کا جس نے دین میں کشادگی رکھی (۲۳) امام مالک نے سوطا میں نافہ سے کہ ابن عمر رضی اللہ
 عنہما سوہڑے کا یا کہانے کا اور وہ جنب ہوتے تو اپنا موہنہ دھو لے اور دو نو ماتہ کہنیزوں تک اور سہ کرتے سوہڑے
 پھر کہاتے یا سوہڑے (۲۴) امام مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے خلیفہ سے کہ حضرت عائشہ نے دو جنب تھے تو
 سرگ لگو آپ کو پاس پر غسل کیا پھر لے کر لٹکا جنب تھا آپ نے فرمایا مسلمان بخش نہیں ہوتا اور نسائی کی ایک روایت
 میں ہے کہ حضرت جب کسی مرد سے ملنے اپنے صحابہ میں سے تو ماتہ پہرتے اور سپر اور اسکے لیے دعا کرتے تو میں
 اکیں میں چہ کو اکیں دیکھا میں آپ سے الگ ہو گیا پھر آیا جب میں چل گیا تھا آپ نے فرمایا میں نے تجھ کو دیکھا تو انگ ہو گیا
 میں نے عرض کیا میں جنب تھا تو ڈرا کہیں آپ مجھے چہ نہ لیں آپ نے فرمایا بیشک میں جنب نہیں ہوتا (۲۵) ابو داؤد
 نے ابو بکر سے حضرت خنجر کی نماز میں داخل ہوئے پھر اشارہ کیا ماتہ سے اپنی جگہ رہو لیکن اوس کے اُرد آپ کو ستر
 بانی ٹانگ تھا پھر نماز پڑھائی اور ایک دم میں میں وجہ نماز پڑھ چکے تو فرمایا میں آدمی ہوں اور میں جنب تھا۔

(۲۶) امام مالک نے سلیمان بن یسار سے حضرت عمرؓ نے فحی نماز پڑھائی بہر اپنی زمین کو گئے جو جرفین تھی نماز اپنے کپڑے میں استلام کا نشان بنا کر کہا ہے جسے چربی کہاں تو رگین نرم ہو کینیں بہر او نہوں نے غسل کیا اور تھما کو دہویا اپنے کپڑے کو اور نماز کو نوایا اور ایک روایت میں یوں ہے او نہوں نے کہا جسے جھکولو گون کی حکومت ہوئی تو میں استلام میں مبتلا ہو گیا بہر او نہوں نے غسل کیا اور دہویا جو اٹکے کپڑے میں استلام کا اثر تھا بہر نماز پڑھی جب نے چڑھ گیا تھا اچھی طرح اطمینان سے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قسم خدا کا میں دیکھتا ہوں اپنے کو گرہ مجھے استلام ہو گیا اور خبر نہیں ہوئی اور میں نے غسل کیا یہ غسل کیا بہر وہم یا جو کچھ اپنے کپڑے میں اور جو نہ دیکھا اُسے پانی چھڑک دیا اور اذان دی اور تکبیر کہی اخیر تک (۲۷) امام مالک نے عجمی بن سعیدؓ سے اذیکو پوچھا کہ حضرت نے فرمایا کیا شکل ہے تم میں سے ایک پر کہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا لو سوا ایک کپڑوں کے خلو پہن کر کام کا کرنا ہر (۲۸) امام مالک نے ابن عمرؓ سے وہ نہ جانتے جمعہ کو گرتیل اور خوشبو لگا کر (۲۹) غسل جنازہ کا بیان کتاب الجنائز میں ہو گا اور وہیں اس غسل کی حدیثیں بیان کیجا دین گو انھما اللہ تعالیٰ (۳۰) ابن ماجہ نے ابویابنصرؓ سے حضرت مہ سے فرمایا یا یحییٰ نماز میں اور جبہ اور امانت کا ادا کرنا کفارہ ہیں ان گناہوں کا جوادیکہ سچ میں ہوں میں نے کہا امانت کا ادا کرنا کیا ہے آپ نے فرمایا جنابت کا غسل کیونکہ ہر مال کے نو جنابت ہے (۳۱) تہو پانی میں غسل کر نیکی حدیثیں کتاب الوضوء میں گذر چکیں (۳۲) ابن ماجہ نے عبدالعزیز بن سعدؓ سے حضرت مہ سے فرمایا کوئی تم میں سے کیلہ یوں میں غسل نہ کرے اور نہ چہت کر اور اگر وہ کسی کو نہیں دیکھتا تو اور لوگ اٹھو دیکھتے ہیں اور سکی ہنسا دین حمانی اور حسن بن عمارہ دونوں ضعیف ہیں (۳۳) ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے حضرت مہ سے جنابت کا غسل کیا بہر ایک ٹکڑا بدن کا دیکھا جسکو پانی نہ پہنچا تھا آپ نے اپنے بالوں کو اُس پر تھوپ دیا اور حضرت علیؓ سے کہ ایک شخص آیا حضرت مہ کے پاس اور بولا میں نے جنابت کا غسل کیا اور فجر کی نماز پڑھ لی بہر صبر ہوئی تو میں نے ناخن برابر ایک مقام دیکھا جہاں پانی نہ پہنچا تھا آپ نے فرمایا اگر تو اپنا ماتہ او سپر پہ لیتا تو کافی ہو جاتا (۳۴) زمری اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے کہ حضرت مہ کی بعضی بی بیوں نے ایک کسرے سے غسل کیا بہر حضرت مہ نے ارادہ کیا وضو کر نیکار گئے جو پانی اوس میں پڑ رہا تھا اوس سے وہ بولیں یا رسول اللہ میں جنب تھی بنا فرمایا پانی جنب نہیں ہوتا (۳۵) امام محمدؓ سلمہ رحمہ آپ جنب ہوتی بہر سو تہ بہر جاگتے بہر سو رہتے (۳۶) ابو داؤد نے شعبہ سے جو دینار کے بیٹے ہیں اور مولیٰ تہو ابن عباسؓ کے کہ ابن عباسؓ جب جنابت کا غسل کرتے تو اپنے داہنے ماتہ سے یا میں ماتہ پر سات بار پانی ڈالتے بہر اپنی شرگاہ دہو تو ایک بار ببول گئے کتنی

بار بانی والا بھروسہ پہاٹنے کہا میں نہیں جانتا انہوں نے کہا تیری ان نہیں تھے کیونکہ جاننا پھر ضرور کرتے تھے
 نماز کا سا پہر پہننے پر پڑ پڑ پانی بہا تے اور کہتے حضرت م ایسا ہی عمل کرتے تھے (۳۷) امام احمد نے عید سعید سے میں ایک
 صحابی سے سنا جو حضرت م کی صحبت میں چار برس رہا تھا جیسے ابوہریرہؓ ہے تو اس نے کہا ہم نے کیا حضرت م نے عورت
 کو غسل کرنے سے مرد کو بچہ پانی سے یا مرد کو عورت کو بچہ پانی سے اور نہ کیا اپنے ہر روز کہنگی کرتے یہ کیا نہ لکھا کہ
 پیشاب کرنے سے نکال اوسکو اور داؤد اور انسائی نے اوس میں کہنگی اور پیشاب کا ذکر نہیں ہوا اور ابن ماجہ نے عبدالعزیز
 سمرجیس سے اور یہ حدیث کتابا لوضو میں گذر چکی (۳۸) امام مالک نے حضرت عائشہ سے اون کو پوچھا کیا عورت
 جنابت کا غسل کیونکر کرے اوہوں نے کہا اپنے سر پر تین چلو ڈالو اور ملے اپنی سر کو دو نو ہاتھوں سے (۳۹) امام مالک
 نے عبدالعزیز بن عمر کو پوچھا کیا کپڑے میں اور وہ جنب ہو کر پہر اوسی کپڑے میں نماز پڑھتے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
 شروع کیسے ہم سے جو بڑا مہربان ہے رحم والا **کتاب الحيض** کتاب حیض کے بیان میں
 حیض کے معنی بہنا اور عین میں حیض کہتے ہیں عورت کو خون بہنے کو مقام مخصوص سے اوقات مخصوص میں
 حیض کے نو نام اور ہیں عربی زبان میں طمث منک الکبار اعصار در اس عراک فاک طمس نفاس اور شرع
 میں حیض ہی میں اس خون کو جو رحم کی قعر سے نکلتا ہے عورت کو جان ہونے کے بعد مخصوص اوقات میں اور
 استحاضہ خون ہے جو بر وقت نکلے اور نفاس خون ہے جو جننے کے بعد نکلتا ہے اردو زبان میں حیض کے کئی
 کلمے ہیں ایام نامہ دنوں سے ہونا کپڑوں سے ہونا ٹوپی اترنا پہلی بار حیض آنیکو دن کی زبان میں کہتے ہیں
 قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَیَسِّرْ لَکَ عَنِ الْحَيْضِ فَاِذَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفِتْرَةَ فَاِذَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفِتْرَةَ وَکَلَّفَتْهُنَّ حَقَّ
 یُطْفَرْنَ قَدْ اَنظَرْنَا قُلُوبَهُنَّ مِمَّنْ حِیْثُ اَمَرَ کُمْ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ حَیْبُ النَّوَابِیْنِ وَحَیْبُ الْمُنْتَطَفِرِیْنَ
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ میں) اور پوچھتے ہیں تجھ سے حیض کو تو کہہ وہ پلید ہے تو حبار ہو عورتوں سے
 حیض میں اور نہ نزدیک ہو اونکے یہاں تک کہ پاک ہو جاوین یہ چرب پاک ہو جاوین تو اؤ اونکے پاس (یعنی
 جماع کرو ان سے) اوس مقام میں جہاں تکو اللہ نے حکم دیا بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تو بہ کرنے والوں کو اور
 دوست رکھتا ہے جو پاک رہنے والوں کو فگت گناہوں سے اور پلیدی سے عید حیض میں جماع کرنے سے طہی نے کہا
 حیض کو پلید کہا جو بھنگی بدلو اور نہ پاکی کے اور خطابی نے کہا اذی وہ چیز ہے جو ناکوار ہو لیکن سخت ہو جیسے
 کن پھر تو کہم الا اذی آدم سلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابن ربیع سے نکالا کہ یہود میں جب عورت طہ
 ہوتی تو اسکو اپنے ساتھ نہ لھاتے نہ اس کو جمع کرتے گھر دن میں تو حضرت م کے صحابہ حضرت م سے پوچھا

منکر دیا مسجد سے اور عبدالرزاق نے حضرت عائشہ سے یہی ایسا ہی نہ کہا قال ابو عبد اللہ وحکایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ما لم یؤمر عبد اللہ بنہ بنی کہنا اور جناب کوئی حدیث اس کے کچھ بیش اس سے زیادہ ہو
 کیونکہ وہ شامل ہے تمام عورتوں کو اور انہیں صرف بنی اسرائیل کا ذکر ہے یا مار ہے کہ وہ حدیث زیادہ ہے از روایت
 کو ان اقوال سے کہانی اور عینی کے بعض نسخوں میں اکثر ہے یعنی حضرت ۱۲ کی حدیث بڑی ہے یعنی انکی بیوی تھا
 ہے صحابہ کے اقوال پر اور جب حدیث صحابہ کے اقوال پر عدم ہے تو اور مجتہدین کے اقوال حدیث کے خلاف
 کس شمار میں ہیں اور اوکھانے کہا دو نوہن مخالفت نہیں کیونکہ بنی اسرائیل کی عورتیں ہی آدم کی بیٹیاں تھیں
 تو احتمال ہو کہ آدم کے بیٹوں کو بنی اسرائیل کی عورتیں مراد ہوں تطلانی نہ کہا مخالفت ظاہر ہے کیونکہ اس قول
 سے لازم آتا ہے کہ بنی اسرائیل کے سوا اور عورتوں کو حیض نہ آتا ہوگا اور حدیث سے یہ بخلاف ہے کہ حیض تمام عورتوں کے
 لیے ہے خواہ اسرائیلی ہوں یا نہ ہوں لفظ ابن حجر نے کہا ممکن ہے تطبیق اس طرح سے کہ عبداللہ بن مسعود اور حضرت
 عائشہ کے قول میں حیض سے انکی کثرت مراد ہو اور یہ عذاب ہوا و نہ را اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ ان اقوال میں یہ
 کہ اوکو روک دیا مسجد کے پس معلوم ہوا کہ اوکو دائمی حیض ہو گیا تھا یعنی ہمیشہ آتا تھا بندہ ہوتا تھا ورنہ حیض
 سے پاک ہونے پر مسجد میں آسکتی تھیں یہ مسجد سے روکنا کیونکہ صحیح ہوگا اور عینی نے حافظ صاحب سے یہ
 اعتراض کیا کہ ان اقوال میں یہ کہ سب سے پہلے حیض آدینہ بھی گیا یہ اگر حیض پہلے سے تھا تو سب سے پہلے آدینہ
 پہنچا جانا کیونکہ درست ہوگا اور یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں حیض کو طول ہو گیا تھا اور کسے شکو
 نقل کیا یہ اپنی طرف سے یہ جواب دیا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عورتوں کا حیض بند کر دیا
 ہو عذاب کی راہ سے اور ایک نے اسے طہر گدڑی ہو بعد اس کے اللہ نے آدینہ پر رحم کیا ہو اور حیض کو دوبارہ
 جاری کر دیا ہو نسل اتی رکھنے کے لیے پس جب دوبارہ حیض آیا تو وہ اول ہوا بہ نسبت اس مدت کہ جب بند ہو گیا
 تھا اور اس لحاظ سے اول کہا اور یہ تفسیر عینی کی ظاہر الفساد ہے اور محسوس ہے یعنی سے کہ وہ اس قسم کے اعتراض
 حافظ صاحب پر کرتے ہیں جبکہ منشا تزی نفسانیت ہو اسکی وجہ یہ کہ حافظ صاحب نے یون فرمایا ہے کہ ممکن
 ہے اس طور سے جمع کرنا اور ممکن کے یو وقوع کی سند لانا ضرور نہیں اور جہاں نص تو متن مخالفت ہو وہاں ہمیشہ
 ایسے ہی احتمالات سے تطبیق کرتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اس احتمال کے خلاف ثبوت نہ ہو چکا ہو اور یہاں
 یہ ثابت نہیں ہوا کہ طول حیض کا عذاب آدینہ نہیں ہوا تھا بلکہ قرآن میں آیا ہے کہ ہم نے آدینہ خون بھیجا یہ زیادہ مستجاب
 ہے اس احتمال کے کیونکہ حیض ہی ایک خون ہے اور کثرت اور طول حیض عذاب ہو اور اگر ہم عینی کی تفسیر کو مان لیں

سیون اور حافظ صاحب کی توجیہ کو صحیح سمجھیں تب ہی جو توجیہ عینی نے کی ہو وہ حافظ صاحب کی توجیہ سے زیادہ قابل
 پھرتی ہے کس لیے کہ ان اقوال سے صاف نکلتا ہے کہ حیض کا بیجنا اور بذر عذاب تھا کیونکہ ان کی عورتیں مردوں کو گھورتی
 تھیں اور عینی کی تفسیر سے یہ نکلتا ہے کہ حیض بند ہو گیا تھا اس صورت میں اسکا دوبارہ بیجنا رحمت ہو گا نہ عذاب
 لطیف ہے کہ خود عینی لکھتے ہیں کہ اس نے اور نہ رحم کیا اور حیض کو دوبارہ جاری کر دیا اور جو عذاب تھا اسکو رحمت
 کیے تھے بہن علاوہ اسکے جیسے اسکا ثبوت نہیں کہ اگر انکو طول حیض کا عذاب ہوا تھا ویسے ہی اسکا ہی ثبوت نہیں
 ہے کہ پہلے ان کے حیض بالکل بند ہو گئے تھے اور انکی مدت تک ایسا ہی نہ بدلو سکے پہر حیض بھی گئی بلکہ اس اخیر
 توجیہ میں دو خلاف عادت امر کا قائل ہونا ضروری ایک تو عورتوں سے بالکل حیض کا موقوف ہو جانا دوسرے پہر ایک
 ایک ہی حیض کی بارش ہونا سب عورتوں اور حافظ صاحب نے جو توجیہ کی انہیں کوئی امر عادت کے خلاف نہیں اکثر عورتوں
 کو استحاضہ کی بیماری ہو جاتی ہے پس محال ہے کہ یہی بطور عذاب کہ بنی اسرائیل کی سب عورتوں کو ہو گیا ہو اس صورت
 میں عینی کا یہ کہنا کہ یہ کیونکر درست ہو گا کہ حیض سب کے اول انہیں بیجا گیا محض نافرہی ہو سکیے کہ حیض سے مراد وہی حیض
 ہے جو عذاب کے طور پر بیجا یاد لینے والی حیض اور شاید وہ سب کے اول بنی اسرائیل کی عورتوں پر بیجا گیا ہو اس میں
 فساد لازم ہے پس معلوم ہوا کہ جو توجیہ حافظ صاحب نے کی وہی عمدہ ہے پہر حافظ صاحب نے فرمایا کہ طبری وغیرہ نے
 ابن عباس سے روایت کیا کہ اس آیت میں وَأَمْرًا قَائِمَةً فَتُحْيَا لِعِزِّهِمْ ابراہیمؑ کی عورت کہڑی تھیں وہ سنسن
 بیان نہیں دیتے مگر اور حیض آتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بنی اسرائیل سے پہلے ہی اور حاکم اور ابن منذر نے
 باسناد صحیح ابن عباس سے کہا کہ شروع حیض حضرت حوا علیہا السلام کو آیا تھا جب نبی کے اوتاری گئیں تو آدم
 کی بیٹیوں سے انہی کی بیٹیاں مرد ہو گئی ربنی اسرائیل کی عورتیں جیسے داؤدی نے کہا اقطلالی نے کہا یہاں
 میں یہ جواب دیا کہ حیض کے بیجنا سے چھٹا حکم بیجنا مراد ہے یعنی حیض سجدت میں نہ کیا مانع ہونا اور مرد کا مانع ہونا چھٹا
 سب سے پہلے بنی اسرائیل کی عورتوں کو دیا گیا اور حدیث میں حیض سے مراد چھٹا ظاہر ہی ہے جو لینے و جو دینے کا
 یہ صریح بیان اور ان اقوال میں مخالف نہ ہو گا اقطلالی نے کہا کہ جانوروں میں جب کو حیض آتا ہے وہ یہ ہیں عورت
 اور بچہ کی مادہ اور چکا ڈر اور خرگوش کی مادہ اور بعضوں نے کہا کتیا کو بھی آتا ہے اور ابو داؤد نے سنن میں عبد اللہ بن
 عمر سے مرفوعاً روایت کیا کہ خرگوش کو حیض آتا ہے اور بعضوں نے کہا اونٹنی اور چھپکلی کو بھی حیض آتا ہے **باب**
 الْأَكْثَرُ بِالنِّسَاءِ إِذَا انْقَضَتْ حَيْضُهُنَّ عَوَرَتُنَّ كَوَحْيِ آدَمَ تَوَكَّلَا عَلَىٰ رَبِّكَ فَإِنَّكَ عَلَىٰ أَعْيُنِنَا قَالِ
 حَتَّىٰ تَأْمُرَ بِمَا نَأْمُرُ بِمَا نَأْمُرُ قَالَ الرَّحْمَنُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ مَعِيَ الْقَاسِمُ يَقُولُ سَمِعْتُ حَاتِثَةَ تَقُولُ

اور حائضہ دروگہ کا میری خدمت کرنا میرے پاس آنا اور دوسری خدمت کرتی ہیں اور کسی بات میں کچھ بیزاری
 ہے خبری جہاں عائشہ ام المومنین رہنے کے وہ کھنگلی کرتی تھیں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور وہ حائضہ
 ہوتی اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے کہ مسجد میں آپ اپنا منہ نہ دیکھ سکتے اور کھنگلی کرتے اور وہ حجرے
 میں جہتیں (حجرہ مسجد کے پاس تھا) وہ کھنگلی کر دیتیں اور وہ حائضہ ہوتیں **ف** حافظ نے کہا حضرت
 عائشہ کا حجرہ مسجد سے ملا ہوا تھا اور عذرہ نے جنابت کو حیض پر قیاس کیا کیونکہ حیض جنابت سے زیادہ ہے اور کھنگلی
 پر اور خدمت کا بھی قیاس کیا اور حدیث سے یہ حکم کہ حائضہ کا بدن اور پسینہ پاک ہو اور اعتکاف میں جو بشارت
 مسنون ہے وہ جام ہے یا مقدار جام (جیسے بوس کنار وغیرہ) اور حائضہ کو مسجد میں نہ جانا چاہیے اس پر اجماع ہے
 کہا حدیث جت ہوشاخی چہنوں نے کہا کہ مطلق عورت کا خیر و خیر کو توڑ دیا ہو حالانکہ یہ نہ حجت نہیں کیونکہ تکاف میں شرط
 اور حدیث میں اسکا ذکر نہیں کیا کھنگلی کر کر یہ ناز و نرہ ہی اسکے سوا باہون کے چھوٹے سے وضو نہیں ٹوٹا قطلانی
 نے کہا حدیث یہ یہ بھی حکم کہ اعتکاف میں بچہ بدن کا ایک جزو مسجد سے باہر کرنا درست ہے اور اس سے اعتکاف باطل نہیں
 ہوتا اور حائضہ کی بشارت درست اور آیت میں جو کہ اس بشارت کو اعتکاف میں کرنا اس جام یا دوحی جام میں اعتکاف پر
 نہیں **یَا بَیَّتُ الرِّسَالِ** فی سحر اہلنا **وہی حائضہ** مرد کا اپنی عورت کی گود میں قرآن

پڑھنا اور وہ حیض سے ہو **وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ رَسُوْلًا مِّنْ رَّسُوْلٍ سَادِمًا وَهِيَ حَائِضٌ اِلَّا اِنَّ اَبِي ذَرٍّ قَتْلًا بَيْنَهُ بِالْمَصْحُفِ**
فَقُمْتُ مَعَهُ لَيْلًا قَتَمَ لِي اَبُو رَافِعٍ (شقیق بن سلمہ تابعی مشہور اپنی نوٹری کو سچے ابو زینر (رسو دین ملاک سے ملی تالی
 پاس وہ مصحف لیکر آتی تو وہ کھنگلی کرتی فیتہ سے **ف** یعنی وہ فیتہ پکڑ کر اوٹھاتی جو خبر دان کے اوپر رہتا ہے **ف**
 نے کہا اس اثر کو اس ابی شیبہ نے باسنا صحیح ابو داؤد سے نکالا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو داؤد اور ابو زینر کا قول
 تھا کہ حائضہ مصحف کو نہ کافیتہ پکڑے نہ اٹھا سکتی ہے لیکن مصحف کو ہاتھ لگانا درست نہیں اور نہ بشارت اس اثر کی
 باب کی حدیث میں حائضہ کا مون کو اوٹھانا مذکور ہے جسکے دل میں قرآن ہے اور اس اثر میں حائضہ کا اُس شیعے کو اوٹھانا
 مذکور ہے جہاں قرآن ہے اور ابو حنیفہ رحمہ کا قول یہی ہے اور جہاں اسکے خلاف میں ہیں اور قطلانی نے کہا کہ مولف
 کی عرض اس کے لاینبہ یہ ہے کہ جناب اور حائضہ کو مصحف کا اٹھانا درست ہے جب تک کہ ہاتھ نہ لگے کیونکہ حضرت نے فرمایا
 مون بخیر نہیں ہوتا اور آپ نے ہر فعل کو کتاب کی ہی اوس میں قرآن کی آیت تھی اور آپ جانتے تھے کہ وہ کھنگلی کریں گے
 حالانکہ وہ نجس ہے اور جہاں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے **لَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا لَكُمْ وَنَالِ الْبَتَّةَ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ رَحْمَةً** اور یہاں یہی ہو
 یا تفسیر میں تو اسکا اوٹھانا درست شریک قرآن کا قصد ہو اور جو قرآن کا قصد ہو یا قرآن تفسیر سے زیادہ ہو تو حرام

ایسا مناسب بنایا اورین کہیں آپ اپنے غزوہ یسیرین (پشاور وغیرہ سے) تودہ گئیں اسکی طیاری کرنے (کہ پہلے)
 اور کچھ الیٹ لین (اور مدد سے یہ نکال کہ عائشہ عورت کے ساتھ اس کے کپڑوں میں سو سکتے ہیں اور ایک خط دراز
 لیٹ سکتے ہیں نتیجہ مختصر اور سکو کوئلے سے صوم میں نکالا اور طہارت میں اور سلم اور نسائی نے (قطع) کیا
 میائشہ الخاضع عائشہ عورت سے مباشرت کرنا وہ اپنے بدن سے بدن لگے مابوس کنار کرنا یہ سب بات
 ہے صرف جماع درست نہیں ہو چکا تھا قَبِيصَةُ قَالَتْ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
 الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَعْتَمِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَيْلَاءٍ وَلَحِيحٍ كَالْإِذَا
 جُنِبَ وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَرِدُ قَبِيصَةَ بِنْتُ وَكَانَ أَحَايِضُ وَكَانَ مَجْرُورَ رَأْسِهِ إِلَى وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَلَمَّا
 وَأَنَا أَحَايِضُ مَرَّجُمَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَجُنِبَ هُوَ أَوْ رَأْيَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ عَمَلُ كَرْتِ مِيزَانِ زَارِ بَانْدَه لَيْتِي بِهَرَبٍ جَبَّهَ مَبَاشَرَتِ كَرْتِ
 اور میں عائشہ ہوتی اور آپ اپنا سر میری طہارت نکال دیتا اعتکاف میں میں اسکو دیکھتی اور میں عائشہ ہوتی
 اس حدیث کو مؤلف نے صوم میں بھی نکالا اور سلم نے طہارت میں اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
 (قطع) کیا قَبِيصَةُ بِنْتُ خُبَيْلٍ قَالَتْ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْبُؤْرَانِيُّ عَنْهُ
 الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ أَحَدًا نَا إِذَا كَانَتْ
 أَحَايِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبَاشَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ فِي خَوْصِ حَيْضَتِهَا
 ثُمَّ يَبَاشَرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ لَوْبَهُ كَمَا
 خَالِدٌ وَجَعَلَ الشَّيْبَانِيُّ تَرْجُمَةً أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ عَنْهَا كَمَا هُمْ مِنْ سَوَكِي حَبَّ حَايِضُ هُوَ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو مباشرت کا ارادہ کرتے تو اسکو حکم کرتے تہ بند باندھنے کا جب حیض کا
 جوش ہوتا یعنی شروع زمانہ میں (پھر مباشرت کرتے اوس سے حضرت عائشہ نے کہا تم میں سے کون انہی شہوت
 کو پسار روک سکتا ہے جیسے آپ روک سکتے تھے وہ تو آپ مباشرت فرماتے اور آپ سے یہ ڈرتے تھے کہ جماع کرینگے
 بخلاف ان لوگوں کے ان کو مباشرت میں احتیاط لازم ہے بلکہ اگر شہوت زیادہ ہو تو سب مباشرت سے ہی بچنے
 کرنا لازم ہے ایسا نہ کہ جماع کر بیٹھیں اور گنہگار ہوں غلطی نہ کہ اس مطلب یہ کہ ایک اپنی شہوت پر اختیار تھا اپنی
 آپ ان کا اور مباشرت کرتے یعنی زمانہ سے کہنے تک مباشرت ہی نہ کرتے اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ عائشہ سے
 زمانہ سے لیکر کہنے تک سے مباشرت نہ حرام ہے اور وحی تو حرام ہی ہے اور یہ مالکیہ کے قاعدہ کو موافق ہے کہ جو راجح ہو

کام کا حکم روکنا چاہیے اور اگر سلف اور نواری اور احمد اور اسحق کا یہ قول ہے کہ حالفہ سے صرف مطلق یعنی دخول کرنا شمرگاہ میں حرام ہے اور حنفیہ میں سے امام کچھ کا یہی قول ہے اور طحاوی نے اسی کو ترجیح دی ہے اور مالکیہ میں سے بہنم نے سیکو اختیار کیا ہے اور شافعی کا یہی ایک قول ہی ہے اور ابن منذر نے اسی کو اختیار کیا ہے اور نواری نے کہا دلیل کے رو سے ہی اسی کو ترجیح ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں ہر سیکام کو وسوا جہاں کے اور انہوں نے باب کچیریت کو اختیار پر محمول کیا ہے یعنی مستحب ہے کہ ناف کے نیچے مباشرت نہ کرے اور اس سے جمع ہو جائے۔ دلیلوں میں ابن مقفی الغنیم نے کہا باب کچیریت سے یہ نہیں نکلا کہ ازار کے نیچے مباشرت منہ ہے کیونکہ یہیں صرف ایک فعل مذکور ہے اتنے اور اسکے جواز پر یہ دلیل ہے جو ابو داؤد نے باسناد قوی نکالا عکرمہ سے اور ہونک حضرت کی بعض بی بیوں سے کہ آپ جب حالفہ عورت سے کچھ ارادہ کرتے تو اسکی شمرگاہ پر ایک کپڑا ڈال دیتے اور طحاوی نے اسکو جواز پر یہ دلیل لی ہے کہ ازار کے نیچے مباشرت کرنے سے شمرگاہ کو چھو کر نہ خدا نام لاتی ہے نہ غسل واجب ہوتا ہے نہ شہاہ ہوئی یہ مباشرت ازار کے اوپر مباشرت سے اور بعض شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے سینہ میں رد کر سکتا ہو جماع سے اور قادر ہو ضبط پر تو ہنگوازار کے نیچے مباشرت جائز ہے ورنہ جائز نہیں اور نواری نے اس قول کو اچھا کہا ہے اور حتمال ہے کہ حیض کے شروع میں جب خون کا جوش ہوتا ہے ازار کے نیچے مباشرت جائز نہ ہو اور اسکے بعد جائز ہو اور حدیث میں جو قید ہے کہ جب حیض کا جوش ہوتا یہ تائید کرتی ہے اس احتمال کی اور مؤید ہے کہ وہ جو ابن ماجہ نے نکالا باسناد حسن ام المومنین ام سلمہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خون کے جوش سے تین دن تک پرہیز کرتے تھے پیرا اسکے بعد مباشرت کرتے اور اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں کذا فی الفتح تفسیر لانی نے کہا کہ جمہور نے دلیل لی ہے محمدیث جو ترمذی نے نکالی اور کہا کہ حسن ہے کہ آپ پوچھ گئے حالفہ سے کیا درست ہو آپ نے فرمایا ازار کے پرے اور حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا طہارت میں متابعت کی علی بن سہر کی حدیث کو روایت کرنے میں خالد بن عبداللہ واسطی اور جریر بن عبداللہ الحمیری نے شیبانی سے فت پر شیبانی کو بعد یہی سنار ہے جو اوپر بیان ہوا حافظ لکھا شیبانی اور حدیث کو اور ایک سنار سے روایت کیا اسکا ذکر لگے آتا ہے اور خالد کی متابعت کو وصل کیا ابو القاسم تنوخی نے اپنے فوائد میں اس بن ابیہ سے اور ہونک خالد سے اور جریر کی متابعت کو وصل کیا ابو داؤد اور اسمعیلی اور حاکم نے مستدرک میں اور حاکم نے وہم کیا حدیث کو نکالنے میں کیونکہ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے شیبانی کو طریق سے اور روایت کیا اسکو شیبانی سے اسی سند سے حضرت ابن ابی الاسود نے لکھی روایت کو ابو عوانہ نے اپنے صحیح میں نکالا ہے صحیح ابن ابی الاسود نے قال

درندہ جائز نہیں اور پہلے قول کو اختیار کیا ہو گا بلکہ چونکہ انہی قول پر اکثر علماء کا وہ ہیں سے بن مسعود بن اسید پر شیر اور طائوس اور غطار اور سلیمان بن میسر اور قتادہ اور جولوگ جوانی طرف گویاں اور بن مسعود بن عکرمہ اور جابر اور شعیب اور نعیمی اور حاکم اور نویری اور ازاعی اور احمد بن حنبل اور محمد بن حسن اور صہبہ اور اسحاق بن اہویہ اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد ظاہری رضی اللہ عنہم اس باب میں جو احادیث آئی ہیں وہ یہ ہیں ایک تو عکرمہ کی حدیث حضرت عائشہ کی بعض بی بیوں سے جو اوپر گدزی نکالا اسکو ابو داؤد نے شوکانی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور صحیح ہیں اس کے حجت لی ہو اور سکوت کیا اس سے ابو داؤد اور سنذری نے اور ابن الصلاح اور نویری نے کہا کہ ابو داؤد حجت سے کیا سکتا کریں اس حجت لینا جائز ہے اور ابو داؤد نے خود تصحیح کی کہ وہ اسی حدیث سے سکوت کرتے ہیں جو حجت لینے کا لائق ہوتی ہو دوسری مسروق بن ابجر کی حدیث اوہنوں نے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ وہ کہ اپنی عورت سے جب عالتہ ہو گیا درست ہے اوہنوں نے کہا حسب پیرین سوائے مرگاہ کو نکالا اسکو بخاری نے تائید نہیں اور ابن جریر تیسری حرام بن حکیم کی حدیث اپنے چچا سے اوہنوں نے حضرت م سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے عکرمہ عورت سے جب عالتہ ہو اپنے فرمایا تیسرے سے ہے جواز ار کے اوپر ہے نکالا اسکو ابو داؤد نے اور حزام کے چچا کا نام عبداللہ بن مسعود ثکالی نے کہا اس حدیث کو حافظ نے تخریص میں ذکر کیا اور حکام نہیں کیا میں نے اس کی اسناد میں دو شخص ہیں اور باقی ثقہ ہیں چوتھی سواذین جبل کی حدیث میں کہ ابوبکر یا رسول اللہ کیا حلال ہے مجھ کو اپنی عورت سے جب عالتہ ہو اپنے فرمایا ار کے اوپر اور اس سے جو چاہنا افضل ہے نکالا اسکو زین نے امام علی السنتہ لغوی نے کہا اسناد دقوی نہیں میں نے کہا انہو نکالا اسکو ابو داؤد نے اور کہا وہ قوی نہیں اور اس کے اسناد میں بقیہ ہے جو روایت کرتا ہے سعید بن عبدالغظہ سے اور نکالا اسکو طبرانی نے اسمعیل بن عیاش کی روایت سے اوہنوں نے سعید بن عبدالغظہ زاعی سے شوکانی نے کہا اگر یہ سعید وہی غظہ ہے تو بقیہ کی متابعت ہوئی لیکن سعید مہول ہے حافظ نے کہا ہم نہیں جانتے کسی نے اسکو کہا ہوا و عبد الرحمن بن عاتکہ جو سکورویت کرتا ہے معاذ سے ابو حاتم نے کہا اسکی روایت حضرت علی سے منقطع ہے تو معاذ کو بطریق اولی منقطع ہوگی لہذا یہ یا یحییٰ نام مالک اور دارمی کی حدیث زید بن اسلم سے مرسل کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مجھے کیا حلال ہے اپنی عورت سے جب عالتہ ہو اپنے فرمایا اپنی نصیب باندہ اوپر نیچے اختیار ہے جو چاہے کرے اور اس کے اوپر چھٹی نسائی کی روایت حمید بن عمار سے اوہنوں نے کہا میں حضرت عائشہ سے اسکی اپنی مان اور خالہ کے ساتھ ان دونوں نے اوہ سے پوچھا حضرت م کیوں کر اسے تہر جب تم میں سے کسی کو چھین آتا اوہنوں نے کہا آپ ہم کو حکم کرتے جب ہم میں سے کسی کو کیو چھین آتا ایک کشادہ زار باندہ سے کا ہر آپ

چشمہ اوسکے سینے اور چہ تیوں کو سوا توین امام مالک کی روایت کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن عمر نے امام محمد کی روایت میں کہ عبد اللہ بن عمر نے حضرت عائشہؓ کو بیجا اونسے پوچھ کر کہ مباشرت کرے اپنی عورت سو جب حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اپنے بچہ کے ہاتھ پر ازار باندھ لیو کہ پھر اوس سے مباشرت کرے اگر چاہے اور ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر چاہے اور مباشرت کرے اپنی عورتوں سے جب یہ حالت تھو تھوین جب ابوہریرہؓ نے ازار ہوقی رانوں اور گھٹنوں کو نصف تک جوڑ دی رہتی اونسے حیض کے جوش کو آٹھویں عمارہ بن خراب کی روایت اور ہونے اپنی بیوی سے اسٹا اور ہونے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اور ہونے کہا ہم میں سے ایک کو حیض آتا اور اسکی اور اسکی خاندان سے بچو ہا بنین ہوتا سوا انکے شیکے تو کیا کرے حضرت عائشہؓ نے کہا میں تجھے بیان کرتی ہوں جو رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم نے کیا ایک بار پات کو آٹھویں حالت تھی آپ سجد میں گئے لیکن گہری سجد میں پھر نہیں لوٹے یہاں تک کہ میری آنکھوں میں نیند نہ گئی آپ نے فرمایا میرے پاس آئیں کہ میں حالت میں ہوں آپ نے فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں کو ہڈی میں سے اپنی ان کو ہڈی میں سے اپنے اپنا خسارہ اور سنیہ میری ان پر رکھا اور میں آپ پر جب گئی یہاں تک کہ آپ گرم ہو گئے پھر سورہ نکال لا اوسکو بودا ورنے توین ام حبیبہؓ کو چھوڑ دینے کے پھر اپنے بچہ کو بیجا کر کے اپنی عورت سے روایا رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیض میں اور ہونے کہا ہم میں سے جب کسی کو حیض شروع ہوتا تو جوش کے وقت میں اپنے اوپر ازار باندھ لیتی نصف انون تک پھر کھیتی حضرت عائشہؓ کے ساتھ جوین نکال اعبا الزرقان اور ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے اونسے پوچھا گیا م کو عورت سے کیا درست ہے جب یہ حالت تھو ہوا اور ہونے کہا سب چیزیں سوا اوسکو فجر کے اور ان سب باتوں میں غور کر نیسے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد کا مذہب حق ہے لیکن حالت تھو سے سوا شرک گاہ کے اور جب کہ مباشرت کرنا درست ہے کیونکہ اسکی مخالفت کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور خرام بن حکیم کی حدیث صحیحہ کی حدیث عارض نہیں ہو سکتی جس میں ہے کہ سب کام کرو سوا اچل کے اور عاذکی حدیث ضعیف ہے اور زید بن اسلم کی روایت رسول پسا و باقی حدیثیں حضرت عائشہؓ کی فعلی ہیں اونسے مخالفت نہیں نکلتی ازہ کے نیچے مباشرت کر کے کی اور خود حضرت عائشہؓ سے بسند صحیحہ ثابت ہے کہ اور ہونے سوا شرک گاہ کے اور سب جگہ شہادت کی اجازت دی لیکن افضل یہ ہے کہ ازہ کے نیچے مباشرت کرے واللہ اعلم **باب** وَكَانَ الْحَدِيثُ الْقَوِّمَ حَالَتھو کا روزہ نہ کہنا ف حَالَتھو کو نماز نہ پڑھنا تو طہارت کیونکہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے ہو چسے امام بخاری نے اوسکو بیان کیا اور روزہ نہ کہنے کی ظاہر میں کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ روزے کے لیے طہارت شرط نہیں ہے اسلیو اسکو بیان کیا ایسا ہی کہا ابن شریک وغیرہ (روافض) **کتاب** شاکس عید بن ابی صریحہ قال أخبرنا

محمد بن جعفر قال أخبرني زيد هرون أسلم عن عياض بن عبد الله عن أبي سعيد عن الخدری
قال خبر رسول الله صلى الله عليه وسلم في أضحى أو فطر إلى المصلى فذكر على النساء
فقال يا معشر النساء تصانن وإن كنتم أزواجاً لئن لم يكن للزاهل النار فقلن ويه يا رسول الله قال
كذلكم اللعن وتكفرن العشير ما رأيت من ناقصات عقل ودين أذهب للبشر لرجل
الحازم من أحد أن كن قُلْنَ وَمَا نَقَصَانُ فِي بَيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْكَيْسُ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ
مِثْلُ صُفْقَةٍ مَادَّةِ الرَّجُلِ قُلْنَ ذَلِكَ مِنْ نَقْصِهَا الْكَيْسُ إِذَا حَاصَتْ لَهَا فَصِلْ وَكَوْصُفْ قُلْنَ بَلَى قَالَ
فَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانٍ فِي بَيْنِنَا ترجمہ ابو سعید خدری سے روایت ہوا انہوں نے کہا جبنا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم آمد ہو کر رہنے گھر سے یا مسجد سے غیبتی کے دن یا عید الفطر کے دن رزادی کو شکستہ عید گاہ کو
(تو غلط اور نصیحت کی لوگوں کو) پہر گزرے عورتوں پر اور فرمایا عورتوں کو صدقہ دو میں کہہ لایا گیا (سبح کی بات کہ
یا کسوت کے دن جیسے ابن عباس کی حدیث سے اوپر گزرا) تم زیادہ تین دوزخ میں رہ نسبت مردوں کے نہیں
نے عرض کیا یا رسول اللہ کسو جس عورت میں دوزخ میں زیادہ جاوے گی) آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو
اور لعنت کرنا جائز نہیں اس شخص پر جس کے خاتمہ کا حال معلوم نہ ہو البتہ جس کا کفر بر مناسبت سے ثابت ہو جیسے
ابو جہل اس پر لعنت کرنا درست ہے اس طرح درست ہے لعنت کرنا بلا تین جیسے ظالموں اور کافروں پر (قططاً)
ت اور خاوند کی ناشکری کرتی ہوں نہ عقل اور دین میں ناقص اور سجدہ شخص کے عقل کہہوئے والا تم سے
زیادہ نہیں دیکھا ہے یعنی تم اچھو دانا اور مستقل شخص کی عقل بگاڑ دیتی تو ایسے بیکر تمہارے ماتھے کے کیا
بچ سکتے ہیں ت انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ تمہارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا
کیا تم میں سے ایک سے کسی گواہی مرد کی آدمی گواہی کے برابر نہیں ہے انہوں نے عرض کیا ہر آپ نے فرمایا پس
یہی عقل کا نقصان ہو عورت کو کیا تم میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتی ہے اور روزہ نہیں رکھتی
ہے انہوں نے عرض کیا بیشک نماز نہیں پڑھتی روزہ نہیں رکھتی آپ نے فرمایا یہ اوس کے دین کا نقصان ہے
حافظ نے کہا اس حدیث سے بہت فائدہ نکلتے ہیں عید کی نماز کے لیے عید گاہ کو جانا امام کا حکم کرنا لوگوں کو صدقہ
دینے کے لیے اور بعض صوفیہ نے اس سے یہ نکالا کہ مالداروں سے مال طلب کرنا درست ہے فقیران کو دینے کے لیے
اور اس کی شریعت میں عورتوں کا عید گاہ میں آنا لیکن مردوں سے علیحدہ رہنا فقہانہ کے ڈر سے عورتوں کو
الفاظ کہنے کا جواز ناشکری حرام ہونا فقیر یا تین جیسے لعنت اور گالی بہت کرنا حرام ہونا نوادی نے اس سے دلیل

وہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ جہنم کا وعدہ ہوا ان پر لعنت کی نذر تھی کے ساتھ تعصیت کرنا جو اصرار سے نہ تھا
عذاب کو رفق کرنا اور قصہ کو کا حقوق العباد کو سینا عقل زیادہ کم ہونا ایسا ہی ایمان جیسے اوپر گزارا حائضہ کا حیض
کی حالت میں نماز اور روزہ نہ کرنے و گنہگار نہ ہونا شاکر کا اوستاد سے پوچھنا جو سمجھہ میں آوے آپ کو حلال
اور حرام غلط اور نصیحت کا حال قرآن آپ کی مبارک صورت اور سیرت کے یاد تیرا صل و سلم و آؤا انبیا علی
نبتہ کثیر الخالق علیہم السلام **فتح باب** تَقْضَى الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كَالْحَيَّةِ الْطَوَافِ بِالْمَكْتَبِ
حائضہ عورت چم کے سب کان ادا کرے صحت طواف کرے بیت المقدس تک ایک نہ سو (ف) حائضہ نے کہا
بعضوں نے کہا امام بخاری اسباب میں جو حدیثیں لائے ہیں ان پر غرض ہے کہ حیض اور سیدہ طحہ جو اس کے شریعت میں
جنابت پر تمام عبادات کے سنانی نہیں تو حیض اور جنابت کے ساتھ بعض عبادات بدنیہ درست ہیں جیسے اذکار
وغیرہ اور چم کے ارکان بھی اسی قسم میں سے ہیں طواف کر اور سیدہ طحہ اعتراض ہوتا ہے کہ چم کے ارکان کا حال حائضہ
میں درست ہونا نص سے ثابت ہوا ہے تو اس پر دلیل لائیں کیا حاجت کے اور وعدہ وہ جو ابن شریک نے کہا
ابن بطلال کی متابعت ہو کہ غرض امام بخاری یہ ہے کہ جن کے لیے قرآن پڑھنے کا جواز ثابت کریں حضرت عائشہ
کی حدیث سے اس لیے کہ جب حضرت منہ سے طواف کے اور سب کان اون کے لیے درست کہو تو ارکان چم شریعت میں
لیکھا ہے ذکر اور دعا پس یہ سب حائضہ کے لیے درست ہو اور جب حائضہ کے لیے درست ہو تو جناب کے لیے بطریق
اول درست ہو گا کیونکہ حائضہ کا حدیث جناب کے زیادہ سخت ہو اور جناب کے جو قرآن پڑھنا بعضوں نے منع رکھا ہے تو اگر
وہ اس وجہ سے ہو کہ قرآن ذکر الہی ہے تو چم کے اذکار بھی ذکر الہی ہیں اور اگر کوئی اور وجہ ہے تو اس کی دلیل سارا
کرنا ضرور ہے اور امام بخاری کو نزدیک وہ حدیثیں صحیحہ نہیں ہوئیں جن سے لوگوں نے اس کی ممانعت پر دلیل لی
ہے اور ہم نے ان حدیثوں کو کتاب المغسل میں بیان کیا اگرچہ ان سب کو ملائیس سے حجت قائم ہو جاتی ہے
پر ان میں سے اکثر حدیثیں تاویل کے قابل ہیں جیسے ہم اوپر طرف اشارہ کرینگے سیدہ طحہ اور ہونج اور طبری اور ابن
سند اور امام داؤد ظاہری نے جو لوگ قرآن کی تلاوت جناب کے لیے درست رکھتی ہیں دلیل لی اس حدیث کو عام سے
کہ حضرت عائشہ کی یاد کرتے ہو سب قتل میں کیونکہ اللہ کی یاد عام ہے شامل ہو قرآن کو اور اذکار کو اور سیدہ طحہ
کو امام مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور صنف نے ابراہیم نخعی کا اثر بیان کیا اس لیے کہ حائضہ کو قرآن
پڑھنا بالاجل منع نہیں ہے اور داری نے اس کو وصل کیا اس لفظ سے کہ چار آدمی قرآن نہیں پڑھتے جناب کے
حائض اور پانچ آدمی اور امام مالک سے بھی ابراہیم کے قول طرح مروی ہے اور ایک شریعت میں ان سے

[illegible]

یہی جنب اور عافض کو پڑھنا اور ست ہر حرام ہے کیونکہ ترمذی نے روایت کیا کہ جنب اور عافض کچھ قرآن پڑھیں اور یہ محبت ہو، لکھیہ پر جو کہتے ہیں کہ حائفہ کو قرآن پڑھنا درست ہے اور جنب کو درست نہیں اور مالکیہ اور حنفیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حیض کی مدت دراز ہوتی ہے تو قرآن نہ پڑھنے سے بہول جانب کا خیال ہے اور جنابت میں یہ خیال نہیں اور محبت ہے ابراہیم غمی پر اور طحاوی کی جنہوں نے ایک آیت کو کم پڑھنا جائز رکھا ہے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس کے تمام طریقوں سے البتہ سورہ فاتحہ کی قرات درست ہے اور اس کے لیے جسکو نہ پانی ملے نہ مٹی نہ زمین ملے اور جب یہ تروی نے اسی کو صمیم کہا کیونکہ یہ نادر ہے اور غمی نے اسکو حرام کہا کیونکہ وہ شرع کے رد سے عاجز ہے اسی طرح وہ اذکار درست ہیں جو بقصد تلاوت نہیں ہوتی جیسے سوار ہوتے وقت سبحان اللہ سبحان اللہ یا اے اللہ پڑھنا سنت ہے و قال انتم عظیمۃ کنا انتم قرآن تخریج الخیض فی البدن یتکبیر حیم و یتعز و یتعز و یتعز عظیمۃ کہا کہ حکم ہوتا تھا (عیدین میں) حالت عورتوں کو نکال لیا عید گاہ میں کہ بکیر تھی تہیں لگوں لکھیے تہا اور عافض اور ابی ہے میں معلوم ہوا کہ حائفہ کو قرآن پڑھنا بھی درست ہے و قال ابن عباس اخبرنی ابو سفیان ان ہرقل دعا لیکتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرا اذ اذ اذ فیہ یوسع اللہ الرحمن الرحیم و یا اھل الکتاب لکوا الی کلۃ الایہ اور ابن عباس نے کہا مجھ سے ابو سفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے حضرت کا خط منگوایا اسکو پڑھا اوسمین یہ تھا یشی اللہ الرحمن الرحیم اور یا اھل الکتاب لکوا الی کلۃ الخیرین تک و قال عطاء عن جابر حاصت حالتہ فکسکت المنا سکت کلھا عند الطواف بالبيت فکک لہ کئی اور عطار (بن ابی ساج) نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل کیا (اسکو بولتے تھے وصل کیا کتابا بالکتاب میں) کہ اے المؤمنین عائشہ صدیقہ رحمہ کو حیض آیا اور نہون نے چمکے سب کا ان دیکھے صرف بت اسکا طواف نہیں کیا اور نماز نہیں پڑھتی تہیں و قال السکری انی کا ذکر و انا جنب و قال اللہ عز وجل و کانوا یرتدوا یلکوا انتم اللہ عظیمہ اور حکم بن عتیبہ کو فی نے کہا میں جانوں کہ وہ کہتا ہوں جنابت کی حالت میں اسکو نبوی نے جدایا تہیں وصل کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا است کہ اؤ اؤس جانور میں سے جسپر اس کا نام لیا جاوے (پس ضرور ہے کہ حکم اس کا نام لیکر کاٹتے ہونگے تو ثابت ہو اگر جنابت میں ذکر الہی درست ہے اور جب ذکر درست ہو تو قرآن پڑھنا بھی درست ہو گا و حافض نے کہا امام بخاری کی ان سب دلیلوں میں نزاع ہو سکتا ہے اور اسکا بیان کرنا طول ہے اور جنہوں نے حضرت علی کی حدیث سے حجت لی (جو اوپر گدڑی کتاب انسل میں) صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور ضعیف کیا بعضوں نے اس کے بعض راویوں کو اور حق یہ ہے کہ وہ حسن ہے

حجت لیڈ کے لائق ہو کیونکہ اس سے دلیل لینی میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک فصل ہے اس سے اس کے خلاف کی حجت
کہاں نکلتی ہو اور طبری نے اس کا جواب یہ دیا کہ حضرت ہر نے فصل پر عمل کیا اور فصل نکلی ہے کہ جنابت کی حالت میں
قرآن نہ پڑھے گا جو پڑھے اور ابن عمر کی حدیث کہ جب تک حائض قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں اس کی تمام طریقہ صنیف
ہیں انتہی معبر تک کہتا ہے امام بخاری کا مذہب اس میں ضعیف نہیں جیسا بعضوں نے خیال کیا ہو بلکہ امام
دلائل قوی ہیں اور موافق ہیں ان کو امام داؤد و ظاہری اور طبری اور ابن ہند رحمہم اللہ تعالیٰ گوشتیا طہور کے لئے
مسئلہ ثانی ابو کبیر قال حدثنا عبد العزیز بن ابی سلمہ عن عبد الرحمن بن العاصم عن ابي القاسم عن ابي القاسم
محمد بن عمار قال قلت لعمرو بن عبد الرحمن بن ابي القاسم قال قلت لعمرو بن ابي القاسم قال قلت لعمرو بن ابي القاسم
قلت
لو دنت والله اني لرايهم العام قال لعلك نفست قلت نعم قال فان ذلك شيء قد دنته
الله على ابائنا ادم فافعل ما يفعل الحاج عبدان لا تظنوني بالبدت حتى تظنوني في ترجمه
ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها من روايتهم عن جنابه قول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے نہیں ذکر کرتے مگر حج کا جب
سرف میں بیوی تو مجھ کو حیض آگیا پہر آپ میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی آپ نے فرمایا تو کیوں تھی کہ
میں نے کہا جھجے آرزو ہو گئی کاش میں اس سال حج نہ کرتی آپ نے فرمایا شاید تجھے نفاس (حیض) آگیا میں نے کہا ان
آپ نے فرمایا پہر یہ تو وہ چیز ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا آدم کی بیٹیوں پر تو اگر جیسے حاجی کرتا ہے صرف سے
اللہ کا طواف کرتا ہے تاکہ پاک ہو جاوے **ف** یہ حدیث اور گزرجی شروع کتابا بحیض میں قسطا لانی
نے کہا پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ حیض بند ہو جاوے اور غسل کر لیں کیونکہ حدیث میں ہے طواف کرنا بیت اللہ کا نماز
ہے تو شرط ہو طواف کے لیے جو نماز کے لیے شرط ہے لہذا ضعیفہ کے نزدیک حیض جب بند ہو جاوے تو طواف صحیح ہوتا ہو
لیکن بغیر غسل کے طواف کرنے سے اونکو نزدیک بند ہو جاوے اور یہی حکم ہے نفاس الی اور جب کا جب ابن
عباس سے منقول ہے انتہی **باب** الا شیفا حدیثا استخاضے کا بیان **ف** استخاضہ وہ خون ہے جو
عورت کی بہرہ گاہ سے اور وقت جاری ہو وہ ایک لگ سے نکلتا ہے جسکو عاقل کہتے ہیں (فتح) قسطا لانی کو کہا تھا
یہ کہ خون حیض کی اکثر مدت سے بڑھ جاوے اور ہمیشہ آتا رہے اور اس کی چار تین ہیں ایک یہ کہ شروع اس حال سے ہو
دوسرے یہ کہ پہلے حیض اور طہر آچکا ہو اور ایک مبتداء کہتے ہیں اور دوسرے کہ معتادہ پہر ہر ایک کی دو تین ہیں بہرہ گاہ
بہرہ گاہ وہ جہاں خون اور طہر کا ہوا ایک قوی خوب سرخ رنگ دوسرے یہ کہ ضعیفہ غیر معتادہ وہ جہاں خونیان ہو بہرہ

تہیں القادی
اگر میز ہو تو قوی خون حیض سے گنا بشرطیکہ ایک دن اس کو نہ ہو جو حیض کی مدت ہو رشافیہ کے نزدیک اور خفیہ
کے نزدیک تین دن رات اور پندرہ سے زیادہ نہ ہو جو حیض کی اکثر مدت ہے رشافیہ کے نزدیک اور خفیہ کے
نزدیک دس دن رات ہی اور غیر میز و اگر مبتلا نہ ہو اور ابتداء خون کو وقت کو پہچانتی ہو تو کم مدت حیض
میں محسوب ہوگی اور باقی شکوک اور جو متاثر ہو تو اپنی عادت کے موافق مجھ لیوے اور جو عادت نادر ہے تو
وہ متخیر ہے اس طرح مبتلاہ غیر میز و اگر حیض ایک دن اس محسوب ہوگا اور باقی سارا مہینہ طہر میں رہے متخیر ہے
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُشَيْمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَأَتْهَا قَالَتْ
قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي جَبْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
الصلوة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأشعرنكم وكيس الحبيضة فإذا قبلت الحبيضة
الصلوة فإذا ذهب قد لثها فاعلموا بحضائكم اللهم وعلمت مني مني عاتشه حبيضة رفته سے روایت
ہے فاطمہ بنت ابی جبر (بن طلب بن ہمدان عبد الغفری بن قحطی قرشیہ ہمدانی) نے جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم) سے عرض کیا یا رسول اللہ میں پاک نہیں ہوتی اس لئے خون بہہ نہیں ہوتا جیسے دوسری اہل بیت میں ہوتا ہے
استحاضہ ہے تو وہ سمجھیں کہ باکی جب ہی ہوتی ہے جب خون بند ہووے کیا میں نماز چھو دوں جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا نماز مست چھوڑا یہ ایک گناہ خون ہے (عافل کا) اور حیض نہیں ہے پہر جب حیض
آوے تو نماز چھوڑ دے جب اتنے دن گذر جاویں رجتے دن اس بیماری سے پہر حیض کی عادت تھی تو خون
وہو ڈال اپنے بدن کو اور نماز پڑھتے غسل کے بعد جیسے دوسری اہل بیت میں ابلی تھیں کہ ہے کہ غسل کے پہر
نماز پڑھ اس میں خون کے دھونیکا ذکر نہیں ہے اور یہ اختلاف ہشام کے مہاجری نے کیا بعضوں نے خون کا دھونا
بیان کیا اور غسل کا ذکر نہیں کیا اور بعضوں نے غسل کا ذکر کیا اور خون کا دھونا نہیں کیا اور سب صحابہ ثقہ
میں اور انکی رواتین صحیحین میں ہیں تو محمول ہوگا کہ ہر فریق نے جو بات ظاہر تھی اس کو چھوڑ دیا اور میان
انکے تیسرا اختلاف ہے وہ کہ بعض راویوں نے یہ زیادہ کیا ہے پہر وضو کر ہر نماز کے لیے اور جسے کہا کہ یہ جملہ
سچ ہے اس کا قول غلط ہے کیونکہ ابو معاویہ شرفیہ میں ہوا اساتہتہ اسکے بلکہ نسائی نے اس کو کمالا حامد بن زید
سے اور ہون ہشام سے اور کہا کہ حامد متفق ہوا اس سے اور امام مسلم نے بھی اس طرف اشارہ کیا حالانکہ ابیہار
ہے بلکہ دارمی نے اس کو کمالا حامد بن سلمہ کے طریق سے اور سہل بن یحییٰ بن سلیم کے طریق سے دونوں ہشام
سے اور محدثین نے اس سے اس بات کی عورت کو حیض میں کے خون کی تمیز ہو استحاضہ ہی تو حیض کا خون اور اس کا

سچے لیسے جیتے پیدا گئے جو کچھ غسل کے ساتھ بخون مثل حدیث کے ہوگا تو وضو کر کے ہر نماز کے لیے لیکن اگر وضو
 سے ایک ہی فرض پڑھے اور وضو نہ کرے اور غصہ کے نزدیک مراد حدیث کی ہے کہ ہر نماز کے وقت
 پر وضو کرنا ایک نماز کا وقت ہو اور نماز پڑھے اور وضو نہ کرے یعنی چاہے پڑھے جب تک اس نماز کا وقت گذرے
 اس صورت میں تو وضو کرنا مکمل وضو میں وقت کا لفظ میزوف ہوگا اور کوفت کلمہ صلوٰۃ پر متناہی ہے دلیل کا اور مالکیہ کے
 نزدیک ہر نماز کے لیے وضو مستحب ہے اور جب تک دوسرا کوئی حدیث نہ ہو تو نہ ٹوٹے گا اور احمدیہ صحاح نے کہا
 کہ فرض کے لیے اگر غسل کرے تو زیادہ احتیاط ہے اور حدیث میں مختلف ہے کہ عورت کو خود مسئلہ پوچھنا درست ہے اور
 سے روایت بیان کرنا جو عورتوں سے متعلق ہو اور عورت کی آواز سنانا درست ہے حاجت کے وقت اور اور باتیں یہی
 نکلتی ہیں اور رازی حنفی نے اس پر نکالا کہ حیض کی مدت تین دن ہے اور زیادہ دن ان کیونکہ ایک روایت میں ہے
 کہ اگر چہ عورت نماز کو ان ایام میں جن میں حیض آتا تھا اور ایام کا اقل تین ہے اور اکثر دس کیونکہ تیس سے
 کم کو یوں ان یا یوم بوجہ میں اور دس سے زیادہ اور عشاء یوں بوجہ میں اور اس سے لالہ میں اعتراض ہے انتہی
 کافی لفظ الساری تمام شوکانی نے یہ لکھا کہ اگر تین دن سے ایک دن ایست میں زیادہ کیا کہ وضو کرے ہر نماز کے لیے بلکہ
 اگر وہی وقت آوے (یعنی حیض کا وقت تو پھر نماز چھوڑ دے) اور ایام بخاری نے ایک ایست میں نکالا لیکن چھوڑ
 دینا نماز کو ان ایام میں جن میں حیض آتا تھا پھر غسل کرے اور نماز پڑھے اور جو دوسرا عالم کا یہی قول ہے کہ مستحضر کسی نماز
 کے لیے اگر غسل کرنا واجب نہیں ہو اور کسی وقت میں اوقات میں سے بلکہ ایک غسل کافی ہے جس وقت حیض ختم ہو
 تو وہی نہ کہ اسلف اور خلف میں اگر کفر کا یہی قول ہے اور یہاں ہی مروی ہے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس
 اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور یہی قول ہے عروہ بن الزبیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان اور مالک اور ابوعبیدہ اور امام
 احمد رحمہم السلام کا اور دلیل چھوڑ کر یہ ہے کہ غسل کا وجب ہونا کسی دلیل سے چاہیے اور کوئی دلیل ایسی نہیں آتی کہ
 کا یہ نہ ہو کہ مستحضر کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا چاہیے اور یہاں ہی منقول ہے ابن عمر اور ابن الزبیر اور عطاء بن ابی
 اور حضرت علی اور ابن عباس سے اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مستحضر ہر نماز کے لیے غسل کرے اور ابن مسیب
 اور حسن بن مسروق سے کہ ہر ظہر کی نماز پر ایک غسل کرے دو ظہر تک کو لیے اور ابو داؤد نے اپنی سن میں ہر ایک
 قول کی دلیل بیان کیں الگ الگ یا یوں میں تو ہی نے کہا حضرت موسیٰ مجتہد نہیں ہوا کہ آپ نے مستحضر کو غسل
 کا حکم دیا ہو مگر ایک یا حیض موتوف ہو چڑھا یا اپنے جیسے میں آوی تو نماز چھوڑ دے اور جب میں چلا جاوے
 تو غسل کرے اس سے نہیں نکلتا کہ بار بار غسل کرے اور جو حدیث میں ابو داؤد اور سنن میں ہے کہ اگر غسل کی آئی ہیں نیز

سے کوئی ثابت نہیں ہو اور امام بیہقی اور ان سے اگر امام شافعی اور بخاری کا ضعف بیان کیا ہے اور صحیح ابن ابی شیبہ سے کہ
 وہ جو بخاری اور مسلم نے نکالی کہ ام حبیبہ بنت جحش کو تھا ضعیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے فرمایا غسل کر
 یہ ہر نماز پر تو وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے امام شافعی نے کہا کہ حضرت عائشہ نے اونکو غسل کر لیا اور نماز پڑھنے کا حکم دیا
 تھا اور حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے اونکو ہر نماز کے لیے غسل کر لیا حکم دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اونکا غسل بطور نفی کے
 تھا اور ایسا ہی کہا سفیان بن عیینہ اور لیث بن سعد وغیرہ نے اور حق یہ ہے کہ اگر آپ کے غسل اسی وقت واجب ہے
 جب حیض ختم ہو گیا کہ کوئی دلیل صحیحہ سے قائل نہیں ہوئی جس سے اسی سخت تکلیف کا ضعیف عورتوں کو جو ناقص العین
 ہیں حکم دیا جاوے یعنی ہر نماز کے لیے غسل کرنا ایسا مشکل ہے کہ خاص خاص عباد اور زائد لوگ ہی اسکو نہیں کر سکتے تو عورتوں
 پر جاری کیونکر اسکی تکلیف ہوگی اور دوسری حدیثیں اسکے خلاف میں موجود ہیں کہ دین اسلام آسان ہے اور نعم کیا آپ نے
 نفرت دلانے والی اور مشکل میں ڈالنے والی باتوں سے اب اگر کوئی عارض کرے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا حدیث میں
 ہر ایک ان میں سے ضعیف ہوں مگر سب ملکر اونسے حجت قائم ہو جاتی ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ حجت اہل حق قائم
 ہوتی کہ اونکے معارض دوسری حدیثیں ہوتیں اور بیان تو اونکے معارض دوسری حدیثیں موجود ہیں جن سے ایسا
 ہی اوجھن ختم ہوتے وقت غسل کرنا حکم ہے اور ہم نہ تو قسماً حدیثوں کو متہقیقہ کے ترتیب سے بیان کرتے ہیں اور
 بعضوں ان دونو حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا مستحب ہے واللہ اعلم حال لو کہ ہر نماز کے
 لیے ہر روز مستحاج ہے لیکن غسل کرنا وہ جیسا کہ ہم نے انکی دلیل حدیث میں پہلی حدیث ابوداؤد نے نکالی
 ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اونہوں نے کہا کہ انیبت جحش کو تھا ضعیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اونکو غسل کر ہر نماز کے لیے امام شافعی نے کہا اسکی ہنادین مجربین اسے ہے اور سند زنجی اس کے بعض طریقوں کو
 حسن کہا و دوسری حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نکالی ام المومنین عائشہ سے کہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو کو
 تھا ضعیفہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا اور آپ ہی بوجہ اسکو آپ کو حکم دیا ہر نماز پر غسل کرنا واجب اور
 شاق ہوا تو آپ نے اونکو حکم دیا کہ ہم کرین ظہر اور عصر میں ایک غسل سے اور غروب اور عشاء میں ایک غسل سے اور فجر
 کی نماز پڑھیں ایک غسل سے شاکانی نے کہا اسکی اسناد میں مجربین اسحاق ہے عبدالرحمن بن القاسم سے اونہوں نے اپنے
 باپ سے اونہوں نے عائشہ سے اور مجربین اسحاق صحیح ہیں خاص کہ جب عنایت کرے اور عبدالرحمن سے اپنے باپ سے
 نہیں بنا ایسا ہی کہا گیا حافظ نے کہا بعض نسخہ کہا کہ مجربین اسحاق نے وہم کیا حدیث میں تیسری حدیث
 ابوداؤد نے نکالی عروہ بن الزبیر سے اونہوں نے اسامیہ بنت عمیس سے اونہوں نے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ فاطمہ بنت ابی حنیفہ

کو اتھاڑا تھا اتنے اتنے دنوں کو اور نماز نہیں پڑھی آپ نے فرمایا یہ شیطان کی طرف سے ہو چکا ہے یا یہ ایک نادمے میں ہو
 پہر چب بانی کے اور پڑوی دیکھو تو ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل کرے اور غروب و عشا کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے
 ایک غسل کرے اور انکے پیچ میں وضو کرتی رہے (دوسری حدیثوں سے) شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں حسین بن
 ابی سالم ہے اور اس سے محبت لینو میں اختلاف ہے چوتھی حدیث ابوداؤد اور شافعی اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
 اور داؤد قطعی اور حاکم نے کمالی حنفیہ بنت جحش سے انہوں نے کہا مجھ پر استحاضہ ہوتا تھا میری بہن زینب بنت جحش منہ کے
 گہرین میں سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو بہت سخت اتھاڑا ہوتا ہے تو آپ کیا سمجھتے ہیں اس کے باب میں اس نے مجھ کو روک
 دیا ہے نماز اور روزے کو آپ نے فرمایا میں تیرے لیے وہاں پر رکنا مناسب جانتا ہوں اس کو خون جاری ہوتا ہے جس نے کہا وہ
 اس سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا تو ایک کپڑا بنا اور حنظل سے زیادہ ہے یہ خون تو بہتا ہے بہتا ہے آپ نے فرمایا
 تجھ کو حکم کرنا ہوں دو یا تون کا اون میں سے جو تون کرے وہ کافی ہوگی تجھ کو دوسری بات سے اور جو تودو کرے تو تو
 خوب جانتی ہے اپنے آپ نے فرمایا اُن سے یہ ایک مار ہے شیطان کی اردن میں سے توحیض کرے اپنا چہرہ دن یا سات دن تک لے
 علم میں پہر غسل کرے جب تودیکھے کہ میں پاک اور صاف ہوگئی تو سہارا تون تک یا ہم ۲ راتوں تک نماز پڑھ اور انکے
 دنوں میں روزہ رکھ یہ تجھ کو کافی ہوگا اور ایسا ہی کہہ رہے ہیں جہنم کے عورتوں کو حیض آتا ہے اور جیسے وہ پاک ہو کر تہ
 ہیں اپنے حیض اور طہر کی عبادت میں اور جو تودیکرے کہ ظہر میں دیر کرے اور عصر میں جلدی کرے پہر غسل کرے اور روزہ
 نمازوں ظہر اور عصر کو جمع کرے اور غروب میں دیر کرے اور عشاء میں جلدی کرے پہر غسل کرے اور دو نمازوں کو جمع کرے
 تو ہیکر اور ایک غسل فجر کے وقت کر اور روزہ رکھ اگر توفیر کرے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے دو روزہ
 امروں میں پسند ہے اور بعض اویوں نے کہا کہ حمنہ نے کہا یہ امر مجھ کو دو دنوں میں زیادہ پسند ہے اور حضرت
 کا قول بیان نہیں کیا اسکو ترمذی کی روایت میں ہے لنگوٹ کسے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں عبداللہ بن محمد
 بن عقیل ہے اس میں اختلاف ہے لوگوں کا کہ اس سے محبت لی جاوے گی یا نہ لیجاوے گی اور ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کسی
 طریق سے صحیح نہیں ہے پانچویں حدیث امام مسلم نے کمالی حضرت عائشہ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش جو عبدالرحمن بن
 عوف کی کاح میں تھیں انہوں نے شکایت کی حضرت سے خون کی اپنے فرمایا میری رہ اوتنی دنوں جتنے دنوں
 تک تجھ کو حیض روکتا تھا پہر غسل کرے تودہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے اور روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی
 نے اور انکی روایت میں یوں ہے کہ انتظار کرے اپنے حیضوں کو سوائے جو اسکو آتے تھے (اس سے بایر سوسے) اوتن دنوں
 تک چھوڑے پہر اس کے بعد دیکھو اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑھے تیسرے میں ہو کہ امام بخاری نے یہی

اسکو نکالا اس لحاظ سے کہ ام حبیبہ بنت جحش کو اس خاصہ لباسات بر تن کیا وہون کے حضرت سے پوچھا آپ نے اذیکم حکم دیا
 غسل کر چکا اور فرمایا ایک رگ ہے تو وہ غسل کرتی تھیں ہر نماز کے لیے اور امام سلم کی ایک روایت میں یوں ہے حضرت
 عائشہ نے کہا ام حبیبہ ایک نارسے میں غسل کرتی تھیں اپنی بہن زینب بنت جحش کے گہر میں بیٹا تک خون کی سرخی
 پانی پر آجاتی اور تسائی کی روایت میں یوں ہے کہ ام حبیبہ کو اس خاصہ عبادہ پاک نہ ہوتی تھیں تو اذیکم کے حال تک ذکر اور اسکو
 اذیکم علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا یہ جی نہیں ہے بلکہ ایک ضرب ہے رحم کی وہ ہنظار کرے اگر وہون حیضوں کے بار بار جیسے آتے
 تھے تو تیرے دنوں نماز چھوڑ دے۔ پھر دیکھو اسکو بعد تو غسل کرے ہر نماز کے لیے اور ایک روایت میں تسائی کر دیتے ہیں
 آپ نے اذیکم کو حکم کیا مٹانے کے چوڑھویں دن کا اپنے حیضوں کو موافق اور غسل کر چکا اور نماز پڑھنے کا تو وہ غسل کرتی تھیں ہر
 نماز کے لیے ستر کچھ کہتا ہے اس روایت میں باطل ہے شافعی اور سفیان اور لیث کا یہ کہنا کہ آپ نے اذیکم کو حکم دیا غسل کر چکا
 اور نماز پڑھتے کا اور یہ حکم نہ دیا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے کیونکہ ایک طریقہ میں امام احمد اور تسائی کے صاف یوں ہے
 تلتی عشرین کل صلوٰۃ و تلتی عشرین اور یہ امر ہے اور طحاوی نے نکالا اس حدیث کو ہی طریقوں سے ایک طریقہ میں ہے کہ حضرت
 نے حکم دیا اذیکم ہر نماز کے لیے غسل کر چکا ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا یہ رگ ہے جسکو چیر دیا ابلیس نے چھٹی حادث
 طحاوی اور امام تسائی نے نکالی قاسم سے وہون کے زینب بنت جحش سے وہون نے کہا حضرت سے کہ میں اس خاصہ
 آپ نے فرمایا اپنے حیض کے دنوں تک بیٹھی رہی پھر غسل کرے اور اذیکم میں دیکرے اور عصر میں جلدی کرے اور غسل کرے اور
 نماز پڑھے اور مغرب میں دیکرے اور عشاء میں جلدی کرے اور غسل کرے اور دو نمازیں پڑھ لیں اور غسل کرے اور فجر کے
 لیے شوکانی نے کہا اسکو اسکے راوی سبقت میں متروک کہتا ہے ہمیں ایک نے اسانہ ہے کہ بعضوں نے کہا کہ عید الرحمان بن
 قاسم نے اپنے باپ قاسم سے نہیں سنا ورنہ یہ حدیث صحیح ہوتی اور باطل ہو جاتا قول نووی کا کہ غسل کر نہیں کوئی حدیث آتا
 نہیں ہوئی سنا تو میں مدایت کی ابو داؤد اور تسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد نے اذیکم سے انہوں نے پوچھا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عورت کو بایا میں جو خون بہاتی تھی (یعنی اس خاصہ میں مبتلا تھی) آپ نے فرمایا ان دنوں
 اور اتون کو شمار کر دیکو ہمیشہ میرے جینوں سے جسے حیض آتا تھا اس بیماری سے پہلے پڑھتے دنوں اور راتوں میں نماز
 چوڑی جب دن گذر جاوے تو غسل کرے اور لنگوٹس لپیٹے لیک کپڑے پہن کر نماز پڑھے شوکانی نے کہا اس حدیث
 کہ امام شافعی نے یہی روایت کیا تو نووی نے کہا اسکا اسناد بخاری اور سلم کی شرط پر ہے اور سہمی نے کہا یہ حدیث مشہور
 مگر سلیمان بن بشار نے ام سلمہ سے نہیں سنا اور ابو داؤد کی روایت میں سلیمان سے یہ کہ ایک شخص نے اذیکم خبر دی
 ام سلمہ سے سہمی نے کہا سلیمان اسکو اذیکم سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو موسیٰ بن عقبہ نے قاسم سے وہون نے

سلیمان سے اونہوں سے مراد ہے ائمہ کرامؑ اور نکالا اسکو دارقطنی نے اور ابن الحارثی روایتے صحیح بن جبر سے اونہوں نے نافہ سے اونہوں سے سلیمانؑ کے لئے حدیث بیان کی ایک شخص نے ائمہ کرامؑ سے مترجم کہتا ہے یہ حدیث مرسل ہے نہ کہ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ آپؐ نے ہر نماز کے لیے غسل کا حکم دیا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ آپؐ نے حکم دیا غسل کا ایک ہی واجب حیض کے دن گذر جائیں انہیں غسل کی حدیث ابو داؤد نے نکالی سی ہی جو مولیٰ بنے ابو بکر بن عبد الرحمن کے کہ قحطاع اور زید بن اسلم نے انکو بھی سعید بن مسیب کے پاس پہنچنے کو کہ مستحاضہ کیونکر غسل کرے اور اونہوں نے کہا ایک ظہر سونکر دوسری ظہر تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے پھر اگر خون غالب ہو تو ایک کپڑے کا ٹکڑا لٹکائے اور نکالا اسکو ابو داؤد نے اور کہا ایسا ہی مروی ہے ابن عمرؓ اور انسؓ سے اور بھی قول ہے سالم بن عبد اللہ و حسن اور عطاء کا اور انکے کہا کہ ابن مسیب کی حدیث میں ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک ہم ہے صحیح ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک ہے یعنی ہر روز غسل کرے ظہر کی نماز کے وقت لیکن ایسی کو ہم سونگیا اوسین اور روایت کیا اسکو سویر بن عبد الملک نے اور کہا ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک پھر لوگوں نے اسکو مذکور کیا ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک اور قاضی عیاض نے کہا کہ صحیح یہی ہے ایک ظہر سے لیکر دوسری ظہر تک نوین ابو داؤد نے نکالا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے کہا مستحاضہ کا جب حیض گذر جاوے تو وہ ہر روز غسل کرے اور ایک ٹکڑا لٹکائے اور کہہ دیو (شرعاً کہہ میں) اچھین گئی ہو یا تیل زیتون کا و سویر بن روایت کیا امام طحاوی نے ابنا صحیح سعید بن جبیر سے کہ ایک عورت آئی ابن عباسؓ سے پاس ایک خط لیکر جب انکی آنکھ جاتی رہی تھی تو وہ خطا انکے پیٹے کو دیا وہ اسکے پڑھنے میں عاجز ہو کر تو جھک دیا میں نے اسکو پڑھا ابن عباسؓ نے اپنے بیٹے سے کہا تو نے اسکو طرح فر فر کیوں نہیں پڑھا جیسے اس خط کے نو پڑا خیر اوسین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک عورت کی طرف سے جو مسلمانوں میں سے ہے معلوم ہو کہ اسکو خطا ہوا اسنے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لیا اور اونہوں نے حکم دیا کہ غسل کرے اور نماز پڑھے ابن عباسؓ نے یہ سنکر کہا یا ام الدین نہیں جانتا اس باب میں کچھ کہنا سوا اسکے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تین بار کیا قنادر نے کہا جھک خیر دی غرض نے سعیدؓ کو اوننے کہا گیا کہ گو فرسوی کا لاک ہے اور ہر نماز کے لیے غسل کرنا شاق ہوتا ہے اوسپر اونہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سے سخت آگ کو آدھا کر دیتا مگر اسکو انا گیا رہے سویر بن امام طحاوی نے نکالا سعید بن جبیر سے کہ کوثر والون میں سے ایک عورت کو مستحاضہ ہوا اسنے لکھا عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن یزیدؓ کو اور انکو قسم دی کہ اگر اللہ اور لکھا کہ میں مسلمان عورت ہوں اور بلا میں پڑ گئی اور رویر بن سے مجھے مستحاضہ ہو گیا تو تمہاری آؤ کیا ہے اس باب میں سب سے پہلے خط عبد اللہ بن یزیدؓ کو پہنچا اور اونہوں نے کہا میں نہیں جانتا اسکے لیے گریہ کہ چوڑی اپنے حیض کو

(یعنی جسے دنوں میں نکالتا ہوتا ہے دنوں نماز پڑھے) اور غسل کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پڑھے ہر مرتبے اتفاق
 کیا اس پر دوسری روایت میں ابن عباس سے ایسا ہی نکالا اور میں یہ کہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے اور اگر
 روایت میں بائنا حسن ابن عباس سے نکالا کہ ان کے پاس ایک استحاضہ والی عورت آئی مسئلہ پوچھنے کو ادھون نے
 جواب نہ دیا اور کہا اور کسی سے پوچھو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور نے پوچھا ادھون نے کہا تو نماز مت پڑھ
 جب تک خون نہ ہو پھر وہ لوٹ کر آئی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور نے بیان کیا ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ رحم کرے
 ابن عمر پر ادھون نے تو کافر مونی کے قریب مجھ کو کر دیتا (نماز چھڑا کر) اس عورت نے کہا ہر مہینے حضرت علی بن
 ابیطالب سے پوچھا ادھون نے کہا شیطان کی لات ہو یا زخم ہے رحم میں تو غسل کیا کر ہر دو نمازوں کے لیے یا اور نماز
 پڑھا کر پھر اس عورت سے کہا میں ابن عباس سے ملی اور نے پوچھا ادھون نے کہا میں تیرے لیے یونہی نہیں مگر جو علی رضی اللہ عنہ
 کہا اور جو ہتی روایت میں بائنا حسن ابن عباس سے نکالا اور نے کہا گیا کہ ہمارا ملک سرد ہے ادھون نے کہا ظہر میں
 کرے اور عصر میں جلدی کرے اور دو نمازوں کو لیے ایک غسل کرے اور غریب میں دیر کرے اور عشاء میں جلدی کرے
 اور دو نو کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک غسل کرے امام طحاوی نے کہا جو لوگ کہتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے غسل
 کرے یا دو نمازوں کو جمع کر کے دو کے لیے ایک غسل کرے اور فجر کے لیے ایک ادھون نے ان احادیث اور آثار سے
 حجت لی ہے اور دوسرے قول ہے یہ کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے حکم مندرجہ ہے سہل بہت سہیل کچھ ریشہ جو اب
 گدزی آٹھ کوکانی نے کہا سب حدیثوں میں قوی حجت نہ جھٹلایا ہے اور میں یہی نقص ہے کہ اس کے سنا دین میں علیہ
 بن عقیل نے یہی قی نے کہا وہ مفرد ہوا اس حدیث کو ساتھ اور اس سے حجت لے کر میں اختلاف ہے ابن مندہ نے کہا یہ حدیث کی
 طریق سے صحیح نہیں کیونکہ محدثین نے اجماع کیا ابن عقیل کچھ حدیث کو ترک پر اور پچھا کیا اور ان میں دقیق العیر نے اور کہا
 یہ دعویٰ غلط ہے محدثین نے اجماع نہیں کیا اس کی حدیث کے ترک پر بلکہ امام احمد اور سحن اور حمیدی حجت لیتے تھے اس
 اور خاص اس حدیث کو ترمذی نے جو کہا اور امام احمد نے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث حسن ہے اور شاید ابن مندہ
 کی یہ رائد ہو کہ جن لوگوں نے صحیح کو نکالا ادھون نے اجماع کیا اس کے ترک پر اور یہ تو صحیح ہے ابن ابی حاتم نے کہا اگر
 اپنے باب پر پوچھا اس حدیث کو جھٹکا ادھون نے ضعیف کیا اور اس کی اسناد کو قوی نہیں کہا ترمذی نے تو کتاب العلل میں کہا
 ادھون نے امام بخاری سے اس حدیث کو پوچھا ادھون نے کہا یہ حدیث حسن ہے مگر میں نہیں بائنا کہ ابن عقیل نے ابن اسحاق
 محمد بن طلحہ سے سنا ہوا نہیں اور یہ دوسری علت نکلی اس حدیث میں اور امام بخاری کے اس شک کا جواب یوں ہو سکتا
 ہے کہ ابن عقیل نے عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور ربیعہ بنت معوذ سے سنا ہوا اور یہ قدم میں یاد ہے

ابوہریرہؓ سے جو حدیث من تو ابین عقیل کے سماع میں ابراہیم سے کیونکر شیعہ ہو سکتا ہے خطابی نے کہا علمائے
 احمدیث پر عمل نہیں کیا اور ابن حزم نے اس حدیث کو رد کیا کئی وجوہوں سے اور ابن عقیل کی علت نہیں کی بلکہ کہا کہ
 مستطعم بن جریر اور ابن عقیل کے پیچہ میں اور کہا کہ ابن جریر نے اس کو ابن عقیل سے نہیں سنا اور ان کے درمیان نعمان بن
 راشد کا واسطہ ہے وہ ضعیف ہے اور روایت کیا اس کو ابن عقیل سے شریک اور ہیر بن محمد نے وہ دو ضعیف ہیں اور کہا
 کہ عمر بن طلحہ کوئی شخص نہیں تھا جس سے روایت کیا اس کو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کیونکہ طلحہ کا کوئی بیٹا نہ تھا نام کا معلوم نہیں
 ہوا ابن سید الناس نے ابن حزم کا جواب دیا اور کہا کہ ابن عقیل سے اس کو روایت کیا ابن جریر کے سوا ہیر بن محمد نے
 اور ابن حزم کا زہیر کو ضعیف کرنا غلط ہے اس سے روایت کی بخاری اور مسلم نے اپنے صحیح میں اور احمد نے کہا وہ مستقیم
 الحدیث ہے اور ابوہریرہؓ سے کہا وہ سچا ہے اور اس کے حلفے میں کچھ نقص تھا اور اس کی حدیث شام کے مالک میں زیادہ منکر اور
 عراق کے مالک میں حدیث ہے اور بخاری نے تاریخ صغیر میں کہا کہ اہل شام نے اس سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں اور
 اہل بصرہ نے جو اس سے روایتیں کیں وہ صحیح ہیں اور عثمان داری نے کہا وہ ثقہ ہے سچا اس سے غلطیاں کی ہیں
 اور یحییٰ نے کہا ثقہ ہے اور ابن عدی نے کہا کہ اہل شام نے جو روایتیں اس سے کیں وہ خطا ہیں اور یہ حدیث حمزہ
 کی ابوہریرہؓ سے روایت کی اور وہ بصری ہے عراقی دالا اور عمر بن طلحہ ابن جریر کی روایت میں ہے اور اس کی روایت
 میں عمران بن طلحہ اور ترمذی کہا کہ عمر بن طلحہ اس میں کچھ نہیں کہا بلکہ ابن جریر کے اس میں کچھ اور عمران بن طلحہ کہتے ہیں اور یہی سچ
 ہے اور شریک حاکم ابن حزم نے ضعیف کیا تو ابین حزم نے اسی حدیث کو شریک کے طریق سے نکالا اور شریک سے
 صحیح میں روایت کی گئی ہے اور اسی حدیث کی ایک علت اور یہ ہے جو ابوہریرہؓ نے امام احمد سے نکالا اور انہوں نے کہا
 اس باب میں دو حدیثیں ہیں اور ایک تیسری جس سے دل میں کچھ شبہ ہے پھر ابوہریرہؓ نے کہا کہ تیسری حدیث
 انکی مراد حمزہ کی حدیث ہے اور اس کا جواب یہ کہ ترمذی نے امام احمد سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور وہ اولیٰ ہے
 ابوہریرہؓ کی روایت ہے اور ممکن ہے کہ پہلے ان کے دل میں کچھ شبہ ہو پھر شبہ جاتا رہا ہوا نئے ماقال الشوکانی ان
 لوگوں کی دلیلین جو استحسانہ کے لیے ہر نماز کے واسطے وضو کو کافی سمجھتے ہیں پہلی حدیث علی بن ثابت
 کی انہوں نے اپنے اپنے انہوں نے دار اسے انہوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جس
 عورت کو استحاضہ ہو وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز پورا روزہ رکھے
 اور نماز پڑھے نکالا اس کو ابوہریرہؓ اور ابن حزم اور ترمذی نے نہیں نقل کیا بلکہ ابوہریرہؓ کی حدیث میں یہ عبارت ہے اور وضو
 نماز کے نزدیک اگر ترمذی کی روایت میں ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے نزدیک اور اسی حدیث کو کئی شاہدین ایک وہ

جواب دواؤ اور ابن ماجہ نے کہا لا کہیر سے انہوں نے عیش سے انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے انہوں نے عروہ کو انہوں نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حشیش حضرت مسکے پاس آئیں اور اپنا حال بیان کیا آپ فرمایا ہر غسل کر بہر وضو کر ہر نماز کے لیے اور نماز پڑھو یہ بوداؤ کا لفظ ہے اور ابن ماجہ نے یہ زیادہ کیا کہ اگرچہ خون بوریے پر شاکہ لگے شوکانی نے کہا عدی بن ثابت کی حدیث کو ترمذی نے حسن نہیں کیا جیسے تصحیح و مستفیق نقل کیا بلکہ اس سے کہنا کہ ایسا سننا اس اپنی شجریہ کی ہاؤ ترمذی سے سکوت کیا اور کچھ نہیں حکم لگایا اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ حسن ہی نہیں ہے کیونکہ عدی بن ثابت کی حدیث اور کیا ابو الیقظان شیخ اور ہکا نام عثمان بن عمیر بن قیس کوئی ہے اسکو عثمان بن حمیر بھی کہتے ہیں اور عثمان بن ابی زرہ کے برعین کہ اسکی سند کوئی چیز نہیں اور ابو حاتم نے کہا کہ ابن مہدی نے ترک کیا اسکی حدیث کو اور وہ ضعیف ہے اسکو ابن الحدادی نے شیعہ کو پسند نہیں کرتے تو اور ابو احمد حاکم نے کہا وہ قوی نہیں ہے ابودریث کی نزدیک اور یحییٰ بن سعید نے اسکو پسند نہیں کیا اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور دارقطنی نے کہا ضعیف اور ابن حبان نے کہا اسکی عقل حالی ہے ہنسی یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا تھا کیا کہتا ہے اوس سے حجت لینا جائز نہیں رحمہم نے کہا یہ شیخ محمد بن اسماعیل سے اس حدیث کو پوچھا اور کہا عدی بن ثابت کو دادا کا کیا نام ہے انہوں نے اسکا نام نہ پوچھا اور میں نے اوسکی بیان کیا کہ جو بن حنین کہتو ہے اوسکا نام دنیا ہے تو انہوں نے اعتبار کر لیا اور اسکا اور مسیاطی نے کہا یہ عدی ابان بن ثابت بن قیس بن حلیم انصاری کا بیٹا ہے اور وہم کیا اوسنے جسے کہا اوسکے دادا کا نام دنیا ہے اور عدی ثقات میں سے ہے اوس کی روایت آخر صحیح میں آئے کہ اسکو احمد بن حنبل نے اور ابو حاتم نے کہا صحابہ اور ابوداؤد نے سنن میں کہا کہ عدی بن ثابت اور عائشہ کی حدیث جیسے ابویوب ابو املاک ان میں سے کوئی صحیح نہیں اور ابابکے اخیر میں اشارہ کیا اسطرح کہ تفسیر کبیر حدیث حضرت عائشہ سے صحیح ہے اور ہکا دار ابوب بن سکین ہے اوسمیں اختلاف ہے اور اس حدیث میں اسطرح بھی کہ کوئی نہ ابویوب اسکو ابن شہر سے مرفوعاً لکھا اور حجاج سے موقوف اور اسطرح روایت کیا اسکو ترمذی نے اس حدیث میں اور ابونعیم نے تفسیر سے موقوف ذکر کیا اسکو ترمذی نے طرف میں تمام ہوا کلام شوکانی کا مستدرج کہا کہ عدی کا دادا مرقا ہے بلکہ نانا عبد اللہ بن زید خطی زبلی نے کہا دارقطنی نے کہا اسمیں سے کوئی اول صحیح نہیں ہے اور امامون کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا دادا کا نام معلوم نہیں ہوا اور علاوہ اسکے اوسکے ہناد میں شریک بن عبد اللہ غنی ہے قاضی کوڑکا اوسمیں کلام کیا ہے بہت گون نے اسکا دادا قاتل تھا جابا نام حسین علیہ السلام کا اور ابو الیقظان اسکا ناظم عثمان بن ثمر کوئی ہے وہ بھی حجت ابو کے قابل نہیں آتے دوسری حدیث حضرت عائشہ کی کہ فاطمہ بنت ابی حشیش جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں اور عرض کیا میں ایک عورت ہوں اتنا خضہ والی پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز پڑھوں

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ پرہیز کو نماز سے لے کر عیسیٰ کے زونین پہ غسل کرے اور وضو کر ہر نماز کے لیے ہر نماز پڑھ اگرچہ غزل
 نیک آدمی پر یہ پڑ نکالا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے شواکیفی نے کہا کہ نکالا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان
 نے اور نکالا اسکو مسلم نے صحیح میں لیکن ابوسمین یزید بن ہشام نے وضو کر ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسکے اخیر میں ایک جملہ تھا جسکو
 ہم نے چھوڑ دیا یہی تھی کہ وہاں جملہ ہی ہے کہ وضو کر ہر نماز کے لیے اور امام مسلم نے اسکو چھوڑ دیا کیونکہ یہ جملہ غیر محفوظ ہے
 اور اس جملہ کو نکالا داری اور طحاوی نے ہی اور بخاری نے احمد شافعی کو نکالا اور اس میں یہ علت کی کہ جب عید عروہ بن زبیر
 سنا عید عروہ بن الزبیر سے بلکہ عروہ مرنے سے سنا کہ اگر عید عروہ جس سے یہ حدیث مذکور ہے عروہ بن زبیر میں ہے لیکن امام
 کی روایت میں مذکور ہے تو سنا و نقطہ ہو کیونکہ حبیب بن ابی ثابت نے اس سے نہیں سنا اور وہ تلمیذ ہیں اگر تھے ہیں اور عروہ
 مرنے میں تو وہ مجہول ہیں نقلی نے کہا ابو داؤد نے اسکی سند میں یہ بیان نہیں کیا کہ عروہ کون سے ہیں اور اطراف اللہ
 نے احمد شافعی کو عروہ بن الزبیر کے ترجمہ میں بیان کیا بلکہ عروہ مرنے کے اور انہوں نے عتقاد کیا ابن المہزیبی کے قول پر
 کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہیں سنا اور روایت کیا اسکو احمد اور اسحق بن ابویہ اور ابن ابی شیبہ اور
 بزار نے اپنی مسندوں میں اور عروہ کی نسبت نہیں کی لیکن ابن ابویہ اور بزار نے اسکو نکالا عروہ بن الزبیر کے ترجمہ میں
 اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں اسی اسناد سے یہ کہ حضرت عروہ نے فرمایا نماز پڑھتے مستحاضہ اگرچہ خون شاکہ اسے
 پرہیز پر اور نکالا اسکو دارقطنی نے سنن میں اور بعض روایتوں میں عروہ بن الزبیر کہا لیکن انہوں نے ضعیف کیا اس
 حدیث کو اور کہا سفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ بن الزبیر سے نہیں سنا پر ابو داؤد سے نقل کیا
 کہ انہوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا لیکن وہیوں سے ایک یہ کہ حفص بن غیاث نے اسکو روایت کیا اعمش سے تو منقول
 کیا اسکو حضرت عائشہ پر اور انکار کیا اسکو کے مرفوع ہو نہ کیا اور موقوف کیا اسکو باطن میں مگر نے اعمش سے حضرت عائشہ پر
 روایت کی کہ اعمش نے اس حدیث کو شروہ کو روایت کیا مرفوعاً لیکن انکار کیا اس میں یہ جملہ ہونے سے کہ وضو کر ہر نماز کے
 لیے تیسرے یہ کہ زہری نے اسکو روایت کیا عروہ سے انہوں نے عائشہ سے نہیں سنا کہ یہ وہ غسل کرتین ہر نماز کے لیے
 اور صاحب فقہ نے کہا کہ نکالا اسکو اسمعیل نے اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور ترمذی نے جامع میں کہا کہ اب
 الجہین میں ہے محمد بن اسمعیل سناؤ کہ تھے حبیب بن ابی ثابت عروہ بن الزبیر نے سنا اور نسائی نے نہیں میں باب بکر اور حنفیوں نے نقل کیا
 میں کہ یحییٰ بن سعد قطان نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نے عروہ سے انہوں نے عائشہ سے دو حدیثیں روایت کیں دونوں
 چھپرے ہیں نہیں ایک یہ کہ حضرت عروہ نے اپنے بعض بی بیوں کو ہر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے دوسری یہ حدیث
 کہ مستحاضہ نماز پڑھتے اگرچہ خون پرہیز پر شاکہ اسے اور ہمایہی بعینہ نقل کیا دارقطنی نے یحییٰ بن معین سے اور

اور پیشی دم کے کتاب المعزۃ میں کہا کہ حبیب بن ابی ثابت کی حدیث یہ ضعیف ہے ضعیف کیا اسکو صحیح بن سید ظہار
 اور علی بن المدینی اور یحییٰ بن عیینہ اور صفیان ثوری نے کہا کہ حبیب بن ابی ثابت نو عروہ بن الزبیر سے نہیں سنا
 کچھ اور روایت کیا اسکو حفص بن غیاث اور اعمش سے تو وقت کیا حضرت عائشہؓ پر اور انکار کیا اس کے مرفوعہ ہونے پر
 اور وقت کیا اسکو سہالہ اور اعمش سے اور روایت کیا اسکو ایوب ابو العلاء نے حجاج بن ارطاة سے اس کو ام کلثوم
 سے اونہون کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور یہی ضعیف ہے صحیح نہیں ہے حجاج بن ارطاة بالاتفاق ضعیف ہے اور
 روایت کیا اسکو عمار بن یسار ابو یوسف و اونہون اور اسماعیل بن ابی خالد سے اونہون نے شعیب سے اونہون کے قیس سے
 جوبلی بی تہین مسروق کی اونہون کے حضرت عائشہ سے مرفوعاً دارقطنی نے کہا متفق ہوا ساتھ اس کے عمار بن یسار
 ابو یوسف سے اور عمار ضعیف ہے اور اسماعیل سے اور دن کے اس حدیث کو اسی ہناد سے مرفوعاً روایت کیا ہے تو یحییٰ نے کہا
 اس حدیث کا اور ایک طریق ہے نکالا اسکو ابن حبان نے صحیح میں محمد بن علی بن حسن بن شقیق سے اونہون کے کہا ہے
 اپنے باب سے کہ کہتے تھے حدیث بیان کی ہے ابو جعفر نے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اونہون کے اپنے باب سے
 اونہون نے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور بولیں یا رسول اللہ مجھ کو
 استخاضہ دیتا ہے ایک ایک دو مہینہ تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک گہرے توجیب حیض آؤ تو نماز
 چھوڑ دے اور تنہا کھانا کر کے جتنے دنوں تجھے حیض آیا کرتا تھا اس عرصے پہلے یہ حرج حیض چلا جاوے
 تو غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور یہ لفظ یعنی وضو کرے ہر نماز کے لیے معلق ہے امام بخاری کی صحیح میں عروہ سے
 اور ترمذی نے اسکو متصل نکالا ابو سعید سے اونہون نے ہشام بن عروہ سے اور اخیر میں یہ ہے کہ ابو سعید نے اپنے
 حدیث میں کہا اور فرمایا کہ وضو کرے ہر نماز کے لیے یہاں تک کہ ہی وقت پہر آؤ یعنی حیض کا وقت ترمذی نے کہا یہ حدیث
 حسن ہے انتہی ماقال الزبیری امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نکالا اعمش سے اونہون نے حبیب بن ابی
 ثابت سے اونہون کے عروہ سے اونہون کے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں
 عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو استخاضہ دے تو میرا خون بند نہیں ہوتا آپ نے اوکو حکم دیا حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دینے کا
 یہ غسل کرے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور نماز پہر ہے اگرچہ خون پورے پڑ گیا تو اور نکالا امام ابو حنیفہ رحمہ سے اونہون
 نے ہشام بن عروہ سے اونہون کے اپنے باب سے اونہون کے عائشہ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئیں
 اور عرض کیا مجھ کو حیض آتا ہے ایک مہینہ اور دو مہینہ تک آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک گہرے توجیب حیض
 آؤ تو نماز چھوڑ دے اور جبین چلا جاوے تو غسل کرے اپنی یا بانی کو یہ وضو کرے ہر نماز کے لیے ہر امام طحاوی نے نکالا عروہ بن ثابت

حدیث کو جو اور کثرتی اور کتبہ پائے انہوں نے دوا سے اور کمالا علی بن ثابت سے انہوں نے کچلنے یا پے انہوں نے
 نے حضرت علی سے ایسا ہی اور کہا کہ سارے دنیا ان حدیثوں کا سارے کرنا لو سب اور کہا کہ امام ابو حنیفہ نے جو حدیث
 ہشام سے روایت کی وہ خطا ہے اور کہ حلقوں کے اور کو ہشام سے اور طرح روایت کیا ہے کمالا علی اور سعید بن
 ابی العین اور مالک اور ایشیہ سے ان سے ہونے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ کمالا
 نبی جلیل جلیل ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور کو تھا نہ تھا انہوں نے کہا یا رسول اللہ تم خدا کی مین پاک
 نہیں ہوئی کیا نماز چھ روزوں ہمیشہ کے لیے آپ نے فرمایا یہ کہ جو اور حین نہیں ہے پر جب حیض آوے تو نماز چھ روز
 اور جب حیض کے دن چل جاوین تو خون دہو ڈال اپنے سے پہر نماز پڑھ تو حلقوں نے اس حدیث کو اس طرح سے روایت
 کیا اور ایسا ہی کمالا علی ابن الحسن بن ابی الزناد سے انہوں نے اپنے باپ اور ہشام سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے کمالا
 سے نہ حکم جیسے امام ابو حنیفہ نے روایت کیا اور اس معارضے کا جواب یہ کہ کمالا ابن سلمہ نے ہی اس حدیث کو ہشام
 سے روایت کیا اور اس میں ایک لفظ ایسا بڑا یا جو موافق ہے ابو حنیفہ کے پہر کمالا ابن سلمہ کی روایت کو مالک
 اور ایشیہ کی طرح اور اتنا بڑا یا کہ جب حیض کے دن انداز سے چل جاوین تو خون دہو اپنے سے اور رضو کر اور نماز پڑھ
 اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت منہ فاطمہ کو وضو کا بھی حکم دیا غسل کے ساتھ توبہ دہی وضو ہے جو ہر نماز
 کے لیے ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے ابو حنیفہ کی حدیث کا اور کمالا ابن سلمہ ہشام کی روایتوں میں مالک اور ایشیہ اور عروہ
 بن حارث سے کہ نہیں ہے اسی حدیث کے نزدیک انتہی دلیلی نے کہا کہ کمالا ابن سلمہ نے جو ضعیف میں یزید بن ہارون سے اس نے ابو
 ابو العلاء سے اس نے عبداللہ بن شبر قاضی سے اس نے قیس سے جری بی تہین مسروق کی انہوں نے حضرت عائشہ سے
 کمالا حضرت منہ فرمایا مستحاضہ کے باب میں چھ روز دیوے نماز اپنے حیض کے دنوں میں پر غسل کرے لیکر یا ہر چھ
 کرتی رہے حیض کے دنوں تک اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں کمالا ابو عوانہ سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے
 نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ پوچھ گئے حضرت مستحاضہ سے آپ نے فرمایا چھ روز نماز اپنے حیض کے دنوں
 میں ہر ایک غسل کرے ہر وضو کرے ہر نماز کے نزدیک تیس مرتبہ ابو یحییٰ موصلی نے کمالی اپنے مستدین کو بشیر بن ولید
 سیکندری پر پڑا گیا اور میں حاضر تھا اس نے کہا گیا تم سے حدیث بیان کی ابو یوسف قاضی نے انہوں نے ابو عبداللہ
 علی ابی الیوب افریقی سے انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے انہوں نے جابر بن جابر سے کہ حضرت منہ حکم دیا مستحاضہ
 کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا شکوہ کا فی نے کہا اس کا سنا ضعیف ہے زکی نے کہا یہ بھی ہے اس حدیث کو کتاب المعرفۃ میں
 کمالا ابو یحییٰ موصلی کے طریق سے آویہ بھی نے کہا کہ ابو یوسف قاضی (یعنی امام ابو حنیفہ کو مشہور شاگرد) ثقہ ہیں جب

فقہ سے روایت کریں مگر اگر فریق سے حجت نہیں لی بخاری اور مسلم نے اور ابن حقیل سے حجت نہیں لی اختلاف ہے
 سترم کہ تھا ہے یہ حدیث ہی ضعیف ہے کیونکہ اسکی سند میں دو شخص ضعیف ہیں جو پہلی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ
 حدیث کہ جو اس باب میں پہلے گذری ہمیں بن ثابت و انہوں نے اپنی باپ سے انہوں نے دادا سے کمالا اسکو امام طحاوی
 شرح کمالا میں اسکی سند امین ابو القیطان ضعیف ہے اور شریک ہے جو اکثر غلطی کرتا ہے اور شاید اوسے سے غلطی کی
 ہو عن ابی عین جیدہ کہ بلویون کہہ یا عن ابی عین علی اور تابیہ کہتی ہے اس احتمال کی وجہ روایت جو حضرت علی رضی اللہ عنہ
 جیدہ اور گذری کہ انہوں نے حکم دیا تھا کہ ہر روز یا ہر روز نمازوں کے لیے ایک بار غسل کرینیکا یا پھر چوبیس حدیث ابی
 شیبہ نے اپنے سند میں کمالی زید بن ذریعہ سے انہوں نے حجاب سے انہوں نے نافہ سے انہوں نے سلیمان بن ابی سہر
 انہوں نے کہا ایک عورت اُمی ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ حکم یوحییٰ بن اس کے لیے کہ آپ نے
 فرمایا چوڑے نماز اپنی حیض کے دنوں میں پھر غسل کرے اور لنگوٹ باندھے ایک کپڑے کا اور وضو کرے ہر نماز کے لیے
 اور نماز پڑھے یہ حدیث منقطع ہے سلیمان بن یسار نے ام سلمہ سے نہیں سنا اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد وغیرہ نے
 جیسے اوپر گذرا حسین بن نہیں ہے کہ وضو کرے ہر نماز کے لیے اور کمالا اسکو داؤد طحطاوی نے معنی بن اسکو طریقی سے سلیمان
 بن یسار سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو امتحان ہوا انہوں نے ام سلمہ سے کہا کہ حضرت ص سے یوحییٰ بن آپ فرمایا اپنے
 حیض کے دنوں میں نماز چوڑے پیر غسل کرے اور کپڑے لنگوٹ لکے اور نماز پڑھے داؤد طحطاوی نے کہا اس کے روای
 فقہ بن چوٹی حدیث امام طحاوی نے نکالی شعبہ سے انہوں نے عبد الملک بن میسر سے اور جالد بن سعید سے اور ابی
 سے اون میں ان کا مشہور ہے انہوں نے تیسرے جو عورت تین مسروق کی انہوں نے حضرت عائشہ سے انہوں نے کہا تھا
 میں کہ چوڑے نماز اپنی حیض کے دنوں میں پھر ایک غسل کرے وضو کرے ہر نماز کے نزدیک ان کا لافسفا
 سے انہوں نے فراموش کیا ان کے انہوں نے ضعیف ہے ایسا ہی یہ حدیث موقوف ہے اور ابو داؤد نے گذر چکی اور
 اوسیر کلام ہے اساقف بن طبرانی نے کمالا اجماع اوسط میں سورہت زمر سے کہ فرمایا حضرت عائشہ نماز چوڑے پیر
 اپنے حیض کے دنوں میں جنمیں بیٹھتی تھی پھر ایک غسل کرے پھر وضو کرے ہر نماز کے لیے سکوت کیا اس کو زبیری نے اور
 شوکانی نے اور اسکی سند امین بن سعید کہہ اوسکی بھی نے اور ازدی نے کہا اوسکی بعض حدیثوں میں اعتراض
 ہے وہی نے کہا وہ فقہ ہے سچا ہے تو یہ سند حسن ہے امام شوکانی نے کہا اس حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ تھا
 نماز کے لیے وضو کرے اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور یہاں سے متوال ہے عروہ بن الزبیر اور سفیان ثوری اور احمد اور ابو ثور
 سے اور عترت اور ابو حنیفہ کا یہ قول ہے کہ ہر نماز کو وقت پر ایک وضو کرے اور جب تک وقت سے اوسے وضو سے متعلق

چاہے اگر اسے اور عترت پہننے میں اگر چاہے تو دو فرضوں کو ایک فرض سے جمع کر لے اور پھر میں انکی دلیل یہ کہی ہے کہ حضرت سنے فاطمہ بنت ابی جہش سے فرمایا اور وضو کر نماز کے وقت کے لیے حالانکہ حدیث میں وقت کا لفظ نہیں ملتا بلکہ یوں ہو کہ وضو کر نماز کے لیے توحن یعنی کہ مستحاضہ نماز کے لیے وضو کر نہ وقت کے لیے نماز کے لیے ابو حنیفہ فرمایا کیونکہ اسکی کوئی دلیل حدیث نہیں ہے نیز یحییٰ نے کہا صاحب ہدایہ نے جو ابو حنیفہ کے لیے دلیل لی اس حدیث کے مستحاضہ نماز کے وقت کے لیے وضو کرے تو یہ حدیث غریبہ اسکا پتہ نہیں بخاری نے کہا ہم نے جو ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ علماء نے اجماع کیا کہ جب مستحاضہ نماز کے وقت میں وضو کیا پھر نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت نکل گیا اب اس فرض سے نماز پڑھ سکتی ہے چنانکہ تازہ وضو نہ کرے میں معلوم ہوا کہ وضو ٹوٹنے کی علت وقت کا نکلنا ہے دوسرے کہ اگر مستحاضہ نماز کے وقت میں وضو کیا پھر کئی قضا نمازیں اس وضو سے پڑھیں تو جائز ہے اور ہم نے دیکھا کہ بعض طہاتین حدیث سے ٹوٹی ہیں اور بعض اوقات گنڈ جاتے ہیں جیسے روز و نماز سم تو طہارت کو ٹوٹنے والی دومی چیز میں ہو میں حدیث یا وقت کا نکل جانا پس مستحاضہ میں ہی طہارت یا حدیث سے ٹوٹنے کی یا وقت کے گنڈ جانے سے اور نماز سے خارج ہونا کسی مقام میں حدیث نہیں ہے اور اس سے ہمارا مذہب ثابت ہوتا ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ انہی مختصر اناصر حدیث و کہا کہ یہ تفسیر سب کی سب اسد ہے علمائے اہل اجماع نہیں کیا کہ مستحاضہ کو ایک وضو کو کئی قضا نمازیں پڑھنا درست ہو بلکہ ایک فرض سے ایک فرض کر سوا دوسرے کوئی فرض نہیں پڑھ سکتی اور ابو یوسف قضا جیسے اور پڑھنے فتح الباری میں نقل کیا اب یہ کہنا کہ حدیث دومی میں یا خروج نجاست کا یا انقضاء وقت یہ بھی مسلم نہیں کہ سوا طہارت کے یہ کیوں حدیث میں اور تفسیر فراغت ہو گا نماز فرض سے مستحاضہ کے لیے علاوہ اسکے جو قیاس حدیث کے خلاف ہو وہ جہت نہیں خفیہ کہ لازم تھا کہ کسی صحیح روایت سے ثابت کریں کہ یہاں وقت کا لفظ محذوف اور مراد ہے اور بغیر اسکے یہ باتیں کام نہیں آتیں کہ کوئی کہنا مستحاضہ کے احکام فقہ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے مذکور ہیں اور احادیث صحیحہ سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ لو سکو خون کی حالت کو دیکھنا چاہیے جیسے فاطمہ کب حدیث میں ہر جگہ نکالا ابو داؤد اور نسائی نے عروہ و ادہون نے فاطمہ بنت ابی جہش سے کہ انکو مستحاضہ ہوتا تھا تو حضرت نے ان سے فرمایا جہش کا خون کچھ کالا ہوتا ہے پچانا جاتا ہے تو نماز سے بارہ پھر جب سہری طرح کا خون آوے تو وضو کر اور نماز پڑھ کیونکہ وہ ایک لگ لگاتار ہے اور نکالا اسکو ابن جہان اور حاکم نے اور کہا وہ صحیح ہے اور نکالا اسکو دارقطنی اور بیہقی اور حاکم نے اور میں اسنا زیادہ ہے کہ یہ ایک بیماری یا شیطان کی لات ہے یا کوئی رگ ہے جو ٹٹ گئی اور ابو حاتم نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے کیونکہ عدی بن ثابت نے اسکو روایت کیا عن ابی عین جہدہ اور اس حدیث یہ نکلتا ہے کہ خون کی صفت دیکھنا

چاہیے اور اس پر عمل کرنا چاہیے تو جب خون سیاہ ہو وہ حیض کہ ہے ورنہ استحاضہ ہے اور شامی اور ناصر سے مبتداہ کے حق میں اسی حدیث پر عمل کیا ہے دوسری جو دیکھنا چاہیے وہ عادت ہو جیسے اوپر کی بی بیوں سے نکلتا ہے اور ممکن ہے کہ حدیث میں حیض کے آنے سے وہی مراد ہو جس کا رنگ کالا ہو یا حیض آتا مستحاضہ کے حق میں ہو اور غیر مستحاضہ کے لیے خون کی صفت کا اعتبار ہو اور حاصل ہے کہ مستحاضہ کو حیض پہچاننے کی وہی صورتیں ہیں جن کی صفت سے یا عادت سے اور کبھی دونوں سے معرفت ہوتی ہے اور عمدہ نیت جحش کی حدیث میں ہے کہ حیض کر لے جسے یا شامی اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ اکثر عورتوں میں حیض کی مقدار یہی ہوتی ہے اور بعض علماء نے مستحاضہ کے بایں میں اسی حدیث پر عمل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مستحاضہ کا حیض اتنے دنوں تک کہا جاوے گا جو اکثر اوس ملک کی عورتوں کی عادت ہو مگر یہ حدیث قابل محبت لے کر کہ نہیں کیونکہ اوسکا مدار بن عقیل پر ہے اور جو حدیث صحیح ہوتی تو ہر مرد و دوسری حدیثوں میں جہم اس طرح ہو سکتا تھا کہ احمد حدیث میں وہ عورت مراد ہے جس کو حیض کی تفسیر خون کے رنگ سے ہو سکے نہ عادت سے اور متاخرین نے استحاضہ کے مسائل میں وہ طول کیا ہے کہ معاذ اللہ اور فقہ کی کتابیں ان پیچیدہ مسائل سے بھری ہوئی ہیں اور انہوں نے اس میں یہ اختلاف کیا کہ اوسکا سمجھنا اچھوڑ کر طالب العلم کو دشوار ہے تو بہلانا فاضل العقل اور ناقص الدین اذکو کیونکر سمجھیں گی اور یہاں تک انہوں نے اس بایں دشواری کی ہے کہ تحیر کا مسئلہ نکالا ہے اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تحیر کا وجود ہی نہیں کیونکہ اون میں حیض کی پہچان بیان کر دی گئی ہے کہ وہ کالا ہوتا ہے اور عورتیں اس کو پہچان لیتی ہیں اس صورت میں تحیر کا مسئلہ بڑے اور گھٹیا اور بڑی ثابت ہوا کہ استحاضہ کے بایں میں کچھ اشکال نہیں ملتے اقال الشوکانی باختصار مترجم کہتا ہے اوپر کی سب تقریروں سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ میں کئی مختلف مذہب ہیں پہلے یہ کہ ہر نماز کے لیے غسل کرے دوسرے یہ کہ دو نمازوں کے لیے غسل کرے اور فجر کے لیے ایک تو دن یا تین میں غسل ہو تو تیسرے یہ کہ دن یا تین میں ایک غسل کرے ہر طرح کے وقت اور باقی نمازوں کے لیے وضو کر لے جو یہ کہ حیض سے پاک ہوتے وقت غسل کرے جب تک حیض کے دن آئیں ہر نماز کے لیے وضو کر لے پانچویں یہ کہ وضو کی ہی ہر نماز کے لیے ضرورت نہیں اور استحاضہ کا وضو جاری رہنے سے وہ حدیث نہیں رہتا تو جب تک اس کو کوئی حدیث نہ ہو ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھ سکتی ہے ابو داؤد نے سنن میں بھیجے سے روایت کیا وہ کہتے ہیں مستحاضہ ہر نماز کے لیے وضو کرے مگر جب شک ہو کوئی حدیث پر جاوے سو استحاضہ کے وضو کرے ابو داؤد نے کہا مالک بن انس کا یہی قول ہے اور سیلا قول سب کے نزدیک ہے اور پانچویں آن قول سب کے زیادہ آسان ہے اور تفسیر قول شاذ ہے اور چوتھا قول اکثر علماء کا مختار ہے اور امام احمد بن حنبل

تہین اور انکو استخاضہ تھا کہی وہ طشت نکالنے رکھ لیتیں تین کتابوں احمد بن حنبلہ کا مکر اولینا اول ہے کیونکہ
 حدیث ہے عکرمہ بنی و منقول ہر اور اسمعیل بن علقمہ سے نقل کیا اور وصل کیا اور کو خالد طحان اور
 یزید بن زریم وغیرہ سے عکرمہ سے انہوں نے عائشہ سے اور امام بخاری نے سے موصول روایت کرتے ہیں دی تو شکوہ نکالا اور
 ابن ابی شیبہ نے اسمعیل بن علیہ سے اس حدیث کو نکالا جیسے سعید بن منصور نے نکالا مگر امام نہیں لیا تمام ہوا کلام
 امام مگر حافظ سلام ولانا وقتہ انما علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ والنفعان کا مترجم کہ کتاب التفسیر بیان جوزی روایت ہے
 کہ باوصف اس تجربے انہوں نے جو بخاری کی دوسری روایت پر بیان نہیں کیا حالانکہ وہ اسکے بعد ہی مذکور ہیں اور
 سوال روایتوں کے جو حافظ ابن حجر نے نقل کیں ایک وہ بھی روایت ہے جسکو نکالا طحاوی اور نسائی تاسم سے
 انہوں نے زینب بنت جحش سے کہ انہوں نے حضرت م سے کہا میں استخاضہ ہوں اور یہ روایت اوپر گزری اور پھر
 ہوتا ہے اس سے قول اسکا جو کہتا ہے کہ زینب کو استخاضہ نہیں ہوا تھا والدہ علمت خون دیکھتی تہین تو کہی طشت
 رکھ لیتیں اپنے ہلے خون کو لیے یعنی خون کی کثرت کی وجہ سے اور عکرمہ نے کہا الم المومنین عائشہ رضی عنہا کی پانی
 دیکھا تو کہہ کہ یہ ایسا ہے جیسو فلانی عورت پانی پیتی رہنے استخاضہ کے زمانہ میں یعنی اوکو خون کا بھی رنگ ایسا ہی تھا
 عفت حافظ نے کہا کہ فلانی عورت موی بی بی مراد ہیں جنکا پہلے ذکر کیا کہ حضرت م کے ساتھ عفت کا بیان تہین
 اور تہین ایک ہی شخص کے عائشہ میں دیکھا کہ وہ رملہ بن ام حبیبہ بنت ابی سفیان کو اگر ثابت ہو تو تیسرا قول ہوگا
 بہم عورت کی تفسیر میں اور ابن جوزی نے جو گمان کیا کہ حضرت صلہ علیہ وسلم کی بی بیوں میں سے کوئی استخاضہ
 تھی اس گمان کو اگر ان لیا جاد تو کہیں گے کہ یہ عورت زینب بنت ام سلمہ کی بیٹی اور انکو استخاضہ ہوا تھا نکالا اور کو سبقی
 اور اسمعیل بنی و منقول ہر اور اسمعیل بن علقمہ سے نقل کیا اور وصل کیا اور کو خالد طحان اور
 عورت سے اور یہی شکیا معلوم ہوتا ہے کیونکہ زینب بنت ام سلمہ حضرت م کے زمانہ میں کم سن تہین اور آپ نے
 انکی امام سلمہ کے ساتھ جب غول کیا تہین ہجری میں اس وقت زینب دودھ پیتی تہین یا یون کہیں کہ یہ عورت
 اس وقت عیسٰی بن مرثد نقل کیا اسکو قطعاً نے سہل بن ابیہام سے لوٹے زہری کو انہوں نے سحورہ کو انہوں نے عائشہ سے
 اور ابو داؤد نے شاک کے ساتھ نقل کیا کہ وہ اسکا تہین یا فاطمہ بنت ابی جحش اور ان دونوں کو حضرت م سے تعلق تھا کیونکہ زینب
 اپنی رضیہ تہین اور ہما اب کی بی بی میونہ کی حیاتی میں تہین اور سبط حجہ اور ام حبیبہ کو ہی آپ سے تعلق تھا اوکو
 حدیث سنن ابو داؤد میں تو یہ سب عورتیں ہوئیں اور ممکن ہے کہ بہم کی تفسیر میں ان میں سے کوئی عورت مراد ہو
 اور جن عورتوں کو آپ کے زمانہ میں استخاضہ ہوا صحابیات میں سے ان کے سوا اور میں سہلہ بنت سہیل کو کہ کیا ابو داؤد

نے اور اجماع دینت مقرر کر گیا اور انکو یہی سنت اور بادیہ بنت غیلان کر گیا اور انکو ابن ہند نے اور فاطمہ بنت ابی جحیش اور
قصہ لونا عائشہ سے صحیح بخاری منقول ہے اور سنن ابوداؤد میں فاطمہ بنت قیس ہے تو بیضے پر کچھ کہ وہ فاطمہ قرشی ہیں
فہری اور صحیح ہے کہ وہ ابو جحیش کی بیٹی ہیں اور ابو جحیش کا نام قیس تھا تو یہ چار عورتیں اور ہونہیں اور اگر زینب بنت
ابی سلمہ کو نکال ڈالو تو سب عورتیں جیکو متحاضہ ہوا دل ہوئی ہیں اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں
رہ سکتی ہے اور مکہ کا اعتکاف اور مکہ نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدیث کرنا درست ہے مسجد کے آلودہ ہونیکا اثر نہ ہو
اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحیث ہو یا جسکے زخم سے خون جاری ہو لسنے یا قال یا فاطمہ سطلانی
نے کہا اس حدیث کو مولف نے صوم میں بھی کہا اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے یہ حدیث سننے سے حکم کیا
ثُمَّ بَدَأَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ زُرَّيْقٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَعْتَكَفْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرٍ اَوْ اَجِبَةً فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالْصَفْرَ وَالْطَّسْتُ تَحْتِهَا وَهِيَ تَصَلِّي تَرَاهُ
اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ مَجْبُوبٌ حَبِيبٌ حَضَرَتْ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَفِئَةٍ مِنْ رَفِئَةٍ هِيَ ابْنَةُ جَابِلٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ
اَبْدَتْ عَوْرَتَهَا لِيَاكِبِي بِي بَيْنَ بَيْنِ كَبِيرٍ وَهِيَ تَصَلِّي تَرَاهُ (سنن) اور زردی (یعنی استحاضہ کا خون)
اور انکے پچھلے تہا وہ نماز پڑھتی تھیں **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ**
عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ بَعْضَ امْتِنَانِ الْمُؤْمِنَاتِ اَعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ ثُمَّ رَجَعَتْ عَائِشَةُ
مُسْلِمًا لَنْ تَنْتَ مِنْ اَمْرٍ اَوْ اَجِبَةٍ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ
حَاصَّةٌ فِيهَا كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ كَيْفَ اَعْتَكَفَ
حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ زُرَّيْقٍ عَنْ ابْنِ اَبِي خَجَّاجٍ عَنْ جَاهِدٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا كَانَ لِاحِدٍ اَنْ يَكُونَ اَوْ كُنْتُ قَالَتْ
حَجَّاجٌ فِيهَا قَالَتْ اَصَابَهُ كَثُفٌ مِّنْ دَمٍ قَالَتْ يَرْفَعُهَا فَتَقْصَعُهُ لِيُطْفِئَ هَازِجُ اُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَضِيَ
ہم میں سے کسی کو باس ایک کپڑے کے سوا دوسرے کپڑے نہ تھا اسی میں اسکو حیض آتا ہے جب کچھ خون لگتا ہے اسکو
ترک کر دینی ہوتی ہے پھر چیل ڈالتی اسکو اپنے ناخن سے **ف** حافظ نے کہا باب کا ترجمہ حدیث سے طرہ نکلتا
ہے کہ جب ایک ہی کپڑا ہوا اسی میں حیض آیا تو ضرور ہے کہ حیض سے پاک ہونیکے بعد اسی کپڑے میں نماز پڑھتی
ہو گئی اور اسی کپڑے کی حدیث جو اوپر گذری کہ اون کے حیض کے کپڑے الگ تھے تو وہ محمول ہوا ان کے بعد جب اسکو
وسعت دی اور تنگی روک اور حتمال ہے کہ اس حدیث کا سطلت ہو کہ حیض کے لیے ایک ہی کپڑا تھا اور ہو سکتا ہے
کہ ایک کی حالت میں دوسرا کپڑا ہو اس صورت میں حدیث اسلم کی حالت خلافت ہو گئی لیکن باب کا ترجمہ اس سے ثابت ہوتا

کیونکہ حدیث میں یہ نہیں آیا کہ اسی کیلئے تھے اور اس صورت میں یہ حدیث اسکی دلیل نہ ہوگی جسے سخت
کا دور کرنا پانی کے سوا اور چیزوں سے ہی جائز رکھا ہے کیونکہ تہوک لگانا پاک کرنے کے لیے نہیں تھا بلکہ اسکا افزودہ
کرنیکے لیے اور ایا کی حدیث میں اوپر گزر چکا کہ ملنے کی وجہ سے دھونا چاہیے اور حدیث میں لوگوں نے دو طعن کیے
ہیں ایک یہ کہ وہ منقطع ہے ابو حاتم نے کہا کہ مجاہد نے حضرت عائشہ سے نہیں سنا اور یہ غلط ہے مجاہد کی سماع کی تصریح
ہے دوسری سند میں بخاری کی اور علی بن المدینی نے کہا کہ ثابت کیلئے اور ثبوت مقدم ہے نفی پر دوسرے یہ کہ وہ مضطر
ہے ابوداؤد نے ابن ابی نعیم کے بدل حسن بن علی کہہا ہے اور جواب سکا یہ ہے کہ اس سے مضطر بن نہیں تھا کیونکہ
احتمال ہے کہ ابراہیم بن ہاشم نے دو نوے حدیث کو سنا ہوا اور اسکے علاوہ ابو نعیم امام بخاری کو شیخ ابوداؤد کے شیخ سے
زیادہ جانتے ہیں اور ابو نعیم کی متابعت کی خلاف ورزی بخاری اور ابو حنفیہ اور نعمان بن عبد السلام نے تو انکی روایت براجم ہے
انتہی یا دیکھ الطیب المکرّم عند غسلها من الحيض عورت پر حیض کا غسل کرے تو خوشبو لگانا
ف غرض ہے کہ حیض سے غسل نہ کرے کیونکہ خوشبو لگانا نیکی تاکید ہے یہاں تک کہ عورت کو یہی اپنے اجازت
دی مقام مخصوص میں تو رومی خوشبو لگانا نیکی (فہم) مطلقاً نہ کہ شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندھے ہو اور
نہ اس کا غسل ہی نہ غسل کرے اور وہ وضو اس سے ہے کہ وہ جبکہ صاف اور موطوء جاوے اور اسکا ترک باغ
کردہ ہے **انتہی مختصر** **انتہی** عبد اللہ بن عبد الوہاب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن
حفصة عن اُم عطية قالت كنا نهي ان نخرج على مبيت فوق نكاح لا على زوج اربعة اشهر
وعشر ولا نكحل ولا نطيب ولا نلبس ثوبا منصوبا الا نؤب عصف قد حص لنا عند الظهر
اذا غسلك احدنا من تخمضها في سبيل من كسبت لظفار وكنائهي اعني رابع الجناز قال
ودولى هتاهم بن حسان عن حفصة عن اُم عطية عن النبي صلى الله عليه وسلم ثم رجع اُم عطية
حارث جو بھارون کی خبر گیری کرتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور مردوں کو غسل دیتی تھیں اس کتاب پر
اوپر پانچ حدیثیں مروی ہیں اسے روایت ہوا وہو انج کہا ہوا مانت کیجاتی تھی (یعنی حضرت م نے نہ کیا تھا کسی کو
پتہ میں ہوا زیادہ سوگ کرنے پر (سوگ کہتے ہیں نہایت اور بناؤ کو چھوڑنے کو) مگر خداوند پر چاہیے جس نے اسے لگایا
حکم تھا اور حکم تھا سوگ میں ہر مرنے لگایا اور خوشبو لگانا اور رنگا ہوا کہ انہیں پیچھے کا لگو یعنی چار جبکہ اسوت لگا
جاتا ہے پھر مٹی جاتی ہے اس کے پیچھے کی اجازت تھی اور ہر شخص کی مٹی جاتی تھی جب حیض سے پاک ہو اور غسل کر
کوئی ہم میں سے حیض کا تھوڑی کسٹ اظفار کی **ف** ایسا ہی ہوا اس روایت میں ابن قین نے کہا صواب ہے اظفار سے

لینے طہار کے قسط کی قسط ایک خوشبودار دوا ہے جو طہار سے اتنی ہے طہار ایک شہر تھا شہر ہومین کے بند روئین
اور سلم کی روایت میں ہر قسط سے یا طہار میں سے اور طہار ایک قسم عطرب غرض یہ ہے کہ حالئذہ کوجب حیض سے
پس ہو اپنے عود کی دہوتی لینے کی اجازت دی تھی گو وہ سوگ میں ہوتا اور نہ کہ جاتی تھیں ہم جہان زن کو سنا
جانے سو نام بخاری نے کہا اس حدیث کو ہشام بن حسان نے روایت کیا حصہ سے اور ہون ام عطیہ سے اور ہون
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے و اور ہشام کی روایت خود مصنف نے کتاب الطلاق میں نکالی اور
بیان اس کے بیان کر نیے غرض یہ کہ ام عطیہ کچھ ریشہ مر فروغ ہے اور اس حدیث کو امام سلم اور ابو داؤد اور نسائی اور
ابن ماجہ نے بخلا (قسط) کتاب (۱) ذکر الحائض اذ انقضت من الحيض وكيف تغسل
و ما أخذ فرصة فمستحب بها انزل الدائم عورت جب حیض سر پاک ہو تو اپنا بدن ملے اور غسل کو بیکرا کر
اور ایک کھڑا دل یا کپڑے کا یوگر جمیں مشک ملی ہو پیر او سکو پیر سے بمقام بر جہان خون لگا ہو حاکم ثناء
یحییٰ قال حدثنا ابن عبيدة عن منصور بن صفيقة عن ابي عاصم عن عائشة ان امرأة سألت النبي
صلى الله عليه وسلم عن غسلها من الحيض قال كيف تغتسل فتغسل فقلت كيف تغتسل قال كيف تغتسل
فتغسل ثم يغتسل فقلت كيف انظر إليها قال لا تنظر إليها فانظر إلى الله فطهرت فاجتنب ان تقول فقلت تستبقي بها انظر
الدائم ترجمہ ام المؤمنین عائشہ رہنے سے روایت ہر ایک عورت نے (اسکا نام سمار بنت شعل تھا جسے سلم کی روایت میں
ہے یا سمار بنت زید بن اسکن جیسے خطیبے بہات میں نقل کیا) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
حیض کے غسل کو آپ (اسکو حکم دیا جو طرح غسل کرے) اور اسکی تفصیل سلم کی روایت میں ہر جو اگر نہ کر ہوگی) آپ
نے فرمایا ایک کھڑا لے (اُون یا رولمی یا چپڑے کا) مشک لگا ہو پیر بالی کر اس سے وہ بولی کینہ کر بالی کر دن اس
آپ نے فرمایا (شرع اور حیا سجان اسد بالی کر حضرت عائشہؓ کہا پیر سے اسکو کہیں پیر لیا اپنی طرف اور کہا اسکو خون کے
نشان پر فٹ لینے فرج پر اس کڑے کو مل تاکہ حیض کی بدبو بالکل دور ہو جاوے اور بعضوں نے کہا ایسا کر نیے
حمل جلدی ہوتا ہے اگر شک نہ ملو تو در کوئی خوشبودار دوا سے اس کے لیے جو حیض یا نفاس کا غسل کرے اور
مکروہ ہے اسکا ترک اس کے لیے جسکو قدرت ہو پیر اگر کوئی خوشبو نہ ملے تو مٹی لگا دی نہ پانی کافی ہے اور جسکو سوگ
ہو وہ عود کی دہوتی لے لے لے اور محال ہے کہ ہر فرج کی خصوصیت نہیں بلکہ بدن میں جہاں خون لگا ہو وہاں نہ
مکڑے کو پیرے اور مچھلی کی روایت کہ لگا اسکو خون کے مقاموں پر اسکی امید کرتی ہے اور بعض روایتوں میں اس
ہے نہ فحہ قاف لینے تھوڑا دوا انگلیوں کی نوک سے مشک لے اور بعضوں نے قرعہ صا حبیہ سے نقل کیا ہے اور

تہذیبی تھا قالت کیف قال

مسک فقیر میں چمے کا ٹکڑا دے کہتے ہیں یہی صحیح ہے کیونکہ مسک ایک مقدار گران ہے کہ ہر عورت کو اس کا ملنا دشوار ہے اور نوحی
 مسک بحیر کم کو صحیح کہا جیتے شک (جو ایک خوشبو ہے ہرن کا خون) اور کہا دوسری اہیت میں فرصتہ مسک ہے ہرن
 شک کے سوا اور معنی نہیں بنتے اور حتمال ہے کہ مسک کے معنی یہ ہوں گے ہاتھ سے پکڑا ہوا پارس صورت میں عبارت بریک
 ہو جاتی ہے اور کرماتی نے کہا امام بخاری کی طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مسک کو بہ فتح سیم ترجمہ دی ہے دلیل سے
 کہ خوشبو لگانے کے لیے انہوں نے جدایا ب مقرر کیا اور تائید کرتی ہے مسک یکسیم کی عبدالرزاق کی روایت اس میں
 من ذیرہ ہے اور ذیرہ عطر کو کہتے ہیں اور شک کی گرائی سے کچھ نہیں ہوتا کیونکہ اہل حجاز خوشبو بہت استعمال کرتے
 ہیں اور حتمال ہے کہ یہ عورت اتنی مقدار رکھتی ہو اب ہر مقام میں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ ترجمہ باب حدیث سے
 نہیں نکلتا کیونکہ حدیث میں غسل کی کیفیت مذکور نہیں ہے نہ ملنے کا ذکر ہے اور کرماتی نے اور دن کی متابعت سے
 یہ جواب دیا کہ شک لگا ہوا لکھنا اس میں ملنے کا ذکر ہے اور غسل کی کیفیت سے وہ کیفیت مراد ہے جو حیض کے غسل
 سے خاص ہے وہ خوشبو لگانا ہے نہ ہانا وہ تو غیسلون میں ہے اور یہ توجیہ اچھی ہے پراو میں تکلف ہو اور اس
 اچھی توجیہ ہے کہ امام بخاری کی عادت ہو کہ ترجمہ باب میں وہ باتیں ہی بیان کرتے ہیں جو حدیث کے بعض طریقوں
 میں مذکور ہوں اگرچہ وہ باتیں اس طریقہ میں نہ ہوں جسکو امام بخاری لائے ہوں اور حدیث کے دوسرے طریق میں جسکو
 امام مسلم نے نکالا غسل کی کیفیت مذکور ہے اوس میں یون ہے تم میں سے ایک پانی اور میری سے پہر ہادی اچھی
 پہر اپنے سر پر پانی بہاؤ اور نکلے خوب و سر بیاتیک پانی سر کا جڑوں میں پہنچ جاوے پہر اپنے اوپر پانی ڈالے پہر
 ایک ٹکڑے خیر نکاس اور امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ترجمہ باب میں اور نہیں نکالا اسکو کیونکہ اس کی
 اسناد میں ابراہیم بن محمد ہے صفیہ سے اور وہ انکی شرط پر نہیں ہے (فتح مخلصاً) اور مولف نے اس حدیث کو
 طہارت اور عتصام میں نکالا اور سلم اور نسائی نے (قسط) حافظ نے کہا حدیث سے کسی فائدے نہ نکالے گی
 وقت سبحان اللہ کہنا عورتوں سے شرم کی بات کہنا اور اشارے میں کہنا عورت کا سوال کرنا مرد سے ضروری بات
 کو اور حضرت عائشہ نے کہا کہ ہمارا عورتوں نے دین میں سمجھا حاصل کرنے میں شرم نہیں کی نکالا اسکو مسلم نے
 سمجھانے کے لیے دوبارہ بات کو کہنا عالمی کلام کی تفسیر کرنا اس کے سامنے کم درجہ والو سے علم کی بات لینا بڑے ذہیلے
 کے ہوتے ہوئے شکر اورد کے ساتھ نرمی کرنا اپنے عیب کا چھپانا انسان کی جبلت میں داخل ہونا آپ کا حسن خلق اور
 اور شرم صلی علیہ وسلم و بارک الی یوم القیام لنتے مختصر باب غسل الخیض حیض کے غسل کا بیان
 حک نکات مسلم قال حدثنا دھیک قال حدثنا منصور عن اوس عن عائشہ ان امرأۃ من کائنات

قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَيْفَ أَعْتَمِلُ مِنَ الْخِيصِ قَالَ خَدِي قِوَصَهُ فَتَسْكُنُ وَفَوْقَ صَبْغِي
 تَكُنْ لَكَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اسْتَحْبَبَ أَنْ يُوَجَّهَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَأَخَذَ ثِيَابَهُ فَأَخَذَ بِهَا
 بِهَا بَرْدًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ترجمہ حضرت عائشہ نے کہا انصار کی ایک عورت نے حجاب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم سے کہا میں حیض کا غسل نہ کر دوں آپ نے فرمایا ایک ٹکڑے کے شک لگا ہوا اور میں بار فرمایا پاک کر دینے نہایت
 بعد پہ اپنے شرم کی نوایاں تہ پہ لیا اور سر صحابی کہتے ہیں کہ آپ کو کنواری لڑکی سے زیادہ شرم تھی جو پردے میں
 رہتی ہو صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ نے شک کی اور کہا یا حضرت مے یوں فرمایا یا کی کر اوس ٹکڑے کو ہر من
 نے اوس عورت کو کپڑا اور کپڑا لیا اوس کو اور میں نے اوس سے بیان کر دیا جو آپ کا سطر تھا **باب** امْتِشَاطُ الْمَرْءِ
 عِنْدَ عَمَلِهَا مِنَ الْخِيصِ حَيْضُكَ غَسْلُكَ تَعْرِتُ يَدَاكَ مِنْ كُنْهِ كِرَاسِكَ ثَمَّ مَوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ
 حَدَّثَنَا أَبُو إِصْحَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُمَرَ وَهَّابٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْلَكْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَرِ الْوَدَّاعِ فَكُنْتُ مِنْ مَمْتَعَةٍ وَلَمْ يَسْعَى الْهَدْيُ فَرَمَتْ أَبْهَاجًا حَاضَتْ وَلَمْ
 تَطْعَمْ حَتَّى دَخَلْتُ لَيْلَةَ عَمْرَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا كَيْفَ عَمْرَةَ فَتَرَوْنَهَا كُنْتُ مَمْتَعَةً
 وَعَمْرَةً فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْفَضَّتْ سَائِلَةُ امْتِشَاطِي وَأَفْسَدَتْنِي عَنْ عَمْرَتِي فَتَعَلَّتْ
 فَلَمَّا انْقَضَتْ لِحْجَةُ أَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَسَ مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عَمْرَةَ الْبَنِي
 فَكُنْتُ ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے احرام باندھا حجاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ
 میں نوین دن کو گون میں تھی جب رجب تکتم کیا اور وہی اپنے ساتھ نہ ملے (یعنی قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائی)
 پہ اونہوں نے کہا مجھ کو حیض آگیا اور حیض سے پاک نہ ہوئی یہاں تک کہ عرفہ کی رات آگئی انہوں نے (یعنی حضرت عائ
 شہ) کہا یا رسول اللہ عرفہ کی رات ہے اور میں نے تو تم کو کیا تھا عمر سے کا احرام باندھ کر حجاب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ارے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کہنگی کر اور عمر سے سو بارہ (یعنی عمر کے ارکان کو سو قوف کہہ) میں نے
 ایسا ہی کیا جب چراوا کر چکی تو اپنے عبدالرحمان ابن ابی بکر کو حکم کیا محصب کی رات کو (یعنی اس رات کو جبنا
 سے لوٹ کر محصب میں رہتے ہیں جس سے فوج ہو کر اور محصب کی مقام ہے کہ اور سنا کہ در بیان) انہوں نے مجھ کو عمر
 کر ایہ تغیم کے تغیم وہ مقام ہے جو کہ سے تین میل پر ہے جہاں سے اکثر لوگ عمرے کا احرام باندھتے ہیں (اور اس عمر کے پر
 جس کا احرام میں نے (یعنی) باندھا تھا **ف** حافظ نے کہا یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ کہنگی کر نہ کیا حکم حیض کے غسل
 کے لیے نہ تھا بلکہ احرام باندھنے کے لیے تو حدیث میں ترجمہ باب نہیں نکلا اور جواب ہے کہ حج کا احرام باندھنا مقتضی

[illegible]

تفسیر فی القادی
 سختی سے وجوب نسل کیا ہے اور جوہور نے عدم وجوب پر دلیل لی ہے اس مسئلہ نہ کچھ ریش سے جو اور گدڑی اور سینکڑی
 روایتیں یوں کیا ہیں چوٹی کو توڑ دن حیض اور جنابت کر لیے اور باب کچھ ریش کو انہوں نے استعجاب پر محمول کیا ہے
 اور باقی بحث اس حدیث کی خلاف ورزی ہے تو کتاب الحج میں مذکور ہوگی کذا فی الفہم شوقانی نے کہا امام احمد اور داؤد نے حیض اور
 جنابت کے غسل میں فرق کیا ہے انہوں نے کہا کہ حیض کے غسل میں عورت کو مس کرنا ضرور ہے اور جنابت کے غسل میں
 ضرور نہیں اور دلیل انکی وہ ہے جو ابن ماجہ کی روایت میں بسنا صحیح حضرت عائشہ سے کہ حضرت منہ سے اوسے فرمایا وہ
 حائضہ تھیں کہ اول بال اپنے اور غسل کر اور اسکی تفصیل کتاب النسل میں گذر چکی **باب** **مَنْ خَلَقَ وَغَيْرَ ذَلِكَ**
زَانٍ مِنْ جَوْ مَخْلُوعٍ اور غیر مخلوق آیا ہے اسکی تفسیر **حَالٌ كُنَّا مَسْدُوقًا لِحَدِّ ثَنَا سَاحِدٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ**
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَلَّ بِالزَّوْجِ مَكَامًا يَقُولُ
لُطْفُهُ فَإِنَّهُ يَكُونُ لُطْفًا مَصْنُوعًا وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَكْرَمُ أُنْثَى مِنْهُ أُمُّ سَعِيدٍ قَالُوا إِنَّ
وَأَكْبَرَ كُنْتُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ ثُمَّ جِئْنَا بِنِجْمِ بْنِ كَلْبٍ سے روایت ہے جناب رسول مقبول صلو علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 بے شک اللہ جل جلالہ نے رحم (بجہ دان عورت کا) پر ایک فرشتہ کو مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار اب لطف فرما
 رحم میں حالانکہ پروردگار خوب جانتا ہے مگر وہ فرشتہ اپنی خدمت ادا کرتا ہے اے پروردگار اب خون کی شپکی ہوئی ہے
 پروردگار اب گوشت کا ایک اوتھر ہو گیا ہے چپ مالک چاہتا ہے اپنے بناؤ ہوئے کو پورا کرنا تو فرشتہ کہتا ہے مگر
 یا عورت نیک نیت ہے یا بد نیت یہ اسکی رمزی کنی ہے اور اسکی عمر کتنی ہے یہ یہ سب لکھا جاتا اوسکی مانگ پر
 میں **ف** حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب القدر میں بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور حدیث کی مناسبت
 ترجمہ باب کے یوں ہے کہ حدیث اس روایت قرآن کی تفسیر معلوم ہوتی ہے قسط لانی نے کہا یہ جو حدیث میں ہے جو باب ایک
 اپنے پیدا کیے کو پورا کرنا چاہتا ہے اسی ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کا پورا کرنا نہیں چاہتا
 تو وہ غیر مخلوق ہے اور جو پورا کرنا چاہتا ہے تو وہ مخلوق ہے اس قرآن میں جو آیا میں لطفہ مخلوقہ وغیرہ مخلوقہ اسکا مطلب
 ہے حافظ نے کہا اس کے زیادہ صاف وہ روایت ہے جو طبری نے کمالی و ادوین ابی ہند سے اس شخص سے اس حدیث
 سے آواہن سعود کو انہوں نے کہا جب لطفہ رحم میں پڑتا ہے تو اسے جل جلالہ ایک فرشتہ پہنچتا ہے وہ کہتا ہے اے مالکیت مخلوق
 ہے یا غیر مخلوق اگر فرمایا غیر مخلوق تو رحم اسکو پہنچا لیتا ہے (اوکل مینا ہے) خون کر کے اور جو فرمایا مخلوق تو فرشتہ عرض
 کرتا ہے اسکی صفت کیا ہے یہ بیان کیا اسکی طرح اور ہاں اسکا صحیح ہے اور یہ لفظ موقوف ہے پر حکم مرقوم ہے اور طبری
 نے اسباب میں مفسرین کے کئی قول بیان کیے ہیں اور کہا صحیح ہے کہ مخلوق وہ لطفہ ہے جسکے تمام عناصر جلد و دھڑ

غیر مخلوقہ و جو تمام ہونے سے پہلے گرجا ہو اور سبھی کا یہی قول ہے اور ابن بطال نے کہا کہ امام بخاری کی غرض اس
 حدیث کو کتابہ حیض میں لگانے سے یہ ہے کہ جس شخص کا مذہب یہی ہو جو کہتا ہے کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا اور اہل کو
 اور امام احمد اور ابو ثور اور ابن منذر اور ابی حاتم و علیا کا یہی قول ہے اور شافعی کا قدیم قول یہی ہے اور جدید قول
 اوں کا یہ ہے کہ حاملہ کو حیض آتا ہے اور اسحاق سے یہاں یہی منقول ہے اور امام مالک سے اس کا یہی و درود تین میں
 حاضر ہے کہ اس میں اس حدیث کو دلیل لیتا ہے کہ نہیں اور ابن نمیر نے اس سے یہ دلیل لی کہ حاملہ کا خون حیض نہیں
 ہے کیلئے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ کے رحم پر ایک فرشتہ معین ہوتا ہے اور فرشتہ اس کی نگہبانی کرتا ہے
 نہ جاست ہو اور یہ تہذیب لال بھی کہتے ہیں کہ فرشتہ کے مقرر ہونے میں یہ ضرور نہیں کہ فرشتہ رحم کے اندر گہرے جا کر
 اور اگر ہم مان ہی لیں تو یہ قباح و دونوں ہونے لازمی ہے بلکہ خون ہر طرح کا نجس ہے لہذا فقہ ائمہ طہانی نے
 کہا یہ جہاں میں شہرین نے روایت کیا حضرت علی اور ابن عباس سے کہ انہوں نے حیض کو اٹھایا اور خون کو بچھڑا
 بنا یا تو حافظ ابن جریر نے کہا کہ یہ ثابت نہیں ہے اور حضرت کو مولف نے خلق آدم اور قمرین کا حال اور سلمہ بن قیس
 باب کیف تھلک الحائض یا لہجہ و العمرہ حائضہ عورت جو اور عمرہ کا احرام باندھ سکتی ہے حدیث
 یحییٰ بن بکیر قال حدثنا اللیث بن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجۃ الوداع فینما من اھل البصرۃ ومنا من اھل نجد ففقد منا مکۃ
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احرم البصرۃ فلیحل ومن احرم نجد فلیحل ومن احرم البصرۃ واکثر
 فلیحل حتی یحل یحذر ہذین ومن اھل نجد فلیتیم حجۃ قالت فحضت فلو انزل حائضاً
 منی کان یوم عرفۃ ولما اھل الالبصرۃ فاکثر فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان انقص ربی
 وامسحوا واکثر فی الالبصرۃ ففعلت ذلک حتی قضیت حجۃ فبعثت معی عبد اللہ
 ابن ابی بکر واکثر فی الالبصرۃ من عمرۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احرم البصرۃ فلیتیم حجۃ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے حجۃ الوداع (نہ ہجری میں) تو ہم میں سے بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا
 اور بعضوں نے حج کا یہ کہیں کہیں گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور وہ
 نہ لایا ہو وہ احرام کو لے کر (اور عمرہ کر کے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور وہی لایا ہو وہ احرام نہ کہو واجب نہ کہی
 کو عمرہ کر کے حال نہ ہو اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہو وہ پنا جو بولے کہ حضرت عائشہ نے کہا یہ ہر ایک کو حیض لگتا ہے
 میں) اور میں برابر حائضہ ہی یہاں تک کہ عمرے کا دن ہوا اور میں نے احرام نہیں باندھا تھا مگر عمرے کا تو حضرت رسول اللہ

ف حافظ نے کہا اس امت میں یزید بن ثابت کریم کا نام مذکور نہیں ہے اور وسطا میں ہی ایسا ہی بہم ہے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمر بن حرم سے اونہون اپنے بیوی سے اونہون زید بن ثابت بیٹی سے اور زید کی بیٹی حسنہ اور عمرو اور ام کلثوم وغیرہ بیان کی ہیں اور کسی سے روایت میں نہیں ملی سو اسے ام کلثوم کے وہ بی بی تھیں سالم بن عبد اللہ بن عمر کی تو شاید وہی مراد ہوں اور بعضون نے کہا ام سعد مراد ہیں کیونکہ ابن عبد البر نے اونکو ذکر کیا صحابہ میں اور اس سے یہ نہیں نکلا کہ اس قصہ میں امی مراد ہیں اور ابن عبد البر نے ایسا نہیں کہا بلکہ اونکا ذکر نہ اونہون نے کیا نہ اور کسی نے صرف اونکا ذکر عبد بن عبد الرحمن کے طریق سے ہوا ہے اور انکو لوگوں نے چوڑا کہا ہے اور وہ منظر بھی ہو اس میں کہی زید کی بیٹی کہتا ہے کہی اونکی جوہر اور کسی نسبت جاننے والے عالم نے زید کی اولاد میں ام سعد کا ذکر نہیں کیا اور عبد اللہ بن ابی بکر کی بیوی ابن حذر نے کہا کہ عمر بنت حرم ہے جو اونکے دادا کی بیوی تھیں مجازاً اونکی بیوی کہا البتہ عمر صحابیہ قدیمہ ہیں اونسے روایت کیا جابر بن عبد اللہ صحابی نے اس صورت میں زید بن ثابت کی بیٹی سے اونکی روایت بعید معلوم ہوتی ہے اور عبد اللہ کی روایت سے منقطع ہوگی کیونکہ عبد اللہ نے اونکو نہیں پایا اور حتمال ہے کہ عبد اللہ کی حقیقی بیوی مراد ہوں ام عمرو یا ام کلثوم اور یہ جو کہا کہ عمر تین ایسا نہیں کرتی تھیں تو مراد صحابہ کی عورتیں ہیں اور عیب کرنے کی یہ وجہ تہی کر رات کے وقت ایسی تکلیف اونہاں حاربے فائدہ ہے اور منقطع اور وہ مذکور ہے یہ ابن بطال نے کہا اور بعضون نے کہا اسوجہ سے کہ ان کا بیچ نماز کا وقت نہیں اور شہر عشرہ ہجری کا کہ عشا کی نماز کا وقت ہو اور حتمال ہے کہ عیسٰی کرنا اسوجہ سے ہو کہ رات کو سفیدی کا ہتیاں اور رنگ سے اچھی طرح نہیں ہوتا پھر حتمال ہے کہ پاک نہ ہوئی ہوں اور پاکی سے پہلے نماز پڑھ لینے سے ماقال الحاضر رحمۃ اللہ علیہ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَفِيَّانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بَرَّتْ أَبَا جَبْرِ كَانَتْ شَحَاضَ فَسَاكَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَلِيلُ عِرْقٍ وَكَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَدَخَى الصَّلَاةَ وَإِذَا ادْبَرَتْ فَاعْتَمَلَتْ وَصَلَّى تَرَجِمَهُ الْمَدِينُ عَائِشَةُ رَضِيَ عَنْهَا مِنْ رِوَايَةِ فَاطِمَةَ بَرَّتْ أَبَا جَبْرِ كَانَتْ شَحَاضَ فَسَاكَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَمَلَتْ وَصَلَّى تَرَجِمَهُ الْمَدِينُ عَائِشَةُ رَضِيَ عَنْهَا مِنْ رِوَايَةِ فَاطِمَةَ بَرَّتْ أَبَا جَبْرِ كَانَتْ شَحَاضَ فَسَاكَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَمَلَتْ وَصَلَّى تَرَجِمَهُ الْمَدِينُ عَائِشَةُ رَضِيَ عَنْهَا مِنْ رِوَايَةِ فَاطِمَةَ

اور حین نہیں ہے پھر جب حین آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حین چلا جاوے تو غسل کر اور نماز پڑھ **باب** لا تَقْضِي لِمَنْ لَمْ يَحْضِرْ الصَّلَاةَ حَالُضَةً عَوْرَتِ نَمَازِ كَيْ تَصْنَاهُ بِرُتْبَةٍ ف حافظ نے کہا ابن منذر وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اہل علم کا اور عبد الزاق نے سمر سے نکالا اونہون نے زہری سے پوچھا اسکو تو اونہون نے کہا اجماع کیا لوگوں نے اس پر اور ابن عبد البر نے ایک گروہ سے خوارجم کے نقل کیا کہ اونہون نے وجہ کیا نماز کی نضا کو

سہیل القادی

حائضہ اور سرور بن جبذ سے روایت کیا کہ وہ حکم کرتے تھے قضا کا تو اسم سلم نے اون پر اعتراض کیا بعد اوس کے اجماع ہو گیا
اسپر کہ حائضہ پرتماز کی قضا واجب نہیں ہے انتہی وقال جابر ابو سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک
الطهارة اور جابر اور ابو سعید نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ حائضہ نماز چھوڑ دیوے وقت حافظ نے کہا
امام بخاری کان دو نو حدیثوں کو بلا معنی نکالا تو جابر کجحدیث انہوں نے کتاب الاحکام میں نکالی اوس میں یہ کہ حضرت
نے حج کے مقصد میں حضرت عائشہ کے لیے فرمایا صرف وہ طواف کرے اور نماز نہ پڑھے اور یہاں ہی نکالا سلم نے اور ابویہ
کی حدیث یاد رکھی جس میں یہ کہ کیا یہ نہیں ہے جب تک سو حیض تکلم جو تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی انتہی
نقص حدثنا محمد بن مومنی بن اسمعيل قال حدثنا قتادة قال حدثنا نعيم معاذاة ان امرأَةً قَالَ
لِعَائِشَةَ كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ فَاَصْلَحَتْ لَهَا ذَاتُ الطَّهَرَةِ فَقَالَتْ احْرُورِيْهُ اَنْتِ كُنَّا نَخْبِئُكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا خَرْنَا بِهَا وَقَالَتِ فَلَا فَفَعَلَ مَا تَرْجُو معاذاة (منت عبد الله عدويہ) سے روایت ہوا ایک عورت
نے حضرت عائشہ سے کہا کیا قضا کرے ہم میں سے ایک اپنی نماز جب پاک ہو (راویون) کہا کافی ہے ہم میں سے ایک کو وہاں
جو طہارت کی حالت میں ہوتی ہے اور حیض کی مناد کی قضا کرنیکی ضرورت نہیں) او تنہوں نے کہا تو کیا حروریہ ہے
وقت حروریہ نسبت ہو حرور اگر بیطرف ایک مقام ہے کو فد سے درپیش پہنچے خارجی مرد و دین الٹھا ہوئے تھے پہر
جو کوئی خارجیوں کا ساتھ تھا در کہے اوسکو حرور ملی کہتے ہیں اور خارجيون کے کسی فرقہ میں لیکن جوابات سب
فرقوں میں ہے وہ یہ کہ قرآن پر عمل کرتے ہیں اور حدیث میں جو زیادہ آیا ہو سکورد کرتے ہیں مسلم کی روایت میں ہے معاذا
نے کہا انہیں میں حروریہ نہیں ہوں لیکن پوجہتی ہوں یعنی علم حاصل کرنے کے لیے جو بگڑے کے ایسے اور علما نمازا دار
روزے میں جو وہ فرق کی بیان کی ہے وہ یہ کہ نمازدن میں بھی بارہ ہوتی ہے تو اس کے قضا کرنے میں ہر جہ سے
برخلاف روزیکے کذا فی الفتح مترجم کتاب ہے اگر دین کا مدار اسے پر ہو تا تو حائضہ کو نماز کا قضا کرنا ہی لازم ہوتا
کیونکہ نماز مثل ہے روزیکے بلکہ روز کے سے زیادہ نماز کی تاکید ہے حافظ صاحب کی تقریر سے یہی نکلا کہ جو کوئی
صرف آن شریف کو ملے اور حدیث شریف کی پیروی نہ کرے وہ خارجی مردود خدا و سکی صحبت سے بجا دور رہتا ہے اپنی انگلی
سے بعض شیاطین سے دیکھ میں جو بخاری اور مسلم اور موطا کی صحیح حدیثوں کو مدفوع کہہ دیتے ہیں اور خدا اور اسکے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں شرارتے مکروقرآن اور حدیث دونو حضرت امی و بیویہ پر اگر ہو کہ آپ کی امت میں سے
ہے تو قرآن کی طرح حدیث کو بھی مانگا جائیے بلکہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے اور حدیث کو نہ دیکھے وہ قرآن کو بھی اچھی
طرح سمجھ نہیں سکتا بس میں کے علم ہی وہ میں قرآن اور حدیث اور جب چون کو عقل آدے تو قرآن اور صحیح بخاری

عابدین و حافظ نے کہا یہ حدیث یا بن سنی النفاۃ حصین گزر چکی **باب** سُعودِ الحائض
العیدین ودَعْوَةُ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَيْفَ تَلْکَ الْمَصْلُحَةُ حائضہ عورت کو عیدین میں جانا اور مسلمانوں کی دعا
شریک رہنا درست ہے لیکن عید گاہ کے باہر **ف** تسلط لانی نے کہا حائضہ کا عید گاہ کے اندر جانا مکروہ
ہے حرام نہیں کیونکہ عید گاہ مسجد نہیں ہے اور وجہ کہ است کی یہ ہے کہ عید گاہ کو اندر جانے کی اذن کو ضرورت
نہیں وہ نماز نہیں پڑھتیں پس بجا فائدہ مردوں سے خلط کرنا کیا ضرور ہے **حک** شامحذ کی کتب

عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كُنَّا مَعَهُ عَوَاقِمًا أَنْ يَجْرُجَ فِي الْعِيدَيْنِ فَقِيلَ لَهَا
أُخْرَاهُ فَزَلَّتْ فَصَرَّ بَنِي خَلْفٍ لَهَا نَتَّ عَنْ اخْتِصَامِهَا وَكَانَ زَوْجُ اخْتِصَامِهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتِي عَشْرَةَ وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سَبْتٍ قَالَتْ كُنَّا دَاوِي الْكَلْبِ وَنَقُومُ مَعَهُ
الْمَرْفَعِ فَسَأَلَتْ أُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَا أَيْدِيَنَا بَأْسُ إِذْ كَرِهْنَا لَهَا جُلْبَابًا أَنْ
كَانَتْ تَجْرُجُ قَالَ لِيَلْبِسُهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جُلْبَابِهَا وَلَتَشْهَدْ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا قَدِمَتْ
أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلَتْهَا أَسْمَعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَابُ لَهْمٍ وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ بَابُ
سَمْعَةَ يَقُولُ تَخْرُجُ الْعَوَالِقُ وَذَوَاتُ الْحُلِيِّ وَرَأَوِ الْعَوَالِقُ ذَوَاتُ الْحُلِيِّ وَرَأَوِ الْحَيْضُ وَلَيْسَ هُنَّ
الْخَيْرُ وَدَعْوَةُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَعَزَلُ الْحَيْضُ الْمَصْلَى قَالَتْ حَفْصَةُ فَقُلْتُ الْحَيْضُ فَقَالَتْ أَلَيْسَ تَهْتَدُ
عَرَبٌ وَكَذَلِكَ أَوَّلُ مَا تَرَجَّعَ مِنْ بَنِي سَيْبٍ رَوَيْتُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَتَوَضَّعُ لِيَوْمِ الْيَوْمِ

ہو تین یا چوتھادی کے لائق ہو تین یا اپنے گھر والوں میں عزت والی ہو تین یا جو کام کاج سے آزاد ہو تین یا سب
عوائق کے معنی میں ہو تین یا نہ نکلنے سے ستر کو قن حافطہ نے کہا ستر کی وجہ یہ ہوگی کہ اگر نہ نہ میں بار
بہر لگایا ہوگا اور صحابہ نے اسکا خیال نہیں کیا اور نہ ہونے وہی قاعدہ ہی رکھا جو حضرت مکرانہ نے میں لایا
تہا مترجم کہتا ہے حضرت مکرانہ نے میں مرد اور عورت سب عید گاہ کو جاتے یہاں تک کہ عائضہ اور جو ان پردہ دار عورت
بھی عید میں نکلتی تھیں اور عید گاہ میں جا کر مسلمانوں کے اجتماع میں اور دعائیں شریک ہو تین اس سے یہ نکلتا ہے
کہ عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا چاہیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ ساری شہر کے مسلمانوں کو ایک ہی جگہ عید کی نماز
پڑھنا چاہیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ عورتوں کو عید گاہ میں جانا چاہیے گو وہ جوان ہوں یا عائضہ ہوں اور جو شخص ان کا خط
کو برا جانے وہ مرد و دانی ہر اور جو اسکو خلاف کر دے بدعتی ہے اب اس زمانہ کو مسلمان جو نماز مسلمان ہیں وہ عید میں
بھی ایک جگہ جمع نہیں ہوتے اور ہر ایک محلہ والا اپنی دوہنٹ کی مسجد میں جدا جدا عید میں کی نماز پڑھتے ہیں فضل
بالکل خلاف سنت ہے اور قیامت کی نشانیوں میں ہوا کی نشانی ہے اور مسلمانوں کے ادا بار اور تباہی کی وجہوں
سے ایک قوی وجہ ہے یہ ایک عورت (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) الی اور بنی خلف کے محل میں وتری ایمل
بصر میں تھا طلحہ بن عبداللہ بن خلف خزاعی کا جسکو طلحہ الطحیات بھی کہتے ہیں وہ اسے تہا سیدستان کا بیٹا
اپنی بہن سے حدیث بیان کی اسکو کہ ہنوی و جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جہاز کیے تھے اور اسکی
بہن اپنے خاندان کے یا حضرت مکرانہ کے ساتھ تھی چہ جہازوں میں تو اسکی بہن تھی اور اسکی بہن تھیں زخمیوں کی اور
خبر گیری کوئی تھیں جہازوں کی تو اسنے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم میں کسی کیلئے کچھ قیامت
ہے جواب سکے پاس اور ہنوی (یا پوٹہ یا چادر یا زار یا قمیص یا جبلیاب کہ معنی میں) کہ ہو تو وہ نہ سکے (عید گاہ
کو جانے کے لیے) آپ نے فرمایا اسکی ساتھ والی (دوست ملاقاتی) اپنی اور ہنوی اسکو اڑا دیا وہ (یعنی اگر اسکو
پاس کپڑا نہ ہو تو کسی سے آگ لے کر اور عید گاہ کو جاوے) اور اسکو چاہیے کہ یہی میں (جیسے حدیث شریف سنو کی
یا علم کی یا بیار پٹی اور کوئی نیک کام) اور مسلمانوں کی دعائیں شریک ہو کر (خلفہ نے کہا) چہ جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا
حادث یا بنت کعب صحابیہ شہورہ آئین تو میں نے اُسے پوچھا کیا تم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث
سنی ہو اور ہونے کہا میرا باپ صدقہ (آپ پر) ان (یعنی سنی ہی) اور ام عطیہ حضرت مکرانہ کے تین گریہ کہتیں میرا باپ
آپ پر صدقہ (قرآن طبری کی روایت میں) ہون کہ میرے باپ اور ان آپ پر سے قرآن یعنی ام عطیہ جب حضرت مکرانہ
نام یثین بن یثین میرا باپ آپ پر سے صدقہ سبحان اللہ صحابہ کو حضرت مکرانہ سے کیسی سچی محبت تھی میں نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو ان عورتیں (پردے والیاں) اور پردے والیاں یا یون فرمایا جو ان عورتیں پردے والیاں اور حائضہ نکلیں اور نیکی اور مسلمانوں کی دعائیں شریک ہوں اور جو حائضہ ہونے کے بعد گاہ سے جہاں میں حوضہ کے کہیں نے کہا کیا حائضہ بھی نکلیں (تجربے سے) ام عطیہ نے کہا کیا حائضہ عورتیں (چریق) عرفات میں نہیں جاتیں اور یہ نہیں کرتیں وہ نہیں کرتیں یعنی سنا نہیں جاتیں مزدلفہ نہیں جاتیں نہ فط نے کہا اس سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت اللہ کی یاد ترک نہ کرے اس طرح نیک مجلسوں میں جیسے غلط یا علم کی مجلس میں جا البتہ مسجد کے اندر نہ جاوے اور یہی نکلا کہ عورت کو نبیہ اور ہنی کے نکلا سنا ہے اور پورا بیان اس حدیث کا کہ البتہ عورتیں آویگنا قسطلانی نے کہا ہمارے صحابہ نے اس حدیث میں جو حسین اور جمیل عورتوں کو نکال لیا ہے ان کو نکالنے سے منع کیا جاوے گا کیونکہ حضرت م کے زمانے میں ہند نہ تھا اور ابطح طرح کے فساد رائج ہیں اور دوسری صحیح روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دیکھتے جو عورتوں نے آپ کے بعد نکالا تو آپ ان کو روک دیتے تھے سجدوں میں جانے سے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں اور مالک اور ابو یوسف کا یہی قول ہے البتہ متبرحم کہتا ہے یہ حضرت عائشہ کا ایک قیاس اور ایسا قیاس کسی صحابی کا کوئی شرعی حجت نہیں ہے۔ دوسرا قیاس کے موافق اور صحابہ نے عمل نہیں کیا اور مسلمانوں کی عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہیں روکا پس صحیح یہی ہے کہ عورتوں کو طلاقا عیدین میں نکلا چاہیے اور جو لوگ ہندہ کریں ان کو امام اور حاکم شریعت دیوے تاکہ بار دیکھ کر خراب بات کا ارتکاب نہ کریں اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت م کے مبارک زمانہ میں سب کے نفس پاک تھے اور ان کی بہت بہت ہیں اور ان کا جواب یہ ہے کہ بیشک بات تو صحیح ہے کہ حضرت م کے زمانہ میں اختیار زیادہ تھے اور شہر اکرم تھے اور یہ بات غلط ہے کہ اُوقت شہر نہ تھے صدائے فساد اور ساق اور فاسق اس وقت میں ہی تھے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت م کی بی بیوں کو یہ حکم دیا کہ نرمی سے بات مت کرو ایسا نہ ہو جبکہ دل میں بیماری ہو وہ کچھ کم کرے پس معلوم ہوا کہ دل کی بیماری اگر اُوقت ہی موجود تھی غرض تھی کہ اگر عیدین میں عورتیں نماز کے لیے نکلیں اور دعائیں شریک ہوں تو فیصل حضرت کی سنت اور سنت کو کرنے میں اگر کسی ایسے فساد کا ڈر ہو جس سے حرام تک کی نوبت پہنچے تو اس سنت سے بنظر مصلحت باز رہ سکتے ہیں لیکن حیب یہ ڈر جاتا رہے اُوقت سنت پر عمل کرنا لازم ہے دوسرے یہ کہ سنت کو سنت سمجھنا ضرور ہے اور یہ ضرور نہیں ہے کہ کسی امام یا مجتہد یا صحابی کی مخالفت ہو ہم سنت کو ملتے سمجھیں بلکہ حدیث کے خلاف کسی کا قول اعتبار کے لائق نہیں ہے قسطلانی نے کہا مؤلف نے اس حدیث کو عیدین اور جمعہ میں نکالا اور مسلم نے عیدین میں اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے صلوة میں **باب** اذا حاضت فی التہجد

دینا چاہیے کہ یہاں ہوتا ہے اور پہلے اس کی عورتوں میں اور عورت نے اس روایت کو بصیغہ خبر میں بیان نہیں کیا اس لیے
 کہ اسے شعی کا سامع حضرت علیؓ کو شکوک ہے اور عامر بن عبد المنہم کہہ کہ کہ میں نے شکوک سے سننا تاکہ روایت موصول ہوتی ہے
 مانی النسخہ وقال عطاء وافرہا ما کانت اور عطاء بن ابی رباح نے کہا عورت کے حیض اس حساب سے ہیں کہ جیسے نسلی
 عادت تھی طلاق سے پہلے اس عورت کو یہ کہا کہ میرے تین حیض طلاق کے بعد ایک ماہ میں ہو گئے اور اس کی عادت
 طلاق سے پہلے اسی ہی تھی یعنی تین حیض ایک ماہ میں آگے آیا کرتے تھے تو اس کا قول قبول ہو گا ورنہ قبیلہ انہو کا اس
 اثر کو عبد الرزاق نے ابن جریر سے انہوں نے عطار سے روایت کیا ورنہ قال ابو اہیم اور سیاسی کہا ابراہیم بنی
 ف اسکو عبد الرزاق نے نکالا ابو حنیفہ سے انہوں نے ابراہیم سے اور دارمی نے باسناد صحیحہ ابراہیم سے روایت کیا کہ
 جب عورت کو ایک ماہ میں یا چالیس دن میں تین حیض آجودین پہ بیان کیا شیخ کے اثر کے مثل شاید ابراہیم کے اس
 مسئلہ میں دو قول ہوں یا یہ کہ فی ضمیر شیخ کے اثر کو طے پڑتی ہو (فتح) وقال عطاء والحیض یوم الی خمس
 عشرۃ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا حیض ایک دن سے لیکر سترہ دن تک ہوتا ہے ف ابوداؤد نے روایت کیا اسکو دارمی
 نے باسناد صحیحہ عطار سے انہوں نے کہا انتہا حیض کی پندرہ دن میں اور کم مدت ایک دن ہو اور نکالا اسکو داؤد قطنی نے
 کہ او نے وقت حیض کا ایک دن ہو اور اکثر سترہ دن میں وقال معمر عن ابیہ ما کانت ابن سہل بن عن المرثد
 تروی الذم بعد فترہا خمسۃ ايام قال النبی اکمل من ذلک اور عتیم بن سلیمان عابد نے نقل کیا اپنے باپ سے
 انہوں نے کہا میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا اس عورت کو جو پاک ہونیکے بعد پانچ دن گزرنے پر پہر خون دیکھو تو وہ
 حیض ہے یا نہیں انہوں نے کہا عورتیں اسکو خوب جانتی ہیں روایت کیا اسکو دارمی نے معمر سے انہوں نے
 اپنے باپ سلیمان سے) حکایتنا احمد بن ابی رباح قال حد ثنا ابو اسامۃ قال سمعت ہشام
 ابن عروہ قال قال ابن عمر عن عائشۃ ان فاطمۃ بنت ابی حنیفہ سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 قال انی استخاضت فکان طهر فادع الصلوۃ فقال لان ذلک عنی و لو لکن دعی الصلوۃ فاذکاکام
 الکی کنت حیضین فیما تہا اغتسلت و فی ترجمہ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حنیفہ
 نے جب بابر بنی اصبہ علیہ السلام سے پوچھا تو کہا میں ایک عورت ہوں آنحضرتؐ والی پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز پڑھوں
 دون آپ نے فرمایا نہیں یا ایک لگ ہے البتہ چوڑے نماز اتنے دنوں تک جتنے دنوں تجھے حیض آیا کرتا تھا اس
 سیاری سے پہلے ابھر غسل کر اور نماز پڑھ ف یہ حدیث کئی بار اوپر گزر چکی اور اس کی مناسبت ترجمہ باب سے ہے کہ حضرت نے
 حیض کا شمار ہستی کی اور عادت پر چوڑا اور یا نہ مختلف ہوتا ہے باختلاف غارات اور مطلب ہولت کا یہ ہے کہ حیض

اور طہر کی مدت میں نہیں ہے بلکہ ہر ایک ملک میں ہر ایک عورت کی عادت اس میں مختلف ہوتی ہے حافظ نے کہا علماء نے اختلاف کیا ہے حیض اور طہر کی کم مدت میں اور اوڈی نے نقل کیا کہ علماء نے اجماع کیا کہ حیض کی اکثر مدت پندرہ دن ہیں ابو حنیفہ نے کہا کہ حیض اور طہر دونوں کی کم مدت ایک ماہہ جم نہیں ہوتی تو عدت گزارنے کے لیے کم سے کم ان کے نزدیک ساٹھ دن چاہیں اور صاحبین نے ان کے کہا کہ عدت اوتالیس دن میں گزار سکتی ہے کیونکہ حیض کی کم مدت تین دن ہیں اور طہر کی کم مدت پندرہ دن اور فرسے حیض مراد ہے اور یہی قول ہے نوری کا اور شافعی نے کہا کہ قمر طہر کو کہتے ہیں اور کم سے کم مدت حیض کی ایک دن ہے اور ایک دن تو ان کے نزدیک عدت بتیس دن میں گزار سکتی ہے اور دو مخطون میں یہ واقع ہے حضرت علی اور شمر کے قصے کہ کیونکہ ایک مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے اور دو دن زیادہ کا اعتبار نہیں کیا اور دوسری روایت میں یوں بھی ہے کہ ایک ماہ میں تین حیض ہوئے یا ۳۵ دن میں تمام ہو ا کلام حافظ کا قسط طحاوی نے کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ حیض اور طہر دونوں کی کم مدت مقرر نہیں اور اوسمیں عورتیں جو بیان کریں وہی معتبر ہے زانی نے کہا صاحب ہدایہ نے دلیل لی ابو حنیفہ کے مذہب پر اور شافعی سے کہ کم مدت حیض کی بکر اور شیب کے لیے تین دن ہیں اور زیادہ دس دن ہیں اور یہ حدیث ابو امامہ اور اٹھ بن الماسقع اور حازن جبل اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک اور رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تو ابو امامہ کچھ ریش کو طہر بنی نے نکالا سمجھ میں اور دارقطنی نے سنن میں حسان بن ابراہیم بن عبد الملک سے انہوں نے علماء ابن کثیر سے انہوں نے کچھ اسے انہوں نے ابو امامہ سے کہ حضرت م نے فرمایا کہ مدت حیض کی بکر اور شیب عورت کے لیے تین دن ہیں اور زیادہ جو ہوتا ہے تو دس دن تک ہے اس سے زیادہ جو تو وہ مستحاضہ ہے دارقطنی نے کہا عبد الملک مجہول ہے اور علماء ابن کثیر ضعیف ہے اور کچھ نے ابو امامہ سے نہیں سنا اور نکالا اوسکو ابن عدی نے کامل میں اور ضعیف کیا حسان بن ابراہیم کو اور کہا وہ عذر اچھوٹ نہیں باندھتا لیکن وہ وہم کرتا ہے اور میرے نزدیک اچھین کچھ برائی نہیں اور روایت کیا اوسکو ابن حبان نے کتاب المغضات میں سلیمان بن عمرو ابوداؤد نخعی سے اوسنو زید بن جابر سے اوسنے کچھ سوا روایت نکالی اُس میں ابوداؤد نخعی سے اور کہا وہ بنا تا ہے حدیث کو اور علماء ابن کثیر سے کہا وہ روایت کرتا ہے موضوعات کو ثقہ لوگوں سے اور اس سے حجت لینا درست نہیں حقیقت کہ موافق ہونے تو قدر کچھ الت میں کیونکہ درست ہو گا اور کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے گمان کیا کہ یہ حال اچھا لگا لیا نہیں علماء ابن حبان حضرت علی اور جابر اور یہ علماء ابن کثیر بنی امیہ کے موالی ہیں سے ہر اور کچھ چیز نہیں اور ان کے کچھ حدیث کو دارقطنی نے سنن میں نکالا فرمایا حضرت م حیض کی کم مدت تین دن ہیں اور زیادہ دس دن ہیں دارقطنی نے کہا اسی انار میں حماد بن نہال مجہول ہے اور محمد بن احمد بن انس ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا کہ اسی مسند میں مجہول راشد ہو اور شمر

دو تین بہت شکر ہوئے تو وہ شرک کے لائق ہے اور معاذ کچھ دیکھ کر کو اربع ہی نے کامل بن نکالا محمد بن سعید
 شامی کو طریق سے کہ حضرت م فراتے تو حیض تین دن سے کم نہیں ہے اور دس دن سے زیادہ نہیں ہے یہ ہر جزیادہ ہو اس کا
 تو وہ ستمنا ہے وضو کرے ہر نماز کو کیے مگر اپنے حیض کے دنوں اور دو ہفتوں سے کم نفاس نہیں ہونے اور اگر نفاس
 والی چالیس دن سے کم تین یا یکے تو روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور خاندان اس سے صحبت نہ کرے مگر چالیس دن کے بعد
 ابن عمرؓ نے کہا عنایت کیا محمد بن سعید شامی کو بخاری اور ابن عیینہ اور سفیان ثوری نے اور کہا کہ وہ حدیث نبیؐ ہے
 اور نکالا اسکو عقیلی نے ضحفا میں اور اسکی اسناد میں محمد بن حسن مدنی نے عقیلی نے کہا وہ مجھول ہے اور اسکی سند
 محفوظ نہیں ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ تین دن سے کم حیض نہیں ہے اور دس سے زیادہ نہیں ہے اور ابو سعید
 خدری کچھ دیکھ کر کو ابن جوزی نے نکالا اعلیٰ تناسیم میں کہ حضرت م نے فرمایا کہ حیض کی کم مدت تین دن ہو اور اکثر
 دس دن ہے اور دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پندرہ دن کی مدت ہوتی ہے ابن جوزی نے کہا ابن حبان نے کہا اسکی
 اسناد میں ابو داؤد دخی ہے سلیمان وہ حدیث نبیؐ ہے کہ وہ کذاب تھا اور بخاری نے کہا وہ مشہور ہے
 کذب کے ساتھ ورنہ بدین ثارون نے کہا اسکو روایت کرنا جائز نہیں کیونکہ اور انفس کچھ دیکھ کر کو ابن عدی نے نکالا
 میں کہ حضرت م نے فرمایا حیض تین دن ہے اور چار دن اور پانچ دن اور چھ دن اور سات دن اور آٹھ دن اور نو
 دن اور دس دن یہ ہر جب دس سے زیادہ عورت کو آوے تو وہ ستمنا ہے اور علت کی حسن بن دینار سے آوے
 کہا کہ سب اتفاق کیا اس کے ضعف پر اور عائشہؓ کچھ دیکھ کر کو میں نے موصلاً نہیں پایا لیکن ابن جوزی نے مصل
 متناہیہ اور تحقیق میں کہا کہ حسن بن علوان نے روایت کیا شام بن عروہ سے اوہون نے اپنے باپ سے انہون نے
 عائشہؓ سے کہ حضرت م نے فرمایا اکثر مدت حیض کی دس دن ہیں اور کم مدت تین دن اور کہا کہ حسین بن علوان
 کو ابن حبان نے کہا وہ حدیث نبیؐ ہے اسکی حدیث لکھنا جائز نہیں اور جو ٹا کہا اسکو احمد اور یحییٰ اور ابن عیینہ
 نے اور ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں یہاں ہی ذکر کیا لیکن اپنی سند سے اسکو حمل نہیں کیا حسین بن علوان
 نے یحییٰ نے کہا ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ ہمارے صحابہ اور مالک شافعی رحمہ کے صحابہ نے دلیل لی اس بات پر
 کہ حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں اس حدیث کی کم تین دن سے ایک اپنی آدمی جو تکبیری تہی ہے
 نماز نہیں پڑھتی لیکن یہ حدیث بیچانی نہیں جاتی اور صاحب تہجد نے یہی یہاں کہا اسنے اور سخاوی نے
 مقاصد میں کہا کہ سیرت کی کوئی اصل نہیں اس نقطہ سے یعنی نہایت احوال کے شطر دہر مال تصدیق اور نو دس نے کہا
 یہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں اور علامہ ابو الطیب نے بدور الابلہ میں کہا کہ حیض کی مدت معین ہر نیک باتین

۱۲ اور چالیس دن سے زیادہ نفاس نہیں آتا

کہ عسل کے بعد ہم تیرگی اور زردی کو کچھ نہیں سمجھتی تہن جافظ نے کہا اور نہ پایہ اور وسط میں یہ زیادہ کیا کہ عادت کے بعد زردی
 زیادتی باطل ہے اور جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ہم زردی اور تیرگی کو حیض سمجھتی تہن تو زردی سے شرح مہذب میں
 کہا کہ اس لفظ سے یہ حدیث صحیحہ نہیں بلکہ درام عطیہ کچھ حدیث سے نکلنا ہے کہ طہر کے بعد زردی اور خاکی رنگ اگر کچھ
 تو وہ حیض نہیں ہے البتہ حیض کے وقت یہ رنگ بھی حیض میں اور بحرین ہے کہ یہی قول ہے زید بن علی اور مادی
 اور مؤید باللہ ابو طالب ابو ابو حنیفہ اور محمد اور مالک اور لیث اور عیسیٰ کا اور قاسم اور ناصر اور شافعی سے یہی ایک
 روایت ایسی ہی ہے ان لوگوں کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ رنگ بھی نجاست ہو اور اللہ کے فرمایا ہے یطہرن او
 حضرت منہ عنہ سے فرمایا جب تک دیکھو کہ پاک ہو گئی تو اور صاف ہو جاؤ تو نماز پڑھو اور قاسم سے ایک روایت ہے
 ہے کہ یہ رنگ حیض نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے جب تک کالا خون دیکھو تو نماز سے باز رہو یہاں تک کہ دیکھا
 آوے سو وقت وضو کرو اور نماز پڑھو اور ام عطیہ کچھ حدیث میں ہے کہ زردی اور خاکی کو ہم حیض نہیں سمجھتی تہن اور اسکا
 جواب یہ ہے کہ حضرت منہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مت نماز پڑھو یہاں تک کہ چونا سفید دیکھو اور ام عطیہ کا
 حدیث میں دوسری روایت میں یہ ہے کہ طہر کے بعد انہم رنگوں کو حیض نہیں سمجھتی تہن علاوہ اسکے حضرت عائشہ
 نے کہا ہم تیرگی اور زردی کو ایام حیض میں سمجھتی تہن اور ناصر اور شافعی سے ایک روایت یہ ہے کہ یہ دونوں
 رنگ خون کے بعد حیض میں داخل ہیں نہ خون سے پہلے اور ایک روایت شافعی سے یہ ہے کہ عادت کے دنوں میں
 حیض میں داخل ہیں اور احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت منہ فرمایا اس عورت کا
 جو طہر کے بعد دیکھے جو اس کو شک میں ڈالے کہ حیض ہے یا اور کچھ یہ ایک رک ہے یا گین ہیں اور حضرت
 نہیں سمجھتی اسکی اسناد میں کم مکر جو وہ ہے اور باقی سب امی ثقہ ہیں اور سند میں ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اس
 حدیث کو بھی جہو کہ مذہب کی تائید ہوتی ہے مگر ہم کہتا ہے حق یہی ہے کہ زرد اور خاکی رنگ اگر حیض کے دنوں
 میں دیکھے تو وہ حیض ہے اور جو طہر کے بعد دیکھے تو حیض نہیں ہے اور امام بخاری رحمہ نے اسکو اختیار کیا اور اس
 باب میں سب سب ایلیوں میں توافق ہو جاتا ہے اور یہی قول صحیحہ رکھا گیا ہے عارفنا الایضہ خاضعہ مستحضر کہ
 رنگ کا بیان صحیح ہے انہما ابیہم ابی النضر قال حدیثنا عن ابی النضر عن ابی النضر عن ابی النضر عن ابی النضر
 عن عروہ عن عروہ عن عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ام حبیبہ استحيضت سبعہ
 سنات فسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک قال ما رها ان تغسل فقال هل لحن قال نعم
 قد نزل لیل صلوٰۃ ترجمہ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہوا ام حبیبہ کو جو بہن تہن ام المومنین زینب بنت جحش

۳۰ سنہ اور نوادہ عین

اور بل بن تہین عبد الرحمن بن عوف کی اور جوطا میں اونکا نام زینب کہا ہے اور یہ سہو ہے یا اونکا بھی نام زینب تھا اور
 کینت نام حبیبہ اور ابو داؤد طیبی کی روایت میں بن زینب نام ہے اسکا خاندان یا سبتر تک پہنچا اور ہونے کے جناب رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسکا آپ نے حکم دیا اونکو غسل کرینے اور فرمایا ایک لگ پر لینے یہ خون حیض کا نہیں بلکہ ایک
 لگ سے آتا ہے پھر وہ غسل کرتی ہر نماز کے بعد طواف حافظ نے کہا حضرت اس نے بار بار غسل کرینے کا حکم نہیں دیا
 تھا لیکن نام حبیبہ ہی سمجھیں تو ہر نماز کے لیے غسل کرنا لیکن اور شافعی نے کہا کہ ہر نماز کے لیے غسل کرنا لفظ غلط
 تھا یعنی نفل اور لیث نے کہا اسلام کی روایت میں کہ ابن شہاب نے اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ (ام حبیبہ
 کو ہر نماز کے لیے غسل کرنا حکم دیا بلکہ حکم حبیبہ نے یہ کہ خود کیا اور چہرہ کا بھی قول ہے وہ کہتے ہیں مستحاضہ کو ہر نماز
 کے لیے غسل کرنا واجب نہیں بلکہ رخصت و جب سے البتہ ستیمہ کو غسل کرنا چاہیے ہر نماز کے لیے اور کو یہ ہے کہ وہ جو روایت کیا
 ابو داؤد نے عکرمہ سے کہ ام حبیبہ اسکا خاندان تھا تو حضرت اس نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنوں کے بارے میں غلط کرنا پھر غسل کر
 اور نماز طے اگر خون ٹپکے تو وضو کرے اور نماز پڑھے اور مجلس نے غسل نہ دہیے تو کے لیے دلیل ملی اس سے کہ یہ ایک لگ
 ہے کیونکہ اگر خون نکلے تو غسل لازم نہیں ہوتا اور وہ جو ابو داؤد کی روایت میں ہے سلیمان بن کثیر اور ابن اسحاق کے
 طریق سے زہری کو اسی حدیث میں کہ پھر اپنے اونکو حکم دیا غسل کرنا ہر نماز کے لیے تو نہایت غلط ہے اس میں جن
 کیا ہے اور کہا ہے کہ زہری سے ثقہ لوگوں نے یہ لفظ نقل نہیں کیا اور لیث نے کہا کہ ابن شہاب اسکو ذکر نہیں کیا جیسے
 ابھی گذرا صحیح مسلم سے آیت ابو داؤد نے نکالا یحییٰ بن ابی کثیر سے اونہونے ابو سلمہ سے اونہونے زینب بنت ابی سلمہ سے
 اسی ثقہ کو اس میں ہے کہ پھر اپنے اونکو حکم دیا غسل کرنا ہر نماز کے لیے اور یہ سنا وہ صحیح ہے اس صورت میں یہ کہا تھا
 کہ حکم استحباباً تھا اور خطابی نے کہا شاید امام حبیبہ صحیحہ ہونگی اور یہ تاویل غلط ہے کیلئے کہ عکرمہ کی روایت میں ہے کہ ایک
 نے اونکو حکم دیا اپنے حیض کے دنوں تک شہر نہ گیا اور مسلم کی روایت میں ہے عراق بن مالک کے طریق سے عروہ سے اس
 قصہ میں کہ اپنے فرمایا اون سے کہ زہری یہ اس حق رجتی دلت ہے کہ وہ کہتا تھا حبیبہ تیرا اور ابو داؤد نے اذاعی اور ابن عیینہ
 کے طریق سے بھی ایسا ہی نکالا زہری سے اور منکر کہا اس زیادت کو اور بعضوں نے یہ تاویل کی کہ انھیں انھیں نفل
 کا نسخہ یہ کہ دوسرے خون کو ہر نماز کے لیے کہیں نہ خون نجس ہے اور حکم کا ہونا نماز کی صحت کی شرط ہے اور طحاوی نے
 کہا کہ ام حبیبہ کچھ روایت سن کر ہے غلطہ بنت ابی جیش کچھ روایت سے اور استحباب کی تاویل اس کے ہر (فہم) مترجم کہتا ہے
 اس کو کا بیان اور تفصیل سے گذر چکا **باب** النماء حیض قبل الا فاصدہ جس عورت کو طواف نافض کے بعد
 خون آوے تو اسکو طواف الوداع کہتے ہیں طواف الوداع کو ترک کر کے اپنی گھر روانہ ہو سکتی ہے

حاکم بن عبد اللہ بن یوسف قال أخبرنا مالك عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم
 عن أبيه عن عمر بن الخطاب عن عبد الرحمن بن عوف عن عائشة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم أنها قالت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله إن صفية بنت حيي قد حاضت قال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم لقد حاضت صفية لئن لم تكن حائضاً لم يكن لئلا قال فأخبرني ترجمه المومنين عائشة
 جناب رسول اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صفیہ بنت حی کو جو بی بی تہمین آپ کی حبیض آیا آپ نے
 فرمایا شاید وہی ہو کر رکتی ہے (رکت سے نکلنے اور مدینہ کو روانہ ہونے سے) کیا اس نے طواف (الافاضہ جب کو طواف الزیادہ
 بھی کہتے ہیں اور وہ حج کا رکن ہے) نہیں کیا تمہارے ساتھ عورتوں نے عرض کیا کیوں نہیں (طواف الافاضہ تو وہ پہلی
 ہیں) آپ نے فرمایا تو نخل و یاہ صفیہ سے فرمایا عائشہ سے حائضہ نے کہا اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں آئیگی کیا
 اللہ تعالیٰ قسط لانی نے کہا اس کو مسلم اور نسائی نے یہی کلام حاکم بن محمد بن اسحاق قال حدثنا دھیب بن
 عبد اللہ بن کاظم عن ابيہ عن ابن عباس قال رخص لي ايض ان تنفسي اذا حاضت وكان ابن عمر يقول
 في اول امره انها لا تنفسي فقد سمعته يقول تنفسي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص لهن
 ترجمہ عبد اللہ بن طاووس نے اپنے باپ سے روایت کی انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے کہا حائضہ عورت کو
 اجازت دی گئی چلے جانے کی جب کہ کو حیض سے (طواف الوداع کرنے سے پہلے) اور ابن عمر کہتے تھے (طواف
 کا مقولہ ہے ابن عباس کا) شرطیں کہ حائضہ عورت روانہ نہ ہو اپنے گھر کو جب تک طواف الوداع نہ کرے تو ٹھہری رہے
 حیض سے پاک ہوئے تک جب تک ہوا اس وقت طواف کرے پہر کو چکرے) یہ میں نے اسے سنا وہ کہتے تھے حائضہ نہ
 ہو جاوے طواف الوداع سے پہلے بیشک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی حائضہ عورتوں کو اسکی
 یعنی طواف الوداع چھوڑ دینے کی اور چلے جانے کی معلوم ہوا کہ ابن عمر نہ کو پہلے یہ حدیث صفیہ رضی اللہ عنہا کی جو ادھر گزری نہیں
 پہونچی تھی میں نے یہ فتوے سنے تھے کہ حائضہ عورت کو ٹھہرا دے یا کہ ہو کر طواف الوداع کر کے جانا ضرور ہے پہر ان کو چھٹ
 پہونچ گئی تو اپنے فتوے سے پہر گئے اور حدیث کو اس وقت حکم دیا اس حدیث کو یہی حکم کہ حائضہ عورت کو طواف کرنا جائز
 نہیں **باب** اذا رأت النكاح في الطهر حائضہ حائضہ حائضہ سے پاک ہو تو اس کو استحاضہ کا خون آتا ہے
 لیکن حیض کا خون بند ہو جاوے اور استحاضہ کو اسکی تیسرہ سبب ہے اس علامت سے جب کا ذکر اوپر گذرا اور بعضوں نے کہا کہ
 طواف الکل خون بند ہونا ہے قال ابن عباس بن قيس وصلى وكونه ساعه ابن عباس نے کہا غسل کر ستم حائضہ اور نماز
 پڑھے اگرچہ ایک ہی ساعت پاک ہو تو دھوی نے کہا اس کا مطلب ہے کہ اگر ایک ساعت پاک دیکھو یہ خون نہ لگے

تو غسل کر کے نماز پڑھے اور اس نے ترکہ ابن ابی شیبہ اور دارمی سے نقل کیا کہ ابن سیرین سے انہوں نے ابن عباس سے
 کہ انہوں نے پوچھا استحاضہ کو انہوں نے کہا جب بحرانی خون دیکھے (یعنی حیض کا) تو نماز نہ پڑھے اور جب پاکی دیکھو
 اگرچہ ایک ساعت ہو تو غسل کرے اور نماز پڑھے وَمَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَوَضَّعَ إِذَا حَكَّتِ الصَّلَاةُ عَظْمًا اور ابن عباس سے کہا کہ
 استحاضہ سے اس کا خاوند جماع کرے فَاسْأَلُوا عَمَّا رَأَى اس نے فرمایا کہ عبد اللہ بن زراق وغیرہ نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے ابن عباس سے
 کہ انہوں نے کہا استحاضہ سے اگر اس کا خاوند صحبت کرے تو کچھ قیامت نہیں اور ابو داؤد نے دوسرے طریق سے عکرمہ
 سے نقل کیا کہ ام حبیبہ استحاضہ ہوتا تھا اور اس کے خاوند اسے جماع کرتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے اگر عکرمہ نے ام حبیبہ سے سنا
 (نعم) بنیل ابن ہر کہ ابو داؤد نے عکرمہ سے نقل کیا انہوں نے حمہ بنت جحش سے کہ ان کو استحاضہ ہوتا تھا اور اس کے خاوند
 اسے جماع کرتے تھے پھر کہا کہ حمہ کی حدیث کو بہت سی نسخے ہیں لا اور نووی نے کہا اس کا اسناد حسن ہے اور ام حبیبہ کی حدیث کی اسناد
 میں مسئلہ ہے وہ ثقہ تھا اور امام احمد اس سے روایت نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ راسے کی پیروی کرتا تھا اور عکرمہ کی سنی تیز
 ام حبیبہ اور حمہ سے متراض ہے سند زری نے کہا ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ استحاضہ سے جماع درست ہے اگرچہ
 خون بہہ رہا ہو اور یہی قول ہے جمہور کا اور نقل کیا ابن سیرین سے یہ ابن عباس اور ابن السیب اور حسن بصری اور عطاء
 اور سیرین جمہور کا وہ اور حماد بن ابی سلیمان اور بکر بن عبد اللہ بن زری اور افراغی اور ثوری اور مالک اور سہان اور یحییٰ
 اور ابو ثور سے اور یحییٰ بن ابی ان لوگوں نے انہی حدیثوں سے اور یحییٰ اور حکم نے کہا کہ استحاضہ سے اس کا خاوند صحبت
 نہ کرے اور ابن سیرین نے کہا کہ صحبت کرنا اس سے مکروہ ہے اور امام احمد سے ایک نکتہ منع ہے اور جو لوگ جانتے ہیں
 وہ یہ قید لگاتے ہیں کہ عورت کو غلبتوں اور عادت کر دے یہ معلوم ہو کہ وہ خون حیض کا خون ہے اور عکرمہ کی روایت
 سے جو دلیل اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ فیصل ہے ایک صحابی کا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کی اجازت
 دینا منقول نہیں ہوئی مگر اس کا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ حضرت ع سے پہلی حرمت ہی ثابت نہیں ہوئی اور ام حبیبہ
 کے خاوند عبد الرحمن بن عوف سے اور حمہ کی طرح بن عبید اللہ اور یہ دونوں جملہ صحابہ اور عشرہ مبشرہ سے ہیں ان کے اقوال
 سے بعید ہے یا یہ کہ ام حرام ہوتا اور یہ دونوں صحابی اس کا کرتے اور جو لوگ منع کرتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اس سے جو خلا
 نے روایت کیا اپنی اسناد کو کہ حضرت عائشہ سے کہا استحاضہ کو اس کا خاوند نہ ڈالنے یعنی اس سے صحبت نہ کرے اور اس
 تعالیٰ نے عائشہ سے صحبت کرنا منع کیا اس وجہ سے کہ حیض پلیدی ہے اور استحاضہ بھی پلیدی ہے پس اس میں بھی جماع
 منع ہو گا لہذا یہ زیادہ مستحب نماز پڑھے استحاضہ (تو غسل کرے اور نماز پڑھے) نماز بڑی ہے ف جماع سے
 اور جب استحاضہ کی حالت میں نماز جائز ہوئی تو جماع بطریق اولیٰ جائز ہو گا یہ امام بخاری نے ایک دلیل بیان کی اور ان

خدا چاہے تو کتاب بخما نزمین آویگا ابن بطال نے کہا شاید امام بخاری کی غرض یہاں سے یہ کہ نفاس الی کو نماز نہیں پڑھتی
لیکن اس کا حکم اور پاک عورتوں کا سا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت خنہ نماز پڑھی اور سپر اور سہین دہے لگا جسے
انکار کیا کہ آدمی موت سے بخش ہو جائے ہے کیونکہ جب نفاس الی بخش نہ ہوئی تو اور سیت جیسے بخاریست نہ ہو کیون بخش ہو گا آخر
میرنے کہا امام بخاری کا یہ مقصد نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ نفاس الی عورت شہید کا حکم کہتی ہے پر لو سپر نماز پڑھی
جاری کی غیر شہید کی طرح ابن سیدہ اس پر اعتراض کیا کہ حیض کے باب سے اس مطلب کو کسی نقل نہیں پس ضرور ہے یہ مطلب
بیان کرنا کہ غرض امام بخاری کی یہ ہے کہ حائضہ اور نفاس کا جسم اور عین پاک ہے کیونکہ حیض اس الی پر نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ
وہ ظاہر ہے اور اسی مطلب کے لیے امام المؤمنین سیون کی حدیث کو لائے جو اگلی آتی ہے اسی باب میں اور ابو ذری روایت میں آئے
اول صرف باب کا لفظ زیادہ ہے اور ترجمہ مذکور نہیں جس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ مثل ایضے لگے اگلے باب کی اور امام مؤمنین
سیون کی حدیث سے یہ مطلب اس طرح نکلتا ہے کہ آپ کا کپڑا اور اسے لگتا نماز میں اور وہ حائضہ نہیں ہے معلوم ہوا کہ حائضہ کا جسم
پاک ہے انتہی قطلانی نے کہا احمدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **کتاب حیض**
الحسن بن مہر لہ قال حدثنا یحییٰ بن سعید قال أخبرنا ابو عوانہ عن یحییٰ قال أخبرنا سہیل بن
الشکبانی عن عبد اللہ بن شداد قال سمعت خالک بن یموثہ روى النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما
کانتم تکون حائضاً لا تصلوا وہی مقترنة حیة ومسیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو
یصلی علی الخمر ثم اذا یحیی اصحابی بعض ذریہ محمد عبد اللہ بن شہار بن داس روایت ہوا انہوں نے کہا
میں نے سنا اپنی خالہ ام المؤمنین سیونہ رضی اللہ عنہا سے جو بی بی تین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہوں نے کہا ہر
حیض سے ہوتی نماز پڑھتی اور لیٹی ہوتی اس مقام کے پانچ چار چھ چار چار صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے اور نماز پڑھتے
اپنے سجدہ گاہ پر جب سجدہ کرتے تو میرے بدن ایک کچھ کچھ الگ جاتا وہ حائضہ کے سجدہ گاہ وہ چھوٹا صلی ہے
جو بنایا جاتا ہے کھور کی شاخوں سے اور وہ پاتا ہوتا ہے اور سیلیوں کو نماز کو گرمی سے اور سردی سے زین کے ہاتھ
میں ہے کہ غمرہ اتنا ہی بڑا ہوتا ہے اور خطابی نے کہا سجدہ گاہ سے وہ سجدہ کر رہے ہیں جیسے نماز سجدہ کرتا ہے اور سپر
نماز پڑھتے کیا ان خدا چاہے تو کتاب الصلوۃ میں آویگا انتہی مختصر قطلانی نے کہا احمدیث سے یہ نکالا کہ حائضہ بخیر
نہیں ہے اور حضرت م کا نوافل کے آپ پر ہے کہ ٹکڑے پر نماز پڑھتے برخلاف منکیرین کے کہ وہ قیمتی اور رنگین سجائو نماز
پڑھتے ہیں اور حدیث کو مؤلف نے صلوۃ میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد ابن ماجہ نے لکھا **خاتم**
حافظ ابن حجر نے کہا کتاب الحيض میں ۴۴ حدیثیں ہیں ان میں سے رسول من حدیثیں

ہی معلق اور شاہم آؤنہ نص بلاکر ارادہ حشرین میں ان میں سے ایک معلق ہے کہ آپ ذکر کرتے ائمہ کا اپنے سبقتوں
 میں اور باقی موصول میں اور امام مسلم نے ان سبقتوں کو نکال کر حضرت عائشہ کی حدیث کے کہ ہم میں سے ایک کی حدیث
 کا پیروہ خون طاقی اور تھانہ کے شکاف کی حدیث کو اور یہ حدیث کہ ہم میں سے ایک کے پاس تھا مگر ایک ہی کثیر اور امام
 کی حدیث کہ ہم زردی کو گنتی تہذیب اور ابن عمر کی حدیث کہ انہوں نے رخصت ہی مائلہ کو کچر کرنے کی اور کتا کچیر
 میں موقوف اور جو بارہا بعین کے وہ ابن اور معلق میں انہو کتاب الحیض کی وہ حدیثیں جو امام بخاری
 نے نہیں نکالیں ان میں سے بہت حدیثیں اگلے ابواب میں گذر چکی ہیں اور باقی یہ ہیں (۱) زردی اور
 ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی اور داؤد قطعی اور ابن الجارود نے ابن عباس سے کہ حضرت م نے فرمایا جب کئی
 شخص اپنی بی بی سے صحبت کے حیض کی حالت میں تو نصف دینار صدقہ دیو ابو داؤد کی روایت میں یونان کہ ایک
 دینار یا نصف دینار صدقہ دیو ابو داؤد نے کہا یہی صحیح روایت ہے شوکانی کہا اس کی راوی سب صحیح کے راوی ہیں
 مگر قسم جو ابن عباس سے راوی ہے اوس سے امام بخاری نے صرف ایک حدیث روایت کی اور احمد شافعی کو صحیح کہا
 حاکم اور ابن قحطان اور ابن اثیر احمد نے اور امام احمد نے کہا عبدالحکیم کی حدیث مقسم سے انہوں نے ابن عباس سے کیا
 اچھی حدیث ہو لوگوں نے کہا امام حشر عمل کرتے ہو انہوں نے کہا ان اور ابو داؤد نے کہا یہی روایت صحیح ہے اور
 کبھی شعبہ نے اسکو فہم نہیں کیا اور قاسم بن صہب نے کہا غدر نے اسکو رفع کیا اور حافظ نے کہا کہ احمد شافعی کی سند اور
 متن دونوں بہت مضطرب ہے اور ابن القحطان نے اوس کا جواب دیا اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو احمد شافعی کو
 صحیح کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ مضطرب کی علت اس میں نکالنا خطا ہے اور صواب یہ ہے کہ ہر ایک طریق کو یکساں طریق
 صحیح ہو وہ قبول کیا جاوے اب اگر کوئی ضعیف طریق اس کے خلاف ہو تو وہ ضعیف نہیں کرتا اور احمد شافعی کو ایک طریق پر
 دینار مذکور ہے اور ایک میں نصف دینار اور کسی طریق میں خون کی صفت مذکور ہے کسی میں نہیں کسی میں حیض کے
 اول اور آخر کا ذکر ہے کسی میں انہیں کی میں دینار کے دھن مذکور ہیں کسی میں بروے کا ذکر کرنا ذکر ہے پران سبقتوں
 میں عبدالحکیم کا طریق صحیح ہے اور اکثر علما نے گمان کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا موقوف ہے ابن عباس پر
 خطاب نے کہا اصح یہ ہے کہ یہ حدیث متصل اور مرفوع ہے اور رفع میں اختلاف کا جواب یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید اور محمد
 بن جعفر اور ابن ابی عدی نے اسکو رفع کیا شعبہ سے اور سیاحی وہب بن جریر اور حید بن عامر اور نصر بن شمیل اور
 عبد الواب بن عطاء خفاف نے ابن سید الناس نے کہا جن لوگوں نے اسکو رفع کیا شعبہ سے وہ بڑی ہیں اور بہت
 ابن ابی دنیا وہ حافظ ہیں ان سے جہود نوح وقت کیا اور یہ شعبہ نے کہا کہ حکم نے ایک بار احمد شافعی کو مجھے مسند کیا

نہ جو کہ پیش کی حالت میں جامع کرد

اور ایک بار موقوف تو انہوں نے بیان کر دیا کہ موقوف اور موقوفہ دونوں طرح یہ حدیث اس کے پاس ہے پھر اگر رفع کر دیا جائے
موقوف کرنا ہون کے برابر ہوتے جیسے یہ کہہ کر نہ ہو سکتا تھا ابو بکر خطیب نے کہا رفع اور وقف میں اختلاف ہوئے
سے حدیث میں ضعف نہیں آتا اور یہی مذہب ہے اہل اصول کا اور رفع ایک زیادت ہے اس کا قبول کرنا وہی ہے غلط
نے کہا ابن القطان نے باریکی کی اس حدیث کو صحیح کہنے میں اور طعن کے جوابات دینے میں اور ابن دقیق العید
نے ابن القطان کے تصحیح کو قائم رکھا ہے اور امام میں اس کو قوت دے اور وہی صواب ہے اور فقہانے تو اختلافی
مسائل میں ان حدیثوں سے حجت لی جن میں اس سے زیادہ اختلاف ہے جیسے بیرونی کا حدیث ثقلین کی حدیث
اور اس سے رد ہو گیا جو نووی نے کہا شرح مہذب اور ترمذی اور خلاصہ میں کہ سیاحیوں نے مخالفت کی حاکم
کی احمدیہ کو صحیح کہنے میں اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے بالاتفاق اور متابعت کی نووی کی این بھلاہ
نے تمام ہوا کا لاشہ کو کافی کا مترجم کہتا ہے اس حدیث کا صحیح ہونا ٹھیک ہے اور رفع اور وقف کا اختلاف مندرجہ
کرنا کیونکہ نہ کرنے والا ثقہ اور حافظ ہیں اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے اور اسکی تائید میں دوسری روایتیں بھی
ہیں ترمذی اور بیہقی اور طبرانی اور داؤد قسطلی اور ابویعلیٰ اور دارمی نے نکالا ابن عباس سے اس میں یہ مضمون
ہے کہ بیل خون ہو تو ایک دینار صدقہ دیوے اور اگر زرد خون ہو تو نصف دینار صدقہ دیوے شوکانی
نے کہا اس آیت کو بعضوں نے سفیان کے طریق سے نکالا انہوں نے ضعیف اور علی بن زبیر اور عبد اللہ بن
ابن یونس نے منقسم سے اور بعضوں نے ابو جعفر رازی کے طریق سے اسے عبد اللہ بن زبیر سے اس نے منقسم
سے اور ضعیف میں گفتگو ہے اور عبد اللہ بن زبیر نے اختلاف ہے اور امام احمد اور بیہقی نے نکالا ابن جریر سے انہوں نے عطاء
سے انہوں نے ابن عباس سے کہ حضرت م نے فرمایا مال صدقہ بیل میں جب اس سے جماع کیا جاوے کہ ایک دینار صدقہ
دینا چاہیے پھر اگر جماع کیا اس سے جب خون موقوف ہو گیا لیکن غسل نہیں کیا تو آدھا دینار صدقہ دینا چاہیے اور
ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ حضرت م نے فرمایا جو شخص جماع کرے حائضہ سے یا کسی
عورت کو اسکی دہرین یا کسی بونجی کے پاس جاوے تو اس نے انکار کیا اسکا جحیم پر آدرا ایک روایت میں یہ ہے
کہ بونجی کے پاس جاوے پھر جو وہ کہے شوچ جائے تو وہ کافر ہو گیا ترمذی نے کہا ہم نہیں پہچانتے اس حدیث کو
مگر حکیم انور کی روایت کو انہوں نے ابو یوسف سے انہوں نے ابو ہریرہ رض سے تفسیر الوصول میں ہے کہ ایک روایت میں
ابن عباس کو روایت ہے کہ جب جماع کرے حائضہ سے شرم حیض میں اور خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کرے
اور جو جماع کرے لیس جب خون بند ہوتا ہو اور زرد ہو تو آدھا دینار صدقہ کرے شوکانی نے کہا ابن عباس کی حدیث

یہ نکلنا ہے کہ جو کوئی اپنی صورت سے جماع کرے حیض کی حالت میں اس پر کفارہ واجب ہے اور اس طرف سے زمین پر جماع کرنا
اور حسن بن سیری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور داؤد عی اور احمد اور اسحاق اور شافعی ایک قول میں بایا نہون نے اختلاف
کیا ہے کفارے میں حسن اور سعید نے کہا کہ ایک بردہ آزاد کے اور باقی علماء نے کہا کہ ایک دینار یا آدھا دینار دینا
کرے اور عطاء اور ابن ابی ملکہ اور شعبی اور بخاری اور کحول اور زہری اور ابو الزناد اور جعفیہ اور احمد ابن ابی سلیمان اور ابوب
سختیانی اور سفیان ثوری اور لیث بن سعد اور مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی سے ایک روایت میں اور جعفیہ
سے یہ منقول ہے کہ اس پر کفارہ نہیں بلکہ اس کو متغفر اور توبہ کرنا چاہیے شوکانی نے کہا کفارہ کی حدیث ثابت ہو اور
اس پر عمل کرنا ضرور ہے مترجم کہتا ہے حق یہی ہے کہ اگر حیض کی شدت کی وقت جب خون نال ہو جماع کرے تو
ایک دینار صدقہ کرے اور جو اخیر میں جماع کرے جب خون نر ہو جو اسے توادار دینا صدقہ دیوے جیسے حدیث ہو
ثابت ہو اور حنفیہ نے بہت مسائل میں رسل اور ضعیف حدیثوں سے قیاس کو ترک کیا ہے پس کیا وجہ ہے کہ اس میں
صحیح و ثابت حدیث ترک کی جاوے اور قیاس پر عمل کیا جاوے (۱۲) امام احمد اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے ام ایمنہ رضی
رضی عنہا سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتی آپ اپنا سونہ لٹھی جگہ پر
جہاں میں نے ٹنڈہ رکھا تھا اور بانی بیٹی اور میں ٹھی چوستی اور عائشہ ہوتی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیتی آپ اپنا سونہ لٹھی جگہ پر کہتے جہاں میں نے رکھا تھا (۱۳) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن
سعد سے بیان کیا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عائشہ عورت کو ساتھ لے کر آیا کہ لائیکو آپ نے فرمایا کہ لائیکو
نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے شوکانی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں اور ترمذی نے اس کو غریب کہا اس کو
سفیر ہوا اس کے ساتھ عطاء بن عمار بن حارث جیکو بن خزام سے اور حکیم بن خزام اپنے چچا عبد اللہ بن سعد سے ابن سیرین
اور محمد بن جریر طبری نے کہا کہ علماء نے جماع کیا عائشہ کو ساتھ لے کر آیا کہ لائیکو جو ابو داؤد ترمذی نے کہا اکثر اہل علم کا یہی
قول ہے انہوں نے امین کو قیامت نہیں دیکھی (۱۴) ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے میں جب عائشہ ہوتی تو
بچھوٹے اور بزرگ پر بیٹے پر چلی آتی پھر ہم نزدیک ہوتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قریب ہوتے آپ سے
یہاں تک ہم پاک ہو جاتے (۱۵) مسلم نے سمیونہ رضی عنہا سے حضرت م ناز پڑھتے تھے ایک کلمی میں اس میں سے کچھ
سیرے اور ہوتی کچھ آپ پر اور میں عائشہ ہوتی (۱۶) نسائی نے سمیونہ رضی عنہا سے انہوں نے کہا حضرت م ہم میں سے
ایک کی گود میں سر رکھتے پھر قرآن پڑھتے اور ہم سے ایک با کاغذ (مصلی یا مسجد گاہ) لیکر مسجد کو جاتی اور سچائی
اور وہ عائشہ ہوتی (۱۷) نسائی نے شیر بن ثانی سے انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ سے کیا عورت عائشہ کو

فان حافظ کا جو بیٹا اور اس کے ساتھی ہیں

اپنے خاوند کے ساتھ کہا دوا نہ ہونے کے کہا مان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو بلا تے ہیں آپ کے ساتھ کہا تھی اور حاضر
 ہوتی پہر آپ ہنسی لیتے تو اوس میں مجھ کو حصہ دیتے میں اُس ہنسی کو لیتی اور مجھ کو چورتی پہر آپ اپنا منہ دوس ہنسی پر
 لگا تو اسی جگہ جہاں میں نے لگایا تھا اور آپ پانی منگا تو اوس میں ہی میرا حصہ لگا دینا چاہیے سے پہلے تو میں برتن کو
 لیتی اور اوس میں سے پانی میرا کہہ دیتی پہر آپ اسکو لیتے اور میں سے پیتے تو اپنا منہ اسی جگہ رکھتے جہاں پہر پہنچ
 رکھا تھا بایا کہ میں سے (۸) امام مالک نے سوطا میں حضرت عائشہ سے معلفان اہل ہونے کہا اگر حاملہ عورت خون
 دیکھے تو وہ نماز چھوڑ دے (۹) امام مالک نے عبد اللہ بن سفیان سے اہل ہونے کہا ایک عورت نے ابن عمر سے
 پوچھا تو کہا میں اُلی طواف کر کے ارادے سے جب میں مسجد کے دروازے پر پہنچی تو میرے خون بہنے لگا میں لوٹی
 جب خون بند ہو گیا تو میں نے غسل کیا پہر جب کھانے کے دروازے پر پہنچی تو خون بہنے لگا پہر جب مسجد پر آئی تو بایا
 اسی ہوا میں نے عمر سے کہا یہ ایک مار ہے شیطان کی طرح سے تو غسل کرے پہر لنگوت کسے ایک کپڑے کا پہر طواف کی
 (۱۰) امام محمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور عالم اور دارقطنی اور بیہقی نے علی بن عبد اللہ سے اوس نے
 ابو ہریرہ کثیر بن ابی زیاد سے اوس نے کہا حدیث بیان کی جیسے منہ اذیہ نے اوس کو ام المؤمنین ام سلمہ سے اہل ہونے
 کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھتی تھی اور ایک روایت میں
 ہے چالیس دن یا چالیس رات اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے اصحاب میں سے عورت نفاس میں بیٹھتی تھی اور ایک رات
 میں ہے کہ کئی عورتوں میں سے ایک عورت بیٹھتی تھی نفاس میں چالیس دن یا چالیس رات اور ہم نے منہ ہونے پر ذکر
 تہتین جہاں میں کی وجہ سے ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ام سلمہ کو نفاس کی غارتھا کر نیک حکم دیا
 ترمذی نے کہا ہم اس حدیث کو نہیں پہچانتے مگر ابو ہریرہ کی روایت سے وہ روایت کرتا ہے منہ اذیہ سے وہ ام سلمہ سے
 اور ابو ہریرہ کا نام کثیر بن زیاد ہے تھم بن اسماعیل بخاری نے کہا علی بن عبد اللہ سے ہے اور ابو ہریرہ سے ہے اور نیز
 چچا نا اہل ہونے سے اس حدیث کو مگر ابو ہریرہ کی روایت سے انتہے ذیل میں نے کہا حکم نے کو مستدرک میں نکالا اور اس حدیث
 کے ساتھ ابو داؤد نے نکالی اور کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور میں نے نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے اور ابوالکلام دارقطنی
 نے اسی طریق سے اور حکم بن عیینہ کے طریق سے اہل ہونے سے اور ابن تیمیہ نے منہ اذیہ سے کہا حدیث کا مطلب
 ہے کہ نفاس والی عورت کو چالیس دن بیٹھنے کا حکم کیا جاتا کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ تمام عورتوں کی عادت نفاس حریض
 میں یکساں ہو کہ اور عبد الحق نے حکم کیا اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں وہ معلول ہیں اور سب میں جتنی منہ اذیہ
 کی حدیث ہے ابن القطان نے کہا منہ اذیہ بہی معلول ہے کیلئے کہ منہ کا حال معلوم نہیں یہ معلوم ہے کہ وہ کون

ہوتی اور وہ اس حدیث کو اور کسی حدیث میں اسکا ذکر نہیں دوسرے کہ حضرت ابی بنی اسلمی نے نفاس بنی امیہ سے حضرت زید بن
 اسلمی کے اور اسکا کلام چھرت سے پہلے تھا اس صورت میں اس روایت کا مطلب نہیں بتا کہ ابی بنی عورتوں میں ایک عورت
 نفاس بنی امیہ تھی مگر کہ عورتوں سے ابی بنی کے سوا اور عورتیں مراد لی جاویں جیسے بییان کنبے والیا یا حرم اریہ قطیفہ
 اور ابن جابر نے اس حدیث میں یہ علت نکالی کہ اسکی سند میں کثیر بن زیاد ہے وہ اٹلی بلٹی روایت میں نقل کرتا ہے تو جس
 روایت سے وہ متغیر ہو وہ پر نہیں کرنے کے لائق ہے نہ انتہے شوکانی نے کہا ابوہریرہ کو بخاری اور ابن حجر نے نقل کیا اور ابن
 حبان نے اسکو ضعیف کیا حافظ نے کہا ابن جابر کا قول صواب نہیں ہے اور سند ازید یہ مجهول الحال ہے نووی نے کہا ابی
 حرامت فقہانے جو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے تو اسکا قول مردود ہے اسکی کئی شاہدین نقلی نے کہا ابن ابی اسلمی
 حدیث میں ایک وہ جواب ناجز نکالی سلام بن سلیم سے اسنے حمیر سے اسنے اسنے اسنے اسنے کہ اسحضرت نے
 نفاس بنی امیہ کو چالیس دن سفر کیے مگر چالیس سے پہلے ابی بنی کو چالیس کے کم میں بھی پاک ہو یا دیگی اور وہ
 کیا اسکو درقطنی نے سن میں یہ کہہ کر کہا کہ نہیں روایت کیا اسکو حمیر سے کسی سے اسلام کے اور وہ ضعیف ہے صاحب
 تنقیح نے کہا ابن ناجز نے اپنی کتاب میں سلام بن سلیم سے حدیث کو اسکا اور کوئی حدیث روایت نہیں کی شوکانی نے کہا ابن جابر
 وغیرہ اسوں نے سلام کو جھوٹا کہا اور عبد الزاق نے اسکو دوسرے طریق سے اسنے سے موقوف نکالا دوسرے جو حاکم
 نے نکالی مستدرک میں ابو بلال اشعری سے اسوں نے ابو شہاب سے اسوں نے ہشام بن حسان سے اسوں نے حسن
 سے اسوں نے عثمان بن ابی العاص سے اسوں نے کہا حضرت منہ عورتوں کے لیے نفاس بن چالیس دن سفر کیے
 حاکم نے کہا اگر یہ سند ابو بلال سے سالم ہوتی تو مرسل صحیح ہوتی کیونکہ حسن نے عثمان بن ابی العاص سے نہیں سنا اور نکالا اس
 درقطنی نے سن میں اسکا کہ ابو بلال اشعری ضعیف ہے حافظ نے کہا ابو بلال ضعیف ہے اور حسن کی روایت عثمان سے
 منقطع ہے اور شہور اسکا موقوف ہونا ہے عثمان بن سلیم سے وہ جو حاکم نے نکالی مستدرک میں عمرو بن حصین سے اسوں نے
 عبد اللہ بن عمار سے اسنے عبد بن ابی لباہ سے اسنے عبد اللہ بن باباہ سے اسنے عبد اللہ بن عمر بنہ سے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس بنی عورت چالیس دن تک انتظار کرے پہر اگر اس سے پہلے پاکی دیکھے تو وہ
 پاک ہے اور اگر چالیس دن گذر جاویں اور پاک نہ ہو تو وہ مستحاضہ ہے غسل کرے اور نماز پڑھے پہر اگر خون غلبہ کرے پہر
 کرے ہر نماز کے لیے حاکم نے کہا عمر بن حصین اور محمد بن عمار نے علامہ دونو بخاری سلم کی شرط پر نہیں ہیں لیکن ہر حدیث
 کو شہادہ اور کیا اور روایت کیا اسکو درقطنی نے اپنے سن میں اسکا کہ عمرو بن حصین اور ابن عمار نے دونو مستدرک ضعیف
 ابن جوہری حدیث درقطنی نے نکالی ابو بلال اشعری سے اسنے حبان سے اسنے عطار سے اسنے عبد اللہ بن ابی لباہ

اوس عاشرے سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے نفاس میں چالیس دن مقرر کیے اور ابو بلال کا ضعف اور بیان ہو چکا اور نکالا اسکو ابن حبان نے ذیل الضعفاء میں حسین بن علوان سے اوس نے ہشام بن عروہ سے اوس نے اپنے بایں سے اوس نے عائشہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاس الیون کی چالیس دن مقرر کیے مگر جب وہ پاکی دیکھے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور اہل کافرانہ اس سے صحبت کرے چالیس دن کے اندر پہر کہا کہ یہ حدیث صحیحہ ہے اور حسین بن علوان حدیث بتاتا تھا اور عطاء بن عطاء بن عجلان ہے ایسا ہی بیان کیا طبرانی نے عطا کی حدیثوں میں اور کہا کہ یہ حدیث اس ہذا سے نہیں مروی ہے مگر عطاء بن عجلان کے طریق سے اور وہ کوئی ہے بہ ضعیف متفقہ ہو کئی حدیثوں میں ان میں سے یہ حدیث بھی ہے اور نہیں؟ ایت کیا اسکو ابن ابی ملیکہ سے کسی نے سوا عطاء کے انتہے پانچویں حدیث طبرانی نے نکالی ہم اوسط میں احمد بن حنبل سے اوس نے جابر رضی سے اور ہونج کے کہا نفاس الیون کی یہ ابو خالد احمد سے اوس نے شعث بن سوار سے اوس نے ابو الزبیر سے اوس نے جابر رضی سے اور ہونج کے کہا نفاس الیون کی یہ چالیس مقرر ہوئے چھٹی حدیث ابن عدی نے نکالی کامل میں علوان بن کثیر دمشق سے اور ہونج نے کھول سے اور ہونج نے ابو الدرداء اور ابو ہریرہ سے ان دونوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاس والی تہنکار کے چالیس دن مگر یہ کہ اس سے پہلے پاکی دیکھے اگر چالیس دن ہو جاوے اور پاکی نہ دیکھے تو غسل کرے وہ غسل ستھانہ کہہ کر ابن عدی نے علوان بن کثیر کی تصنیف نقل کی بخاری در سنائی اور ابن مدینی اور ابن حنین اور ابن موفقیں سے شوکانی نے کہا علوان بن کثیر بہت ضعیف ہے زبلی نے کہا ابن جوزی نے تحقیق میں احمد بن حنبل سے اشارہ کیا اور کہا کہ ہمارے صحابہ نے ابو ہریرہ کے روایت کی حضرت نے فرمایا جب چالیس دن گذر جاوے تو وہ ستھانہ کہہ کر غسل کرے اور نماز پڑھے پہر کہا کہ میں احمد بن حنبل سے سنا اور صاحب تنقیح میں ابن جوزی کا یہی قول ذکر کیا اور اس پر کثرت کیا حالانکہ حدیث کو ابن عدی نے نکالا اور ایسا ہی عبد اللہ بن عروہ سے مرفوعاً گذر چکا اور سکنہ نکالا حاکم اور داؤد طبرانی نے کہ اگر نفاس والی چالیس سے بڑھ جاوے تو وہ ستھانہ کہہ کر غسل کرے اور نماز پڑھے انتہے شوکانی نے کہا خطابی نے کہا کہ امام بخاری نے اس باب میں نام سلمہ کی حدیث کی تعریف کی اور اختلاف کیا علوان سے نفاس کی اکثر مدت میں تو حضرت علی علیہ السلام اور عمر اور عثمان اور عائشہ اور ام سلمہ اور عطاء اور ثوری اور شعبی اور زہری اور احمد بن حنبل اور مالک اور ہادی اور قاسم اور نافع اور سعید بن ابی ہشام اور ابو طالب کا یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چار دن ہیں اور ہونج نے دلیل لی انہی حدیثوں سے اور امام شافعی کا ایک قول در جمیع اور موسیٰ علیہما السلام کا جو امام جعفر صادق کے بیٹے ہیں یہ قول ہے کہ نفاس کی اکثر مدت ستر دن ہیں اور شافعی کا ایک قول اور مالک

سے ایک روایت ہے کہ سائبہ بن جریج نے کہا پچاس دن اور اسینے کہا کہ میں پرکھی دن اور حدیث
 اور بخاری کرتی ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے اور ترمذی نے ہکونکار المتن کہا حلال میں اور شیخ اس مسئلہ کے لیے
 ایک مستقل مسئلہ لکھا ہے یہ طریقہ علمائے مختلف کیا ہے نفاس کی کم مدت میں تو عورت اور شافعی اور محمد کا یہ قول ہے کہ
 کم کی کوئی حد نہیں اور زید بن علی نے کہا اسکی عادت کے تین حیض کے برابر مثلاً اشکو یا پھر دن حیض آتا ہے
 تو نفاس کے پندرہ دن کم سے کم ہونگے اور ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک گیارہ دن اور ثوری کے نزدیک تین دن
 اور وہ اپنے قول کے سب قوال محض گمانی ہیں اور بلا سند ہیں متبرحم کہتا ہے حق اسباب میں سے کہ نفاس کی کم مدت
 کی کوئی حد مقرر نہیں اور زیادہ کی چالیس دن مقرر ہیں اور ہمارے پیشوا امام احمد بن حنبل اور حضرت م کے اہل بیت
 علیہم السلام نے اسی کو اختیار کیا خدا تعالیٰ ہکو ان کے طریقین پر ثابت قدم کہے اور ہمارا حشر ان کے تابعداروں کے زمرہ
 میں کرے کہیں (۱۱) ابوداؤد نے اس مسئلہ سے نکالا کہ ایک عورت حضرت م کی عورتوں میں سے نفاس میں بیٹھتی تھی
 رات تک اور آپ اسکو حکم دے کہ نفاس کی غاروں کی قضا پڑھنے کا اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی نکالا اور اس
 کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اسی سند سے مروی ہے علی بن اللعلی سے اس نے ابوسہیل کثیر بن زیاد سے اس نے اس سے
 اس نے اس مسئلہ سے شکوکافی نے کہا بجز میں ہے کہ علمائے اجماع کیا کہ نفاس مثل حیض کے ہو سب بالوقن کی حلت اور
 حرمت اور کراہت اور استحباب میں اور علمائے اجماع کیا کہ حائضہ پر نماز کی قضا نہیں ہے اور یہ اوپر گذر چکا ہے مختصراً
 (۱۲) ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گواؤنکی ایک لڑکی تھی وہ چپ
 گئی آپ نے فرمایا کیا اشکو حیض آیا اوہنوں نے کہا ہاں پہر آپ نے اپنے عامہ میں سے ایک ٹکڑا کھایا اور فرمایا اسکی
 اور سنی کرے (۱۳) ابن ماجہ نے معاذہ سے ایک عورت نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا حائضہ خضاب کرنے (یعنی
 ماتہ یا پانوں یا باون کورنگے) اوہنوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اور خضاب کی تین پہر آپ
 ہم کو منہ نہیں کرتے تھے اس سے فقہائے دیگر نکالا کہ حائضہ عورت غسل سے پہلے مہندی لگاتے تھے (۱۴) اس حدیث
 ابی صلت سے ابوداؤد نے نکالا اوہنوں نے ایک عورت کو سنائی غفار کے وہ کہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مجھے اپنے چھ اونٹ پر چڑھایا پالان کے چھبے پر (مختصراً جو اونٹ کے چھ پالان کے اخیر میں باندھ دیا جاتا ہے)
 پہر قسم خدا کی آپ اترے صبح کے وقت جلاؤنٹ آپ نے بیٹھا یا اور میں سچیتے پرے اور تری تو اوس میں خون کا
 نشان پایا اور میرا پہلا حیض تھا تو میں اونٹ سے لگ گئی اور شرم کرنے لگی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حال دیکھا اور خون ہی دیکھا تو فرمایا شاید یہ سچے حیض لگایا ہے کہا ہاں آپ نے فرمایا اپنے تئیں درست کر لے

نفاس الی برنگار کی قضا ہو یا نہ ہو

نفاس الی برنگار کی قضا ہو یا نہ ہو

یعنی جب باندھے کے خون باہر نکلے پھر ایک برتن پانی کا لیکر اوس میں نمک ملا اور پھر صبح خون لگ گیا ہے اوسکو دھو ڈال پھر اسی جگہ سوار ہو جا اوس عورت نے کہا جب اپنے خیمہ کو فتح کیا تو تم کو بھی ایک حصہ دیا مال غنیمت میں سے پھر وہ عورت جب حیض سے طہارت کرتی تو پانی میں نمک ڈال کرتی اور جب مرنے لگی تو وحیت کر گئی کہ غسل کے پانی میں نمک ڈالنا (۱۵) امام مالک نے سوطا میں سالم بن عبد اللہ و سلیمان بن یسار یوحیہ لکھے کہ حاضرہ حبیب پاک ہو جاوے تو اوسکا خاندان اس سے جماع کر سکتا ہے غسل سے پہلے انہوں نے کہا نہیں جب تک غسل نہ کرے (۱۶) امام مالک نے سوطا میں ابن شہاب سے پوچھا گیا حالہ عورت خون کیسے انہوں نے کہا نماز سے باز رہے (کیونکہ حاملہ کو بھی کبھی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن السیب اور ابن شہاب) امام مالک کا اور ابو حنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا یہ مذہب ہے کہ وہ حیض نہیں ہے (۱۷) امام مالک نے سے مولا ابی بکر سے کہ تعقل بن حکیم اور زید بن اسلم نے انکو سچا سعید بن السیب پس اونے پوچھنے کو کہ استحاضہ کیونکر غسل کرے انہوں نے کہا غسل کے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے پھر اگر خون غلبہ کرے تو ننگوٹا کسے (۱۸) امام مالک نے عروہ بن الزبیر سے انہوں نے کہا استحاضہ پر نہیں ہے مگر ایک غسل کرنا پھر وضو کرے اسکو بعد ہر نماز کے ایسے تھمر جناب علیہ السلام ابو لطیفہ امام السبر کا تہ بدور الہامین لکھتے ہیں کہ حیض کا نو سال سے پہلے ممکن نہ ہوتا اور ساٹھ سال کے بعد ممکن نہ ہوتا اسپر کوئی دلیل کتاب سنت سے نہیں ہے بلکہ صرف ہنقر اسے اور اصل کیمالات میں حیض کا مختلف فیہ ہے اور بعض عورتیں حمل میں حاضرہ ہوتی ہیں اور حیض کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں انسے تین باتیں نکلتی ہیں ایک کہ عادت کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور عورتوں کے دوسرے یہ کہ اپنی خاص عادت کی طرف تیسرے یہ کہ خون کی صفت کو دیکھنا چاہیے اور ان تینوں میں یوں جمع ہو سکتا ہے کہ مبتدئہ یا ناسیہ صفت کو دیکھ اور جو صفت حضرت م نے حیض کی بیان فرمائی اگر وہ ضعیف ہو تو حیض ہے ورنہ نہیں ہے اور اگر صفات مختلف ہوں یا ملتبس اور تغیر نہ ہو سکے تو اپنی قریب عورتوں کی عادت کو دیکھ کیونکہ حضرت م نے فرمایا لَمَّا خِصَّ الْمَرْءُ رَأْسَ ظَہْرِہِے کہ قرابت کی عورتیں غیر عورتوں سے مقدم ہیں اگر عورتوں کی عادت میں اختلاف ہو تو اکثر کی جو عادت ہو اوسکا اعتبار ہو گا اور جو اکثر کوئی نہ ہو تو جبہ یا سات روز حیض کے ٹھہر لے جیسے حدیث میں ہے اور عقائد اپنی عادت کی طرف رجوع کرے اور خون کی صفت کی طرف اگر عادت اور صفت متبتہ ہو جاوے تو اپنی قرابت دار عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے اگر اون میں اختلاف ہو تو ویسا ہی کرے جسے مبتدئہ کے لیے بیان ہوا اور پس تغیر سے سارا اشکال فہم ہو گیا اور اس قبل قال کی احتیاج نہ رہی جو متاخرین فقہانے اس باب میں کیا ہے عرف الحادی میں ہے کہ اہل فروع نے جو اس باب میں طویل

سہ
میں
اور
۱۲

رسلے لکھے ہیں اور صریح و طے کیے ہیں محض خرافات میں لٹتے تمام پہلی کتاب حیض و نفاس کی اب بشرح
ہوتی ہے کتاب تیمم کی الدجل جلالہ کے فضل اور عنایت پر بہرہ و سا کر کے ہوا الموفق فقط لیم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے ان ف کریمہ کی روایت میں بسم اللہ اسی مقام پر ہے اور ابوذر

کتاب التیمم کی روایت میں کتاب التیمم کے بعد

تیمم کے معنی یہ ہو گئے کہ منہ اور ہاتھوں کا مسح سہی سے اب خلاف ہے کہ تیمم غریت ہر یا رخصت ہر وضو کے
کہا جیسا پانی نہ ملے تو غریت ہے اور غدر کے لیے رخصت ہے (فتح) شرع میں تیمم کے معنی منہ اور ہاتھوں
کا مسح سہی سے اگرچہ حدیث اکبر ہو اور یہ خصوصیات میں سے ہے اس کے جو فرض ہوا سہ یا سہ سحری میں

رَقَطُ رُقَاً وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى نَلَكُمْ جِدًّا وَآمَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ
مِنْهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا مَسَّكُمْ النَّسَاءُ فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ وَأَمَّا الْفَارِطُ أَوْ الْمَسْتَمُّ
وَأَيُّكُمْ إِنْ كَانَ عَفْوَ غَفُورًا يَعْنِي اگر تم بیار ہو یا مسافر ہو یا تم میں سے کوئی یا نجانے سے او
یا چہرہ تو تم عورتوں کو پیر بانی نہ پاؤ (یعنی پانی پر قدرت نہ ہو جو بیماری کے یا پانی نہ ہونے کو یا قیمت نہ ہونے
یا اور کسی وجہ سے) تو تیمم کرو پاک مٹی کا تو پیر واپسے مونہوں اور ہاتھوں پر بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنا
والمابخنة والاسی اور سورہ مائدہ میں اس لفظ سے ہر وَاِنْ كُنْتُمْ حَرًّا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ

مِنْكُمْ مِنَ الْغَارِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ وَأَمَّا الْفَارِطُ أَوْ الْمَسْتَمُّ
يُوجَّهِيكُمْ وَأَيُّكُمْ يَكُمُ حِينَ تَوَسَّوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا
بیان کی اس میں ہی رُءُوسِ موجود ہے اور ایسے ہی روایت ہو کر یہ اور شبوی کی اور ابوذر کی روایت میں رُءُوسِ
ہے حافظ نے کہا اکثر نسخوں میں فَلَکُمْ جِدٌّ وَاہ ہے اور ایسا ہی قرآن میں اور نسفی اور عیدوس اور ستملی اور
کی روایتوں میں فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا آبَ ابوزر نے کہا ہماری روایت میں ہی ایسا ہی ہے لیکن قرآن میں فَلَکُمْ
جِدٌّ وَاہ ہے اسکی توجیہ حافظ صاحب نے یہ کی ہے کہ غرض المام بخاری کی فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا آبَ اَنْفَل کرنے سے یہ
کو حدیث میں جس آیت کا ذکر ہے اوس سے سورہ مائدہ کی آیت مراد ہے کیونکہ حمادین سلمہ کی روایت میں مشام

انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہ سے یہ مذکور ہے اسی قصہ میں کہ یہ اسد تعالیٰ نے تم کی آیت امار کی
 قرآن کہ تَجِدُوا عَمَاءَ قَتَمَمُوۡا ۲۰ اخیر حدیث تک تو امام بخاری نے قرآن کہ تَجِدُوا عَمَاءَ کہ اس حدیث کی نظر
 اشارہ کیا اس حدیث میں قرآن کہ تَجِدُوا عَمَاءَ کہ ایک شاذ قرأت ہے جو حدیث میں کسی یا کسی اور کی یا وہم ہوئے
 صاحب شافعی نے کہا کہ سورہ مائدہ میں جو سورہ کا لفظ ہے اس سے صاف نکلتا ہے کہ تم صاف پہرہ جس پر
 نہ ہو درست نہیں ہے اور شافعیہ کا یہی قول ہے اس لیے کہ میں تبخیر سے اس کا یہ ضنون ہے کہ کسی میں سے یہ
 ماہہ میں لگ جاوے اور خفیہ کہتے ہیں کہ ایسے پہرہ پر نیم درست ہے بلکہ اس کا یہ کہتے ہیں کہ روڑ زمین کوئی
 ہو یا پہرہ مینہ ملی یا تاویل کرتے ہیں کہ میں ابتدائے غایت کو ایسے ہی حالانکہ یہ تاویل پوچھے کیونکہ عرب کو لگ
 جب یہ کہتے ہیں مَسَحَتْ بِرَأْسِهِ مِنَ اللَّأْهِنِ يَاصْنَ اللَّأْهِنِ يَاصْنَ اللَّأْهِنِ تو سب جاتے بعض کے معنی مراد
 کہتے ہیں اور ابتدائے غایت کو معنی کوئی عرب نہیں سمجھتا اور یہی حق ہے اور حق کو اختیار کرنا حق جہگہ کرنا
 سے بہتر ہے لہذا عائشہ کا لفظ ہے کہا امام بخاری یہی سمجھ کہ باب کی حدیث میں آیت سے سورہ مائدہ کی آیت مراد ہے
 اور انہوں نے اس حدیث کو سورہ مائدہ کی تفسیر میں نکالا اور مدد دی اس مطلب کی عمر میں حدیث کی روایت سے
 عبدالرحمان بن قاسم سے اس حدیث کو اس میں یہ ہے یہ حدیث اور ہی یا یہاں الذین امنوا اذا قمتم الى الصلوة
 تَشْكُرُونَ تک جو سورہ مائدہ میں ہے لہذا **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ**
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَصْفَادِهِمْ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْبَدَ ابْنُ الْحَجَّافِ انْفَطَعَ
عَقْدُهُ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقِيَامِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَمْ يَسُوا عَلَى نَبَايَةٍ
فَأَنَّ النَّاسَ إِلَى ابْنِ بَكْرِ الصَّدِيقِ فَقَالُوا الْآزَرَى مَا صَنَعْتَ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَلْيَسُوا عَلَى مَا رَأَيْنَا وَلَكِنَّ مَعَهُمْ مَاءً فَجَاءُوا ابْنَ بَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَصْبَحَ رَأْسُهُ عَلَى الْخَزْنِ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ وَ
لَمْ يَسُوا عَلَى مَا رَأَيْنَا وَلَكِنَّ مَعَهُمْ مَاءً فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ ابْنُ بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ وَ
جَعَلَ يَطْعُونِي بِبَيْدِهِمْ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَنْتَعِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى الْخَزْنِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنزَلَ اللَّهُ آيَةَ
التَّيْمِيمِ فَيَمُمُوا فَقَالَ سَيْدُ بْنُ الْحَضِرِ مَا هِيَ يَا أُولِي بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ ابْنِ بَكْرٍ قَالَتْ بَعِثْنَا الْبَعِيرَ

اللہ تعالیٰ کثرت علیکم فاصبنا اللہ تعالیٰ تحت ازجہ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دہشت ہوا انہوں نے کہا ہم مکہ کے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بعض سفروں میں آپ کے (غزوہ بنی مصطلق میں جب ہم بیدارین پہنچے یا ذات
الجیش میں راہِ ذوالمقام مدینہ کے قریب میں ذوالحلیفہ کے پاس مکہ کی راہ میں) تو میرا ہار گئے گا اگر کیا ہم حضرت ام
دھنیرؓ سے کوئی چیز لے آئے اور آپ کے ساتھ لوگ یہی ٹھہر گئے اور وہاں پانی نہ تھا لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے
اور کہتے تھے تم نہیں دیکھتے جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا دیا اور لوگوں کو اور وہاں پانی تیز
ہے نہ ان کے ساتھ پانی ہے یہ منکر ابوبکرؓ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے میری ران پر کہہ کر سو گئے تھے انہوں نے
نے کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگوں کو رک کر یا نہ وہاں پانی نہ ان کے پاس پانی ہے حضرت عائشہؓ
نے کہا تو ابوبکرؓ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو اللہ کو منظور تھا وہ کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کو کہہ میں کو بچا دینے لگے
میں چونکہ بلی تو صرف سیاح سے کہ حضرت کا سر میری ران پر تھا میرا جب صدمہ ہو گئی تو آپ اٹھے اور وہاں پانی
نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری لوگوں نے تیمم کیا اُسید بن جضیر (انصاری) نے کہا یہ تمہاری پہلی
برکت نہیں ہے ابوبکرؓ کی آل (اس سے پہلے اور یہی کئی بکرتیں تمہاری وجہ سے ہوئیں ہیں) حضرت عائشہؓ نے
کہا یہاں ہم نے اوس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو مارا اسکے تلے سے طواف حافظ نے کہا نبی
غزوہ حبشی غزوہ تبوک اور مدین حضرت عائشہؓ کی تہمت کا قصہ ہوا اور تہمت کا سبب یہی ہوا اگر کرتا ہوا اگر
ثابت ہو تو شاید اس سفر میں دوبار مارا ہو گا اور بضون نے ہمیں شکال کیا اور کہا کہ مریمیم تو مکہ کے ایک
کوٹے میں ہے قدریاد اور ساحل کے درمیان اور یہ نظریہ کیرطرت کا ہے کیونکہ بیدار اور ذات الجیش مدینہ اور
اور جیر کے بیچ میں ہیں جیسے لودی نے کہا میں کہتا ہوں یہ خلاف ہے اوسکے جواب میں اللہ تعالیٰ نے کہا انہوں نے
کہا بیدار وہی ذوالحلیفہ ہے جو مدینہ کے قریب میں ہے کہ مکہ کی راہ پر اور ذات الجیش ذوالحلیفہ کے ورے ہو ابوبکرؓ
مکہ کی راہ میں معجم میں کہا بیدار مکہ سے قریب ہے نسبت ذوالحلیفہ کے پہر بیان کی یہی حدیث حضرت عائشہؓ
کی اوسکے بعد ابن عمرؓ کی حدیث بیان کی کہ بیدار تمہارا یہ ہے جس میں تم جھوٹ بولتے ہو اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احرام نہیں باندھا مگر مسجد کے پاس سے انہوں نے کہا بیدار وہ شکرہ ہے جو ذوالحلیفہ کے آگے
ہے کہ مکہ کی راہ میں اور ذات الجیش مدینہ سے ایک برید پر ہے اوس میں اور عقیق میں سات میل کا
فاصلہ ہے اور عقیق مکہ کی راہ میں ہے نہ خیمہ کی راہ میں تو ابین میں کا کہتا صحیح ہوا اور مؤید ہے اوسکے وہ
جو نکاح امید میں نے مستندین اسی حدیث میں کہ مارا گر پڑا ابوا کی رات میں اور ابوا کہ اور مدینہ کے بیچ میں ہے

اور فرمایا میں نے کتاب الطہارۃ میں علی بن سہر سے سنا کہ لاکھ اسمیں کہ نام مصلصل تھا اور یہاں ہی نکالا ابن عبد البر نے
اور مصلصل بکری سے کہا ایک بیٹا ہے ذرا کھینچ کے پاس اور مصلصل نے وہم کیا اور مصلصل خدا تعالیٰ سے کہا
اور بعضوں نے کہا سفر متعدد ہے جیسے طبرانی کی ایک روایت میں اسکی تفسیر ہے اور بولت کہ تفسیر میں اسکو
نکالا عمرو بن حارث کی روایت سے اوسمیں یہ ہے کہ میرا ایک مارید ارمین گڑھا اور ہم مدینہ میں داخل ہوئے
والے تھے تو آپ نے اوٹ بیٹھا دیا اور اتر پڑے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کے قریب میں ہوا اور
حارث سے یہ نکلتا ہے کہ حرمین میں پانی نہ ہو وہاں پھر نادرست ہے سبطرح وہ راہ چلنا جس میں پانی نہ ہو اور سبط
یہ اعتراض ہے کہ مدینہ اوسنے قریب تھا اور نکالا ارادہ مدینہ میں داخل ہونے کا تھا اور احتمال ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ قافلہ کے ساتھ بانی نہیں ہے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ اس مقام میں پانی نہیں
ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ امام کو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی فکر کرنا چاہیے اگرچہ وہ حقوق خفیف ہوں کیونکہ
ابن ابطال نے نقل کیا کہ اس ماری کی قیمت بارہ درہم تھی اور اسکے حکم میں ہے پھر ناکسی رہ گئے کے بلجانے کے لیے
یا دروے کے دفن کے لیے یا اگر کسی مصلحت کے لیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ مال کا تلف کرنا منہم ہے اور عورت کی
شکایت خاندان ہوتے ہوئے اوسکے باپ سے کرنا درست ہو اور شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ حضرت عوآرم میں تھے اور
صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میدان نہیں کرتے تو اور یہ بھی نکلتا ہے کہ باپ بیٹی کے پاس جا سکتا ہے گودہ بچہ
خاندان کے پاس ہو بشرطیکہ خاندان اس سے ناراض نہ ہوتا ہو اور مباشرت کی حالت نہ ہو اور طبرانی کی روایت میں
ہے کہ ابو بکر نے عائشہ سے کہا تو ہر بار تکلیف دیتی ہے اور عمر بن حارث کی روایت میں ہے تو نے لوگوں کو
روک رکھا ایک ماری کے لیے اور حدیث میں یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کو ادب سکھانے کے لیے ماری جا سکتا
ہے اگرچہ وہ بڑی ہو اسکی شادی ہو گئی ہو اور بیٹی کے حکم میں ہے وہ جسکی تادیب اس سے متعلق ہے گو امام
اجازت نہ دیوے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ جسکی حرکت سے کسی شخص کو جو سوتا ہو تکلیف ہو بچہ نوزہ حرکت کرے
اور صبر کرے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ وضو صحابہ پر اس آیت کو اٹھنے سے پہلے واجب تھا اور یہی سبب ہے انہوں نے
ایسے مقام پر اوترنا یا را سبھا جہاں بانی رہتا تھا اور ابو بکر نے حضرت عائشہ پر غصہ کیا ابن عبد البر نے کہا تمام اہل
نہ اتفاق کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے نماز فرض ہوئی وضو ہی سے نماز پڑھی اور سکا ہکا
وہی کر گیا جو جاہل ہے یا معاند ہے اور اس واقعہ سے لوگوں کو تیمم کا مسئلہ نیا معلوم ہوا نہ وضو کا اور وضو کا ذکر جو
اس آیت میں کیا اوس میں یہ حرکت تھی کہ وضو کی فرضیت قرآن سے ثابت ہو جاوے اور بعضوں نے کہا تھا کہ

ہے کہ اس آیت میں قبلاً وضو کا ذکر ہے مگر لایہے اور چکا ہوا اس قصے کے وقت تیمم کا ٹکڑا اور تراہو اور دونوں کو
 سجاڑا تیمم کی آیت کہا اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مؤلف نے تفسیر میں جو روایت نکالی اس سے ساری آیت
 کا اثر تا اس قصے کو وقت معلوم ہوتا ہے ابن عربی نے کہا جید حدیث میں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت
 اوقاری یہ ایک شکل ہے جسکی دو انہیں کیونکہ معلوم نہیں ہوتا کون سی آیت مراد ہے ابن بطال نے کہا انسا
 کی آیت مراد ہے یا مائدہ کی قرطبی نے کہا انسا کی آیت مراد ہے کیونکہ مائدہ کی آیت کو آیت وضو کہتے ہیں
 پس آیت تیمم انسا کی آیت ہوگی اور واحدی نے اسباب النزول میں آیت انسا کو ساتھ اس قصے کو ذکر کیا ہے اور ان
 سب لوگوں پر حجت پوشیدہ رہی جو امام بخاری کو معلوم ہو گئی کہ مراد آیت مائدہ ہے بلاترذو کیونکہ عمر بن حارث
 کی روایت میں اسکی تصریح ہے پہرہ آیت اور می آیا انہما الذین استموا اذا قمت لے الصلوۃ اخیر تک اور آیت
 میں جو قمتموا کا لفظ ہے اس سے پہنچا لایہے کہ تیمم میں نیت فرض ہے کیونکہ تیمموا کا معنی انصدوا ہو یعنی
 اوتراؤم فقہا کا یہی قول ہے صرف ادراعی کا اس میں خلاف ہر اور نہ نکالا ہے کہ تیمم جائز نہ ہوگا اگر ہوا چلے اور
 ماتھون اور موتہ پر خاک پڑ جائے اور وضو جائز ہو جاوے گا اگر پانی برسے اور نیت وضو کی کرے اور اظہر
 یہ ہے کہ تیمم ہی جائز ہو جاوے جو شخص چلتی ہو این مٹی کا قصد کرے البتہ اگر قصد نہ ہو تو جائز نہ ہوگا
 شیخ ابو حامد نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہ بھی نکالا کہ پاک صمدی معین ہے تیمم کے لیے اور اس کے معنی
 آگے مذکور ہوں گے اور یہ بھی نکالا کہ ہر فرض نماز کے لیے تیمم ضرور ہے اور اس حدیث کی کسی طریق میں نیم
 کی کیفیت مذکور نہیں ہے البتہ عمار بن یاسر نے اس قصہ کو نقل کر کے تیمم کی کیفیت بیان کی ہے اسکا بیان
 آگے آویگا اور ابوبکر کی آل سے خود وہ اور انکے گھر والے اور تابع مروین اور اس حدیث میں دلیل ہے
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی اور ان کے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی
 اور انکی برکتیں بار بار ظاہر ہونے کی اور عمر بن حارث کی روایت میں ہے اللہ نے برکت دی لوگوں کے
 لیے تمہاری وجہ سے اور اسحاق شیبی کی تفسیر میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ صدیقہ
 سے فرمایا کتنی بڑی برکت والاتیہا رہتا اور ایک روایت میں ہے قسم خدا کی تمہارے کوئی ایسا آدمی
 ہوا جسکو تم نے بڑا جانا لالو نقد قائلے نے اس میں مسلمانوں کی پہلانی کردی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے اس سے نکلنے کا تمہارے لیے ایک راستہ کر دیا اور مسلمانوں کو اس میں برکت کردی اور
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تمہمت کو بعد ہوا اور قوی ہوتا ہے اسکا قول جو کہتا ہے ہر کئی بار گمان

تجربین حبیب بخاری نے ایسا ہی کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرغز وہ ذات الرقاع میں گرا اور غزوہ بنی المصطلق میں اور اہل معازی نے اختلاف کیا ہے کہ ان دونوں کو نساغرو پہلے تھا وادادی نے کہا تمیم کا قصہ غزوہ فخر میں ہوا اور اس میں تردد کیا اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حبیب تمیم کی کتاری بوہن بنین جانتا تھا کیسا کروں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت غزوہ بنی المصطلق کے بعد لاری کیونکہ ابو ہریرہ مشہد میں اسلام لائے اور معازی میں یہ آدھکا کہ امام بخاری نے یہ سمجھا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع ابو ہریرہ کے آئیکے بعد ہوا اور ابو موسیٰ زائے میں آئے جب ابو ہریرہ اسلام لائے تھے اور اس امر کی دلیل کہ یہ قصہ تمیم کے بعد کا ہے وہ ہے جو طبرانی نے کمالی عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے انہوں نے عائشہ سے کہ جب میرے ہار کا یہ حال ہوا اور ہمت والوں نے جو کہا وہ کہا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی دوسری لڑائی میں وہاں بھی میرا رگڑا یہاں تک کہ لوگ رک گئے اور اسکے ڈھونڈنے کے لیے بولنے لگے کہ اسے بٹیا تو ہر سفر میں ایک تکلیف ہوتی ہے اور بلا ہوتی ہے لگو تو یہ قرب اللہ تعالیٰ نے تمیم کی رحمت اتاری پھر ابو بکر نے کہا اسے بٹیا تو سبارک ہے میں بارہی کہا اسکی اسناد میں محمد بن حمید رازی ہے مہین گفتگو ہے۔ اس وقت میں ابو بکر نے جو غصہ میں کہا اسکا بیان ہے اور اسکا بیان لگا رہا کہ اگر اتنا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ پہلے ہار ڈھونڈنے گئے تھے انکو مار نہیں ملا اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا اسنے ہار پایا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے صحابہ میں سے کئی لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لیے بھیجا اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ اسید بن حضیر اور کئی آوسیوں کو اس کے ساتھ بھیجا اور مجمع الزوائد میں اسطور سے ہے کہ اسید تو ان سب لوگوں کے سردار تھے جو ہار ڈھونڈنے کے لیے بھیجے گئے اور دوسری روایت میں ایک شخص سے مہنی مراد ہیں پھر پہلے ان لوگوں کو مار نہ ملا جب تک آپ نے اور تمیم کی آیت از چکی اور کوچ کا ارادہ ہوا اور اوٹ کو ادھایا تو اسید نے اسکو اوٹ کے تلے سے پایا اس وقت میں مخالفت جاتا رہیگا اور قاضی سمعیل نے جو ہم کی نسبت دی بعض مادیوں کی طرف اسکی ضرورت نہ رہی اور بیان ایک اور اختلاف ہے وہ یہ کہ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ میرا رٹوٹ گیا تھا یا گر گیا تھا اور عروہ کی روایت میں ہے جو آگے آئی کہ حضرت عائشہ نے ہمارے بیٹے اپنی بہن سے ایک ہار مانگ لیا تھا وہ ہار ہو گیا اور ہم اس طور سے ہے کہ حضرت عائشہ نے اسکو اپنا ہار کہا اس خیال سے کہ اسنے قبضہ میں تھا اور اسکا کہا اس اعتبار سے کہ ان کی ملک تھا اور یہ تاویل اسوقت ہوگی جب دونوں روایتوں کا قصہ ایک ہے

اور جو قصہ متعدد ہو جیسے امام بخاری کا میلان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے ایک روایت کو
 مالکہ کی تفسیر میں ذکر کیا اور دوسری کو تسمیل کی تفسیر میں تو تادیل کی ضرورت نہیں بلکہ مالکہ کا قصہ حضرت عائشہ
 کے ہار میں ہوا اور تسمیل کا اسماء کے ہار میں اور ابو داؤد نے عمار سے نکالا کہ یہ ہار جرجع طھار کا تھا اور جرجع یعنی گک
 ہے اور طھار ایک گک شہور ہے جیسے اور کتاب الجھض میں گذرا اور احمدیث سے یہی نکلتا ہے کہ سفر میں عورت
 کو ساتھ رکھ سکتے ہیں اور عورت زبور پہن سکتی ہے اپنے خاندان کی نگاہ میں اچھی معلوم ہونیکے لیے اور عائشہ
 کی چیز سفر میں لیا سکتے ہیں بشرطیکہ مالک کے ضابطہ نام ہوا کلام حافظ کا قطلانی نے کہا نولف نے احمدیث کو
 نکاح اور تفسیر اور محاربین میں نکالا اور سلم اور نسائی نے طھارت میں لے کر **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبْرَةَ**
قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ قَالٍ أَخْبَرَ كَاهِشِيمٌ قَالَ أَخْبَرَ نَاسِيبًا
قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ الْفَقِيرُ قَالَ أَخْبَرَ نَاجِيًا بِنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
أَعْطَيْتُ خُمْسًا لِمَنْ يُطَهِّرُنِي أَحَدٌ فَبَكَى فَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةً ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ
وَطَهَّرْتُ قَابِلًا لِمَنْ أَجَلَ عَنْ أَمَّتِي أَدْرَكْتُ الصَّلَاةَ فَلْيَصِلْ وَأَحَلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ يَحِلْ لِي وَجْهٌ
قَبْلِي وَأَعْطَيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمٍ خَاصَّةٍ وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ
 عامۃ ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (غزوہ تبوک میں
 جو سب کے اخیر غزوہ تھا) مجھے پانچ چیزیں ملیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی تھیں **أَفْتِ** یعنی تفسیر میں پانچ
 سے ابن عباس کو حیرت میں ہے کہ میں ان کو فخر کی راہ سے نہیں کہتا اس سے معلوم ہوا کہ اور باتیں ان کا کچھ
 کے سوا آپ سے خاص نہیں لیکن مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ مجھے اور ہمیر و بنیر چھ باتوں سے فضیلت
 ملی تو چار ان پانچ باتوں میں سے بیان کیں اور دو باتیں اور جیسے اگے مذکور ہوئی اور دونوں میں جمع
 اس طور سے ہے کہ شاید آپ کو پہلے ان سب باتوں کی خبر نہ ہوئی جو آپ سے خاص تھیں کچھ باتیں
 پہلے معلوم ہوئیں پھر بعد اور باتیں معلوم ہوئیں اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ان پانچوں میں سے
 کوئی بات کسی اگلی پیغمبر میں نہ تھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام ساری دنیا
 کی طرف ہی ہجر گئے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ طوفان کے بعد وہی لوگ دنیا میں ہی رہے جو حضرت
 نوح کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کی طرف تو حضرت یونسؑ بھی ہجو کر اصل لعنت اُن کی تمام دنیا کی طرف نہ تھی
 یہ طوفان کی وجہ سے ساری دنیا میں یہی لوگ باقی رہے جو اُن کے ساتھ تھے پس اس آفت کی وجہ سے

گویا وہ ساری دنیا کی طرف بھیجے گئے برخلاف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کی بعثت اول
 ہی سے عام تھی تو یہ امر آپ ہی سے خاص ہوا اب قیامت کے دن جو محشر اسے حضرت نوحؑ سے کہیں گے کہ تم
 پہلے رسول ہو زمین والوں کی طرف تو اس سے اونکی بعثت کا عام ہونا مقصود نہیں بلکہ یہ عرض ہے کہ رسالت
 اونکی اول تھی اور قرآنی آیتوں سے نکلتا ہے کہ حضرت نوحؑ اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور بعضوں کی انکی
 بعثت عام ہونے پر یہ دلیل لی ہے کہ انہوں نے ساری دنیا کے کافروں کے لیے بد دعا کی اور وہ سب ب
 گئے پس اگر وہ تمام دنیا کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے تو اونکی بد دعا سے ساری دنیا کے لوگ ہلاک کیوں ہو گئے
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم نہیں عذاب کرتے جب تک ہول نہ بھیجیں اور پہلے رسول وہی ہیں میں ثابت ہوا
 کہ اون کی رسالت عام تھی اسکا جواب یوں دیا ہے کہ شاید اور کوئی پیغمبر بھی حضرت نوحؑ کے سوا اونکی طرف بھیجا
 گیا ہو اور حضرت نوحؑ کو معلوم ہو گیا ہو کہ وہ ایمان نہیں لائے پس دعا کی انہوں نے اون سب پر جو ایمان نہیں
 لائے اونکی قوم کے ہون یا اور قوموں کی اور جواب چھ گزیر نہیں ہوا کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں اونکے سوا اور
 کوئی نبی بھیجا گیا تھا اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ شاید وحید کی دعوت اونکی قوم کے ذریعہ سے تمام دنیا والوں
 کو پہنچ گئی ہو اور انہوں نے نہ مانا ہو اور شرک پر قائم رہے ہوں اسوجہ سے سب کو عذاب ہوا ہو اور داؤدی
 نے غلطی کی جو کہا کہ مراد یہ ہے کہ یہ پانچوں بائین آپ کے سوا اور کسی پیغمبر میں نہ تھیں کیونکہ حضرت نوحؑ علیہ السلام
 کی بعثت ہی عام تھی اسلیے کہ حدیث کی اخیر عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ بعثت کا عام ہونا ہی آپ سے خاص
 تھا (فتح مخصراً) ت مدد دیا گیا میں رعبے ایک ماہ کی راہ سے (یعنی ایک مہینہ کی راہ سے میرے
 میرے دشمنوں کے دل میں پڑتا ہے ابوامامہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو دلتا ہے میرے دشمنوں
 کے دل میں نکالا اسکو احمد نے) اور میرے لیے ساری زمینیں مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ت مسجد
 مراد مسجد کے کی جگہ یعنی مسجد کے لیے زمین کے کسی مقام کی خصوصیت نہیں بلکہ ہر ایک جگہ نماز پڑھتا
 جائز ہے اس میں نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری زمین کا مسجد بننا اور ساری زمین کا پاک کر نیوالی ہونا
 یہ دونوں بائین مجھ سے خاص ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں سیاحت کرتے تھے اور جہان نماز کا
 وقت آتا وہاں نماز پڑھ لیتے اور یہاں ہی کہا داؤدی نے اور بعضوں نے کہا اگلی امتوں میں نماز زمین
 میں اُٹھ جائز ہوتی جسکی ظہارت کا یقین ہوتا اور ہمارے دین میں ہر جگہ جائز ہوئی جسکی نہایت
 کا یقین ہو اور ظاہر ہے جو خطابی نے کہا کہ اگلی امتوں کے لیے نماز مخصوص مقاموں میں جائز رہتی

جیسے کہ جاکنسیہ چرخ وغیرہ اور مویہ ہا اسکے کچن شعیب کی روایت میں یہ ہے کہ جب سید لوگ اپنے گرجا کو گئے
 نماز پڑھتے تھے اور یہ فرض ہے سوئم ترار عین تو اس سے خصوصیت ثابت ہوئی اور مویہ ہا اسکے وہ جو بزار نے نکالا
 ابن عباس سے منسل حدیث باب کے اوس میں یہ ہے کہ کوئی پیغمبر نماز نہیں پڑھتا تھا یہاں تک کہ اپنے محراب میں
 پہنچتا اور ابن منذر اور ابن جازو نے باسناد صحیح نکالا اس سے مراد وہاں میرے لیے ہر ایک پاک زمین مسجد اور طہور
 بنائی گئی یعنی پاک کرنے والی کیونکہ اگر طہور کے معنی طہر ہوں تو طہیر کے معنی ہی ہیں اس حدیث میں مکرار
 بنے فائدہ لازم ہوگی اور اس سے یہ دلیل ملے گی کہ تمیم حدیث کو رد کرتا ہے پانی کی طرح اور تمیم جائز ہے زمین کے
 تمام جڑ سے اور ابو امامہ کی روایت میں یہ ہے کہ میرے لیے ساری زمین اور میری اس کے لیے مسجد اور طہور بنائی گئی
 اور اسکی بحث اگر آئے گی دفعہ مختصر است میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز پڑھے
 ف اگرچہ پانی نہ ملے یا پندرہ منے حافظ نے کہا یہ عموم کا صیغہ ہے اس کے تحت میں وہ داخل ہے جو پانی نہ پاوے
 زمینی اور زمین کے اجزائیں سے کوئی خبر بالیوے تو وہ اس سے تمیم کر لیوے ابو امامہ کی روایت میں ہتھیلی کے
 پاس یہ ہے کہ جو شخص میری است میں سے نماز کو پاوے اور پانی نہ پاوے تو وہ پاوے گا زمین کو پاک کر نیوالی
 اور جدار امام احمد کی روایت میں ہے اس کے پاس اس کا پاک کرنے والا ہے اور سجدہ اور عمر بن شعیب کی
 روایت میں ہے کہ جبہ جان نماز کا وقت آجائے میں سہ کر لون گا اور نماز پڑھ لوں گا اور جس نے تمیم کو مٹی سے خاص
 کیا ہے اس نے حجت لی خذیفہ کھیریت سے جو مسلم نے نکالی اوس میں یہ ہے کہ ساری زمین ہمارے لیے مسجد کی
 گئی اور مٹی ہمارے لیے پاک کر نیوالی کی گئی جب ہم پانی نہ پا دیں اور یہ خاص ہے تو عام او سپر محمول ہوگا
 (دفعہ مختصر) است اور حلال کی گئیں میرے لیے لوٹیں (یعنی غنیمتیں کافرون کے مال جو جہاد میں ملتی ہیں)
 اور جیسے پہلو کسی کے لیے حلال نہ ہو میں (کیونکہ اگلے پیہرون میں بعضون کو جہاد کا حکم نہ تھا بعضون کو تھا لیکر لوٹ
 کا مال دہست نہ تھا ایک آگ آتی وہ لپٹ کر مال کو جلا کر چلی جاتی) اور مجھے شفاعت ملی ہے یعنی شفاعت
 عظمیٰ اور وہ اس وقت ہوگی جب لوگ حشر کے عذاب اور ہول میں مبتلا ہوں گے اور اس شفاعت کے وقوع میں
 کسی کا خلاف نہیں ایسا ہی کہا نوذبی نے اور بعضون نے کہا جو شفاعت آپ سے خاص ہے وہ یہ ہے کہ آج
 یا گئیں گے ملیگا اور کوئی درخواست رد نہ ہوگی اور بعضون نے کہا جس کے دل میں برائی برابر ایمان ہو ملے گا جہنم سے
 نکالنے کے لیے اور اور دن کی شفاعت ان کے لیے لڑ کرے گی جن کے دل میں اس سے زیادہ ایمان ہو اور شفاعت
 کا بیان کتاب الرقاق میں خدا چاہے تو اسے گا بہشتی نے بعث میں کہا احتمال ہے کہ جو شفاعت آپ سے خاص

ہو دیا ہے کہ آپ اہل کبار اور صفار و ذوالن کی شفاعت کر سکیں گا اور لوگ صرف اہل صفار کی کر سکیں اور قاضی
عیاض نے نقل کیا کہ شفاعت مختصہ وہ شفاعت ہے جو رونہ ہو اور ابن عباس کی حدیث میں ہے میں دیکھا
شفاعت تو میں نے دیکھا اور سنا کہ اپنی امت کو ایسے پہرہ اُس کے لپٹے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوا اور
بن شعیب کی روایت میں ہے کہ وہ شفاعت تھا ہر ایسے شخص کے لیے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیوے
نونا ہو چکا ہے کہ شفاعت مختصہ یہی ہے لیکن اوس کا جہنم سے نکالنا جسکے پاس بجز توحید کے اور کوئی نیک عمل
ہو اور یہ شفاعت ثابت ہے حسن کی روایت میں اس سے جو کتاب التوحید میں آوے گی یہ میں لوٹوں گا اپنے مالک
کے پاس چوتھی بار اور کہہ نکالے رہا جازت دے دیکھا اوس کے نکالنے کی جیسے لا الہ الا اللہ کہا پروردگار فرما دے گا
قسم میری عزت و بزرگی کی میں نکالوں گا جہنم سے جسکو جسے لا الہ الا اللہ کہا اور ہر سکور و نہین کرتا وہ جو مسلم کی روایت
میں ہے کہ قسم میری عزت کی یہ تھا کہ کام نہیں کیونکہ مراد اس سے یہ ہے کہ ایسے شخص کو حضرت م خود نہیں نکالیں
گے (علیہ السلام اپنی ذات سے ایسے لوگوں کو نکالے گا صدقے کے فضل اور کرم اور شفقت اور رحم کے) اور
یہ مراد نہیں کہ حضرت م شفاعت انکے نکالنے کا باعث نہ ہوگی (فتح) اور (اگلے زمانے میں) ایسے سوا
ہر ایک پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ف عرب ہوں یا عجم روم ہوں
یا شام یا یورپین ہوں یا ایشیائی یا افریقی یا امریکی میری دعوت تمام زمین والوں کی طرف ہے کیونکہ میں خاتم الانبیاء
ہوں ہر ایک کی روایت میں ہے میں بھیجا گیا ہر ایک سرخ رنگ اور سیاہ رنگ کی طرف بعضوں نے کہا سرخ رنگ سے
عجم مراد ہیں اور سیاہ سے عرب اور بعضوں نے کہا سرخ آدمی ہیں اور سیاہ جن ابورہہ کی روایت میں ہے جو
مسلم نے نکالی کہ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ کَاَفْتَرٍ یعنی میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا اور اس حدیث میں
ابورہہ کے یہ ہے کہ میں فضیلت دیا گیا پیغمبروں پر چھ باتوں سے پہر ذکر کیا ان یا پنج باتوں کو سوا شفاعت
کے اور زیادہ کیا وہ خصالتوں کو ایک توحید کہ میں دیا گیا جوامع الکلم یعنی دو باتیں جن لفظ تہوڑے ہیں اور
بہت دوسری پیغمبروں کا خاتمہ ہوا چھپو سب ملکر سات باتیں ہوئیں اور مسلم نے خاتمہ فضیلت
کے لئے لوگوں میں باتوں سے ایک توحید کہ ہماری صفین رشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں دوسری زمین کا ہر
حال جو گذرانی میری خصالت میں کی آں خزیہ اور تسالی نے اسکو بیان کیا کہ مجھے یہ آیتیں ملین سورہ بقرہ کی
ایک خزانے سے جو عرض کے تلے سے یعنی وہ آیتیں جن میں اس کے بوجہ اوٹا دینے کا ذکر ہے اور طاعت سے زیادہ کام
نہ لینے کا اور ہول اور چوک معاف کرنا کہ تو سب نوصلتیں ہو مین اور امام احمد نے حضرت علی سے نکالا محو

چار چیزیں طہین جو کسی پیغمبر کو نہیں ملین دیا گیا: کہ خیانت زمین کی اور میرا نام احمد ہوا اور میری امت سب
استون سے بہتر ہوئی اور میری کاوشی حال بیان کیا جو گذشتہ سب بارہ خصلتیں ہوئیں اور بزار نے دوسرے طریقہ
سے ابو ہریرہ سے کمالا فرغاً کہ مجھ فضیلت دی گئی پیغمبروں پر چہ باتوں سے اللہ نے میرے لگے اور مجھے
گناہ بخش دیے اور میری امت سب استون میں بہتر ہوئی اور مجھے کو غرلاً اور تہاراً صاحب راہ آپ کے اپنے تین
فرمایا قیامت کے دن حمد کے جہت سے کو اوٹھا دیگا اوس کے نیچے آدم ہونگے اور آدم کے سوا اور لوگ اور
دو بائیں اگلی باتوں میں ذکر کین اور بزار نے ابن عباس سے فرغاً کمالا مجھے پیغمبر و نہ فضیلت ہی گئی
دو باتوں سے میرا شیطان (ساتھی) کا کرتہ اللہ نے اوس پر میری مدد کی وہ مسلمان ہو گیا آدمی نے کہا
دوسری بات میں بھول گیا تو یہ تیرہ خصلتیں ہوئیں اور ممکن ہے کہ تلاش کرنے سے اور بائیں ہی طہین اور
ان روایتوں میں تعارض نہیں جیسے اوپر گذرا اور ابوسعید خدری نے کتاب شرف المصطفیٰ میں کہا کہ
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو بائیں خاص کہیں گئے اور پیغمبروں کو نہیں ملین وہ ساتہ پانچ
ہیں اور احمدیث سے یہ نکلا ہے کہ عبد جلال کی نعتیں شمار کرنا درست ہے اور سوال سے پہلے علم
کی بات بیان کرنا اور زمین میں طہارت حاصل ہونا اور نماز کی محنت کے لیے سجد ضرور نہ ہونا اور وہ جو دوسرے
حدیث پر کہ مسجد کے ہمایہ کی نماز نہیں مگر مسجد میں ضعیف ہے اس کو داخل قطنی نے نکالا جاہل سے اور
مبسوط دسے فرج حنفی ہیں اس سے دلیل لی آدمی کی کرامت اور عزت پر کیونکہ آدمی بانی اور مٹی سے
پیدا ہوا اور حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ دو چیزیں پاک کرنے والی ہیں واللہ اعلم (فتح) قططانی نے
کہا احمدیث کو مسلم اور نسائی نے بھی نکالا ہے **باب** اِذَا كُنْتُمْ فِي مَاءٍ وَكُنْتُمْ بَاقِيًا بَابِي اَوْ مِثْلِي
دو نو نہ ملین ف امثلاً انسان گشتی میں ہو اور پانی تک نہ پہنچ سکے باقید ہو ایسے مقام میں کہ وہاں کی
زمین اور دیوار میں سب نجس ہیں تو نماز پڑھے یا نہیں قططانی **حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ**
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
اسْتَعَادَتْ مِنْ أَسْمَاءَ فَلَا دَرَّةَ فَهَكَكَتْ فَمَثَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا
فَوَجَدَهَا فَادْرَكَتْهُمْ الصَّلَاةَ وَلَكِنَّ مَعَهُمْ مَاءً فَصَلُّوا فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّمِيمِ فَقَالَ اسْبِئْ مِنْ حَصِيرٍ لِعَائِشَةَ جَرَّاءَ
اللَّهِ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا تَرَكَ يَدَكَ أَضْرَ تَكَرُّهِنَّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ لَكَ وَلِلْمُسْلِمِينَ خَيْرًا

ترجمہ ائمہ متبعین عائدہ رحمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، (اپنی بہن) سے ایک بار لگا وہ کہو گی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا (اور کھانا ام سید بن حضیر تھا) انہوں نے وہ ناریا یا پھر لوگوں پر نماز کا وقت آگیا اور ان کے پاس بانی نہ تھا انہوں نے نماز پڑھ لی و غیر وضو کے بھی اسمعیلی اور ابو نعیم اور جزوقی اور سلم اور مولف نے کمالا نفسیہ اور مناتب میں حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ ان کے پاس مٹی بھی نہ تھی پس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہوگی کہ اس نے ان کے پاس مٹی اور ان کے پاس بانی نہ تھا تو انہوں نے نماز پڑھی بغیر تیمم اور وضو کے اور جس شخص کے پاس مٹی اور مٹی نہ ہو وہ بھی اس طرح نماز پڑھ سکتا ہے تو مولف نے تیمم کا شروع نہ ہونا ایسا قرار دیا جیسے مٹی کا نہ ملنا تیمم کے لیے کیونکہ دونوں کا نتیجہ ایک ہے یعنی تیمم نہ کرنا تو اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جس شخص کو پانی اور مٹی نہ ہو وہ نماز پڑھ لیسے کیونکہ صحابہ نے اس موقع میں وضو نہ کیا تھا اور نماز پڑھ لی پس معلوم ہوا کہ وہ ایسی حالت میں نماز کے وجوب کے قائل تھے اور جو ایسی حالت میں نماز پڑھتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر انکار کرتے نماز پڑھ لینے پر اور یہی قول ہے شافعی اور حنفی اور جہور محدثین اور اکثر مالکیہ کا کہ فاقد الطہورین نماز پڑھ لیسے لیکن اختلاف کیا انہوں نے کہ جب پانی یا مٹی مجاہدے تو نماز کا لوٹنا واجب ہے یا نہیں شافعی سے یہ مروی ہے کہ لوٹنا واجب ہے اور اکثر شافعیہ نے ہی قول کو صحیح کہا ہے کیونکہ ایسا اتفاق شاذ نادرجہ و تاجہ ہے تو عادیہ ساقط نہ ہوگا اور امام احمد کا مشہور قول اور مزنی اور بخاری اور ابن منذر کا یہ ہے کہ عادیہ واجب نہیں ہے اور انہوں نے دلیل لی باب کی حدیث سے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ لوٹنا فوراً واجب نہیں ہے مگر جب ہی عادیہ واجب پر کوئی دلیل چاہیے مالک اور ابو حنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ ایسا شخص نماز پڑھے لیکن ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اوسپر قضا واجب ہے اور یہی قول ہے ثوری اور اوزاعی کا اور مالک بھی کہتے ہیں کہ اوسپر قضا ہی واجب نہیں ہے پس یہی چار قول اس مسئلہ میں مشہور ہیں اور نووی نے شرح منہب میں ایک قول اور نقل کیا ہے کہ نماز پڑھ لینا مستحب ہے اور عادیہ واجب ہے تو سب پانچ قول ہوئے انہی کلام الحافظ رحمہ اللہ تعالیٰ مترجم کہتا ہے جن امام احمد کا مذہب ہے اور باقی مذہب ہے دلیل اور ضعیف ہیں

باب التیمم فی الحصر إذا ذکر یحیی الماء وکانت قوت الصلوة جب انسان حصر میں ہو اور پانی نہ ملے اور نماز قضا ہو جائے کا ترجمہ تو تیمم کر لیسے وریہ قال عطاء اور یہی قول ہے عطاء بن ابی رباح کا

وقت حافظ نے کہا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے نکالا اور عطار سے یہ منقول نہیں ہے کہ پہر اس نماز کو
لوٹاؤ سے وَكَالَ الْحَسَنُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَكَانَ يُحِلُّ مَنْ يَتَنَاءَى وَيُكَلِّمُهُمْ اور حسن بصری رحمہ نے کہا کہ
اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اس کے پاس پانی ہو لیکن کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اسکو پانی دیوے راوی بیماری کی وجہ سے
بیمار خود اس پانی کو نہ لے سکے تو وہ تیمم کرے اس روایت کو تاضی اسماعیل نے حکام میں رصل کیا پسند صحیحہ اور
ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے حسن اور ابن سیرین سے نکالا کہ وہ تیمم کرے جب تک اسکو یہ امید ہو کہ
وقت کے اندر پانی مل جاویگا اور اس سے بھی وہی نکلتا ہے جو مؤلف نے نقل کیا (رفعتہ) وَاقْتَبَلَ ابْنُ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِيهِ بِالْحَرْفِ فَخَصَّصَتْ الْعَصْرُ بِمِثْلِ الْغَمِّ فَصَلَّى ثُمَّ دَحَلَ الْمَلِكُ يَتَهُ وَاللَّحْمُ
مَنْ نَفَعَتْهُ فَلَمْ يَجِدْ اور عبداللہ بن عمر رحمہ اپنی زمین سے آکر جو حرف ایک مقام ہے مدینے سے تین میل پر
میں تھی پہر عصر کی نماز کا وقت آگیا مرد الغم میں (جو مدینہ سے ایک میل پر ہے) اونہوں نے نماز پڑھی
تیمم سے جیسے شافعی نے نکالا ابن عیینہ سے اونہوں نے ابن عجلان سے اونہوں نے نافع سے اونہوں نے
ابن عمر سے کہ وہ حرف سے آئے جب مرد بن بیہوش تو تیمم کیا پہر مسح کیا اپنے مونہہ اور دونوں ہاتھوں پر اور عصر کی نماز
پڑھی اخیر تک جیسے مؤلف نے بیان کیا اور معلوم نہیں ہوتا کہ مؤلف نے تیمم کا ذکر کیوں نکال ڈالا حالانکہ وہی
مقصود ہے اور نکالا اسکو امام مالک نے موطن میں اختصار کے ساتھ اس میں یہ ہے کہ اونہوں نے تیمم کیا تو مسجد
کیا اپنے مونہہ اور دونوں ہاتھوں کا دونوں کہنیوں تک اور نکالا اسکو راوی طعنی اور حاکم نے دوسرے طریق سے نافع سے
مرفوعاً لیکن اسکا سند ضعیف ہے (رفعتہ) پہر مدینہ میں داخل ہوئے ہوتے سوج بلند تھا اور عصر کی نماز
کا اچھا وقت باقی تھا لیکن اونہوں نے نماز کا اعادہ نہ کیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ ائج حضرات میں تیمم کرنا جائز
سمجھتے تھے کیونکہ تین میل شہر سے جانیکی سفر نہیں کہتے پس مطابق ہو گیا یہ اثر ترجمہ باب کے اور یہ بھی نکلتا ہے
کہ ابن عمر کے نزدیک تیمم جائز ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ نماز کے قضا ہو جائے کا ذکر ہو کیونکہ وہ جب مدینہ
میں داخل ہو تو عصر کا بھی طرح وقت موجود تھا مگر احتمال ہے کہ تیمم کرتے وقت ان کو یہ گمان ہو کہ شہر جب
پہنچیں گے تو وقت گزر جاوے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ابن عمر نے رفعہ حدیث کے لیے تیمم نہ کیا ہو بلکہ
وہ با وضو ہوں اور وہ نماز کے لیے استحباً یا وضو کرتے تھے توجیب وضو ممکن نہ ہوا تو انہوں نے اس کے بدلے
تیمم کر لیا اس صورت میں یہ اثر ترجمہ باب کے مطابق نہ ہو گا مگر صرف اتنی بات میں کہ حضرت ابن انہوں نے تیمم
کیا اور دونوں احتمالوں کے ساتھ جو ہم نے بیان کیے اسکی دلیل باقی نہیں رہتی جو اعادے کے شاقظ کرتا ہے

اور سلف اور اس کلین خلافت کیا ہے ملک کا یہ قول ہے کہ سپہ سالار وہ جب نہیں جو حضرت بن تیم کسے اور اس کا
نئے ہو چکی ہو یہ بیان کی ہے کہ تیم ساقی اور مرہض کے لیے وارد ہوا اب جو حضرت بن ہوا اور اس کو پانی نہ ملے تو
اس کا حکم کسی اپنی لوگوں کا ہے اور شافعی نے کہا کہ اس پر عادیہ اچھے کیونکہ ایسا واقعہ شاذ اور نادر ہے اور ابویوسف
اور زفر سے یہ سنتول ہے کہ جب پانی نہ ملے اور وقت تک نماز نہ پڑھے گو نماز کا وقت ہو جاوے (فجر) شوکانی
نے یہ نہیں کہا کہ انسانی اور ابو داؤد نے نکالا عطار بن سیار سے اونہون نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اونہون
نے کہا دو شخص نکلے سفر میں پہر نماز کا وقت آگیا اون کے پاس پانی نہ تھا اون دونوں نے پاکٹی پر تیم
کیا اور نماز پڑھ لی پھر دونوں کو پانی ملا اور وقت باقی تھا ایک نے عادیہ کیا وضو اور نماز کا اور دوسرے کو عادیہ
نہیں کیا پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اوس سے
جس نے عادیہ نہیں کیا تھا تو سنت کو پوچھا اور میری نماز کافی ہو گئی اور فرمایا اوس سے جس نے عادیہ کیا تھا کہ تجھے
دو ہر ثواب ہے اور نکالا اس کو نسائی اور ابو داؤد نے عطار بن سیار سے اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم سے مرسل اور نکالا اس کو دارمی اور حاکم اور دارقطنی نے موصولاً پھر کہا دارقطنی نے متفق ہوا تھا
اوس کے عبد اللہ بن نافع لیث سے اوس نے بکر بن سواد سے اوس نے عطار سے اوس نے ابو سعید خدری سے
موصولاً اور مخالفت کی عبد اللہ بن مبارک نے اوس کی ترویج کیا اوس کو مرسل اور طبرانی نے مجمع بسط
میں کہا کہ انہیں متصل کیا اوس کو بکر عبد اللہ بن نافع نے اور سوسے بن ہارون نے کہا اوس کا رقم کرنا وہم ہے
ابن نافع کا ابو داؤد نے کہا سوا ابن نافع کے اور ہون نے اوس کو لیث سے اونہون نے عمر سے اونہون
نے بکر سے اونہون نے عطار سے مرسل ترویج کیا اور ابو سعید خدری کا اوس میں ذکر کرنا محفوظ نہیں
ہے اور نکالا اوس کو ابن ابی کتن نے اپنے صحیحہ میں موصولاً ابو الولید طیار السی کے طریق سے اوس نے لیث سے
اوس نے عمرو بن حارث اور عمیرہ بن ابی تاجیہ سے اون دونوں نے بکر سے اونہون نے عطار سے انہوں
نے ابو سعید خدری سے موصولاً اور ترویج کیا اس کو ابن ابیہر نے بکر سے تو عطا اور ابو سعید کے درمیان
ایک واسطہ کیا ابو عبد اللہ مولیٰ سمیع بن عبد اللہ کا اور ابن ابیہر ضعیف ہے اوس کی زیادت کا اعتبار
نہیں اور علت نہیں ہوگی اوس کی وجہ سے عمرو بن حارث کی روایت میں جس کے ساتھ عمیرہ بن ابی تاجیہ
ہے اور ثقہ کہا اوس کو نسائی اور یحییٰ بن یحییٰ اور ابن حبان نے اور تعریف کی اس کی احمد بن صالح
اور ابن یونس اور احمد بن سعید بن ابی مریم نے انتہی زلیعی نے کہا حاکم نے اوس کو مستدرک میں نکالا

والی وقت میں نماز میں سے پڑھتا
پہر وقت کے اندر پانی پادیسے

اور کہا یہ ہے بخاری اور سلم کی شرط پر ابن القطان نے کتاب الوسم والایہام میں کہا کہ بعضوں نے اسناد
 میں سے لیث اور بکر کے درمیان میں سے عمیرہ کو نکال ڈالا تو یہنا منقطع ہوگا اور جسے عمیرہ کو ذکر کیا
 اسکی روایت میں یہ خلل ہے کہ عمیرہ مجہول الحال ہے البتہ ابن اسکن کا اسناد جدید ہے کیونکہ لیث اور بکر
 میں عمر بن حارث کا واسطہ ہے وہ ثقہ ہے اور اسکو ساتھ عمیرہ بھی ہے اور یہ اسناد سند ہی ہے اور میں
 ابو سعید کا ذکر ہے سنتے شوقانی نے کہا اسحدیث کا ایک شاہد ہے ابن عباس سے اسکو نکالا اسحق بن ابی
 نے اپنے سند میں کہ حضرت م نے پیشاب کیا پھر تمیم کیا تو آپ سے کہا گیا کہ پانی آپ
 کے نزدیک ہے آپ نے فرمایا شاید میں پانی تک نہ پہنچوں مگر ترجمہ کہتا ہے اسکی اسناد میں خش ہے جو
 روایت کرتا ہے ابن عباس سے اسحدیث کو اور وہ ضعیف ہے اسحدیث کے نزدیک اور تعجب ہے کہ اسکو
 کیا اس سے زلیعی اور شوکانی نے پھر شوکانی نے کہا اسحدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جس نے تیمم سے نماز پڑھی
 پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پایا تو اسپر عارہ واجب نہیں ہے اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ
 اور شافعی اور مالک اور احمد اور امام حنفیہ کا اور ہادی اور ناصر اور نوید یا لہ اور ابو طالتی اور عطاء اور قاسم بن
 محمد بن ابی بکر اور کحل اور ابن سیرین اور زہری اور ربیعہ کا یہ قول ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو عارہ واجب
 ہے اور جو لوگ عارے کو واجب نہیں کہتے انکی مؤید ہے یہ حدیث کہ ایک دن میں کوئی نماز دوبارہ
 پڑھو نکالا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن حبان نے اوصحیح کہا اسکو ابن اسکن نے اور
 مخالفین یہ جواب دے سکتے ہیں کہ جب پانی مل گیا تو پہلی نماز فاسد ہوگئی پس درحقیقت ایک ہی نماز
 اور جو تیمم کیا لیکن ابی نماز نہیں پڑھی کہ پانی مل گیا تو واجب ہو وضو کر لینا عترت اور نقہا کے نزدیک اور مالک
 اور سلمہ کے نزدیک واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا باطل کو اپنے علون کو اور جو نماز کے اندر یعنی نماز پڑھنے
 میں پانی ملا تو واجب ہے نماز سے باہرانا اور وضو کر کے دوبارہ پڑھنا یہی قول ہے ہادی اور ناصر اور نوید یا لہ
 اور ابو طالتی اور ابو حنیفہ اور اوزاعی اور ثوری اور مزی اور ابن شریح کا اور مالک اور داؤد کے نزدیک نماز
 سے باہر آنا واجب نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور اسکی غارتیم سے صحیح ہے اور ابن تیمیہ رحمہ نے مشتق تین دلیل
 لی نماز کے اندر پانی ملنے سے تیمم باطل ہونے پر اسحدیث سے کہ پاک مٹی مسلمان کو پاک کرنا والی ہے اگرچہ در
 برس پانی نہ پاوے پھر جب پاوے تو لگاوے اسکو اپنے بدن سے کیونکہ وہ بہتر ہے اور اسحدیث کا ذکر
 آگے آوے گا انتہ متصرحاً **ثُمَّ يَجْعَلُ يَدَيْهِ يُرِىٰ بَعْضُهُمَا رِجْلَهُ** قَالَ لَا تَمْسُكُهُمَا فَمَا يَكُونُ لَكَ مِنْ رِجْلَيْهِمَا رِجْلَانِ

عَنِ الْأَعْوَجِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَارَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسَارَةَ مَقُولًا مِمَّنْ
 رَوَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُعَيْمٍ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصَّهْمِ الْأَنْصَارِيِّ
 فَقَالَ أَبُو جُعَيْمٍ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَخُوبٍ بِجَمَلٍ فَلَقِيَهُ نَجْلٌ مَسْلُومٌ عَلَيْهِ
 فَخَرَزَهُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْيَمْدَارِ فَسَمِعَهُ يَوْجُوهُ وَيَدُ يَدَهُ تَدُ
 عَلَيْهِ السَّكَامَ ثُمَّ جَمْعَهُ عِيسَى بْنُ رُوَيْتٍ هُوَ رَجُلٌ مَدِينِيٌّ لِي سَكَنَ بَيْتَهُمْ جَمْعُهُمْ أَبُو بِنِاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 مِنْ كَهْمَا بَيْنِ أَوْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْيَارٍ (عَطَاءُ بْنُ إِسْيَارٍ) جَمْعُهُمْ هُوَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ مَيْمُونَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَكَرَّرَ
 كَمَا بَوَّهَ (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَارِثِ بْنِ جَمْعٍ) أَنْصَارِي بَابُ كَمَا جَاءَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 بِرَجُلٍ (أَبِي) نَقَامٍ هُوَ دُرَيْدُ بْنُ قَرِيبٍ (أَبِي طَرَفٍ) تَشْرُفُ لَيْلَى أَتَى بِهَا شَخْصٌ مَلَا (وَهُوَ) خَدَايُوسُ بْنُ جَمْعٍ هُوَ
 هُوَ جَمْعُ شَاخِصٍ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ) أَوْسَى أَتَى كَوَسْلَامَ كَمَا أَتَى بِهَا جَوَابُ نَدَى دِيَا سِيَا تَكَرَّرَ كَمَا أَتَى دِيَا رِيَا
 وَتَقَطَّنِي كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ سِيَا تَكَرَّرَ كَمَا أَتَى بِهَا تَدَى دِيَا رِيَا تَكَرَّرَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ
 دِيَا رِيَا كَمَا أَتَى بِهَا كَلَا ثِيَا رِيَا دِيَا رِيَا مَبْلَحُ هُوَ كِي يَا حَسَنُ كِي تَكَرَّرَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ
 أَيْ كَوَسْلَامُ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ
 بَابُ كَمَا جَاءَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ (أَبِي) نَقَامٍ هُوَ دُرَيْدُ بْنُ قَرِيبٍ (أَبِي طَرَفٍ) تَشْرُفُ لَيْلَى أَتَى بِهَا شَخْصٌ مَلَا (وَهُوَ) خَدَايُوسُ بْنُ جَمْعٍ هُوَ
 هُوَ جَمْعُ شَاخِصٍ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ) أَوْسَى أَتَى كَوَسْلَامَ كَمَا أَتَى بِهَا جَوَابُ نَدَى دِيَا سِيَا تَكَرَّرَ كَمَا أَتَى دِيَا رِيَا
 وَتَقَطَّنِي كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ سِيَا تَكَرَّرَ كَمَا أَتَى بِهَا تَدَى دِيَا رِيَا تَكَرَّرَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ
 دِيَا رِيَا كَمَا أَتَى بِهَا كَلَا ثِيَا رِيَا دِيَا رِيَا مَبْلَحُ هُوَ كِي يَا حَسَنُ كِي تَكَرَّرَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ
 أَيْ كَوَسْلَامُ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ كِي رُوَيْتٍ مِنْ هُوَ

بادۃ دوحہ

اور ابن مسعود میں اسکا ذکر آگے آویگا اور بعضوں نے کہا کہ ابن مسعود نے اس سے رجوع کیا اور ہم آگے اسکا ذکر کرنے پر
انتہی مافی الفقہ مختصر استرجع کتاب ہے حضرت عمر نے اسکو منع کیا نماز پڑھنے سے جب تک بانی نہ پاوے
اسیلمے کہ اسنے نزدیک جنب کو تیمم جائز نہ تھا جفیہ اس قول سے حجت اوسکتے ہیں اس باب میں کفا قد اللہ
نماز نہ پڑھے کیونکہ حضرت عمر نے اسکو اجازت نہیں دی بغیر غسل کے نماز پڑھ لینے کی مگر جفیہ نے خود اس قرار
کو ترک کیا ہے جنب کے تیمم میں اور جوہر و علماء کے موافق جنب کے لیے تیمم جائز رکھا ہے یہاں سے یہ بھی نکلتا ہے
کہ مجتہد اور عالم کو سب سے پیشین ہو چننا ضرور نہیں حضرت عمر اور ابن مسعود دونوں بڑے شان والو صحابی ہیں اور
باوجود اسکے یہ مسئلہ اوپر پوشیدہ رہا **ما ت** یہ سنکر عار نہ کیا حضرت عمر سے تم کو یاد نہیں ہم اور تم ایک سفر
میں تھو رسول کی رویت میں ہے ایک شکر میں تھو اور زیادہ ہے کہ ہم جنب ہوئے تو تم نے نماز نہیں پڑی
اور میں تو میں بن لوٹا یہ سمجھ کر غسل میں سارا بدن دھویا جاتا ہے تو جو تیمم غسل کے عوض ہوگا اور حجاب
مذہب میں لگانا ضرور ہوگا اور نماز پڑھ لی پہر میں نے اس کا ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ نے فرمایا تجھے تو کافی تھا اور حضرت صن نے اپنی ذمہ تہلیلان زمین پر بارین اور انکو پہنچا پہر میرا
انکو اپنے ہتھ اور دونوں پہنچون پر **ف** حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی صحابہ تہنہ کرتے تھو اور مجتہد پر مکتاہین اگر وہ طاقت کے موافق غور در فکر کر لیا
گو اوس سے خطا ہو جاوے اور جب اپنے اجتہاد پر عمل کرے تو اوس پر عادیہ واجب نہیں آوے یہی نکلا کہ جب
ماہون میں بہت غبار لگ جاوے تو انکو پہنچون کا سہہ کرنا چاہیے اور یہی نکلا کہ تیمم میں ایک بار مسح کرنا
کافی ہے اور نہ کہ مستحب نہیں اور یہی نکلا کہ جو کوئی وضو میں سہہ کے بدل اپنا سر دھو لیسے تو کافی ہو جاوے
اور یہی نکلا کہ تیمم میں دو ماروں سے زیادہ مارنا درست ہے اور ترتیب واجب نہیں جنابت کا تیمم کرے تھو
ما فی الفقہ تطلانی نے کہا اس حدیث کو سلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب**
التیمم للوجہ والکفین تیمم میں صرف ہتھ اور دونوں پہنچون کا سہہ کرنا **ف** حافظ نے کہا امام بخاری
نے تیمم کی صفت میں اسی کو اختیار کیا کہ صرف ہتھ اور دونوں پہنچون پر سہہ کرے کیونکہ اسی مذہب کی دلیل
قوی ہے اور جو حدیثیں تیمم کی صفت میں وارد ہوئیں ان میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی سو ابو
جہیم کجی ریش کو جو اوپر گزری اور عمار کی حدیث کے اور انکے سوا جتنی حدیثیں ہیں وہ ضعیف ہیں یا اونکر
مرفوع اور موقوف ہو نہیں اختلاف ہے اور راجح عدم رفق ہے تو ابو جہیم کجی ریش مجمل ہے اوس میں ہتھو نکلا

ذکر ہے اور عمار کچھ حدیث میں پہنچون کا ذکر ہے صحیحین کی روایت میں اور کہنیوں کا ذکر ہے اصحاب سن کی روایت
 میں اور ایک روایت میں آدھی بانہ تک مذکور ہے اور ایک روایت میں بغلون تک لیکن کہنیوں اور
 آدھی بانہ کی روایتیں اون میں گفتگو ہے اور بغلون کی روایت کو شافعی نے کہا اگر وہ باہر نہ ہو یہ ہے تو
 مستنہ ہے اور روایات سے اور جو بلا امر نہ ہو ہے تو حجت نہیں اور صحیحین میں جہیز پہنچون کی روایت ہی اسکو
 قوی کرتا ہے عمار کا فتوے دنیا حضرت م کے بعد اسی کے موافق اور اسی حدیث کا زیادہ پہچاننے والا
 اور سکا اور جس نے خاص کر حبشہ کی ایک مجتہد صحابی ہو اور اسکا ذکر آگے آئیگا استہ ماقال لکھا فطر رحمہ اللہ
 شوکانی نے نیل میں کہا عطا اور بکول اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور اکثر اصحاب حدیث اور
 امامیہ کا یہ قول ہے کہ ہاتھوں کا سہ تیمم میں صرف پہنچون تک چاہیے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام اور
 عبداللہ بن عمر اور حسن بصری اور شعبی اور سالم بن عبداللہ بن عمر اور سفیان ثوری اور مالک اور شافعی اور
 ابو حنیفہ اور اصحاب الرای کا یہ قول ہے کہ دونو کہنیوں تک سہ کرنا واجب ہے اور سب میں ہے کہ مادی اور تمام
 اور مویہ بابت اور ابو طالب کا یہی قول ہے اور زہری نے کہا کہ دونوں بغلون تک سہ کرنا چاہیے خطا
 نے کہا علمائے اختلاف نہیں کیا اس میں کہ کہنیوں سے لگو سہ کرنا لازم نہیں ہے اور دلائل دونوں قول
 کے آگے مذکور ہونگے فشا اللہ تعالیٰ اور اول فرقہ کی دلیل ایک یہی حدیث ہے عمار کی جو اس باب
 میں مذکور ہے اور دوسرے فرقے نے قیاس کیا تیمم کو وضو پر اور یہ قیاس فاسد ہے اور زہری نے دلیل لی
 اس سے جواب دیا وہ کی ایک روایت میں بغلون تک مذکور ہے تو حق پہلا مذہب ہے اور دوسرے مذہب
 کی حدیثیں اگر صحیح ہوتیں تو انکا قبول کرنا اسے ہوتا کیونکہ اون میں زیادت ہے لیکن وجہت پہنچون کے
 لائق نہیں ہیں اسے مختصر سہل تھا حجاج قال اخبرنا شعبۃ عن الحکم عن ذی عن ابن
 عبد الرحمن بن ابیہ قال عمار یھذ او ضرب شعبۃ یدہ یا اذ رض شہ
 ادناھما من یدہ لئلا یمسکوا بیھما وجھہ وکفیکہ وقال النضر اخبرنا شعبۃ عن الحکم
 قال سمعت ذی القول عن ابن عبد الرحمن بن ابیہ قال عمار یھذ او ضرب شعبۃ عن ابن عبد
 الرحمن عن ابیہ قال قال عمار وضوء المسلم یمسک بکفیکہ من الماء ثم یرحمہ عمار سے ویسی ہی روایت ہے
 جیسی لگے بایں گدڑی چاچے نے کہا اور شعبہ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انکو نزہا کیا
 اپنے مونہ سے یعنی پہنکا انکو پھر سہ کیا اپنے منہ پر اور دونوں پہنچون پر نضر بن شہیل نے کہا

حدیث ثانی عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرِّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 قَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ قَالَ لَهُ عَمَّا وَكَسَّافِي الْحَبَشَةِ تَرْجَمَهُ وَهِيَ جَوَابُ رَجُلٍ سَأَلَ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ كَثِيرٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ ذَرِّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ ذَرِّ عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَنْ ابْنِ
 قَالَ قَالَ عَمَّا وَكَسَّافِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُهُ الْكَرْضُ فَسَمِعَهُ وَجْهَهُ وَلَقِيَهُ تَرْجَمَهُ
 عمار نے کہا یہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ماتھے زمین پر مارا اور سچہ کیا پس منہ اور دہن پر
 کاف حافظ نے کہا امام احمد اور ابن خزیمہ نے محمد بن بشار کے طریق کو نکالا اور اس میں قصہ ہے حضرت
 عمر کا اور یہ کہنے کا ذکر ہے **باب** الصَّغِيرُ الطَّيِّبُ وَصَوْنُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيهِ عَنِ الْمَاءِ بِأَكْثَرِ وَصَوْنِ
 مسلمان کا اور وہ کافی ہے سکوپانی کے بل **ف** حافظ نے کہا یہ ترجمہ باب ایک حدیث ہے جسکو بزار نے
 هشام بن حسان سے اس نے محمد بن سیرین سے اس نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً اور صحیح کہا اسکو ابن قسطلانی
 لیکن دارقطنی نے کہا صواب اور کما مرسل ہونا ہے اور احمد اور صاحب سنن نے نکالا ابو قتلابہ سے اس میں
 عمرو بن محمد ان سے اس میں نے ابو ذر سے ماتدا سکے اس میں یہ ہے کہ پاک مٹی پاک کر نیوالی ہے مسلمان
 کی اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان اور دارقطنی نے (فتح) زبلی نے
 کہا ابو ذر کی حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاک مٹی
 وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس تک پانی نہ پاوے یہ جب پانی پاوے تو اپنے بدن سے لگاوے کیونکہ
 یہ بہتر ہے طول کیا اس میں ابو داؤد نے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اسکو ابن حبان
 صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے شیخین نے اسکو نہیں نکالا کیونکہ عمرو بن محمد ان سے
 کسی نے روایت نہیں کیا سوا ابو قتلابہ کے اور دارقطنی نے اسکو سنن میں نکالا تین طریقوں سے ابو قتلابہ
 سے ابن القطان نے کہا یا الوہم والا ہیام میں کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلا شک کیونکہ عمرو بن محمد ان
 ہر طریقہ میں موجود ہے اور اس کا حال معلوم نہیں اس سے صرف ابو قتلابہ نے روایت کیا اور ابو قتلابہ پر اس
 حدیث میں اختلاف ہے خالد حداد نے تو ابو قتلابہ سے روایت کیا اس نے عمرو بن محمد ان سے اور خالد پر
 اختلاف نہیں ہوا اور ابو نعیم ابو قتلابہ سے روایت کیا اور یہ اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں عن ابی قتلابہ
 عن رجل من عن ابی قتلابہ عن رجل من عن ابی قتلابہ عن رجل من عن ابی قتلابہ عن رجل من عن ابی قتلابہ
 عمرو بن محمد ان بعض کہتے ہیں عن ابی قتلابہ عن ابی التمام بعض کہتے ہیں عن ابی قتلابہ عن ابی

اور کوئی واسطہ بیان نہیں کرتے ابو قتادہ اور ابو ذرین اور بعض کہتے ہیں عن ابن قلابہ ان رجلاً من بني قيس
قال يا يحيى التبري سبب اختلاف ابيوب پر ہے اور ان سبب طریقتوں کو دارقطنی نے نکالا سن اور غل میں شیخ
تقی الدین نے نام میں کہا تعجب ہے کہ ابن القطان نے ترمذی کے صحیح کہنے پر اکتفا نہ کی عمرو بن بحدان کی فرمت
میں حالانکہ ترمذی کا کلام انہوں نے نقل کیا کہ اوہنوں نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور کیا فرق ہے کسی کو
ثقتہ کہنے میں یا اس کی حدیث کو صحیح کہنے میں جب وہ منفرد ہو اس کے ساتھ اگر ابن القطان نے اس ثقت
کیا ہو جسے کہ عمرو بن بحدان سے کسی روایت نہیں کی سو ابو قتادہ کے قول ابن القطان کے مذہب کچھ قبح
نہیں کہیں کہ ان کے نزدیک کثرت روایات سے حیالستغ نہیں ہوتی تو انفرادے سے حیالت لازم نہ ہوگی جس حدیث
میں راوی کی تغلیل ہو وہ بیان موجود ہے یعنی ترمذی کا اس کی حدیث کو صحیح کہنا اور جو اختلاف انہوں نے
بیان کیا اس میں غور کرنا چاہیے اور غور سے معلوم ہوتا ہے کہ عن رجل کی روایات عمرو بن بحدان کی روایت کے
خلاف نہیں کیونکہ اصل سے وہی مراد ہو سکتے ہیں اور جس روایت میں یہ واسطہ نہیں ہے وہ ناقص ہے اور زیادت
جس میں ہے وہ قبول کیا دے گی اور ابولہب اگر عری کثرت ہو تو اختلاف نہیں ہے اور جو کوئی اور ہے تو
ایک ہی روایت وہی احتمالاً خلاف ہوئی اب یہی یہ روایت کہ بنی قیس کے ایک شخص نے کہا یا بنی السد تو یہ
بیشک مخالف ہو لیکن دیکھنا چاہیے کہ اس کا استاد ابن القطان کے طریق پر ثابت ہے یا نہیں اگر ثابت نہ
ہو تو اس سے کوئی علت نہ پیدا ہوگی تمام اس کلام میں دقیق لحد کا مترجم کتاب ہے حافظ ابن حجر نے جو کہا کہ
ابن القطان نے اس حدیث کو صحیح کہا حالانکہ ابن القطان تو اس کو بلا شک ضعیف کہتے ہیں تو مراد ان کی ابوہریرہ
کی حدیث ہونہ ابو ذر کی حدیث شوکانی نے خیال میں کہا کہ احمد اور ابو داؤد اور ارم نے ابو ذر سے نکالا اوہنوں نے کہا
مجھے مدینہ کی ہونا موافق ہوئی تو حضرت مہنے میرے لیو چند اونٹوں کا حکم دیا میں اون میں تھا ایک بار میں ول
العرصۃ علیہ السلام پاس آیا اور عرض کیا کہ ابو ذر ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کیا حال ہے تیرا میں نے کہا مجھے جیسا
ہوئی اپنی اور میرے نزدیک پانی نہ تھا آپ نے فرمایا پاک مٹی پاک کرنے والی ہے اس کی جو دس برتن پانی نہ
پاؤے شوکانی نے کہا ابو حاتم نے اس حدیث کو صحیح کہا اور عمرو بن بحدان کو عجلی نے ثقہ کہا حافظ نے کہا ابن القطان
سے غفلت ہوئی اوہنوں نے کہا وہ مجہول ہے انتہی زلیعی نے کہا ابوہریرہ کی حدیث کو ہزار نے نکالا اس لفظ سے کہ
مٹی وضو ہے مسلمان کا اگرچہ دس برس پانی نہ پاؤے پھر جب پانی پاؤے تو اس سے ڈرے اور اپنے بدن پر
لگا دی ہزار نے کہا ہم نہیں جانتے یہ حدیث ابوہریرہ سے مگر اسی طریق سے اور ہم نے نہیں سنا اس کو مگر مقدم

سے اور وہ تقدیر تھا اور بخلا اسکو طبرانی نے بھی اوسطین ابوہریرہ سے کہ ابوذر بکریون میں تھے مدینہ میں جب اسکو
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابوذر وہ خاموش ہو رہے آپ نے پہر کا پارا پہر وہ خاموش ہو رہے آپ نے فرمایا اسے ابوذر
تیری ان تجھ پر وہ اسے اونہون عرص کیا میں جب ہوں آپ نے اونکے لیے نوٹھی کو بلوایا پانی لیکر وہ پانی لائی ابو
نے آؤ کی اپنے اونٹ کی پر غسل کیا یہ سول اللہ صلو اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تجھ کو کافی ہے سٹی اگرچہ تو
میں پس تک پانی نہ پاس ہے پر جب تو پانی پاس ہے تو چھٹا شکو اپنی کہاں سے تشریح کرتا ہے احمدیث کہ ابوذر وہ اسے
سن میں کالادس میں یہ ہے کہ حضرت م کے پاس کچھ بکریان جمع ہو گئیں آپ نے فرمایا اسے ابوذر جنگل میں انکو
بجائیں جنگل کو گیارہ کی طرف دھان مجھے تہا کی حاجت ہو کرتی اور میں پانچ یا پانچ چہ روزیوں ہی اسکا کپڑا
بیان کیا اسی قصہ کو اوس میں یہ ہے کہ ایک کالی نوٹھی کو بلایا وہ ایک بیالہ میں پانی لیکر آئی اور میں اسکا
کے بدل میں پین اور یہ ہے کہ ابوذر نے کہا میں تہا گیا کو یا سپاڑ میرے پر سے اور گیا طبرانی نے کہا نہیں جیت کیا
اسکو ابن ہیرن سے مگر ہشام نے اور ہشام سے گر قاسم نے منفرد ہوا اس سے مقدم ابن القطنان نے اپنی کتاب میں
بزار کی روایت سے احمدیث کو ذکر کیا اوس کا سنار صحیح ہے اور یہ غریب ہے ابوہریرہ کچھ ریش سے اور اس میں
علت ہو اور شہ ابوذر کچھ ریش ہو جسکو صحیح کہا ترمذی وغیرہ نے لکھتے اقال الزلیعی مختصر ترمذی نے کہا اس
باب میں روایت ہے ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عمران بن حصین سے سراج نے شرح ترمذی میں کہا کہ احمد
ابن حبان اور حاکم اور افضی نے ابوذر سے اور بخاری اور مسلم اور نسائی اور ابن ابی شیبہ نے عمران بن حصین
اور دارقطنی نے حضرت علی سے اور عبدالرزاق نے عمرو بن عاص سے اور احمد نے ابن عباس سے اور عبدالرزاق
نے ابن عمر اور ابو سعید سے اور عبداللہ بن حمید اور ابن جریر اور قاضی اسماعیل نے احکام میں اور طحاوی اور دارقطنی
اور طبرانی اور ابو نعیم نے اسلم بن خریک سے اور حسن بن سفیان سے اور بقوی اور ماوردی اور طبرانی اور ابن جریر
اور بیہقی اور سعید بن منصور نے ابوذر سے اس باب میں روایت کیا ہے اور صاحب من اور ابن حبان نے ابوذر
سے اس عبارت میں روایت کی ہے **الْقَضِيَةُ الْكَلْبِيَّةُ وَفِيهِ مَوْلَى الْمَسِيحِ وَكَوْنُ الْغَيْثِ فِيهِ خَمْسَةٌ وَكُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ**
الْمَسْكُونِ مِمَّا كُنْتُ فِيهِ اور حسن بصری نے کہا کہ کافی ہے اسکو اتیم جب تک کہ حدیث نہ ہو ت یہ جب
حدیث ہو تو تیم ٹوٹ جا دیکھا جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے وصل کیا اس انکو عبدالرزاق نے اور علی عبارت
یہ ہے ایک تیم کافی ہے جب تک کہ حدیث نہ ہو اور ابن ابی شیبہ نے اسکی عبارت یہ ہے نہیں توڑ تا تیم کہ مگر حدیث
سعید بن منصور نے اسکی عبارت یہ ہے تیم مثل وضو کے جو جب وضو کرے تو تیم وضو کرے گا جب تک کہ حدیث

نہ ہوا ویر زیادہ صاف ہے باب کے مقصود میں اور سید طرح وہ جو محمد بن سکر نے اپنے مصنف میں نکالا ابوس بن
عبید سے اونہوں نے حسن سے اونہوں نے کہا تو سب نمازوں کو ایک تیم سے پڑھ سکتا ہے وضو کی طرح جب تک
تیمہ نہ ہو (رفہ) وَأَكْثَرُ بَنِي عَبَّاسٍ وَهُوَ مَعِي اور ماسٹ کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے
اور اونہوں نے تیم کیا تھا **ف** وصل کیا اسکو ابن ابی شیبہ وریقی وغیرہ نے اور اس کا اسناد صحیح ہے اور اگر
عمر بن عاص سے بھی ایسا ہی منقول ہوگا اور اقطنی نے حسن بن عمارہ سے اونہوں نے حکم سے اونہوں نے
سجاءہ سے اونہوں نے ابن عباس سے نکالا کہ سنت یہ ہے کہ ایک تیم سے ایک نماز سے زیادہ نہ پڑھے اور
حسن بن عمارہ میں لوگوں نے کلام کیا ہے بعضوں نے کہا وہ مشرک ہے تسلیم نے اپنے صحیح کے مقدمہ میں اسکو
ذکر کیا اور لوگوں میں جن میں کلام ہوا ہے اور یہی نے نافہ سے اونہوں نے ابن عمر سے نکالا اور اونہوں نے
کہا تیم کرے ہر نماز کے لیے اگرچہ حدیث نہ ہو یہی نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے اور نکالا انہیں سے اونہوں نے حجاج سے
اونہوں نے ابی اسحق سے اونہوں نے حارث سے اونہوں نے حضرت علی رضا سے اونہوں نے کہا تیم کر
ہر نماز کے لیے اور کہا کہ اسناد ضعیف ہو اور نکالا عبدالرزاق سے اونہوں نے محمد سے انہوں نے قتادہ
کے عمرو بن عاص ہر نماز کے لیے یا تیم کرتے مرنے کہا قتادہ ہی پر عمل کرتے تھے یہی نے کہا یہ روایت
مسل ہے کہ قتادہ نے عمرو بن عاص کو نہیں پایا اور ہمارے صحاب کی دلیل حدیث ہو کہ تیم وضو سے
مسلمان کا جب تک پانی نہ پاوے مافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا اس طرف کہ تیم وضو کے قائم مقام
ہے اگرچہ اس سے ظہارت ضعیف ہو کیونکہ ابن عباس نے انہا کی ان لوگوں کی جنہوں نے وضو کیا تھا
تیم سے اور اس سال میں امام بخاری موافق ہوئے اہل کوفہ اور جمہور علماء کے اور بعض تابعین کا مذہب ہے کہ
خلاف ہو لینے وہ کہتے ہیں کہ ہر ایک نماز کے لیے یا تیم کرنا چاہیے گو حدیث نہ ہو اور انکی دلیل ہے کہ تیم
ایک ضرورت کی ظہارت ہے نماز درست ہونیکے لیے وقت گزر جانے سے پہلے اور سید سید حضرت منے
اس جنب کو جسے نماز نہیں پڑھی تھی پانی کا برتن دیا غسل کر نیکے لیے حالانکہ سید آپ نے اس سے فرما
دیا تھا تو لازم کہ لے لے کودہ کافی ہے جبکہ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ جب پانی مل گیا تو اسکا تیم باطل ہو گیا
اور اس حدیث سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ ایک تیم سے ایک فرض سے زیادہ پڑھنا درست نہیں اور اکثر
کے نزدیک ایک تیم سے ایک فرض اور کئی نفل فرض کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں مگر امام مالک نے یہ شرط نکالی
کہ پہلے فرض پڑھے اور پھر نفل قاضی نے کہا کہ ایک تیم سے ایک نماز درست ہے فرض ہو یا نفل اور ایک سے

زیادہ کوئی نماز درست نہیں نہ فرض نہ نفل آجی منزلت کے کہا جب کہی نفل ایک تیمم سے درست ہوئے تو کہی فرض نہیں
 ہی درست ہوگی کیونکہ جو باتین فرض کے لیے شرط ہیں وہی نفل کے لیے بھی شرط ہیں اور یہی مسئلہ افراد کیا کہ
 طرفین میں کسی کے پاس اس مسلمان کوئی صحیح حدیث نہیں ہے البتہ ابن عمر سے یہ صحیح ہے کہ ہر فرض کے لیے ایک
 علیحدہ تیمم واجب ہے اور صحابہ میں سے ان کے مخالف کوئی معلوم نہیں ہوتا اور اسپر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ابن عمر
 نے ابن عباس سے نفل کیا کہ ہر فرض کے لیے نیا تیمم کرنا واجب نہیں ہے اور مصنف از عدم وجوب پر دلیل لی
 کہ باب کی حدیث میں نہ کہ تکفیک ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک پانی نہ ملے یا ورنہ تو تیمم کافی ہے اور
 جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ فرض ہے جس کے لیے تیمم کیا اب اسی تیمم سے نفل بھی جتنے چاہے پڑھ سکتا ہو
 پھر جب دو کسر فرض کا وقت آوے تو پانی کا ڈھونڈنا واجب ہے اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لیوے اتنا ہوائے الفتح تبرہم
 کہتا ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم جائز ہونے کے لیے نماز کا وقت آجانا شرط ہے اور صاحب شیعہ نے اسپر دلیل لی
 عمرو بن شعیب عن ایمن جده کی حدیث سے نکالا اور اس کا امام احمد نے کہ حضرت نے فرمایا میرے لیو زمین مسجد اور
 پاک کرنے والی بنائی گئی جہاں مجھے نماز پالیوے (یعنی اس کا وقت آجائے) تو میں سج کر دوں گا اور نماز پڑھ لوں گا
 اور امام احمد نے سند میں ابو امامہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا ساری زمین میرے لیو اور میری ہشت کے لیے مسجد اور
 پاک کر نیوالی بنائی گئی تو میری ہشت میں جو جس شخص کو جہاں نماز پالیوے تو اس کے پاگل کی مسجد اور اس کے پاک
 ہے اس کے پاک کر نیوالی شوکانی نے کہا اس کی ہند میں سب ثقہ ہیں سو اس پر اسوی کے وہ بھی صحابہ اور انساب
 میں حضرت علی سے روایت ہو اس کو نکالا بزار نے ابو ابو ہریرہ سے مسلم اور ترمذی نے اور جابر سے بخاری اور مسلم
 اور نسائی نے اور ابن عباس سے امام احمد نے اور حذیفہ سے مسلم اور نسائی نے اور انس سے اشارہ کیا اٹھ طرف ترمذی
 نے اور نکالا اور اس کو سرانے اپنے مستدرین عراقی نے کہا اس کا ہند صحیح ہے اور روایت کیا اس کو خطابی نے معالم السنن
 میں اور ابو امامہ سے احمد اور ترمذی نے اور کہا حسن صحیح اور ابو ذر سے ابو داؤد نے اور ابو موسیٰ سے امام احمد نے
 اور طبرانی نے یا سنا و حید اور ابن عمر سے بزار اور طبرانی نے اس کی اسناد میں ابی اسیم بن اسمیل بن یحییٰ بن سلمہ بن
 کبیل ضیف ہے اور سائب بن زید سے طبرانی نے اور ابو سعید سے طبرانی نے اور عترة اور شافعی اور مالک
 اور احمد بن حنبل اور ابو داؤد کا یہی قول ہے کہ نماز کا وقت آجانا شرط ہے تیمم کی صحت کے لیے اور ابو حنیفہ اور
 ان کے اصحاب کا یہ قول ہے کہ تیمم ہر وقت درست ہو وضو کی طرح اور ظاہر یہ ہے جو ابو حنیفہ رحمہ نے کہا اور کوئی
 دلیل اس کی نہیں ہے کہ وقت سے پہلے تیمم جائز نہیں لہذا مختصر و کالاً لکھتے ہیں سَعِدُ الْكَافِئَاتِ بِالْصَّلَاةِ

عَلَى الْمَسْجِدِ وَالْمَسْجِدِ يَمِينًا أَوْ يَمِينًا بَنِي سَعِيدٍ انصاري نے کہا کہ یہ تہجرت نہیں کیا ہی ارشد زمین مکین جہان کہہ
 اگوں انہیں زمین پر تازہ پڑھنے میں اور اس سے تم کرنے میں صفت ابن خزیمہ نے اس پر دلیل کی حضرت عائشہ
 کی حدیث کہ آپؐ فرمایا میں نے تمہاری ہجرت کا مقام دیکھا شور زمین سے کہ جوہر کے رخت والی ہر دہرینہ ہے اور وہ
 بھی ثابت ہو کہ آپؐ نے دنیا کا نام طیبہ رکھا میں معلوم ہوا کہ شور زمین طیبہ اور بہین خلاف کیا ہمیں اسے شہ
 زمین سے تم جائز ہونے میں مگر اسحق بن ابیہر نے رفقہ مختصر سنو کہانی سے کہا جائز ہے تم زمین کی کل اجزا
 سے کیونکہ حدیث میں زمین کا لفظ عام ہے اور جس نے مٹی کو فراص کیا ہے اس نے دلیل اس سے جو مسلم نے کہا
 حدیث سے اس میں کہ زمین کی مٹی ہمارے لیے پاک کرنے والی کی گئی اور ابن خزیمہ کی روایت میں تراب کا لفظ
 ہے اور احمد ابو ہریری کی روایت میں باسناد حسن یوں ہے وَجُعِلَ الذُّرِّيَّةُ كَهَوْدًا اَوْ صَعِيدًا وَرَقْرَانِ يَنْ وَارِدٌ
 وہ بھی سنی کہتے ہیں لیکن قاسم اور صہبام میں ہے کہ صعیڈی ہے یا سطح زمین ابہری نے کہا کہ اکثر علماء کا یہ کہہ
 ہے کہ صعیڈ سے مٹی مراد ہے اور عترت و رشافی اور احمد اور داؤد نے تم کو خاص کیا ہر مٹی سے اور مالک اور ابو حنیفہ
 اور عطاء اور داؤد اعمی اور ثوری نے زمین کے کل اجزا سے عام رکھا ہے ان سے مختصر **کَانَ** **مَسْكَدًا**
 قَالَ جَدُّ بَنِي إِسْرَءِيلَ قَالَ حَتَّى يَنْسَحِبُوا قَالَ حَتَّى يَنْسَحِبُوا قَالَ حَتَّى يَنْسَحِبُوا قَالَ حَتَّى يَنْسَحِبُوا
 بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَا أَسْرَحِيَّا حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي الْخَيْرِ الْبَلِيلِ دَقَقْنَا وَدَقَعْنَا وَكَأَنَّ قُلُوبَنَا
 عِنْدَ الْمَسِيرِ عَمَّا أَتَيْنَا أَيْقُنَا الْآحَدُ التَّمَكُّسَ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ اسْتَقِظَ فَلَانَ ثُمَّ فَلَانَ ثُمَّ فَكَانَ
 يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ فَتَنَبَّأَ عَوْفٌ ثُمَّ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّائِي وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا نَامَ كَمْ يُوَقِّظُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَقِظُ لَا تَا كَانْدِي مَا حَدَّثْتُ لَكَ فِي نَوْمِهِ فَلَمَّا اسْتَقِظَ عَمْرُ
 وَرَأَى أَصَابَ النَّاسِ وَكَانَ رَجُلًا تَكْبَرُ وَرَفَعُ صَوْتَهُ بِالْتَكْبِيرِ فَمَا زَالَ يَتَكَبَّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالْتَكْبِيرِ حَتَّى اسْتَقِظَ النَّبِيُّ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَقِظَ كُنَّا فِي الْبَيْتِ الْإِلَهِيِّ أَصَابَهُمْ قَالَ لَا صَبِيرٌ وَلَا يَصْبِرُ الرَّجُلُ
 قَارِئُكُمْ فَسَارِعًا عَجْرًا بَعِيدٍ ثُمَّ تَزَلَّ فَكَلَّمَ عَا بِالْوُضُوءِ فَتَوَضَّأَ وَتَوَدَّى بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا
 الْفَعْلُ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يَهْتَلِ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ مَا مَعَكُمْ يَا فَلَانَ أَنْ تَهْتَلِ
 مَعَ الْقَوْمِ قَالَ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَمَا مَاءٌ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّحِيحِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَدْرَكَ الْإِمَامَ النَّاسَ مِنَ الْعَطَشِ فَزَلَّ فَدَعَا فَلَا تَا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو
 رَجَاءٍ نَسِبَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ أَذْهَبَا تَابِعِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا مُتَابِعِيَا أَمْرًا لَا بَيْنَ مَرَّةٍ

وَطَاحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ عَهْدِي بِالْمَاءِ أَسَى هَذِهِ السَّاعَةِ
 وَنَفَرْنَا خُلُوفًا كَالِهَاتِهَا انْطَلَقِي إِذَا قَالَتْ إِلَى أَيْنَ قَالَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
 الَّذِي يَقَالُ لَهُ الصَّيَّانُ قَالَهُ هُوَ الَّذِي تَحْنِنِينَ قَالَتْ لَقِيْنِي فَمَا لِي بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مِنْكُمْ وَحَدَّثَنَاهُ الْحَدِيثُ قَالَ فَاسْتَدْرَكُوها عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِأَتَائِهِ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَرَادَتَيْنِ أَوِ السَّطِيعَتَيْنِ وَأَوْكَا أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزْلَى وَنَوْدَى
 فِي النَّاسِ اسْمُوهَا وَاسْتَفْهَوْا فَسَفَى مِنْ سَفَى وَاسْتَفَى مِنْ شَاءَ وَكَانَ الْخَيْرُ ذَلِكَ أَنْ أُعْطِيَ الذِّبْنَ
 أَصَابَتُهُ لِحْيَابُهُ إِذَا مِنْ مَّاءٍ قَالَ إِذَا هَبْ نَافِرُ عَهْدِي عَلَيْكَ وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يَفْعَلُ
 بِمَا يَأْتِيهَا وَآيَمَ اللَّهُ فَقَدْ أَفْلَحَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيِّلُ لِنَيْكَا لَهَا أَشَدَّ مِلًّا كَوَّاهُهَا حِينَ ابْتَدَأَ فِيهَا فَتَلَا
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعُوهَا لَهَا فَجَعُوهَا مِنْ بَيْنِ بَحْوَةٍ وَدَقِيقَةٍ وَسَوَاقِفَةٍ حَتَّى جَعُوهَا
 لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوهُ فِي ثَوْبٍ وَخَلَّوْهَا عَلَى بَعِيرِهَا وَدَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا قَالَتْ لَهَا تَعْلَمِينَ
 مَا رَزَيْتُنَا مِنْ مَآثِرِكَ سَيِّئًا وَلَكِنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي اسْقَانَا نَاسًا أَهْلًا وَقَدْ حَتَبْتَ عَنْهُمْ
 فَقَالُوا مَا جَسَسْنَا يَا فُلَانَةً قَالَتْ الْحَبِيبُ لَقِيتِي رَجُلَيْنِ فَذَهَبَا بِي إِلَى هَذَا الَّذِي يَقَالُ
 لَهُ الصَّيَّانُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَأَوْكَا اللَّهُ إِنَّهُ لَا سَحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هَذِهِ وَهَذِهِ وَقَالَتْ بِأَمْرِي
 الْوُسْطَى وَالسَّيَّابَةُ فَرَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ نَعْنَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوَّلُهُ لِرَسُولِ اللَّهِ حَقًّا
 فَكَانَ السَّيْلُونَ بَعْدَ ذَلِكَ يَبْذُرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَهُمَا مِنَ الْمَشْرَبِينَ وَلَا يَصِيبُونَ الصَّوْمَ الَّذِي
 هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوِّصِهَا مَا أَرَى هُوَ كَأَنَّ الْقَوْمَ يَدْعُونَكَ عَمَّا أَفْعَلُ لَكُمْ فِي الْأَسْلَامِ
 فَطَاعُوها فَدَخَلُوا فِي الْأَسْلَامِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَاحِبُ خَزِينَةٍ مِنْ دِينَ إِلَى غَيْرِهِ وَقَالَ أَبُو
 الْعَالِيَةِ الصَّابِغِينَ فَرَقْتُمْ مِنْ أَهْلِ الْكَيْفِ يَقْرُونَ الرَّبُّودَ مُرْجَمُهُ عِرَانُ بْنُ حَصِينٍ وَبَصْرِي
 قَامَنِي هِيَ ابْنَةُ عَمِّهِ كَمَا كَرِيضًا أَوْ قَهْرًا صَاحِبِ مِينَ سَعْدِ بْنِ قَهْلٍ كَمَا أَوْهَنُونَ نَعْمَ سَعْدِ بْنِ مِينَ هِيَ
 كِتَابِ مِينَ ابْنَةِ بَارِهِ حَيْثُ مَرُوفِي مِينَ نَعْمَ كَمَا هُمْ سَفَرِيْنَ هِيَ وَفَتْ خُتْلَفِي هِيَ هِيَ سَفَرِيْنَ كَيْسِيْنَ مِينَ
 صِيحُّ سَلَمِ بْنِ الْبَاهِرِ رِيْهِ سَعْدِ مَرُوفِي هِيَ كَمَا يَرَقْدُ خَيْرٌ سَعْدِ لَوْثُ وَاقْتِ دَامَ هُوَ أَوْ الْبُودَا وَاسْنُ مِينَ سَعْدِ سَعْدِ
 نَحْلَا لَكَ حَضْرَتُ مَرَافِيْهِ سَعْدِ كَمَا كَرِيضًا أَوْ قَهْرًا صَاحِبِ مِينَ سَعْدِ بْنِ قَهْلٍ كَمَا أَوْهَنُونَ نَعْمَ سَعْدِ بْنِ مِينَ هِيَ
 كِتَابِ مِينَ ابْنَةِ بَارِهِ حَيْثُ مَرُوفِي مِينَ نَعْمَ كَمَا هُمْ سَفَرِيْنَ هِيَ وَفَتْ خُتْلَفِي هِيَ هِيَ سَفَرِيْنَ كَيْسِيْنَ مِينَ

(رجحانے کے لیے) اور عبدالرزاق نے مصنف میں نکالاعطار بن یسار سے مرسل کہ یہ واقعہ تبوک کے رہتہ
 میں ہوا اور یہی نئے دلائل میں ایسا ہی روایت کیا عقبہ بن عامر سے اور سلم نے ابوققادہ سے طول کے
 ساتھ اور امام بخاری نے مختصر کے ساتھ صلاۃ میں نکالا کہ ایک بار صحابہ صبح کی نماز سے سو گئے سفر میں
 پر حنین نہیں کیا کہ کونسا سفر تھا اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ غزوہ جیش الامر میں ہوا
 ابن عبدالبر نے اس پر اعتراض کیا کہ غزوہ جیش الامر غزوہ موتہ کو کہتے ہیں اور میں حضرت فہ شریف نہیں
 لے گئے تھے اور یہ اعتراض صحیح ہے لیکن احتمال ہے کہ غزوہ جیش الامر اسے کوئی اور غزوہ موات کو کہتے
 ہو اور اختلاف کیلئے علمائے نے کہ یہ واقعہ یعنی سو جانا اور صبح کی نماز قضا ہو جانا ایک بار ہوا یا کسی بار یا کسی
 نے کہا ایک ہی بار ہوا اور قاضی عیاض نے اور پھر اعتراض کیا اور کہا کہ ابوققادہ کا قصہ معارف ہے عمران بن حنین
 قصہ کے اور یہ صحیح ہے کیونکہ ابوققادہ کے قصے میں یہ ہے کہ ابوبکر اور عمر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ نہ تھے جب آپ سو گئے تھے اور عمران کے قصے میں ان کا ساتھ ہونا مذکور ہے دوسرے یہ کہ عمران
 کے قصے میں یہ ہے کہ سب پہلے ابوبکر جاگے اور حضرت نہ جاگے یہاں تک کہ عمر نے آپ کو بیدار کیا تکبیر
 سے اور ابوققادہ کے قصے میں یہ ہے کہ سب پہلے حضرت جاگے اسکی اور یہی وجہین بخاری کی میں پران
 سب باتوں کے ساتھ دونوں میں جہم کرنا ممکن ہے خاص کر اس روایت کی وجہ سے جو صحیح مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن
 رباح نے جنہوں نے یہ حدیث ابوققادہ سے روایت کی یہ کہا کہ عمران بن حصین نے انکو یہ حدیث بیان کرتے
 سنا تو انہوں نے کہا دیکھو تم کیونکر بیان کرتے ہو میں ہی اس قصہ کے وقت موجود تھا پھر عمران نے اوپر
 کسی بات کا انکار نہیں کیا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قصہ ایک ہے مگر جو کوئی متحکم تھا ہے وہ یوں جواب دیتا
 ہے کہ شاید عمران بن حصین دونوں قصوں میں حاضر ہوں پھر ایک قصہ انہوں نے بیان کیا خود اور ایک
 قصہ کی تصدیق کی جب عبداللہ بن رباح نے اسکو ابوققادہ سے نقل کیا اور نقد قصہ کی ایک دلیل
 ہی ہے کہ مقامات میں اختلاف ہے جیسے اوپر گذرا اور ابن عبداللہ نے یوں جہم کرنا چاہا کہ خیبر سے لوٹنے کا
 زمانہ قریب تھا حدیبیہ سے لوٹنے کے اور مکہ کی راہ دونوں صادق ہے اور اس میں جو تکلف ہے وہ پوشیدہ نہیں
 علاوہ اسکے عبدالرزاق کی روایت میں غزوہ تبوک کی تین ہے اور یہ رد کرتی ہے ابن عبدالبر کا اور طبرانی
 نے عمر بن ابیہ سے عمران کے قصے کے مشابہ نکالا اس میں یہ ہے کہ جس شخص نے صبح کی گھیبانی کی اون کو گونگ
 لیے وہ فوج تھا پھر نکالا اسکو ذی فخر کے طریق سے ہی اور اسکی اصل ابو داؤد کے پاس ہی ہے اور صحیح مسلم میں

ابو ہریرہؓ کی حدیث میں کہ بلالؓ نے فجر کی تکبیر کی تھی اور میں بہت پہلے کہ اول بہت پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کے خبر جیسے اوقات روزہ کی روایت میں ہے اور میں حبان نے اپنے پیچھے میں ابن مسعودؓ سے نکالا کہ وہ نہوں نے فجر کی حفاظت کی تھی اور اس سے بھی فقہے کا قدر ثابت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (فتح) اس جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہم رات کو چلے جیسا خیرات ہوئی تو ہم نے ایک نیند لی وفت اور قتارہ کی روایت میں ہے کہ کوفت کے پاس کہ ان کے اوتارنے کا یہ سبب ہوا کہ بعضوں نے اوتارنا چاہا حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں سونہ جاؤ نماز سے بلالؓ نے کہا میں جگا دوں گا (فتح) اس اور سافر کو اتنی ہی نیند نہ کوئی نہیں ہوتی جتنی خیرات میں ہوتی ہے کہ چونکہ اس وقت تھکن کا غلبہ ہوتا ہے نیم سحری کے ٹھنڈے ٹھنڈے چوتھے آنکھ بند کیے دیتے ہیں) پہر نہیں جگا یا ہم کو کسی نے مگر قصاب کی گرمی نے تو سب سے پہلے جو جاگے وہ فلان شخص تھے پہر فلان شخص تھے پہر فلان شخص (ابو جبار) جو حدیث کر اوی ہیں عمران بن لھان (ابو) کا نام لیتے تھے لیکن عرف (جو ابو جبار سے راوی ہیں) وہ بھول گئے وفت ان کے ناموں کو لفظ نے کہا عرف کی متابعت کی سلم بن زریر نے اور کوفت نے اون کی روایت کو علامات نبوت میں نکالا اور اس میں یہ ہے کہ سب سے پہلے ابو بکرؓ بیدار ہوئے اور چمکا چپے کہ ان کے بعد عمران بن حصینؓ ہونگے جنہوں نے یہ حدیث روایت کی اور ان کے بعد وہ ہوں جو عمران کے شریک ہیں اس فقہے کو حدیث کرنے میں نظر کرانے عمر بن امیہ سے نکالا کہ وہ خبر نے کہا پہر نہیں جگا یا ہم کو گرمی نے میں اس کے پاس آیا جو مجھ سے قریب تھا میں نے اس کو جگا یا اور لوگوں نے ایک دوسرے کو جگا یا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے (فتح) کوفت پہر چوتھے شخص جو جاگے وہ عمر بن خطابؓ رہتے تھے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سو رہتے تو جگا گئے نہ جابے (یعنی کوئی آپ کو بیدار نہ کرتا) یہاں تک کہ آپ خود ہی بیدار ہوتے کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے آپ کو خواب میں کونسی نئی بات معلوم ہوتی ہے (یعنی خواب میں آپ پر وحی آتی تو ہم ڈرتے کہ میں جگانے سے وحی میں خلل نہ پڑے جب حضرت عمرؓ جاگے اور اوہوں نے لوگوں کا حال دیکھا کہ صبح کی نماز کا وقت جا رہا اور وہاں پانی بھی نہیں ہے) اور اونکی نراج میں بڑی تھی وفت لینے سختی سلم کی روایت میں ہے کہ وہ بلند آواز داسے تھے باوجود اس کے حضرت عمرؓ نے ادب کی راہ سے حضرتؓ کو نہیں جگا یا اور تکبیر کہنا شروع کی کیونکہ اس میں دونوں مصدقین ہیں اور تکبیر کو جان کیا اس لیے کہ وہ اصل ہے دعا کی نماز میں (فتح) اس نے انہوں نے تکبیر کہی اور بلند آواز سے کہی

پہرہ بربزگبیر کہتے رہی بلند آواز سے بیہوش کیا کہ اونکی آواز سے حضرت روحی اصطلی علیہ السلام بیدار
 ہوئے جب آپ بیدار ہوئے تو لوگوں نے شکایت کی آپ سے جو حال اونکا ہوا یعنی سوچا نا اور فجر کی
 نماز کا وقت گذر جانا آپ نے فرمایا کچھ ضرر نہیں یا یوں فرمایا کہ کچھ ضرر نہیں کر گچا فٹ یہ شک عوف
 راوی نے کی جیسے بھٹی کی روایت میں اسکی نظر یہ ہے اور ابو نعیم نے مستحرمین نکالا کہ کچھ ضرر نہیں اور
 کچھ ضرر نہیں اور اس سے قصود متعلی دنیا تھا صحابہ کو کہو نہ انکو نماز کے قضا ہو جائیگا پنج تہا (فجر) است
 کوچہ کر دیہ سنکر صحابہ نے کوچہ کیا فٹ انکے سے چلے حافظ نے کہا احمد شیعہ دلیل لی ہے کہ اگر نماز قضا
 ہو جاوے پہرہ یاد آوے تو اسکے پڑھنے میں گناہ درست ہو اگر غفلت یا تنہی کی راہ سے نہ ہو اور مسلم نے اپنی
 روایت میں ان مقام سے کوچہ کر دیا یہ سب بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اس منزل میں شیطان ہمارا
 پاس آگیا اور ابو داؤد نے ابن مسعود سے نکالا او میں یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ جاؤ جہاں تمکو غفلت
 ہوئی اور اس سے روہو تا ہے تمکا جسے گمان کیا کہ علت دیر کرنے کی بہشتی کہ وہ وقت مکروہ تھا اور خود
 احمد شیعہ میں یہ موجود ہے کہ وہ جاگے نہیں بیہوش کیا کہ عتاب کی حرارت انکو پہونچی اور جب آفتاب
 نکل آیا تو مکروہ وقت کہاں رہا اور مسلم کی روایت میں ہے ابو ہریرہ سے کہ وہ نہ جاگے بیہوش کیا کہ مارا انکو
 سوچ نے اور بعضوں نے کہا کہ آپ نے نماز میں تاخیر کی اور کسی شغل کی وجہ سے یا دشمن کے ڈر سے یا
 وحی کی انتظار میں یا اسوجہ سے کہ وہ مقام غفلت کا تھا جیسے ابو داؤد کی روایت میں ہے یا اسوجہ سے کہ
 اور لوگ جو سوتے ہیں وہ بھی جاگ اٹھیں اور جو سوتے ہو اسکی سستی رفع ہو جاوے اور ابن سب
 وغیرہ سے مذکور ہے کہ یہ تاخیر منسوخ ہے اس آیت سے اقم الصلوۃ لکڑنی اور یہ اعتراض ہوتا ہے کہ
 یہ آیت مکہ میں و تری اور یہ حدیث مدینہ کی ہے اب ہم مقام میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ دوسری حدیث میں آیا
 ہے کہ میری آنکھیں ہوتی ہیں اور دل نہیں ہوتا احمد شیعہ سے اسکے خلاف پایا جاتا ہے کیونکہ اگر دل آپ
 کا ہشیار ہوتا تو نماز قضا نہ ہوتی تو وحی نے کہا اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ دل اندر کی باتوں کا اور اگر
 کرتا ہے نہ اون باتوں کا جو آنکھ سے معلوم ہوتی ہیں جیسے فجر کا ہونا سوجہ کا کلنا دوسرے یہ کہ آپ کا
 سونا در طرح کا تھا ایک اوسط طرح کا دل ہشیار ہے اور آنکھیں سوجا دین اور یہ اکثر ہوتا اور دوسرے یہ کہ دل
 اور آنکھ دونوں سوجا دین اور یہ نادر ہوتا اور صحیح پہلا جواب ہے اور قرطبی نے کہا کہ بعض علما نے احمد شیعہ
 کے ظاہر سے یہ حکم دیا ہے کہ جہاں پر سفر میں آدمی سوجاوے اور نماز قضا ہو جاوے تو انکے جیسے چلے کر

اور دوسرے مقام میں جا کر نماز ادا کرے اور بعضوں نے کہا کہ یہ امر خاص تھا حضرت م سے دوسروں کو کسی
 مقام کی برائی یا سبھائی معلوم نہیں ہو سکتی اور بعضوں نے کہا جس مقام میں عبادت سے غفلت ہو وہاں سے
 سرک جانا سب سے جیسے جیسے دن بھر بٹھنے وقت کوئی اذیت نہ ہو تو اذیت سے سرک جانا بہتر ہے (فتح مختصر) اتنا
 بہر کچ در نہیں گئے کہ اوترے اور وضو کا پانی سنگوایا اور وضو کیا اور نماز کے لیے اذان دی گئی پھر نماز پڑھی
 لوگوں کے ساتھ جینا سے لوٹے تو ایک شخص کو دیکھا اور سکا نام معلوم نہیں ہوا شیخ ح عہدہ میں ہے کہ
 اوسکا نام خالد بن رافہ بن مالک النضاری تھا جو بہائی تھا رافعہ کا ابن کلثبی نے کہا خلا بدر میں حاضر تھا
 وہیں شہید ہوا اس صورت میں وہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ بدر کی لڑائی اس قسم سے پہلے ہو چکی تھی جو لوگوں
 سے جدا تھا اور اسے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی اپنے فرمایا اے قربانے تو نے لوگوں کے ساتھ نماز
 کیوں نہیں پڑھی اس نے عرض کیا مجھے جانت ہوئی اور پانی نہیں ہے فاسلیمین نے نماز نہیں پڑھی
 اس سے بھی حقیقہ دلیل لے سکتے ہیں کہ فاقد الطہورین نماز پڑھے مگر نہ ایک صحابی کی اسے تھی جبکا
 نام ہی معلوم نہیں ہوا حافظ نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت م کے سامنے جہاد درست تھا اور یہی
 حکم کہ جماعت کے ترک پر انکار اور عیب کرنا چاہیے آپ نے فرمایا تو مٹی اختیار کر وہ کافی ہے تمہکو دہلم
 بن زبیر کی روایت میں آپ نے اوسکو حکم کیا مٹی سے تمیز کرنے کا اسی فقرے سے ترجمہ یاب نکلتا ہے بہر
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبے تو لوگوں نے آپ سے شکایت کی پیاس کی آپ اوترے اور
 فلان شخص کو لے کر عمران بن حصین کو جیسے مسلم کی روایت میں ہے بہر جلدی بھیجا جبکہ حضرت م نے
 چند ہوا دن میں جو آپ کو سامنے تھے پانی ڈھونڈنے کے لیے بلایا جس کا نام لیتے تھے ابو رجاء لکھنؤ
 عوف ہول گئے اور حضرت علی رض کو بلایا اور فرمایا دو نو جاؤ اور پانی ڈھونڈ ہو وہ دونوں گئے اذکو
 ایک عورت ملی دو کچھ لون بے چہر میں (مسلم کی روایت میں ہے) کیا ایک ہم نے ایک عورت کو دیکھا جو
 اپنے دونوں ہاتھوں لٹکائے تھی دو مشکوں بے چہر میں (یادو مشکوں بے چہر میں پانی کے جواز پر
 سوار تھی اون دونو شخصوں نے (یعنی عمران اور علی رض نے) اس سے کہا پانی کہاں ہے وہ بولی پانی
 کل مجھ کو ملتا تھا اسی وقت (یعنی انہی دو رہے یہاں سے) اور ہمارے لوگ غائب ہیں (یعنی مرد
 پانی لینے کو گئے ہیں اور عورتوں اور بچوں کو چھوڑ گئے ہیں) اُن دونوں نے اس سے کہا تو جیل وہ بولی کہاں
 چلوں انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس وہ بولی اُسکو پاس حی کو لوگ صلیائی تھے

میں ان دونوں نے کہا اسی شخص جیکو تو سمجھی تو چل **ف** صابی کے معنی ایک دین کو چھوڑ کر دوسرے دین اختیار کر لینا
 کا فرد و شرک حضرت م کو صابی کہتے ہو جو سے کہ آپ نے مشہد کون کے طریق اور اونکے مذہب کو باطل کر کے
 اسلام کا دین جاری کیا تھا اور حضرت علی اور عمران نے جو کہا دہی شخص اس میں بڑا دلچسپ کیونکہ اگر یہ فراتے ہیں
 تو غرض فوت ہوتی اور جو مان کہتے تو صابی ہونیکا افراد نکلتا اس لیے گول گول جواب دیا اور حدیث سے یہ
 بھی نکلتا ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کر سکتے ہیں جب کسی فتنہ کا ڈر نہ ہو (فتح)
 ت پھر وہ دونوں اس عورت کے جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آئے اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا
 عمران نے کہا پھر لوگوں نے اُسکو کہا اونٹ پر سے اترے کو **ف** اور اُسکو اتار تیسرے القاری میں یہ ترجمہ
 کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اُسکو اونٹ پر سے اتارو اور یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ قال کی ضمیر عمران کی طرف پھرتی
 ہے نہ حضرت کی طرف اور فاستنہ لڑکھا صیغہ جمع غائب ماضی کا ہے نہ امر کا اور جو امر ہوتا تو اُنٹ لڑکھا ہوتا تھا غلط
 نے کہا اس عورت کا پکڑنا اور اُسکا پانی لینا اس واسطے جائز ہوا کہ وہ کافر حبشیہ تھی اور اگر ذمی ہو تو پیاس
 ایسی سخت ضرورت ہے کہ اُس وقت دوسری کا پانی قیمت دیکر پانی لے سکتا ہے اسکے سوا صحابہ حضرت کے حکم
 پر عمل کیا اور حضرت نے اُس عورت پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا بلکہ اُس پر احسان کیا کہ اُسکو غلہ اور سیوہ ملا اور اُسکا
 پانی ذرا بھی کم نہ ہوا **ت** اور آپ نے ایک برتن منگوا یا اور اُس میں پانی ڈالا دو نو مشکون کے منہ سے اور ڈانٹ
 لگا دیا اُن کے مونہوں پر اور اُنکے نیچے کی طرف کے منہ کھول دیے **ف** یعنی پہلے دو نو مشکون کے اوپر کے منہ کھولے
 اور کچھ تھوڑا سا پانی اُن میں سے برتن میں بہا یا پھر وہ منہ بند کر دیے اور نیچے کی طرف سے دو نو مشکون کے
 منہ کھول دیے اب پانی خوب بہنے لگا طبرانی اور بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر کھل کی آپ نے
 پانی میں اور اُسکو ڈال دیا مشکون کے منہ میں اور اس سے وجہ نکلتی ہے اوپر کے منہ پہلے کھولنے پھر اُنکے بند
 کرنے کی اور ساری برکت جو پانی میں ہوئی وہ آپ کی پاک اور مبارک تھک کی تھی (فتح) **ت** اور منادی کی
 گئی لوگوں میں پانی پلاؤ (لپٹنے جانوروں وغیرہ کو) اور سو پھر پلا یا جس نے پلا یا اور پیا جس نے پیا (یعنی
 بعضوں نے پینے جانور و نگو پلا یا بعضوں نے خود پیا ہر ایک نے اپنا مقصد پورا کیا) اور اخیر میں یہ ہوا کہ
 آپ نے ایک برتن پانی کا اُسکو دیا جسکو جنابت ہوئی تھی اور فرمایا جا اور یہ پانی لپٹنے اور پلاؤ (یعنی اس سے
 غسل کر لے) اور پانی والی عورت کھڑی تھی اور دیکھ رہی تھی جو اسکے پانی سے کر رہے تھے اور قسم خدا کی
 پانی لینا موقوف کر دیا گیا اور ہکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکین زیادہ بھری ہوئی ہیں اُن وقت سے جب

پانی لینا شروع کیا گیا تھا پہر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس عورت کے لیے اکٹھا کرو کہانا
 تو لوگوں نے اکٹھا کیا اوسکے لیے کچھ اور آٹا اور ستور (جو جبکے پاس تھا وہ دیا) یہاں تک کہ اوسکے لیے (بہت
 کہانا اکٹھا کیا) امام احمد کی روایت میں بہت کالفاظ اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ گیسوں اور جوار کے سوا اور
 کہانوں کو بھی طعام کہتے ہیں (پہر وہ سب کہانا ایک کپڑے میں لپیٹا اور اُس عورت کو اوسکے اونٹ پر
 کر دیا اور کہا نیک کپڑا اوسکے سامنے رکھ دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو جانتی
 ہے ہم نے تیرے پانی کو کچھ بھی کم نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اوس سے کچھ پانی پلایا کہ وہ عورت اپنے گہ والوں
 میں گئی اور روکی گئی تھی اوسکے پاس جانے سے روکنا اوسکو دیر لگ گئی تھی گھر پہنچنے میں) تو اوسکے گہ والوں
 نے کہا اے فلاںی تو کہان رکھ گئی تھی اوسنے کہا ایک تعجب ہے مجھے روک لیا تھا مجھے دو شخص ملے اور اس شخص
 کے پاس لگے جسکو صابی کہتے ہیں اوس نے یہاں کیا کیا تو قسم خدا کی وہ ان سب لوگوں سے زیادہ
 جادوگر ہے جو اس کے پیچھے ہیں اور شہارہ کیا اوس نے بچہ کی اونٹنی اور کھلے کی اونٹنی سے تو اونٹنیا
 ان دونوں اونٹنیوں کو آسمان کی طرف اُسکا مطلب زمین اور آسمان سے تھا (یعنی زمین اور آسمان کے
 درمیان جتنے لوگ رہتے ہیں ان سب سے زیادہ جادوگر ہے) یادہ بیشک اللہ کا رسول ہے (تو اوس عورت
 کو شک ہوئی کہ پیغمبر ہیں یا جادوگر) پہر مسلمانوں کا یہ حال رہا اُسکی بعد کہ وہ اوس عورت کو گرد مشرکوں کو
 غارت کرتی تھی اور اُس جماعت کو غارت نہ کرتے جمہیں سے وہ عورت تھی (یعنی اوسکا گائون چوڑی
 اور نہ ٹوٹے اس خیال سے کہ اوسنے مسلمانوں کو پانی دیا تھا اور حضرت مہ نے اوسکے لیے فک جم کر لیا تھا
 ایک روز اُس عورت نے اپنی قوم سے کہا میں سمجھتی ہوں یہ لوگ (یعنی مسلمان) حکمو قصد چوڑ دیتے
 ہیں (یہ نہیں کہ نہ کو نہیں دیکھتے یا بہو لجاتے ہیں تو مسلمان اونکی رعایت کرتے تھے اس خیال سے کہ چند
 روز میں شاید مسلمان ہو جائیں کیونکہ معجزہ حضرت مہ کا اوسکو پہنچ چکا تھا) تو تم چاہتے ہو مسلمان ہونا پہر
 اوسکی قوم کے لوگوں نے اوس عورت کا کہنا مان لیا اور مسلمان ہو گئے امام ابو عبد اللہ بخاری نے کہا
 صبا یعنی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف نکل گیا اور ابو العالیہ (رفیع بن مہران) نے کہا صابین
 ایک فرقہ ہے اہل کتاب میں سے جو زبور پر پڑھتے ہیں (وہ روایت کیا اوسکو ابن ابی حاتم نے موصلاً
 ابو العالیہ سے اور بعضوں نے کہا صابین منسوب ہیں صابی بن متوشلح کی طرف جو چاہتے تھے حضرت نوح
 علیہ السلام کے اور ابن مردویہ نے باسناد حسن ابن عباس سے نکالا کہ صابین کے پاس کوئی کتاب آسمانی نہیں ہے

اور امام بخاری اس باب میں ابوالعالمیہ کا اثر اسی لیے لاکر قرآن میں جو صابین کا لفظ ہے وہاں صابی سے
دوسرے لفظ سے مراد ہے اور حدیث میں صابی سے دوسرے لفظ سے مراد ہے یعنی ایک دین کو چار دوسرے دین ختم
کرنے والا (فتح) اور حدیث کو کُلُوف نے علامات نبوت میں ان دو سال سے صلوة میں نکالا ہے نہادی نے
کہا صابین ایک فرقہ ہے ہمارے اور جو بس کے پیچ میں ان بعضوں نے نکالا تھا صابی بن حضرت نوح ؑ کا دین تھا
اور بعضوں نے کہا وہ فرشتوں کو پوجتے ہیں اور بعضوں نے کہا ستاروں کو (قط) **کتاب** اِذَا اخْتَفَتْ
الْجَنَابُ عَلَى نَفْسِهِ الْمَرْحُومَةِ أَوْ الْمَوْتِ أَوْ خَاتِ الْعَطَشِ تَيْمِمُ حَبِيبٌ كَرِيْمٌ يَوْمَ يَجَانِبُ
كَادِرٌ اَلْغَرَبَ هُوَ سَيِّدُ بَابِ سَا هُوَ نَظَرٌ اَلْاَرَا بَابِ كَمْ هِيَ تَوْتِيمُ كَرِيْمٌ رَافِي هُوَ سَيِّدُ بَابِ سَا
كَادِرٌ اَلْغَرَبَ هُوَ سَيِّدُ بَابِ سَا هُوَ نَظَرٌ اَلْاَرَا بَابِ كَمْ هِيَ تَوْتِيمُ كَرِيْمٌ رَافِي هُوَ سَيِّدُ بَابِ سَا
ماتہ شگاکسی خصوصیت میں ایک کھلا عیب ہو جائیگا اور پیاس کا ڈر عام ہے شامل ہے لپٹے یا لپٹے رفیق یا اپنے جان
کے پیاسے ہونے کو اگرچہ بالفعل ڈر نہ ہو لیکن آئندہ ہو دے (قط) حافظ نے کہا اس میں فقہاء کا اختلاف ہے
مگر حسب پیاس کا ڈر ہو تو بالاتفاق تیمم جائز ہے شوکانی نے کہا جب ضرر کا ڈر ہو تو تیمم جائز ہے عسرت اور مالک اور
ابو حنیفہ اور شافعی کے ایک قول میں اور احمد بن حنبل اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ تیمم جائز نہیں ضرر کے ڈر کو
کیونکہ قرآن میں بانی نہ پانے کی شرط ہے اور وہ بانی یا تہ ہے انتہ میں کہتا ہوں اس طرح تیمم جائز ہے جب بانی
کی قیمت اس کے پاس نہ ہو اور بلا قیمت یا بی قیمت ہو قدر کر ان ہو کہ وہ سے نہ سکے دُنْ لَّكَ اَنْ اَعْمَرَ وَنِ اَعْمَرَ
اَجَبَ فِي كَيْلَةِ بَارِدَةٍ فَتَيْمِمُ وَكَادِرٌ اَلْغَرَبَ تَمَلَّوْا اَنْفُسَكُمْ لَنْ اَللّٰهُ كَانَ يَكْفُرُ رَحِمًا فَاَنْ كَرِهَ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَذَلِكَ يَنْقُضُ اور ذکر کیا جاتا ہے کہ عمر بن عاص ابن اُمل بن اُشم قرشی بھی مصر کے
امیر جو اسلام لائے تھے کہ کی فتح سے پہلے شہر ہجری میں اور شرم کے مار جو حضرت م سے نگاہ نہیں ملاتے تھے
اس کتاب میں ان سے تین حدیثیں مروی ہیں (جب ہو سرگرات میں (غزوہ اُت اسلاسل میں) تو
انہوں نے تیمم کیا (اور نماز پڑھائی اپنے ساتھیوں کو صبح کی) اور یہ آیت پڑھی صحت قتل کر دہنی جانوں کو
بیشک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے پھر ذکر کیا گیا اسکا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے علامت نہ کی
فَاَوْكُوْهُ تو معلوم ہوا کہ اسکا کرنا جائز ہے اور یہی ریت سے یہ مختلف ہے کہ جس شخص کو بانی کے استعمال سے ہلاکت
کا ڈر ہو وہ تیمم کر لے خواہ یہ ڈر سردی کی وجہ سے ہو یا اور کسی وجہ سے اور یہ بھی نکلا کہ وضو کرنے والوں
کی نماز تیمم کر لے کر پیچھے درست ہو اور یہ بھی نکلا کہ حضرت م کے زمانے میں اجنباء جائز تھا اور یہ حدیث ابوال

اور حاکم نے کالیج بن ابی بک سے اونہوں نے زید بن حبیب سے اونہوں نے عمران بن ابی اس سے اونہوں نے
عبدالرحمن بن جبیر سے اونہوں نے عمرو بن ناص سے اونہوں نے کہا مجھے جہلم ہوا سرور کی رات میں غزوہ ذات
السلاسل میں ترمین ڈرا اگر غسل کردن تو ہلاک ہو جاؤں پھر میں نے تمیم کیا اور اپنے احباب کو صبح کی نماز پڑائی
اونہوں نے ہکا ذکر کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اے عمر تو تے نماز پڑھی ایسے
ساتھیوں کے ساتھ جناب رہ کر میں نے آپ سے بیان کیا وہ سبب جس سے میں غسل کر سکا اور میں نے
کہا میں نے سنا ہے اللہ فرماتا ہے ست قتل کر داپنی جانوں کو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا ہر مان ہے چنانکہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم چنے اور کچھ نہ فرمایا اور وہیت کیا انکوان دونوں نے عمرو بن حارث کو طریق سے اونہوں نے
زید بن ابی حبیب سے اوس میں ایک شخص ابو قیس کو عمرو بن حارث کا دم طے ہے در میان ابن جبیر اور عمر کے او
اوس میں یہ ہے دو یا سبیل جس نے کے مقاموں کو (جیسے بنگلون) در چہ دن کو اور دھوکا اور اس میں یہ نہیں
کہ تمیم کیا اور اس میں یہ ہے کہ عمر نے کہا اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا اور بوداؤ دے ذکر کیا کہ اور اسی نے اس قسم کو حارث
بن عطیہ سے روایت کیا اور کہا کہ عمر نے تمیم کیا انتے اور عبدالرزاق نے شکورہیت کیا دوسرے طریق سے جہلم
بن عمرو بن عاص سے اور تمیم کا ذکر نہیں کیا اور پہلی روایت مولف کی مراد کے زیادہ لائق ہے اور جہلم کا اسناد قوی
ہے لیکن مولف شکورہیت کے صیغہ سے بیان یعنی ذکر سے کیونکہ اونہوں نے مختصر کیا اوسکو اور جسکی ظاہر
عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص نے یا آیت اپنی بارون کو سنائی اور وہ جناب ہو حالانکہ ایسا بزر
بلکہ انہوں نے یا آیت جب پڑھی جب حضرت مہ پاس لوٹ کر آئے اور حضرت مہ نے کہو میر کیا تھا غزوہ ذات
السلاسل میں جب نمازی میں ذکر آدیا بھیجی نے کہا دونوں آیت میں جہلم کرنا ممکن ہے اس طرح سے کہ پہلے انہوں
نے دھوکا ہوگا پھر تمیم کر لیا ہوگا باقی اعضا کی طرف سے انتے مختصر اشوکانی نے کہا اس حدیث کو ابن حبان اور
دارقطنی اور احمد نے ہی روایت کیا اور اس حدیث سے نواری اور مالک اور ابو حنیفہ اور ابن منذر نے دلیل کی کہ جہلم
شخص نے سردی کی وجہ سے تمیم کیا اور نماز پڑھ لی تو اس پر عار و حیا نہیں کیونکہ حضرت مہ نے عمرو بن عاص کو نماز
کے اعادے کا حکم دیا ابن سلمان نے کہا جو شخص پانی گرم کر سکتا ہو وہ سردی کی شدت میں تمیم نہ کرے بلکہ غسل
کرے گرم پانی سے یا اس طرح سے کہ ضرر نہ کرے مثلاً ایک عضو کو دھو کر پھر اوسکو ڈانپ لیوے پھر دوسرے اعضا
دھو دے اور جو غسل نہ کر سکے تو تمیم کر لیوے اور نماز پڑھ لی اکثر علما کا یہی قول ہے اور حسن اور عطاء نے کہا کہ
غسل کرے اگرچہ غسل کی وجہ سے مر جاوے اور ابن سعد نے کہا اگر ہم لوگوں کو تمیم کی حضرت دینار بن نوفل نے

کہ سب پانی اور گوشت و معلوم ہو تو تمیم کرنے لگیں اس سے یہ نکلتا ہے کہ سرور کی شدت میں تیمم جائز نہیں اور ابو داؤد
 اور واقطنی نے اور ابن ماجہ اور ابن مسکن نے جابر رضی سے روایت کیا ہم ایک سفیرین نکلے تو ہم میں سے ایک
 شخص کو تھک لگا اور اسکے سر میں زخم کر دیا پھر اوسکو احتلام ہوا دھوئے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تم میرے لیے تیمم
 کرنے کی رخصت پاتے ہو انہوں نے کہا ہم تیرے لیے رخصت نہیں پاتے اور تو فارغ ہے پانی پر میرا دھوئے
 غسل کیا اور مر گیا جب ہم حضرت م کے پاس گئے آپ کو اوسکی خبر دی گئی آپ نے فرمایا مار ڈالا لو گون نے
 اوسکو اللہ اور مگر مارے اگر نہیں جانتے تھو تو پوچھا کیوں نہیں کیونکہ حیران شخص کا علاج پوچھتا ہے (یعنی
 جسکو مسئلہ معلوم ہو اوسکی دوا یہی ہے کہ عالم سے پوچھے) اوسکو کافی تہانیم کرنا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لینا پھر
 اوپر سر کرنا اور باقی بدن دھو ڈالنا ابن مسکن نے اسکو صحیح کیا اور تشدد ہوا اوسکے ساتھ زبیر بن عفریق وہ قوی
 نہیں ہے یہ واقطنی نے کہا اور مخالفت کی اسکی اور اعمی نے تو روایت کیا اوسکو عطار سے انہوں نے ابن
 عباس سے اور یہی ٹھیک ہے حافظ نے کہا ابوداؤد نے اسکو نکالا اور اعمی سے انہوں نے کہا جبکہ پوچھنا عطا
 سے انہوں نے سنا ابن عباس سے اور واقطنی نے کہا کہ اختلاف ہوا اس میں اور اعمی پر اور صواب یہ ہے
 کہ اور اعمی نے اسکو آخر کو مرسل کیا عطار سے اور ابو زرہ اور ابو حاتم نے کہا کہ اور اعمی نے اسکو نہیں جنا عطار سے
 بلکہ اسمعین بن مسلم سے انہوں نے عطار سے اور ابن مسکن نے ابن ابی داؤد سے نقل کیا کہ زبیر بن عفریق کی
 حدیث اور اعمی کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے اور نکالا اوسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے ولید بن عجبہ سے
 او انہوں نے اپنے چچا عطاء بن ابی رباح سے او انہوں نے ابن عباس سے مروی اور ولید بن عجبہ کو واقطنی
 نے ضعیف کیا اور قوی اسکو اس نے جس نے اس حدیث کو صحیح کہا شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے
 کہ پٹی پر مس کرنا دیکھو اور اسکی مثل ہے حدیث حضرت علی رضی کے مجھے حکم دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ پر
 پر مس کرنا اور اتفاق کیا حدیث کے حافظ ابن ابی شیبہ کے ضعیف پر اور موسیٰ بن ابی ہادی کے ایک نقل میں اور
 ابو حنیفہ اور ساتون فقہوں کے اور شافعی کے مذہب میں پٹی پر مس واجب ہے بشرطیکہ طہارت پر بانہی جاوے
 اور جو بدن تندرست ہو اس پر پٹی نہ ہو مگر جب قدر ضرورت سے ڈھنپ جاوے اور یہ مس پانی سے چاہیے نہ
 مٹی سے اور ابو العباس اور ابو طالب اور ہادی کا ایک قول اور ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ ہے کہ پٹی پر مس
 نکر سے نہ پٹی کھولے بلکہ اسکا دھو کر صاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جابر اور علی کی حدیثوں میں گفتگو ہے حالانکہ جابر
 کی حدیث کئی طریقوں سے مروی ہے تو وہ حجت لینے کے لائق ہے اور قوی کیا اسکو حضرت علی کی حدیث سے

الذہبہ جابر کی حدیث سے غسل اور تیمم تینوں میں جمع کرنا حکم ہے انتہی کلام الشوکانی رحمہ اللہ نے کہا کہ عمر بن
عاص کی حدیث کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور اس میں ایک طویل گفتگو ہے جسکو ہم نے
کثافات کی تخریج میں بیان کیا ہے اور ابن عمر کی روایت میں یہ ہے کہ انکو احتلام ہوا تو انہوں نے میل جھینے کے
سقا منوں کو دھو دیا اور وضو کیا نماز کا سا پہر نماز پڑھائی انکو اخیر حدیث تک روایت کیا اسکو حاکم اور بیہقی نے اور حاکم
نے کہا یہی بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور میرے نزدیک بخاری اور مسلم نے ہنگو سیلیے نہ لکھا لاکھیلی روایت اسکو
خلافت ہے حالانکہ فقہ ایک ہے تو علت ہو گئی لیکن تیمم کی روایت وضو کی روایت کو معلول نہیں کر سکتی کیونکہ
مصر والینے ملک کی حدیث کو بصرے والوں سے زیادہ پہچانتے ہیں اور مطلب اسکا یہ ہے کہ وضو کی روایت
کو مصری لوگوں نے روایت کیا ہے اور تیمم کو بصرے والوں نے مصری سے بہتی نے کہا احتمال ہے کہ تیمم اور وضو دونوں
کیے ہوں تو جہاں تک ممکن ہوا غسل کیا اور وضو کیا پہر باقی کے لیے تیمم کیا نووی نے خلاصہ میں کہا بہیقی نے کہا
وہی صحیح ہے اور حاکم ہے کہ یہ حدیث حسن ہے یا صحیح ہے انتہی حدیث **ثَنَا شَرِيفُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا**
حُجْرٌ عَنْهُ رَعْنٌ شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ لَا تَغْتَسِلْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رَخَّصْتُ لَهْمُ فِي هَذَا كَانَ إِذَا وَجَلَ أَحَدُهُمْ
الْبُودَ قَالَ هَلَكْتَ أَيُّهَا تَيْمَمٌ وَصَلَّى وَقَالَ قُلْتُ فَكَيْفَ قَوْلُ عُمَارٍ لِعُمَرَ قَالَ إِنِّي لَأُرَاهُ عَمَّا
قَتَعَهُ يَقُولُ عُمَارٌ مَرَّ جَمْعُ الْبُؤْسِ شَمْرَى رَضِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ عَنْهُ
بِهِ) تَوَقَّفَ نَمَازُهُ بِزُحْرٍ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ کہا راہن اگر میں ایک مہینے تک پانی نہ پاؤں تو نماز پڑھوں گا اسماعیل
اگر میں نہ پانچوں میں لوگوں کو تیمم کرنے کی (یعنی جنابت میں) تو ان میں سے جب کسی کو سرفی لگے گی
وہ ہیا کر گیا یعنی تیمم کر کے نماز پڑھ لیا ابو موسیٰ نے کہا میں نے کہا میرے عمار کا قول کہاں گویا جو انہوں نے حضرت
عمر سے کہا تھا کہ حضرت ص نے انکو جنابت میں تیمم کرنے کی اجازت دی (عبداللہ نے کہا میں نے عمر کو نہیں
دیکھا عمار کے قول پر انہوں نے قناعت کی ہو **ف** حالانکہ عمار مقبہ صحابی تھے اور انکی روایت صحیح
مگر حضرت عمر نے ان کی اس روایت پر اسلیے قناعت نہ کی کہ وہ ہی عمار کے ساتھ ابوس مضر میں موجود تھے
اور عمار نے جو قصہ بیان کیا وہ انکو یاد نہ آیا اسلیے انہوں نے اس روایت میں شک کیا اور جنبت کو تیمم کرنے کی
اجازت نہ دی عبداللہ بن مسعود ہی اس سلسلہ میں حضرت عمر کے موافق تھے اور بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ نے بعد کہ
اس سے رجوع کیا اب اس سلسلہ سے مقلدین کو سبق لینا چاہیے کہ حضرت عمر ابن مسعود دونوں جلیل القدر صحابہ ہیں

موجب نہیں نہ عمار کجی کے خلاف فتویٰ اور عمار نے حضرت رسول خدا سے حدیث نقل کی تو تمام ائمہ اور مجتہدین نے حدیث پر عمل کیا اور عمر اور ابن مسعود و روونون کا قول چھوڑ دیا پس جب حدیث کے خلاف حضرت عمار کا قول جب خلاف اسے رہنمائی میں سے ہیں اور انکی پیروی کا حکم ہے مقبول نہ ہو تو اور بیچارے مجتہد یا عالم یا درویش کس شمار اور تو ظاہر ہیں انکے جتنے قول قرآن اور حدیث کے خلاف ہوں وہ پھینک دیے اور دیکھنے کے لائق ہیں **حدیث**
 عمار بن حصص قال حدثنا ابي حنيفة قال سمعت ابا عبد الله بن سنان قال سمعت شقيق بن سلمة قال قال كنت عند
 عبد الله والي موسى فقال له ابو موسى اذ كنت يا ابا عبد الله الرحمن اذا اجنب فكم يحل ماء
 كيف يصنع فقال عبد الله لا يصلي حتى يتجدد الماء فقال ابو موسى فكيف تصنع يقول عمار
 حين قال له النبي صلى الله عليه وسلم فكم كان يكفيك قال الكثر عمر لما قال لعنه الله ما يقول فقال انا
 لو حصنا الصخر في هذه الاودية واشك اذا برز على احد هم الماء ان يحد عن ويتركهم فقلت لشقيق
 يا ابا عبد الله لعنه الله يحد انا قال نعم ثم رحمه شقيق بن سلمة من بعد من بعد ابو عبد الله بن مسعود اور ابو موسى
 اشعري رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ابو موسیٰ نے کہا اے ابو عبد اللہ! میں جب کوئی شخص جنب ہو اور پانی نہ پاوے تو کیسا
 کرے عبد اللہ نے کہا نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ پانی پاوے ابو موسیٰ نے کہا تم کیا جواب دو گے عمار کے قول کا کہ جنب ہو کر
 خدا سے اللہ علیہ السلام نے اون سے فرمایا تم کو کافی تھا اس طرح تیمم کر لینا جیسے آگ اور لکڑی کا عبد اللہ نے کہا تم نے نہیں
 دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر فاعتنہم میں کی ابو موسیٰ نے اچھا عمار کا قول جانے دو تم آیت کا کیا جواب
 دیتے ہو جو سورہ مائدہ میں ہے **اولا متيمموا** انکبوا لکم من ماء فامسحوا برؤسکم وارجلكم واما ان لم تجدوا ماء فامسحوا برؤسکم وارجلكم
 ہے جب کوئی ہے پھر عبد اللہ کو جواب نہ بنا تو کہنے لگے اگر تم ہمیں لوگوں کو تیمم کی اجازت دین تو قریب ہے کہ جب
 ان میں سے کسی کو پانی شہد معلوم ہو تو وہ پانی کو چھوڑ دے گا اور تیمم کر لے گا افسوس نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو
 عبد اللہ نے جب کو تیمم کرنا اسلیئے کر دیا جانا رائے اس خیال سے کہ میں لوگ سردی میں تیمم کرنے لگیں شقیق نے کہا
فان ما نطئ نے کہا احمدی نے یہ حکم ہے کہ مناظرہ میں ایک دلیل کو چھوڑ کر دوسری عمدہ اور کہلی دلیل
 اختیار کر سکتا ہے اور یہی حکم کہ جنب کو تیمم درست ہے لیکن عمر اور ابن مسعود اس کے خلاف میں تھے اور یہی حکم اگر
 ابو موسیٰ کی دلیل قوی تھی جب تو عبد اللہ بن مسعود کو جواب نہ دیا اور اگے اسکا ذکر آوے گا (فتح)
 ترمذی کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود ابو موسیٰ کا جواب یوں دے سکتے تھے کہ آیت میں اس سے چھوڑا مراد ہے جو

ناقص وضو ہے نہ جو حیثیت اور ابن مسعود کا یہی مذہب تھا کہ لمس عورت ناقض وضو ہے چنانچہ امام مالک وغیرہ
اون سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس صورت میں جواب دینے کا سبب لوم نہیں ہوتا بلکہ چونکہ ہاشم شاعر اور ان کے
نزدیک ہی اس آیت میں اس سے جماع مراد ہوگا اس صورت میں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حیثیت سرخ جب کیلے
تیم کا جواز ثابت ہو تو عبد اللہ بن مسعود اس کے خلاف کیوں مکر فتوے دیتے تھے بالحدیث یہ مقام شکال سے خالی
نہیں ہے **پہلی بات** التَّيْمُ خُرْبَةُ تَيْمٍ مِنْ اِيكٍ بَارِئَةٍ مَرْأَتِهِ مَرْأَاكَ **ثُمَّ كَحَلَّ** تَحْلُلُكَ مِنْ سَلَامٍ قَالَ اَكْبَرُ
ابُو مُعَاوِيَةَ عَنْ اَكْبَرِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ مُوسَى الْأَشْجَرِيِّ
فَقَالَ لَهُ ابُو مُوسَى لَوْ اَنْ بَجَلًا اجْنَبَ فَلَكَ حَيْضُ الْمَاءِ ثُمَّ اِذَا مَا كَانَ بَيْنَهُمْ وَيُصَلِّي فَكَيْفَ
تَصْنَعُونَ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ يَحْدُثُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُفِصَ
لَهُمْ فِي هَذَا اَلَا تَرَوْنَ اِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ اَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ قُلْتُ وَارْتَمَا كَرِهْتُمْ هَذَا
لِيْ اَقَالَ لَكُمْ فَقَالَ ابُو مُوسَى اَلَمْ تَسْمَعُ قَوْلَ عُمَارٍ لِّعُمَارٍ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَلَّمَ فِي سَاحَةِ فَاجْتَبَتْ فَلَمْ يَحْدُثْ الْمَاءَ فَمَتَّعَتْ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَسَّخُ لَكَ اَبْتُ فَذَكَرْتُ
ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ اَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا فَضَرَبَ بِكَفِّهِ
فَرَبَّ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَقَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِنِجَالِهِ اَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ
بِهَا وَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ اَلَمْ تَرَوْا اَلَمْ يَقْنَعُ يَقُولُ عُمَارٌ زَادَ يُعْلِي اَعْنِ اَكْبَرِ عَنْ شَقِيقٍ
قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ مُوسَى فَقَالَ ابُو مُوسَى اَلَمْ تَسْمَعُ قَوْلَ عُمَارٍ لِّعُمَارٍ اَنْ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي اَنَا وَانْتِ فَاجْتَبَيْتُ فَمَتَّعْتُ بِالصَّعِيدِ فَاتَيْنَا رَّسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْبَرْنَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا اَوْ مَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً ثُمَّ رَجَعْنَا
شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ مِنْ رُوحِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ اَوْ ابُو مَسْعُودٍ اشْعَرِي رَفَعَهُ كَيْسَ مَبْنِيًا تَبَا ابُو مَسْعُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
سے کہا تم کہتے ہو اگر ایک شخص جنب ہو پر ایک بیہنیہ تک پانی نہ پاوے تو تیمم نہ کرے اور نماز نہ پڑھے **ف**
اصیلی اور کریم کی روایت ہے اور اکثر نسخوں میں کان تیمم و یصلی ہے اور سلم کی روایت میں یوں ہے کیونکہ کرے
نماز کو عبد اللہ نے کہا تیمم نہ کرے اگرچہ ایک ماہ تک پانی نہ پاوے اور ایسا ہی ہے ابو داؤد کی روایت
میں کہا ہے ابو موسیٰ نے کہا ہا یہ تم کیا کرتے ہو اس آیت میں **ثُمَّ** تو تم کیا کرتے ہو یعنی کیا معنی کرتے ہو
کیا جواب دیتے ہو سورہ مائدہ میں **فَلَكَ حَيْضٌ اَوْ مَاءٌ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا** اسکے اول یوں

اولاً تسمیہ النسا یعنی چھوڑ دیا صحبت کر دو تم عورتوں سے تو تم تیمم کرو پاک مٹی پر اس آیت سے صاف نکلتا ہے کہ جنب کو تیمم جائز ہے اور سورہ نسا میں ہی یہ آیت موجود ہے مگر سورہ مائدہ کی آیت اس طلب میں زیادہ صاف ہے کیونکہ اس سے پہلے وضو کا ذکر ہو چکا ہے اور اسی لیے ابو موسیٰ نے سورہ مائدہ کا حوالہ دیا خطابی وغیرہ نے کہا ہمیں دلیل ہے کہ عبداللہ بن مسعود اس کے معنی جماع کہتے تھے ورنہ ابو موسیٰ کا جواب دیتے اس طرح سے کہ آیت میں جنابت مراد نہیں بلکہ حدث اصغر یعنی عورت کو ہاتھ لگانا مراد ہے جو محاسن ہو جماع سے کم اس صورت میں تیمم وضو کا بدل ہوا اور وضو کے بدل ہونے سے غسل کا بدل ہونا ضروری نہیں (فتح) عبداللہ نے کہا اگر ان کو انہیں تیمم کی اجازت دیجیوی تو قریب ہے کہ جب ان کو پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر لیں مٹی سے (شقیق نے کہا) (اعمش سے) میں نے کہا تم نے اسی لیے جنب کو تیمم کے مکروہ کو جانا اور انہوں نے کہا ہاں ہے ابو موسیٰ نے کہا کیا تم نے عمار ابن یاسر کا قول نہیں سنا اور انہوں نے حضرت شریک سے کہا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لیے بھیجا میں جنب ہوا پھر پانی نہ پایا تو مٹی میں اس طرح ٹوٹا جیسے جانور ٹوٹتا ہے پھر میں نے اس کا ذکر کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تجھ کو کافی تھا اس طرح کرنا پھر مارا آپ نے اپنی ہتھیلی سے (اصیلی کی روایت میں دونو ہتھیلیوں سے ہی) ایک مار زمین پر پھر نہ بچا جس کا (خبردار کر کے لیے) پھر وہ اپنی ہتھیلی کی پشت پر سہ کیا بائیں ہاتھ سے (یعنی بائیں ہتھیلی کو دایاں ہتھیلی کی پشت پر پہلایا یا بائیں ہتھیلی کی پشت پر سہ کیا دایاں ہتھیلی سے) حافظ نے کہا تمام روایتوں میں یوں ہی ہے شک کے ساتھ اور ابو داؤد کی روایت میں ابو معاویہ کے طریق سے یہ ہے پھر مارا بائیں ہاتھ کو دایاں ہتھ پر اور دایاں ہتھ کو بائیں پر پھر سہ کیا اپنے مونہ پر اور اس روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابو موسیٰ نے پہلی آیت سے دلیل لی پھر عمار کی روایت سے اور حفص کی روایت جو اوپر گذری انہیں اس کا کتاب ہے اور وہی راجح ہے تیسرا پھر سہ کیا اس سے اپنی ہتھ پر (ف) اس سے یہ نکلتا ہے کہ تیمم میں ایک مار مارنا کافی ہے اور ابن منذر نے کہا کہ جبہ ورملا کا یہی قول ہے اور اسی کو اختیار کیا اور یہی نکلا کہ تیمم میں مرتب شرط نہیں ہے اور اصیلی کی روایت میں یوں ہے جبکہ کافی تھا دونو ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو پہونک دینا پھر سہ کرنا دایاں ہاتھ سے بائیں پر اور بائیں سے دایاں پر پھر سہ کرنا اپنے مونہ پر اور مسلم کی روایت میں یوں ہے پھر سہ کیا بائیں ہاتھ کا دایاں ہتھ سے اور دونو ہتھیلیوں کی پشت کا اور مونہ کا (فتح لمخصا) عبداللہ نے کہا تم نے نہیں دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہیں کی (ف) کیونکہ عمار نے یہ بیان کیا عمر رضی اللہ عنہ سے

کہ تم ہی میرے ساتھ تھے اور اس قصہ میں حاضر تھے اور انکو یہ قصہ بالکل یاد نہ آیا سیوا حضرت عمرؓ نے کہا
 عمارؓ سے جیسے مسلم کی روایت میں ہے اس عمارؓ سے ڈر عمارؓ نے کہا اگر تم چاہو تو میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا
 عمرؓ نے کہا ہم تو کام تجھی پر ڈالتے ہیں نوری نے کہا مطلب حضرت عمرؓ کا یہ تھا خدا سے ڈر لینے اپنی روایت
 میں جتیا ط اور غور کرنا یہ تو قبول کیا ہو یا تجھے شبہ ہو گیا ہو کیونکہ میں بھی قبرے ساتھ تھا پر مجھے یہ قصہ بالکل
 یاد نہیں اور عمارؓ کا یہ مطلب تھا کہ اگر صحت لسی میں ہو کہ یہ حدیث بیان کیجاوے تو میں اور کسی سے بیان کروں گا
 کیونکہ میں نے شکوہ حدیث سنائی حضرت عمرؓ نے بہر حال کام تجھی پر ڈالیں گے اور کام طلبت ہو کہ مجھکو یاد
 نہ ہونے سے یہ ضرور نہیں کہ حدیث ناحق ہو تو میں تجھکو کہہ کر منہ کر سکتا ہوں اور اسکے بیان کرنے سے
 حافظ نے کہا عمارؓ کو یہ حدیث قبول نہ کرنے میں یہ عذر تھا لیکن ابن مسعودؓ کو عمارؓ کی حدیث قبول کرنے کے
 لیے کوئی وجہ نہ تھی اور سیوا اس طرح ابی شیبہؓ ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے رجوع کیا اپنے مذہب سے
 اور اہل کماہنا و منقطع سے اشراف یعنی بن عبیدہ کو فی نے اس روایت میں زیادہ کیا اور اسکو وصل کیا امام احمد
 نے مسند میں (عش سے انہوں نے تحقیق سے انہوں نے کہا میں عبداللہ اور ابو موسیٰ کے ساتھ تھا تو ابو موسیٰ نے
 کہا تم نے عمارؓ کا قول نہیں سنا حضرت عمرؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اور تمھو کو بھیجا تو میں
 جنب ہوا اور لوٹا منی میں بعد اسکے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے بیان کیا کہ آپ
 نے فرمایا مجھکو کافی تھا اس طرح اور سچ کیا اپنے موبہ اور دونوں بچوں پر ایک بار یا ایک ضرب سے ق
 قطلانی نے کہا اس حدیث کو کئی باتیں نکلتی ہیں ایک تو تیمم میں ایک بار کافی ہونا دوسرے کفین کا سہ تہ
 سے پہلے کرنا فیہرے ایک کی پشت پر سچ کرنا چاہتے ہانہوں کا سہ کرنا یا بچوں میں اس سہی کا منہ کے لیے تعال
 کرنا جس سے کف پر سچ کر چکے ہیں اور رافعی اور امام احمد کا مذہب وہی ہے جو حدیث سے ثابت ہے اور نووی
 نے کہا کہ زیادہ صحیح مخصوص دو بار بارنا ہے حافظ نے کہا مزارادووی کی تہ ہے کہ شافعیہ کے مذہب میں صحیح دو بار
 بارنا ہے اور یہ غرض نہیں کہ دلیل کے رو سے دو بار بارنا زیادہ صحیح ہے قطلانی نے کہا خفیہ کے نزدیک
 تیمم میں ترتیب ضرور نہیں ہے جیسے حدیث سے نکلتا ہے اور شافعیہ کے نزدیک ترتیب واجب ہے انتہ
 مختصر متفقہ میں ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے عمار بن یاسرؓ سے نکالا کہ حضرت صہ نے تیمم کے باب میں
 فرمایا وہ ایک بار سہ منہ اور دونوں ہاتھوں کے لیے اور ایک لفظ میں یہ ہے کہ حضرت م نے انکو حکم دیا تیمم کرنا
 موبہ اور دونوں ہاتھوں کے لیے نکالا اسکو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے تو کافی نے کہا ابن عبد البرؓ نے کہا اکثر

قصہ حضرت عمارؓ کا حدیث باطل نہیں دیکھو

عمار سے ایک ضرب مروی ہے اور دونوں کی روایتیں مختلف طریق ہیں اور امام سہمی نے اس کو تمام طریقوں کو
 اچھی طرح جمع کیا ہے اور طبرانی نے اوسطین اور کبیرین روایت کیا کہ حضرت م نے عمار سے فرمایا کافی ہے چھکو
 ایک مومنہ کے لیے اور ایک مرد دونوں پہنچون کے لیے اور اس کی سند میں ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ ضعیف اگرچہ
 امام شافعی نے اس سے حجت لی ہے اور حدیث کو نہ کہتا ہے کہ تمیم بن ایک ہی ہے مومنہ اور دونوں پہنچون کے لیے
 اور یہی قول ہے عطاء اور کھول اور ازاعی اور امام احمد بن حنبل اور متقی اور صادق اور امامیہ اور الکفر الحدیث کا اور ماہی
 اور ناصر اور نوید بادشاہ اور ابو طالب اور امام تھکے اور ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور فقہ کا یہ قول ہے کہ دو مائین جب
 ہیں ایک مومنہ کے لیے اور دوسری دونوں مائین کے لیے اور ابن المسیب اور ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ مائین دو
 واجب ہیں ایک مومنہ کے لیے اور دوسری دونوں پہنچون کے لیے اور تیسری دونوں مائین کے لیے یا مائین نے
 تخریج میں کہا کہ پہلے مذہب اللہ کی دلیل عمار کی ریٹ ہے جس کو نکالا چھون عالموں نے اس میں یہ ہے کہ
 چھکو کافی تھا دونوں مائین زمین پر مارنا پہنچنا پہرہ کرنا ان سے اپنے مومنہ اور دونوں پہنچون پر اور بخاری
 مسلم نے نکالا آتش سے انہوں نے رفیق سے جو روایت اوپر گذری اور امام احمد نے مسند میں نکالا سعید بن عبد الرحمن
 بن ابی سے انہوں نے اپنا باب سے انہوں نے عمار بن یاسر سے کہ حضرت م فرماتے تھے تمیم بن وہ ایک مائین
 ہے مٹھ اور دونوں پہنچون کے لیے اور دوسرے مذہب اللہ نے دلیل لی ابن عمر کی حدیث جو نکالی حاکم
 نے مستدرک میں اور دارقطنی نے سنن میں اور بیہقی نے علی بن ظبیاں سے انہوں نے عبید اللہ بن عمر
 انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم دو مائین میں ایک مار
 مٹھ کے لیے اور ایک مرد دونوں مائین کے لیے دو کو کہنیں تک سکوت کیا اس حدیث سے حاکم نے اور کہا میں
 نہیں جانتا اس کو کسی نے مستدرک کیا ہو عبید اللہ سے سوا علی بن ظبیاں کے اور وہ سچا ہے اور وقف کیا اس کو بھی
 بن سعید اور تمیم اور مالک نے نافع سے اور دارقطنی نے کہا کہ رقم کیا اس کو علی بن ظبیاں نے اور وقف کیا اس کو
 یحییٰ القطان اور شیم وغیرہ اور وہی صواب ہے پہنچالا ان دونوں کی حدیثوں کو اور بعضوں نے اس حدیث کو
 ضعیف کیا علی بن ظبیاں سے امام میں ہے کہ ابن تمیم نے کہا وہ خطا کرتا ہے اپنی سب حدیثوں میں اور یحییٰ
 بن سعید اور ابو داؤد نے کہا وہ کچھ نہیں اور نسائی اور ابو حاتم نے کہا وہ متروک ہے اور ابو زمرہ نے کہا وہی
 الحدیث ہے اور ابن حبان نے کہا اس کی حدیث جو حجت لینا ساقط ہے اور نکالا اس حدیث کو ابن عدی نے اور کہا
 کہ رقم کیا اس کو علی بن ظبیاں نے لیکن ثقہ شخصوں نے جیسے سفیان ثوری اور یحییٰ القطان ہیں انہوں نے

وقت کیا اسکو وضع کیا علی بن ابیہان کو نسائی اور ابن معین اور ابونعیم بن عقیل سے روایتی ہے کہ اسکا اور ایک طریق ہے اسکو نکالا حاکم اور دارقطنی نے سلیمان بن ابی داؤد و خرائی سے اسنے سالم اور نافع اسنے ابو عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مثل اسکی جو گذرا اور ایک اور طریق ہے اسکو بھی نکالا حاکم اور دارقطنی نے سلیمان بن ابی رتم سے اسنے زہری سے اسنے سالم سے لیکن دارقطنی نے کہا کہ سلیمان بن ابی داؤد اور سلیمان بن ابی رتم دونو ضعیف ہیں اور حاکم نے کہا کہ یہ دونو اس کتاب کی شرط کے موافق نہیں ہیں لیکن ہم نے انکی روایتوں کو شواہد میں ذکر کیا استہتافاً ظننے کہا علی بن ابیہان ضعیف ہے اسکو ضعیف کیا قطار اور ابن معین نے اور مروی ہے ابن عمر سے مرفوعاً کہ ہم نے تم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو مارا ہم نے اپنے ہاتھوں کو پاک مٹی پر پہر چھاڑا (پہونچا) ہم نے اپنے ہاتھوں کو پہر پہ کیا سمجھنے ان سے اپنے سونہوں کو پہر دوسری راہ سے اور پہر کیا سمجھنے کہ بیہوشوں سے لیکر مہتیلی تک اور اسکی ہاد میں سلیمان بن ابی رتم مترک ہے اور ابن عمر سے یہ حدیث دوسرے طریق سے مروی ہوئی مانند روایت ابیہان کے اور ابو زر عہ نے کہا وہ حدیث باطل ہے اور دلیل لی جابر کچھ حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مترک میں اور دارقطنی نے سنن میں عثمان بن محمد انطاکی سے انہوں نے حرمی بن عمارہ سے انہوں نے عمرو بن ثابت سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے جابر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تیمم کیا رہے موندہ کے لیے اور ایک بار ہے دونو یا نہوں کے لیے دو کو نہیوں تک حاکم نے کہا یہ صحیح الاسناد ہے اور نہیں نکالا اسکو بخاری اور سلم نے دارقطنی نے کہا اسکے سبب اسی ثقہ ہیں ابن جوزی نے تحقیق میں کہا کہ عثمان بن محمد انطاکی میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور صاحب تحقیق نے کہا شیخ تقی الدین بن دینق العید کی متابعت سے کہ یہ کلام ابن جوزی کا قبول نہ کیا جاوے گا کیونکہ انہوں نے بیان نہیں کیا کہ کلام عثمان میں اور عثمان کی عثمان سے ابو داؤد اور ابوبکر بن ابی عاصم وغیرہ نے اور ابن ابی حاتم نے اسکو اپنی کتاب میں ذکر کیا اور کوئی حرج اوسمیں بیان نہیں کیا شوکانی نے کہا ابن جوزی نے کہا کہ عثمان بن محمد میں کلام کیا گیا ہے حافظ نے کہا ابن جوزی نے خطا کی ابن دینق العید نے کہا اوسمیں کسی نے کلام نہیں کیا البتہ اسکی روایت شاذ ہے دارقطنی نے کہا اسکا روای سب ثقہ ہیں لیکن جواب اسکا موقوف ہونا ہے مترجم کہتا ہے امام ذہبی نے عثمان بن محمد انطاکی کو ذکر کیا نیز ابن معین اور یہ کہا کہ اوسمیں کلام کیا گیا ہے لیکن بیان نہیں کیا کہ کس نے کلام کیا اوس میں اور شاید انہوں نے متابعت کی ابن جوزی کی اس باب میں اور دلیل حضرت

عائشہ کبیرہؓ سے نکالا اوسکو زرارہ اور ابن عدی نے حریش بن خریث سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت ام نے فرمایا تم میں وہ دو مارین ہیں ایک مارہ منہ کے لیے اور ایک مارہ دونوں کے لیے دو کو کہنوں تک بزار نے کہا ہم نہیں جانتے ہی ریش کو حضرت عائشہؓ سے کراسی طریق سے اور حریش ایک شخص ہے بصیرت کار سننے والا بہائی زبیر بن خریث کا اور ابن عدی نے کہا محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا کہ حریش بن خریث بن اہتر انس ہے اور میں اسکا حال نہیں پہچانتا اور اسکی حدیث کا اعتبار نہیں کرتا اور دہشلی بن عمر کبیرہؓ سے جو طحاوی اور ابو داؤد نے کمالی محمد بن ثابت عبدی سے اسنے نافہ سے انہوں نے کہا میں ابن عمر کے ساتھ گیا ایک کام کے لیے ابن عباس کے پاس تو ابن عمر نے اپنی حاجت پوری کی اور اس من انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گدرا ایک گلی میں گلیوں میں سے آپ اوسوقت پانچ ماہ سے یا شیب سے کلہاڑے سے اسنے سلام کیا آپ نے جواب دیا یا یہاں تک کہ جب شخص غائب ہونے لگا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے اور اپنے منہ پر مسک کیا پھر دوسری مار مارے تو مسک کیا اپنے دونوں ہاتھوں پر پھر اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے نہیں روکا سلام کا جواب دینے سے مگر اسنے کہ میں طہارت سے تہاشیغ نفی الدین نے امام میں کہا یہ روایت رد کی گئی محمد بن ثابت ابن کلام کی وجہ سے محمد بن عیین نے کہا کہ محمد بن زہرہ اور ابو حاتم نے کہا وہ مستہ نہیں اور بخاری نے کہا اسکا خلاف کیا گیا نافہ کی روایت میں ابن عمر سے تیمم کے باب میں اور مخالفت کی اسکی ابو ابوب عبد اللہ وغیرہ نے انہوں نے نافہ سے ابن عمر سے اور مخالف نقل کیا ہے اور سانی نے کہا محمد بن ثابت نافہ سے روایت کرتا ہے وہ قوی نہیں اور ابن عدی نے کہا کہ اسکے اکثر راویان پر متابعت نہیں ہوئی اور بہیقی نے قوی کیا اس روایت کو اور کہا کہ اور لوگوں نے جواب ابن عمر سے اسکو موقوف روایت کیا وہ صرف تیمم کی روایت ہے لیکن یہ قصہ تو مشہور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو بکر بن حارث بن جہم کی روایت سے اور ابن اشارہ ہے طرف کے منکر دونوں ہاتھوں کا مس ہے کہنوں تک مرفوعاً یہ اصل قصہ جو ابو جہم سے مروی ہے اور ابو جہم کبیرہؓ میں کہنوں تک مس کر نیکا ذکر نہیں ہے اور امام بہیقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا کہ امام بخاری نے انکار کیا محمد بن ثابت پر اس حدیث کو رفع کرنے میں حالانکہ اسکا رفع منکر نہیں ہے کیونکہ روایت کیا اسکو ضحاک بن عثمان نے نافہ سے انہوں نے ابن عمر سے مرفوعاً مگر اس میں زہرہ تیمم کا ذکر نہیں ہے اور روایت اسکو زہرہ بن عبد اللہ بن ہمام میں الحاد نے نافہ سے انہوں نے ابن عمر سے بہر ذکر کیا پورا قصہ اس میں ہے کہ مس کیا اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں پر اور محمد بن ثابت جس بات سے متفق ہوا

اس حدیث میں وہ باہنوں کا ذکر ہے لیکن ابن عمر سے تمیز کرنا نہ اور دونوں باہنوں کا ثابت اور ان کا فتوے اس باب میں مشہور ہے اور اس سے صحیح بن ثابت کی روایت کی صحت ہوتی ہے کیونکہ ابن عمر حضرت م کے فعل کے خلاف کرنے والے نہیں تو معلوم ہو اگر انہوں نے اس کو یاد رکھا تاہم سے لے کر ابوالزبیریٰ بن جابر سے کہ یہ حدیث ابو داؤد کی ضعیف ہے اس کا مدار محمد بن ثناء پر ہے اور اسکو ضعیف کہا ابن معین اور ابو جاتم اور بخاری اور احمد نے ابو داؤد کے کہا متابعت انہیں کی محمد بن ثابت کی کسی نے انتہے اور دیشلی جابر کچھ حدیث سے جسکو نکالا حاکم نے مستدرک میں ابوسعید خدری کے طریق سے انہوں نے ابو نعیم سے انہوں نے غزہ بن ثابت سے انہوں نے ابو الزبیری سے انہوں نے جابر رضی سے کہ ایک شخص آیا اور کہتے لگا مجھے جنابت ہوئی اور میں لوٹا مٹی میں جابر نے کہا اس طرح مارا اور مارا انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر پھر سچ کیا اپنے مونہ پر پھر مارا دونوں ہاتھوں کو اور سچ کیا ان سے دونوں کہنیوں کا حاکم نے کہا اسکا ہنا صحیح ہے اور نکالا اسکو امام طحاوی نے شرح الآثار میں فہم سے انہوں نے ابو نعیم سے اسی ہنا سے جو اوپر گذرا اوس میں اتنا زیادہ ہے کہ جابر نے کہا کیا تو گدھا ہو گیا اور ارا اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر پھر سچ کیا اوس سے اپنے مونہ کا پھر مارا دونوں ہاتھوں کو زمین پر اور سچ کیا دونوں ہاتھوں سے دونوں کہنیوں کا اور کہا اس طرح ہے تیمم اور دیشلی اس حدیث سے جو نکالی طحاوی اور طبرانی اور دارقطنی اور ترمذی نے ربیع بن بدیر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے انہوں نے اس حدیث سے تہذیب نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا ایک سفر میں آپ نے فرمایا اے اسلم اوٹھ اور کجاوا کس ہمارے لیو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کو کچھ جنابت ہو گئی آپ خاموش ہو رہے یہاں تک کہ حضرت جبریل آپ کے پاس تیمم کی آیت لائے آپ نے فرمایا اے اسلم اوٹھ اور تیمم کر پاک مٹی پر دو ماروں سے ایک مار تو اپنے منہ کے لیو اور ایک مار اپنی دونوں باہنوں کے لیے اور کھٹکھٹ اور اندر کھٹکھٹ کے لیے جب ہم اپنی پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے اسلم اوٹھ اور غسل کر رہتی میں ہے کہ اسلم نے کہا حضرت نے مجھ کو بتلایا کیونکہ سچ کر دین میں تو اپنے دونوں پہنچوں کو زمین پر مارا اور ان کو اوٹھا یا اپنے مونہ کے لیے پھر دوسری بار مٹی اور سچ کیا اپنی دونوں باہنوں کو اندر اور اندر کھٹکھٹ یہاں تک کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں کہنیوں کو جو اوٹھ اپنی منہ زیادہ کیا ربیع نے کہا میرے باپ نے مجھ کو تیمم بتلایا جیسے ان کے اپنے ان کو بتلایا تھا اسلم سے سنا کہ ایک مار مونہ کے لیے اور ایک مار دونوں ہاتھوں کیسے دونوں کہنیوں تک پہنچتی ہے کہا اسکو

اسناد میں برہنہ بدیعہ ہو کر وہ متفقہ نہیں ہوا اس حدیث کی شیعہ نے امام بن کبار بن برہنہ ابو حاتم نے کہا کہ شکی حدیث میں مشغول ہونا نہ چاہیے اور نسائی اور داؤقطنی نے کہا وہ متروک ہے اور بیہقی نے کہا وہ متفقہ نہیں ہوا تو اس کو حجت پوری نہیں بخاتی جب تک کہ معلوم نہ ہو کہ دوسرے شخص کون ہے اور وہ کیسا ہے اور دلیل کی ابن عباس کحدیث سے جسکو بزار نے نکالا مسند میں محمد بن اسلمی سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے عمار سے انہوں نے کہا قحی مین تھا جب تک سے ہم کرنے کی رخصت تری جو وقت پانی نہ ملے تو ہم کو حکم دیا گیا ہم نے ایک بار ماری منہ کے لیے یہ دوسری بار ماری دونوں ہاتھوں کے لیے دونوں کہنیوں تک بزار نے کہا اس حدیث کو ایک جماعت نے روایت کیا زہری سے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے عمار سے انہوں نے محمد بن اسلمی کی اور روایت کیا اسکو کئی شخصوں نے زہری سے انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے عمار سے اور ابن عباس کا ذکر نہیں کیا اور دلیل کی ابو جہم کی روایت ہے جو داؤقطنی نے نکالی ابو عصمہ سے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے عرج سے اس نے ابو جہم سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جملہ کھیر سے آگے پانچواں زیادہ پیشاب کر کے تو میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب دیا اور دیوار پر مارے پتھر ہاتھ سے ایک بار پھر سلام کیا اوس سے اپنے ہاتھ پر پھر دوسری بار ماری تو مسکے کیا اوس سے اپنی دونوں ہاتھوں پر دونوں کہنیوں تک پھر سلام کا جواب دیا زلیعی نے کہا یہ ابو عصمہ اگر نوح بن ابی ریم ہے تو وہ متروک ہے یہ حدیث صحیح بخاری میں مروی ہے اور اوپر گذری اوس میں ہاتھوں کا مسح ہے اور بائیں ہاتھ کا لفظ نہیں ہے اور نکالا اسکو طحاوی نے شرح الآثار میں امام بخاری کی سند سے نہیں ہے ہاتھوں کا ذکر ہے اور حافظ نے جو حدیث کی نسبت تحقیق کی وہ اوپر گذر چکی اور دلیل کی ابو ہریرہ کی حدیث ہے جسکو بیہقی نے نکالا سن میں شیعہ بن صباح سے اس نے عمرو بن شعیب سے اس نے ابن مسدد سے اوس نے ابو ہریرہ سے کہ کچھ لوگ جنگل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور عرض کرنے لگو یا رسول اللہ ہم رتیوں میں رہتے ہیں تین تین چار چار مہینوں تک اور ہم ہر کوئی جنب ہوتا ہے کوئی تقاسم والی ہوتی ہے اور کوئی حائضہ اور پانی نہیں پاتے آپ نے فرمایا لازم کہ لو اپنے اوپر زمین کو پہر آئے اپنا ہاتھ زمین پر مارا مونہ پر ملنے کے لیے اور ایک بار دوسری بار ماری اور اس سے مسکے کیا اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک زلیعی نے کہا اسکو نکالا امام احمد نے یہی مسند میں ابو بیہقی نے سنن میں اور بیہقی نے ابو ہریرہ نے اپنی مسند میں اور سب کی اسناد میں شیعہ بن صباح ہی امام احمد اور دارمی نے کہا وہ کچھ نہیں

اور سانی نے کہا مگر کمال حدیث ہے اور وہ کیسا ہکو ابوعلی موصلی نے مسند میں ابن ابیہر سے اوس سے عمرو بن
 شعیب سے اور ابن ابیہر بھی ضعیف ہے اور ہکا ایک اور طریق ہے نکالا اوسکو طبرانی نے معجم اوسط میں وکیعہ کے
 طریق سے انہوں نے ابراہیم بن زید سے انہوں نے سلیمان بن احوال سے انہوں نے سعید بن اسیب سے انہوں نے
 نے ابوبہرہ سے طبرانی نے کہا سلیمان بن احوال کی سعید سے کوئی روایت معلوم نہیں ہوتی سوا اس حدیث
 کے اور وہ حدیث کی گئی یہ حدیث مشن بن صباح سے اوس نے عمرو بن شعیب سے اوس نے سعید سے انتہے اور دلیل
 لی اوس سے جو امام مالک نے نکالا اوسط میں اور طحاوی نے شرح الآثار میں نافہ سے کہ وہ اور عبد اللہ بن عمر حروف
 سے ہے توجب مرید کو پہنچے اور مروی عبد اور متوجہ ہوئے پاک تہی کطرف تو سمجھ کیا اپنے منہ کا اور ہاتھوں کا کہنوں
 مکہ پہر نماز پڑھی جو ت اور مرد دو مقام میں مدینہ کے قریب اور امام مالک نے نکالا نافہ سے کہ عبد اللہ بن عمر
 تیم کرتے تھے دو کہنوں تک اور طحاوی نے نکالا علی بن سعید سے اس نے عبد اللہ بن عمر سے اوس نے عبد اللہ بن عمر
 اس نے اوس سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمر سے پوچھا تم کون تو انہوں نے اپنے دو ہاتھ زمین پر ماری اور
 کیا اوس نے اپنے دو ہاتھ اوٹھنے کا ایک مار اور ماری اور سمجھ کیا اوس نے اپنی دو ہاتھوں کا اور نکالا احمد بن عبد
 کناسی سے اوس نے عبد العزیز بن ابی رولہ سے اوس نے نافہ سے ایسا ہی اور نکالا یحییٰ بن ابوبکر سے اوس نے
 ہشام بن عروہ سے اوس نے نافہ سے ایسا ہی اور دلیل لی اوس نے طحاوی نے نکالا حسن ابصری سے اوس نے
 نے کہا تیمم ایک بار سے منہ اور دونوں ہونچوں کے لیے اور دوسری بار سے ہاتھوں کے لیے دونوں کہنوں تک اور
 روایت میں حسن سے کہنوں کا ذکر نہیں ہے اور دلیل لی عمار کی حدیث سے کہ کافی ہے جبکہ ایک بار سے کے
 لیے اور ایک بار دونوں ہونچوں کے لیے نکالا اوسکو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں اور اسکی سند ضعیف ہے یہ حدیث
 اوپر گذر چکی پس یہ سب دلیلین ان لوگوں کی ہیں جو تیمم میں دو بار وجہ جانتے ہیں لیکن ان میں یا موقوف
 روایتیں ہیں جو حجت نہیں ہیں اور یا ضعیف ہیں وہ ہی حجت نہیں البتہ ایک جابر کی حدیث جو دوسری دلیل
 میں گذری اوس کے راوی ثقہ ہیں پر اوسکو بھی شاذ کہل ہے اور ابن جوزی نے اوس کے ایک راوی عثمان
 بن محمد راوی ہیں کلام کیا ہے شوکانی نے کہا میں نے معلوم ہوا کہ دو باروں کی حدیثیں گفتگو سے خالی نہیں
 اگر یہ حدیثیں صحیح ترین ہوں تو ان پر عمل کرنا اوسے ہوتا کیونکہ ان میں زیادہ تر یہی حق ہی ہے جو صحیحین کی روایت
 سے ثابت ہو کہ ایک بار مارنا کافی ہے اور جنہوں نے تین بارین واجب کہیں ہیں انکی دلیل کوئی مجھ کو نہیں
 ملی بلکہ امام یحییٰ نے کہا کوئی دلیل ایسی ہی نہیں جس سے تین باروں کا استحباب ہی ثابت ہو اور امام مہدی نے ہکو قادی

کیا اور حقیقت ایسا ہی ہے لہذا قال الشوکانی ابن عبد البر نے کہا ابو حنیفہ اور ثوری اور لیث بن سعد اور شافعی
 اور ابن ابی سلمہ وغیرہم کا یہی قول ہے کہ ایک بار کافی نہیں جو تیسرے میں بلکہ دو بار میں ضرور ہیں ایک سے نہ کہ لیے اور
 دوسری دونوں ہاتھوں کے لیے دو کو کہنیوں تک اور یہی قول ہے امام مالک کا پر وہ کہنیوں تک پہنچنا یا سمعہ کا فطر
 نہیں جانتے اور عبد اللہ بن عمر اور شعبی اور حسن بصری اور سالم بن عبد اللہ بن عمر کہنیوں تک تیمم کرنا منقول ہے اور
 ازراعی کہتے ہیں کہ دو بار واجب ہیں ایک منہ کے لیے اور دوسری دونوں ہاتھوں کے لیے پہنچون تک اور یہی
 قول ہے احمد اور حسن بن علی احمید اور داؤد اور طبری کا اور ابن ابی لیلیہ اور حسن بن علی کا یہ قول ہے کہ دو بار مارے اور
 ہر ایک بار میں ہند اور دونوں ہاتھوں پر سچ کرے اور نہری نے کہا کہ بغلوں تک سچ کرے اور ایک روایت میں اونس
 پہنچون تک بھی منقول ہے اور ایک راہی منقول ہے لہذا مترجم کہتا ہے ابن عبد البر نے غلطی کی امام احمد کے
 مذہب میں اونکا اور جمہور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضرب کافی ہے اور منہ اور دونوں پہنچون کا سمعہ کافی
 ہے اور شافعی امام احمد سے ایک روایت ایسی ہی ہے جو جیسے ابن عبد البر نے نقل کیا مگر مشہور قول اونکا وہی ہے
 جو ہم نے بیان کیا اور دلیل کے مد سے یہی مذہب حق ہے اور باقی سب مذہب ضعیف ہیں اور بعض بالکل بنیاد
 ہیں اور کتب جمہور مولانا محمد عبد الحی لکھنوی سے کہ انہوں نے تعلیق مجددین ابن عبد البر کی اس نقل پر اعتراض کیا اور
 اس کے سوا یہ لکھا کہ غور کو بعد قدرت کی ترجیح مطلق ہے حالانکہ تعدد کی تمام روایات ضعیف یا موقوف ہیں جیسے
 اور تفصیل سے گزرا اور شاید وجہ ترجیح کی یہ ہو کہ موقوف روایت اس میں مثل مرفوع کے ہو کیونکہ یہ امر عقل سے
 معلوم نہیں ہو سکتا ذیلی نے کہا جو لوگ تیمم میں ہونڈ ہوں تک سمجھ کے قائل ہیں انہوں نے دلیل لی اس سے
 جو نکالا اور داؤد نے نہری سے کہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد بنہ نے اپنے حدیث بیان کی عمار بن یاسر سے وہ
 حدیث بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ہے سچ کیا مٹی سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فجر کی نماز کے
 لیے نوازش میں تھیلے میں پانی پر اپنے ہاتھوں پر سچ کیا ایک بار پھر دوبارہ اپنی تھیلی میں پانی پر اپنے ہاتھوں پر
 اپنے ہاتھوں پر منڈ ہوں اور خیر بن ملک اندلس کے طرف سے اور نکالا اس کو ابن ماجہ نے اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ اللہ
 بن عبد اللہ بن عبد بنہ نے عمار بن یاسر کو نہیں پایا اور نکالا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد بنہ
 سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عمار سے موصولاً الصدوق نے کہا اس کو ابو داؤد نے نہری سے انہوں نے
 نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے انہوں نے روایت کی ابن عباس سے انہوں نے عمار سے اور
 سے زیادہ پوری نقل کی ہے کہ اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابن اسحق نے انہوں نے کہا ابن عباس اور مالک نے نہری

دوسری روایت میں عمار سے یہ کہہ کر کہ کیا ہم نے حضرت کو ساتھ لے کر تو سہ کیا اپنے ہونہوں اور ہاتھوں کو
 سونڈ ہون تک تیری روایت میں یہ ہے کہ تم کیا حضرت کے ساتھ سونڈ ہون تک چوتھی روایت میں یہ ہے کہ
 ہم حضرت کے ساتھ سفر میں تھے میں حضرت عائشہ کا ایک ناکہ لگایا لوگوں نے اسکو ڈھونڈنا دیکھ کر کہا
 لوگوں کے پاس پانی نہ تھا تب تیمم کی رخصت اور تری مٹی سے مسلمان کہہ کر ہو کر اونہوں نے اپنے ہاتھ اسے
 زمین پر اور سرہ کیا اوس سے اپنی سونڈ ہوں اور ہاتھوں کی پشت کا سونڈ ہوں تک اور اندر کی طرف سے بھونک کر
 کہہ کر کہ ان حدیثوں میں یہ نہیں ہے کہ حضرت نے اسکو حکم دیا اسطرح تیمم کرنے کا بلکہ صحابہ نے اپنا فعل بیان کیا
 اور نکالا حضرت عائشہ سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے ایک لڑائی میں سے جب سرس
 میں پہنچے مدینہ کے قریب تو میں ات کو اونگھی اور میرے اوپر ایک ہاتھ جھکوا دیا کہتے تھے اور وہ ناف تک
 پہنچتا تھا تو میں اونگھی لگی وہ میرے گلے سے نکل گیا جب میں حضرت کے ساتھ اتوری فجر کی نماز کے لیے
 تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرا رنگ سے گر گیا آپ نے فرمایا لوگو تمہاری ان کا مار مار ہو گیا تو اسکو ڈھونڈ کر لو
 نے ڈھونڈا اوس کے پاس پانی نہ تھا اور ڈھونڈنے میں مشغول رہی یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا اور مار گیا
 لیکن پانی نہ ملا تو بعضوں نے تیمم کیا پہنچے تک اور بعضوں نے سونڈ ہے تک اور بعضوں نے اپنی بدنہ پہ پہ
 خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تب تیمم کی آیت اتوری اس سے یہ نکلا ہے کہ صحابہ نے یہ کام اپنی رائے سے
 کیا تھا اور خود عمار نے اوس کے خلاف روایت کی ہے یہ نکالا عمار سے کہ اونہوں نے حضرت سے یہ چاہا تیمم کو
 نے اسکو حکم دیا منہ اور دونوں پہنچوں کا ایک روایت میں یہ ہے کہ سارے کہا میں نہیں جانتا ہاتھوں تک
 پہنچا یا نہیں ایک میں یہ کہہ کر کیا اتور منہ اور دونوں ہاتھوں کا ادھی ہون کا لڑائی میں سونڈ ہوں کسے کرنا غلط ہو گیا
 کہیںوں تک دیا پہنچوں تک تو ابو جہیم نے پہنچوں تک روایت کیا اور ارفام سے ابن عباس سے کہیںوں تک
 اور اسطرح کچھ روایت میں ہاتھوں کا ذکر ہے جب ان روایتوں میں اختلاف ہے تو ہم نے تیمم کو قیاس کیا و فسو پر اور وضو
 میں ہاتھوں کا دھونا کہیںوں تک ہے تو تیمم ہی وہیں تک ہو گا اور ابن عمر اور جابر سے ایسا ہی مروی ہے
 مختصر اور جواب اس تقریر کا یہ ہے کہ نافع نے جو ابن عباس سے روایت کی ہے اسطرح اسطرح نے وہ دونوں ہاتھ
 صلیف میں جیسے اوپر گزرا اور کہیںوں تک سمجھ کر نے کی روایتیں صحیح ہیں اس وجہ سے اسطرح قیاس کی
 کوئی ضرورت نہیں جب بعض موجود ہے تو اصل یہ نکلا کہ تیمم میں ایک ضرب کرے اور منہ اور دونوں پہنچوں پر
 سمجھ کر کہ اسے ادھی حق ہے واللہ اعلم **باب** یہاں کوئی ترجمہ باب مذکور نہیں اور میل کی روایت میں

بن زیاد ضعیف ہو اور منکر روایت کی ہیں اور حدیث اسے مروی روایت کی ہے وہ منکر ہے اور بیہقی نے کہا با اسرف تہمین کہا کہ مغیر بن زیاد ضعیف ہو اور لوگ اسکو سند نہیں کرتے ابن عباس سے بلکہ عبد الملک بن جریج نے اسکو عطا سے موقوف روایت کیا اور روایت کیا اسکو یان بن سعید نے وکیع سے اور انہوں نے معانی بن عمران سے اور انہوں نے غیرہ سے موقوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یان بن سعید ضعیف ہے اور کما رقم خطا ہے اور کمال اسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف بن عمر بن ایوب موصلی سے اور انہوں نے مغیرہ بن زیاد سے اور انہوں نے عطاء سے اور انہوں نے ابن عباس سے اور انہوں نے کہا جب توڑے کہ وضو کرنے میں جنازے کی نماز فوت ہو جاوے گی تو تیمم کر اور نماز پڑھو روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح الآثار میں اور نسائی نے کتاب الکسائی میں معانی بن عمران سے اور انہوں نے مغیرہ سے موقوف اور سیاحی کمال ابن شیبہ نے عکر مراد اور ابی نعیم حنفی اور حسن سے اور شعبی سے کمالا کہ بے وضو پڑھو نماز جنازے کی اور بیہقی نے داؤقنی کے طریق سے کمال ابن عمر سے کہ انکے پاس ایک جنازہ آیا وہ بے وضو تھے اور انہوں نے تیمم کیا اور اسے نماز پڑھ لی بیہقی نے کہا میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا مگر اسی طریق سے اور شاید یہ خطا ہو اور اگر خطا ہو تو شاید غیر میں ایسا کیا ہو اگر خطا ہو کہ غلات والہ علم تہرم کہتا ہو امام طحاوی نے شرح الآثار میں حسن اور ابی نعیم عطا اور حکم سے یہ کمالا کہ جنازے کی نماز ضرورت کو وقت تیمم سے جائز ہے اور کہا کہ ایک طائفہ علمائے جنازے اور عیدین کی نماز کے لیے تیمم جائز کہا ہے جب ڈر ہو انکے فوت ہو جائیگا اگر وضو کیا جاوے اور امام محمد نے دو طامین روایت کیا مابین ان سے اور انہوں نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر سے وہ کہتے تھے جنازے پر نماز پڑھو آدھی گز طمارت کہ ساتھ ہر کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ پڑھی جاوے جنازے کے۔ نماز بغیر طمارت کے اگر وہ دفعۃً جنازہ آجاوے اور اسکو وضو نہ ہو تو تیمم کر کے پڑھ لیوے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ رحمہ کا اور حافظ نے کہا کہ یہی قول ہے عطا اور سالم اور زہری اور بخاری اور ربیعہ اور لیث کا جیسے ابن منذر نے نقل کیا اور ابی نعیم ایک روایت ہے کہ امام احمد سے اور سعید بن منصور نے حماد بن زید سے اور نے کثیر بن شقیط سے اور نے حسن بن کمالا اور نے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنازہ پاوے اور وضو نہ ہو پھر اگر وضو کیا جاوے تو جنازے کی نماز فوت ہو اور انہوں نے کہا تیمم کرے اور نماز پڑھ لیوے ملا علی قاری نے کہا کہ شعبی اور محمد بن جریج طبری کا یہ قول ہے کہ بغیر طمارت کو نماز پڑھ لیوے ایشیہ تہرم کہتا ہے میرے نزدیک یہ دونوں مذہب صحیح نہیں ہیں نہ بغیر طمارت کو جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ تیمم جائز ہے جب بانی مل سکتا ہو پس اگر جنازے کی نماز پہلی جماعت میں نہ ہو تو نہ وضو کرے اور نہ پڑھ لیوے اگر جنازہ پہلا جاوے تو قاضی پر ہی نماز درست ہے اور پھر

پر ہی نماز درست ہو اور اجماع کا یہی قول ہے اور جو تم جائز نہ ہونے کی یہ ہے کہ قرآن شریف میں تیمم کے جو
 کے لیے بیشتر طہارت کی ہے فَلَکُمْ حَقُّهُ وَآخِئًا اور حدیث میں ہے کہ جب پانی ملجاوے تو اسکو اپنے بدن سے لگا
 یعنی تیمم باطل ہو گیا اب ہمارے حکم کو بانی کا استعمال ضرور کہ وہ حکم میں ہے کہ جو جسکو پانی نہیں ملتا کہ وہ نہ نہ ملنے سے
 قدرت مراد ہے علاوہ اسکے اس کے لیے حدیث سے فصاحت ثابت ہو اور جواز کے کافوت ہو جانا کوئی حد نہیں
 ہے جو تیمم کے لیے اور نہ اس باب میں کوئی صحیح حدیث ثابت ہو واللہ اعلم (مستمع عقیلی نے روایت کیا ابن عباس سے
 کہ حضرت نے فرمایا تیمم کے سر پر اسطرح پر سر کرنا چاہیے اور بیان کیا اسکو حاکم بن بیان نے جو راوی ہے احمد بن
 سرکچہ سے پیشانی تک اور جن پر کتاب ہو اسکو مسہ لینے سر پر ہاتھ پیرنا پیشانی سے سر تک اور نہ لگا اسکو
 نے اور خطیب نے تاریخ بغداد میں مجاہد بن سلیمان کے ترجمہ میں اور وہ کہ عبدالحی نے حکام میں اور تیمم کو جبکہ معنی وہ
 سچ ہے جبکہ باپ مرگیا ہو تیمم پڑا اور ذکر کیا اسکو باب التیمم میں کتاب الطہارت میں ابن القحطانی نے کہا تھا
 اور ضعیف ہو کسی روایت اور کسی مذہب میں تیمم میں سر کا مسہ منقول نہیں ہے اور اگر عبدالحی اس حدیث کو اخیر کو
 تو اس غلطی میں نہ پڑے (۴) بقوی نے شرح السنہ میں ابو جیم بن حارث بن حمہ سے روایت کی کہ میں حضرت
 پر سے گذر آپ پیشاب کر رہے تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کی طرف گئے
 اسکو لکڑی سے گہرا چا جو آپ کو ساتھ ہی پہنایا ہاتھ دیوار پر رکھا اور مسہ کیا موندہ اور دونو ہاتھوں پر پھر جواب دیا
 سلام کا (یہ حدیث صحیحین میں دوسرے لفظوں سے ہو جیسے اور بگڑ چکی) (۵) ترمذی نے ابن عباس سے
 اونے پوچھا کیا تیمم کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کتاب میں جبے ضو کا ذکر کیا تو فرمایا وہو اپنے موندہ ہاتھوں اور ہاتھوں
 کو کہنیوں تک اور تیمم میں فرمایا مسہ کر اپنے موندہ ہاتھوں اور ہاتھوں پر اور فرمایا چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو
 اور چور کا ہاتھ پہنچے پر سے کاٹا جاتا ہے تو تیمم بھی صرف منہ اور دونو ہاتھوں پر ہو گا (اس لیے کہ اگر کہنیوں تک
 تیمم میں مسہ منظور ہوتا تو کہنیوں کی قید لگنا تھا کہ دنیا جیسے وضو میں یہ قید لگا دی ہے) (۶) ابن ماجہ
 حکم اور سلم بن کہیل سے اون دونوں نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے پوچھا تیمم کو اونہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے حکم کیا عمار کو اسطرح کرنے کا اور ارا اونہوں نے اپنے دونو ہاتھوں کو زمین پر پھر جھاڑا انکو اور مسہ کیا
 منہ پر حکم نے کہا اور دونو ہاتھوں پر مسہ کرنے کہا اور دونو کہنیوں پر (۷) ابوداؤد نے ایک شخص سے جو بنی عامر سے
 تھا ابو المصلب حزمی (۸) اون نے کہا میں مسلمان ہوا مجھے دین کے کاموں کے سیکھنے کا شوق ہوا تو میں ابو داؤد
 کے پاس آیا اونہوں نے کہا مجھے عربی کی ہر اموافن نہیں آتی بلکہ مجھے پارسی ہو گئی پیٹ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کتاب التیمم

و مسلم نے حکم کیا چند اونٹوں اور بکریوں کے دودھ پیچ کا حاد ثے کہا مجھے شک ہے شاید یہ بھی کہا اونسے پیشاب
 پینے کا ابو ذر نے کہا میں پانی سے دھو کر رہتا ہوں اور میرے ساتھ میری گھر کے لوگ بھی تھے مجھے نہانے کی حاجت
 ہوتی تو میں نماز پڑھ لیا کرتا بغیر طہارت کو عیسیٰ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گیا دوسرے کا وقت تھا اور کب
 چند صحا پکے ساتھ بیٹھے تھے مسجد کے سامنے میں اپنے فرمایا ابو ذر میں نے کہا ہاں آج تیرا ہو گیا میں یا رسول اللہ مجھے
 فرمایا کیون میں نے کہا میں پانی سے دھو رہا میرے ساتھ میری بی بی بھی تھی مجھے نہانے کی حاجت ہوتی میں نہا
 ہوا لیا کرتا بغیر طہارت کو اپنے حکم دیا میرے دست پر پانی منگوانے کا ایک کالی ٹونڈی پانی لیکر آئی پیاسے میں وہ
 ابل رہا تھا پیالہ پر لہو نہ تھا میں نے اپنے اونٹ کی اڑکی اور غسل کیا پھر آپ پاس آیا آپ نے فرمایا اے ابو ذر پاک شی
 پاک کر نیوالی ہو اگرچہ تو دس برس تک پانی نہ پاوے جب پانی ملے تو اپنے بدن سے لگا لے ابو ذر نے کہا میں نے یہ
 نے اس حدیث کو ایوب سے روایت کیا اور اس میں پیشاب پینے کا ذکر نہیں کیا اور پیشاب پینے کا ذکر فقط اس کی حدیث
 میں ہے جس کو صرف اہل بصرہ نے روایت کیا ہے بھنا اب سید علامہ ابو الطیب بدرالہدین فرماتے ہیں کہ پانی
 کا زلزلہ عام ہے شامل ہوا شکوہ پانی پاوے لیکن استعمال کر سکے ضرر کے فوت ہو یہ ضرر خواہ مال کا ہو یا جان
 کا سیطرح اگر اہل میں خوف ہو یا نماز کے فوت ہو جانے کا ڈر ہو اور حضور میں تیمم کا حدیث ثابت ہو گو قرآن سے
 ثابت نہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اخیر وقت تک پانی ڈھونڈنا واجب ہو بلکہ جب نمازی نماز کیلئے اٹھے
 اور کسی پاس یا اس کے قریب پانی نہ ہو تو وہ تیمم سے نماز پڑھ لیوے پھر اگر کسی نے پانی کو بھول کر تیمم سے نماز پڑھ لے
 تو اس کی نماز کافی ہے اور اعادہ ضرور نہیں اور سعید کا لفظ قرآن میں عام ہے شامل ہو تمام روئے زمین کو لیکن چند
 نے اس کو خاص کر دیا مٹی سے اور مٹی پاک ہونا ضرور ہے اگرچہ کھاری ہو اور تیمم بدل ہے وضو کا جو وضو سے درست
 ہے وہ تیمم سے بھی درست ہو اور ہم اس حدیث کا تیمم میں یہی حکم ہے جو وضو میں ہے اور احادیث صحیحہ سے
 تیمم میں ایک بار اور صرف منہ اور دونوں ہونچوں کا مسہ ثابت ہو اور دونوں کی حدیثیں یا کہ نہیں تک مسح کی
 حدیثیں ساقط الا عبد بن اور ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے اگر اتنا پانی پاوے کہ بعض اعضا کو دھو سکتا
 ہے لیکن پورا وضو نہیں کر سکتا تو تیمم کر لیوے اور وضو نہ کرے اور سو نماز کے اور کاموں کے لیے تیمم ثابت ہوا
 سلام کا جواب دینے کے لیے تو قرآن پڑھنے یا مسجد کے اندر جانے کے لیے ہی شروع ہوگا سیطرح حائضہ کو تیمم شرعی
 ہے اس کو طہی درست ہونے کے لیے اور تیمم اپنی چیزوں سے ٹوٹتا ہے جن سے وضو ٹوٹتا ہے نہ وقت کے گزرنے
 جانے سے یا پانی پانے سے لے کر مختصر تمام مٹی کی کتاب تیمم کی الحدیث فقط

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحیم والا **کتاب الصلوٰۃ** کتاب نماز کی

مطلانی نے کہا جب امام بخاری طہارت کو احکام سے فارغ ہوئے جو نماز کی شرط ہے تو نماز کو شروع کیا حافظ نے کہا امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں پہلے اوں شرطوں کو بیان کیا جو نماز سے پہلے ہوتی ہیں جیسے طہارت ستر عورت ہتھ پال قبلہ دخول وقت اور چونکہ طہارت کے ابواب بہت تھے اسلئے اوسکے لیے علاحدہ ایک کتاب لکھی اوسکے بعد ان شرطوں کو بیان کیا اور سب سے پہلے نماز کی فرضیت بیان کی اوسکے بعد ستر عورت اوسکے بعد ہتھ پال قبلہ اور سہی خیل میں سجدہ کا بیان کیا اور ستر وغیرہ کا پہر دخول وقت کا پہر اذان کا پہر جاعت اور امامت کا حضرت نماز کی اقسام نماز کو جیسے جمعہ عیدین وغیرہ تہتہ مختصر قسططانی نے کہا نماز جاہم ہے تمام عبادات نفسانی اور بدنی اور مالی کو اگر لیے شرف ہوئی تمام عبادات میں اور لغت میں صلوٰۃ دعا کو کہتے ہیں اور شرع میں چند اقوال اور فقہاء کے جہنگ شروع بخیر سے ہے اور ختم سلام سے آخری مخصوصاً نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ صلوٰۃ کا اشتقاق علیوں سے ہے جو دو ہڈیاں ہیں سیرت میں اور بعضوں نے کہا اوسکے اصل معنی رحمت ہیں بعضوں نے کہا دعا قسططانی نے کہا اقصیٰ سے مشتق ہے جسکا معنی لکڑی کا انکار سے سینکا اوسکو سیدنا کرنے کے لیے اور نماز کو صلوٰۃ اسلئے کہا کہ آدمی اوسکی وجہ سے سیدنا کیا جاتا ہے اور جسکی کچی نماز سے دور کی جا دے اوسکو میراگ سے سینکے کی مشرت

باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسلام معراج کی اُن میں نماز کو فرض فرما دی گئی تھی قسططانی نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بدن اور روح دونوں کے ساتھ تھا حالت بیداری میں آسمانوں تک اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز معراج کی رات میں فرض ہوئی لیکن اختلاف ہے کہ یہ رات کب تھی بعضوں نے کہا ہجرت سے ایک سال پہلے اور یہی قول ہے اکثر کا یا پانچ چھینے یا تین چھینے یا تین برس پہلے اور عربی نے کہا ربیع الاخر کو معراج ہوا ایسا ہی کہا نووی نے اپنے فتاویٰ میں اور مسلم کی شرح میں ربیع الاول کہا ابو نعیم نے ارجب الہی جو حافظ عبد الغنی بن سرور مقدسی نے بیکو اختیار کیا ہے اسلئے حافظ نے کہا سولت کی کلام سے یہ ٹکنا ہے کہ معراج ہسرا کی رات کو ہوا اور میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا اسر اور معراج دونوں ایک ہی بات میں ہوئی بیداری کی حالت میں اور یہی مشہور ہے جمہور کے نزدیک اور بعضوں نے کہا اسر اور معراج دونوں ایک رات میں ہوئے اور دونوں خواب میں تھے اور بعضوں نے کہا اسر ایک رات میں ہوا اور معراج دوسری رات میں ہوا اور ایک بیداری میں تھا اور دوسرا خواب میں اور بعضوں نے کہا کہ ہسرا بیت المقدس تک بیداری میں تھا اور معراج خواب

اسی میں ہے کہ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں پہلے طہارت کو احکام سے فارغ ہوئے جو نماز کی شرط ہے تو نماز کو شروع کیا حافظ نے کہا امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ میں پہلے اوں شرطوں کو بیان کیا جو نماز سے پہلے ہوتی ہیں جیسے طہارت ستر عورت ہتھ پال قبلہ دخول وقت اور چونکہ طہارت کے ابواب بہت تھے اسلئے اوسکے لیے علاحدہ ایک کتاب لکھی اوسکے بعد ان شرطوں کو بیان کیا اور سب سے پہلے نماز کی فرضیت بیان کی اوسکے بعد ستر عورت اوسکے بعد ہتھ پال قبلہ اور سہی خیل میں سجدہ کا بیان کیا اور ستر وغیرہ کا پہر دخول وقت کا پہر اذان کا پہر جاعت اور امامت کا حضرت نماز کی اقسام نماز کو جیسے جمعہ عیدین وغیرہ تہتہ مختصر قسططانی نے کہا نماز جاہم ہے تمام عبادات نفسانی اور بدنی اور مالی کو اگر لیے شرف ہوئی تمام عبادات میں اور لغت میں صلوٰۃ دعا کو کہتے ہیں اور شرع میں چند اقوال اور فقہاء کے جہنگ شروع بخیر سے ہے اور ختم سلام سے آخری مخصوصاً نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ صلوٰۃ کا اشتقاق علیوں سے ہے جو دو ہڈیاں ہیں سیرت میں اور بعضوں نے کہا اوسکے اصل معنی رحمت ہیں بعضوں نے کہا دعا قسططانی نے کہا اقصیٰ سے مشتق ہے جسکا معنی لکڑی کا انکار سے سینکا اوسکو سیدنا کرنے کے لیے اور نماز کو صلوٰۃ اسلئے کہا کہ آدمی اوسکی وجہ سے سیدنا کیا جاتا ہے اور جسکی کچی نماز سے دور کی جا دے اوسکو میراگ سے سینکے کی مشرت

میں تھا اور عراج خواب میں تھا اوس کی بات میں یا دوسری رات میں اور چاہیے یہ کہ ہر بیت المقدس تک باخلاف
 بیڑی میں ہو کیونکہ وہ قرآن سے ثابت ہو اور دوسرے کو قریش نے اوسکو چھٹا یا اگر خواب ہوتا تو وہ کیوں چھٹا تے
 بیت المقدس کو اور نہ بارہ دور میں یہی نہ چھٹا تے سترم کہتا ہے حافظ صاحب کی اس تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ اہل اسلام
 میں اس امر میں اختلاف ہے کہ معراج اور اسرود نو خواب میں ہو یا بیڑی میں پس اگر خواب میں ہوں تو مخالفین اسلام کو کوئی
 موقع ملے اور اعتراض کا نہیں ہو اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ اوہوں نے معراج کی نسبت کہا وہ رویا ہی نہایت
 اور یہ بھی کہا کہ حضرت ہاکا بدن معراج کی بات کو غائب نہیں ہوا تھا اور معاویہ سے بھی ایسا ہی منقول ہو اور اگر سیدہ اکی
 میں ہوں جیسے جمہور کا مذہب ہے تو مخالفین کا ذہن شکن جواب یہ کہ حرکت کی تیزی کی کوئی انتہا نہیں ہے
 چنانچہ آواز کی حرکت اور روشنی کی حرکت اور نظر کی حرکت کہ ایک منٹ میں لاکھوں کروڑوں میل تک پہنچتی ہو
 پس فارسے غرض جمل قادر ہے کہ اپنے جس بنے کو چاہے اسی قسم کی تیزی عطا فرما دے حافظ صاحب نے کہا کہ معراج
 کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جماعت صحابہ نے روایت کیا ہے لیکن صحیحین میں کل طریقے اس
 سے مراد ہیں تو سہری نے اسکو روایت کیا اس سے اوہوں نے ابو ذر سے اور قتادہ نے اس سے اوہوں نے مالک
 بن حصصہ سے اور شریک امد ثابت نے اس سے اوہوں نے حضرت عائشہ سے بلا واسطہ اور ہر ایک طریق میں کچھ الفاظ
 میں جو دوسرے میں نہیں اور بیان احادیث کی بیان کرنے سے صرف نماز کی فرضیت ظاہر کرنا مقصود ہے اسلئے اس
 مقام میں ہم احادیث کی صرف شرح بیان کرینگے اور اس کے طرق اور الفاظ اور وجہ جمع سیرقہ نبویہ میں ذکر کرینگے
 اور شب معراج میں جو نماز فرض ہوئی اس میں یہ نکتہ ہے کہ جب آپ کا ظاہر اور باطن دونوں ایمان اور حکمت سے ستور
 اور معمور ہو گیا تو فرم کے پانی سے دھونے کو تو اوسکی بعد ہی نماز کا حکم ہوا تاکہ طہارت ہو نماز متصل ہو سکے
 مختصر و قال ابن عباس حدیثی ابو سفیان فی فتح البیت ہذا قل لَقَالَ يَا هُرَيْرُ نَا لِعَبْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا لِيَصَلُّوا وَالصَّدِيقُ وَالْعَقَّافُ اور ابن عباس نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی ابو سفیان (مصر
 بن حرب) نے ہر قتل کے قصے میں تو کہا ابو سفیان نے ہکو حکم کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اور سچے بولنے
 کا اور حرام سے بچنے کا یہ ایک ٹکڑا ہے ابو سفیان کی طویل حدیث کا جو بدر الوحی میں گذری اور اسکی مناسبت
 ترجمہ اب سے یہ ہو کہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ نماز کے میں فرض ہوئی ہجرت سے پہلے کیونکہ ابو سفیان حضرت م سے نہیں
 سلم ہجرت کو بعد موت تک جب انکی ملاقات ہر قتل سے ہوئی (فتح) قسطلانی نے کہا سولف نے اس حدیث کو جو وہ مقام
 میں نکالا اور سلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے اسکو نہیں نکالا **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْظَرُ**

وَمَنْ يَحْسُنْ لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَيْهِ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمُوسَى فَقَالَ رَاحِمَةُ رَبِّكَ فَقُلْتُ اسْتَخِيْتُ
 مِنْ رَبِّي لَمْ أَنْظُرْ بِي حَتَّى أَنْتَهَى بِي إِلَى سَائِرَةِ الْمُنْتَهَى وَغَضِبَ مَا أَلَاكَ أَدْرَيْ مَا هِيَ نَسَبَتْ
 أَدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جِبَالُ اللَّوْلُوءِ وَإِذَا ثَرَابُهَا الْمِسْكُ مَرَجَمَةُ السَّيْنِ لَكِ سِرٌّ أَيْتَ هُوَ أَبُو
 غفاری رضہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کا چہرہ کہو لا گیا یعنی
 جس گھر میں میں رہتا تھا کہ یہ نکودہ گھر نامی کا تھا اور میں میں تھا پہر حضرت جبریل علیہ السلام اور اسے اونہوں
 نے میرا سینہ چیر لیا یعنی دوبارہ کیونکہ پہلی بار آپ کا سینہ رضا عاتق کے دلوں میں چیر گیا تھا اور اسکی تحقیق خدا
 چاہے تو کتاب التوحید میں لکھ دیتا کہ یہی آپ کی اور عائشہ سے نکلا حضرت عائشہ سے کہ ایک بار اور آپ کا سینہ چیر گیا
 گیا تھا جب جبریل غار حرا میں ہی لے گیا تھے اور ابو نعیم نے دلائل میں لکھا کہ ایک بار اور چیر گیا تھا جب آپ دس برس کے
 تھے عبدالمطلب کے ساتھ اور پانچویں بار بھی منقول ہے لیکن وہ ثابت نہیں حافظہ سے کہا پہلے چیرا اوس پیشگی کے
 نکالنے کے لیے تھا جسکو شیطان کا حصہ بتلایا اور یہ چیرا اون اعدا کے قابل کرنے کے لیے تھا جبکہ آپ نے اس میں
 حاصل کیا یہاں تک کہ وہ با زہم کے پانی سے پہر ایک طشت لائے سو نیکا اس سے بعضوں نے یہ نکالا کہ قرآن
 کی جلد پر سونا لگانا درست ہے کیونکہ فرشتے نے سو نیکا استعمال کیا اور جواب یہ ہے کہ فرشتے مکلف نہیں ہیں علاوہ
 اسکے سو نیکا حرمت تو مدینہ میں ہوئی اسکے بعد جو بہر لہو اتھا حکمت اور ایمان سے وہ مطلب یہ کہ طشت
 میں کوئی شے ایسی تھی جس کو کمال ایمان اور حکمت حاصل ہوتا تھا حکمت اور ایمان کو مجازاً ایک مجسم چیز قرار دیا یا
 حکمت اور ایمان کی مثال ایک مجسم چیز سے کر دی گئی تھی جیسے موت کی مثال آخرت میں ایک سینڈ سے کی ہوگی
 نوعی نے کہا حکمت کی تفسیر میں کوئی قول میں ایک یہ حکمت وہ علم ہے جس سے خدا کی معرفت حاصل ہو سکیں
 بصیرت اور تہذیب پس اور تحقیق جو اس کے ساتھ اور حکمت کا اطلاق قرآن پر یہی ہوتا ہے اور نبوت پر اور صرف علم
 اور صرف معرفت پر اور بعضوں نے کہا حکمت وہ ایک فہم ہے اللہ تعالیٰ کے کی طرف سے رفیع و مستطیع اور پھر
 اسکو میری سینہ میں پہر چڑھ دیا سینے کو تو اس پر مہر کر دی جیسے بہری ہوئے برتن پر کر دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ سے
 نبوت کے تمام اجزا آپ میں جبر کر دیے اور نبوت کو ختم کر دیا آپ پر پہر اونہوں نے (یعنی حضرت جبریل نے) میرا
 ہاتھ کڑا وہ حافظہ نے کہا جنہوں نے اس سے دلیل لی ہے کہ معراج آپ کو کئی بار ہوا کیونکہ احمد حدیث میں اسلر
 کا ذکر نہیں ہے ہاں اور ممکن ہے کہ راوی نے خضار کے لیے اسکا ذکر کیا ہو وہاں اور میرے ساتھ چڑھے دنیا کے
 آسمان کی طرف جب میں دنیا کو آسمان تک پہنچا تو جبریل نے آسمان کو داروغہ سے کہا کہ ہوں (معلوم ہوا کہ دروازہ)

بند تھے اس میں ایک تھی کہ آپ کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہو کہ آپ کی تشریف فرما کی کے لیے تہمان کے دروازے
 کھولے گئے اگر کہیں ہوتے تو یہ فائدہ نہ ملتا) اوس نے کہا کون ہے کہ جبریل اوس نے کہا تمہارے ساتھ اور کوئی ہو جو ہوا
 کہا ان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد فرمے کہا کیا وہ بلائے گئے (یا کیا وہ پیغمبر ہوئے شاید اوس فرشتہ
 کو آپ کی رسالت کی خبر نہ ہوئی ہو عبادت میں مصروف رہنے کی وجہ سے اور یہ بعید ہے اور ظاہر سلاسنے ہو کہ وہ
 آپ کی رسالت تمام ملاحظہ اور فرشتوں میں شہرہ تھی) جبریل نے کہا ان جبریل روغہ نے دروازہ کھولا تو
 دنیا کے آسمان کے اوپر گئے وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے نامنے طرف لوگ تھے اور بائیں طرف لوگ تھے جب وہ
 دیکھنے طرف دیکھتا تو ہنستا (خوشی سے) اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونا اوس شخص نے (جو بیٹھا تھا) کہا (مجھ
 دیکھ کر) مبارک ہو نیک نبی اور نیک بیٹا۔ نیک کلف تمام خمیوں کو شال ہی بیٹے جبریل سے پوچھا کیوں ہیں
 اور ہونے لگا یہ آدم میں دیکھنا و علیہ السلام) اور یہ جو لوگ ان کے دہنے اور بائیں طرف ہیں یا اوکلی اولاد کی
 ہیں نو دہنے طرف والوں میں جنتی ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں اس لیے جنت دہنے طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے
 ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں و حافظ نے کہا اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ
 جنتی اور دوزخی سب آدمیوں کی رو میں آسمان میں ہیں اور یہ شکل ہے قاضی عیاض نے کہا دوسری حدیث
 میں آیا ہے کہ کافروں کی رو میں سجین میں ہیں اور مومنوں کی رو میں جنت میں آدم باقی ہیں تو
 آسمان دنیا میں سب رو میں کہیں کر مجہر ہوں گی پھر چاہتے دیکھنا یہ سب عین بعض وقتوں میں حضرت
 آدم علیہ السلام کے سامنے لائے جاتی ہوں اور اتفاق وہ ہی وقت ہوا جو وقت حضرت رحیل کریم ہمارے آقا
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گذرے اور اس آیت ہو النار یغریضون علیہا غدا و عذابا جہنمی
 ہے کہ بعض وقتوں میں یہ رو میں جنت اور نار میں ہوتی ہیں بعض وقتوں میں زمین دوسرا اعتراض یہ ہوا ہے کہ
 کافروں کی ارواح کے لیے تہمان کے دروازے نہیں کھلتے چنانچہ قرآن میں ہے قُلْ لَنُفِخَنَّ فِيهِمْ مِنْ بَازِیْکَ السَّمَاءِ پھر یہ
 رو میں وہاں کیونکر پہنچیں اور اس کا جواب یہ دیا ہے کہ شاید جنت آدم کے دہنے طرف ہو اور دوزخ ان کے
 بائیں طرف اور دونوں کو دیکھائی دیتے ہوں انہو اور حمال ہے کہ حدیث میں وہ رو میں مراد ہوں جو اس وقت کہا
 دنیا میں نہیں آئیں انہیں اور دونوں سے متعلق نہ ہوں انہیں اور ممکن ہے کہ یہ رو میں حضرت آدم کے دہنے اور بائیں
 رہتے ہوں اور اللہ تعالیٰ فرما دے ان کا انجام حضرت آدم کو بتایا ہوا وہی ہے جس سے جب وہ دہنی طرف والوں کو دیکھتے
 تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف والوں کو دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور وہ رو میں مراد ہوں جو دنیا

ہوتا ہے کہ اس میں درستی نہ ہو کہ جسے جنت یا دوزخ میں جا چکے ہیں اور اس تقریر سے اعتراض نہ ہو جا دیکھا اور وہ جو اس میں
 اور یہ بھی سنئے بخلا اس کی حدیث میں کہ پہرے میں بچا ایک آدم کو دکھا اور ان کے سامنے پیش کی جاتی تھیں یہ دونوں کی
 رو میں ان کی اولاد میں سو وہ کہتے تھے پاک روح ہے یا کافس ہے اسکو علیین میں لیجاؤ پہرے اور ان کے اوپر بدکاروں کی
 رو میں پیش کی جاتی تھیں تو وہ کہتے تھے ناپاک روح ہے ناپاک کافس ہے اسکو سحین میں لیجاؤ اور طہرائی اور بزار نے بخلا اور
 ہرہ سے کہ یکا ایک آدم کے دانے سے طرف ایک دروازہ معلوم ہوا اوس میں سے خوشبو آتی تھی اور بائیں طرف ایک
 دروازہ اوس میں سے بدبو آتی تھی جب وہ دانے سے طرف دیکھتے تو خوش ہو جاتی اور چپ بائیں طرف دیکھتے تو بخیدہ
 ہوتے تو یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں اور انکی سندیں ضعیف ہیں اگر صحیح ہوتیں تو ان کے موافق قائل ہونا اوس کے ہاتھ نام
 ہو اکلام حافظ کا مترجم کہتا ہے حافظ صاحب نے جو تقریر بیان کی وہ بہت عمدہ اور قابل قدر ہے اور مجھے اس بات پر
 جواب نام نہاد وہ یہ ہے کہ یہ رو میں و نون طرح کی تھیں یعنی دنیا میں آچکی ہیں اور جنہیں آئیں اور ممکن ہے کہ انتقال
 سے انکو اس رات میں حضرت آدم کی پاس بھیج دیا ہو اور حکمت ان کے جمع کرنے میں اس رات میں یہ تھی کہ سید عالم اس
 رات میں تشریف لائے اور ان کو آپ بظاہر نون بشیرین مخلوق ہوئے تھے کہ جس حق تعالیٰ پر جاؤ کہ تمام رواج بشری کو آپ
 کا درجہ اور مرتبہ معلوم ہو جاوے اور سب پر آپ کی فضیلت اور عظمت کہل جاوے اب سب حدیثیں منطبق ہو جاتی
 ہیں صرف یہ شبہ باقی رہ گیا کہ قرآن میں کافرون کی ارواح کے لیے یہ آیا ہے کہ انکی لہو ہوسان کو دروازے نہیں کیلتے
 پہرے رو میں آسمان کی اوپر کیونکر پہنچیں اور جواب اسکا ظاہر ہے کہ آسمان کے دروازے بالذات ان کا دروازہ
 کے لیے نہیں کیلتے تھے تو حکم بلای اور جمع کی گئی تھیں اور دروازے تو حضرت سرور عالم کے لیے کھولے گئے تھے یا
 اور ارواح کو زمین کے لیے اور کفار اونکی ذیل میں تھے اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے
 کہ جہنم کے بعد کافروں میں دوزخ کی رو میں فرشتے آسمان پر لٹختے ہیں پہرے میں کے لیے ہر ایک آسمان کا
 دروازہ کھلتا ہے یہاں تک کہ اوسکی ارواح اس آسمان تک پہنچ جاتی ہے جس کے اوپر اللہ جل جلالہ ہے اور کافر
 کے لیے پہلے ہی آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا اور رد کر دی جاتی ہے جہنم کی طرف تو دروازے نہ کھلتے
 سے ہوتے خاص میں کھلتا اور ہے اور یہ منوں بعینہ ایک حدیث میں مروی ہے جس کو روایت کیا ابن
 ماجہ نے ابو ہریرہ سے گویا یہ حدیث تفسیر ہے اس آیت کی اظہار ہے کہ ابواب السماء والارض معلوم اور ایک جواب اصل
 اعتراض کا اور ہے مگر اوسکی حقیقت وہی ہے کہ جو عالم مزخ کی اور صفات روحانیہ کی حقائق سے سب سے
 کہتی ہیں وہ یہ کہ ارواح کے حق میں قرب اور بعد مکان بلکہ بعد امکانہ حالت واحدہ میں جائز ہے اور سب سے

ہے کہ ارواحِ مؤمنین علیین میں ہوتے ہیں اور ہر قبر پر زیارت کرنے والو کا سلام سنتے ہیں اور حضرت موسیٰؑ چپے
 آسمان پر ہیں اور باوجود اسکے حضرت مائے اوکو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور حال ہے کہ ہمارے حضرت ہجرتہ بین
 تمام انبیاء سے زیادہ میں حضرت موسیٰؑ کی طرح یا اونسے زیادہ اعلیٰ آسمان میں ہوں لیکن اسکے ساتھ آپ فرماتے ہیں
 کہ جو کوئی میری قبر کے پاس مجھ کو سلام کرتا ہے یا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو میں خود سن لیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے
 بندگی کے حال میں فرمایا قاطعہ فرافی سوا ابالحییم یعنی جہانکا تو اپنے رفیق کو دروغ کے جھین دیکھا حالانکہ حنت اور
 دوزخ میں لاکھوں کروڑوں میل کا فاصلہ ہوگا اور جب یہ امر ثابت ہوا کہ قرب اور بعد مکان اور بعد اہمیت کی تاثیر
 جو اس عالم میں ہمارے اوپر پڑتی ہے وہ عالم ارواح میں نہیں پڑتی تو معلوم ہو گیا کہ ارواح کفار کا بھیج میں ہوتا
 اور ارواحِ مؤمنین کا علیین میں ہوتا ہے اور کالغ نہیں کہ حضرت مائے اوکو آدم علیہ السلام کے پاس دیکھا ہے کہ آسمان
 پر واللہ علیہ انقول شہیدت یہاں تک کہ حضرت جبریلؑ مجھ کو لیکر دوسرے آسمان پر چڑھے اور اسکے داروغہ سے
 کہا دروازہ کھول دینے ویسا ہی پوچھا جیسے پہلے آسمان کے داروغہ نے پوچھا تھا پہر دروازہ کھولا انس نے کہا تو
 ابو ذرؓ نے ذکر کیا کہ حضرت رسولؐ اعلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمانوں میں تشریف آرم فرمایا اور موسیٰؑ اور علیؑ اور
 ابراہیم علیہ السلام کو پایا اور یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے ہر ایک کا مرتبہ اور مقام کس پر تھا صرف اتنا
 کہا کہ آسمان کی تباہیں حضرت آدمؑ کو پایا اور حضرت ابراہیمؑ کو چپے آسمان میں پایا ف حافظ نے کہا شریک نے
 جو روایت انس سے کی یہ اس کے مولف ہے اور وہ ان دونوں راویوں کے اور ساتیوں میں یہ ہے کہ حضرت
 ابراہیمؑ سے ساتویں آسمان پر ملاقات ہوئی پس اگر معراج متعدد بار ہو تو کچھ شکال نہیں ورنہ ترجیح انی اتیوں
 کو ہے جنہیں ساتویں آسمان کا ذکر ہے کیونکہ اول میں یہ ہے کہ آپؐ نے حضرت ابراہیمؑ کو بیتِ معمر سے تجلیہ لگائے
 دیکھا اور بیتِ معمر بالاتفاق ساتویں آسمان میں ہے اور وہ جو حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ بیتِ المعمر چپے آسمان
 میں ہے بطوری کے پاس اگر ثابت ہو تو اس کا مطلب ہوگا کہ چپے آسمان میں ہی ایک بیتِ معمر ہے کیونکہ ہر ایک
 آسمان میں ایک بیت ہے کہ تعبیر کے مقابل اور ہر ایک فرشتوں سے معمر ہے اور یہاں ہی ربیع بن انس سے منقول
 ہے کہ بیتِ المعمر دنیا کا آسمان چپے آسمان میں ہی تامل کرینگے اور بعضوں نے کہا کہ بیتِ المعمر صراح کہتے ہیں اور بعضوں
 نے کہا کہ آسمان دنیا کا نام ہے اور میں اس میں گھر ایک پیغمبر کا مقام مذکور نہیں ہے لیکن اور راویوں میں مذکور
 ہے اور ہم اسکا ذکر کتاب التوحید میں کرینگے ثناء اللہ تعالیٰ انتہی مترجم کہتا ہے صحیحین کی ہر جگہ یا تین بیسے آسمان
 میں حضرت آدمؑ سے اور دوسرے آسمان میں جبریلؑ اور علیؑ عاصی اور نیری میں یوسفؑ سے اور جوسی میں ادریسؑ عاصی

اور بائچین میں ماروں اسے اور چرخ میں موسے اور ساتویں میں حضرت ابراہیم سے طاقات ہونڈ کر سب اس میں
 نے کہا جب حضرت جبریل علیہ السلام دو نو حضرت ادریس پہ سے گذرے تو انہوں نے کہا مبارک
 ہو (رحمۃ) نیک پیمبر اور نیک بہائی میں کہا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ ادریس ہیں حضرت موسیٰ پہ سے گذرنا
 انہوں نے کہا مبارک نیک پیمبر اور نیک بہائی میں کہا یہ کون ہیں جبریل میں نے کہا یہ موسیٰ ہیں پھر میں حضرت
 عیسیٰ پہ سے گذرنا انہوں نے کہا مرحبا نیک بہائی اور نیک نبی میں کہا یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں
 پھر میں حضرت ابراہیم پہ سے گذرنا انہوں نے کہا مرحبا یہ ایک لفظ ہے جو عرب میں کسی کے آنیکے وقت بولا
 جاتا ہے یعنی تم اچھو کشادہ اور عمدہ اور مستقیم مقام میں آئے نیک نبی اور نیک بیٹھینے کہا یہ کون ہیں انہوں نے کہا
 ابراہیم ہیں **ف** حافظ نے کہا اور روایتوں میں پہلے حضرت عیسیٰ سے طاقات ثابت ہو پھر حضرت موسیٰ سے اور
 اس روایت میں اولیٰ ہے تو جواب یہ نیکے کہ تم بیان تراخی کے لیے نہیں ہے یا معراج کا قصہ متعدد بار ہے
س ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے کہ ابن عباس اور ابو جہل الصماری (عامر بن
 عبد عمر بن عمیر بن ثابت یا مالک بن عبد عمرو) دو نو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پیر
 جبریل جھکولیکر چڑھے یہاں تک کہ میں ایک اونچی اور ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں قلموں کی آواز مستحکم تھا (فرشتہ
 اللہ جل جلالہ کے حکام کہتے اوںکی قلموں کے گواہ آپ نے سنی قسطلانی نے کہا جتنا ہے کہ فرشتے لام محفوظ سے
 نقل کرتے ہوں یا اگر کچھ کہتے ہوں جو اللہ جل جلالہ اونسے لکھواتا ہو حالانکہ اوسکو لکھنے کی حاجت نہیں کسی
 چیز کو نہیں ہوتا) ابن حزم اور انس بن مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پیر اللہ تعالیٰ نے میری
 امت پر پچاس نمازیں (سہون رات میں مسلم) فرض کیں میں بر حکم لیکر لوٹا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ پہ گذرنا انہوں نے
 کہا اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا تمہارے لیے تمہاری امت پر میں نے کو کہا پچاس نمازیں فرض کیں حضرت موسیٰ نے کہا
 تم لوٹ جاؤ اپنے مالک کے پاس اسیلے کہ تمہاری امت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے میں لوٹ گیا (اور مالک
 سے عرض کیا تخفیف کر لیے) مالک نے ایک حصہ معاف کر دیا **ف** احمدیث میں شرط کا لفظ ہے اور شرط کے
 معنی آدمی کے ہی آتے ہیں لیکن بیان آپ کے صحابین بننا کس لیے کہ مالک بن حصہ کی روایت میں ہے کہ
 حق تعالیٰ نے دس نمازیں معاف کر دیں اور ایسا ہی شرکینے روایت کیا اور ثابت کی روایت
 میں ہے کہ پانچ نمازیں گنہار دین پھر اسطرح پانچ پانچ کی تخفیف ہوتی ہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں
ت پھر میں لوٹا حضرت موسیٰ پہ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حصہ معاف کر دیا انہوں نے کہا لو جاؤ اپنے

ہاگے پاس کیونکہ تمہاری است کو طاقت نہیں (اتنی سہی نمازین پڑھنے کی) میں پہر لوٹا پہر میرے ہاگے کیلئے
 حصہ عات کر دیا پہر میں حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا وہ نہیں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے ہاگے کے پاس کیونکہ تمہاری است کو
 اتنی نمازون کی طاقت نہیں میں لوٹا اپنے ہاگے کی طرف آخر ہاگے کو دیا وہ بائچ نمازین میں (نمازین) اور وہ (نمازین)
 میں (پچاس میں میرے بیان بات نہیں بلقی پہر میں لوٹا حضرت موسیٰ کے پاس انہوں نے کہا لوٹ جاؤ اپنے
 ہاگے کے پاس راو بائچ سے بھی کم کر (میں نے کہا اب بھی شرم آتی ہے اپنے ہاگے کے پاس کرانی نے شرط کے منے
 نصت کہو اور یہ کہ پہلی بار میں پچاس کی آدھی پچیس کی معافی ہوئی دوسری میں پچیس کی آدھی تیرہ کی اس طرح
 سے کہ کٹر ایک سالہ کر لیا تیسری بار میں تیرہ کی آدھی سات کی کسر کو ایک سالم کہہ کر نکل وہم کی معافی ہوئی اور پانچ
 نمازین رگہ میں یہ توجیہ کہ چہ عہد ہے اور بار ایک ہے لیکن اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ حدیث میں تیسری بار کچھ عات
 کرنا مذکور نہیں ہے اور ہاگے جواب یوں دے سکتی ہیں کہ شاید معافی کا ذکر تیسری بار میں اختصار کے لیے چھوڑ دیا اور پانچ
 ہوتا ہے کہ دوسری اور تیسری کی یہ توجیہ خلاف ہے کیونکہ اوس میں پانچ بائچ نمازون کا عات ہونا مذکور ہے ملاحظہ
 نے کہا وہ رہیت صحیحہ اور ثابت ہے تو باقی رہا تین کو اسی پر محمول کرنا چاہیے ان میں تیسرے کہا جب پانچ نمازین
 رگہ میں آپ اس کے بعد عرض کرنے سے شرط کے لیے کہ اللہ تعالیٰ پانچ بائچ کہ کرنا جاتا تھا بس آپ یہ نہیں کہہ کر اگر اب
 پہر درخواست کرونگا تو گویا یہ طلب ہوگا کہ بالکل نماز عات کر دی جاوے اور اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ پانچ
 نمازون کے سوا اور کوئی نماز فرض نہیں ہے جیسے وتر وغیرہ پہر جب میل محکمہ ساتھ لیکر چلے بیٹا تک کہ
 سدرۃ المنتہ تک پہنچا پانچ سدرۃ المنتہ ایک درخت ہے بیڑ کا تمام آسمانوں کے اوپر اور مسلم میں
 ہے کہ وہ جیسے آسمان میں ہو تو جہاں ہے کہ جڑ اوسکی وہاں ہو اور شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر تک ہوں
 منتہ پہنچا اس لیے کہ تین کہ فرشتوں کا علم اوس سے اگر نہیں بڑھتا اور اس کے آگے کوئی نہیں گیا سوا حضرت بر
 کریم علیہ صلوٰۃ و سلام کے اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ جو اوپر سے اترتا ہے وہ وہاں ٹھہرتا ہی جا کر پھر سے جاتا ہے
 یا شہد کے ارواح وہاں جا کر ٹھہرتے ہیں یا مومنین کی ارواح پہر ملائکہ ان کے لیے دعا کرتے ہیں یا اداں پر حرت
 اترتے ہیں (قطر) ست اسکو ڈانپ لیا تھا کئی رنگوں نے میں نہیں جانتا وہ کیا ہے پہر محکمہ حبیب
 کے گئے دیکھا تو اوسین گنبد میں (یا ہمارا مائے موتیوں کے اور اوسکی سٹی مشک ہے) لیکن اسکی سٹی میں
 سے مشک کی خوشبو آتی ہے قططلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو حج اور درالحلق اور ابنیہ اور کلہم میں نکالا
 مسلم یان میں اور ترمذی نے تفسیر میں اور نسائی نے صلوٰۃ میں حکم **شکا** عبد اللہ بن یوسف قال أخبر

عَلَّاهُ عَنْ صَلَاتِهِ بَيْنَ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَصَ اللَّهُ صَلَاتَهُ
 حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالشُّعْرِ فَأَخَذْتُ صَلَاةَ الشُّعْرِ وَدَيْدًا فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ
 ثُمَّ جَعَلْتُ أَلْمُتَيْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى نَبِيَّ جَبَّ نَازِلُ فَرَضَ فِي تَوْسَعٍ أَوْ حَضَرِ دُونَ بَيْنِ دُونَ رَكْعَتَيْنِ فَرَضَ
 كَيْنِ بَعْدَ فَرَضِ بَيْنِ تَوَاتِيهِ هِيَ نَازِلُ هِيَ أَوْ حَضَرِ بَيْنِ نَازِلُ نَازِلُ كَيْ كَيْ ابْنِ إِسْحَاقَ كِي رَدِّتِ بَيْنِ اتِّبَا
 بِهٍ كَرَفِيبَ كَرَدِي هِيَ هِيَ رَكْعَتِ كِي هِيَ أَوْ كَخَالَا سَكُو أَلْمُ حَصْنَةَ ابْنِ إِسْحَاقَ كِي طَلَقَ سَهْ أَوْ رُكْعَتِ نَهْ
 كِتَابِ الْهَجْرَةِ بَيْنِ كَخَالَا كَرَضَ هِيَ نَازِلُ دُونَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ حَضَرِ مَنَ سَهْ هِجْرَتِ كِي تَوَابَرُ رَكْعَتَيْنِ هُوَ كَيْنِ حَافِظُ كَيْ كَمَا
 أَحَدِثَ بِخَفِيَّةِ سَهْ حِجْتِ كِي أَوْ كَمَا كَرَفِيبَ قَصْرُ كَالِ هُوَ رَضِصَتِ أَدْرَانِ كِي خَالِيفَتِ نَهْ حِجْتِ كِي أَسِ كِي
 فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ لِعَيْنِ تَبَرُّكَا هُنَّ نَازِلُ كَا قَصْرُ كَرَا وَظَاهِرُ هُوَ كَرَا نَهْ نَهْ نَهْ نَهْ نَهْ نَهْ
 قَصْرَانِ دُونَ لَقَطُونَ سَهْ يَحْتَلِ هُوَ كِي رَضِصَتِ هُوَ أَوْ حَدِثِ بَيْنِ هُوَ كِي صَدَقَ هُوَ أَسَدُ كَا دُسُ كُو قَبُولِ كَرَا سَهْ
 هِيَ رَضِصَتِ هُوَ نِيكَابُ ثَبُوتِ هُوَ أَوْ حَضَرِ عَائِشَةَ كِي أَحَدِثَ كَا يَرُجَابِ دِي تَمِينِ كِي يَرُفُولِ هُوَ أَوْ كَا مَرُوعِ مِينِ سَهْ
 أَوْ جَوَاقِ نَازِلُ هُوَ رَدِ حَاضِرِ نَهْ بَيْنِ لِيَا هِيَ كَمَا خَطَابِي نَهْ أَسِ جَوَابِ بِرِي عَرَضِ مَنَ هُوَا سَهْ كِي رَضِصَتِ
 عَقْلِ سَهْ مَعْلُومِ نَهْ هُوَ سَكَا تَوْعَلَا مَرُوعِ هُوَ أَوْ كَرَا يَرُ مَانِ لِيَا جَا كَرَضَرِ عَائِشَةَ نَازِلُ كِي رَضِصَتِ كَا وَفَتِ حَاضِرِ
 نَهْ بَيْنِ تَبِ هِيَ يَرُ حَدِثِ مَرُ لِيَا هِيَ كِي أَوْ حَاضِرِ كِي مَرُ حِجْتِ هُوَ الْبَيْتُ مَعَارِضِ هُوَ أَسْ كِي وَهُوَ مَسْلَمُ
 كَخَالَا ابْنِ حَبَاسِ سَهْ كَرَضَرِ بَيْنِ جَارِ رَكْعَتَيْنِ فَرَضَ هُوَ بَيْنِ أَوْ سَفَرِ بَيْنِ دُونَ رَكْعَتَيْنِ أَوْ رَضِصَتِ كُو دُوسَرِي طَرِخِ سَهْ
 الزَّمَامِ هُوَ سَكَا هُوَ كَرَا كَرَا كِي جَبَّ حَاضِرِ كِي لِيَا رَدِّتِ كِي خَلَا فِ هُوَ دُونَ رَدِّتِ حِجْتِ نَهْ بَيْنِ أَوْ رِيَا
 حَضَرِ عَائِشَةَ سَهْ يَرُ بَرَكَا كَرَضَرِ بَيْنِ يَرُ نَازِلُ بَيْنِ بَيْنِ أَوْ رَضِصَتِ كِي طَرَفِ سَهْ دُونَ كَا جَوَابِ يُونِ هُوَ سَكَا
 سَهْ كَرَا ابْنِ عِبَاسِ كِي رَدِّتِ حَضَرِ عَائِشَةَ كِي رَدِّتِ كُو خَلَا فِ نَهْ هُوَ جِي كَرَا أَوْ كِي أَرَا تَامَ حَضَرِ عَائِشَةَ كَا
 أَسِ نَازِلُ بِرُتَابِ جَرُوعِ نَهْ رَدِّتِ كِي كَا أَدْنُونَ نَهْ حَضَرِ عَائِشَةَ سَهْ يَرُ جَابِ سَفَرِ بَيْنِ نَازِلُ بِرُتَابِ سَهْ كُو أَدْنُونَ
 وَهْ نَازِلُ كِي جَوَ حَضَرِ عَمَّانِ لِيَا هِيَ كَرَا يَرُ سَفَرِ هِيَ نَهْ بَيْنِ لِيَا هِيَ أَوْ كِي رَدِّتِ كُو خَلَا فِ هُوَ حَافِظُ كِي كَمَا
 يَحْجِي جَوَ مَعْلُومِ هُوَا دِي هُوَ كَرَا لِيَا رَاتِ بَيْنِ نَازِلِ دُونَ رَكْعَتِ فَرَضَ هُوَ بَيْنِ سَوَا مَرُوبِ كِي نَازِلُ كَرَا بِرُتَابِ
 بَعْدَ رُتَابِ بَيْنِ بَرَا نَازِلُ كَيْنِ سَوَا نَجْرُ كِي جِي بَرَا خَزِيهْ أَوْ ابْنِ حَبَانَ أَوْ بِرُتَابِ نَهْ حَضَرِ عَائِشَةَ سَهْ كَخَالَا كَرَضَرِ
 سَفَرِ كِي دُونَ رَكْعَتَيْنِ فَرَضَ هُوَ بَيْنِ بَعْدَ حَضَرِ مَدِينَةِ كُو تَشْرِيفِ لِيَا أَوْ كِي أَلْمُ حَصْنَةَ ابْنِ أَوْ حَضَرِ بَيْنِ دُونَ
 رَكْعَتَيْنِ بَرَا نَازِلُ كَيْنِ أَوْ رِي كِي نَازِلُ قَرَاتِ كِي دِي تَوَاتِي هِيَ هِيَ أَوْ مَرُوبِ كِي هِيَ كِي نَازِلُ تَرُ سَهْ دَنَا بِرُتَابِ

میں نمازین چار چار رکعت کی ہو گئیں تو سفر کی ایت ازی اور دو دن میں کم کر دی گئیں مغنم اور نوید سے پہلے
وہ جو ابن اثیر نے شرح سند میں کہا کہ نماز کا قصر چھ رکعت چوتھی سال ہوا اور بعضوں نے کہا ربیع الآخر کو دس سال
میں چھ رکعت اور بعضوں نے کہا ہجرت کے چالیس دن بعد اب ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ ہر سہ پہلے کوئی نماز فرض نہ
ہی الامارات کی نماز ٹہکی کوئی حد معین نہ تھی اور حرجی نے کہا کہ فرض تھی دو رکعتیں صبح کو اور دو رکعتیں عصر سے پہلے
کو اور شافعی نے بعض علماء سے نقل کیا کہ رات کی نماز فرض تھی پندرہ سو تک فرضیت اسکی فافروا یا تیس سو سے
اور محمد بن نصر مروزی نے اسکا انکار کیا اور کہا آیت تو مدینہ میں اوتری اور ہر مکہ میں تھا بہت پہلی (فتح مخصا)
فطلانی نے کہا مالک اور احمد اور شافعی یہی کہتے ہیں کہ سفر میں قصر ضرر ہے اور فائدہ اس اختلاف کا جب پیدا ہوگا کہ
سافر پر یہ نماز پڑھے تو ہمارے نزدیک دوسروں کا نہ بھی فرض ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک وہ نقل ہوگا تب اس
باب کے متعلق اور حدیثیں امام احمد اور نسائی اور ترمذی نے اور کہا صحیح ہے نس بن مالک نے اپنے
نے کہا حضرت صلوالہ علیہ وسلم پر نمازین فرض ہوئیں ہر ایک ات میں پچاس نمازین پہر کم کی گئیں یہاں تک کہ پانچ گیسویں
پہر آواز دی گئی اور محمد میرے پاس بات نہیں بولتی اور جب کو ان پانچ نمازوں کے بدل پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا منتفق
الاحبار میں ایک باب قائم کیا ہے کہ جو شخص عہد نماز ترک کرے شکوت قتل کرنا چاہیے اور اس پر دلیل لی ابن عمر کی اور
ابوسعید کی حدیثوں سے جو صحیح بخاری میں موجود ہیں اسلیے ہم نے انکو بیان نہیں کیا اور دلیل لی عیسیٰ اللہ بن علی
کی حدیث کہ ایک مرد انصاری نے اون سے حدیث بیان کی وہ حضرت م کے پاس آئے اور کہے کان میں عرض کرتے
تھے اجازت چاہتے تھے آپ سے ایک منافق کے قتل کی قات نے پکار کر فرمایا کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ
سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں انصاری نے کہا کیوں نہیں لیکن اسکی گواہی نہیں دینے صحیح نہیں کیونکہ دل سے
شکوہ نہیں) آپ نے فرمایا کیا وہ گواہی نہیں دیتا اس بات کی کہ حضرت محمد اوسکے رسول ہیں انصاری نے کہا
کیوں نہیں لیکن اسکی گواہی نہیں آپ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا انصاری نے کہا کیوں نہیں اور اسکی نماز
نہیں آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں (یعنی جو توحید اور رسالت کو قائل ہوں اور نماز پڑھیں) اونکے قتل سے اللہ
صحبکو منہم کیا نکالا اسکو امام شافعی اور احمد نے اپنے مسندوں میں اور مالک نے موطا میں شوقا کی نے کہا اسحدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ لوگوں سے ظاہر یہ عالم کرنا چاہیے اور دل کے حال کو کر دینا اور اسکی نفی کش کرنے کا حکم ہو نہیں
اور اسی لیے آپ نے اسامہ سے فرمایا جب انہوں نے کہا کہ اس کا فرضے کلہ پڑھا تفتیہ یعنی جان بچانے کے لیے کہ
تو نے اسکا دل جبر کر دیکھا اور حضرت م کا دلی طریقہ یہ تھا کہ آپ ظاہر حال کا اعتبار کرتے آپ نے حضرت عباس سے فرمایا

جو شخص عہد نماز ترک کرے شکوت قتل کرنا

جب انہوں نے بدر کے دن کہا کہ مجھ پر جبر ہوا تھا کہ تمہارا ظاہر میرے اور سید طرح فرمایا کہ میں جو سنا ہوں اس کے مطابق غیصہ کرتا ہوں پہلے اگر میں کسی کو دیکھتا ہوں تو وہ نہ لیسوے میں نہ کھوگال کا ایک ٹکڑا دلانا ہوا اور فرمایا کہ ہم حکم کرتے ہیں ظاہر پر اور یہ حدیث اگرچہ معتبر طریق سے ثابت نہیں لیکن اس کے کسی شاہد صحیح میں انتہی مختصر اور تہیجی اور نسائی نے لکھا انس بن مالک سے جب حضرت علی کی وفات ہو گئی تو عرب کو لوگ اسلام سے پہلے کے عمر نہ دیتے کہا اے ابوبکر تم کیونکر لوگے عربوں سے ابوبکر نہ کہنا حضرت مہرے فرمایا جیسے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہاں تک کہ وہ گو اسی دیوبین سبابت کی کہ سوا خدا کے کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوٰۃ کو شوکانی نے کہا اس کو راوی سب صحیح کے راوی ہیں سوا عمران ابوالعوالم کہ وہ بھی سچا ہے لیکن ہم کرتا ہوا امام ہام ابن تیم جلی نے کتاب الصلوٰۃ میں کہ مسلمانوں کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ فرض نماز کا عدا ترک نہ کیا جائے گناہ ہے اور اللہ کے نزدیک گناہ ناحق خون کرنے اور ناحق مال لینا اور زنا اور چوری اور شراب پینے کی زیادہ ہے اور یہاں کرنا اللہ کے عذاب و غضب کو لائق ہے اور اختلاف کیا ہے انہوں نے اس میں کہ تارک الصلوٰۃ قتل کیا جاوے یا نہیں اور کیونکر قتل کیا جاوے گا اور وہ کونسا نہیں تو سفیان بن سعید قوری اور ابو عمرو داؤدی اور عبد اللہ بن مبارک اور احمد بن زید اور دیکھ بن الجراح اور مالک بن انس اور محمد بن ادیس شافعی اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابویہ اور ان کے اصحاب کا یہ قول ہے کہ وہ قتل کیا جاوے گا اب جہور علما نے یہ کہا کہ تلوار سے ہتھی کر دین ماری جو مکی اور بعض شافعی نے کہا کہ ہتھی کر دے ماری گئے یہاں تک کہ نماز پڑھے یا مرجوے اور ابن شریک نے کہا تلوار سے کوئی نہ لینگے یہاں تک کہ مرجوے کیونکہ یہ عہد ہے ہتھی تنبیہ کے لیے اور اس میں زیادہ امید ہے اس کے تاب ہونے کی اور جہور یہ کہتے ہیں کہ حضرت مہرے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے حسان فرض کیا ہے ہر ایک شوہر میں توجب تم قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو اور تلوار سے گردن مارنا اچھا قتل ہے جان جلدی نکال جاتی ہے اور اللہ سبحانہ نے کفار اور مرتدین کے لیے گردن مارنا ہتھ پڑا نہ تلوار سے کوئی اور زانی کو جو پتھر سے ماریکا حکم دیا وہ سلیہ کے دو سکے تمام بدن کو تحلیل پہنچے کیونکہ اس کے تمام بدن حرام گنت اوٹھائی ہتی اور اس نہر میں یاد دلانا ہے اس نہر کو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کی قوم کو دی تھی پتھر پر سائی تھے اوپر بدکاری کیوجہ سے اور ابن شہاب نہری اور سعید بن المسیب اور ابن عبد العزیز اور ابو حنیفہ اور داؤد بن علی اور مزی کا یہ قول ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو قید کرینگے یہاں تک کہ مرجوے یا توبہ کرے تو قتل نہ کرینگے ان لوگوں نے دلیل لی اس سے جو ابوسریرہ روایت کیا کہ حضرت مہرے فرمایا جیسے حکم ہوا لوگوں سے لڑنیکا یہاں تک کہ لاکھ لاکھ کہیں بہر جہ انہوں نے

یہ کہا تو بچا لیا اور ہنوں نے مجھے اپنی جانوں اور مالوں کو مگر حق کے سہرو است کیا اسکو بخاری اور مسلم نے مؤرخین میں مروی ہے ابن مسعود سے کہ حضرت منہ فرمایا کسی مسلمان مرد کا خون کرنا درست نہیں جو گواہی دیتا ہو لا آلا اللہ اور محمد رسول اللہ کے مکر تین باتوں کی وجہ سے ایک توبہ کثیف دیکر نہ کرے دوسرے کی قتل کرے اور تیسرے مارا جاوے تیسرے یہ کہ اپنے دین کی ہر جاوی اور جماعت کو چھوڑ دیوے اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ نماز مثل اور عمار کے ہر جیسے روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور ان کے ترک سے آدمی قتل نہیں کیا جاتا پس نماز کے ترک سے بھی قتل نہ کیا جاوے گا جو لوگ اس کے قتل کے قائل ہیں وہ دلیل لیتے ہیں اس آیت سے کہ قتل کرو شکر کو نہ جہان تم پاؤ اور پھر خدا کو اور روکو اور خدا کو اور بیٹھو اور ان کے لیے ہر نہا کے میں ہر اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیویں تو چھوڑ دو ان کو تو حکم دیا اللہ مالک نے ان کے قتل کا پہا نیک کہ وہ توبہ کریں شرک سے اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیویں اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ تا کہ اصلوہ کو قتل نہ کرینگے اس کے مذہب پر یہ لازم آتا ہے کہ جو کوئی شرک سے توبہ کرے وہ قتل نہ کیا جاوے گا اگرچہ نماز نہ پڑھے اور نہ زکوٰۃ دیوے اور یہ خلاف ہے ظاہر قرآن کے اور صحیحین میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت مکرپاس کچھ سوتا بھیجا آپ نے اسکو تقسیم کیا چار آدمیوں میں ایک شخص (مردود) بولا یا رسول اللہ خدا سے ڈرو آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری کیا میں تمام زمین والوں سے زیادہ نہیں اللہ سے ڈرنے میں ہر دشمن شخص (خانہ خراب) بیٹھو یہ مڑ کر چلا خالد بن ولید (سیف الاسلام) نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن ماروں آپ نے فرمایا نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو خالد نے کہا کتنے نمازی ایسے ہیں کہ زبان سے جگہ تھی ہیں وہ ان کے دل میں نہیں ہے حضرت منہ فرمایا مجھے حکم نہیں ہو لوگوں کے دل کر دینیکا نہ ان کے پیٹ چاک کر دینیکا تو حضرت منہ قتل کا اہم نماز پڑھتا فرار دیا اس سے یہ نکلا کہ جو نماز نہ پڑھے وہ قتل کیا جاوے گا اور اسی لیے دوسری حدیث میں فرمایا کہ منہ کیا گیا میں نمازیوں کے قتل سے اور جو لوگ نمازی نہ ہوں ان کا قتل منوع نہ ہونے پر عبید اللہ بن عدی کی حدیث دلالت کرتی ہے جو ابی گدزی (اور صحیح مسلم میں مروی ہے) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور پر امیر مقرر ہونگے تو تم انکی باتیں اچھی بنی ہو گے اور بری بھی ایسے بری بات کو برا کہا وہ اپنے حق سے اتر اور جس نے اسکو برا جانا (دل میں) وہ بھی سلامت رہا لیکن جو دشمنی ہو گیا اور ان کی پیروی کرنے لگا (وہ تباہ ہوا) لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ ہم جیسے لڑتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں اور صحیحین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضرت منہ فرمایا مجھے حکم ہو لوگوں سے لڑنیکا یہاں تک کہ گواہی دیویں اس بات کی سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں اور بیشک

ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے دن آدمی کا عمل جو بوجہ جہاد یا جنگ کا ہو اگر اچھا ہو تو قبول ہوگی تو باقی عبادتیں قبول ہو جائیں گی اور جو نماز ناقص ہو تو تمام اعمال نامہ قبول ہو گئے تو نماز کے مکمل جانے کے بعد یہ سلام رہیگا بدین یہ سب ایام احمد کا کلام ہے اور نماز اسلام کے فرائض میں پہلی فرض ہے اور دین میں سب سے اخیر وہ گم ہوئے ہے اور جس چیز کا اول در آخر چلا جاوے تو وہ گم ہو جائے گا یا مکمل چلی گئی تاکہ احمد نے کہا جس شے کا آخر در ہو جاوے تو گم ہوا رہے ساری شے چلی گئی پہر جب آدمی کی نماز چلی گئی تو اس کا دین چلا گیا اور مقصود یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی حدیث توی ولیلون میں ہے تارک الصلوٰۃ کے قتل پر اب جو لوگ تارک الصلوٰۃ کے قتل کا قائل ہیں انہوں نے اختلاف کیا کہ اگر اس سے تو یہ لیا جائیگی یا نہیں نہ ہو سکتا کہ اس سے تو یہ لیا جائیگی کیونکہ اگر تو یہ لیا جائے تو قتل ہو جائے گا اور یہی ہے امام مالک کے مذہب میں اور ابو بکر طرطوسی نے اپنی تعلیق میں کہا امام مالک کا یہ قول ہے کہ اس سے کہا جاوے گا نماز پڑھ کر ایک وقت باقی ہو پھر اگر پڑھے تو چھوڑ دیا جاوے گا اور جو نہ پڑھے یہاں تک وقت گزر جاوے تو قتل کیا جاوے گا اور اس سے تو یہ لیا جائیگی یا نہیں تو ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ تو یہ لیا جاوے گی یہ اگر تو یہ کرے تو خیر ورنہ قتل کیا جاوے گا اور بعضوں نے کہا اس سے تو یہ نہ لیا جائیگی کیونکہ یہ ایک حد ہے حدوں میں سے جو قائم کیا جائیگی نہیں تو وہ تو یہ سے سا قن نہ ہوگی جینیٹا یا چوری کی حد سا قن نہ ہوگی تو یہ سے جب حاکم تک پہنچ جاوے اور جو کہتا ہے کہ تارک الصلوٰۃ کا قتل کفر کی وجہ سے ہو اس کے نزدیک و ہر تذکرے میں ہے اور مرتد جیسے مسلمان ہو جاوے تو وہ قتل نہ کیا جاوے گا طرطوسی نے کہا اور یہی حکم ہے وضو اور غسل جنابت کا اور روزے کا ہمارے نزدیک جب کوئی کبیر میں وضو نہیں کرتا اور جنابت کا غسل نہیں کرتا اور روزہ نہیں رکھتا تو وہ قتل کیا جاوے گا اور اس سے تو یہ نہ لیا جائیگا خواہ وہ ان چیزوں کا فرض ہو یا اپنے اور تسلیم کرنا ہو یا وہ کسی فرضیت کا انکار کرتا ہو یا شہتائین قہم نے کہا کہ تارک الصلوٰۃ قتل کیا جاوے گا جب تک نہ بلایا نہ جاوے گا نماز پڑھنے کو لیے پھر اگر نہ پڑھے تو قتل کیا جاوے گا اور نہ پڑھنا حققت معلوم ہوگا جب وقت نماز کا گزر جاوے اور وہ بلا عذر نہ پڑھے اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ ایک نماز کے ترک سے قتل کیا جاوے گا یا دو یا تین نمازوں کی ترک سے تو سفیان ثوری اور مالک نے کہا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد کہ ایک نماز کی ترک سے قتل کیا جاوے گا اور یہی ظاہر مذہب ہے شافعی اور احمد کا اور دلیل اس قول کی وہ چیز ہے میں جو اوپر گذرین تارک الصلوٰۃ قتل میں اور امام احمد نے اپنے مسند میں معاذ بن جبل سے روایت کیا کہ حضرت ام نے فرمایا جس نے فرض نماز ترک کی تو اتنے کا زہر اس سے اوٹھ گیا اور عبدالرحمان بن ابی حاتم نے اپنے سنن میں نکالا ابو الدرداء سے کہ وصیت کی جھبکو ابو القاسم زلیحی نے ابی ہریرہ سے روایت کیا کہ میں نے نماز کو ترک نہ کر دین پہر چہرے

اوسکو عذر ترک کیا تو اسکا دمر اوس سے اوٹھ گیا اور تین نمازون کے ترک کی قید پر کوئی دلیل نہیں نص اور باہم سے اور ابو اسحاق نے امام احمد کے اصحاب میں سے یہ کہا کہ جس نماز کو ترک کرے اگر وہ ایسی نماز ہو جو جب کی جاتی ہے اپنے بعد والی نماز کے ساتھ جیسے ظہر اور مغرب تو قتل نہ کیا جاوے گا جب تک بعد والی نماز کا وقت نہ گزر جاوے اور جو ایسی نماز ہو کہ اپنے بعد والی کے ساتھ جمع نہیں کی جاتی جیسے فجر اور عصر اور عشا تو قتل کیا جاوے گا صرف ایسی نماز کے اور اسحاق نے یہ قول عبد اللہ بن مبارک یا وکیع بن الجراح سے نقل کیا ہے ابن قیم نے کہا ابو اسحق کا قول زیادہ قوی ہے کیونکہ حدیث ثابت ہو چکا ہے کہ یہ وقت دو نمازون کا ہے تو شبہ ہو گیا اسقاط قتل کے لیے اور منہ کیا حضرت نے اپنے اون امر کے قتل سے جو نماز کو تاخیر کریں اپنے وقت سے اور وہ تاخیر کرتے تو ظہر تین عصر کے وقت تک نہیں مختصراً شوکانی نے کہا امام احمد بن حنبل نے کہا جب نماز کے لیے بلایا جاوے پہر وہ نہ مانے اور کہوین نماز نہیں پڑھتا یہاں تک نماز کا وقت گزر جاوے تو اسکا قتل واجب کا سطرچ جو وضو یا غسل یا استقبال قبلہ یا ستر عورت کو ترک کرے یا اور کسی کن یا شرط کو ملتے ابن قیم نے کہا اب تارک الصلوٰۃ کو قتل کا حکم دینے والوں نے اختلاف کیا ہے کہ وہ اسطرچ قتل کیا جاوے گا جیسے ڈاکو اور زانی قتل کیا جاتا ہے یا اسطرچ سے جیسے مرتد قتل کیا جاتا ہے اور زنیہ (بیدین بلی نیچر) امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ مرتد کی طرح قتل کیا جاوے گا اور یہی قول ہے سعید بن جبیر اور مر شعبی اور ابراہیم نخعی اور اوزاعی اور یوسف سختیانی اور عبد اللہ بن مبارک اور اسحق بن راہویہ اور ابن جریج کا مالکیہ میں سے اور ایک روایت شافعی سے بھی ایسی ہے اور ابن حزم نے اسکو نقل کیا حضرت عمر اور معاذ بن جبل اور عبد الرحمن بن عوف اور ابو ہریرہ وغیرہم صحابہ سے دوسرا قول یہ ہے کہ وہ بطریق حد کے قتل کیا جاوے گا نہ کفر کی وجہ سے اور یہی قول ہے مالک اور شافعی کا اور ابن بطنے اسی روایت کو اختیار کیا ہے شوکانی نے کہا جو نماز کے وجہ کا انکار کرے وہ تو بالاتفاق سب کے نزدیک کافر ہے مگر نجس مسلم ہو یا اوسکو مسلمانوں سے خلط نہ ہو ہو اور نماز کا حکم اوسکو نہ پہنچا ہو اور جو شخص نماز کے وجوب کا قائل ہو لیکن سستی اور کمالی سے اسکو ترک کرے جیسے بہت لوگ ایسا کرتے ہیں تو اس کے باب میں علما کا اختلاف ہے عمرت اور جہر و سلف اور خلف اور مالک اور شافعی کا یہ قول ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا بلکہ فاسق ہو جاوے گا پہر اگر توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے گا حد جیسے مصنف قتل کیا جاتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ تارک الصلوٰۃ تلوار سے قتل کیا جاوے گا اور ایک جماعت سلف کا یہ قول ہے کہ وہ کافر ہو جاوے گا اور ایسا ہی مروی ہے حضرت علیہ السلام سے اور امام احمد بن حنبل سے اور یہی قول ہے ابن مبارک اور اسحاق بن راہویہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے بعض شافعیہ نے اور ابو یوسف اور ایک جماعت

گذا علیہ سبھی دلیل ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور ابن ماجہ اور نسائی نے بخلا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جسے پہلے جس چیز کا حساب ہو گا بندہ سے سو قیامت کے دن وہ فرض نماز سے اگر کچھ پوری طرح ادا کیا ہے تو قیصر درنگ کیا جاوے گا دیکھو اس کے پاس کچھ نفس میں بہر اگر نقل ہو گا تو اس سے فرض پوری کچھ دیکھو بہر سارے فرض عینوں سے ایسا ہی کیا جاوے گا شو کافی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد نے تین متصل طریقوں سے بخلا ابو ہریرہ ثلاثہ طریقوں سے اور ابیکہ طریقہ میں تہم داری سے اور کسی طریقہ میں طعن نہیں۔

اور ابو داؤد اور سپر کلام نہیں کیا نہ ترمذی نے جس سے اس کا ضعف پٹلے اور نسائی کا اسناد جمید ہے اور ہشکلی راوی صحیح کے راوی ہیں جیسے عراقی نے کہا اور صحیح کہا اس کو ابن القطان نے اور بخلا احمدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح لاشا اور نہیں بخلا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اس باب میں تہم داری سے مروی ہو ابو داؤد اور ابن ماجہ کے پاس اسناد ابو ہریرہ کچھ حدیث کو عراقی نے کہا اس کا تہم داری سے مروی ہو ابو داؤد اور ابن ماجہ کے پاس اسناد صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور طریقہ میں نے اوسط میں اس سے اور ابو سعید سے عراقی نے کہا ہم نے اسکو طبریات میں روایت کیا سلفی کے کتاب میں اور اسکی اسناد میں حصین بن خارق ہے وارقطی نے اسکو نسبت دی وضع کی طرف اور امام احمد نے اسکو بخلا سند میں ایک صحابی سے اس کا نام نہیں لیا اور اس حدیث کو مخالفین یوں استدلال کرتے ہیں کہ نماز کا پورا نہ کرنا عام ہے خواہ اس کے شرائط اور اداب کو پورا نہ کیا ہو یا کوئی نماز بالکل جوڑ دی ہو پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کفر نہیں ہے اور جواب ہے کہ حدیث میں پورا نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ تمام سنن اور مستحبات کو ساتھ لدا نہیں کیا نہ یہ کہ اسکو ترک کر دیا اور اگر عام ہی ہو تو وہی جواب ہے کہ بعض انواع کفر کی مغفرت ممکن ہے واللہ اعلم جو تہی دلیل عبادہ میں کچھ حدیث ہو صحیح میں کہ حضرت زفر یا جوشن گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں ہے کیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور بیشک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور ہشکلی بات میں جو اس نے میرم کی طرف والدی اور روح میں اس کے طرف سے اور جنبت اور روزخ حق میں تو اللہ اسکو جنبت میں ایجاد کیا ہے کیسا ہی اس کا عمل ہو یا بچوں دلیل اس کچھ حدیث ہو صحیح میں کہ حضرت م نے فرمایا اور معاذ کے ساتھ سوار تھے کجاوے پر یا معاذ اوہوں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ اور موجود ہوں آپ کی خدمت کو تین بار ایسا ہی فرمایا اور معاذ نے ایسا ہی جواب دیا پھر حضرت م نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو گواہی دیوے اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر اللہ تعالیٰ اسکو حرام کر دے گا روزخ پر معاذ نے کہا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اسکی خبر نہ کر دوں وہ خوش ہو جائیں آپ کو فرمایا اس وقت تو وہ پہرہ سنا

وہ شخص جسے کوئی نیکی نہ کی ہوگی تیرہویں بطاۃ کچھ ریش ادس میں ہے کہ ننانوے دفتر پہلے جادینگے
ہر دفتر تناظر ہوگا جہاں تک نگاہ جاتی ہے پہلے ایک بطاۃ یعنی پچھانکا لاجا دیگا اوس میں لا الہ الا اللہ ہوگا وہ مبارک
ہو جائیگا اوسکی تمام باتوں پر اور سوا اس پر کے اور کوئی نیکی بیان نہیں کی پس معلوم ہوا کہ نماز کا ترک کرنے والا
کافر نہیں ہے ورنہ وہ ہمیشہ روزہ میں رہتا سنتے میں ہو کہ یہ لوگ ان حدیثوں کا جن میں نماز کے ترک کرنے والے
کو کافر کہا ہے یہ جواب دیتے ہیں کہ کفر سے مراد نعمت کا انکار ہے یعنی ناشکری یا یہ مراد ہے کہ وہ کفر کے قریب ہو گیا
اور طبع کا دوسری کئی حدیثوں میں لیا گیا ہو جیسے ابن مسعود نے روایت کیا کہ حضرت مہ نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا
فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور صحیحین ہی میں ابو ذر سے روایت ہے کہ حضرت مہ فرماتے تھے جو
شخص جان بوجہ کر اپنا باپ کسی اور کو بنا دے وہ کافر ہو گیا اور جو شخص اس چیز کا دعوے کرے جو اوسکی نہیں ہے
وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنا ہنگامہ نام نہاں بنالیں اور امام احمد اور مسلم نے ابو ہریرہ سے کہ حضرت مہ نے فرمایا
دو باتیں اسیوں میں ہیں وہ کفر ہے ایک اقوات میں طعن کرنا دوسرے میت پر چلا کر دنا اور امام احمد نے ابن عمر
سے کہ عرقم کہاتے تو اپنے باپ کی تو حضرت مہ نے انکو منع کیا اور فرمایا جس نے اللہ کے سوا کسی دوسری شے کی قسم کھائی
تو اس نے شرک کی اور امام احمد نے ابن عباس سے کہ حضرت مہ نے فرمایا جو شخص ہمیشہ شراب پیارے وہ اگر مرد ہوگا
تو اللہ سے اس طرح ملیگا جیسے بت پوجنے والا اور صحیح حدیث میں ہے کہ میرے بعد کافر مت بن جانا ایک دوسرے
کی گردنیں مار کر اور ایک حدیث میں ہے کہ جو غلام اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگ جا دے اس نے کفر کیا اور
ایک حدیث میں ہے کہ صبح کی میرے بندوں نے کافر ہو کر اور سوئچ کر جس نے کہا پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے
وہ مومن ہے میرا اور کافر ہے ستارونکا اور جس نے کہا فلان کا رتی کے وجہ سے ہم پر پڑا وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے
ستارونکا اور ایک حدیث میں ہے جو اپنے بہائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر ہو گیا شوکانی نے کہا
ان حدیثوں کی تاویل کی ضرورت یہی وجہ سے پڑتی ہے جب کہیں کہ کوئی کفر نہ بخشنا چاہیگا اور ہم اس کلیہ کو نہ
ماہین تو تاویل کی ضرورت نہیں رہتی اور جبکہ حضرت مہ نے کافر کہا اوسکو ہم بھی کافر کہیں گے اور اپنی طرف سے
زیادہ تر ماہین گے اب ہمیں وہ حدیثیں جن میں صرف لا الہ الا اللہ کہنے والا کو جنتی کہا ہے تو تمام مسلمانوں نے
سلف اور خلف اور شیعہ اور معتزلہ وغیرہم نے اپہر اجاع کیا ہے کہ مراد ان حدیثوں سے یہ ہے کہ جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے
ایمان کے اور شبہ رائے اور ارکان کو مان کر اور فرائض کو بجا لاوے اور کبیرہ گناہوں سے بچے پس یہ حدیثیں ان
لوگوں کی محبت نہ ہوگی جو تارک الصلوٰۃ کو کافر نہیں کہتے اب جو لوگ تارک الصلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں

انکی دلیل یہ حدیثیں اور آیتیں ہیں آیہ ہم ابن قیم نے کہا کہ جن صحابہ سے منوالین نے تارک الصلوٰۃ کے کافر نہ ہونے کی خبر نقل کی ہیں میں وہ وہی صحابہ ہیں جنہے تارک الصلوٰۃ کا کافر ہونا مقبول ہے ابن خزم نے کہا حضرت عمر اور عبدالرحمن بن عوف اور مجاہد بن جبل اور ابو ہریرہ وغیرہم سے یہ ثابت ہو کہ جس نے ایک فرض نماز ترک کی عذر یا بہانہ کہ اس کا وقت گزر گیا تو وہ کافر مرتد ہے اور کسی صحابی سے اسکے خلاف منقول نہیں بلکہ تارک الصلوٰۃ کے کفر پر کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ سے بہت دلائل ہیں (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا ہم مسلمانوں کو گنہگاروں کی مثل کر دیتے، مبین کیا ہوا ہے کیا قیصر کرتے ہو کیا مٹھارے پاس کسی کتاب پر جس کو تم پرستے اخیر تک یہاں تک کہ فرمایا جس دن پٹلی کہو لی جاوے گی اور وہ سجدے کو بلائے جاوے گی پہر سجدہ نہ کر سکیں گے اس آیت پر یہ نکتہ ہے کہ دنیا میں سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی ساتھ نماز میں شریک نہ ہونے اور کون قیامت میں یہ عذاب ہو گا کہ سجدے کو ایسے بلائے جاوے گی کہ یہ مٹھارے کا ایک تختہ ہو جاوے گی اور سجدہ نہ کر سکیں گے پس معلوم ہوا کہ نماز کے ترک کرنا کافروں اور منافقوں کے ساتھ ہونے کے اور وہ مجاہدین میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو مسلمین سے الگ کیا اس آیت میں (۲) اسلکم فی قفر قالوا لکم من المصلین یعنی جنسی دوزخیوں سے پوچھیں گے تم دوزخ میں کیوں گئے وہ بولیں گو ایسے کہ ہم نمازیوں میں نہ تھے اخیر اور یہ ضرور مبین کہ علت دوزخ میں جانے کی یہ سب باتیں ہوں کیونکہ ہر ایک بات اس میں کی ایک بڑا جرم ہے اور اس کی سزا دوزخ میں جانا ہے (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی بات مانو تا کہ تم پر رحم ہووے پس معلوم ہوا کہ بدون نماز کے رحم نہیں ہو سکتا اور جب رحم نہ ہوا تو مردود ہوئے اور کافر ہوئے (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ اور خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے غافل ہیں اور سجدہ میں ابی وقاص اور مسروق وغیرہ سے یہ منقول ہے کہ غفلت سے عذر نماز کا ترک کرنا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت گزر جاوے اور مجاہدین نصر و قریٰ نے اس باب میں ایک مرفوع حدیث روایت کی ہے جس سے اس میں یہ ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت ص سے نماز سے غافل کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا جو نماز میں دیر کریں اور اسکے وقت سے اور حاد میں زید نے عامہم سے انہوں نے مصعب بن سعد سے روایت کی مینے کہا یا ائمہ نے دیکھا اس آیت کو اَلَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ہم میں سے کون سا ہے جو سوہو نہیں کرنا کون ایسا ہے جو اپنے دل میں باتیں نہیں کرتا انہوں نے کہا یہ مراد نہیں بلکہ مراد اس آیت سے نماز کا وقت ضائع کرنا ہے اور حیوۃ بن شریح نے مجھے ابو صخر نے بیان کیا انہوں نے مجھ پر کب قرطبی سے سنا اس آیت میں اَلَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ انہوں نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو ترک کرتے ہیں پھر انہوں نے پوچھا ناعون کو کہنے کہا روگنا مال کا اس کے حق سے اور خرابی کا لفظ (یعنی دلیل کا) قرآن میں سب جگہ کا زور

کے لیے یہ ہے جیسے دویل لائیکسیر دویل کلن افاکلیہ نیم دویل لککاذین گرد مقاموں میں دویل لککاذین دوسری
 دویل کلن ہر طرف نماز کے ہر ایک کی دویل لککاذین کی سی ہر ایک یا مسنون کی سی اور کاذین کی سی کہاں آئے ہر دو
 وجہوں سے ایک یہ کہ بخدا بی وقاص سے میسر ہوا ہے ہی است میں کہ اوہ نہون کھا اگر نماز کو ترک کرے تو کافر ہوئے
 لیکن اوہ نہون نے ضائع کیا اس کے وقت کو دوسرے یہ کہ بہت سو دلائل تارک الصلوٰۃ کے کفر پر دلائل کرتے
 ہیں بنام تم کے بیان کرینگے (۷۵) *فَخَلَفَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ خَلْفَتٌ أَصْحَابُ الصَّلَاةِ* یعنی اس کے بعد ملائق لوگ ہوئے جنہوں نے
 نماز کو ضائع کیا وہ قریب عین لرغی سے ابن مسعود نے کہا غی ایک نہر ہے دوزخ میں نہایت بڑی بہت گہری تھو
 بن نصروری نے لقمان بن عامر خراعی سے نکالا میں ابو امامہ باہلی پاس گیا اور ان سے کہا مجھے کوئی حدیث
 بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اوہ نہون نے کہا میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے اگر ایک تہر
 دوزخ کے کنارے سے ہینیکا جاوے تو وہ ستر برس تک یہی غی اور آٹھ تک بیونچے گا میں نے کہا غی اور آٹھ
 کیا ہے آپ نے فرمایا دو کھنوسے میں جہنم کے تین اوس میں دوزخ میں کی پپ بکر جاتی ہے ہی کو اللہ نے اپنی
 کتاب میں ذکر کیا *فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ خَيْفًا وَنَارًا* اور روایت کیا محمد بن نصر نے ذکر کیا بن ابی مریم خراعی سے میں نے سنا
 ابو امامہ باہلی سے وہ کہتے تھے دوزخ کے کنارے کو اس کے تک بچاس برس کی آہ ہے تہر کرنے کی اس نے کہا
 عبدالرحمان بن خالد کے غلام نے اوسکے نیچے ہی کچھ ہے ہی ابو امامہ وہ نہون نے کہا مان غی اور آٹھ نام اور ابو بکر بن
 نے رضی بن نے سے نقل کیا کہ دوزخ میں ایک مادی ہے جس کا نام غی ہے اوس میں خون اور پپ بہتا ہے تو تار
 کے ترک کر نیوے کر لیے حق تعالیٰ نے یہ سخت سزا دی جو اور دوزخ میں سے زیادہ ہے ہر گروہ کافر نہ ہوتے
 گنہگار ہوتے تو ان کے لیے دوزخ کے اوپر کا طبقہ ہوتا دوسرے یہ کہ اس کے بعد فرمایا *الْأَسْنُ ثَابُ وَهْنُ* اور ظاہر ہے
 کہ ایمان کفر کے بعد کہا جاتا ہے ورنہ تکرار سے معنی لازم آوے گی (۷۶) *فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ*
يَا خَوَّاتِكُمْ فِي ذَلِكَ يَنْفَعُهُمْ یعنی ہر اگر توبہ کریں اور قائم کریں نماز کو اور دیون رکوتہ کو تو تمہارے بہائی ہیں دین میں تو
 معلوم ہوا کہ اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو دینی بہائی نہیں ہیں پس مومن ہی نہ ہونگے کس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
أَمَّا الزُّكْوَانُ اخوتہ یعنی مومن بہائی ہیں ایک دوسرے کو (۷۷) فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ تصدیق کی نہ نماز پڑھی
 لیکن جیسا لایا اور پیٹھ پھری تو نماز کا مقابلہ کیا توئی سے یعنی پیٹھ پھرنے سے اور متولی کافر ہے جس کو کذب کافرو
 قتادہ نے کہا سچا جانا اللہ کی کتاب کو نہ نماز پڑھی اللہ کے لیے (۷۸) اسے ایمان والو نہ خافل کریں شکو مال تمہارے اور
 بال کچھ تمہارے اللہ کی یاد سے اور جو کوئی ایسا کریں وہ ٹوٹے میں پڑے عطار نے کہا اللہ کی یاد سے نماز نہ رادری

اور نوٹے والو کا فری میں نہ مسلمان کیونکہ لوگوں کا انجام منقعت ہو (۹) ہماری نشانیوں پر وہی ایمان لائے ہیں کہ جب انکو یاد دلانی جاتی ہیں تو وہ مسجد کے سین گر پڑتے ہیں اور اپنے مالک کی تعریف سرباکی کرتے ہیں اور وہ کنیا تے نہیں تو جو کوئی مسجد نہ کرے یعنی نماز نہ پڑھے وہ گویا ایمان نہیں لایا اللہ کی آیت پر (۱۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب ان سے کہا جاتا ہو رکوع کرو تو رکوع نہیں کرتے خرابی ہے اسدن جہلٹانے والوں کی توبہ وعید نماز کے ترک پر کی اور فرمایا کہ نماز کا ترک کرنا لاکھ گنا گناہ ہے اللہ کے حکم کا (۱۱) امام مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور احمد نے جابر بن عبد اللہ سے کہ حضرت م نے فرمایا آدمی میں اور کفر میں نماز کا ترک کرنا ہے (یعنی کفر میں اور آدمی میں جو چیز خالص ہے وہ نماز ہے جب تک کہ جوڑا تو کفر نکلیا) مسلم کی ایک روایت میں شرک اور کفر ہے (۱۲) امام احمد اور ترمذی اور صحابہ بن نے بریدہ بن حصیب سلمیٰ سے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت م سے اپ فرماتے ہو ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پھر جب نماز کو چھوڑ دیا وہ کافر ہو گیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکا اسناد مسلم کی شرط پر ہے شوکانی نے کہا یہ کون سا صحیح اور عراقی نے صحیح کہا اور اسکا کیا اسکا بن حبان اور حاکم نے عراقی نے کہا اس باب میں صرف دو حدیثیں صحیح ہوئیں ایک جابر کی اور دوسری بریدہ کی (۱۳) ہبہ اللہ طبری نے روایت کیا اور کہا اسکا اسناد امام مسلم کی شرط پر ہے ثوبان سے جو سہمی اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہوں نے کہا میں نے سنا حضرت م سے اپ فرماتے ہو بندے اور کفار اور ایمان کے پچ میں نماز ہے جب نماز کو ترک کر دیا تو وہ مشرک ہو گیا (۱۴) امام احمد اور طبرانی نے کبیر اور اسط میں اور ابن حبان نے صحیح میں کمالا عبد اللہ بن عمر بن حاص کہ رجل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز کا ذکر کیا تو فرمایا جو کوئی حفاظت کرے گا نماز پر تو اس کے لیے روشنی اور دلیل اور نجات ہوگی قیامت کے دن اور جو محافظت نہ کرے گا اس کے لیے روشنی اور دلیل اور نجات نہ ہوگی اور وہ قیامت کو دن قارون اور فرعون اور نمان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا جمع الزوائد میں ہے کہ امام احمد کے راوی سب ثقہ ہیں اور حدیث سے یہ سبی نکلنا ہے کہ فرعون کو آخرت میں نجات نہ ہوگی اور وہ سخت کافروں میں سے ہے ابن قیم نے کہا ان جباروں کے خاص کرنے کی وجہ ہے کہ دسے کافروں کے سردار ہیں اور ہمیں اور ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ نماز سے روکنے والا اگر مال ہو تو وہ قارون کے ساتھ ہوگا اور جو سلطنت ہو تو فرعون کے ساتھ ہوگا اور جو عہدہ اور خدمت اور ریاست ہو تو وہ نمان کے ساتھ ہوگا اور جو تجارت ہو تو ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (۱۵) طبرانی اور ابن ابی شیبہ نے ان ستن میں کمالا عبادہ بن صامت سے کہ وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا صامت

شریک کروالہ کے ساتھ کیا اور ست چوڑوں کا کوئی اور قصدا چوڑے دین سے کھل گیا (۱۶) امام
 انجھ معاذ بن جبل سے کہ فرمایا حضرت مثنیٰ جو شخص فرض نماز عدا چوڑے اس سے اللہ کا منہ بری ہو گیا پس اگر نماز کا
 تارک مسلمان ہوتا تو وہ اسلام کے ذمہ میں ہوتا (۱۷) ابن ابی حاتم نے سنن میں ابو الدرداء سے کہ وصیت کی حکو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نماز کو قصدا نہ چوڑوں کہ چھوڑنے اور سو ترک کیا قصدا اس سے ذمہ
 اوہ نہ گیا اور بنو زبیر نے کمال ابو الدرداء سے مرفوعاً جس نے نماز کو عدا ترک کیا وہ کافر ہو گیا اور کمال اس کو ابن ماجہ
 اس کے شروع میں یہ ہے کہ وصیت کی جھجک میرے دوست علی اللہ علیہ وسلم نے کہ شرک مت کر اللہ کے ساتھ
 اگر چہ کاٹا حیا سے اور جلا یا جا دی تو اور اخیر میں یہ ہے کہ شراب مت پی کیونکہ وہ کبھی ہے ہر برائی کی حافظ نے
 کہا اسکی سند میں ضعف ہو اور کمال اس کو حاکم نے مستدرک میں اور روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے مستدرک
 طریق اس کا استاد منقطع ہے (۱۸) دارقطنی نے اس سے کہ حضرت مثنیٰ فرمایا جس نے نماز کو عدا ترک کیا وہ کافر ہو گیا
 علانیہ دارقطنی نے کہا روایت کیا اس کو ابو النضر نے ابو جعفر سے اونہوں نے بیع سے اونہوں نے اس سے رسول
 اور خلاف کیا ابو النضر کا علی بن الجعد نے اونہوں نے روایت کیا اس کو ابو جعفر سے اونہوں نے بیع سے رسول
 وہی مشابہ ہے صواب کے (۱۹) ابن حبان نے ضعف میں ابو ہریرہ سے کہ حضرت مثنیٰ فرمایا تارک الصلوٰۃ کافر
 ہے ابن حبان نے کہا یہ حدیث منکر ہے (۲۰) ابونعیم نے ابوسعید سے مائد ابو ہریرہ کی حدیث کو اسکی ہوتا
 میں عطیہ اور سمیع بن یحییٰ دونو ضعیف ہیں (۲۱) معاذ بن جبل نے حضرت مثنیٰ سے کہ آپ نے فرمایا
 اس کام کا اسلام ہے اونہا ستون نماز ہے ابن قیم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ستون نکالنے سے خمیہ
 اگر پڑے تو نماز کے ترک سے اسلام گر پڑے گا اور کفر ثابت ہو جاوے گا امام احمد نے اسی سے حجت لی ہے (۲۲)
 صحیحین اور سنن اور مساند میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مثنیٰ فرمایا اسلام بتایا گیا ہے
 پانچ چیزوں پر لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت پر اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے اور بیت اللہ کا
 حج کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے پر امام احمد کی ایک روایت میں ہو کہ اسلام پانچ چیزیں ہیں تو نماز
 اسلام کا کرن ہوئی یا بعینہ اسلام اور جب نکل جاتا ہے تو اسلام کمینہ کرہ سکتا ہے (۲۳) فرمایا حضرت مثنیٰ
 جو کوئی ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے (نماز میں) اور ہمارا ذبیحہ کہا دے وہ مسلمان
 اس کے لیے ہے جو ہمارے لیے ہو اور اس کے اوپر ہے جو ہمارے اوپر ہے ابن قیم نے کہا جب اسلام تین باتوں پر متوث
 ہو تو بغیر ان تینوں کے مسلمان ہو گا اور جب کعبہ کے سوا اور طرف نماز میں منہ کرنے کے مسلمان نہ رہا

تو بیکس نماز نہ پڑھنے سے کیونکر مسلمان ہو گیا (۲۲۱) داری نے جابر سے کہ حضرت م نے فرمایا جنت کی کبھی نماز ہے تو معلوم ہو کہ نماز نہ پڑھنے والے کے لیے جنت نہ کہلے گی اور ہر ایک مسلمان کے لیے جنت کہولی جاوے گی پس معلوم ہوا کہ تارک الصلوٰۃ مسلمان نہیں ہے منذری نے کہا اسکی اسناد میں ابو یوسف قتاتہ ہر (۲۵) امام احمد اور نسائی نے مجتہدین اور عہد اہل سے وہ ایک مجلس میں تھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنے میں نماز کی اذان ہوئی حضرت کعبہ سے ہو کر نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور مجتہدین اپنی جگہ بیٹھے تھو حضرت م نے فرمایا تو نے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تو مسلمان نہیں ہے وہ بولا میں مسلمان ہوں لیکن اپنے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی ہتی آپ نے فرمایا جب تک اسے تو نماز پڑھ لوگون کے ساتھ اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو احمدیث سے یہی نکلتا ہے کہ نماز نہ پڑھنے والا مسلمان نہیں ہر (۳۲) زید اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے بخاری کی شرط پر عبداللہ بن شقیق عقیلی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے نماز کے شوکانی نے کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحابہ نے تارک الصلوٰۃ کو کفر پر اجماع کیا تھا (۲۶) ابن زبیر نے عبداللہ بن عباس سے کہ حضرت عمر کے پاس آئے جب وہ زخمی ہوئے مسجد میں ابن عباس نے کہا میں نے اور کئی آدمیوں نے جو میرے ساتھ تھو مسجد میں اونکو اوٹھایا اور گھر لائے گئے اور ابو نے عبدالرحمن بن عوف کو حکم دیا نماز پڑھانے کے لیے جب ہم حضرت عمر کے گھر میں گئے تو ان کو موت کی غشی تھی اور وہ غشی میں سے یہاں تک کہ دشمنی ہو گئی پھر اونکو ہوش آیا کہ کیا نماز پڑھی لوگون نے ہم نے کہا ہاں پڑھی حضرت عمر نے کہا اسلام نہیں ہے اسکا جسے نماز کو ترک کیا دوسری روایت میں یوں ہے سلام میں اٹھ کر کھڑے نہیں جو نماز کو ترک کرے پھر وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی اور ذکر کیا سارا قصہ ابن قیم نے کہا تو حضرت م نے یہ کہا ایک جماعت صحابہ کے سامنے اور اونہوں نے انکار نہ کیا اور ایسا ہی مروی ہوا معاذ بن جبل اور عبدالرحمن بن عوف اور ابو ترہ سے اور کسی صحابی سے کہ خلاف منقول نہیں ہوا حافظ عبدالرحمن شبلی نے کتاب الصلوٰۃ میں کہا کہ ایک جماعت صحابہ اور ان کے بعد والوں نے تارک الصلوٰۃ کی تکفیر کی ہے لیکن جو عہد نماز کو ترک کرے بیان تاکہ اسکا سارا وقت گزر جاوے اور اس میں ہر حصہ عمر اور معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس اور جابر اور ابو الدرداء اور حضرت علی اور بعد والوں میں ہیں امام احمد بن حنبل اور سحن بن راہویہ اور ابن مبارک اور ابراہیم سختی اور حکم بن عیینہ اور یوبسختیانی اور ابو داؤد وطیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو خثیمہ زبیر بن حرب انتہ ابن قیم نے کہا قول محقق یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک کفر جھوٹ یعنی انکار کسی حکم الہی کا اس سے تو بالکل ایمان جا تا رہتا ہے اور ایک کفر فعل اسکی دو قسمیں ہیں پہلی تو وہ جس سے بالکل ایمان جاتا رہتا ہے جیسے

بت کو سجدہ کرنا صحیف کی توہین کرنا پیغمبر کو قتل کرنا پیغمبر کو برا کہنا دوسرے وہ جس سے کفر کا اطلاق ہوتا ہے لیکن بالکل اسلام کے دائرے سے اور ملت سے باہر نہیں ہوتا اور تارک الصلوٰۃ اور زانی اور چور اور مسلمان سے قتال کرنا یوں کافر اسی قبیل سے ہے اور جیسا اللہ اور اسکے رسول نے تارک الصلوٰۃ کو کافر کہا ہے تو محال ہے کہ ہم اس کو کافر نہ کہیں یہ طول کیا ہیں فہم نے اس مسئلہ میں اور کہا کہ محمد بن نصر نے روایت کیا ایوب سے انہوں نے کہا نماز کا ترک کرنا کفر ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں اور محمد بن ابن مبارک سے نقل کیا اور انہوں نے کہا جسے نماز میں دیر کی عذر ایسا تاکہ اس کا وقت گزر گیا تو وہ کافر ہو گیا اور علی بن حسن بن شقیق نے کہا میں نے عبد اللہ بن مبارک سے سنا وہ کہتے تھے جس نے کہا میں آج فرض نماز نہیں پڑھوں گا تو وہ گدھے سے زیادہ کافر ہے اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہا عبد اللہ بن مبارک سے کہا گیا یہ لوگ کہتے ہیں جسے روزہ نہ رکھا اور نماز نہ پڑھی لیکن اس کا اقرار کرتا ہے تو وہ مومن ہو پورے ایمان والا عبد اللہ نے کہا ہم ایسا نہیں کہتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں جس نے نماز کا ترک کیا بغیر عذر کے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آگیا تو وہ کافر ہے اور ابن ابی شیبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کو ترک کیا وہ کافر ہو گیا تو تارک الصلوٰۃ سے کہا جا دیگا اپنے کفر سے رجوع کرے پھر اگر اسے رجوع کیا تو بہتر روزہ قتل کیا جا دیگا اور حاکم اس کو تین دن کی مہلت دیگا اور احمد بن حنبل نے کہا میں نے صدیق بن فضل سے سنا وہ نے پوچھا گیا تارک الصلوٰۃ کو انہوں نے کہا وہ کافر ہے پھر پوچھا گیا اس کی عورت اس سے جدا ہو جاوے گی صدیق نے کہا کفر کو طلاق سے کیا علاوہ اگر ایک شخص کافر ہو جاوے تو اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے گا اور عبد اللہ بن نصر نے کہا میں نے اسحاق سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہے کہ تارک الصلوٰۃ کافر ہے اور یہی رائے ہے اہل علم کی حضرت مہر کے زمانے سے اب تک کہ جو کوئی نماز کو ترک کرے بلا عذر یہاں تک کہ اس کا وقت گزر جاوے تو وہ کافر ہے لہذا ابن قیم نے کہا اگر کوئی بالکل نماز کو چھوڑ دیوے تو اس کا کوئی عمل مقبول نہ ہو گا جیسے شرک کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا کیونکہ نماز ستون ہے اسلام کی تو تمام اعمال سو قوت ہیں نماز قبول ہونے پر اور کسی کہی چھوڑ دینے کو باب میں بریدہ کی حدیث ہے صحیح بخاری میں کہ حضرت محمد فرمایا جلدی پڑھا کرو عصر کی نماز کیونکہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل ناقص ہے حدیث کی مضمون میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا مطلب ہے کہ کچھ عمل ایسی نماز کے باب میں نسخ ہو گیا یعنی اس کو نماز کا اجزہ نہ لیا گیا اور بعضوں نے کہا اس دن کو تمام اعمال نسخ ہو گئے اور صحیح یہ ہے کہ اگر نماز کو بالکل چھوڑ دے تو ساری اعمال لغو ہونگے اور جو ایک دن میں کوئی نماز چھوڑ دے تو اس دن کے عمل نسخ ہو جاوے گئے

وہ جو شخص نماز کو ترک کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا

۲۲۲

سید القاری
انتہی مختصر ایچون کو نماز کا حکم کپ کر چاہے امام احمد اور ابو داؤد اور حاکم اور ترمذی اور داؤد قطنی نے
عرو بن شعبہ بن ابیہ عن جدہ اور عبد الملک بن بریم بن سیرجہ بنی عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے ایچون کو نماز کا حکم کرو جب تک سات برس کے ہوں اور مارواؤ نکو نماز کے اوپر
جب تک سات برس کے ہو جاؤں اور جد اسماءؤ او نکو ایک دوسرے کی لیتے جب سات برس کے ہو جاؤں (عبد الملک
کی روایت میں) جد اسماء نے کہا ذکر نہیں ہے اور اس باب میں ابو داؤد سے مروی ہے کمالا اسکو براؤ نے کہ ہم نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے نیام میں ایک پرچہ پایا اتنا ہی وفات کے بعد اس میں یہ لکھا اے اللہ الرحمن الرحیم
جد اسماءؤ او نکو ان کیوں کو اور یہاں میں اور یہاں کو جب سات برس کے ہو جاؤں اور مارواؤ
بیٹوں کو نماز کے لیے جب تک نو برس کے ہو جاؤں اور ابو داؤد نے کمالا معاذ بن عبد اللہ بن حبیب بنی سے
اونہوں نے اپنی عورت کا لٹکا کا کپ نماز پر ہے اونہوں نے کہا ہم میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم سے نقل کرتا تھا کہ اپنے فرمایا جب تک اپنے واسطے ہاتھ کو بائیں سے تیز کرنے لگو تو اسکو نماز کا حکم کرو ابن القطن
نے کہا ہم نہ اس عورت کو پہچانتے ہیں نہ اس مرد کو جس سے اس نے روایت کی اور کمالا اسکو طبرانی نے اسی طریق
سے ابو عاذن عبد اللہ بن حبیب سے اس نے اپنی باپ کی آن صاعہ نے کہا اسکا اسناد حسن غریب اور طریق
اس سے کمالا اس میں یہ کہ حکم کرو او نکو نماز کا جب سات برس کے ہوں اور مارواؤ کو نماز برتو برس کی عمر میں
اسکی اسناد میں داؤد بن مجیر مکرک ہے وہ متفرد ہوا اس حدیث سے شکافی نے کہا یہ حکم بچوں کے دلی پر ہے اور حکم
عمل کرنا جب ہے احادیث پر کچھ جب تک بالغ نہ ہو نماز فرض نہیں ہے کیونکہ روایت کیا ابو داؤد اور امام احمد
ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم اوٹھایا گیا ہے
تین شخصوں سے ایک نے موت سے جب تک جاگے دوسرے بچے سے جب تک اسکو حکام ہو تیسے مجنون سے جب
اسکو عقل آئے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی اور کمالا اسکو
نسائی اور داؤد قطنی اور حاکم اور ابن حبان اور ابن خزمیہ نے یہی یحییٰ بن یحییٰ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو صرف
حماد بن سلمہ نے حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے اونہوں نے ہود سے اونہوں نے عائشہ سے بہت سی
کہا حضرت علی کی حدیث کو صرف جریر بن حازم نے روایت کیا داؤد قطنی نے علی بن کہا متفرد ہوا جریر سے عبد اللہ بن
ومایہ مخالفت کی اسکی ابن فضیل اور وکیع نے اونہوں سے روایت کیا اسکو عیش سے موقوف اور عطاء بن اسباب
نے اسکو روایت کیا ابو طیبیان سے اونہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حافظ نے کہا ابن فضیل اور وکیع

کی روایت صحاب سے زیادہ مشاہیر اور ابو داؤد نے اسکو نکالا ابو الفضل سے اونہوں نے حضرت علی سے لیکن ابو زرہ سے کہا ابو الفضل کی روایت حضرت علی سے منقطع ہے اور نکالا اسکو ابن ماجہ نے قاسم بن زید سے اونہوں نے حضرت علی سے وہ بھی منقطع ہے جیسے ابو زرہ سے کہا اور نکالا اسکو ترمذی نے حسن بصری سے اونہوں نے حضرت علی سے ابو زرہ سے کہا حسن نے حضرت علی سے کچھ نہیں سنا اور طبرانی نے نکالا برد بن سنان سے اونہوں نے کھول کر اونہوں نے ابو ادریس خلانی سے اونہوں نے کہا کوفہ جو یثربی آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ثوبان اور مالک بن خذافہ وغیرہا نے پہریان کیا حدیث کو سید طرح جیسے اور گردا حافظ نے کہا اسناد میں گفتگو ہو اور برد بن سنان میں اختلاف ہے اور مروی ہے یہ حدیث مجاہد کے طریق سے اونہوں نے ابن عباس سے اور اسکا سند ضعیف سمجھتے ماقال الشوکانی رحمہ کا فرق چوبہاں ہو تو نماز کی قضا نہ کر کے امام احمد اور طبرانی اور بیہقی نے عمر بن عاص سے نکالا کہ حضرت منہ فرمایا اسلام کا دیتا ہے اپنے سے پہلی باتوں کو یعنی جو گناہ کفر کی حالت میں ہوئے اوکو میٹ دیتا ہے اور عبادتوں کو نہیں مٹتا کیونکہ مسلم نے حکم بن خزام سے نکالا اونہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں ادن کا مومن میں عبادت جو بخیر جاہلیت کے زمانے میں کیے کیا صحیح اور کثاؤب کچھ لیکر آپ نے فرمایا تو اسلام لایا انکی اس نیکی پر جو تو نے کی یعنی اسکا ثواب باقی رہے گا تو وہی نے کہا صحیح قول یہی کہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے تو کفر کے زمانہ کی نیکیوں کا جیسے صدق اور صلہ رحم وغیرہ کا ثواب اسکو ملے گا اور ابن سعد نے حیر بن مطعم سے اور مسلم نے اپنے صحیح میں حضرت عمر سے یہی مضمون نکالا انہیں یہ ہے تو نے نہیں جانا کہ اسلام گرا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہوئے اور ہجرت اور حج اور صحیح مسلم میں ہے عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے عرض کیا کیا ہو کا وہ ہو گا ادن کا مومن جو ہم نے جاہلیت کے زمانے میں کیا اپنے نے فرمایا جو اسلام میں نیکی کرے اسکو جاہلیت کے اعمال کا مواخذہ نہ ہو گا اور جو اسلام میں برائی کرے اس سے دونوں کا مواخذہ ہو گا مگر کہتا ہے جب کافر کفر کے زمانہ کی نمازوں کی قضا نہیں تو سی طرح ہر شخص پر چھینی کی نمازوں کی قضا نہیں ادجن کو گون نے یہ قضا پڑھی اور اسکو قضا عمری کہا اذکی دلیل حدیث اور قرآن سے کچھ نہیں نماز کی فضیلت کی متفرق حدیثیں مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا حضرت منہ فرمایا پانچون نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک کفارہ ہو ان گناہوں کا جو انکے درمیان ہوں جب کیا رہے بجا رہے امام احمد اور ترمذی نے ابو امامہ سے حضرت منہ فرمایا پانچون نمازیں پڑھو اور رمضان کے مہینہ کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی طاعت کرو تو اپنے رب کی حنت میں جاؤ گا احمد ابو داؤد اور مالک اور نسائی نے

عبادہ بن مسامت سے حضرت منہ فرمایا پانچ نمازیں میں جسکو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا جو کوئی ادا کیا وضو اچھی طرح کرے اور ادا کو وقت پر پڑھے (اول وقت سنت کر موافق) اور ان کے رکوع اور خشوع کو پورا کرے اور اپنے دل لگا کر شہر شہر کرکال ادا کرے) تو اسکا عہد ہوگا اللہ پر اللہ کو بخشتے گا اور جو کوئی ایسا نہ کرے تو اللہ پر اسکا عہد نہ ہوگا چاہے اسکو کشتیے یا غلاب کرے مسلم نے عبد اللہ بن مسعود سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک عورت سے ساس کیا بدینہ کے خیر میں اور میں نے سبک ناموس سے کیے سو اجماع کے اب میں حاضر ہوں میرے مابین جواب چاہیں ہو حکم دین حضرت عمرؓ نے اوس کو کہا اللہ سے تیرا عیب بڑا بڑا کاش تو یہی اسکو ڈھانپتا اور حضرت منہ اسکو کچھ جواب نہ دیا اور وہ شخص کھڑا ہو کر چلا تب حضرت منہ اسکو پیچھ کر ایک آدمی بھیجا اور یہ آیت اسپر پڑھی قائم کرو نماز کو صحیح اور شام اور رات کی گھڑیوں میں بیشک نیکیاں دور کر دیتی ہیں برائیوں کو یغیر صحت یا در کہنے واللہ کے لیے ایک شخص نے عرض کیا لوگوں میں سے یا رسول اللہ یہ حکم خاص اس شخص کے لیے ہے آپ نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لیے تیار بحال اللہ یہ حدیث بڑی نعمت ہو حق سبحانہ کی امام احمد نے ابو ذر سے حضرت مہ جاڑے کو دونوں میں نکلے جھون کے پتے پھر پڑے تھو آپ نے ایک سخت کی دو شاخیں لیں اور انکے پتے گرنے لگو آپ نے فرمایا اے ابو ذر میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بندہ مسلمان نماز پڑھتا ہے اللہ کے لیے تو اوس سے گناہ اسکو بھی جڑ جاتے ہیں جیسے پتے اس درخت سے امام احمد نے زید بن خالد جہنی سے حضرت منہ فرمایا جو کوئی دو رکعتیں پڑھے اور ان میں ہولے نہیں تو اللہ تعالیٰ اسکو گناہ بخشتیگا امام مالک نے سعد بن ابی وقاص سے دو پہائی تھے اور میں ایک چالیس پہلے مرا اپنے دوسرے پہاڑی سے تو پہلے کی فضیلت حضرت مہ کے سامنے بیان کی گئی آپ نے فرمایا کیا دوسرا پہاڑی مسلمان تھا لوگوں نے کہا کیوں نہیں وہ بھی برا نہ تھا آپ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم اوسکی نماز نے اسکو کہاں تک پہنچایا جو اوس نے اپنے پہاڑی کے مرجانے کو بعد پڑھی نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گہری نہر تم میں سے کسی کے دروازے پر ہو اور وہ اُس میں ہر روز پانچ بار ڈوبے تو تم کیا سمجھتے ہو اوسکے بدن پر کچھ پہیل ہو گیا تو تم نہیں جانتے اسکی نماز نے اسکو کہاں تک پہنچایا مسلم اور ابو داؤد نے ابو امامہ سے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ شریف رکھتے تھے ہم آپ کے ساتھ تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے ایک کا کام کیا تو مجھ کو حد لکھیے آپ خاموش ہو رہے اُس نے پھر بھی کہا پھر آپ خاموش ہو رہے اور غار کی تکیہ ہوئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص آپ کو پیچھے گیا او میں بھی پیچھے گیا ویکھوں او سپر کیا گذرتی ہے آپ نے اوس سے فرمایا تو نے کیا کیا جب تو اپنے گھر سے نکلا تو نے وضو نہیں کیا اچھی طرح سے وہ بولا کیوں نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا پھر تو نماز

کے لیے ہمارے ساتھ آیا وہ بولنا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یا تیری حکومت کو یا تو فرمایا تیرے گناہ کو امان
 نسائی نے عاصم بن صفیان سے اور انہوں نے سلاسل کا جہاد کیا تو دشمن ہاتھ سے نکل گیا اور انہوں نے مورچہ باندھا دشمن کے مقابلے
 میں ابیہر لڑ کر آخر معاویہ پاس اس کے پاس ابویوب اور عقبہ بن عامر تھے عاصم نے کہا اے ابویوب اس سال تو دشمن کو
 نہ ملا اور ہجو خیزی کی جو کوئی چاروں سجدوں کا نماز پڑھے اس کے گناہ بخشے جائیں گے ابویوب رضے کہ ہاں ہمتیج میرے
 میں اس سے پہلے اب تجھے بلائے دیتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جس نے وضو کیا جیسے
 حکم ہے اور نماز پڑھے جیسے حکم ہے تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے کیا ایسا ہی ہے ابو عقبہ انہوں نے کہا ہاں
 ابو داؤد اور نسائی نے عقبہ بن عامر سے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ تعجب
 کرتا ہے اس چرچا سے جو یہاں کے ایک ٹکڑے کی چوٹی پہنچا اور اذان دیوے اور نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 میرے بند کو اسکا اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجھے ڈرتا ہے میں نے تجھ سے یا تیرے بند کو اور ہجو خیزی میں داخل
 کیا انا مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا زید روی کر تو سب کام نہ کر سکو گے اور جان لو کہ
 تمہارے سب کام میں بہتر نماز ہے اور وضو پر حفاظت نہیں کر گیا مگر مومن ابو داؤد نے حدیفہ سے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی رنج ہو تا تو نماز پڑھتے ابو داؤد نے عبد اللہ بن سلیمان سے اور انہوں نے ایک صحابی سے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انہوں نے کہا ایک شخص خیر کے دن حضرت مہ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے
 آج اتنا نفع ہوا کہ ویسا نفع اس آدمی النون میں کسی کو نہیں ہوا آپ نے فرمایا افسوس کیا نفع ہو اتھم کہ اس نے کہا ہر
 برابر حجتا اور خیر تیار کیا تاکہ کہ میں نے میں نے ہوا اور فیہ نفع کمائے حضرت منے فرمایا کیا میں تجھ کو عہدہ نفع میں ملاؤں
 اس نے کہا وہ کیا ہے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا دو کشتی نماز کے بعد امام نسائی نے اس سے حضرت منے فرمایا کہ
 پسند میں عمر بنین اور خثیو اور میری انکھ کی پشت تک نماز میں کی گئی مسلم اور ابو داؤد نے ربیعہ بن کعب اسلمی
 سے اور انہوں نے کہا میں نے اب حضرت مہ کے ساتھ رہا تو آپ کو وضو اور حاجت کے لیے پانی لاتا آپ نے فرمایا
 مجھے مالک میں نے عرض کیا میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں جنہ میں آپ نے فرمایا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے
 یہی آپ نے فرمایا تو مدد کر میری بہت سجدے کر نیسے سلم اور ترمذی اور نسائی نے محمد بن ابی طلحہ سے میں نے ابان
 سے ملا جو مولیٰ (آزاد غلام) تھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کہا مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلاؤ جو جنت میں
 لے جاوے یا جو عجز ہے زیادہ خدا کو پسند ہو وہ چپ سے پہنچاؤں سے پوچھا جب یہی وہ چپ سے پہنچاؤں سے پوچھا
 بار پوچھا اور انہوں نے کہا میں نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا تو لازم کر لے اپنا اور

سجے بہت کرنا یعنی نماز بہت پڑھنا اسلئے کہ تو کوئی مسجد اللہ کے لیے نہ کر گیا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تیرا دیکھتا ہے
 کر گیا اور تیرا ایک گناہ اسکی وجہ سے میٹ دیا سعدان نے کہا یہ سن ابو الدرداء کے پاس آیا اوسنے پوچھا وہ ہون
 نے ہی ایسا ہی کہا جیسے تو بیان نے کہا تھا مترجم کہتا ہے محدث ہے صوفات نکلا افضل نماز جتنی زیادہ پڑھے
 اتنا زیادہ ثواب ہے اور باطل ہے اور اول ان منصبین کا جو کہتے ہیں اگر افضل اس قدر سے زیادہ پڑھے جتنے حضرت م سے
 ثابت ہیں تو اس میں ثواب نہیں ہے مسلم اور ترمذی اور نسائی نے اس رض سے ایک شخص نے حضرت م سے
 پوچھا اللہ نے اپنے بند پر کتنی نمازین فرض کی ہیں آپ نے فرمایا پانچ نمازین اور سننے قسم کہائی میں اس سے زیادہ تو
 کم نہ پڑھو گا آپ نے فرمایا اگر سچا ہے تو جنت میں جاوے گا امام نسائی نے حضرت عمر کو قریب عید کی دعوتیں بھیجیں عید کی نماز کی تہذیب
 ہیں اور ساف کی نماز کی دو کھیتیں ہیں اور جمعہ کی نماز کی دو کھیتیں ہیں اور نماز پوری ہے اس میں تھیں نہیں ہے حضرت
 کی زبان پر ابو داؤد عبد اللہ بن فضالہ سے اونہوں نے اینو باب سے مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اگر
 میں یہی تہا کہ حافظت کرنا پانچ نمازوں کی میں عرض کیا ان فتون میں مجھے کام یہی ہوتے ہیں تو ایک عالم بات
 ایسی بتلایا کہ جب میں محسوس کروں تو وہ کافی ہو جاوے آپ نے فرمایا دو نو عصر دن کی حفاظت کر اور یہ لفظ ساری زبان کا
 نہ تھا میں نے پوچھا دو نو عصر میں کیا آپ نے فرمایا ایک اس نماز پر جو سب تک پہلے پڑھی جاتی ہے یعنی فجر کی نماز اور دوسری
 اس نماز پر جو سب رڈ بنے پہلے پڑھی جاتی ہے یعنی عصر کی نماز پر زار اور طبرانی نے کہیں میں ابو سعید خدری سے
 حضرت م نے فرمایا پانچ نمازین کفارہ ہیں اور کیا ہوں کی جاوے گی تم میں ہوں پہر آپ نے فرمایا ہاں تمام دیکھو اگر کوئی
 شخص ضروری کرتا ہو اور اس کے مکان اور ضروری کی جاوے میں پانچ نہیں ہوں وہ جب اپنی ضروری کی جاوے
 میں آوے تو جتنا اللہ کو منظور ہو اتنا کام کرے پہر اس کو میل یا پسینا لگ جاوے وہ جب کسی نہر پر گزرتے تو
 غسل کرے تو جسکو بدن پر میل ہو گا اس طرح نماز کا حال ہے جب کوئی گناہ کرے پہر دعا مانگے اور اللہ سے معافی
 مانگے تو گناہ گناہ بخش دے جاوے گا سنندری نے کہا اسکی اسناد میں کوئی برائی نہیں اور اسکے شاہد بہت ہیں
 طبرانی نے صفیہ اور اسطین عبد اللہ بن مسعود سے کہ حضرت م نے فرمایا تم جلتے ہو جلتے ہو پہر جب فجر کی نماز پڑھتے
 ہو تو وہ دھو دیتی ہے جلن کو پہر جلتے ہو جلتے ہو جب ظہر کی نماز پڑھتے ہو وہ دھو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے
 ہو جب عصر کی نماز پڑھتے ہو وہ دھو دیتی ہے پہر جلتے ہو جلتے ہو جب مغرب کی نماز پڑھتے ہو وہ دھو دیتی ہے
 پہر جلتے ہو جلتے ہو جب عشاء کی نماز پڑھتے ہو وہ دھو دیتی ہے پہر سو جاتے ہو تو جب تک جاوے کہ پیر نہیں لکھا جاتا
 تمہارے اور سنندری نے کہا طبرانی نے اسکو مع کبیر میں موقوف کیا لالین مسعود پر اور وہ زیادہ نہیں کہے اور

اسکے سب اویں کو صحیحین تحت لی ڈھیرانی نے واسطہ اور صغیر میں اس بن لاکھ کے حضرت جس نے فرمایا اس کا ایک
فرشتہ ہر جو ہر نماز کے وقت پچاس بار آدم کے بیٹو اور ہوائی لگوں کے طرف جبکہ تم نے روشن کیا تو چہاؤں کو نماز
سے مندری نے کہا متغیر ہو اور اسکے ساتھ تھیں بن زہر قرشی اور اسکے سوا سب اویں حج کے اویں بن طبرانی
نے کبیر بن عبد اللہ بن مسعود سے حضرت منے فرمایا ایک پچاس بار نے والا پہنچا جاتا ہے ہر نماز کے وقت پردہ کہتا ہے
اے آدم کے بیٹو اور ہوائی لگوں کو جو تم نے جلانی اپنے اوپر پہر لوگ اوٹھتے ہیں اور وضو کرتے ہیں اور ظہر
کی نماز پڑھتے ہیں تو بخشد یہ جانتے ہیں ان کے وہ گناہ جو فجر اور ظہر کے درمیان ہوئے تہو ہر جب عصر کا وقت
آتا ہے تو یہی کہا جاتا ہے اور مغرب کی وقت بھی ایسا ہی حبشہ کا وقت آتا ہے تو ایسا ہی کہا جاتا ہے پہر لوگ سوتے
ہیں کوئی نیکی ہیں کہتا ہے کوئی برائی ہیں طبرانی نے کبیر بن طارق بن شہاب سے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس
رہے رات میں تاکہ ان کی عبادت دیکھیں وہ اخیر رات کو اٹھتے اور نماز پڑھتے لگے تو طارق نے دہشتہ دیکھی جو خیال
کی تھی اور اُسے بیان کیا سلمان نے کہا پانچون نمازوں کی حفاظت کرو یہ گناہ ہیں ان رخصوں کے حبس تک
خون نہ ہو ورنہ شریک ہو کر گناہوں کے مندری نے کہا اس کا اسناد کچھ بڑا نہیں بڑا اور بن خریہ اور بن جابر
نے اپنے بھائی بن عمر بن مرہ جہنی سے ایک شخص حضرت مکرپاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا سمجھتے ہیں
میں گواہی دوں اس بات کی کہ اسکے سر کو کوئی سچا مسبو نہیں ہو اور آپ اسکے رسول ہیں اور پانچون نمازین پڑھتے
اور رکوع اور رکوع اور رمضان میں دن کو روزہ رکھوں رات کو عبادت کروں تو میرا کیا حال ہو گا آپ نے فرمایا تو صدیقہ
اور شہید بن میں ہی ہو گا امام احمد نے ابو مسلم ثعلبی سے انہوں نے کہا میں ابوامامہ پاس گیا وہ مسجد میں تھے
کہا ابوامامہ مجھے ایک شخص نے حدیث بیان کی تم سے سنا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا
تھے میں نے دعا کیا اچھا اور افسوس اپنے دنوں ماتمہ دہوئے اور منہ اور سر کہیا اپنے سر اور دونوں کا نوں پر ہر فرض نماز
کے لیے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخشد گی جو اس نے پانوں سے چکر کیے ہوں اور ماتمہوں سے تہام کر اور گنا
سے سنا اور انکھوں سے دیکھ کر اور دل میں خیال کر ابوامامہ نے کہا میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا
ہے کوئی بامندری نے کہا اس کا اسناد حسن ہے اور اسکے کئی شاہد کتاب الوضو میں گذر چکے ہیں طبرانی نے کبیر بن
صغیر بن سلمان فارسی سے حضرت منے فرمایا سلمان نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ اسکے سر پر ہوتے ہیں
جب وہ سجود کرتا ہے تو اسکے سر سے گناہ گر جاتے ہیں ہر نماز سے فارغ ہوتا ہے اور گناہ اسکے گسبہ ہوتے ہیں مندری
نے کہا ہاں اسناد میں شعث سعدانی ہے میں اسکے حال سے واقف نہیں ہوا ستر کہتا ہے چھ کو بھی اس کا حال نہیں

[illegible]

اوسکے دین میں سے وہ نماز ہے اور سب سے اچھی نماز باقی رہیگی اور سب سے پہلے قیامت کے دن نماز کا حساب ہوگا اور
 اللہ تعالیٰ فرماوے گا میرے بند کی نماز میں کچھ اگر وہ پوری ہے تو پوری لکھی جائیگی اور جو ناقص ہے تو فرماوے گا دیکھو میرے بند
 پاس فضل نماز ہے بہر اگر فضل نماز ہوگی تو اوس کو فرض پوری لکھی جائیگی پھر فرماوے گا دیکھو اوسکی زکوٰۃ پوری ہو اگر پوری ہے تو پوری
 لکھی جائیگی اور جو ناقص ہے تو فرماوے گا دیکھو اوسکے پاس فضل صدقہ ہے پھر اگر صدقہ ہوگا تو اس سے زکوٰۃ پوری ہو جاوے گی
 سکوت کیا اس سے مندرجہ نے طہرائی نے بسانا جدید ابو اللہ واسے حضرت م نے فرمایا پنج چیزیں ہیں جو انکو دلاوے گا
 ایمان کے ساتھ جنت میں جاوے گا جو حی اظنت کہ پانچون نمازوں پر اوسکے وضو اور رکوع اور سجودے اور وقتوں پر اور
 روزے رکھو رمضان کے اور حج کرے نماز کو بیکہ اگر قدرت ہو اور زکوٰۃ ادا کرے بنود دل خوشی سے اور امانت کو ادا کرے لوگوں
 نے کہا امانت کیا ہے یا رسول اللہ اپنے فرمایا غسل کے عبادت سے اور اللہ نے آدمی اس امانت نہیں کہی اوسکے دین میں
 سوا اسکے لام احمدتے بابت حسن اور سالی اور ابن خرمین نے پھر صحیح میں عمار بن سعد بن ابی وقاص سے اونہوں نے کہا انکو
 سنا سنا ہے اور کئی صحابیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کہتے تھے وہ شخص حضرت م کے زمانے میں
 ایک افضل تھا دوسرے سے توجہ فضل تھا وہ مگر کیا پھر دوسرا اوسکے بعد چالیس دن جیا پھر مر گیا اوس کا ذکر آیا حضرت
 کے سامنے آپ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا لوگوں نے کہا کیوں نہیں نماز پڑھتا تھا یا رسول اللہ وہ آئین کی
 برائی نہ تھی آپ نے فرمایا تمکو کیا معلوم اسکی نماز نے اوسکو کہاں تک پہنچایا امام احمد نے بسانا حسن ابو ہریرہ سے دو
 شخص ملے کہ جو ایک شاخ ہے قصاعہ قبیل کی اسلام آبادی حضرت م کے ساتھ ایک دن میں سے شہید ہو گیا اور دوسرا
 ایک سال اور جیا طلحہ بن عبید اللہ نے کہا میں اوس شخص کو جو بعد مر تھا دیکھا (خواب میں) وہ شہید سے پہلے جنت میں
 گیا میں نے اس سے تعجب کیا جب صبح ہوئی تو میں نے اوسکا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کیا اوس نے
 اپنے ساتھی کو بعد رمضان کے روز میں نہیں رکھو اور چھ ہزار کھین پڑیں اور انکی رکعتیں سنت کی پڑھیں مندرجہ
 کہا میں ماجہ اور ابن حبان نے اسکو صحیح میں اور بیہقی نے رطلیم سے نکالا اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اخیر میں زیادہ
 کیا کہ ان دونوں میں اس سے زیادہ فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین ہے امام احمد نے بسانا جدید حضرت عائشہ سے
 اور طبرانی نے کبیر بن ابن مسعود کو نکالا حضرت م نے فرمایا تین باتیں ہیں جنہ میں تم کہا تا ہوں اللہ تعالیٰ اسکو
 جسکے پاس حصہ نہیں اوسکے برابر نہیں کیا جسکے پاس حصہ ہے اور سلام کے تین حصہ میں ایک نماز دوسرے روزہ تیسرے
 زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ جس سب کو دنیا میں چاہتا ہے اوسکو قیامت کے دن اوسکی ولایت میں نہ دیکھا یعنی اللہ
 ہی اسکا دلی رہو گا آخرت میں ہی اور جو شخص کسی قوم کو درست کہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کو دن اوسکو اسی قوم

کے ساتھ کہہ گا راہبہم دوست کہتے ہیں ابھریش کو اور ہم جاننا میں تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے
اہل بیت کے اور ہم محبت کہتے ہیں علیہ اور ناظر اور حبیب بن علیہم السلام سے پس آخرت میں کہو اوہنی کے ساتھ کہہ دو اور چوتھی
بات پر اگر میں تم کو کہوں تو اسید ہے کہ میں گنہگار ہوں گا اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو دنیا میں نہیں پہنچا دے گا اگر آخرت
کے دن ہی اور کا عیب چھپا دیا (قرآن میں تیرے فضل اور کرم اور صدقے تیری عنایت اور رحم کے) طبرانی نے واسطی میں عبد اللہ
بن قحط سے حضرت م نے فرمایا اس کے پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے صرفا مرتے دن وہ نماز ہوگی پہر اگر نماز درست
نکلے تو باقی عمل ہی درست ہو گا ورنہ اگر غلط ہو جائے تو باقی عمل ہی بگڑ جائے گا ہینگے مندری نے کہا اسکی اسناد میں خلیفہ چاہئے
کچھ برائی نہیں طبرانی نے واسطی میں اس سے حضرت م نے فرمایا پہلے جس چیز کا حساب ہوگا بندے سے صرفا مرتے دن وہ
نماز ہوگی تو بچھا جاوے گا اسکی نماز کو اگر وہ اچھی نکلے گی تو اس نے نجات پائی اور جو بری نکلے تو خراب ہو جائے گا و طبرانی نے
واسطی اور صغیر میں ابن عمر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں اور جس نے وضو
نہیں کیا اسکی نماز نہیں اور جس نے نماز نہیں پڑھی اسکا دین نہیں اور نماز کی نسبت دین کو ایسی ہے جیسے سر کے بدن کا
طبرانی نے کہا متفرد ہو اس حدیث کو حسین بن حکم جبری طبرانی نے واسطی میں ابو ہریرہ سے حضرت م نے فرمایا اولن لوگوں سے
جو آپ کے گرد تھے آپ کی امت میں کو تم میرے یوچہ بادوں کے صفا ہو جاؤ میں تمہارے یوچت کا ضامن ہو جاتا ہوں
میں عرض کیا وہ چہ باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا نماز اور زکوٰۃ اور امانت اور شکر گاہ اور پیٹ اور زبان طبرانی
نے کہا جیسا کہ ان سے مروی ہے مندری نے کہا اسکی سند میں کوئی برائی نہیں آتا م احمد اور ابن حبان نے صحیح عبد اللہ بن
عمر سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے پوچھا سب عملوں میں افضل کیا ہے آپ نے فرمایا نماز آخر
کہا یہ کیا آپ نے فرمایا نماز اسنے کہا یہ کیا آپ نے فرمایا نماز میں بارہی فرمایا اسنے کہا یہ کیا آپ نے فرمایا جہاد کرنا اللہ
کی راہ میں (یعنی پیکر کو پہیلانے کے لیے خدا کی رضا مندی کو و سطر نال اور ملک کے حکم سے) طبرانی نے واسطی میں
سلم بن اکوع سے حضرت م نے فرمایا جان لو کہ تمہارے عملوں میں افضل نماز ہے تا م احمد نے باسناد و جید جسکے راوی صحیح
کے راوی ہیں غلط کہتے ہیں کہ حضرت م نے فرمایا جو شخص محافظت کے پانچوں نمازوں پر اس کے رکوع اور سجدے اور قنوت
اور جانے کے وہ حق ہیں اس کے طریقے تو حجت میں جاوے گا یا حجت اس کے یوچہ ہو جاوے گی یا یوں فرمایا کہ وہ نماز شہر
حرام ہو جاوے گی امام عبد اللہ بن احمد اور ابو یعلیٰ اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے حضرت عثمان سے کہ حضرت م نے فرمایا جو شخص نماز
کو نماز حق سمجھو اور فرض ہے وہ حجت میں جاوے گا امام مسلم نے ابو مالک اشعری سے کہ حضرت م نے فرمایا وضو آداب
ہے اور الحمد للہ پھر دیکھا ترازو کو اور سبحان اللہ اور الحمد للہ پھر دیکھے آسمان اور زمین کے پچہ کو اور نماز نو ہے اور صدقہ و میل ہے

یا طاق پر بولا لیکن اللہ جانتا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے اللہ کے لیے ایک
سجدہ کیا اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھینگا اور ایک گناہ اُسکا میٹ دیگا اور ایک درجہ اُسکا بلند کریگا میں نے کہا تم
کون ہو انہوں نے کہا میں ابو ذرؓ ہوں یہ سن کر میں لوٹا اپنے یاروں پاس اور میں نے کہا خدا تم سے بھی تم بڑے
ساتھ ہو تم نے بھی سیکھ لیا کیونکہ اُس شخص کو جو حضرت مہ کے صحابہ میں سے ہو ایک روایت میں یوں ہے میں نے
دیکھا وہ قیام لے کر تھے اور رکوع اور سجدہ بہت کرتے تھے تو میں نے ان سے گفتگو کی انہوں نے کہا میں نے یہ نیکی میں
کو تو ہی نہیں کی اپنے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی ایک رکوع کرے یا ایک سجدہ تو اللہ تعالیٰ
اُسکا ایک درجہ بلند کرے گا اور ایک گناہ اُسکا میٹ دیگا امام احمد نے باسناد حسن یوسف بن عبد اللہ بن سلام
انہوں نے کہا میں ابو الدرداءؓ کے پاس آیا اوس سیاری میں جب میں وہ مرے انہوں نے کہا اچھی ہتھیے میرے فوہر
شہر میں کیوں آیا میں نے کہا ضرر اس محبت کے خیال سے جو میرے باپ عبد اللہ بن سلام اور تم میں ہے ابو الدرداءؓ نے
کہا یہ وقت ایسا ہے کہ جہنم جہنم ہو نہایت بڑے (یعنی غرتے وقت) میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آپ فرماتے تھے جس نے وضو کیا اچھی طرح پھر کھڑا ہوا اور دو رکعتیں پڑھیں یا چار سہل نے (جو راوی ہے اس حدیث
کا ہشک کی اور اچھی طرح رکوع کیا اور میں اور دل لگا کر پڑھیں پھر اس سے بخشش چاہے تو اللہ اُسکو بخش دے گا
مسلم اور ابو داؤد اور سنائی اور ابن ماجہ اور ابن خزمہ نے عقیقہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
کام آپ کرتے باہر باری اوٹھوں کو چراتے تھیں اور پڑاؤٹ کا چراگاہ تھا میں شام کو ان کو لیکر گیا میں نے دیکھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو غلط سنا ہے میں آپ نے فرمایا کوئی تم میں ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو کر
دو رکعتیں پڑھے پھر دل اور منہ کو متوجہ کرے گراؤس نے رجا جب کر لیا جنت کو میں نے کہا وہ یہ کیا عمدہ حدیث ہے
حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ جو مسلمان وضو کرے پورا وضو پھر کھڑا ہو نماز میں اور چکے اُسکو سمجھے تو وہ نماز سے
خارج ہو کر ایسا ہو گا جیسے اسی روز ہنگی نان نے اُسکو جتنا حاکم نے کہا اسکا اسناد صحیح ہے مسلم نے حضرت عثمانؓ سے
حضرت مہ نے فرمایا جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آئے وہ اچھی طرح وضو کرے اور دل لگا دے اور اچھی طرح
رکوع کرے تو اُسکی نماز کفارہ ہو جائے گی اور گناہوں کا جو نماز سے پہلو کیے تھے بشرطیکہ کہ گناہ نہ کرے اور ہمیشہ
ایسا ہی رہے گا طبرانی نے کہ میں عیاض سے حضرت مہ نے فرمایا لازم کر لو اپنے اوپر اپنے مالک کی یاد اور نماز پڑھو اول
وقت میں اللہ تعالیٰ تم کو دونا اجر دے گا تندی اور وار قطنی نے ابن عمرؓ سے حضرت مہ نے فرمایا اول وقت نماز پڑھنا
اللہ کی جہنم سندی ہے اور آخر وقت اُسکا عفو ہے وار قطنی نے ابو حمزہؓ سے کہ حضرت مہ نے فرمایا اول وقت نماز پڑھنا

اسکی خوشی ہے اور اوسط وقت اسکی رحمت ہو اور آخر وقت اسکی معافی ہے دیکھیں مسند الفردوس میں ابن عمر سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا اول وقت کی فضیلت اخیر وقت پر ایسی ہے جیسا کہ آخرت کی دنیا پر امام احمد نے ایک صحابی سے کہ حضرت عائشہؓ کو چھایا گیا کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا نماز اپنے وقت پر پڑھنا اور والدین سے عذرہ سلوک کرنا اور جہاد کرنا سنہ زنی نے کہا اس کے سبب ایہوں سے صحیح میں محبت لی ہو ہو داؤد اور زکری نے ام فروہ سے کہ حضرت عائشہؓ کو چھایا گیا کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا نماز اول وقت پڑھنا اسکی اسناد میں عبد اللہ بن عمر عری قوی نہیں یہ ترمذی منہ زنی نے کہا وہ سچا ہے اور اسکی حدیث حسن ہے احمد اور ابن عیینہ ابن علی نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں اسکی حدیث کلمہ عابدی اور ابو جہلہ اور ابن مینہ اور اسکو ضعیف کہا جاتی ہے کہ ابو اوسط میں دارام احمد نے کعب بن جحہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کے بارہ سوئے اور ہم سات آدمی بیٹھے تہجوتیں اول میں عرب کا اور چار سوالی دینیہ عجم جو غلام تھے عربوں کے ہم انہی پیدہ لگاتے مسجد سے آپ نے فرمایا تم کہہ دو میں نے تم سے کہنا نماز کی مقدار میں تہجوتیں آپ جیسے ہے پھر اوسط تہجوتیں ہو اور دارام کا حق ہو تمہارا مال کیا کہتا ہے کہا نہیں آپ نے فرمایا مال کا کیا ہے جس سے نماز پڑھی اپنے وقت اور محافظت کی و سب اور ضائع نہیں کیا نماز کو ہلکا جانکر اس کے حق کو نواؤں کا عہد ہے پھر کہہ میں اسکو حجت میں لیاؤں گا اور جس اسکو وقت پر نہ پڑا اور نہ محافظت کی اسکی اور اسکو ضائع کیا اس کے حق کو ہلکا سمجھ کر نواؤں کا عہد نہیں مجھ پر چاہوں اسکو عذاب کروں اور جو چاہوں تو اسکو بخش دوں طبرانی نے کہیہ حسن بائنا حسن عبد اللہ بن مسعود سے کہ حضرت عائشہؓ ایک دن اپنے صحابہ کے گھر سے گزرے تو فرمایا اوشے تم جاتے ہو تمہارا مال کیا کہتا ہے انہوں نے کہا اللہ اسکا رسول خوب جانتا ہے میں بارائے نبیؐ پھر کیا کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے قسم میری عزت اور بزرگی کی جو کوئی نماز کو وقت پر پڑھے میں اسکو حجت میں لیاؤں گا اور جو غیر وقت پر پڑھے اس میں چاہوں تو رحم کروں گا چاہوں تو عذاب کروں گا طبرانی نے اوسط میں ابن مالک سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا جسے نماز میں اپنے وقت پر پڑھیں اور وضو پور کیا اس کے لیے اور قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے طرح ادا کیا تو نماز اسکی سعید نورانی ہو کر نکلے گی اور کہیں گی اللہ تیری حفاظت کرے جیسے کہ تیرے میری حفاظت کی اور جو کوئی نماز میں بے وقت پڑھے نہ پورا وضو کرے قیام اور خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے کرے تو اسکی نماز کالی جھنگ ہو کر نکلے گی اور کہیں گی خدا تجھ کو تباہ کرے جیسے کہ تیرے مجھ کو تباہ کیا جیسا کہ میں تمام میں پونے کی جہان اسکو منظر ہے تو اس طرح ایسی عبادت جیسے پرانا کپڑا لٹایا جاتا ہے پھر نماز پڑھنے والا کہہ سہارا کی جاوے گی آج نے علی رضی اللہ عنہ سے میں جب کوئی حدیث حضرت عائشہؓ سے سنا تو اللہ تعالیٰ مجھ کو لقمہ دیتا جو اسکو منظر ہوتا اور جب حضرت عائشہؓ کی حدیث کوئی اور بیان کرتا

تو میں اس کو قسم دیتا اگر وہ قسم کہا تا نو میں اس کو قسم نہ جانتا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی اور سچ کہا اور نہون کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی لگا کہ ہے پر وضو کرے یا سچی طرح ہے پر دو رکعتیں پڑھے پر نماز پڑھے اور اس سے معافی چاہے تو اسے بخش دیا اور اس کو ان جہانے ابو قتادہ بن ربیع سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیری اہل بیت پر ایچہ نماز فرض کیں ہیں اور میں نے عہد کیا ہے اپنی پاس کہ جو کوئی انکی محافظت کرے گا اور انکے دشمنوں کو میں جہنم میں بھیجاؤں گا اور جو کوئی ان پر محافظت نہ کرے گا اور اس کا کوئی عہد میرے پاس نہیں ہے **ابواب منہ** کا چہا نماز ہے **باب** **وَجُوبُ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ** کپڑوں میں نماز پڑھنے کا وجوب و قسطا میں نے کہا حقیقہ اور شافعیہ اور اکثر فقہاء اور اہل حدیث کہ نزدیک عورت کا چہا نماز شرط ہے نماز کی صحت کو لیے البتہ خفیہ کہتے ہیں کہ خود نماز کی اپنا ستر دیکھنے سے ضرر نہیں ہوتا نماز میں نہ مختصر محافظت نہ کہا جہود کا یہ قول ہے کہ ستر عورت نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط ہے اور بعض اکیسے سے یہ منقول ہے کہ اگر ستر سے بغیر ستر عورت کو بھی نماز پڑھ لیوے تو جائز ہے البتہ عدا جائز نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ستر عورت سنت ہے نماز کی تو اس کی ترک سے نماز باطل ہوگی انتہی مختصراً و قول اللہ تعالیٰ **خُذُوا زِينَتَكُمْ** عیناً و کلاً صبیحاً اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے لو اپنی زینت کو زیبائے پڑھو کہ عورت دیکھنے کے لیے ستر کے پاس **ف** یعنی طواف کھلیے یا نماز کے لیے قسطا میں نے کہا اس سے یہ حکم ہے کہ ستر عورت واجب ہے نماز میں محافظت نہ کہا مولف نے اشارہ کیا اس آیت کو بیان کر کے اس حدیث کی طرف جو مسلم نے کمالی ابن عباس سے کہ عورت بیت اللہ کا طواف شگے ہو کر کیا کرتے اخیر تک اسی باب میں یہ آیت اور تری خداوندیتکم عند کل سجدہ اور طواف کی تفسیر میں ہے کہ زینت ستر اور کپڑے ہیں روایت کیا اسکو پیہی نے اور ایسا ہی روایت کیا مجاہد سے اور ابن خزم نے کہا کہ علماء کا اتفاق ہے کہ مرد اس آیت سے ستر عورت ہوا انتہی شوکانی نے کہا اس آیت سے اگر شلیہ کہ لیں تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے لیکن بات کہ وہ نماز کی صحت کی شرط ہے تو ثابت نہیں ہو سکتا قسطا میں نے کہا اگر کوئی غیر از کرے کہ یہ آیت تو طواف کے حق میں اتنی ہی جسکو جاہلیت کے لوگ شگے ہو کر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم اللہ کی عبادت ہیں کپڑوں میں نہیں کرینگے جن میں ہم نے گناہ کیا ہے تو اس کا جواب یوں دینگے کہ عتبار عیوم لفظ کا ہے نہ خصوصاً اور آیت عام ہے شامل ہے ہر ایک سجدہ کو خواہ سجدہ الحرام ہو یا اور کوئی سجدہ نہتے **وَمَنْ صَلَّى صَلَاتًا فَهِيَ تَزِيدُ فِي رُحْمِهِ** اور بیان ہے اس کا جو کوئی نماز پڑھے ایک کپڑے میں لپٹ کا حفظ نہ کہا یہ عبارت سوا ستمی کی روایت کہ اگر کسی نے نماز میں نہیں ہر اور اس کا ذکر تو اس کے ایک جگہ کا نہ باب میں آدینا اور اگر ستمی کی روایت صحیح ہو تو اس طلب کو ستمی کے

حدیث سے تعلق ہے جبکہ ذکر اگے آنا ہے ورنہ ذکر مفسرین مسئلہ بنی الاکوہ اُن التَّحِیُّ صَحَابِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَائِلُہٗ ۛ
 لَوْ یَبْقَیَ کَلِّہٖ فِی سِنَادِہٖ نَظَرُہٗ اُور ذکر کیا جائے سلمین الاکوہ سے کہ حضرت نے اُن سے فرمایا دو نوگناروں کو اُس کے اٹکا
 اگرچہ ایک کشتے سے ہی اسکی اسناد میں اعتراض ہے ف حاقطنے کہا مولف نے اسکو وصل کیا اپنی تالیخ میں اور
 ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن جبان نے دروردی سے اُس نے ابوہریرہ بن عبد الرحمن بن ابی ریحہ سے اُس نے
 سلم بن الکوع سے میں نے کہا رسول اللہ میں ایک کشتی شخص ہوں کیا میں غازی ہوں ایک کشتے میں اپنے فرمایا
 مان لیکن اوس میں نہ لگا اگرچہ ایک کشتے کا ہو اور روایت کیا بخاری نے اسمعیل بن ابی اویس سے اونہوں نے اپنے
 باپ سے اونہوں نے موسیٰ بن ابیہریم سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے سلمہ سے تو اس اسناد میں ایک شخص زیادہ ہے ورنہ
 موسیٰ اور سلمہ کے اور روایت کیا اسکو بخاری نے مالک بن اسمعیل سے اونہوں نے عطاء بن یحییٰ سے اونہوں نے
 کہا حدیث یحییٰ کی ہے موسیٰ بن ابیہریم نے اونہوں کہا حدیث بیان کی ہے سلمہ نے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ موسیٰ نے سلمہ
 کو سلمہ و سنا تو احتمال ہے کہ ابی اویس کی روایت میں ابو جہل وصال کے ایک آدمی زیادہ گیا ہو یا عطاء کی روایت میں
 غلطی ہوئی ہو اور یہی اعتراض ہے اس اسناد میں جسکی طرف مولف نے اشارہ کیا اور اسی سبب سے مولف نے اس روایت کو
 سند کے ساتھ اپنے صحیح میں شریک نہیں کیا اور جس نے اس حدیث کو صحیح کہا اُس نے دروردی کی روایت پر اعتماد کیا اور
 عطا کی روایت کو اُس کے اصال کے وطر شاہد کیا اور عطاء کے طریق کو امام احمد اور نسائی نے بھی اٹکا لا اور ابن
 القطن نے جبکہ کہ یہ موسیٰ بن محمد بن ابیہریم تہی ہے جو ضعیف ہے بخاری اور ابو داؤد کے نزدیک اور یہاں
 اسکی نسبت داد ایک طرف ذکر کی تو صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاری وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موسیٰ غزوئی ہے
 اور وہ قحیٰ کو سنا ہو نہیں کہچہ شک نہیں البتہ طحاوی کی روایت میں موسیٰ بن محمد بن ابیہریم ہے وہ روایت اگر محفوظ
 ہو تو احتمال ہے کہ وہ نو نے اس حدیث کو روایت کیا ہو اور دروردی نے دو نو سے سنا ہو اس حدیث کو مگر یہ قتال ابوہریرہ
 ہے اور ممکن ہے کہ محمد کا ذکر طحاوی کی روایت میں آتا ہو و انتہا علم انتہا مافی فتح الباری قسطلانی نے کہا البقطن
 کی متابعت کی برادی نے بھی اور اور لوگوں نے اور حافظ ابن حجر نے اسکو رد کیا جیسے اور گذر آئے ترجم کتاب ہے طحاوی
 کی روایت سے ہو کر ادیہ سہوانی ابی داؤد سے ہوا یا ابن ابی قبیہ سے اور قرینہ اس یہ ہو کہ یہ ہے کہ روایت کیا اسکو کچھ
 نے دروردی کے طریق سے اونہوں نے موسیٰ بن محمد بن ابیہریم سے اونہوں نے اپنے باپ سے اونہوں نے سلم بن الکوع
 سے حالانکہ دروردی کی روایت کو کمالا بخاری اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ اور ابن جبان نے اور سلمہ نہیں کیا اور ابن
 موسیٰ اور سلمہ کے اور شاید جو اعتراض امام بخاری نے مراد لیا وہ یہ ہو کہ دروردی کی روایت بھی مضطرب ہے کہی اور نو نے

وسط زمین کیا در بیان ہوئے اللہ کے کہی وسط کیا اور چٹال ہے کہ وہ عترت اضیہ ہو کہ موسیٰ کو کہی بن محمد بن ابراہیم کہا
 جیسے طحاری کی رویت میں ہے اور وہ ضعیف ہے اور کہی موسیٰ بن ابراہیم کہا جو مخزومی ہے اور وہ ثقہ ہے والدہ اعلم
قائد حدیث تزرہ ہے حینہ و احد حاضر مضاع کا اور بعض نسخوں میں تزرہ ہے ضعیفہ واحد غائب مضاع کا اور
 بعض میں تزرہ ہے بجزت مفول اور مطلب ہے کہ تیس کے دونوں پلوں کو باندھ لیوے اور انکا لیوے ناکہ ستر
 کیلے طحاری کی رویت میں کہ لغم تزرہ ولو بشو کہ اور غلطی صریح کی صاحب سیر القاری نے اوہنوں نے یہ ترقی کیا
 کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے کو باندھتے تھے اگرچہ ایک گانے کو بھی حالانکہ پیغمبر خدا نے یہ سکہ رضی فرمایا کہ وہ باندھ
 لیوے اور اس حدیث کے لانیے مولف نے اشارہ کیا اس طرف کہ آیت میں زینت کو کپڑے مراد ہیں نہ آرتنگی اور بناؤ
 قسط طحاری نے کہا اگر کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے جیسے صرف ایک کرتے میں اور اس کا گریبان اتنا بڑا ہو کہ اگر
 میں ستر نظر آوے رکوع یا سجدے میں تو اوس میں کہ لنگا لیوے یا کہ باندھ لیوے **وَصَنَ صَلَاتِي فِي الثَّوْبِ**
الَّذِي يَحِيطُ بِهِ مَا كُنْتُ فِيهِ آدھی اور بیان ہے ہکا کہ نماز پڑھے ایک شخص اس کپڑے میں جس میں جامع کر
 بشرطیکہ کوئی نجاست اس میں نہ دیکھے **ف** حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اس حدیث کی طرف جس کو کمال ابو داؤد
 اور نسائی نے اوجھ کہا اوس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے معاویہ بن ابی سفیان سے اوہنوں نے پوچھا اپنی بہن ام
 حبیبہ سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اوس کپڑے میں جس میں صحبت کرتے تھے اوہنوں نے کہا ہاں حبیب آپ
 اس میں کچھ پیری نہ پاتے اور یہ ان حدیثوں میں ہے جسے جنکی طرف مولف نے ترمذیاب سے اشارہ کیا نہ اسناد سے ہکو
 رویت کیا نہ تعیناً انتہے **وَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا كَالْطَّوْفِ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا** اور حکم کیا جاتا
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خانہ کعبہ کا طواف کوئی تنگ نہ کرے **ف** حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا
 اس حدیث کی طرف جو ابو ہریرہ نے روایت کی حضرت علی کہ سبچے میں اس سال جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت نے بھیجا تھا
 اوہ مولف نے اگر اوس کو بیان کیا موصلاً لیکن اس میں اس حکم کی صراحت نہیں ہے البتہ امام احمد نے باسناد حسن خود
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کمالا کہ حضرت نے اوس کو بھیجا اور فرمایا اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور
 نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی تنگ نہ کرے اس حدیث سے دلیل لی اس طرح سے کہ جب تنگے ہو کہ طواف کرنے سے
 مانعت ہوئی تو نماز بطریق اولیٰ منع ہوگی کیونکہ نماز کے بعد وہ سب سے تین شرطیں ہیں جو طواف کے لیے شرط ہیں انتہے
 شوکانی نے کہا جو لوگ ستر عورت نماز کی صحت کی شرط کہتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں حضرت عائشہ کی حدیث سے جس کو
 کمال ابو داؤد اور ترمذی اور احمد اور ابن ماجہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ قبول نہیں کرتا نماز اس

کی جان ہر جاوے گا اور ہنسی سے وار قطنی نے کہا اسکا سو قوت ہونا زیادہ ٹھیک ہے اور حکم نے کہا وہ منقطع ہے اور
طبرانی نے صفیہ اور اوسط میں نکالا ابو قتادہ سے کہ اندکسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ اپنی زینت کو نہ پہنچا
اور کسی لڑکی کی جو حیض کی عمر تک پہنچو جاوے جب تک وہ ڈھنہ نہ اڑے حالانکہ اس حدیث سے شرط ہونا کا ثبوت
نہیں ہوتا کیونکہ قبول ہونے سے صحیح ہونا لازم نہیں آتا اور دو محلہ حدیثوں میں ہر جاوے غلام کی اور جس کے پیٹ میں شہاب
ہونا زکا قبول ہونا آیا ہے حالانکہ اونکی نمازین بالاتفاق صحیح ہیں اس طرح دلیل ملی ان لوگوں نے بہترین حکیم کی حدیث
سے اور ہونے اپنے باپ سے اور ہونے داد اسے اور ہونے نے کہا یا رسول اللہ اپنی عورتوں میں سے ہم کیا چاہا دین اور
کیا چھوڑ دین آپ نے فرمایا چاہا تو اپنی عورت کو مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے میٹر کہا جب لگ کر دلو ہوں آپ نے فرمایا اگر
بجہت ہو سکے کہ عورت کو کوئی نہ دیکھے تو کوئی نہ دیکھے میٹر کہا جب اُمی اکیلا ہو آپ نے فرمایا تو اس دعا کو زیادہ لائق
ہے کہ اس کو شرم کی جائے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور نسائی نے سکو عشرۃ النساء میں نکالا اور
ترمذی نے سکو سن کہا اور احکام نے صحیح کہا اور نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اس میں یقین ہے کہ اگر لوگ مل جلے ہوں اور لیل
لی سلم بن الاکوع کچھ حدیث سے جو ابورکبندی اور ارجح بنون سے ستر عورت کا وجوب نکلتا ہو نہ یہ کہ وہ شرط ہے نماز کی صحت کی دوسری طرح
مخالفین نے دلیل لی اس میں اس حدیث سے جو سکو نکالا بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اس میں یہ کہ مرد نماز پڑھتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے تہ بندوں کو باندھے ہوئے اپنی گردن پر پھون کی طرح اور عورتوں کو کہا جاتا تھا تم
اپنا سر تارو دھانا جب تک مرد سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ازادوں کی تنگی سے شکاری
نے کہا اس حدیث سے تو یہ نکلتا ہے کہ ستر عورت واجب ہے نہیں ہر نماز کی صحت کی شرط ہونا تو آگے اور دلیل عمر بن
سلمہ کی حدیث سے کہ میں امت کو تھا اپنے لوگوں کی اور میرے پاس ایک بیٹی چادر تھی جب میں بچہ کو کرتا تھا وہ کہل
جاتی اور ایک رایت میں ہے کہ امیر قعد کہل جاتا تو محلہ کی ایک عورت نے کہا تم میرے اپنی قاری کی عقد نہیں چھپاتے
نکالا اسکو بخاری اور ابو داؤد اور نسائی نے اس میں یہ ہے کہ عورت کا چھپانا نماز میں واجب ہے لیکن شرط نہیں
ہے نماز کی صحت کی اس پر اگر کوئی نہ چھپاوے تو نماز اسکی صحیح ہو جاوے گی البتہ عورتوں کے لیے ستر کے شرط ہونے پر
دلیل لے سکتے ہیں عائشہ اور ابو قتادہ کچھ حدیثوں سے اور روایت کیا ابو داؤد نے ام سلمہ سے کہ اوہنوں نے پوچھا حضرت
سے کیا عورت صرف کرتی اور سر بندہ میں نماز پڑھے اور ازادہ نہ پہنے ہو آپ نے فرمایا مان پڑھے جب کرتا تھا لیا ہو
کڑو کی پادنی پشت چھپ جاوے اور نسائی اور ترمذی نے اس میں عمر سے روایت کیا کہ حضرت م نے فرمایا جو شخص غور سے اپنا
کپڑا نکلا وہ تو اللہ تعالیٰ سے دن اسکی طرف دیکھ گیا ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ یہ عورتیں اپنے دھنوں سے کیا

زیا کرنا اپنے فرمایا ایک پشت لگا دینا نہ ہونے لگا جب تو ان کے پاؤں کہل جاوے گئے آپ نے فرمایا تو ایک پشت لگا کر
 اس سے دہن میں ترندی نہ کہا یہ حدیث صحیح ہے اور امام احمد نے اس کو روایت کیا اور اس میں ہے کہ حضرت مکی بن ابی
 نے آپ سے پوچھا دین کو آپ نے فرمایا ایک پشت لگاؤ اور نہ ہونے لگا ایک پشت لگاؤ ستر نہیں ہونا آپ نے فرمایا ایک پشت
 لگاؤ اور روایت اس کو حاکم نے عبدالحق نے کہا کہ امام مالک نے غیر ہونے لگا کہ موقوفہ روایت کیا حافظ نے کہا ہی نہیں
 ہے لیکن حاکم نے کہا کہ اس کا رقم صحیح ہے بخاری کی شرط پر اور مکی اسناد میں عبد الرحمن بن دینار سے تقریب میں ہو کر
 وہ صحابہ سے خطا کرتا ہے زیل مختصر زلیعی نے کہا ابن جوزی نے کہا تحقیق میں اس حدیث میں گفتگو ہے اور عبد الرحمن کو بھی
 اور ابو حاتم نے تصنیف کیا اور اسی نے غلطی کی اس حدیث کا رقم کرنے میں اور ابو داؤد نے امام مالک کے طریق سے اس کو موقوفہ
 لکھا لا اسم سلمیہ پر اور واقطنی نے کہا کہ اس کا وقت صواب ہے اور صاحب تصحیح نے کہا کہ عبد الرحمن بخاری کی صحیح میں اس
 کی اور وہ لکھتا ہے لیکن اس نے غلطی کی اس حدیث کے رقم کرنے میں اس نے مختصر **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ**
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هُجَلٍّ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أَفْزَاكَ أَنْ تُخْرِجَ الْحَيْضَ يَوْمَ الْعِيدِ مِنْ وَ
ذَوَاتِ الْحَيْضِ وَرَفِئْتَهُ مَعَ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ وَدَعَوْهُمْ وَتَعَذَّلَ الْحَيْضُ عَنْ مَصْلَاهُمْ قَالَتْ أَفْزَاكَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِذَا نَالَيْتُ لَهَا جَلْبَابًا قَالَتْ لَيْسَ لَهَا صَاحِبَةٌ مِنْ جَلْبَابِهَا وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَوَيْهِ
حَدَّثَنَا عَنْ قَالَ حَدَّثَنَا هُجَلٌّ عَنْ سَيْدِ بْنِ قَاتٍ حَدَّثَنَا أُمُّ عَطِيَّةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 یہاں ترجمہ ام عطیہ سے روایت ہے کہ حکم کیا گیا دونوں عیدوں میں حائض اور پر دے والی عورتوں کو نکالنے کا تو وہ حاضر
 ہوں مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں اور بعد میں جیسے الی عورتیں ان عورتوں کی نماز کے مقام پر جو حائض نہیں ہیں ایک عورت
 نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کسی عورت کو لباس چاہیں ہوتی آپ نے فرمایا اس کو چادر پہناوے اور اس کی ساتھی یعنی اپنی چادر (جو
 فاضل ہے) اس کو دیدے (عارضی کے طور پر) حافظ نے کہا اس حدیث سے تہذیب اس طرح نکلتا ہے کہ جب عید کی نماز کو نکالنے
 لیے لباس کا حکم ہوا اگرچہ مانگے کہ وہ تو فرض نماز کے لیے بطریق اولیٰ حکم ہوگا اور جب عورتوں کو لیے سر عورت اجنبی اور مردوں کے
 لیے بھی وہ جب ہوگا اور شافعی کے نزدیک حکم یہ کہ نماز اور غیر نماز میں مطلقاً سر عورت اجنبی اور یہ حدیث کتاب الطہارہ
 میں مفصلاً مع شرح گذر چکی ہوگئی ہے کہا حق یہ ہے کہ سر عورت تمام اوقات میں وہ جب کہ حاجت اور وقت اور جماع
 کے وقت اور غسل کے وقت اختلاف ہے اور تمام لوگوں سے وہ جب کہ اس اپنی بی بی اور نوٹھی کے اور طبیعت اور گوارا
 حاکم میں اختلاف ہے اور اس باب میں سلمیہ ابو سعید خدری سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا نظر کر دو مردوں کی عورت کی طرف اور عورتوں کی
 کی طرف نہ دے و مرد ایک کپڑے میں لٹینے دو عورتیں ایک کپڑے میں یعنی جب دو عورتیں ہوں تو عید کی عورتوں کی عورتوں کی

دیجائی شو کافی نے کہا اور وہیت کیا ترمذی نے ابن عمر سے کہ حضرت ہ نے فرمایا جو تم ننگے ہونے کو دیکھو تمہارے ساتھ
وہ لوگ میں جو تم سے بد نہیں ہو گرجا نہ اور جماع کے وقت تو شرع کر داونے دعوت کو انگلی ادا ران و شرم سے یہ کہتا
ہے کہ کوہ کوہ کے ستر کی طرف پہنچ عورت کو عورت کے ستر کی طرف نظر کرنا جائز نہیں اور یہ بھی سخت ہے کہ شہابی ہیں بالکل ننگے
ہونا اور ہے ادا نام بخاری نے اسکو جائز کہا ہے غرض میں اور بعض لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ستر عورت واجب نہیں ہو لیکن تجا
ہے انکی دلیل ہے کہ حضرت ہ نے اپنی ادا ران کو کہولا اور اسکا جواب ادا رانے کا انتہی مختصر است عبد اللہ بن جابر نے کہا حدیث
بیان کی ہے عیسیٰ بن قحطان نے اونہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن سیرین انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہوسلم علیہ
فت اس سند کو بیان کرنے کو یہ غرض ہے کہ محمد بن سیرین کا سماع ام عطیہ سے ثابت ہو جاوے اور باطل کرنا ہے اس خیال
لوگوں بن سیرین یہ حدیث اپنی ہیں معتقد یعنی اونہوں نے ام عطیہ سے اور اس سند کو طبرانی نے بحکم کبیر بن موصولاً بخلا علی
ابن عبد العیز سے اونہوں نے عبد اللہ بن جابر سے (نفع) ت اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہی حدیث سنی کہ اسکی **بَابُ عَقْدِ الْأَزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلَاةِ** ازار کا گدھی پر باندھ لینا
نماز میں وقال ابو حازم عن سہیل صلی اللہ علیہ وسلم عاقِدِي اِذَا رَأَيْتِ اُذُنَ رَجُلٍ عَلَى عَوَاقِفِهِمْ
الوجازم رسول بن دینار نے کہا سہیل نے جو سعد کہ بیٹے ہیں (سند) میں مرے مدینہ میں سب صحابہ کے بعد کہ صحابہ
نے نماز پڑھی جناب سونچ اصلہ ام عطیہ وسلم کے ساتھ اور اپنی ادا ران اپنے منڈ ہو پیر باندھے ہوئے تھے کیونکہ
اونکے پاس یا کھانے رہتے تو باندھتے تھے غرض تھی کہ رکوع اور سجدے میں ستر کھلے اور اس حدیث کو خود کشف و وصل
کیا جیسے کہ اوکی **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَحْمُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَائِلُ بْنُ حَمَلٍ**
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلَّى جَابِرٌ فِي أَزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قَبْلِ قَفَاةٍ وَفِيَا يَهُ مَوْضُوعَةً عَلَى الْمَنْجَبِ
قَالَ لَهُ فَإِنَّهُ تَصَلَّى فِي أَزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّمَا صَنَعْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ أَحَقَّ مِثْلًا وَإِنَّا كَانُوا تَقَوَّانَ عَلَى
عَقْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ محمد بن منکدر سے روایت ہو جابر بن عبد اللہ انصاری رہنے کے ایک بند
میں نماز پڑھی جبکہ باندھ لیا تھا اپنی گردن کی پشت کی طرف (یعنی لکڑی پر گدھے کی ہتی) اور انکے کپڑے بچان (الکفی)
پر رکھی تھی ایک شخص نے (عبادہ بن ولید یا عید بن حارث) نے اونے کہا تم ایک بند میں نماز پڑھتے ہو (کپڑے
ہوتے تھے) اونہوں نے کہا میں نے اسلئے ایسا کیا کہ مجھ کو کوئی احمق (عاجل) تیرے طرح دیکھے اور ہم میں سے کسی کو
پاس (کپڑے) نہ تھا بولنی اصلہ علیہ وسلم نے مانے میں ف تو غرض جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تھی کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہو
اگرچہ دو کپڑوں میں نماز افضل ہے اور اس میں اختلاف تھا لکن زمانے میں پھر اتفاق ہو گیا اوسکے جوازیہ ابن ابی شیبہ

ابن مسعود سے کھانا انہوں نے کہا ایک کپڑے میں نماز پڑھ اگرچہ وہ کشادہ ہو اس سے بڑھ کر قربا آسمان اور نیز
 میں ہوا بن بظاہر نے کہا ابن عمر کی طرف ایسی ہی نسبت کی حافظ نے کہا اگرچہ جابر رضی اللہ عنہ کے فعل سے سکا جواز ثابت ہو گیا
 مگر مولف نے اس کے بعد اور ایک حدیث بیان کی جس سے حضرت ماکہ بنی امیہ کپڑے میں نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے اس کے بعد
 میں کوئی شبہ ہے **حکم ثانی** حضرت ابو موسیٰ قال حدثنا عبد الرحمن بن ابی الموالی عن محمد بن
 المنکدر قال رکت جابر بن عبد اللہ فیصلی فی ثوبیک لحدیث وقال راوی التی صلی اللہ علیہ وسلم
 فی ثوب ترجمہ محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور کہا جابر نے کہ میں نے
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے تو فرمایا کہ ایک کپڑے میں
 نماز جائز ہونا اس پر اتفاق ہو کر ابن مسعود سے اس خلاف منقول ہے اور مجھ کو اسکی صحت کا علم نہیں کیونکہ کثرون میں
 بالاجماع افضل ہے البتہ ایک کپڑے میں نماز اور سو قنات منہ سے جب تک کیل کا مذہب پر کچھ نہ ہو اور جوہر سے بھی کی جائے
 کو جس صورت پر معمول کیے اور امام احمد سے مروی ہو کہ اگر باوجود قدر کے دونوں کا مذہب پہلو سکے تو نماز صحیح ہوگی اور ایک
 روایت میں ہو کہ صحیح ہوگی لیکن گنہگار ہوگا اختصار میں النیل اور قدرت ہو یہ مطلب ہے کہ کثرون اور عورت کو جہانے
 کے ساتھ اس میں کچھ کسی قدر کا مذہب پر ہی ال کے لیکن ڈالے اور جو کچھ اچھا ہو کہ فقط ستر عورت اس سے ہو سکا اور کچھ
 سو اور اگر کثرون ستر عورت کرے اور کا مذہب پہلو ہونے دیوے اس صورت میں بالاتفاق نماز جائز ہوگی **باب**
الغسل فی الثوب الحدیث مختلفہ ایک کپڑے میں اسکو اوڑھ کر لیٹ کر نماز پڑھنے کا بیان ف حافظ نے کہا
 اگلی حدیثوں سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا حال ثابت ہوا اب مولف نے اس کے بعد وہ حدیثیں بیان کیں جن میں یہ نکلتا ہے
 کہ ایسا کرنا سو قنات و جب کثرون کی تنگی ہو یا یہ امر جائز ہے لیکن افضل نہیں ہے طحاوی نے کہا ایک جماعت علماء کا قول
 ہے کہ جب کثرون پر قادر ہو تو ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کر دے ہو اور بعض روایتیں کہا اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسکو لیٹ کے
 نماز پڑھنا کر دے ہو بلکہ اسکی تہ بند کر دینا چاہیے تو شاید امام بخاری نے اس باب میں ان لوگوں کی رد کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک کپڑے کو
 لیٹ کر اس میں نماز پڑھنا جائز ہے مگر التحاف کی تفسیر نہیں ہو کہ کپڑے کو سر سے پاؤں تک لیٹ دینا یا اسطرح کہ ماتہ
 اور سب اعضا اندر بند ہو جائیں یہ تو دوسری حدیث میں منہ سے اسکو شمال صما کہتے ہیں بلکہ التحاف کی تفسیر امام بخاری
 نے ان کو بیان کی تو کہا کہ اگرچہ فی حدیثہ الملتحف المستوی و هو الخالف بین طو فیہ علی عاتقہ
 و هو لا یشتمل علی منکبہ زہرا (محمد بن مسلم) نے اپنی حدیث میں (جو کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے اور امام
 احمد نے ابو ہریرہ سے ایت کیا) کہا التحف یعنی التحاف کہنوالا وہ متوشیح ہے (یعنی توشیح کرنے والا) اور وہ متوشیح

کو پڑھوں گے دونوں اردن میں خلاف کرے اور انکو اپنے دونوں مذہبوں پر ڈالے اور اسی کو شہداء علیہ السلام کے بین ف
 وہ یہ ہے کہ کپڑے کو اپنے منہ پر سے ڈال کر وہ کہتا ہے بائیں بغل کے ٹکڑی کا دے اور سطح جو بائیں منہ پر ڈالنا ہے وہ
 کہتا ہے بائیں بغل کے ٹکڑے سے لیا دے ہر دونوں اردن کو اپنے سینہ پر باندھ لیوے (نقطہ) قَالَ وَكَانَتْ أُمُّ هَانِئٍ الْخَطَّ
 الَّذِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى عَاتِقَيْهِ أُمُّ خُجَارٍ نَسَبَ كَهَامُ ثَمَنِي كُنْتُ ابْنِي
 طَالِبُ) نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے التفاف کیا ایک کپڑے سے اور مخالفت کی انکی دونوں اردن میں
 اپنے دونوں مذہبوں پر یہ حدیث باب کو اخیر میں آئی گی مگر اوس میں دونوں اردن کی مخالفت کا ذکر نہیں ہے البتہ
 مسلم نے اوسکو نکالا اور سرے طریق سے اور حمز نے نکالا اسی لفظ سے جو امام بخاری نے بیان کیا رَفْعُ ابْنِ طَالِبٍ
 نے کہا اس مخالفت سے یہ غرض ہے کہ نمازی خود اپنا ستر نہ دیکھے رکوع میں یا رکوع اور سجود میں کپڑا نہ پڑے (نقطہ)
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَوْسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ ابْنَ
 صَلَافَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَوَكُّبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ تَرْجَمَهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمَةَ ۝۸۳
 میں مروی مدینہ میں عبداللہ کی مخالفت میں اس کتاب میں اونسے دو حدیثیں مروی ہیں انے کہا کہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ایک کپڑے میں اور مخالفت کی اوسے دونوں اردن میں ف حافظ نے
 کہا یہ سناد علویں مثل ثنائی کے ہو کیونکہ شمام بن عمرو تابعین میں سے ہیں اور جو وہ کسی صحابی سے روایت
 کرتے تو امام بخاری کو یہ حدیث تین و سطون میں پڑتی حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَنِي قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ
 حَدَّثَنَا هِشَامُ قَالَ حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
 فِي تَوَكُّبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَدْ أَلْفَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ تَرْجَمَهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ
 نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے تھے آپ ایک کپڑے میں المومنین ام سلمہ کے گھر
 میں اور دونوں کنارے لٹکے اپنے دونوں مذہبوں پر ڈالے تھے ف یہ وہی حدیث ہے جسکو امام بخاری روایت
 سند سے لایا فائدہ اس میں ہے کہ مفصل ہے اسکے علاوہ اوس میں فرج ہے عمر کے دیکھنے کی حضرت کو حَدَّثَنَا
 عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تَوَكُّبٍ وَاحِدٍ مُشْتَرِكٍ لَرَبِّهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضْعًا طَرَفَيْهِ
 عَلَى عَاتِقَيْهِ تَرْجَمَهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ نے کہا میں نے دیکھا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کپڑے میں نماز
 پڑھتے ہوئے آپ لٹکے پٹھے تھے ام سلمہ کے گھر میں اور دونوں کنارے لٹکے اپنے دونوں مذہبوں پر تھے ف یہ وہی حدیث

ہے جو کوسیری سند سے لائے فائدہ یہ ہے کہ اس میں تصریح ہے عودہ کے سماع کی عمر سے **حکم شہادۃ** اسمعیل بن ابی اوسین قال حدثنی صالح عن ابی النضر مولى عمیر بن عبد اللہ ان ابا امرئہ مولى ام ہانی بنت ابیطالب الخبیرہ انہ سمعہ ام ہانی بنت ابی طالب تقول ذہبت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفجر فوجدتہ یغتسل وکاحطہ ائبتہ کسرتہ قالت فکلت علیک فقال من ہذا فقالت انا ام ہانی بنت ابیطالب فقال مرحبا بام ہانی فلما فرغ من غسلہ قام فصلى ثم افاضت رکعات ملتحمۃ فی ثوبی احدی فکلت النحر فکلت یارسول اللہ نعم ابن امی انہ قال لولا کذا اجرک انہ فلان بن ہبیرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اجرتنا من اجرتنا ام ہانی قالت ام ہانی انک ترجمہ ام ہانی بنت ابیطالب کہتا ہیں جس سال کہ فتح ہوا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے ہیں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور جناب قاطرہ ہر اردہ آپ کی صاحبزادی اڑھ کیے ہوئی تھیں آپ پر ام ہانی نے کہا میں آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا کون ہے یہ میں نے کہا ام ہانی ابوطالب کی بیٹی آپ نے فرمایا مرحبا ام ہانی کو اور مرحبا وہ کلید جو عتیکہ سماد سے میں آنے والے کہو کہا جاتا ہے یعنی تم اچھے کشادہ مقام میں آئے (جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو انہر ہوئے پھر انہر رکعتیں پڑھیں ایک کپڑے میں التخاف کر کے جٹا کر سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میری مان کے بیٹے یعنی حضرت علی بن ابیطالب کہتے ہیں میں ہارڈالون گا اس شخص کو جسکو میں نے پناہ دی ہے اور وہ فلاں شخص ہے ہبیرہ کا بیٹا حافظ نے کہا امام احمد اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ میں نے پناہ دی ہو اپنے دو دیورن کو ابو العباس کہتا ہوں اور جعدہ بن ہبیرہ ہیں اور ایک شخص بنی مخزوم میں ہے اون دنون (خالد بن ولید سے مقابل کیا تھا اور ان نہیں قبول کی تھی تو ام ہانی نے انکو پناہ دی تھی اور وہ ان کے خاندان کے عزیز بن سے تھے بن جوزی نے کہا اگر ہبیرہ کا بیٹا اون ہیں ہو تو جعدہ ہو گا اور جعدہ سے حضرت کو دیکھا لیکن اسکو صحبت نہیں ہوئی اور بخاری اور ابن حبان سے اسکو تابعین میں ذکر کیا پس جو کوئی انسان کم سن ہو وہ فتح مکہ میں لڑائی کے قابل کیونکر ہو سکتا ہو اور دروغ کہے کہ اگر وہ ام ہانی کا لڑکا ہوتا تو علی رضا اس کے مارنے کا کیوں ارادہ کرتے کیونکہ ہبیرہ ام ہانی کے خاندان پر ہاگ گئے تھے اور ام ہانی جو سلام لائی تھیں اون کا لڑکا اون کے پاس تھا اور ابن عباس نے کہا شاید ہبیرہ کا لڑکا ام ہانی کے سوا اور کسی عورت کے پیٹ سے ہو اور ابن ہشام نے سیرت میں کہا کہ ام ہانی حارث بن ہشام اور ہبیرہ بن ابی امیہ پناہ دی تھی اور یہ دونو مخزومی تھے یعنی ان کے خاندان کسی قوم کے تھے اور انہ نے واقفی کو طریق سے نکالا کہ دونو حارث بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی سعید تھے اور بعضوں نے کہا حارث

ابن ہشام اور ہیر بن ابی اسد بن عمر و خرمی (رام ثانی کے خاندان) تھے اور صحیح نہیں کیونکہ ہیر و فتح کے وقت ہجران
 بہاگ گئے تھے اور وہیں سے شرکین بہاگ تک کہ مر گئے ایسا ہی کہا ابن اسحاق وغیرہ نے تو ام ثانی کا پناہ دینا از کوئی
 صحیح ہو گا کہ انہی نے کہا زبیر بن بکار نے کہا فلان بن ہیر وہ حادث بن ہشام میں حالانکہ زبیر نے ایسا نہیں کہا بلکہ زبیر کی
 روایت میں بجائے فلان بن ہیر کہ حادث بن ہشام کا ذکر ہے اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روایت میں ایک لفظ وہ گیا
 عم کا تصحیح میں ہے فلان بن عمر ہیر و قریعہ فلان کو چچا کا بیٹا اب حادث اور ہیر سب مراد ہو سکتے ہیں اس طرح عبد اللہ
 کیونکہ سب بنی مخزوم میں انتہی تک تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پناہ دی ہو جو کوئی
 پناہ دی اسے ام ثانی ام ثانی نے کہا جو نماز اپنے پڑھی چاشت کی نماز تھی **ف** قسط لانی نے کہا مؤید ہے کہ جو بن
 شامین نے کلام ثانی نے کہا یا رسول اللہ یہ کوئی نماز ہے آپ نے فرمایا مجھے کی نماز ہے حافظ نے کہا اس حدیث کا شرو
 کتاب الغسل میں مذکور ہو چکا ہے اور اس کتاب میں صلوۃ الضحیٰ میں ہی آویگا اور بیان اس حدیث کے لانی سے یہ عرض ہے کہ ام ثانی
 نے اس التحاف کی تفسیر جو اس روایت میں ہو اوس مخبر سے کی جو علین روایت میں مذکور ہوئی تو مطابق ہوئی یقیناً اس
 تفسیر کے جو ترجمہ باب میں مذکور ہے اتنے مختصر **حد ثنا** عبد اللہ بن یوسف قال أخبرنا عبد اللہ بن
 یوسف عن سعید بن المسیب عن أنس بن مازن قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم **ف** قسط لانی نے کہا مؤید ہے کہ جو بن
 کو اپنے فرمایا کہ تم میں سے ایک کعبہ پاس دو کپڑے ہیں **ف** حافظ نے کہا اس میں چھوڑنے کے نام جو کہ معلوم نہیں ہوا البتہ شمس
 سرخسی نے اپنی کتاب بسوطین کہا کہ پوچھنے والا ثوبان تھا اسجان اللہ حافظ صاحب کی وسعت علم کو دیکھیں باوجودیکہ
 شافعی تھے مگر حنفی مذہب کی کتابوں پر ہی ان کی نظر تھی (خطابی نے کہا حضرت نے جو فرمایا اسکا مطلب ہے کہ تم
 جانتے ہو کہ عورت کا چھپانا فرض ہے اور نماز پڑھنا ضرور ہے اور تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہیں ہیں تو
 تم کو یہ کیونکر معلوم نہیں کہ ایک کپڑے میں نماز جائز ہے اور خطاوی نے کہا اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز ایک کپڑے
 میں کر دہوتی تو میں کر دہ جانتا نماز اس کے لیے جبکہ پاس ایک کپڑا ہے اور ہیر بن عمر اصر ہوتا ہے کہ سوال تو جواز
 اور عدم جواز سے تہا نہ کر اہل کے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ اپنے آؤس کپڑے میں تو شیخ کر لی پھر اوس میں
 پڑھی روایت کا بیان اور گندھاق قسط لانی نے کہا جو صحابہ جیسے ابن عباس اور علی اور معاویہ اور انس بن مالک اور
 خالد بن الولید اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور ام ثانی کا اور تابعین میں سے حسن بصری اور ابن سیرین اور شعبی اور ابن سیرین اور عطاء
 اور ابو حنیفہ کا اور فقہاء میں سے ابو یوسف اور محمد اور شافعی اور مالک اور احمد کا ایک روایت میں اور اسحاق بن ابی یوسف کا

یہی قول ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہے جب عورت چپاؤے اسے **باب** اِذَا صَلَّيْتُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ
 فَلْيَجْعَلْ ظِلًّا عَاقِفِيَّةً جِبَّ اِيك كُپْرے میں نماز پڑھے تو اپنے کاغذ ہونے اور سین سے کچھ حصہ **الحل** ثنا ابوداؤد
 عاصم عن مَالِكٍ عَنِ ابْنِ الزُّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ ابْنِ مَرْثَدَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصْلِي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْتَنَ عَلَى عَاقِفِيَّةٍ يَخْنُ **ترجمہ** ابومرثدہ کہاجنا ب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ایک کپڑے میں نماز پڑھے اور اس میں سے اس کے نوٹھ ہونے پر
 کچھ نہ ہو (اسمعیلی کی روایت میں ہے کہ منہ کیا اپنے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے جب اس میں سے نوٹھ ہونے پر کچھ نہ
 قسطا لای کہایہی تحریم کے لیے نہیں ہے کیونکہ حضرت سے ثابت ہے کہ اپنے ایک کپڑے میں نماز پڑھی اور اس کا
 ایک کنارہ آپ کی ایک بی بی پر تہادہ سولی تہین اور ظاہر ہے کہ جو کنارہ آپ کے مبارک جسم پر تہادہ ازار کرنے کے
 لیے کافی ہوا ہوگا اور زمین اتنی وسعت کہاں ہوگی کہ نوٹھ ہون پر یہی ڈالا ہو حافظ نے کہا یہ خطابی نے کہا اور میں
 اعتراض ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کپڑا کشادہ ہو تو نوٹھ ہونے اور اس میں سے کچھ نہ والنا وجہ ہے اور جو تنگ ہو تو وہ جب
 نہیں ہوا وہی کو این سندنے اختیار کیا ہے **نہی** **الحل** ثنا ابوداؤد عَنِ ابْنِ جَبْرِ عَنْ جَبْرِ بْنِ ابْنِ
 كَثِيرٍ عَنْ عَمْرِو مَةَ قَالَيْمَعَةَ أَوَكُنْتُ سَاكِنَةً قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَلَّيْتُ فِي ثَوْبٍ فَلْيَجْعَلْ بَيْنَ ظَرْفَيْهِ **ترجمہ** ابومرثدہ کہتے تھے
 گو اسی تہا ہوں میں نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے
 تو مخالفت کرے اور اس کے دونوں اور میں **باب** اِذَا كَانَ الثَّوْبُ خِصْفًا أَوْ كُظْرًا شَكَّ هُوَ أَوْ رَأَيْكَ هِيَ كُظْرًا هُوَ
الحل ثنا يحيى بن مَرْثَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَرَّاحٍ قَالَ سَأَلْنَا أَحَدَ
 ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ حَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ الْأَعْيَادِ
 فَجِئْتُ لِيَكْتُمَ لِعِضِّ أَحَدٍ فَوَجَدْتُهُ يَصْلِي وَحَلَّ ثَوْبًا وَاحِدًا فَاسْتَمَلْتُ بِهِ وَمَلَّكَتُ لِي جَانِبَهُ
 فَلَمَّا انْهَوِيَ قَالَ مَا تَسْمَعُ يَا جَارُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا جِئْتُ فَلَمَّا دُرِعْتُ قَالَ مَا هَذَا لَا تَسْمَعُ الْإِنِّي بَلَيْتُ
 فَلَمَّا كَانَ ثَوْبٌ قَالَ فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَلْيَجْعَلْ بِهِ وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَلْيَتَرَدِّدْ بِهِ **ترجمہ** سعید بن جریج نے کہا
 ہم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو انہوں نے کہا میں نے کلا جناب رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے سفر میں تو رات میں آپ کو پاس آیا کسی کام کے لیے نہ دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں میرے
 اوپر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اس کو لپٹا اور آپ کے بازو نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اورات کو کیوں آیا

اے جابر نے اپنا مطلب آپ سے بیان کیا تب کہہ چکا تو اپنے فرمایا یہ کیا کثیر البینا ہے اجابہ جو میں دیکھتا ہوں میں نے کہا ایک ہی کپڑا ہے آپ نے فرمایا اگر وہ کشادہ ہے تو اذہمیں التحاف کرو جو تنگ ہے تو اؤسکی تہ بند کر لے ف منہ موہو نہ ذالنافر
انہیں خطاب کرنے کے لیے حضرت نے جابر پر انکار کیا اسوجہ سے کہ انہوں نے ایک کپڑے کو سارے بدن پر مطرح پسٹ لیا ہو گا کہ انتہہ باہر نہ ہونگے حافظ نے کہا یہ تو شکل صما رہے اور مسلم کی روایت معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور جابر نے اوسکے دونوں سروں میں نخلت کی تھی اور جھکی ہوئی تھی تاکہ بستر نہ پھیلے تو حضرت نے اؤنکو بتلایا کہ یہ صورت جیسے جب کپڑا وسیع ہو لیکن اگر تنگ ہو تو صرف تہہ کھلیا کافی ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ سر غزوہ بدر اطمین تھا جو پہلے آپ کا غزوہ
اور حضرت نے جابر اور حیار بن مخمر کو منزل میں پانی طیار رکھنے کے لیے بھیجا تھا یہ حدیث جمہور کے نزدیک مرفوع ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ جو شخص التحاف پر قادر ہو بغیر اوسکے نماز درست ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ درست ہوگی لیکن گندھا ہوگا اور کرمانی سے غفلت ہوئی انہوں نے کہا اجماع ہے سپر کہ التحاف کا ترک جائز ہے اور انکو امام احمد کے قول کی خبر نہ ہوئی دلیل امام احمد کی ابوہریرہ کی روایت ہے جو اوپر گذری حسین بنی سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے وغیرہ مؤثر ہو نہ پھر ڈالنے کے اور ظاہر نبی سے تحریم ہے اور ابن منذر نے صحیح علی سے یہی عدم جواز نقل کیا ہے اور ترمذی کی کلام سے یہی اس میں اختلاف نکلتا ہے اور طحاوی نے اس مسئلہ کے لیے ایک باب مقرر کیا شرح الکاتار میں اور منہ نقل کیا ابن عمر سے بہر طائوس اور غشی سے روادون ابن ابی لبابہ جبر سے ہی اور طحاوی نے دو طرف کی حدیثوں میں یوں جمع کیا ہے کہ اصل ہی ہے کہ شمال کے ساتھ ناز پڑھی لیکن اگر کثیر تنگ ہو تو اؤسکی تہ بند کر لو ویشتم نعمی الدین بسکی نے اسکا وجہ نقل کیا ہے امام شافعی سے اور اسی کو اختیار کیا ہے لیکن مشہور شافعیہ کی کتابوں میں اوسکے خلاف دفعہ قسطانی نے کہا تھا ہے کہ جابر نے شمال تھا کیا ہوا اور حضرت نے اوسی پر انکار کیا ہوا والد علم حکاک ثلثا مسددا قال حدثنا یحییٰ عن صفیان قال حدثنا أبو حازم عن مسدد قال کان رجالاً یصلون مع النبی ﷺ اللہ علیہ وسلم عاصراً قد اذہم علی اعتلا فہم گھبۃ العیبان وقال للانساء لا تفتحن رؤسکم حتی یستوی الرجال جلوسا ثم سئل عن نسائی کی روایت ہے کہ جب یہ لوگ جنبہ بخلاف اعلیٰ سلم کے ساتھ ناز پڑھتے تھے اپنے زمیند میں اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے چونکہ بطرح بوداؤ کی روایت میں ہے ازاردون کی نگلی کیوجہ سے اس سے نکلے کہ اگر اؤسکے تو التحاف اؤسے ہوا حضرت تہ بند باندھے ہی اور حضرت نے فرمایا عورتوں سے (بالطالع نے حضرت کو حکم سے) کہ مت اوٹھا اپنے سروں کو میاں تک نہ اوٹھ کر سد ہی بیٹہ جاوین فت وہ مخالفت کی یہ تھی کہ اگر عورتیں سیدنا بیٹہ سے پہلو مروں کے اپنا سروٹھا دیں تو کہیں انکے سرکظیر نظر نہ پڑے احمد اور بوداؤ کی روایت میں ہے اسما بنت ابی رمنہ سے کہ عورتیں اپنا سر اوٹھا دیں جب تک

مروا ہے سربراہ ہندوین تاکہ مردوں کی شہرگاہ پر انکی نظر نہ پڑے اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کچھ کی طرف سے رکاوٹ لگانا ضروری نہیں ہے (فخر) قسطلانی نے کہا اس حدیث کو یہی حکم ہے کہ ایک کثرت فعل کو ترک کر سکتے ہیں جیسا کہ مسین کوئی قیاس لازم آئے کہ چونکہ امام کی پیروی کرنا بغیر تاخیر کے صحیح ہے لیکن اس سے ممانعت ہوئی ہو اس قیاس کے جواز کی توجہ امام احمد نے جو روایت جابر بن عبد اللہ سے کی اوس میں یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا جب کچھ کرنا شروع کرو تو اس کو فال سے پہلے دو نوٹ لکھو جن پر پہلا نماز پڑھو اور جب تنگ ہو تو اوس سے باندھ لے دو نوٹ لکھو کہ پہلے نماز پڑھو بغیر چادر کے شوکانی نے کہا امام طحاوی نے جو روایت طرف کے محدثین سے بیان کی اوس کو ابن منذر اور ابن حزم نے اختیار کیا اور وہی حق ہے اور یہ کہ اس کا مؤید ہے کہ کچھ اور ان کا جواز اور دو کنا روایت میں خلاف کرنا ضرور ہے اور تنگ اور کشادہ کپڑے میں فرق کرنا یہ خلاف ہے جابر کی حدیث کے اور پہل شریعت کو دشوار کرنا ہے اتھرو اور ابو داؤد نے روایت کیا حضرت عائشہ اور سمیونہ سے کہ حضرت نے نماز پڑھی ایک کپڑے میں اور اس میں سے کچھ کپڑا میرے اوپر یہی تھا امام احمد نے روایت کیا ابی بن کعب سے اور انہوں نے کہا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتے تھے اور ہم پر عیبت ہوتا تھا ابن مسعودؓ نے کہا یہ بھوت تھا جابر کپڑوں کی کمی تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے کشادگی دی تو دو کپڑوں میں نماز پڑھنا اور پہلے میں آجئے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس گئے اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تو ایک کپڑے میں توضیح کیے تھے اور عبد الرحمن بن کیسان کو انہوں نے اپنے باپ کو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ پہلے علیا میں نماز پڑھتے تھے تو ایک کپڑے میں اور دوسری روایت میں ہے کہ میں نے حضرت کو دیکھا آپ ظہر اور عصر پڑھتے تھے ایک کپڑے میں اس کو اپنے سینہ پر باندھتے تھے امام طحاوی نے کہا انافہ سے کہ ابن عمر نے ان کو کپڑا دیا اور وہ لڑکے تھے تو نافہ مسجد میں گئے وہاں دیکھا تو وہ توضیح کیے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ابن عمر نے کہا کیا میرے پاس دو کپڑے نہیں ہیں اور انہوں نے کہا کیوں نہیں ہیں ابن عمر نے کہا بسلا اگر تو گھر کے پار جا دے تو دو نوٹ کپڑے پہن کر جاوے گا نافہ نے کہا مان ابن عمر نے کہا اللہ جل جلالہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اوس کے لیے نیت کجاوے یا لوگ نافہ نے کہا اللہ تعالیٰ زیادہ لائق ہے کہ پہلے ابن عمر نے نقل کیا حضرت سے یا حضرت عمرؓ سے مجھے یقین ہے کہ انہوں نے دو نوٹ میں سے ایک سے نقل کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ حضرت سے نقل کیا آپ نے فرمایا کوئی تم میں سے نماز میں ایک کپڑا اس طرح نہ لپیٹے جیسے ہم لپیٹتے ہیں جبکہ پاس دو کپڑے ہوں وہ تہ بند باندھتے اور چادر اڑھتے اور جبکہ پاس دو کپڑے نہ ہوں وہ تہ بند باندھ کر نماز پڑھ لیں اور کھلا دوسرے طریقے میں عمرؓ سے کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے دو نوٹ کپڑے پہن کر کہو اللہ تعالیٰ زیادہ حق کرنا ہے کہ اوس کے لیے نیت کجاوے اگر دو کپڑے نہ ہوں تو تہ بند باندھ لیں نماز پڑھتے وقت اور کوئی تم میں سے بیورہ

طرح شمال کر کے (یعنی ساری بدن پر ایک کپڑا لپیٹے) اور نکالا تیسرے طریق سے ابن عمر سے کہ حضرت نے فرمایا جب تک
 تم میں سے نماز پڑھے تو تہ بند باندھے اور چار لپیٹے اور نکالا چوتھی طریق سے ابن عمر سے کہ حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کو دکھایا جو کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا حضرت عمر نے اوس سے کہا جب اوس نے سلام پڑھا
 کوئی تم میں سے کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھے اور مت مشابہت کرو یہود سے اگر تم میں سے کسی کے پاس ایک ہی
 کپڑا ہو تو اوس کی تہ بند کر لو گے اور رویت کی ابوہریرہ سے وہی حدیث جس کو امام بخاری نے نکالا اور اس میں اتنا زیادہ
 ہے کہ ابوہریرہ سے کہا قسم میری عمر کی میں اپنے کپڑے بچان نہیں (یا الکنی میں) چوڑ دیتا ہوں اور ایک کپڑے
 میں نماز پڑھتا ہوں اور نکالا اقیس بن حلق سے انہوں نے اپنی روپ سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑے کے پاس حاضر ہو کر
 آپ سے ایک شخص سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو لیکن آپ کو کچھ نہیں فرمایا جب نماز پڑھی ہوئی تو حضرت
 نے اپنے دو کپڑوں کو ملایا پھر نماز پڑھی دونوں میں اور نکالا قعقاع بن حکیم سے ہم جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ
 عنہ کے پاس گئے وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے اور نکالا الکنی پڑھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اگاہ
 ہو قسم خدا کی میں نے ایسا کیا تمہارے پھر حضرت سے پوچھا گیا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو آپ نے فرمایا مان پڑھو
 اور تم میں سے کسی کو پاس دو کپڑے نہ ہوں **باب** الصلوۃ فی الحبس الشاہدۃ شام کے جمعہ میں نماز پڑھنا
ف اس باب سے امام بخاری کی عرض ہے کہ جن کپڑوں کو کافرون نے بنا اور طیار کیا ہو ان میں نماز پڑھنا درست
 ہے جب تک انکی نجاست کا یقین نہ ہو جاوے اور شام کے چغہ کی قید اسلئے کی کہ حدیث میں شام کے جمعہ کا ذکر ہے
 اور اس میں پیشام کفر کا مکتبہ اور باب المسح علی الخفین میں گذرا کہ مغیرہ کی بعض روایتوں میں یہ ہے کہ یہ جبہ دیکھا جاتا تھا
 اور روم کے کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا تھا امام بخاری کا مطلب حدیث میں یوں نکلتا ہے کہ حضرت نے اس جبہ
 کو پہن لیا اور اسکی تفصیل دریافت نہیں کی اور امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ ایسے کپڑوں میں نماز کر دے (جنگل
 کا فزون نے بتا ہوا) مگر جب انکو دھو ڈالے تو مکروہ نہیں اور امام مالک سے یہ منقول ہے کہ اگر وقت نماز کا باقی ہو اور ایسے
 کپڑے میں نماز پڑھے تو نماز کا اعادہ کرے (فتح) **وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَتَجَمَّعُ الْجَوْدِيُّ لَكَرِيمٍ بَقِيًّا**
 بآسا اور امام حسن بصری نے کہا کہ جن کپڑوں کو مجوسی (یا برسی) بنیں ان میں نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں
ف اس اثر کو ابو نعیم بن حماد نے اپنی مشہور تہذیب میں نکالا معمر سے انہوں نے شام سے انہوں نے حسن سے
 کہ کچھ قباحت نہیں اس کپڑے میں نماز پڑھنے میں جسکو مجوسی بنے دھونے سے پہلے اور ابو نعیم نے کتاب الصلوۃ
 میں نکالا ربیع سے انہوں نے حسن سے انہوں نے کہا کچھ برائی نہیں یہود میں یا نصرانی کی چادر میں نماز پڑھنے سے

مَخْفِيًا عَلَيْكَ فَمَا رَأَيْتَ بَعْدَ ذَلِكَ عَمْرًا يَا كَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَ بَابُ عَبْدِ اللَّهِ حَدِيثُ بَيَانِ
 کرتے ہوئے یہ حدیث جابر بن عبد اللہ سے سنی ہوئی یا اور کسی صحابی سے جو اس وقت حاضر ہوگا کیونکہ یہ واقعہ
 نبوت سے پہلے کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت عباس سے سنی ہوئی تو یہ مرسل ہے صحابی کی اور روایت کیا اس حدیث کو عساکر
 سے دو کتب میں عبارت سے وہ زیادہ پوری ہے اور اس کو خلاط لاری نے اس میں یہ ہو کہ پہر آپ کھڑے ہو کر اور اپنی تہ بند لی
 اور فرمایا مجھ کو نہ ہوا تنگے چلنے سے اور یہ کہ زیادہ بیان خدا ہے تو کتاب الحج میں آویں گات کہ حضرت رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم قریش کے لوگوں کے ساتھ تہتر فرموتے تھے کعبہ بنانے کے لیے اور اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال کی تھی یا ۱۵ سال
 کی بعض دن نے کہا یہ واقعہ نبوت سے ۱۵ سال پہلے کا ہے اور آپ تہ بند باندھتے تھے عباس آپ کو چھاپے آپ سے کہا اے پیغمبر
 میرے اگر تم اپنی تہ بند کھول ڈالو تو اتنا سنی ہوئی تہر دھوسن میں یا کاش تم تہ بند کھول ڈالو اور اس کو اپنے موٹہ ہون پر
 ڈال لو تہر کے نیچے تو تہر موٹہ ہے میں چھپیں گے اے جابر نے کہا جس نے یہ حدیث بیان کی ان سے اس نے کہا تو آپ
 نے تہ بند کھول ڈالی اور اپنے موٹہ ہون پر ڈال لی اوی نت آپ بیہوش ہو کر گئے اس کے بعد یہ آپ کو تنگ نہ ہین دیکھا
 صلی اللہ علیہ وسلم اسمعیلی کی روایت میں ہو یہ آپ تنگے نہیں ہوئے حدیث یہ یہ نکلا کہ آپ نبوت سے پہلے ہی بری
 فشن باؤن سے محفوظ تھے اور آپ بیہوش ہو کر گئے ہوجہ سے کہ حیا اور شرم آپ کی خلقت اور جابت میں ہتی یہاں تک
 کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم کتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ اور اُسنے آپ پر تہ بند کو باندھ دیا اور یہ
 بھی نکلا کہ لوگوں کے سامنے تنگا ہونا منہ ہے اور تنہائی میں تنگے ہونیکا بیان آگے آویگا ابن سحی نے سیرۃ میں کہا
 کہ حضرت ایک بار چشپن میں جلیبیہ کے پاس تھے تنگے ہوئے تھے تو ایک ازنیو لڑنے لگا مارا اس کے بعد سے آپ تنگے
 نہیں ہوئے یہ روایت اگر ثابت ہو تو اس آیت (خلاف ہوگی کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ بے ضرورت تنگے نہ ہوئے
 اور اس آیت میں تنگا ہونا ضرورت سے ہے قطلانی نے کہا وہ تنگا ہونا مستثنیٰ ہے جو جائز ہے جیسے بی بی یا شہر
 کے سامنے اور صحابی کی مرسل بالاتفاق جبتے مگر ابو اسحاق اسفرینی نے صرف اس کا خلاف کیا ہوا تنہ رفتہ و
 قطلانی کا ہے الصَّلَاةُ فِي الْقَمِيصِ وَالْكَتْرَانِ وَالْقُبَانِ وَالْقُبَاءِ قِيَصُورِ بَابُ مَا جَاءَ اور جابجا
 اور قربا میں نماز پڑھنا ف جابجا کیا تان کا ترجمہ ہے حافظ نے کہا تان بَابُ مَا جَاءَ کے شکل پر ہے مگر اس میں
 پانچے نہیں ہوتے اور کبھی تان چڑے کی ہوتی ہے قطلانی نے کہا تان وہ چہوٹا بَابُ مَا جَاءَ جس سے صرف شرم کا چہوٹا
 جاتی ہے یعنی جابجا اور حافظ کی تفسیر رنگوئی اور قبا مشہور ہے جو حضرت سلیمان سے نکلی کعبے کی روایت ہے
 کہ سب سے پہلے اس کو حضرت سلیمان نے پہنا (رفتہ) حَتَّ ثَنَّا سَلِيمَانَ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاذِرٌ دِينَ

أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ
 فِي النَّوْبِ الْوَاحِدَةِ فَقَالَ أَوْ كَلَّمَكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عَنْهُ فَقَالَ إِذَا سَمِعَ اللَّهُ تَعَالَى
 جَمْعَ رَجُلٍ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ فِي إِزَارٍ وَفَقِصٌ فِي إِزَارٍ وَفَقِصٌ فِي سَرَاوِيلٍ
 وَرِدَاءٍ فِي سَرَاوِيلٍ وَفَقِصٌ فِي سَرَاوِيلٍ وَفَقِصٌ فِي سَرَاوِيلٍ وَفَقِصٌ فِي سَرَاوِيلٍ وَفَقِصٌ فِي سَرَاوِيلٍ
 قَالَ فِي يَبَانٍ وَرِدَاءٍ فِي يَبَانٍ وَفَقِصٌ فِي يَبَانٍ وَفَقِصٌ فِي يَبَانٍ وَفَقِصٌ فِي يَبَانٍ وَفَقِصٌ فِي يَبَانٍ
 اور پوچھا ہے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک ایک دو کپڑے میرے تین ریشے نہیں تھے تو ضرور
 ایک ہی کپڑے میں پڑھنا ہوگا ہر ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کو وہ ابن مسعودؓ
 یا ابی بن کعبؓ ان دونوں نے اختلاف کیا تھا اس مسئلہ میں ابی کہتے ہیں ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور ابن مسعودؓ
 تبہ یہ حکم جتنا عجیب کہ ان کی قلت تھی آخر حضرت عمرؓ نے ہر کپڑے ہو کر اور کہا ابی کا کہنا صحیح ہے لیکن ابن مسعودؓ نے بھی
 کی نہیں کی نکالا اور مسعودؓ کے لڑاؤ نے (فتح) اور انہوں نے کہا جب البصر سے منہ پر کشاؤ کی کی تو تم ہی کشاؤ کی کر لیتے
 دو کپڑوں میں نماز پڑھو گو ایک میں ہی جائز ہے اب چاہیے کہ آدمی اپنے اوپر اکٹھا کرے اپنی کپڑوں کو تو نماز پڑھنے سے آدمی
 تہ بند اور چادر میں یا تہ بند اور کرتے میں یا تہ بند اور قبائین یا پانچاے اور چادر میں یا پانچاے اور قبص میں یا پانچاے اور
 میں یا جانگیا اور قبائین یا جانگیا اور قبص میں ابوہریرہؓ نے کہا میں گمان کرتا ہوں حضرت عمرؓ نے یہی کہا یا جانگیا اور چادر
 میں و اور یقیناً ابوہریرہؓ نے اخیر صورت بیان کی کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت عمرؓ نے اسکا ذکر کیا ہو کیلئے کہ جانگیا
 سے بڑی عورت نہیں چھپتی ان کہلی رہتی ہو تو قب یا قبص کے ساتھ جانگیا ہو تو ستر ہو جائیگا اور چادر کے ساتھ
 ہوا ضرور نہیں یہ سب صورتیں ہیں اور اس حدیث سے نکلا کہ کپڑوں میں نماز پڑھنا واجب ہے اور ایک کپڑے پر چو لگنے کا
 میں قناعت کرتے ہو وہ کپڑوں کی قلت کی وجہ سے ہے اور یہ بھی نکلا کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے ایک کپڑے
 میں نماز پڑھنے سے اور شہید ہے منقول ہو کہ اگر صرف پانچاے میں نماز پڑھے دوسرا کپڑا ہوتے ہو اور وقت باقی ہو تو
 نماز کا اعادہ کرے اور بعض خفیہ کے نزدیک ایک کپڑے میں نماز کر دہ ہے **حَدَّثَنَا عَائِشَةُ بْنُ عُمَرَ** قَالَ
 حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَرٍّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَيِّدِ بْنِ عُرْمَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَكُنُّ لَكُمْ فَقَالَ يَكُنُّ لَكُمْ الْقَبِيضُ وَالْأَبْرُشُ وَالْأَبْرُشُ وَالْأَبْرُشُ وَالْأَبْرُشُ وَالْأَبْرُشُ وَالْأَبْرُشُ
 لَمْ يَخْرُجِ التَّلَاحِيثُ فَلْيَكُنْ لَكُمْ الْخَفَائِنُ وَفَقَطْعُهُمَا حَتَّى يَكُونَا اسْفَلَ مِنَ الْكَبَائِنِ ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت
 ہے ایک شخص نے (اسکا نام معلوم نہیں ہوا) جناب رسولیٰ اصلہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوچھا کہ مجھے جو احرام باندھنا ہے ہو

یاعمر سے کام کو نسا لیا اس پہنچانے فرمایا عمر تم میں سے نہ پا کجا رہ باران کوٹ (یا تو بی لکبی) نہ دو کپڑا جس پر عقیقہ
یا دوسرا لکھنے لکھانے سے خوشبو دار لگی ہو چڑھو جو تیان نہ ملین ہونے ہیں لیکن ان کو کاٹ ڈالو تاکہ
مخنتون کو نیچے ہو جاویں **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب العلم کے اخیر میں گذر چکی ہے اور ہم اسکی بحث اپنے
مقام میں یعنی کتاب الحج میں بیان کرینگے اور بیان اس حدیث کے بیان کرنے سے وثابیت کرنا منظور ہے کہ انھیں اور با کجا
کے بغیر کسی نماز درست کیونکہ محرم و مکہ نہیں ہیں سنگا اور نماز پڑھتا ہے **وَحَنَنَ** کا فہم عن ابن عمر عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم **وَحَنَنَ** اور نافع سے انھوں نے ابن عمر سے ایسا ہی مروی ہے **ف** حافظ نے کہا یہ عطف ہے زہری
پر یعنی ابن ابی ذئب اس حدیث کو زہری کو انھوں نے اسلم سے انھوں نے ابن عمر سے روایت کیا اور نافع سے انھوں نے
ابن عمر سے ہی روایت کیا اور یہ بات اس سند سے جو مولف نے کتاب العلم میں بیان کی ظاہر ہوتی ہے وہ ان آدم کے طریق سے
ابن ابی ذئب سے نکالا انھوں نے نافع سے زہری کا طریق اس کے بعد بیان کیا بار عکس اس کے جو بیان بیان کیا اور
ادکرانی نے گمان کیا کہ یہ تعلیق ہے بخاری کی اور ہم کہی بار کہہ چکے کہ عقلی تجویزین علوم نقلی میں کام نہیں آتے آتے اور
عینی نے کرانی کی طرف ذری کی اد کہا کہ کرانی نے جزم نہیں کیا تعلیق کا بلکہ احتمال تعلیق کا بیان کیا اور اسلم پر عطف
کرنے اور زہری پر عطف کرنے میں فرق نہیں ہے حالانکہ عینی کا سو فہم ہے کیونکہ زہری نافع کے معاصرین اور ابن
ذئب نے اس حدیث کو خود نافع سے روایت کیا ہے جیسے کتاب العلم سے معلوم ہوتا ہے بہرہ ابن ابی ذئب کو نزول کرنے کی کیا
وجہ ہے حافظ صاحب نے اتفاقاً لا عمر بن میں کہا جب عینی کے فہم کا یہ حال ہوا تو انکو دوسرے پر رو کرنا کیا زیب دیکھا
باب مَا كُنْتُ رَأَيْتُ أَحَدًا مِّنَ الْعَوْدَةِ كَوْنَهُ عَوْرَتًا جَاهِلًا جَاهِلًا **ف** یعنی نماز کو باہر اور مصنف کی طرز سے معلوم
ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک صرف قبل اور دبر کا جہاں وجہ ہے **ف** (فتح) **حَكَ كُنَّا قَدْبَةً** **بْنِ سَعِيدٍ** قَالَ
حَكَ كُنَّا كَلْبَةً **عَنِ ابْنِ شِهَابٍ** **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَةَ** **عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ** **الْخَذَرِي** **أَنَّهُ**
قَالَ **كَلْبَةً** **رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **عَنِ ابْنِ شِهَابٍ** **عَنِ ابْنِ سَعِيدٍ** **الْخَذَرِي** **أَنَّهُ**
لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُ شَيْءٌ **مَّا رَجَمَهُ** **ابْنُ سَعِيدٍ** **خَذَرِي** **فَنَظَرَ** **كَمَا سَمِعَ** **كَيْفَ جَانِبَ** **بِخَارِصِلَةِ** **الْعَدِيدِ** **سَلَّمَ** **فَنَظَرَ**
صَمَاءُ **ف** اہل لغت نے کہا اشتعال صماء یہ ہے کہ کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لپیٹ کر اس طرح سے کہ اسکا کوئی کنا
اوہنا نہ رہے اور ماتہ نکالنے کی جگہ نہ رہے ابن قتیبہ نے کہا صماء کہتے ہیں اس تہ کو جس میں سوراخ نہ ہو تو یہ اشتعال
ہو اس تہ پر کہ فقہانے کہا اشتعال صماء یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ کر اور ایک جانب سے اسکو اوہنا کر موٹے پردے
تو اسکی خمر گاہ کہل جاتی ہے نووی نے کہا اہل لغت کی تفسیر پر یہ فعل مکروہ ہوگا کیونکہ حاجت کو وقت ضرر ہوگا

اہل ذہن سے اور فقہا کی تفسیر پر حرام ہوگا بوجہ کثرت عورت کے اور مولف نے کتاب الباس میں یون تفسیر کی کہ صاویہ ہے کہ
 کپڑے کو اپنے ایک ہونڈے پر ڈال کر ایک طرف کا جسم کہل کر دو حافظ نے کہا کہ تفسیر فقہا کے مطابق ہی اور نظام ہر فرد
 ہے اگر موقوف ہی ہو جب ہی حجت ہو کہ تفسیر سے راوی کی جو مخالفت نہیں حدیث کا اور صحیح مذہب ہی ہو کہ کسی فقہیت
 ہے (نہج) مست اور منہ کیا اس سے کہ آدمی گوشت مار کر بیشیہ ایک کپڑے میں اور سکی شمرنگا ہر اوس کپڑے میں جو کچھ نہ
 ہو وٹ گوشت مار کر بیشیہ یا ہر کاپے دونوں میں پریشیہ اور دونوں ڈلیان کپڑی کر دیوے اور ایک کپڑے میں جب آدمی
 اس طرح بیشیہ اور شمرنگا ہر کپڑے والی نوکثر شمرنگا کہل جاتی ہے اور بے ستر ہوئی ہے اس لیے آپ نے اوس سے منع فرمایا
 قططانی نے کہا اس حدیث کو مولف نے لباس اور بیوع میں ہی اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے کمال احسن کتاب
 قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي حَرْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَعْضِ النَّبِيِّينَ وَالنَّبَاذِ وَالْثِيَابِ وَالنَّجَسِ وَالْجَنَابِ وَالْمَرْءُ إِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ فِي بَعْضِ
 وَأَوَّلِ مَرْحَلَةٍ أَوْ بَعْضِ رَهْلَةٍ مِنْ رَهْلَةٍ أَوْ بَعْضِ مَرْحَلَةٍ أَوْ بَعْضِ مَرْحَلَةٍ أَوْ بَعْضِ مَرْحَلَةٍ أَوْ بَعْضِ مَرْحَلَةٍ أَوْ بَعْضِ مَرْحَلَةٍ
 بيم سے دوسرے بیشیہ کی طرح سے ف حافظ نے ان دونوں کی شرح خدا جانے ہے نو کتاب البيوع میں مذکور ہوئی قططانی
 نے کہا چھوٹے کی بیعت ہے کہ کسی ہو کپڑے کو یا اندھیرے میں چھوٹے اس شرط پر کہ چھوٹے کے بعد بالغ کو اختیار نہ
 رہیگا یا صیغہ بیع کے بدلے چھوٹا قرار پائے یا بشرط کرے کہ جب بیکو اوس کو مشتری تو اختیار نہ ہوگا اور صرف چھوٹا
 کافی ہوگا اس طرح بیشیہ کی شرط ہے مثلاً بالغ یا مشتری یون کہ یون اپنا کپڑا بیع پر بیعتا ہوں دس روپیہ
 کے بدلے یا بیعتیہ بیعت پر بیعتیہ یا بیعتیہ بیعت پر بیعتیہ یا بیعتیہ بیعت پر بیعتیہ یا بیعتیہ بیعت پر بیعتیہ
 جانا رہا یہ دونوں بیعتیں باطل ہیں بوجہ عدم دیت یا عدم صیغہ یا بشرط فاسد کے انتہوت اور منہ کیا آپ نے
 احتمال ہمارے (اس لیے کہ اس میں مانہ نہ نکالنا دشوار ہوتا ہے اور کوئی کیٹو وغیرہ کاٹے تو اوس کو دور کرنا مشکل ہے
 یا عورت کہل جاتی ہے) اور منہ کیا آپ نے گوشت مار کر بیشیہ سے ایک کپڑے میں ف اس حدیث کو مولف نے صاف
 اور لباس میں ہی اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے کمال احسن کتاب
 يَعْقُوبُ بْنُ أَبِي حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 ابْنِ عَوْنٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ بَعْضُ النَّبِيِّينَ أَبُو بَكْرٍ فِي ذَلِكَ الْحَجَرِ فِي مَوْذِنَيْنِ يَوْمَ النَّحْرِ تَوَدَّ أَنْ يَقُولَ
 أَنْ لَا يَحْجُجَ بَعْضُ النَّاسِ مُشْرِكًا وَلَا يَصُوفَ بِالْبَيْتِ عُمَرَاءُ قَالَ حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ
 أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤْذِنَ بِأَوَّلِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ مَعًا

نے کہا اسکی سادہ دین و علقین میں ایک تو ابن جریج سے جیسے نہیں سنا دوسرے حبیب کے سماع عاصم سے ثابت نہیں
اور دونوں میں جسکا واسطہ ہے وہ ثقہ نہیں آلودہ و نعوین شعیب بن اسیر عن جابر سے کہ حضرت انس نے فرمایا حکم
کر تو اپنی دلداد کو سات برس کی سن میں نماز پڑھنے کا اور جب کوئی تم میں سے اپنے خادم یعنی غلام یا بوزکر کا نکاح کر
دیوے تو ان کے تلو اور کھٹنے کو اوپر نہ دیکھے اسکی اسناد میں سوار بن آلودہ ہے وہ ثقہ ہے دارقطنی نے ابو ایوب سے حضرت
قرآنے ہو دو نو کھٹنوں کو اوپر عورت میں داخل ہے اور ان کے نیچے یہی عورت میں داخل ہے اسکی اسناد میں سعید اور
عبادہ دونوں مترک ہیں امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اپنی ان کہو لے
ہو کر اٹھتے ہیں ابو بکر نے اجازت مانگی آپ نے اجازت دی انکو اسی حال میں آپ کی پہر حضرت عمر نے اجازت مانگی آپ نے
اونکو بھی اجازت پہر حضرت عثمان نے اجازت مانگی آپ نے اپنے کپڑے پہن کر اجازت لوگ چلے گئے تو میں نے کہا یا رسول
اللہ ابو بکر اور عمر نے اجازت مانگی تو آپ نے اونکو اجازت دی اسی حال میں جب عثمان نے آپ سے بیٹھو تھے جب حضرت عثمان نے
اجازت مانگی تو آپ نے اپنے کپڑے اوپر ڈال لیے آپ نے فرمایا اے عائشہ کیا میں شرم نہ کروں اوس شخص سے قسم نکلی
جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں امام احمد نے ام المومنین حفصہ سے روایت کیا یہاں ہی اوس میں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایک دن میرے پاس آئے تو اپنا کپڑا اوڑھ لیا تو ان کے سپرد میں کر لیا جب عثمان نے اجازت مانگی تو آپ نے اپنے
کپڑے کو اپنے اوپر ڈال لیا شوکانی نے کہا امام بخاری نے اسکو تعلیقاً نکالا ابو موسیٰ سے (وہ روایت اگر کوئی) اور بخاری
امام مسلم نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت انس نے کہا میں اپنے ہو کر بیٹھتا ہوں اپنی رائیں یا بیڈ لیان کہو لے ہو کر بیٹھتا ہوں ابو بکر
اجازت مانگی آپ نے اونکو اجازت دی اسی حال میں پہر باتیں کیں پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی آپ نے اونکو اجازت
دی اسی حال میں پہر باتیں کیں پہر عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو حضرت م بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے
وہ اندازے انہوں نے باتیں کیں جب چلے گئے تو حضرت عائشہ نے کہا ابو بکر نے اپنے کچھ پردہ نہ کی پہر عمر آئے
آپ کو کچھ پردہ نہ کی پہر عثمان آئے تو آپ بیٹھ گئے اور آپ نے اپنے کپڑے اپنے اوپر درست کر لیے یہ سن کر حضرت م
نے فرمایا کیا میں شرم نہ کروں اوس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں امام طحاوی اور بیہقی نے نکالا حفصہ رضی
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنا کپڑا اپنی دونوں ان کے سپرد میں کر لیا تو ابو بکر آئے انہوں نے اجازت
مانگی آپ نے اونکو اجازت دی اسی حال میں پہر عمر آئے اونکو بھی اجازت دی اسی حال میں پہر کئی شخص آپ کے
احباب میں آئے اور حضرت م اپنے حال پر بیٹھ رہے پہر عثمان آئے اور اجازت چاہی آپ نے اونکو اجازت
دی پہر حضرت انس نے اپنے کپڑے کو اپنے اوپر پسپا کر لیا شروع کیا پہر بیٹھے باتیں کیں اور چلے گئے میں نے کہا یا رسول اللہ

ابو بکر اور عمر اور علیؓ نے اور کئی شخص آپ کے اصحاب میں ہو اور آپ کسی حال میں بیٹھے رہے جب عثمانؓ اسے تو اپنے اپنا کپڑا
 ڈھانپ لیا آپ نے فرمایا کیا میں شرم نہ کروں اس شخص سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں دوسری روایت میں طحاوی کی
 حضرت عائشہؓ سے بون ہو کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ سلم المؤمنین کی اجازت
 مانگے ہوئے تھے آپ نے انکو اجازت دی اور انہوں نے اپنا کام پورا کیا پھر باہر نکلے پھر حضرت عمرؓ نے اجازت مانگی آپ اسی
 حال میں تھے انہوں نے بھی اپنا کام پورا کیا پھر باہر نکلے پھر حضرت عثمانؓ نے اجازت مانگی آپ سید ہو کر بیٹھ گئے اور
 حضرت عائشہؓ سے فرمایا تم اپنے کپڑے سمیٹ لو اپنے اوپر جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے عرض کیا آپ
 کیا ہو اے ابوبکر اور عمرؓ کے کیسے نہیں گہیرے جیسے حضرت عثمانؓ کے آنے سے گہیرے آپ نے فرمایا عثمانؓ ایک شخص
 ہے شرم والا اگر میں اسکو اجازت دیتا تو اسی حال میں تو مجھے ڈرتا کہ میں اپنا کام پورا نہ کر سکوں (اور شرم کی وجہ
 سے لوٹ جاؤں اور روایت کیا طحاوی نے حضرت علیؓ سے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 عورت کے اور بن عباسؓ کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو ایک شخص کی ان دیکھی فرمایا مرد کی ران اسکی
 عورت میں داخل ہے اور نکاح الامحرم میں گھیش اور جبر ہر کچھ ریشون کو جو اوپر گزرتی ہیں کئی طریقوں سے ایک طریق یہ ہے
 جبر ہ سے کہ حضرت نے فرمایا مرد کی ران اسکی عورت میں ہے دوسرے میں یہ کہ جبر ہ صفہ والون میں سے تھا اسے
 کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری اور میری ران کہلی تھی آپ نے فرمایا کپڑا اٹھانے کے اپنے اوپر تو نہیں جانتا ران عورت
 میرے میں ہے کہ حضرت مجھ پر سے گزرے اور میرے اوپر ایک چادر تھی اور میری ران کہلی گئی تھی آپ نے فرمایا اپنی
 ڈھانپ لے ران عورت کے امام طحاوی نے کہا ان حدیثوں میں ان کا عورت ہونا مذکور ہے اور ان کے خلاف کوئی حدیث
 صحیح نہیں ہے لی تو ان ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان عورت ہے اور اس کے کہل بچے سے نماز باطل ہو جاوے گی اور یہی قول ہے
 ابو حنیفہ اور ابویوسف اور محمد رحمہم اللہ کہ انتہی مختصر اشوکافی نے کہا ران کا عورت ہونا یہی حق ہے اور حضرت عائ
 کچھ حدیث میں صرف ایک فعل کا ذکر ہے اور جبر ہ کی حدیث قوی ہے اور قولی مقدم ہے فعلی پر علاوہ اسکے سلم کی روایت میں
 شک ہے حضرت عائشہؓ کی حدیث میں کہ آپ کی ران کہلی تھی یا پٹلی اور پٹلی تو بالاتفاق عورت نہیں ہے اور شاید
 امر خاص ہو حضرت سے اب ہی انس کی حدیث وہ بھی فعلی ہے علاوہ اسکے جابرؓ ہے کہ حضرت انسؓ کا گھٹنا آپ کی ران
 کے ساتھ جیسے کپڑا وغیرہ اور یہ غلط ہوتا ہے اس روایت سے جس میں یہ ہو کہ بیٹے آپ کی ران کی
 احتمال ہے کہ آپ کی نعلین زادہ کے ران کہل گئی ہو سواری پر چلنے کی وجہ سے واللہ اعلم وقال ابو حنیفہ
 علیہ السلام کہ کثرتہ حیث دخل عثمانؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم نے اپنے دونوں گھٹنے ڈٹا کر پیو جب حضرت عثمانؓ نے اسے یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جسکو کوفہ نے مناقبہ
نکالا اور اوردی نے خود غلطی کی جو اس روایت کو دم کہا اور یہ قصہ اور ہے اور حضرت عائشہؓ نے جو قصہ بیان کیا وہ اور ہے
ایکین گھٹنے گھٹنے کا ذکر ہے اور دوسرے میں ان گھٹنے کا (فخر مختصر) جانا چاہیے کہ گھٹنوں کے باب میں اختلاف ہے علماء کا
اکثر کا قول یہی ہے کہ گھٹنا ستر نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک گھٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف ستر نہیں ہے اور دلیل
علماء کی یہی حدیث ابو موسیٰ کی کیونکہ اگر گھٹنا ستر ہو تا تو آپ اور ان کے سامنے اونکو کہا کیوں ہتے دیتے شوکانی نے کہا
شفقۃ الاخبار میں دلیل لی اس پر کہ گھٹنا اور ناف نو ستر نہیں ہیں کئی حدیثوں سے اور شافعی نے یہ کہا کہ گھٹنا ستر نہیں ہے
اور نادعی اور یزید ابنہ اور ابو حنیفہ اور عطاء کا اور شافعی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ ستر ہے اور شافعی نے یہ کہا کہ ناف
ستر ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک ناف ستر نہیں ہے جو لوگ گھٹنے کو ستر کہتے ہیں وہ دلیل لیتے ہیں عمرو بن شعیب عن ابی
عمر حدیث جو اوپر گندری نکالا اسکو بوداؤ اور دارقطنی نے اور امام احمد نے دارقطنی کی روایت میں یوں ہے کہ ناف
نیچے گھٹنے تک عورت میں ہے اور امام احمد کی روایت میں یوں ہے کہ ناف نیچے سے دونوں گھٹنوں تک عورت میں ہے جو یعلیٰ نے کہا کہ
اسناد میں سوار بن داؤد سے عقیلیؒ نے اس حدیث کوضعفایں نکالا اور سوار بن داؤد کوضعیف کیا صاحب تصحیح نے کہا کہ ابن عیینہ
اور بن حبان نے اسکو ثقہ کہا اور احمد نے کہا وہ شیخ ہے بصری اس میں کچھ بانی نہیں اور اسکا ایک اور طریق ہے ابن
عدی کے پاس کمال میں اسکی اسناد میں خلیل بن مرہ اور یث بن ابی سلیم دونوں ضعیف ہیں ابن عدیؒ نے کہا خلیل بن مرہ کچھ
لکھی جاوگی وہ سنکر الحدیث نہیں ہو اور حاکم نے مستدرک میں نکالا امام ابو جعفر محمد بن علی بن حسین علیہ السلام سے اوہوں نے
کہا ہم نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے کہا تم ہم سے یہ حدیث بیان کرو جسکو تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
اور دوسری حدیث ہم سے کہتے ہیں کہ وہ ثقہ ہو اوہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے ناف سے
لیکر گھٹنے تک عورت ہو سکوت کیا اس حدیث جو حاکم نے قسبی نے مختصر میں کہا میں اس حدیث کو مضبوط سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے
اسناد میں اسحاق بن اسلم متروک ہے اور ائمہ میں جو شبہ کذب کی نسبت ہوئی ہے اور دارقطنی نے سنن میں نکالا ابو ایوب
سے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے دونوں گھٹنوں کے اوپر عورت ہو اور ناف نیچے عورت ہو شوکانی نے
کہا اسکی اسناد میں عباد بن متروک ہے اور حارث بن ابی اساتے نکالا اپنے مسند میں ابو سعید سے کہ فرمایا حضرت ہنہ بن علیؓ
ناف دیکھنے کی چیز میں ہے شوکانی نے کہا اسکی اسناد میں داؤد بن الجبار اور عباد بن کثیر اور ابو عبداللہ شامی تینوں ضعیف
ہیں اور دارقطنی نے سنن میں نکالا حضرت علیؓ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹنا عورت میں داخل ہے یہی
نے کہا اسکی اسناد میں خضر بن مضبوط ضعیف ہے ابن حبان نے کہا اس سے حجت لیجاوگی اور عقبہ بن علقمہ اسکو ضعیف

کیا اور قطعی اور ابو حاتم نے امام میں ہے ابو حاتم نے کہا عقبہ ضعیف الحدیث ہو اور ضرب بن منصوبہ مجہول ہے اور امام بیہقی
نکالا خلافت میں ابن جریر سے مرسل کہ حضرت م نے فرمایا ناف عورت میں ہو بہقی نے کہا یہ محض ہے اور مرسل اور احادیث
ہرینے جو نقل کیا کہ ایک روایت میں یوں ہے ناف کے نیچے یہاں تک کہ تجاؤ کر کے گھٹنوں سے اور ابو ہریرہ سے کہ حضرت
نے فرمایا گھٹنا عورت ہو تو یہ دونوں حاشین نہیں ہیں جو لوگ ناف کو ستر نہیں کہتے اس طرح گھٹنے کو اونکی ویلین میں
کراں اور حاشیہ کی جگہ پر گذرین اون سے یہ نکلتا ہے کہ ران ستر نہیں ہے اور جب ان ستر نہ ہوں تو گھٹنا بھی ستر ہوگا اور
عمر بن شعیب کی حدیث میں ہے جسکو نکالا ابو داؤد اور داؤد قطعی نے کہ نظر نہ کرنے ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر تو معلوم ہوگا ناف
اور گھٹنا ستر نہیں ہے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے ہی اور روایت کیا امام حمزہ نے عمیر بن اسحاق سے میں امام حسن بن علی
علیہ السلام کے ساتھ تھا اتنے میں ابو ہریرہ بکھوٹے انہوں نے امام حسن کے کہا چھو کہ گھٹنا میں بوسہ لوٹ اچکا اور سچا چھو
حضرت ۱۹ اچکا بوسہ لیتے تھے تو انہوں نے اپنا قیص اوٹھایا ابو ہریرہ نے اونکی ناف چومی ٹوکا فی نے کہا اوسکی اسناد
میں عمیر بن اسحق نامی ہے اوس میں گفتگو ہے اور نکالا اسکو حاکم نے دوسرے طریق سے اور صحیح کہا اسکو دارقطنی نے
جنت پوری نہیں ہوتی کیونکہ ابو ہریرہ کا فعل محبت نہیں اور حضرت ۲۰ اس وقت بوسہ لیتے تھے امام حسن بالغ تھے بلکہ چھو
تھے اور بچے اور بڑے میں فحش کرنا ضرور ہو ورنہ لازم آدیک کہ مرد کی ذکر بھی عورت نہ ہو کیلئے کہ روایت کیا طبرانی اور بیہقی نے
ابو یعلیٰ رضاری سے کہ رسول اللہ ﷺ نے بوسہ یا امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کی پتی ذکر کر کہ بیہقی نے کہا اسکا
اسناد قوی ہے نیز ہے اور طبرانی نے نکالا ابن عباس سے کہ میں نے دیکھا حضرت م کو آپے امام حسین علیہ السلام کی او
رانوں کو چیرا اور انکی پتی کو بوسہ یا اسکی اسناد میں قابوس بن ابی ظبیان ہے اسکو ضعیف کیا نسائی نے ہم ہی نے کہا بھر
میں اجماع ہے سپر کہ روٹی ناف عورت نہیں ہے یہ کہہ کہ اس معوبے میں اعتراض ہے اور روایت کیا ابن ابی
عبد اللہ بن عمر سے کہ ہم نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی توجہ لوٹنے والے تھے وہ لوٹ گئے اور جو
ہے ہنہ والو تھے وہ رہ گئے اتنے میں آپ شریف لاکھ دوڑتے ہوئے آپ کا دم چڑھ گیا تھا اور آپ نے اپنے گھٹنے ہول دیتے
فرمایا اپنے خوش ہو جاؤ یہ تمہارا مالک ہے اوستے تہان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کہو لا ہے اور فتح کرنا ہے تم
لوگوں سے درشتو نہ راؤ فرماتا ہے دیکھو میرے بندوں کو انہوں نے ایک فرض پڑھا اور وہ انتظار کرتے ہیں کہ اس
فرض کا شوکانی نے کہا اسکے دی سب صحیح کے اوی ہیں اور روایت کیا امام حماد اور بخاری نے ابو الدرداء سے
کہ میں حضرت م کو پاس بیٹھا تھا اتنے میں ابو بکر نے اپنے کپڑے کا کنارہ تہاڑا ہو گیا تاکہ کہ انہوں نے اپنے دونوں
گھٹنوں کو کہو لا دیا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری حشا نے حسد کیا ابن تیمیہ نے کہا اس حدیث سے یو

دلیل سترہمین کہ اگر گھٹنے سترہ تو آپ ابو بکر کو منہ کرتے اور ان کے کہولنے سے شوکانی نے کہا اصل یہ ہے کہ ناف اور گھٹنا ستر
 نہ ہوں ان کے ستر نہ نیچے لیے کوئی دلیل چاہیے جو ان کا ستر ہونا دلیل سے ثابت ہوا انتہی حق یہ ہے کہ ناف اور گھٹنا
 دونوں ستر نہیں ہیں مرد کے لیے و قَالَ ذٰلِكَ مِنْ نِّزَالِ آيَاتِ اللّٰهِ عَلٰی رَسُوْلِهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَفَتَحَ عَلَیْہِمْ
 فَفَقَلَّتْ عَلَیْہِمْ خِفَتُہٗ اَنْ تَرَوْهُنَّ فَاِنْ عٰی اَوْ زَیْدَہُنَّ ثَابِتٌ مِّنْہَا کَمَا اَللّٰہُ عَلٰی نَفْسِہِ وَحٰی اَوَّلَہٗ اِسْمَہُ یُحِبُّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 وسلم پر اوپر کی ان میری ان پر تھی وہ بہاری ہو گئی مجھ پر یہاں تک کہ میں ڈرامیری ان ٹٹ جاتے نہ صرف یہ ایک ٹٹ ہے اس حدیث
 کا جس کو مولف نے نکالا تفسیر سورہ نسائین اور سمعیلی نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث سے یہ نہیں نکلا کہ ران ستر
 نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ یہ چین کپڑا حامل ہو اور اس کا جواب یہ ہو سکتا ہو کہ حدیث میں یہ بھی نہیں ہے کہ کپڑا پہن چہرہ جاکر
 تھا اور اصل یہی ہے کہ حامل ہو پس حضرت علی ان فیہ کی ان سے چوٹی اور ثابت ہو کہ ران ستر نہیں ہے کہ نہ نکالا کہ ستر ہوتی تو
 اس کا چھوڑنا جائز نہ ہوتا جیسے نظر کرنا ستر کی طرف تطلانی کے عورت کو ستر میں اختلاف ہے تو شاید فیہ کے نزدیک بوڑھی
 اور آزاد عورت کا محرم کے سامنے ناف لیکر گھٹنے تک ستر ہے تو جائز ہو لونڈی کے سر اور چھاتی اور پیٹ اور پیٹھ اور پائوں کی
 طرف کھینا یا سطح اپنی محرم عورت کو ایہ اعضا دکھنا جیسے ان ہیں غیر وہ ابھی وہ عورت جو آزاد ہے اور غیر ہے یعنی محرم نہیں
 ہے اس کا سارا بدن ستر ہے سو اس نہ اور دونوں تہلیلوں کے لینے دونوں پونچھون کے اور ابن عباس کے اَلَا اَظْہَرُ لَہُمْ ہا کے یہی منے
 کیے ہیں اور ابو حنیفہ سے اصح روایت ہے کہ اس کے دونوں پائوں ہی ستر نہیں ہیں (یعنی ٹخنوں تک) کیونکہ ان کے کہولنے
 کی حاجت ہوتی ہے چلنے میں جب اس کو پاس موزے نہ ہوں اور غٹنے کا حکم عورت کو سارے انتہی مختصر شوکانی نے کہا کہ
 نماز میں تو عورت کو اپنا ستر چھپانا واجب ہے لونڈی ہو یا آزاد کہ نہ حضرت منے فرمایا کسی جہاں عورت کی نماز قبول نہیں
 کرتا بغیر ڈھنسی کے (یہ حدیث اوپر گزری تھی) نے کہا اس کو نکالا حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر
 اور ابن حبان اور ابن خزیمہ اور دارقطنی نے علت نکالی اس میں کہ بعضوں نے اس کو مسلار و ہت کیا بعضوں نے سو قفاؤ
 مسل ہونا اس کا زیادہ صحیح ہے) اور حدیث سے دلیل لی اس نے جسے آزاد اور لونڈی کا ستر برابر کہا ہے اور اہل ظاہر کا یہی
 قول ہے اور عورت اور شافعی اور ابو حنیفہ اور جہم و کابہ قول ہے کہ دونوں میں فرق ہے تو لونڈی کا ستر ناف سے گھٹنے تک ہے مثل
 مرد کے اور حجت انکی عمرو بن شعیب کی حدیث ہے جو اوپر گزری اور امام مالک نے کہا کہ لونڈی کا ستر مثل آزاد کے ہے البتہ بال لونڈی کے
 ستر نہیں ہیں اور شاید انہوں نے اہل حجاز کے رواج پر یہ حکم دیا کیونکہ حجاز میں لونڈیاں اکثر اپنے سر کو ہی بہتی ہیں یا بن عبد اللہ
 نے نقل کیا استاذ کا میں عراقی نے شرح ترمذی میں کہا کہ مشہور قول امام مالک کا یہ ہے کہ لونڈی کا ستر مثل مرد کے ہے اب
 اختلاف ہے آزاد عورت کے ستر میں تو بعضوں نے کہا اس کا سارا بدن ستر ہے سو اس نہ اور دونوں پونچھون کے اور یہی قول ہے

ہادی اور قاسم کا ایک روایت میں اور شافعی کا ایک روایت میں اور ابو حنیفہ کا ایک روایت میں اور مالک کا اور بعضوں نے کہا اسکا
دو نوپاؤں اور پائے زریں کا مقام بھی ستر نہیں ہیں اور یہی ایک قول سے قاسم کا اور ابو حنیفہ سے ایک روایت یہی ہے اور
نوری اور ابو العباس کا اور بعضوں نے کہا اسکا سارا بدن ستر ہے سوامندہ کے اور یہی مذہب ہے احمد بن حنبل اور داؤد کا اور
بعضوں نے کہا کہ منہ بھی ستر ہے اور یہی قول ہے بعض شافعیہ کا اور ایک روایت ہے احمد سے انتہے مختصر حاصل ہے کہ کہ ہر عورت کا
یہی مذہب ہے کہ عورت کا منہ اور دو نوپاؤں ستر نہیں ہیں کیونکہ ان اعضا کے کہلنے کی ضرورت ہوتی ہے پر
اگر یہی ستر ہوتے تو عورت کو باہر نکالنا کام کی جگہ کرنا بازار سے سودا سلف لانا دشوار ہو جاتا اور اس لیے میں جو حدیث میں آریز
وہ یہ میں ترمذی نے نکالا عبد الرحمن بن سو سے حضرت منے فرمایا عورت عورت ہو (یعنی سب ستر ہے) یہ خبیث بھکتی ہے تو
شیطان و سپر غلبہ کرتا ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نکالا اسکا ابن حبان نے دو طریقوں سے ایک میں
اتنا زیادہ ہے کہ عورت کی طیر اتنی نزدیک کہیں نہیں ہوتی جتنی اپنے گہر کے تہ خانہ میں ہوتی ہے اور ہر اسے بھی شکونکا لا
دو طریقوں سے پہلی نے کہا ہادی میں جو احادیث میں ق لفظ بیان کیا ہے المرأة عورة مسنونة تو اس لفظ کو معنی نہیں آیا
اور ابو داؤد نے نکالا سن میں حضرت عائشہ سے کہ سماعت ابی بکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں وہ باریک کپڑے
پہنے تھیں آپ نے انکی طیر سے مونہ پیہ لیا اور فرمایا ہے ہمارا عورت جب طیر سے ہوا ہے (یعنی بالغ جوان) تو اس کے
بدن کو کچھ نہ دکھنا چاہیے مگر یہ اور یہ اور اشارہ کیا آپ نے مونہ اور دو نوپاؤں کو طیر ابوداؤد نے کہا یہ حدیث مسند
خالد بن دریک نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا ابن القطن نے کہا اسکے علاوہ خالد مجہول الحال ہے سندری نے کہا
اور اسکی اسناد میں معتبر بشیر ہے اوسین کئی لوگوں نے کلام کیا ہے ابن عدی نے کامل میں کہا اسحدیث کو قتادہ سے
سعید بن بشیر کے سوا اور کسی نے روایت نہیں کیا اور کہی اسنے خالد بن دریک عن ام سلمہ کہا اور کہی خالد بن دریک
عن عائشہ ابوداؤد نے اسل میں روایت قتادہ سے کہ حضرت منے فرمایا اگر کسی کو جب حیض آئے لگے تو اسکا کوئی عضو
نہ دکھنا چاہیے سوا اسکے منہ کے اور دونوں ہاتھوں کے پہونچنے تک اور ام مہدی نے نکالا عقبہ اصم سے اونہوں عطا ابن
ابی رباح سے انہوں نے عائشہ سے اس آیت کی تفسیر میں وَلَا يَجْعَلْنَ مِنَ الْأَعْيُنِ مَنَظَرًا وَلَا يَظْهَرْنَ مِنْهَا وَلَا يَظْهَرْنَ مِنْهَا
اور منہ اور دو نوپاؤں پہلیان ہیں شیخ نے ام میں کہا کہ عقبہ اصم میں لوگوں نے گفتگو کی ہے اور ابو داؤد نے نکالا ام
سے اونہوں کو چہا حضرت منے کہ عورت نماز پڑھے کہ وہ اور اسنی میں بغیر ازار کے اپنے فرمایا ان جب کرتے
اتنا لبا ہو کہ اس کے دو نوپاؤں کی پشت کو ڈانٹنے کا حکم نہ ہو کہ اسکا لاسد رک میں اور کہا یہ بخاری کی شرط ہے
اسحدیث کا ذکر اور گداز ذیلی نے کہا یہ حدیث دلیل ہے اون لوگوں کی جو عورت کی پانوں کو ستر کہتے ہیں (ہادی میں)

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا (ایک لڑکی سے) اور در اور سہی اپنے سر سے نکال کیا تو آزاد عورتوں کی طرح بیٹھنے سے زلیخی نے کہا یہ غریبہ اور عبدالرزاق نے یہ مصنف میں اس سے نکالا کہ حضرت عمرؓ نے اس کے گہر والوں کی ایک لڑکی کو جس کو انہوں نے کہوگٹ نکالا اور فرمایا کہول سے اپنا سر و دست مشابہت کر آزاد عورتوں سے اور عطا سے کہ حضرت عمرؓ سنہ مرتبہ لڑکیوں کو چار دروہنے سے آزاد عورتوں کی طرح ابن جریج نے کہا میں عمرؓ نے عقیلہ ابو موسیٰ شہری کی لڑکی کو مارا چار دروہنے پر اور صفیہ بنت ابی عبیدہ کہ ایک عورت نکلی اور سہی اوڑھے ہوئے حضرت عمرؓ کو چہرہ کون عورت ہے لوگوں نے کہا لڑکی ہے فلا نے کی جو ان کے گہر والوں میں سے تھا یہ سنکر حضرت عمرؓ نے ام المومنین حضرت کے پاس سیکو بھیجا اور کہلایا کہ کیا ہوا جو تم نے اس لڑکی کو اور سہی اوڑھائی اور چادر پہنائی یہاں تک کہ میں نے قصد کیا اس کو سوزا دینے کا میں نے گمان کیا کہ وہ آزاد عورت ہے مت مشابہت کرو لڑکیوں کی آزاد عورتوں سے اور نکالا اس اثر کو امام سہی نے اور کہا کہ اس باب میں حضرت عمرؓ سے صحیح اثر وارد میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا اس بن ابی اس کے کہ حضرت عمرؓ نے ایک لڑکی آئی جس کو وہ چاہتے تھے کسی صاحبزادہ کی ہے اور وہ چادر اوڑھے ہوئی تھی کہوگٹ نکالا ہوئے حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کیا وہ آزاد ہوگئی ہے وہ بولی نہیں انہوں نے کہا تو پھر چادر کیوں اوڑھی اور چادر کو اپنے سر سے اور چادر تو مسلمان آزاد عورتوں کے لیے ہے اس نے دیکر چادر اتارنے میں حضرت عمرؓ عمرہ لیکر اس کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر مارا یہاں تک کہ اس نے چادر اتار ڈالی امام محمد نے کتاب التار میں روایت کیا ابو حنیفہ سے انہوں نے حماد بن ابی سلیمان سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ حضرت عمرؓ لڑکیوں کو مارتے تھے کہوگٹ نکالنے پر اور فرماتے تھے مت مشابہت کریں آزاد عورتوں سے اتنے بلفظ **حَلَّتْ ثَمَّاءُ بَعْقُوبُ بْنُ أَبِرْهَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَمْعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَدَّقْنَا عَنَّا صَلَواتُ الْغَلَاءِ يَغْلِسُ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُو حَلَةَ وَأَنَا دَيْفُ ابْنِ طَلْحَةَ فَكُنَّا نَبْنِي اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رُفَاقِ خَيْبَرَ وَأَنْ رَكِبْتُ لِمَنْ فَعَدَّ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرْنَا دَارَ عَنْ خَيْبَرَ حَتَّى أَتَى أَنْظَرُ إِلَى بِيَاضِ فَعَدَّ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرَجْتُ خَيْبَرَ أَدْبَرْنَا كَمَا جَاءَتْهُمْ فَنَاءَ صَبَابُ الْمُنْدَرِينَ قَالُوا لَنَا وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا هَجَرْنَا قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا وَأَلْحَيْسُ يَعْنِي الْجَيْشُ قَالَ فَا مَنَّا هَا عَنْوَةً فَجَمَعَ السَّبْيَ فَجَاءَ دِحْيَةَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ قَالَ أَذْهَبَ فَمَا جَارِيَةً فَاخْتَصَمَتْ بِنْتُ حَمِيٍّ فَأَدْرَجَتْ إِلَى الرَّبِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اعْطِنِي دِحْيَةَ**

حقیقت بنت حبیب سیدہ فاطمہؓ والضحیدہ لایصلہ الا لک قال ادعوه بها فاجابوا بها فلما نظر الیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خذ باریۃ من السبی عنہا قال فاعتقہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تزوجہا فقال لہ نائیک یا اباحنہ ما اصدفہا قال نفسہا اعتقہا و تزوجہا حتی اذا کان بالطریق جہزہا لہ اثم سلمہا فآہدہا لہ من اللیل فاصبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا فقال من کان عندہ شئ فلیبیحہ وہیہ و یطعمہا فجعل الرجل یبیحہ بالتمی و یجعل الرجل یبیحہ بالتمی قال لہ احسبہ قد ذکر السیوف قال نعم مواحسا فکان ذلک عتقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا خیر کا تو ہم نے نماز پڑھی صبح کی اندھیرے میں خیمبر کے قریب پہر آپ سوار ہوئے ایک گدھے پر جبکی ٹخیل سی کی تھی اور آپ کو نیچے ایک زین تھا خمرے کی چہال و سین بہری تھی بیہقی اور تندی کی روایت میں ہے اور ابو طلحہ (زمین سہل) سوار ہوئے اپنے گدھے کا میں ابو طلحہ کے ساتھ سوار تھا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو دوڑایا خیمبر کی گلی میں اور گرگشتنا آپ کی ان سے چوچا تا تھا پہر آپ نے بندران سے اٹھالی تاکہ جانور کو دوڑانے میں وقت ہو یہاں تک کہ میں اپنی ران کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا جب آپ بستی کے اندر پہنچے تو فرمایا اللہ کبر خراب ہوا خیمبر (یہ خبر دی آپ نے آئندہ کی یا فال کے طور پر فرمایا کہ یہود اس وقت کہ اللین اور ثور کرمان لیکر نکلے تھے مکان کے گرائیکے سامان میں اہم جب اترے کسی قوم کے آنگن میں تو بری ہے صحران لوگوں کی جوڑائے گئے تین بار یہ فرمایا انس نے کہا یہو اس وقت اپنے کوسن کی جگہوں میں نکل چکے تھے (اپنے کام کام کے واسطے باہر نکلے تھے اوکو لشکر آئے کی خبر نہ تھی) انہوں نے کہا یہ محمد بن ابی بکر عبد العیز بن صہیب نے کہا (جو راوی ہیں اسی رشیکے انس سے) اور ہمارے بعض ساتھیوں نے ابن سیرین نے یا ثابت بنانی نے کہا اور لشکر ف بطلت ہے کہ عبد العیز کو حدیث میں ہی لفظ یاد ہے کہ یہود نے کہا محمد بن ابی بکر اور ثابت ابن سیرین کی روایت میں ان پر کہ یہود نے کہا لشکر سمیت ان پہونچے ثابت کی روایت کو کو لکھنے نکالا اور ابن سیرین کی روایت کو سلم نے اور لشکر خمیس کی تفسیر یہ تفسیر عبد العیز نے کی یا اور کسی اوی نے خمیش کو اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں باہر حصے ہوتے ہیں مقدیر اور ساقہ اور قلیب اور سیمینہ اور سیرہ و ت انس نے کہا تو ہم نے خیمبر کو روز سے فتح کیا یہ قیدی لکھے کیے گئے اتنے میں وحید (کبلی) آیا اور انس نے عرض کیا اے نبی اللہ کے مجھے ایک لونڈی دیجیے قیدیوں میں سے یا نے فرمایا جا ایک لونڈی سے (یہ اجازت آپ نے تقسیم کے بعد دی اپنے حصے میں سے یا بطور انعام کے جو امام کو دینا درست ہے) انس نے صفیہ بنت حبیب (ابن اخطاب) کو لے لیا (یہ حضرت مارون کی اولاد میں تھیں یہود میں بڑی

شریف اور نجیب تہین پہ ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں وفات پائی انہوں نے ۳۳۰ یا ۳۳۱ ہجری میں) پہر ایک شخص آ یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور عرض کیا اے نبی اللہ کے آپ صغیرہ حبیبہ کو دیدی جو سر وار ہے قریباً و نظیر کی (یہ دونو قبیلوں کے نام میں یہود کے) وہ تو آپ ہی کے لائق ہے آپ نے فرمایا حبیبہ کو بلاؤ صغیرہ سمیت و آیا صغیرہ کو لیکر آپ صغیرہ کو دیکھا تو (حبیبہ سے) فرمایا تو اور کوئی لونڈی لے لو قیدیوں میں سے **ف** حافظ نے کہا اس شخص کا نام کچھ معلوم نہیں اور شافعی نے ام میں اقدی کی سیرۃ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے حبیبہ کو کمانہ بن سیم کی بہن بی اور کمانہ خاوندزہا صغیرہ کا وہ مارا گیا خیمہ میں تو حضرت ہنلے اور کالیعنے حبیبہ کا دل خوش کر دیا کمانہ کی بہن کو دیکر اور صغیرہ کا پیہر لینا اسوجہ سے تھا کہ آپ صغیرہ کو ایک عام لونڈی لینے کی اجازت دی تھی نہ یہ کہ سب فضل اور عمدہ لونڈی لینے کی ورنہ اور لوگوں پر اسکی ترجیح بلا وجہ ہوتی مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حبیبہ سے صغیرہ کو سول لے لیا سات برس سے دیکر اور پیہر نے میں ایک صلیحت یہی تھی کہ صغیرہ اپنی قوم کی رئیس تھیں وہ حبیبہ کے پاس اگر تہیز نوز میں نہ ہوتیں اور فتنہ اور فساد ہوتا اور ایک صلیحت یہی تھی کہ اسوجہ سے حبیبہ کے پاس ایسی عمدہ عورت کا ہونا پسند کرتے اور سب اسوجہ سے رہتے ہوتا پس ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی شکل تھی کہ صغیرہ کو حبیبہ سے واپس لے لیوڑ (قسط و فتح) بعضوں نے کہا صغیرہ کا پیہر نا حکم الہی تھا اور مالک نے منظور تھا کہ رئیس کی بیٹی مسلمانوں کے رئیس کے پاس ہے اور حضرت ام کی زوجیت کا شرف اسکو حاصل ہوتا ہے کہ آپ صغیرہ کو آزا د کیا اور اسے نکاح کر لیا ثابت ہے اس سے کہا اے اباحمرہ اور انکا مہر آپ کیا مقرر کیا اس نے فرمایا کہ خود ادا کی ذات کو آپ نے او کو آزا د کیا اور اسے نکاح کر لیا اور آزا دی کو مہر مقرر کیا یہ جائز ہے امام احمد حسن ابن سید کے محققین ابو ہریرہؓ کی نزدیک اور تفصیل کی خدا چاہے تو کتاب النکاح میں آویگی جب آپ (حبیبہ سے لوٹ کر) راہ میں تھے (رسد اللہ و حایین مدینہ سے چالیس میل پر) اور انکو (یعنی صغیرہ کو) بناؤ اور سنگار کیا ام سلمہ رحمہ (انس کی ان سے) اور رات کو آپ کے پاس بھیج دیا صبح کو آپ نو شہر تھے آپ نے فرمایا جسکے پاس جو ہو (کہانے کی قلم سے) وہ ملاوے اور ایک دسترخوان آپ بچھو یا تو کوئی کھجور لائے لگا کوئی گھی عبد العزیز نے کہا میں سمجھتا ہوں اس نوبہ کی کہ کوئی ستولانے لگا اس نے کہا پیہر بلایا اور حبیبہ بنایا (حبیبہ کو کہا نا ہے جو گھی اور کھجور پیہر یا ستویا آئے سے بنتا ہے) تو یہی دلیل تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (صغیرہ کے نکاح میں) **ف** حافظ نے کہا باقی فوائد سحدیث کو ہم کتاب النکاح اور کتاب المغازی میں بیان کرینگے فتلائی تو کہا حدیث سے یہ نکلا ہے کہ ولیمہ کی دعوت دخول کی صبح کو کرنا مسنون ہے اور یہ ضرور نہیں کہ دعوت میں گوشت ہی ہو اور سحدیث کو ابو داؤد اور نسائی نے نکالا **باب** فی ذکر فضلی لمرآۃ من الذی آپ عورت کے

عائشہؓ کہنے لگی کہ اسے ضرور میں **فت** میں مندرجے جہود علماء سے نقل کیا کہ عورت کو نماز کے لیے کہے کہ وہ کپڑے ضرور پہن کرے اور اوڑھنی پہن کر کہ اگر فرض ہے کہ اس کا بدن اور سر و تن پہنے تو اگر ایک ہی کپڑا پڑا ہو اس سے سارا بدن ڈھانپ کر سر پہی ڈھانپ لےوے تو نماز جائز ہے اور عطا سے جو رویت ہے کہ عورت فیصلہ اور نہی اور از این نماز پڑھے اور ابن ہریرہ سے ایسا بھی اور چار زیادہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مرد و انکی یہ ہے کہ مستحب ہے کہ کپڑوں میں نماز پڑھنا نہ واجب (نہی) و قال حکمرمۃ کو وارت جسدہا کفۃ ثوب جاز اور عکرم نے کہا جو ملے تو ابن عباس کے اگر عورت نے اپنا بدن چھپا لیا ایک ہی کپڑے تو جائز ہے **فت** یعنی نماز درست جاوے اس اثر کو عبد الرزاق نے نکالا اس میں یہ ہے کہ اگر عورت نے ایک کپڑا لیا اور سارا بدن ڈھانپ لیا سطح کو اس کے بال چھپ کر تو کافی ہے **حدیث** ثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعيب بن الزهري قال اخبرني عن عروة ان عائشة قالت لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الفجر فيشهد مع النساء من الموضات متلفعات في مروطهن ثم يخرجن الى بيوتهن ما يعرفهن احد ثم يرجعن الى بيوتهن عائشہ صلیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز پڑھتے تھے تو آپ کے ساتھ مسلمانوں کی عورتیں جماعت میں حاضر ہوتیں اپنی چادر وں میں لپٹے پھرتیں پھر لوٹ کر لپٹے گھر وں کو جاتیں انکو کوئی نہ پہچانتا **فت** انہ میرے کی وجہ سے اس روایت میں متلفعات ہیں اور موطا کی روایت میں متلفعات ہیں اور مطلب دونوں کا ایک ہے یعنی سر سے پانون تک پیٹے ہوئے امام بخاری نے اسی روایت سے استدلال کیا کہ عورت کی نماز ایک کپڑے میں جائز ہے حالانکہ یہ مطلب اس روایت میں نہیں ہوتا کیونکہ شاید وہ عورتیں چادر کے اندر دوسرے کپڑے پہنتی ہوں اور جواب اس کا یہ ہے کہ ظاہر حتمال ہی ہے کہ دوسرے کپڑے نہ ہو کیونکہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے اور ہم نے متذکرہ کتاب میں بیان کیا کہ امام بخاری کی عادت یہود و متما لون دار لفظ سے دلیل لانے کی گوارا لوگ اس استدلال کو نہیں مانتے اور نہ پہچاننے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آپ بہت اند میرے میں صحیح کی نماز پڑھتے اور اند میرے ہی میں نماز سے فارغ ہو جاتے یا وہ اپنے تئیں چھپانے میں مبالغہ کرتے حافظ نے کہا اس حدیث کی باقی بحث موقوت میں آوے گی اگر خدا چاہے **باب** اذا صلى في ثوب له اعلام ونظروا الى حمله ايل را کپڑے میں نماز پڑھنا اور نماز میں اس کی بیل نظر نہ رکھنا **حدیث** ثنا احمد بن يونس قال حدثنا ابراهيم بن سعد قال حدثنا ابن شهاب عن عروة عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى في خيصة لها اعلام فنظر اليه اعلامها نظره فلما انصرف قال اذهبوا فحيصصني هذه الى ابني جفيم واستوبوا يا بني جفيم فانها الهنئ اوفاعن صلوتي وقال هشام بن عروة عن ابنه عن عائشة

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ أَنْظُرَ إِلَى عِلْمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَذْتُ إِيَّاهُ فَقَبَضْتُ ثُمَّ جِئْتُهُمُ الْيَوْمَ
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمی میں نماز پڑھی اوس میں نقش تھے آپ نے ان کو تشبیہ و تمثیل
 ایک نظر والی نماز میں (جہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کلمی ایسا ابوجہم کے پاس اور جبکہ ابوجہم کا (ادکانام عامر بن خدیجہ سے
 وہ سلام لائے جس دن کو فوت ہوا اور عادیہ بن کی اخیر خلافت میں (رے) سادہ مکمل لا دو کیونکہ اس کلمی نے جبکہ ابوجہم نماز سے
 غافل کر دیا تھا **ف** حافظ نے کہا آپ نے کلمی ابوجہم کو اس لیے بھیجی کہ اونہوں نے ہی وہ آپ کو بھیجی تھی تھکے کے طور پر جیسے مالک
 نے روایت کیا موطا میں حضرت عائشہ سے کہ ابوجہم بن خدیجہ نے ایک کلمی نقل کیا حضرت کو وہ یہ بھیجی آپ نے اوس میں
 نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کلمی ابوجہم کو پہلے اور پھر بیکار نے اس کے خلاف روایت کیا مگر طریق سے
 اوس میں یہ ہے کہ آنحضرت کے پاس دو کالی مکلیاں آئیں آپ نے ایک خود پہنی اور دوسری ابوجہم کو پہنچادی اور
 واؤنے دوسرے طریق سے دیت کی اویق ہے کہ ابوجہم کی کردی آپ نے لی لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کلمی کرنا
 سے بہتر ہے ابن ابی طالب نے کہا حضرت ابوجہم سے دوسرے کلمی اسکو ابھیجا تاکہ اونکو ہدیہ کے طور پر دینے سے منع نہ ہو اور اس
 سے یہ نکلا کہ یہ کلمی کو اگر اسکا بیغیر درخواست کے پہنچ دیا جاوے تو اسکا لے لینا درست ہو اور یہ جو فرمایا اوس نے
 مجھے نماز سے غافل کر دیا اسکا مطلب یہ کہ کمال حضور میں خلل واقع ہوا اور دوسری معلق وہی تھی جبکہ مکلف نے اگر
 ذکر کیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضور قلب میں خلل نہیں ہوا تھا لیکن آپ کے خلل پڑنے سے اور یہاں ہی امام مالک کی روایت
 میں ہے تو اس روایت کی تاویل کیا دی گئی کہ فقیہ العید نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو نماز کی درستی کا
 کتنا خیال تھا اور آپ ابوجہم کو وہ وہیں بھیجی تو اس سے یہ طلب نہ تھا کہ ابوجہم اسکو پہنچانے میں جیسے آپ عطار کو
 جو حضرت عمر کو بھیجا اور فرمایا میں نے اسے نہیں بھیجا کہ وہ اسکو پہنچے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو رنگ یا نقش وغیرہ
 نماز میں خلل لاو اور دل لگنی سے منع ہو تو اسکا استعمال کر دے اور اپنے صحابہ کا ہدیہ قبول کرنا چاہیے اور طبیعت سے کہا آنحضرت
 سے ثابت ہوتا ہے کہ صورتوں کے اور ظاہری اشیاء کی مقدس اور پاک دلوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے عوام کا کیا ذکر ہے فتح
 مخصر قسط لانی کو کہا بعضوں نے کہا کہ حضرت ص کی دو حالتیں تھیں ایک حالت بشری اور ایک حالت خاص تو حالت بشری
 کی نظر کرتے آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غافل کر دیا نماز سے اور دوسری حالت کی نظر کرتے یہ فرمایا کہ مجھے ڈر ہوا غفلت کا اور آنحضرت
 سے یہ نکلا کہ نماز میں حضور قلب ضرور ہے اور ان کا سوچنا ترک لازم ہے جن سے حضور قلب میں خلل واقع ہوا اور قرآن
 سے ثابت ہے کہ جو نمازی اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں وہ نجات پائے والے ہیں اور مرد کو پہنچنے والی ہیں کیونکہ نمازی
 اپنے مالک سے سرگوشی کرتے ہیں اور مالک سے سرگوشی کرنے میں بہت ادب ضرور اور لازم ہے اور دوسرے طریق مل لگانا اس مالک کے

ساتھ جو دلی انت خوجا تھا ہے بڑی بے ادبی ہے لہذا سے زیادہ متبرح کہتا ہے حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسجد کی
 الارش کرنا اور اس میں اقسام کے نقش و نگار اور طرح طرح کے رنگ چڑھانا اچھے انسانان میں رائج ہے مگر وہ خلاف سنت
 ہے کیونکہ نمازیوں کے حضور قلب میں ان باتوں سے غفل واقع ہوگا اور جب حضرت م کو اس امر کا ڈر ہو تو اور کسی بغیر تشریف
 کی بات کا قابل اعتبار ہے جو کہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے میری نماز میں خلل نہیں ہوتا وقال هشام بن عمار عن
 ابیہ عن عائشۃ قال لیس فی صلوٰۃ علیہ وسلم کنت انظر الی علیہا واکافی الصلوٰۃ فاکان ان
 تفتتنی اور هشام بن عروہ نے کہا ایسا بے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا میں نے کھتا تھا اسکی افش کی طرف نماز میں تو میں ڈرتا ہوں کہ میں وہ عجیب وقت میں ڈالوں یعنی غافل کئے شیخ
 اور خصوصاً سے اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ و مسلم اور ابو داؤد نے نکالا **باب** ان صلے فی ثوب مصلب او تصاویر
 هل یفسد صلوٰۃ وما ینتہی من ذلك اگر اس کی پٹری کہیں کرنا پڑے جس میں صلیب یا جانور کی صورت
 بنی ہو تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں اور اسکی مانعت **ف** حافظ نے کہا امام بخاری کی عادت یہ کہ مسائل اختلافی میں
 ترجیح بایہ جزم کے ساتھ قائم نہیں کرتے ویسا ہی یہاں بھی کیا کیونکہ اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے اور یہ بھی ہے
 اصول کے لئے مسئلہ کو کہ نہیں فساد کو مقتضی ہے یا نہیں بہت مختصر **حک** ثنا ابو معمر عبد اللہ بن عمر و قال
 حک ثنا عبد الوادئ قال حک ثنا عبد العزیز بن صہیب عن ائیس قال کان قد امر لعاشرۃ سنۃ من
 جانب بیتہما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیطی عنک ہذا امانۃ کا کہ ان تصاویر کو مٹا
 فی صلوٰۃ ترجمہ اس سے روایت ہوا انہوں نے کہا حضرت عائشہ کا ایک پردہ تھا جسکو انہوں نے گھر کے ایک
 کونے میں لٹکایا تھا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا یہ پردہ ہمارے پاس سے دور کر کیونکہ اسکی تکرار
 ہمیشہ نماز میں میرے ساتھ آتی ہیں **ف** حافظ نے کہا احمد کی تطبیق ترجیح بایہ شکل ہے کیلئے کہ او میں صلیب
 (ترسل) کا ذکر نہیں ہے نہ اپنے او کو کہ ہونا نماز میں اور کو ہنجر نماز پڑھنے سے منع کیا اور جواب اسکا یہ ہے کہ جب
 لٹکانے سے منع کیا تو پسینے سے بطریق سے منع ہوگا اور رسول تصویر کے حکم میں ہے اور دور کرنا حکم گویا مانعت سے
 اسکی شتمال کی اور شاید یہ وقت ہے اشارہ کیا اور جیٹ کی طرف جسکو کتاب اللباس میں نکالا حضرت عائشہ سے کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گہرین کوئی چیز ایسی نہ چھوڑتے تھے جس میں رسول نبی ہوتی بغیر ٹوڑے ہو
 اور اسمعیلی کی روایت میں پردہ اور کپڑا مذکور ہے اور باب کی حدیث یہ نکلتا ہے کہ ایسے کپڑے سے نماز فاسد نہیں ہوتی
 کیلئے کہ اپنے نماز کو توڑا نہیں اور اسکا اعادہ کیا اور باقی بحث احمد کی خدا ہے تو کتاب اللباس میں آئے گی

فقط طلالی نے کہا تھا تاہم فیضیہ احمدیہ سے مطلقاً ہجرت کی کارہمت نکالی ہے اور حقیقتاً فرس کو بستے کیا ہے یعنی چھوٹے پر اگر وہ نہیں ہوں تو مضائقہ نہیں کیونکہ زوندی علی بن ابی ذر نے کہتے ہیں کہ ایک روز احمد کا ایک دوست وہ بیت میں اور احمدیت کو بولنے کے لباس میں ہی نکالا اور دسالی نے شوکانی نے کہا ابو داؤد احمد اور دسالی نے یہی احمدیت کو نکالا وہ سہیچ ہے کہ آپ نے کہہ میں کوئی کپڑا ایسا نہ چھوڑتے جس میں صلیب ہوتی مگر اس کو توڑ ڈالتے بگاڑ دالتے یا کاٹ ڈالتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اون کپڑوں اور پردوں اور بچھوڑوں کا کہنا جائز نہیں جن میں تصویریں ہوں اور بری بات کو بگاڑنا نامتہ سے درست ہے بغیر مالک کے پوچھے ہوئے خواہ اپنی بی بی ہو یا اور کوئی کیونکہ حضرت م سے ثابت ہوا جس نہ کہ فتح ہوا اوس دن آپ چٹری سے شادہ کرتے ہر بت کی طرف وہ وندنا کر پڑتا اور آپ فرماتے جانا جی اور انباطل سہا نک کے تین سوساٹہ تھوڑے ساٹہ پائے ایسا ہی کیا اور بخاری نے ابن عباس کی روایت کو نکالا کہ جب حضرت نے تصویروں کو دیکھا خانہ کعبہ میں تو آپ اندر نہیں گئے یہاں تک کہ حکم دیا وہ مشائی لگیں اس وقت آپ اندر نہ گئے اور آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کی موتیں دیکھیں ان کے ہاتھوں میں پائے تھے آپ نے فرمایا اللہ شہر کہیں کو تباہ کرے انہوں نے کہہ یہی پائے نہیں ہیں کی تو دئی نے کہا ہمارے صحابہ نے کہا کہ حیوان کی ہجرت بنا اسخت حرام اگر کیر گاہو گروہ کو دیکھو نیکی دینا دیکھو جائز کانا حرام ہے خواہ وہ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا روپیہ اور شرفی میں یا ہے میں یا برتن میں یا دیوار میں البتہ جہاڑ یا پاٹ کی یا اور چیزوں کی جن میں جان نہ ہو حرام نہیں ہے یہ تو حکم تصویر بنانے کا ہے آپ اس چیز کا کہنا جس میں جاندار کی ہجرت ہو تو اگر دیوار پر لٹکی ہو یا کپڑے پر یا عمامہ پر جہاں اوسکی ذلت نہ ہوتی تو وہ حرام ہے اگر فرش پر ہو جو روڈا جاوے یا کیر پڑوٹو شک پر جہاں ذلت ہوتی ہے تو حرام نہیں لیکن اسکی وجہ رحمت کے فرشتے روکے جاتے ہیں یا نہیں یہیں اختلاف ہے اور کچھ فرق نہیں ہے سایہ ارادے سایہ وارورت میں (یعنی مجسمہ اور غیر مجسمہ میں) دونوں حرام ہیں یہ ہمارے مذہب کی خلاصہ ہے اور ایسا ہی لکھا مجموعہ علماء نے صحابہ و تابعین اور بنی بعد ہم میں سے اور یہی مذہب ہے قوری اور مالک اور ابو حنیفہ وغیرہ کا اور بعض سلف کا یہ قول ہے کہ مخالفت اور دونوں سے ہو جو سایہ دار ہوں (یعنی مجسمہ ہوں) اور ان دونوں میں کچھ قیامت نہیں جو بے سایہ اور غیر مجسمہ ہوں جیسے عکسی اور متنی تصویریں جو کاغذ یا کپڑے یا روپیہ اور شرفی پر بنائے جاتے ہیں اور یہ مذہب باطل ہے کیونکہ جس پر دے پر آپ نے انکار کیا کہ اوس میں تصویریں ہیں وہ بے سایہ اور تھیں اور احادیث میں مطلق تصاویر کا ذکر ہے مجسمہ ہوں یا غیر مجسمہ (نہری نے کہا مطلق تصویر سے مخالفت ہو سید طرح اوس چیز کے استعمال سے میں میں تصویر ہو سید طرح اوس لکھ جائے سے جس میں موتیں ہوں خواہ یہ موتیں کپڑے میں نشان اور نقش

ہوں یا بے نقشب خاہ دیوار میں ہوں یا کپڑے میں یا پچھونے میں ذلیل ہوں یا غیر ذلیل کیونکہ ظاہرِ حادث کی کائنات میں
یہی ہو اور سلم نے جو حدیث حضرت عائشہ سے درلود کہ (پچھونے) کے باب میں روایت کی وہ اس مذہب کی تائید کرتی
ہے اور بعض علماء نے کہا کہ وہ تصویریں جائز ہیں جو کپڑے پر نقش ہوں خواہ ان کی دولت کیجاوے یا نہ کیجاوے خواہ دیوار
میں لٹکاے جاویں یا نہ لٹکاے جاویں اور یہی مذہب ہو قاسم بن محمد کا اور زید بن ارقم صحابی سے یہی ایسا ہی مقول
ہے اور اجماع کیا ہے علماء نے اوس تصویر کی مخالفت پر جب کاسایہ ہو اور کہا ہے کہ واجب ہے بدل اللہ اوس کا قاضی عیاض
نے کہا کہ حدیث سے گڈیان کیلئے کا جواز چھوٹی لڑکیوں کے لیے ثابت ہو لیکن امام مالک سے اپنی لڑکی کے لیے گڈیان خرید
کر وہ رکھا ہے اور بعضوں نے یہ دعوے کیا ہے کہ گڈیوں سے کیلئے کا جواز مخالفت کی حدیثوں سے منسوخ ہے امام
اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ حضرت انس نے فرمایا میرے پاس حضرت جبریل آئے اور کہنے لگے
میں تمہارا شکل کی امت کو آیتا تھا لیکن میں اس حجرے میں گہن سکا جس میں تم تھے سو جسے کہ اوس میں اس کی صورت
تھی اور گہن میں ایک ادنیٰ پردہ تھا جس میں موتیر تھیں اور گہن میں ایک گٹا تھا تو حکم دیجئے ثورت جو گہر کے دروازے
پر تھی شکستہ کرنا جاوے اور جہاز کی طرح کر دیا جاوے اور حکم دیجیے پردے کو وہ کا کر کے دو گدے بنا دیے جاویں جو
زمین پر پڑے رہیں لوگ او کو روزین اور حکم دیجیے کہ کوہ نکالا جاوے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا
ہی کیا کہ کوہ کو جو دیکھا تو وہ ایک پلہ (کتے کا بچہ) نکلا وہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا تھا اسباب کو تے سے
نکلا مسلم کی روایت میں کہ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے چہرے پر ایک پردہ ادنیٰ یا ایک ڈالٹا تھا نسائی
کی روایت میں کہ حضرت جبریل نے کہا میں کیونکر داخل ہوں آپ کے گہن میں ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں
شوکانی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ چہرے پر کچھ کے لیے کتے کا پلہ پانا درست ہو اور بعضوں نے اس سے دلیل
لی ہے کہ تو کی ظہارت پر اور سلم نے روایت کیا کہ حضرت عائشہ سے کہ حضرت عائشہ کا ایک بچہ بنا
یا کپڑا پارڈا لاجس میں تصویریں تھیں پر دار گھوڑوں کی یہاں تک کہ انہوں نے اوس کے دو گدے بنا ڈالے اور سلم اور ابو داؤد
نے ابو طلحہ سے نکالائے نسائی اور سلم سے آپ فرماتے تھے فرشتے اوس گہن میں نہیں جاتے جس میں گٹا ہو یا
سورت ہو اور سحریش میں یہ ہے کہ اپنے فرمایا کہ وہ کسرت جو نقش ہو کپڑے میں شوکانی نے کہا یہ حدیث اگر صحیح ہو
رغم اوس کا تو خاص کر لگی ان صورتوں کو جو نقش ہوں کپڑے میں یعنی اونکار کہنا جائز ہو گا اور مجربین سے کہ درخت
وغیرہ کی تصویر جس میں جان نہیں ہو بالاجماع جائز ہے اور سلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے نکالا حیان بن حصیب سے
انہوں نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھ کو نہ کہیوں اس کا م پر جس پر مجھ کو بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وتم کہ کوئی صورت نہ چھوڑو گراؤ سکو شایع ہو اور کوئی اپنی قبر نہ چھوڑو گراؤ سکو برابر کر دیجیو اور تمام احسانے رویت کیا
حضرت علی رض سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تہ آپ نے فرمایا تم میں سے کون مدینہ کو چلتا
ہے وہاں کوئی بت نہ چھوڑے گراؤ سکو توڑ ڈالے اور کوئی قبر نہ چھوڑے گراؤ سکو برابر کر دیجیو اور کوئی تہ نہ چھوڑے گراؤ سکو
وہ صورت نمایاں ہے) ایک شخص ابولایمین چلتا ہوں یا رسول اللہ یہ سنکر مدینہ والے ڈرے اور وہ شخص گیا بہر لوٹ کے
آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے وہاں کوئی بت نہ چھوڑا جسکو نہ توڑا اور کوئی قبر نہ چھوڑی جسکو برابر نہ کیا اور
کوئی صورت نہ چھوڑی جسکو (مٹی) نہ لٹھیری پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جو شخص ابولایمین کو لکھ کر لے ان
کا مول میں ہی (یعنی صورت بناوے یا بت یا قبر اونچی کرے) اوس نے انکار کیا اوسکا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر لڑا
مسند میں نے کہا اسکا اسناد عمدہ ہے اگر خدا چاہے بتو دواد اور نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت علی رض سے
روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اوس گہر میں تہ میں جاتے جس میں صورت نہ ہو یا جنب کیا نہ بدلتا
نئے بونہر رہے حضرت نے فرمایا قیامت کے دن دو رخ میں سے ایک گردن نکلے گی اسکی دو آنکھیں ہوں گی جز
سے وہ دیکھی گی اور دو کان ہونگے جنبے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی وہ کہو گی میں ہر قدر
ہوئی تہن آدمیو نپیر ایک تو اسچہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کیا ہو دوسرے ہر ظالم بدکار پر قیامت صورت بنا
والو پڑا رہا تہی حدیث میں تصاویر کے متعلق خود صحیح بخاری میں موجود ہیں اوسکو ہم نے استقامت پر بیان نہیں کیا اوسکا کیا
خارج ہے تو کتاب اللباس میں آگیا **باب** مَنْ صَلَّى فِي حَرْبٍ حَرِيرَةٍ نَزَعَهُ جَوْشَخْ حَرِيرٍ (یعنی حیرا
میں نماز شروع کرے پھر اوسکو اتار ڈالے) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ**
عَنْ أَبِي الْحَدِيدِ عَنْ عَفِيَّةَ بِنْتِ عَامِرٍ قَالَ أَهْدَيْتَنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُ حَرِيرٍ فَلَمَسَهُ فَصَلَّى
بَيْنَهُ نَحْنُ اللَّهُ حَرَكْتَ فَتَزَعَهُ نَزَعًا شَدِيدًا كَالْمَكْرَاهِ لَهُ وَقَالَ لَا يَسْبُحُنِي هَذَا اللَّيْثُ فَقِيلَ تَرَجَمَهُ عَقِبُ بَن
عَامِرٍ (یعنی جو قادی اور فصیح اور کاتب تھے مرے معاویہ کی خلافت میں) روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم پاس ایک قبائلی گئی تھخ کے طور پر (وہ اکید بن عبد الملک دوسرے ابجدل والوں سے بھیجی تھی) اپنے اوسکو پہنایا
اوس میں نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہو کر اوسکو دوسرے اتارا جیسے کوئی راجا کو اتارتا ہے اور فرمایا یہ (یعنی حیر)
یہ نہیں گارون کے لائق نہیں ہے) حافظ نے کہا ظاہر حدیث یہ یہ نکلتا ہے کہ اسوقت تک مردوں کو حیر پہننا
حرام نہیں ہوا تھا اور دلالت کرتی ہے کہ یہ حیر کچھ دیر تا امام مسلم کے پاس اوس میں یہ ہے کہ اپنے نماز پڑھی دیا کہ
قبائلیں پھر اوسکو اتار ڈالا اور فرمایا جبکہ جو حیر علیہ السلام نے منع کیا اور یہ لفظ کہ یہ نہیں گارون کے لائق نہیں ہے

اس سے بھی یہی مضمون نکلتا ہے کیونکہ اگر حریر حرام ہو گیا ہوتا تو پرہیزگار اور غیر پرہیزگار سب برابر میں حرمت میں اور
احتمال ہے کہ پرہیزگار سے سلمان مراد ہو اور اتارنے کا سبب نکلتا ہوگی اور حرمت اسی وقت سے شروع ہوئی ہو اور جب
یہ ثابت ہوا تو اس حدیث میں دلیل ذریعہ اسی شخص کی جسے زینبی کپڑوں میں نماز پڑھ رہی تھی اس وجہ سے کہ حضرت ابی
اوس نماز کو نہیں پڑھا کیونکہ زونا ناما اس سے تھا کہ حرمت سے پہلے اس میں نماز پڑھی تھی اب حرمت کے بعد زینبی
کپڑے میں کوئی نماز پڑھے تو اس میں اختلاف ہے چہرہ کے نزدیک نماز حلال ہو جاوے گی لیکن حرمت کے ساتھ اور امام مالک کے
نزدیک اگر نماز کا وقت باقی ہو تو اس کا اعادہ کرے تمام ہوا کلام حاقط ابن حجر علیہ الرحمۃ کا فقہ البیاری ابن سطلانی
نے کہا عورتیں مستثنیٰ ہیں کیونکہ مستحقین حدیث جمعہ مذکور کا ہے پس عورتوں کو زینبی کپڑا پہننا درست ہے اور ان کا مستثنیٰ ہونا
دوسری حدیث ثابت نہیں ہے کہ نماز اور زینبی میری امت کی عورتوں کو حلال کیا گیا اور میری امت کو مردوں پر حرام
کیا گیا تو زینبی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے البتہ رافضی نے کہا ہم یہ کہ حریر کا بھانا مکروہ ہے عورت کو بھی اور نووی
نے کہا صحیح یہ ہے کہ حلال ہے اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے پہر اگر مرد نے حریر پہنے لگا
کپڑے میں نماز پڑھی تو نماز ہو جاوے گی لیکن وہ گنہگار ہوا حرام کام کی وجہ سے اور خفیہ کہتے ہیں کہ نماز مکروہ ہوگی لیکن
صحیح ہو جاوے گی اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر وقت باقی ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھ لیوے اگر دوسرا کوئی کپڑا مل سکے اور اگر نادرہ یا
خارجا ہے تو کتاب اللباس میں آویگا اور مولف نے اس حدیث کو لباس میں ہی نکالا اور مسلم اور نسائی نے صلوٰۃ میں
ان سے شوکانی نے کہا جن لوگوں نے حریر میں نماز کو حرام کہا ہے ان میں سے ہیں امام مادی اور ناصر اور منصور البانیہ
اور شافعی اور امام مادی کا ایک قول اور ابو العباس اور یزید باشند اور امام یحییٰ اور اکثر فقہ کا یہ قول ہے کہ حریر میں نماز
مکروہ ہے کہتے ہیں کہ حریر پہننا جو حرام ہوا اسکی علت یہ ہے کہ تلبیک نماز حرام ہے اور نماز میں تلبیک نہیں ہے اور مسلم
نے جابر سے کہا کہ حضرت نے نماز پڑھی دیا کے قبائین پہر اسکو اتار ڈالا اور فرمایا کہ جبریل نے مجھ کو منع کیا
اس سے یہ نکلتا ہے کہ اپنے حریر کی حرمت کے پہلے اس میں نماز پڑھے اور اسکو پہنا اور پہلے اس کے بیاج ہونے
والا کہتی ہے وہ حدیث جو ابن مالک نے کالی کہ دوسرے کے ایک نسخہ رسول اللہ علیہ السلام کو سند کا ایک
جبرہ یا دیاج کا حریر منہ ہونے سے پہلے اپنے اسکو پہنا لوگوں نے اس کو تعجب کیا اپنے فرمایا قسم اسکی جسکے
میں میری جان ہے البتہ سعد بن حاذک کے زمانہ حنبلیہ میں اس کو اچھی میں تخریر ہے کہ اگر حریر کی ہوا دوسرا کپڑا نہ ملے تو
کے نزدیک حریر میں نماز صحیح ہو جاوے گی پہر اگر ننگے نماز پڑھی تو نماز باطل ہو جاوے گی اور امام احمد حنبل نے کہا کہ ننگے ہو کر
نماز پڑھے جیسے اگر کپڑا نہیں ہو تو اسکو نہ پہنے اور ننگے ہو کر نماز پڑھ لیوے امام احمد اور مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے کہا

[illegible]

پہرینے بال کو دیکھا نہ ہون نے ایک برجی بالی کو سکوگاڑا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آبدھوسے سرخ جوڑے
 میں (اسی جوڑے بابت لکھا ہے) اپنا کپڑا اوٹھائے ہو کر آپ کی نڈکیاں کہل گئی تھیں مسلم کی روایت میں ہے گویا
 میں آپ کی نڈکیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں) آپ نے برجی کی طرف نماز پڑھی لوگوں کے ساتھ اور میں نے دیکھا کہ لوگوں
 کو اور جانوروں کو وہ برجی کے سامنے سے گذر رہے تھے حافظ نے کہا اسکی باقی حجت خدا چاہے تو ستر کے
 باب میں آویکٹی تطلانی نے کہا اس حدیث کو مؤلف نے لباس میں ہی نکالا اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے
 شوکانی کہا بخاری اور مسلم نے براہین عازب سے نکالا کہ حضرت ام میناء قاصدہ آپ کے دونوں ہونٹوں سے کچھ چھین زیادہ
 فاصلہ تھا (یعنی سینہ کچا چڑا رہا تھا) اور آپ کے بال کانوں کی انوکھ پینچو تھے یعنی آپ سرخ جوڑے میں دیکھا اور نیز
 نے لکھا کہ آپ نے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا اور اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی نکالا اور ابو داؤد نے
 عام غزنی سے نکالا لیکن اسکی اسناد میں اختلاف ہے کہ میں نے حضرت ام کو دیکھا مینا میں خطبہ پڑھتے ہوئے ایک حجر پر اور
 آپ پر ایک سرخ چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے گوتے لوگوں کو آپ کا کلام سمجھاتے تھے بدتر تفسیر میں ہے کہ اسکا
 اسناد حسن ہے اور بیہقی نے جاری سے نکالا کہ حضرت ام کے پاس ایک لال کپڑا تھا جسکو آپ عیدین اور جمعہ میں پہنتے اور نیز
 خزینہ نے لکھا کہ اوس میں لال کا لفظ نہیں ہے اور ان حدیثوں سے حجت ملی ہے اوس نے جس نے لال رنگ پہنتا
 مردوں کو جائز رکھا ہے اور یہی قول ہے شافعیہ اور مالکیہ کا اور عسکرت اور حنیفہ نے لکھا کہ مردہ کہا ہے اور دلیل انکی
 حدیث ہے عبد اللہ بن عمر کی جو اوپر گذری لیکن اسکی اسناد میں ابوبکر قاتل ہوا ہے اس کے نام میں اختلاف ہے سندی نے
 کہا اسکی حدیث حجت نہیں ابو داؤد نے کہا الحمد للہ میں نے یہ کہا ہے کہ آپ نے کسم کے رنگ کو مردہ جانا اور انکا قول
 یہ ہے کہ کسم کے سوا اور چیزوں سے جیسے گیسو وغیرہ اگر سرخ رنگ کا جوے تو اس کے پہننے میں قباحت نہیں اور حضرت
 ہے رافع بن خدیج کی جسکو ابو داؤد نے نکالا کہ ہم حضرت ام کے ساتھ نکلے سفر میں آپ نے ہمارے کجاوون اور ٹونوں
 پر کھینچے جن میں روئی کی سرخ لکیریں تھیں آپ کو فرمایا کیا میں نہیں دیکھتا کہ یہ سرخی تمہارے اوپر چپا گئی یہ منکر ہم جلد ہی
 اوٹھنے آپ کو فرمائے اور ہم نے ان کلموں کو اتار ڈالا اور اس حدیث میں خفیہ کی حجت نہیں کیونکہ لکیروں دار سرخ کو ہونٹوں
 نے جائز رکھا ہے علاوہ اوس کے اسکی اسناد میں ایک شخص محمول ہے اور حدیث ہے نبی اسکی ایک عورت کی کہ میں ایک
 دن زینب پاس تھی جو بی بی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہم اپنے کپڑے رنگ سے تھوڑے تھے جو ایک لال
 رنگ ہے ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آبدھوسے جب آپ نے سفر کو دیکھا تو لوٹ گئی زینب جو یہ
 دیکھا تو وہ سمجھ گئیں کہ حضرت ام نے بڑا جانا اس رنگ کو وہ گئیں اور اپنے کپڑے دھو ڈالو اور ساری سرخی کو چھپا دیا

پہر حضرت مہر لوت کر کے اور بہا کا جب کچھ دیکھا تو اندر زشر لپٹ لائے روہیت کیا کھو بودا و دوسے اسی ہندوین میں پھیل
 بن جیاس ہے اور اسکا بیٹا اور دونوں میں گفتگو ہے اور یہ دلیلین ایسی ہیں کہ اگر انکی صحت کو مان لیا جاوے اور انکا
 کوئی معارض ہو جب یہی اسے کہہ نہت نکلیں گے اور صحت پر بہا کا جب انکا قوی معارض ہو اور وہ صحیح نہ ہوتو
 کیونکر صحت ہو سکتی ہیں البتہ انکی قوی دلیل وہ ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ منہ کیا آپ لانی پو شون سے اور
 جو رد کیا بودا و داور تائی اور ابن اچا اور ترمذی نے حضرت علی سے کہ منہ کیا حضرت منہ نے ریشی کپڑے کو اور لال زین
 پوش سے لیکن یہ دونو حدیثیں دعوے سے خاص ہیں اور دعوے عام پر غایت سے کہ لال زین پوش کی حرمت نکلے
 گی نہ اور لال کپڑہ انکی خصوصاً جب حضرت منہ سے اسکا پہننا ثابت ہوا اور ردیت کیا حاکم نے کنی میں اور بن قانع نے اور
 ابو نعیم نے مصرفت میں اور ابن سکین اور ابن مندہ اور ابن ابی نعیم نے رافہ بن بردیا زعفر بن خدیجہ سے کہ فرمایا حضرت منہ کہ
 شیطان پسند کرتا ہے سرخی کو تو جو تم سرخی سے اور ہر ایک کپڑے کو شہر کے آدمی طہرائی نے کھلا اعران حسین سے کہ فرمایا
 حضرت منہ جو تم سرخی سے کیونکہ وہ سب زیادہ پسند زینت ہو شیطان کو اور عبدالرزاق نے اس سے ایسا ہی کلام نقل
 اور یہ حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور محال ہے کہ حضرت منہ اس کلام کو کرین جو شیطان کو پسند ہو اور ابن قیم نے جو کہا کہ سرخ سے مراد
 کاڑی دار ہے جس میں سیاہ کا ڈیاں ہی تھیں اور جسے زاسرخ سمجھا اوس نے غلطی کیا تو یہ کلام ہے دلیل ہے کیونکہ سرخ
 سے ظاہری مطلب یہی نکلتا ہے کہ زاسرخ ہوا غلط ابن جریر نے کہا کہ لال کپڑے میں سات مذہب ہیں ایک یہ کہ مطلقاً
 جائز ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علی اور طلحہ اور عبداللہ بن جعفر اور براء اور متعدد صحابہ سے اور سعید بن المسیب
 انھی اور شعبی اور ابو ہریرہ اور ایک طاقت تابعین سے دوسرے یہ کہ مطلقاً منہ ہے تیسرے یہ کہ ہڈا تا لیسے خوب تیز سرخ
 منہ ہے ایسا ہی منقول ہے عطاء اور طاؤس اور جابر سے جو کہی کہ یہ قصد زینت اور شہرت منہ ہے اور کہ میں جائز
 ہے ابن عباس سے ایسا ہی منقول ہے یا یحییٰ یہ کہ رنگ کرنا جاوے تو درست ہے اور بکر زنگا جاوے تو درست
 نہیں خطابی نے یہ طرف سے لیا ہے یہ کہ کم کا سرخ زنگ منہ ہے اور چیز زنگا درست ہو سائون یہ کہ زاسرخ
 منہ ہے اور جس میں اور زنگ ہی ہو جیسے سیاہ وغیرہ درست ہے، پھر حافظ نے کہا تحقیق یہ ہے کہ مشابہت کفار
 یا عورتوں کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے یا درست ہو اور بغیر اسکے درست ہے تو امام مالک کا مذہب قوی ہو
 کہ مفسلون میں منہ ہے اور کہ میں درست ہے انتہی مختصر باب الصاۃ فی الشطوط والمذکر
 والختب جہت یا منبر یا لکڑی پر نماز پڑھنا ف حافظ نے کہا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ یہ درست ہو اور
 اس میں بعض تابعین اور مالکیہ کا خلاف ہے جب امام ابو یوسف جگہ پر ہو قال ابو عبد اللہ وکذا فی الحسن باسما

اَنْ يَصِلَ عَلَى الْاُخْيَرِ وَالْقَنَاطِرِ وَلَنْ جَرِّهٖ مَحْجُوهٌ اَوْ كَوْفُهَا اَوْ اَمَامَهَا اِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سَافَرَةٌ
 ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا امام حسن ابصری رحمہ اللہ اس میں کوئی قباحت نہیں دیکھی کہ آدمی جیسے ہرے یا بلی کی
 برف اور پتھر پر نماز پڑھے اگرچہ اونٹ کے پنجے پر بیٹھا ہو یا اونٹ کے اوپر یا آگے و پست کیونکہ نجاست کا دور کرنا جو بڑی
 پر فرض ہے اس کو یہ غرض ہے کہ نماز کی بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے اگرچہ میں کوئی حائل ہو تو قباحت نہیں
 (فتح) تب جب نماز ٹھیک بیٹھا میں یا نمازی میں اور پل کے گوشے میں کوئی چیز آڑ ہو و کھلے ابو ہریرہ علیہ السلام
 الْمَسْجِدِ صَلَوةً اَوْ مَامٍ اور ابو ہریرہ نے مسجد کے چہرے پر نماز پڑھی امام کی نماز کی اقتدا کر کے ف اور امام
 نیچے کھڑا تھا اس نے کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا صابر ہو تو اس سے اونہوں نے کہا میں ابو ہریرہ کے ساتھ نماز
 پڑھی مسجد کے اوپر امام کی نماز کی اقتدا کر کے اور صابر ضعیف ہے لیکن کمال اس کو سعید بن مسعود نے دور سے طریق
 سے ابو ہریرہ سے توفیق ہو گئی شکوہ (فتح) قسط لانی نے کہا شافعیہ اور حنفیہ دونوں کے نزدیک مکروہ ہے کہ
 امام یا مقتدی اوپر اور نیچے ہوں البتہ ضرورت سے درست جیسے نماز سکھانے کے لیے یا امام کی کبیر کی آواز سننے کے لیے
 انتہی و صلی ابن عمر علیہ السلام اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھی برف پر کھڑے تھے
 قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَرِيرَةَ قَالَ سَأَلْتُ اِسْمَاعِيلَ بْنَ سَعْدٍ مِنْ اَتَى شَيْءٍ الْمُنْبَرِ فَقَالَ
 مَا بَقِيَ يَالنَّاسِ اعْلَمُوْنِي هُوَ مِنْ اَتَى الْغَابَةِ عَلَيْهِ فَلَا تُكَلِّمُوْهُ فَلَانَ مَوْلًى فَلَا تَدْعُوْهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَمَلٌ وَّوَضِعَ فَاَسْتَقْبَلَ الْفَيْلَةَ لَكَرُوْ
 قَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأُوْهُمُ رَكَعَ النَّاسِ خَلْفَهُ ثُمَّ رَكَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْعَقَبَةَ فَبَجَلَ عَلَى اَكَاذِ
 ثُمَّ عَادَ اِلَى الْمُنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ رَكَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْعَقَبَةَ حَتَّى بَجَلَ يَالَا نَصْرَ فَهَذِهِ
 شَأْنُهُ ثُمَّ جَمَعَ ابُو جَانِمٍ رَسْمِيْنَ بِيْتَارٍ سے روایت ہو لوگوں نے سہل بن سعد (سعدی) سے پوچھا جانا ابو ہریرہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے پہلے کھینچا تھا ابو داؤد میں ہے کہ کچھ لوگ سہل بن سعد پاس آئے اونہوں نے جبکہ
 تھا سب سے پہلے کہ اس کی کڑی کا ہر کی تھی انہوں نے کہا اب لوگوں میں اس کا کوئی جاننے والا مجھ سے زیادہ نہیں
 وہ غابہ کے چہاؤ کا تھا (غابہ ایک گائے بن ہے) اس کو بنایا تھا فلان شخص نے جو غلام تھا فلان عورت کا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وقت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ صطفی میں روایت کیا مدینہ میں ایک بڑی تھا جس کو میمون کہتے
 یہ بنیان کیا انہیں کا قصہ اور عورت کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن وہ بھاری عورت تھی ابن تین نے اس کے لئے
 کیا کہ بڑی بھاری عورت تھی اس کا نام بی بی کا مولی ہو اور مجازاً اس کا مولی کہا اس کی بی بی کا

فیکہ بنبت عبد بن دیم تھا اور اسحق بن ابیہر کے مسند میں ہے کہ وہ مولیٰ تہا بنی بیاض کا اور کرمانی نے کہا کہ نام عائشہ لفظ
کیا ہے لیکن اسکی سند بیان نہیں کی اور شاید انہوں نے طبرانی کی روایت کو دیکھا جو اسطین نکالی جا رہے کہ
حضرت امیر کے ایک تن کا کیطرت نما ز پر بیٹے اور خطیب ہی اور سیطرت کہتے اور کسی پر بڑیکہ لگاتے پھر آپ نے
حکم کیا عائشہ کو انہوں نے آپ کا منبر بنایا پھر بیان کیا حدیث کو اخیر تک اسکا اسناد ضعیف ہے اور اگر صحیح ہے
ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سہل کچھ حدیث تیرے عائشہ ہی مراد ہے (فتح) قسطلانی نے کہا بڑی ہی کا نام سہل
تہا یا یا قوم جو مولے تھا سعید بن غاص کا یا یا قول جیسے عبدالرزاق نے نکالا یا قبیلہ مخزومی اور عورت کا نام صبر
نے بنایا کہا ہے ت جب بنایا گیا اور کہا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہوئے اور قبیلہ
کی طرف نہ کیا اور بکیر کہی اور لوگ آپ کے پیچہ کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا لگوں نے یہ ہی آپ کے پیچہ
رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لٹے پانوں پیچے ہوئے (اور منبر پر سے تیرا ترے) اور سجدہ کیا زمین پر پھر منبر پر
لوٹ گئے پھر قرأت کی پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر لٹے پانوں پیچہ ہوئے (تاکہ متہ قبیلہ ہی کی طرف ہے یہاں تک
کہ سجدہ کیا زمین پر تو یہ حال ہے منبر کا ف احمد شاکر لائے یہ عرض ہے کہ منبر پر نماز پڑھنے کا جو ثابت ہے
اور اس سے یہ بھی نکلا کہ امام اور مقتدی کی مقام میں بلندی اور پستی کا فرق ہو تو جابر نے ہے اور یہی نکلا کہ تہوڑا اعلیٰ نماز
کو ناس نہیں کرتا (فتح) قسطلانی نے کہا اس حدیث کی یہ نکلا ہے کہ امام مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہو
حنفیہ و شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور یہی قول ہے امام احمد اور لیث کا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اور امام مالک سے اس
کی ممانعت منقول ہے اور یہی مذہب ہے اوزاعی کا خطابی نے کہا حضرت ام کا منبر تین سیڑھی کا تھا تو آپ شاید دو
سیڑھی پر کھڑے ہوئے ہوں اس صورت میں اترنے اور چڑھنے میں صرف دو قدم ہونے ہونگے اور اتنے تہوڑے
عمل سے نماز ناس نہیں ہوتی اور حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ میں ہی نکالا اور مسلم اور ابن ماجہ نے قال ابو عبد
اللہ قال عی بن الدین بنی سائل عن الحسن بن حبیل عن هذا الحديث قال قال ابو عبد
الله بنی صلی اللہ علیہ وسلم کان اعلیٰ من الناس فلا یاس ان یتکون اولیٰ اعلیٰ من الناس
یہذا الحديث قال فقلت ان سعید بن عیینہ کان یسأل عن هذا کثیرا فکرم سمعہ منہ
قال کا امام ابو عبد اللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہا علی بن عبد اللہ مدینی نے کہا مجھے امام احمد بن حنبل جو مشہور امام ہیں
بڑے درجہ کے اسحق بن ابیہر نے کہا وہ اسکی حجت تھوڑے بندوں میں اور اسکی زمین میں انتقال فرمایا انہوں
نے بغداد میں اسے ۲۰ ہجری میں حضرت شیخ عبدالرحمن بن ابیہر نے کہا قیاس کے دن امام احمد بن حنبل کو زمرے میں جتنے

کرے اور یہ کو قین و یو اکی پیروی کی تہذیب کے نزدیک امام احمد کلاہ اور مرتبہ تمام مجتہدین سے زیادہ ہے اور علم حدیث اور کلام
 شافعی اور مالک ابوحنیفہ سے زیادہ تھا اور وہ سب میں زیادہ پیروی کرنے والے ہیں حدیث کی اور انکی تقلید اور مجتہدین
 کی تقلید سے بہتر ہے اسے پوچھا اس حدیث کو تو کہا یہ اسطاعت کیا کہ حضرت لوگوں سے اونچی تھے تو کچھ قیامت نہیں
 اس میں کہ امام قتادہ بن سے اونچا ہو اسی حدیث کو روئے علی بن الدین نے کہا میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا انبیاء
 بن عیینہ سے وہ اسی حدیث کو لوگ بہت پوچھا کرتے تھے تو تم اونسے یہ حدیث نہیں سنی انہوں نے کہا نہیں ہاں اس
 صاف نکالا کہ امام احمد نے یہ حدیث سفیان سے نہیں سنی اور میں نے انکی سند میں تلاش کیا تو انہوں نے سفیان سے
 سہل کا یہ قول روایت کیا کہ منبر غابہ کی جہاں لوگ تہا پس معلوم ہوا کہ امام احمد کا سلطنت تھا کہ میں نے اسطرح پوری حدیث
 سفیان سے نہیں سنی لیکن انہوں نے اس حدیث کو دوسرے طریق سے روایت کیا عبد الرزیز بن ابی حاتم سے انہوں
 نے اپنے باپ سے اور حدیث سے یہ نکالا کہ لکڑی پر نماز درست ہے اور مذکورہ جانا اسکو حسن و فرائین سے لین ابی ثعلبہ نے ان
 دونوں سے روایت کیا اور ابن مسعود ابن عمر سے بھی ایسا ہی نکالا اور مشرق سے نکالا کہ جب کشتی میں مسافر ہوتے تو
 ایک انیس اپنے ساتھ رکھ لیتے اور سجدہ کرنے کو لیے اور ابن سین سے ایسا ہی نکالا اور محمد بن یوسف نے کہ لکڑی پر نماز
 پر مہنا جائز ہے (فتح) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ**
الطَّوِيلُ عَنْ الرَّسِّ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسٍ فَجَسَدَتْ سَاقُهُ
كَيْفَهُ وَالْيَ مِنْ لَسَانِهِ شَهْرًا فَجَلَسَ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ دَرَجَتَاهُمَا مِنْ جُدٍ فَوَضَعَ قَامَاهُ أَحْصَاهُ يُعَوِّدُ وَنُفَّ
فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ أَلَمْ أَجْعَلِ الْإِمَامَ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا كَلَّمَ
فَاذْكُرُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِنْ صَلَّى فَاصْلُوا فَاذْكُرُوا فَاذْكُرُوا لِقِيَامِ مَا تَزُولُ لِقِيَامِهِ وَعَشْرُونَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّكَ الْبَكْتُ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعَشْرُونَ ثُمَّ جَمَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
 علیہ کہ وہ وسلم گھوڑے پر گر کر بے (بیچہ) شہر بھری میں آپ کی پٹی کی چیلن یا آپ کا مونڈہ چیل گیا یہ چیل کی روایت
 میں ہر کراچیا پاٹوں مسک گیا اور صحیحین کی ایک نایت میں ہر کراچیا کے داسنے طرف کا جسم چیل گیا اور آپ نے قسم کہا کی اپنے
 بی بیوں کو پاس نہ جانے کی ایک مہینہ تک آخر آپ ایک بالا خانہ میں بیٹھے جہاں زیہ کچور کی لکڑیوں کا تھا پھر آپ کے صحابہ
 اسے آپ کی حیات کے لیے اپنے نماز پڑھائی انکو مشہد کر وہ کہہ کر نہ ہو جب آپ نے سلام سپر اٹھو یا امام سلیے ہر کراچیا کی ہر کرا
 کیا وہی ہر کراچیا کے لیے آپ کی تکیہ کہہ اور جب کہ نہ کرے تم ہی کہہ کر اور جب سجدہ کرے تم ہی سجدہ کرو اگر وہ کہہ کرے ہر کرا
 نماز پڑھتے تو تم ہی کہہ کرے ہر کرا نماز پڑھو آپ اس بالا خانہ پر سے اترے اونٹیں و کچلے لوگوں نے عرض کیا رسول اللہ صلی

تو ایک شخص کے لیے قسم کھائی تھی اپنے فرمایا میں نے اوتھیں نہ تھا ہر طرف اپنے اوتھیں اور تیس دو نو کا ہوتا ہے تو ایک ہینہ میں
اگر اوتھیں میں ہی ہو گئے جب یہی کافی ہو جائے کہ اس حدیث سے غرض ہے کہ حضرت نے بالا خانہ پر جب نماز پڑھی
تو لکڑی پر نماز پڑھنے کا جواز نکال آیا اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ بالا خانے کا زمین لکڑی کا ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہ سب
لکڑی کا ہو تو احتمال ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا منظور ہو کہ حیثیت پر نماز پڑھنا درست ہے اور باقی فوائد اس حدیث کے خلاف
تو امام کے باب میں آویں گے اتنے قسط لانی نے کہا ظاہر حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو معتد
بھی بیٹھ کر پڑھیں لیکن یہ صورت میں ہے جب تک ہی اسی قیام سے عاجز ہوں اور صحیح یہ ہے کہ یہ حکم مستند نہیں ہے ایک
آخری فصل سے جب پانے مرض میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر امام احمد نے اس میں
خلاف کیا ہو اور اسکی بحث اپنے مقام پر آئی اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر کسی نے ایک معین ہینے کے روزوں یا اعتکاف
کی نظر کی تو اوتھیں دنوں زیادہ اور سیر لازم نہیں آتی نہ مختصر اس حدیث کو کولف نے مظالم اور صوم اور نذر اور نوح
اور طلاق میں نکالا اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **باب** اِذَا اصَابَ ثَوْبُ الْمَصْرُفِ
اَوْ رَأَتْ اَذَى سَجْدَةٍ اَوْ رَأَتْ اَذَى سَجْدَةٍ اَوْ رَأَتْ اَذَى سَجْدَةٍ اَوْ رَأَتْ اَذَى سَجْدَةٍ (تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں حدیث سے
یہ نکلتا ہے کہ فاسد نہ ہوگی **حکم** ثَمَامَةُ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيْوَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا حَيْضٌ وَأَنَا
حَائِضٌ وَدَيْمًا اصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا تَجَدَّدَ قَالَتْ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْحُمْقِ تَرْجُمَةُ لِمَنْ مِمَّنْ مِمَّنْ
سے روایت ہے جناب سونہری اصل اس حدیث کے دو سلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے برابر ہوتی حیض کی حالت میں اور
کبھی آپ کا کپڑا میرے بدن پر لگتا جب آپ سجدہ کرتے اور انہوں نے کہا کہ حضرت سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے تھے
یہ ترجمہ ہے عمرہ کا لےنے چوٹا سجدہ جس پر ہونہ نماز کیا آتا ہے اور اسکا بیان کتاب الحيض میں گذر آئے ہیں بطلان نے
کہا تمام فقہاء نے اتفاق کیا کہ سجدہ گاہ پر نماز درست ہے مگر ابن عبد البر نے منع فرمایا ہے کہ ان کے لیے شی لالی
جائی اور سجدہ گاہ پر کبھی حیاتی وہ سجدہ کرتے اور شاید وہ نواضع اور عاجزی کی اہ سے بھاگتے
ہوں تو مخالفت نہ ہوگی جماعت کی اور ابن ابی شیبہ نے عروہ بن الزبیر سے نکالا کہ وہ مکروہ جانتے تھے نماز کو نیز
کے سوا اور کسی چیز پر اور یہاں ہی منقول ہے اور دن سے ہی اور حتمال ہے کہ اس بہت نثر ہی ہو اس حدیث سے
بھی نکلا کہ حائض کا بدن پاک ہے اور یہی نکلا کہ جب کا بدن پاک ہو اگر نماز کیا کپڑا اس سے لگا دے تو نماز فاسد
نہ ہوگی گودہ کا نجس ہو اور یہی نکلا کہ عورت کا برابر آ جانا نمازی کو ضرر نہیں کرتا اور باطل ہو اخیفہ کا کہنا حوا

عورت کے برابر آجائے نماز خاص ہو جاتی ہے ایک خاص حالت میں (فتح) احمدیث کو مولف نے طہارت اور صلوٰۃ میں
 نکالا اور سلم اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے (قط) **باب** الصَّلَاةُ عَلَى الْخَصَائِرِ بوریہ پر نماز پڑھنے کا بیان
 وَصَلَّى تَجَارِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو سَعِيدٍ فِي السَّعْيَيْنِ قَائِمًا اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رضی
 اللہ عنہما نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ہسکون ابی شیبہ نے کلا عبد اللہ بن ابی عبد اللہ سے جو سولے تھرا نس رضی اللہ عنہما
 نے کہا میں نے سفر کیا ابو داؤد اور ابو سعید خدری اور جابر بن عبد اللہ اور کئی آدمیوں کے ساتھ اور بخانا نام لیا میں
 نے کہا ہمارا امام نماز پڑھتا تھا کشتی میں کھڑے ہو کر اور ہم اس کے پیچھے بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جو ہم چاہتے تو کشتی کا ٹکڑا
 کر دیتے وَقَالَ الْحَسَنُ تَصَلُّوا قَائِمًا مَا لَمْ تَشَقَّ عَلَى أَحَدٍ يَأْكُلُ تَدْوِصُهُمْ وَأَوْكَا فَقَالَ عَلِيٌّ اور امام حسن
 بصری رحمہ نے کہا اگر اس شخص کے جواب میں جس کے اونٹ پوچھا کشتی میں نماز پڑھنے کو آیا کھڑے ہو کر پڑھے یا
 بیٹھ کر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جب تک دشوار نہ ہو تیرے ساتھیوں پر اور گھوڑا جاکشتی کے ساتھ جد ہر وہ گھوڑی جاوے
 ورنہ اگر دشوار ہو کر ہو تو گھوڑے تو بیٹھ کر پڑھے **ف** یہ نثر حسن کا قیدیہ کے نسخہ میں ہر نسائی کی روایت سے ابو داؤد
 سے انہوں نے عام احول سے انہوں نے کہا میں نے حسن اور ابن سیرین اور عامر شجعی سے پوچھا کشتی میں نماز
 پڑھنے کو انہوں نے سب کہا اگر کشتی کے باہر نکل سکے تو نکلے حسن نے کہا اگر ایذا نہ ہو اپنے ساتھیوں کو ورنہ کشتی
 کے اندر پڑھ لیوے اور ابن ابی شیبہ نے نکالا حصص سے انہوں نے عام سے انہوں نے ان تینوں سے انہوں
 نے کہا کشتی میں نماز پڑھ کر کھڑے ہو کر اور حسن نے کہا ست بٹواری کر اپنے ساتھیوں پر اور بخاری نے تاریخ میں نکالا
 ہشام سے انہوں نے کہا میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے گھوم جاکشتی میں جیسے وہ گھومتی جاتی ہے جب تو نماز
 پڑھے لیکن یہ ضرور کہیں سالانہ نماز میں موند قبلہ کی طرف سے بلکہ شروع کرے نماز قبلہ کی طرف موند کر کے پھر جب کشتی
 اور طرف پھر جاوے اور نماز کا موند قبلہ کی طرف ہے تو کچھ قباحت نہیں ابن نمیر نے کہا امام بخاری نے
 کشتی میں نماز پڑھنے کا مسئلہ اس باب میں اس لیے بیان کیا کہ یہ باب بوریہ پر نماز پڑھنے کا ہے اور کشتی میں نماز
 کی طرح ہے زمین نہیں زمین تو معلوم ہوا کہ نماز میں یہ شرط نہیں ہے کہ پیشانی زمین سے لگے جیسے اس حدیث
 میں ہے جو ابو داؤد نے نکالی کہ حضرت عائشہ فرمایا خال لکھا اپنے موند میں اور سباب میں عمر بن العیز کا اثر اور گد چکا
 اور بخاری نے اشارہ کیا اس میں ابو حنیفہ کو خلاف کی طرف انہوں نے کہا کہ کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو گو
 کھڑا ہونا ممکن ہو اور اس اثر سے یہی نکلتا ہے کہ سمندر کا سفر درست ہے (فتح) نیل میں ہے کہ وراقطنی اور حاکم نے
 میں نکالا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے کشتی میں نماز پڑھنے سے آپ نے فرمایا نماز پڑھ لیوے

نماز کشتی میں

لیے یا صاف پاک کر نیکی لیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اپنے اوپر سے (ضمیر و بن الی ضمیر) سے صاف ہند ہی آپ کو بھیجے اور بڑھیا (یعنی لیکھا) سہارے پیچ کر کھڑی ہوئی آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر شریف لگے وقت آئی آپ نے تسبیح گہرین کہنا کہا یا پھر نماز پڑھی اور عثمان بن مالک کے گہرین پہلے نماز پڑھی پھر کہا نا کہا یا کیونکہ انس کے گہرین آپ کہا نیکی لیے بلا لگے نہج اور عثمان کے گہرین نماز کے لیے توحس کلام کے لیے بلائے گئے تھے پہلے کیا اور بعضوں نے اس حدیث کو دلیل لی ہے کہ اگر کسی سے پکارا کہ نماز وضو نہیں توڑنا اور پھر بعد ازاں ہوتا ہے کہ اگر خطی سے غائب مالک میں نکالا کہ لیکھنے حضرت م کے لیے کہا نا کیا آپ نے اس میں سے کہا یا پھر آپ نے وضو کا پانی سنگا یا اور وضو کیا اور حدیث کو لغت نے صلوٰۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو کئی قاعدے تکلیف میں ایک حدیث کا قبول کرنا گود لیکھا نہ ہو کہ عورت کے لیے ہونے پر کیا کسی نیت کا ذکر نہ ہو دوسرے دعوت کا کہا نا کہا نا تیسرے نفل جماعت سے گہرین میں پڑھنا چاہے نماز کا پاک اور صاف کرنا رکے کا ذکر کے برابر کھڑے ہا صغیر عورت کی صف مرد کو بھی بھیج ہونا اگر ایک عورت ہو تو اکیلی ہی پیچھے کھڑی ہو اور بعضوں نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ نصف کے پیچھے کوئی ایسا نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے حالانکہ یہ مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا نفل نمازوں میں ہی دو رکعت پڑھنا اور چار کی شرط نہ ہونا جس کے کو عقل ہو اس کی نماز بھیج ہونا اور امام مالک نے اس حدیث کو صلوٰۃ الضحیٰ کے ثابت کر نیکی لیں بیان کیا اور پھر پھر ہوا کہ انس بن سیرین نے انس بن مالک سے نکالا کہ انہوں نے حضرت م کو وضو کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا اس ایک وقت کے انصاری کو گہرین جسے آپ کو بلا یا تھا اپنے گہرین نماز پڑھنے کے لیے بعضوں نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ امام مالک نے اس نذر کے وقت پر خیال کر کے اس کو وضو کی نماز کہا گو اس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وضو کی نماز ہی اور امام بخاری نے یہاں کی حدیث کو اشارہ کیا اس طرف جواب بن ابی شیبہ نے نکالا شریح بن حالی سے انہوں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوریہ پر نماز پڑھتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ کہو کیا کا ذکر کے لیے انہوں نے کہا آپ بوریہ پر نماز نہیں پڑھتے تھے تو یہ روایت امام بخاری کو نزدیک ثابت نہیں ہو یا انہوں نے اس روایت کو شاذ مرد سمجھا کیونکہ اس خلاف بابی حدیث وارد ہوئی جو اس سے زیادہ قوی ہو اور ابو ہریرہ سے روایت کیا حضرت عائشہ سے کہ حضرت م کو پاس لیا بوریہ تھا جیسے آپ بھیج تے اور اس پر نماز پڑھتے نکالا اس کو بخاری نے اور اس سے روایت کیا ابو حنیفہ انہوں نے دیکھا حضرت م کو نماز پڑھتے ہوئے بوریہ پر (فتح وقسط) **باب** الصلوٰۃ علی الخمر سجاء پر نماز پڑھنا **حکایت** ثناء اولیئہ قال حدثنا شعبۃ قال حدثنا سلمۃ بن الشیبانی عن عبد اللہ بن شداد عن مہمونۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی الخمر ثم یسجد ثم یسجد

اس سے نکلنا ہے کہ عورت کو چھو نہ سوں وضو نہ بین ٹوٹتا اور شافعی نے یہ باویل کی ہے کہ شاید یہ جھپو یا جال کے
 ساتھ ہو یا آپ کی خصوصیت ہو بین اپنا پانوں سمیٹ لیتو اور جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اپنے پانوں پہ پہا لیتی
 حضرت عائشہ نے کہا (ایسا سونکی کہ یہ ہوتی ہے کہ) اون ٹون گہرن میں چراغ نہ تھے ف اس سے معلوم ہوا کہ
 بعد کو صحابہ کے گہرن میں چراغ جلنے کو تھے سحریش کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہوتی ہے کہ اسکے بعد کی
 حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ بچپن سے رسولی تھیں تو حضرت م اوسی پر سجدہ کرتے تھے اور اس حدیث
 کو مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (فتح وسط) **حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ أَبِي عَدُوٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْقَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَهْجُو
وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْفَيْكَةِ عَلَى فَرْاشٍ أَهْلَهُ اعْتَرَا ضَلُّ الْجَنَازَةِ ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی
 رویت ہو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور وہ آپ کے اور قبلے کو بچھین ہوتی تھیں اپنے گہر کے چھوٹے
 آڑی جنازے کی طرح ف یعنی سرنگا اور باؤن اون کے آپ کے دانے اور بائیں طرف ہوتے سحریش کو بھی سلم
 اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نکالا **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ**
عُرْقَةُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ وَعَائِشَةُ مَعَهُ رَضَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْفَيْكَةِ عَلَى الْفَرْاشِ
الَّذِي بَيْنَهُمَا كَانَ عَلَيْهِ تَرْجِمَةٌ ترجمہ عروہ سے روایت ہو کہ حضرت م نماز پڑھتے تھے اور حضرت عائشہ آپ کے اور قبلے کے چھوٹے
 آڑی لیٹی ہوتی تھیں اس بچپن سے چھپر دو سو تھے سحریش میں صاف مضمون ہو کہ وہ بچپن ماوی تہا جس سے
 حضرت عائشہ اور حضرت م دونوں آدم فرماتے تھے اور اس سے اس طرح مولف اس حدیث کو اس باب میں لائے سحریش سے یہی
 نکلتا ہے کہ سونوالے کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہو کہ وہ عورت ہی ہو اور کچھ ضعیف حدیثیں اسکی ممانعت نہ
 دائر ہو گیں ہیں وہ اگر ثابت ہوں تو اور اسکا مطلب ہو گا کہ جب خیال نماز کا اس طرف متوجہ ہو تو منہ سے درہنہ
 قسط لانی نے کہا سحریش ہی نکلتا ہے کہ جو کوئی عورت کی طرف نماز پڑھے یا عورت اس کے سامنے سے کل جا دی تو نما
 باطل نہ ہوگی اور یہی مذہب ہے مالک ابن ابوحنیفہ اور شافعی اور مجہد و سلف اور خلف کا لیکن اگر رفتے کا ذکر ہو یا دل اور
 متوجہ ہو نہ کیا تو مکروہ ہے (فتح وسط) **بَابُ النُّجُومِ عَلَى النَّوْجِ فِي سَنَةِ الْكَرْمِ حَتَّى يَبْتَغِيَهَا** ترجمہ
 سجدہ کرنا ف حافظ نے کہا گری کی قی لفظ حدیث کی متابعت سے ہے ورنہ جو شخص کھڑے پر سجدہ کرنا جائز کہتا ہے وہ
 حال نہ جائز کہتا ہے اگرچہ یہی ہو و **قَالَ الْحَسَنُ كَانَ الْقَوْمُ يُحَدِّثُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْفَلَسُوفَةِ وَبَدَأَهُ**
فِي كَيْدِهِ اور حسن مجہدی نے کہا لوگ سجدہ کرتے جو عمامے اور ٹیپی پر اور ان کو ماتھے ستیون کو اندر ہوتے **ف** اس

ابو عبد اللہ زراق نے کمالا شام میں حسان کو انہوں نے حسن بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مجدد کرتے تھے اور ان کے ارشاد کے
کہ میں میں تھو اور ان میں کو کوئی مسجد کرنا اپنی ٹوپے اور عمارت پر اور سیاہی رویت کیا اور کوئین ابی شیبہ نے **حاشا**
ابو عبد اللہ ہشام بن عبد المکات قال حدثنا جعفر بن المغفل قال حدثنا غالب القحطانی عن یحییٰ بن خالد
قال لکننا نصلیٰ معہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیضع احدنا طرف الثوب من شدۃ الحر فی مکان
الشیخوخہ ترجمہ انس بن مالک نے کہا ہم نماز پڑھتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ہم میں سے ایک
اپنے کپڑے کا کنارہ سخت گرمی کی وجہ سے مسجد کی جگہ میں کہتاف مسلم کی روایت میں ہے ابنا کثیر اجماعا لیتا اور وہ
کی ایک روایت میں ہے کہ مسجد کیا اپنے کپڑے گرمی سے بچنے کیلئے مسجد سے نکلتا ہے کہ نمازی اپنی پیشانی اور زیر
کے درمیان کپڑے کو حاصل کر سکتا ہے مسجد سے زمین کی سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ اصل
یہی ہے کہ مسجد سے زمین پیشانی زمین سے لگو کیونکہ کپڑا رکھنا گرمی کی شدت کی وجہ سے بیان کیا اور یہی نکلا کہ اس
کپڑے پر مسجد درشت جو نمازی کی بدن سے لگا ہو تو وہی کہہا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ و جہور علماء کا اور شافعی نے کہا
کہ مراد اس سے وہ کپڑا ہے جو نمازی کی بدن سے علاحدہ ہو اور یہی ہے اسکی تائید کی ہے اس روایت سے جو صحیحین نے بخالی
اوس میں ہے کہ تم سے ایک کنکیر ان لیتا اپنے ماتہ میں جب ٹھنڈی ہو جائیں تو انکو کہہ لیتا (مسجد کے مقام میں)
اور اپنے مسجد کرنا پھر اگر چہ رجب بدن سے لگو ہو مسجد جائز ہوتا تو کنکریوں کے ٹھنڈا کر نیکی کیا ضرورت تھی اور حمال
ہے کہ کنکریوں کو وہ ٹھنڈا کرتا ہو گا جسکے کپڑے میں گنجایش نہ ہوگی یہی مسجد سے نکلا کہ عمل فیل نماز میں جائز
ہے اور شروع کا اہتمام لازم ہے اور کپڑا رکھنا اسی لیے تھا کہ زمین کی گرمی سے شروع میں خلل نہ ہو اور یہی نکلا کہ ظہر
کی نماز اول وقت پڑھتے تھے اور ٹھنڈا کرنا جو دوسری حدیثوں میں آیا ہے اسکے خلاف نہیں کیونکہ زمین کی گرمی اگر
وقت ہی اتنی ہی ہے یا ٹھنڈا کرنا رخصت ہے یا نہ ہے اور یہ حدیث ان حدیثوں سے منسوخ ہے اور یہی حدیث کو لغو
نے صلوة میں ہی نکالا اور سلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے (فتح و قسط) میں ہے کہ احمد دار ابن ماجہ نے ابن
عباس سے نکالا کہ حضرت مہنے نماز پڑھی بچپن سے پروردگار کی اسناد میں زعمہ بن صالح ضعیف ہے اور بخاری اور سلم
اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا اس سے کہ حضرت امیر کے ایک چھوٹا بانی سے فرمایا کرتے تھے ابابکر غفیر
(لال چڑیا) کیا ہوئی اور ہمارا ایک بچہ نادہو گیا آپ نے اس پر نماز پڑھی ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور
حدیث کی یہ ثابت ہوئے ہے کہ بچہ کو نہ نماز درست ہے اور ترمذی نے اکثر اہل علم سے اسبابی نقل کیا صحابہ و من بعدہم سے
اور یہی قول جو فرائض اور شافعی اور احمد اور سحاق اور جہور فقہاء کا اور ایک جماعت تابعین اور ان کے بعد والوں نے اسکو

مکروہ جانا ہے لیکن ابی شیبہ نے مصنف بن سعید بن السیب ابن سیرین سے کہا کہ لطفہ را ایک قسم کا فرش ہے اسکو روٹھ
اور پرزہ ہوتا ہے پر نماز پڑھتا بدعت ہے اور جابر بن زید سے نکالا وہ مکروہ کہتے تھے نماز کو ہر حیوان کی چیز پر اور سخت جانتے
تھے نماز کو اس چیز پر جو زمین سے اونگتی ہے اور عروہ بن الزبیر سے نکالا وہ مکروہ کہتے تھے سجدہ کرنا زمین کے سوا کسی
چیز پر اور امام نادی اور مالک کا مذہب یہ ہے کہ زمین کو سوا اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور امام شیبہ کے کہا چیز اوسکی
اصل زمین ہے نہ ہوا سپر سجدہ کرنا درست نہیں ہے اور انکے نزدیک حرام ہے سجدہ اون چیز پر جو خشک ہوتا ہے زمین یا پختہ
ہے اور امام مالک نے کہا جو چیز زمین ہو گئے لیکن اوس میں انسان کی صنعت کو دخل ہو جاوے مثلاً روٹی تو اوپر سجدہ
مکروہ ہے لیکن عربی نے کہا کہ امام مالک نے اسکو مکروہ رکھا بوجہ زینت کو اور امام نادی نے دلیل لی اس حدیث سے کہ حضرت علیؓ نے
فرمایا ہمارے لیے سو ساری زمین سجدہ اور پاک کرنا مالی بنائی گئی اور اس سے زمینیں نکلتا کہ زمین کے سوا اور چیزیں سجدہ نہیں کرتی
اور بچھتے پر سجدہ کرنا زمین پر سجدہ کرنا ہے جیسے کوئی شخص گھوڑے پر زمین رکھ کر اوپر بیٹھتا ہے تو کہتے ہیں گھوڑے پر
بیٹھا ہے اور جب حضرت عیسیٰؑ نے یہ ثابت ہو کر آپ نے سجدہ کیا اچھو تو نیو تو آپ کا فضل مکروہ نہیں ہو سکتا اور ابن ابی شیبہ نے
اس سے نکالا کہ آپ پہلی نماز پڑھتے تھے ہمارے بچھوتے پر وہ بویا ہوتا ہو سکتا ہو لہذا یہ بات سے تو اس کی روایت میں بچھوتے
سے بویا ملامت ہے اور بویا پر سجدہ کرنا امامیہ کے نزدیک بھی درست ہے اور احمد اور ابو داؤد نے مغیرہ سے کہا کہ حضرت عثمانؓ
پڑھتے بویا پر اور پوسٹین پر جو بداعت کی گئی تھی اسکی اسناد میں ابو عون محمد بن علیہ اللہ تعالیٰ ہے وہ وثقہ ہے لیکن
اسکے باپ کو جس سے وہ یہ حدیث روایت کرتا ہے اوجہ قائم ہے مجھوں کہا اور ابن حبان نے مشکوٰۃ میں ذکر کیا اتباع
تابعین میں تو یہ حدیث منقطع ہو گئی عراقی نے کہا حضرت علیؓ کی نماز بویا پر ثابت ہو اس کی حدیث صحیح سند میں
اور ابو سعید کجیہیث سے اور امام سلمہ کجیہیث سے اسکو نکالا طبرانی نے کبیر میں اور ابن عمر کجیہیث سے اسکو نکالا ابو حاتم
نے علل میں اور ابو یعلیٰ ہرصلی نے نکالا حضرت عائشہ سے اس کے راوی ثقہ ہیں اس نے پوچھا کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بویا پر نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا نہیں تو شاید حضرت عائشہ کو اس امر کی خبر نہ ہوئی ہو اور اثبات کی روایت
مقدم ہے افعیٰ پر اگرچہ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن وہ حدیث شاذ اور منکر ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک بویا پر نماز
پڑھنا مستحب ہے جیسے ترمذی نے کہا اور کہا کہ بعض اہل علم نے زمین پر نماز پڑھنا مستحب ہے اور زید بن ثابت اور ابو ذر اور
جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر اور سعید بن المسیب اور کھول وغیرہم سے بویا پر نماز پڑھنے کا استحباب قبول ہوا اور ابن
مسیب نے کہا وہ سنت ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ نمازی کو تنگی زمین پر لیگی کسی آڑ کے نماز پڑھنا چاہیے اون میں سے
عبداللہ بن مسعود طبرانی نے اس سے روایت کیا وہ نماز زمین پر پڑھتے تھے اور سجدہ نہیں کرتے تھے مگر زمین پر اور ابراہیم

سے کہ وہ یورپیہ پر نماز پڑھتے تھے لیکن سجدہ زمین پر کرتے تھے اور امام مسلم نے نکالا ابو سعید سے وہ حضرت عکاس کے انہوں نے
 کہا میں نے ایک بزرگ کو دیکھا آپ نماز پڑھتے تھے ایک بیٹے پر اویسی پر سجدہ کرتے تھے اور جماعت کے روایت کیا سیونہ سے کہ حضرت نماز پڑھتے
 تھے خمرہ پر اور تیزی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے ام حبیبہ سے اور مسلم سے اور سلم اور ابو داؤد اور تیزی نے حضرت عائشہ
 سے اور طبرانی نے کیا اور اسطین اور احمد اور بزار نے ابن عمر سے اور ابن ابی شیبہ نے ام کلثوم بنت ابی سلمہ سے اور طبرانی نے
 صفیہ اور اسطین اور بزار نے انس سے اور بزار نے جابر سے اور طبرانی نے ابوبکر سے اور مسلم اور نسائی نے ابو ہریرہ سے اور
 طبرانی نے ام ایمن سے اور احمد اور طبرانی نے ام سلمہ سے ایسا ہی نکالا ابو سعید نے کہا خمرہ چھوٹا سجادہ ہے کچھ بھڑکی چھال کا
 سجادہ کو موقوف اگر اڑا ہوتا نماز کے سارے بدن کو موقوف نماز میں یا لیٹنے میں اسکو کھیتے تھے جس کی گاہ خمرہ چھوٹا سجادہ
 اور ایسا ہی کہا خطابی نے صاحب شیان نے کہا خمرہ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس پر نہ اونٹ نہ اونٹنی ہے اور امام احمد نے
 اپنے سند میں ام سلمہ سے نکالا کہ حضرت نے اپنے منہ سے فرمایا اے اخیل اپنے منہ کو مٹی سے لگا لیتے سجدہ میں اس سے
 غرض نہیں ہے کہ زمین کو سوا یورپیہ پر سجدہ کر ملکہ مطلب ہے کہ کیا مانتا تھا زمین پر چھوٹے سجدے میں اور شاید اخیل سجدہ میں
 اپنی پیشانی نہ جھکاتا ہوگا تو آپ نے اسکو دیکھ کر فرمایا اور ابن ابی شیبہ نے اور بخاری تاریخ میں نکالا ابو الدرداء نے
 نے کہا مجھے پرواہ نہیں اگر میں نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں چہ میں ایک پر ایک اور ابن
 ابی شیبہ نے نکالا ابن عباس سے کہ انہوں نے نماز پڑھی بچپن سے پر اور ایسا ہی نکالا ابو داؤد سے اور حسن سے نکالا انہوں نے
 کہا بچپن سے پر نماز پڑھنے میں کچھ توجہ نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بچپن سے پر نماز پڑھتے تھے ان کے دونوں قدم اور
 گھٹنے اوپر نہ تھے اور ان کے دونوں ہاتھ اور ہونڈ زمین پر ہوتے اور براہیم اور حسن سے نکالا کہ ان دونوں نے نماز پڑھی ایک
 بچپن سے چھین تصویر میں تھیں اور عطل سے نکالا کہ انہوں نے نماز پڑھی بچپن سے پر اور سعید بن جبیر سے ایسا ہی اور
 ہمدانی سے کہ انہوں نے نماز پڑھی بالون پر اور قیس بن عباد سے ایسا ہی اور جہور فقہ کا یہی قول ہے کہ بچپن سے پر نماز
 ہے انتہی وقال الشوكاني مختصر **باب** الصَّلَاةُ فِي التَّعَالِ جوتوں میں نماز پڑھنے کا بیان **ف** ما حفظہ
 کہا اس باب کی مناسبت لکھا ہے کہ جو تہذیب نمازی کو بانوں چھوڑتے ہیں اور اگلے باب میں پیشانی چھوڑتے ہیں کسی
 سے **سُحُوتُ** ثَمَامُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَكْرَدِيُّ
 قَالَ سَأَلْتُ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي تَعْلِيكِه قَالَ نَعَمْ ثُمَّ رَجَعَهُ أَبُو سَلَمَةَ
 سعید بن یزید نے کہا میں نے انس بن مالک سے پوچھا کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے پہن کر نماز پڑھتے
 تھے انہوں نے کہا ہاں **ف** ابن بطال نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب جوتوں میں نجاست ہو اور جوتوں پر

نماز پڑھنا نہایت مستحب میں کہتا ہوں ابو داؤد اور حاکم نے شداد بن اوس سے روایت کیا کہ فرمایا
جناب یہ اپنی اصل حدیث میں نے خلاف کرو یہودیوں کا وہ جو تون اور موزون میں نماز نہیں پڑھتے تو یہودی کی مخالفت
کی نیت سے جو تون میں نماز پڑھنا مستحب ہے گا اور قرآن میں آیا ہے خذُوا زینتکم عندکم عینکم یعنی اپنی زینت والو تمہر مسجد
میں جاؤ وقت اور ایک حدیث میں ہے کہ مرفوزیت سے جو تیان میں لینے جو تیان کہنے ہو مسجد میں جاؤ اور جو تیان کہنے
ہوئے نماز پڑھو یہ حدیث ضعیف ہے بہت نکالا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن مردوین نے تفسیر میں ابو ہریرہ سے
اور عقیلی نے انس سے رفعہ (مطلانی) لکھا اگرچہ تون میں نجاست ہو تو شافعیہ کے نزدیک بغیر پانی کے پاک نہ ہوگی اور مالک
اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر وہ نجاست خشک ہو تو جو تون کا زمین پر گر دینا کافی ہے اور جو تون پانی سے دھونا چاہیے
اور صحیح روایت کو مولف نے لباس میں ہی نکالا اور سلم اور ترمذی اور نسائی نے صلوٰۃ میں نہتے شو کافی نے کہا شداد بن
اوس کی حدیث کو ابن حبان نے اپنے صحیح میں نکالا اور اسکی اسناد میں کوئی طعن نہیں ہوا اور اس باب میں اور چار حدیثیں مروی
ہیں ایک انس سے اسکو نکالا طبرانی اور بیہقی نے انس میں ہی حکم ہے جو تون میں نماز پڑھنے کا جیسے شداد کی حدیث
کا مضمون ہو بیہقی نے کہا اسکی اسناد میں کوئی برائی نہیں آوے اور دوسرے اسکو نکالا ابن ابی شیبہ نے اسکی اسناد میں عبد اللہ بن جابر
حدیث میں ہے اور تیسری اسکو نکالا ابن مردوین نے اوس میں یہ ہے کہ نماز پڑھو جو تون اسکی اسناد میں عبد اللہ بن جابر
ہے جو ناگہا اوسکو امام احمد اور بخاری نے اور چوتھی اسکو بھی نکالا ابن مردوین نے اسناد میں عیسیٰ بن عبد اللہ عسقلانی
ہے اور وہ ضعیف ہے جو رکی کتاب ہے حدیث کی اور جو تون میں نماز پڑھنا مستحاض حدیث میں آوے ہے ابن ماجہ نے اسکو
نکالا عبد اللہ بن مسعود سے اور طبرانی نے دوسرے طریق سے اسکی اسناد میں علی بن عاصم ہے اوس میں کلام ہوا ہے
اور بزار اور طبرانی اور بیہقی نے تیسرے طریق سے اوسکی اسناد میں ابو حمزہ اعور ہے اوسکی روایت حجت نہیں آوے اور
اور طبرانی نے عبد اللہ بن ابی حبیب سے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرو سے اور ترمذی نے شمال میں اور
نسائی نے عمرو بن حرث سے اور ابن ماجہ نے اوش ثقیفی سے اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے اور ابو ہریرہ کی ایک روایت
ہے اسکو نکالا احمد اور بیہقی نے اور ایک اور ہے اسکو نکالا بزار اور طبرانی نے اسکی اسناد میں عبد اللہ بن کثیر ہے وہ میں
ہے بعض روایات کہا مترک ہے بعض روایات کہا اسکی حدیث حجت نہیں آوے حدیث ہے نکالا اسکو ابن مردوین نے اسکی اسناد
صالح ہے مولیٰ تو اگر وہ ضعیف ہے اور ابن مندہ معروف صحابہ میں اور طبرانی اور ابن قانع نے عطاء شیبی سے اور ابو اسحق
بزار سے اوسکی اسناد میں سوار بن مصعب ہے وہ ضعیف ہے اور مسلم نے عبد اللہ بن الشخیر سے اور ان سے اور ایک حدیث
مروی ہے نکالا اسکو طبرانی نے اور بزار اور طبرانی اور ابن عدی تو ابن عباس سے اوسکی اسناد میں نضر بن عمر سے وہ بہت

ضعیف ہے اور اسے ایک اور حدیث مروی ہو کہ لاہور کو طبرانی نے اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمر سے اور ابن عدی نے کمال بیہوشی
 علی فرہ سے اسکی سند میں حسین بن حمیرہ سے ابن ابی عمیر سے وہ بہت ضعیف ہو اور ان سے اور ایک حدیث مروی ہو کہ لاہور کو طبرانی نے
 اور ابن عدی نے اور کہا اسکی کوئی اصل نہیں بلکہ اسکو بنا لیا محمد بن حجاج بخاری نے اور طبرانی نے فیروز دہلی سے اسکا سنا دہرہ ہے
 اور امام احمد بن محمد بن جریج سے اسکی اسناد میں زید بن عیاض ضعیف ہے اور ابن حبان نے ثقافت میں اور طبرانی نے صحیح کبار اور
 میں ہر شاخ بن یاسر سے اور ازہر اور ابویعلیٰ اور ابن عدی نے ابوبکر سے اسکی اسناد میں بکر بن مرہ سے اسکا حافظ بکر لکھا تھا
 لیکن ثقہ کہا اسکا بن عیینہ اور ابوشیخہ اور بیہقی نے ابوذر رضی سے اور ابو داؤد نے ابو سعید سے اور طبرانی نے حضرت عائشہ سے
 اور اسکا سند صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور احمد نے مستدرک میں ایک بخاری سے جبکہ کمال نام لیا اور ان حدیثوں
 سے یہ نکلتا ہے کہ جو تہ پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے اور صحابہ اور تابعین اس میں اختلاف کیا ہے کہ جو تہ پہن کر نماز پڑھنا صحیح
 ہے یا سبک کرنا مکروہ ہے تو حضرت عمر رضی سے یا سنا دہرہ ضعیف متقول ہے کہ وہ نماز میں جو تہ اوٹا کر نہ کرے جانتے ہو اور سختی کرتے
 تھے لوگوں پر سبک پائے اور ایسا ہی مروی ہے ابن مسعود سے اور ابو سعید و شیبانی لوگوں کو مارتے تھے جو تہ نماز کے لیے پہن جاتے اور انکار
 تھے اور ابوسہیم سے مروی ہے (جو ابو حنیفہ رحمہ کے استاد ہیں) کہ وہ مکرر کہتے تھے نماز کے لیے جو تیان اوٹا کرے کو اور
 ان روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو تہ پہن کر نماز پڑھنا ان کے نزدیک صحیح تھا یعنی نہ شرح ترمذی میں کہا
 جو لوگ جو تیان پہن کر نماز پڑھتے تھے ان میں سے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود (جنکی خفیہ بہت تعلیم
 کرتے ہیں) اور جو میر بن سعد و اور انس بن مالک اور سلمہ بن الاکوع اور اس ثقفی اور تابعین میں سے سعید بن اسلم
 قاسم اور عروہ بن الزبیر اور سالم بن عبد اللہ اور عطاء بن یسار اور عطاء بن ابی رباح اور مجاہد اور طاؤس اور شیرکھ قاضی (جنکی
 فتوے کو خفی بہت مانتے ہیں) اور ابو مجاہد اور ابو سعید و شیبانی اور سہیل بن یزید اور ابوسہیم بخاری اور ابوسہیم بخاری اور امام علی بن حسین
 یعنی امام بن العابدین علیہ السلام اور ان کے صاحبزادی ابو جعفر (یعنی امام محمد باقر علیہ السلام) اور جو لوگ جو تیان پہن کر نماز
 نہیں پڑھتے ان میں سے ہیں عبد اللہ بن عمر اور ابوسہیم سے اشعری اور ماوراء النہر کا نہایت ہے کہ جو تیان پہن کر نماز پڑھنا
 مستحب ہے گو علم ان کے ہکا انکار کرتے ہیں امام مہدی (زنجری) میں کہا مستحب ہے نماز پڑھنا پاک جو تہ میں کیونکہ حضرت علیہ السلام نماز پڑھنا
 اپنی بہتر جو تیان میں اور ابن دقیق العید کھڑکولی کیا اس لڑکے اثبات میں کہ یہ مستحب نہیں ہے مگر خدا کی حدیث اور انکار
 کرتی ہے کیونکہ انکار ان کے درجہ سیکہ کہ وہ مستحب ہو ہیطرح اور حدیث میں بھی مستحب پر دلالت کرتی ہیں اور ابو داؤد نے کمال
 ابو سعید خدری سے کہ فرمایا حضرت نے جب کوئی تم میں سے مسجد کے پاس آوی تو دیکھے پہر اگر اپنی جو تیان میں سجا
 پاوی یا پیلے تو انکو گر دے (زمین پر) اور نماز پڑھے تو انکو پس کر اور ممکن ہے کہ مستحب ہونے پر دلیل ایجاد ہو سکتی ہے

جسکو کمالا بوداؤدنے ابوہریرہؓ کو فرمایا حضرت منے جب کئی تم میں سے نماز پڑھے پہلے اپنی جوتیان اوتارو لو انکوئی اور سے
 کسیکو تکلف نہ دیوے چاہیے کہ اوکو کہہ لیوے پڑو نون پاؤن کے سچ میں یا نماز پڑھے اوکو پہنچے عراقي نے کہا کہ
 اسناد صحیح ہو اور بوداؤد اور ابن ابرہ نے کمالا عمر بن شعیب علیہ عن جدہ سے کہ میں نے دیکھا حضرت م کو آپ نماز پڑھتے ہو
 ننگے پاؤن ہی اور جوتیان پہن کر ہی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اپنی سند ابو عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کا نبھون کا حضرت
 نے نماز پڑھائی اپنی دونو جوتیان پہن کر لوگوں نے یہی جوتیوں میں نماز پڑھی پہلے اپنے جوتیان پڑھ کر لوگوں کا نماز چاہا کہ نماز
 پڑھ چکے تو فرمایا جب کا جی چاہے وہ اپنی دونو جوتیان پہن کر نماز پڑھے اور جب کا جی چاہے وہ تار کر پڑھے عراقي نے کہا
 یہ روایت مرسل ہی مگر اسکا اسناد صحیح ہے شوکانی نے کہا جہاں حدیثوں کا ملاؤ جن میں جوتیان کر نماز پڑھنے
 کا حکم ہے بوجہ مخالفت یہود کو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حکم وجوب کے لیے نہیں ہے اب ان حدیثوں میں جو یہ نمازی کے خلیفہ
 کی طرف چھوڑا وہ استحباب کے منافی نہیں ہے کیلئے کہ استحباب ترک آدمی کر سکتا ہے پس صحیح اور عمدہ اور قوی مذہب
 یہ کہ جوتیان پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے انتہی تیسرے الوصول میں ہے کہ انام سائی نے کمالا حضرت عائشہ سے کہ میں نے
 حضرت م کو دیکھا آپ پانی پیتے ہو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور نماز پڑھتے تھے ننگے پاؤن اور جوتیان پہن کر اور نماز سے فارغ
 ہو کر بہتے ہو وہ اپنی طرف سے اور بائیں طرف سے اور بوداؤد نے کمالا ابوہریرہؓ کو کہ حضرت م نے فرمایا جب تم میں سے کوئی
 اپنی جوتیوں سے نجاست کو روندی تو مٹی اوسکو لیے پاک کرنے والی ہو اور بوداؤد نے کمالا ابو سعیدؓ سے کہ ایک بار نبی
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیان پہنے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے اپنے صحاب کے ساتھ تھے میں آپ نے اپنی جوتیان
 اوتاریں اور انکو بائیں طرف کہہ لیا جب آپ کو صحابہ نے یہ دیکھا تو اونہوں نے یہی (نماز ہی میں) اپنی جوتیان
 اوتار ڈالیں جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا تم نے اپنی جوتیان کہیں اوتاریں انہوں نے کہا ہنر دیکھا آپ نے اپنی جوتی
 اوتاریں تو ہم نے یہی اوتار ڈالیں آپ نے فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ تمہاری جوتیوں
 میں پلیدی ہے ہر جہر جب کوئی تم میں سے نماز کے لیے آوے تو دیکھ اگر اپنی جوتیوں میں پلیدی دیکھ یا نجاست تو
 اوکو رگڑ دیوے زمین پر اور نماز پڑھے اوکو پہن کر اس حدیث کی کوئی باتیں نکلتی ہیں ایک تو جوتی کا پاک ہو جانا
 زمین پر رگڑنے سے دوسرا اگر نادرستہ نجس کپڑے یا جوتے میں نماز پڑھ لیوے تو اسکا اعادہ واجب نہیں تیسرے جوتی
 پہن کر نماز پڑھنا اولیٰ ہے ننگے پاؤن پڑھنے سے کس لیے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر جوتیوں میں نجاست دیکھ تو ننگے
 پاؤن نماز پڑھے سرقاۃ میں ہو کہ خفیہ کا مذہب ہو کہ اگر جوتی یا سوزے میں نجاست لگ جائے اور وہ جرم دار ہو تو
 مٹی یا ریت پر خوب رگڑنے سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور جو جرم دار نہ ہو جیسے پیشاب یا شرب تو اسکا دھونا ضرور ہے تر

ہو یا شکستہ اور امام طحاوی حنفی نے معانی الآثار میں نکالا ابو ہریرہ سے کہ حضرت م نے فرمایا جب کوئی تم میں ہو اپنے نور
یا جوتی سے نجاست کو زندہ کر تو مٹی اسکو پاک کر نیوالی ہے اور امام زبلی حنفی نے تفسیر کبیر کہا کہ صاحب ایہ نے جو حدیث بیان کی
کہ اگر جوتون میں نجاست تھا تو کمز زمین سے رگڑا لے وہ پاک کر نیوالی ہے انکی تو ابو داؤد نے اسکو دو طریقوں سے نکالا اور
ابن حبان نے اور حاکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر نووی نے خلاصہ میں کہا ابو داؤد کا اسناد صحیح ہے اور
فاتحہ کیا اوس میں ابن القطان نے بوجہ مجریں کثیرہ معانی کے اور محمد بن عثمان کج جو ایک طریق میں ہے اور دوسرے
طریق میں ایک راوی مجہول ہو اور روایت کیا ابو داؤد نے ابو سعید خدری ہو اور یہ روایت اوپر گذری اور نکالا اسکو ابن حبان
نے اپنے صحیح میں اور عبد بن حمید اور سحیح بن ابی ہریرہ اور ابو یعلیٰ و صلی نے اور ابو داؤد نے نکالا حضرت عائشہ سے ایسا ہی اور
روایت کیا اسکو ابن عدی نکال میں نہیں ہے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر کوئی مرد
اپنی جوتیوں سے نجاست کو کھند لے اپنے فرمایا مٹی اوکو پاک کر نیوالی ہے اسکی اسناد میں عبد اللہ بن زیاد بن سمعان
ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابن جوزی نے علیٰ تنہا میں اس میں ہی ابن سمعان ہے ابن جوزی نے اسکی نقل کیا
کہ وہ کذاب ہے اور احمد نے کہا مترک الحدیث ہوا سنتے باختصار متبرج کہتا ہے جوتون سمیت نماز پڑھتی ہیں ہقدر حیدر
دارہ میں کہ اسکی ثبوت میں کوئی شک نہیں رہتا لو ان میں بعض حدیثیں ضعیف ہوں اور اگر ایک صحیح حدیث
وارد ہو تو یہی کافی تھا کہ جب متعدد صحیح حدیثیں موجود ہیں اور جن صحابہ نے جوتون سمیت نماز پڑھی ہے وہ بڑے
جلیل الشان صحابہ ہیں جیسے حضرت عمر اور حضرت عثمان اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہم پس صحیح یہی ہے کہ جوتون سمیت
نماز پڑھنا آنحضرتؐ اور خلفاء اور صحابہ کرام کی سنت ہو اور دفعہ فصل ہے ننگے پانوں پڑھنے سے گونگے پانوں پڑھنا بھی
جائز ہے لیکن ہمیشہ ننگے پانوں نماز پڑھنا اور ننگے پانوں پڑھنے کو ضرور ناجائز یا جوتون سمیت نماز پڑھنے پر طعن کرنا
ضلالہ اور اگر اہی ہے اور تعجب ہے ان جاہلوں جو اتنی صحیح حدیثیں دیکھ کر بھی اس امر کا انکار کریں معلوم نہیں ہوتا
کہ شیطان نے انکے دل کو یہ کونسا افسوس پہونکایا ہے اور جو کوئی حضرت م کی سنت اور آپ کے طریقہ کو برا جانے لے معاذ اللہ
مردود اور کافر ہے اور لطیف یہ حقیقہ کی تمام کتابوں میں جوتون سمیت نماز پڑھنا مذکور ہو اور ابو داؤد اور مسلم اور تمام
اصول کی کتابوں میں ابو سعید کی حدیث بیان کی جو حسین حضرت م نے صحابہ سے پوچھا کہ تم نے اپنی جوتیاں کیوں اتار
اسی پھر اگر کوئی جاہل جوتی سمیت نماز پڑھنے پر طعن کرے یا جوتی سمیت مسجد میں گئے سے روکو تو اسکا علاج یہ ہے
کہ جوتون ہی سے درست کیا جاوے یا بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ عرب کی زمین پاک اور خشک تھی اور صحابہ کی جوتی پاک اور خشک
رہتی تھی اس واسطے کہ انکو جوتی سمیت نماز پڑھنا لائق تھا ہم کو لائق نہیں یہ زاد ہو کا اور معاملہ ہے نجاست جیسے اس ملک میں

ہے ویسی ہی عورت کے لگتے تھے اور صحابہ کے جو تھے ہمیشہ پاک رہنے کا کیا ثبوت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک جوتیوں
 میں تو نجاست لگ گئی تھی جبکی خیر حضرت جبریل علیہ السلام کو لکھو دی یہ لو کہ کسی کی جوتیوں کا ہمیشہ پاک رہنا کیونکر ہو سکتا
 ہے اور صحابہ کے جو تھے ہمیشہ پاک رہتے تو آپ دوسرے حدیث میں یہ کیوں فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد کے پاس آئے تو اپنی
 جوتی دیکھو اگر ان میں نجاست ہو تو زمین پر گر کر ڈالو اور وہ اونکو پاک کر نیوالی ہے پہراؤں میں نماز پڑھی ہے حدیث سے صاف
 یہ نکلتا ہے کہ اگر جو تھے نجس ہی ہوں تو اونکو زمین پر گر کر ڈالیں پہراؤں میں بے تکلف نماز پڑھیں اور اگر پاک جوتا ہو تو گرٹنے
 کے لیے کوئی ضرورت نہیں بات سب قیدین کہ جوتا نیا ہو اور اگر نجاست لگی ہو تو وہ تو نہ ہو خشک ہو حرم دار ہو خرافات اور
 واهیات میں شریعت میں جوتی کی ہمدات یہی مقرر ہوئی کہ زمین پر گر کر ڈال دینا جیسے جنب کی ہمدات جب پانی نہ ملے تو زمین
 پائی پس چاہیے جس قسم کی نجاست ہو جو مار گرنے سے بچے پاک ہو جاوے گا اور یہ گرنا بھی اس صورت میں کہ جب نجاست کا لگا
 یقینی ہو ورنہ ہر ایک جوتا نیا ہو یا پرانا پاک ہے اور اسکو ہمیشہ نماز پڑھنا درست ہو اور یہی حق ہے اور یہی سنت ہو اور یہی
 ہدایت ہو اور جو کوئی اسکو نہ مانے اسکا اور ہمارا انصاف بردار قیامت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہو
 جاوے گا وباللہ التوفیق **باب** الصلوۃ فی الخفاف موزوں میں نماز پڑھنے کا بیان **حدیث** ثنا اکرم قال حدثنا
 شعبۃ عن الکعش قال سمعت ابراہیم بن محمد بن عمار بن الحداد قال قال رکیۃ بن جریج بن عبد اللہ قال قال ثم قوصا
 وسمیۃ عن اخیۃ ثم قال فضل بن فضال قال قال رکیۃ بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سنم مثل هذا قال ابو ابراہیم
 حکان فیہم کوں چیز آگاہان من اخر من اسلم ترجمہ تمام بن حارث وروایت جو میں دیکھا جریج بن عبد اللہ کہلی
 صحابی شہوہ کو اور نہ ہونے پیشاب کیا یہ وضو کیا اور چہ کیا اپنے دونوں موزوں پر پہرے ہو کر نماز پڑھی (منور کو یہ ہے)
 اور اسے پوچھا گیا (طبرانی کی روایت میں) کہ ہمارے پوچھا اور ایک بات میں ہے کہ ایک شخص نے عیب کیا اور پھر انہوں
 نے کہا میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے ایسا ہی کیا ابراہیم بن محمد نے کہا جریج کی یہ حدیث
 لوگوں کو راہ عبد اللہ بن مسعود کو یاد دیکھو جیسے مسلم کی ایک روایت میں ہے بہت جلی لگتی تھی ایسے کہ جریج اور ان لوگوں میں تھے
 جو اخیر میں اسلام لائے **ف** اور اس سے حدیث میں یہ شہ نہیں ہوتا کہ آپ نے تیار زمانہ اسلام میں ایسا کیا ہو گا پھر
 یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو گا مسلم کی روایت میں ہے کہ جریج سورہ مائدہ اور ترے کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور ابوداؤد کی روایت
 میں ہے کہ لوگوں نے کہا آپ کا سر کرنا موزوں پر کیا سورہ مائدہ اور ترے کے بعد تھا (جس میں مضمونین پاؤں دھونیکا حکم ہے)
 تو جریج نے کہا میں تو اس صورت کو اور ترے کے بعد مسلمان ہوا اور طبرانی کی روایت میں ہے جریج سے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع
 کا ہو اور ترمذی کی روایت میں ہے شہر بن حوشب سے کہ جریج کو دیکھا پھر بیان کیا حدیث کہ سبطہم اخیر میں یہ کہنا ہو گیا

سورہ مائدہ اور تفسیر کے بعد کیا یہ قصہ ہے یا اس کے پہلے کا جو جرنی کہہ مین تو مسلمان نہیں ہوا اگر سورہ مائدہ اور تفسیر کے بعد ترمذی نے کہا یہ حدیث تفسیر کر نیوالی ہو کیونکہ بعض لوگ جو موزون پر مسجہد کر نیکی قائل نہیں یہ تاویل کرتے ہیں کہ حضرت مہموزون پر مسجہد سورہ مائدہ کی آیت اور تفسیر کے پہلے کیا تھا اور یہ آیت اسکی ناسخ ہے تو جرنی نے کہا کہ مین نے ایک واس آئی کے اور تفسیر کے بعد موزون پر مسجہد دیکھا اور عبداللہ بن مسعود کے اصحاب کو یہ حدیث پسند تھی کیونکہ اوس سے رد ہوتی تھی ان لوگوں کی تاویل اور مین مسئلہ کی بحث کتاب الوضو میں گذر چکی (فتح) اور محدث کو مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابو داؤد نے ہی نکالا (قسط) مترجم کہتا ہے جبہ چون سمیت نماز پڑھنا جائز ہے تو موزون سمیت بطریق اولی جائز ہوگی بلکہ موزون سمیت پڑھنا ضرور ہے کیونکہ اگر موزی اور ادا رکا کہہ حدیث ہوگا تو پھر اوس پر مسجہد جائز نہ ہوگا جیتیکہ دوبارہ پورا وضو کر کے ان کو نہ بینے بعض جاہل کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے جب یثوی کو حکم دیا حیرہ وادی مقدس مین گئی فاعلم تغلیک یعنی اوتار جوتیان اپنی تو مسجد پر بھی خاندان ہے اوس مین جوتیان اوتار نماز ضرور پڑھنا جواب ہے کہ حضرت موسیٰ کو جوتیان اوتار نے حکم ہوا وہ اسوجہ سے تھا کہ انکی جوتیان مردہ گد ہے کی کہال کی تہین جبکی دیاعت نہیں تھی یہی منقول ہر سدی اور قنادہ سے اور علامہ اس کو حضرت موسیٰ کی شریعت ہماری شریعت مین حجت نہیں جیسے کی خلاف ہماری شریعت مین حکم موجود ہو اور اگر کئی حدیث مین گذر کر اپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے مسجد مین آوے تو اپنی جوتیوں کو دیکھ اور ان حدیثوں مین طرحت ہے ہاں اگر کی جوتیوں سمیت مسجد مین آنا اور نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اپنے حکم دیا یہود کے خلاف کر نیکا اور فرمایا کہ وہ جوتیان و نماز کر نماز پڑھتے ہیں تم جوتیان پسند کر نماز پڑھو یا جو اسکے اگر کوئی حضرت موسیٰ کے اس حکم کو مستلاد ہو اور ہمارے پیغمبر کے حکم کو نہ دیکھ تو وہ مردود ہوئے ہوں اوس سے کہ یہ سرکار نہیں **حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ** قَالَ وَصَّاتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْبَةَ حَافِيَةً وَصَلَّى حَرَجَ مِغْرَهَ بْنِ شُعْبَةَ مِنْ رَوَيْتِ مِغْرَهَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَصَّاتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَاتِيبَ مِغْرَهَ بْنِ شُعْبَةَ

اپنے دونوں موزون پر نماز پڑھی **ف** حدیث کو مولف نے صلوٰۃ اور جہاد اور لباس مین نکالا اور مسلم اور نسائی نے (قسط) **بَابُ إِذَا لَمْ يُمْسِكِ الْجَوْوُ** جو کوئی مسجد کو پورا نہ کرے **ف** حافظ نے کہا ستمی کی روایت مین یہ باب ہیما نہیں ہے اور وہی صواب ہے کیونکہ یہ باب اپنے مقام مین آویگا صفت صلوٰۃ مین اس طرح اسکے بعد کا باب ہی نہیں ہے اور در صورتیکہ ان دونوں بابوں کا ذکر غلطی کا تبیں نہ ہو تو مناسب ہے یہ ہوگی کہ کتاب یہ کہ جو کوئی شرط کو ترک کرے اسکی نماز صحیح نہ ہوگی حدیث کوئی کر کے اور دوسرا یہ کہ یہ نکلتا ہو کہ مسجد مین اپنے دونوں بازو کشا دہ رکھتا عدم ستر کو ستر نہیں ہوتا نماز اوس سے باطل نہ ہوگی اپنے مختصر **أَخْبَرَنَا** اور بعض نسخ مین حدیث ہوا **الضَّلَكْتُ بِنُ**

خیراً خیراً تا مہدی عن واصل عن ابی واصل عن حذیفۃ انہ دلی سحلا لا یم رکوعہ ولا یسجودہ فلما اقص
صلواتہ قال لہ حذیفۃ ما صلیت قال ولخصبہ قال لوصت مت علی عبد سیدہ صلی اللہ علیہ
وسلم ترجمہ خذیفین ایمان خذیفہ ایک شخص کو دیکھا جو اپنے رکوع اور سجدے کو پورا نہیں کرتا تھا جب نماز پڑھ کر
خذیفہ نے اس سے کہا تو نے نماز نہیں پڑھی اب واصل نے کہا میں سمجھتا ہوں خذیفہ نے یہی کہا اگر تو میرا تو حضرت پر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت پر نہیں مرنے کا بلکہ اوپر ترقی پزیر خاتمہ ہو گا یا خدا کی کیونکہ تو نے نماز کی
سی عبادت میں حضرت مکی پیروی کا خیال چھوڑ دیا قسطلانی نے کہا طبرانی نے اس سے مرفوعاً روایت کی کہ جس نے نماز پڑھی
اور اس کے خشوع اور رکوع اور سجدے کو پورے طریقہ اور انہیں کیا تو وہ نکلے سے اندھیری کالی ہو کر اور کہتی ہو خذیفہ جاکر کہتا ہوں
کہ سجدے کو نہ مجھکوتا یا کہ کیا جب یہ مقام پر پہنچتی ہے جہاں اسے چاہتا ہے تو پڑانے کی طرح لیٹی جاتی ہے یہ اس
نماز کے سنہ پڑائی جاتی ہو اور یہ خدیشا نام بخاری کے افراد میں سے ہو **باب** ۱۰ ینبئی صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدے
الشیخو اپنے دونوں بازو یا بتلین پسلی سے جڑا کرے سجدے میں **اخیر** نا چھوڑے **باب** ۱۱ ینبئی صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدے
مصر عن جعفر عن ابن ہریر عن عبد اللہ بن مالک عن ابن جحشہ ان التیمی صلی اللہ علیہ وسلم کان
اذا اقصیٰ فخرج بکف یدہ حتی یندق بیاض انبطیکہ وقال اللیث حدثنی جعفر بن زبیر عن جعفر
ترجمہ عبد اللہ بن مالک بخیرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کشا
رکتے یعنی جڑا کرتے پسلی سے یہاں تک کہ آپ کی دونوں نعلوں کی سفیدی نمودار ہوتی **باب** ۱۲ حاکم کی روایت میں ہے کہ
کی دونوں نعلوں کی سفیدی کو دیکھتا (قسط) لیث زہبی اس حدیث کو جعفر سے روایت کیا اور عن کی حدیث
جعفر بن ریحہ کہا اور اس تعلق کو امام مسلم نے اپنے صحیح میں وصل کیا خاتمہ حافظ صاحب نے کہا کہ اسے عورت کے ابوالباب
اس سے پہلے کہ باب بتائے فرض الصلوٰۃ سے ۳۹ مرفوع حدیثوں پر مشتمل ہیں اگر اخیر کی دونوں باب کی
حدیثیں ہی ان میں شامل کر لو تو سب حدیثیں ہو جاتی ہیں ان میں سو مکرہ حدیثیں ہیں اور ہم اس معلق حدیث
ہیں اور اگر اخیر کے ایک ہی معلق حدیث ملے جادو تو وہ ۱۵ ہوتی ہیں ان میں سے دس لکیرہ مکرہ ہیں اور امام مسلم نے
ان سب حدیثوں کو نکالا سو اس میں ان کو کیسی ریشہ زدہ و کوفہ و کوفہ کے اور ابن عباس اور جبرہ اور ابن جحش کی
حدیثوں کے ان باب میں اور اس کی حدیث حضرت عائشہ کے پاس سے میں اور عکرمہ کی حدیث کو ابو ہریرہ سے کہہ کر کے دونوں
کناروں کی مخالفت میں اور دونوں کے شمار کیا وہ ان میں سے ہیں اس میں سوا بن عمر کے ان کے کہ جب اس نے تم کو شادی دی تو
کشا دلی کر دینی جانو پیرہ ہو صوبہ ہے انہوں ان ابواب کے متعلق اور حدیثیں جو امام بخاری نے نہیں بیان کیں

(۱) صاحب اینے ایک سیٹ بیان کی کہ جب حضرت مہکمہ صاحب سمندر سے نکلے ننگے تو اوہ ہونچ بیٹھ کر اشارے نمازی
 زیلعی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں نکالا ابن عباس سے انہونچ کہا جو شخص کشتی میں نماز
 پڑھے یا ننگے ہو تو وہ بیٹھ کر پڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اونے پوچھا گیا ننگا کیونکر نماز پڑھے انہونچ کہا اگر وہ اسی جگہ پر
 ہو کہ لوگ اسکو دیکھتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھے کیونکہ بیٹھنے میں بے ستری کم ہوگی اور جو کسی جگہ ہو کہ لوگ اسکو نہ
 دیکھیں تو کھڑے ہو کر پڑھے اور قتادہ سے انہونچ کہا جب سمندر سے لوگ ننگے ہو کر نکلیں پھر ان میں کوئی اہم
 کمرے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھیں اور امام ہی صف میں لوگوں کے برابر بیٹھے اور اشارے سے نماز پڑھیں (۲) منفق
 الاخبار میں ہے کہ امام احمد اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ حضرت منہ نے منہ کیا مگر کو نماز پڑھنے سے جب
 تک کہ نہ باندھے شوکانی نے کہا یہ مانع نہیں ہے وجہ ایک ہی کپڑا ہو وہ بھی تنگ یا بندہ لینا ضرور ہے
 تاکہ بے ستری نہ ہو اور محدث کو ہم نے دھوڑا سنن ابو داؤد اور مسند امام احمد اور مجمل الزوائد میں تو اس لفظ سے نہیں ملی
 اور معلوم نہیں کہ مصنف نے اسکی نسبت ان کتابوں کی طرف کیونکر دی لیکن اسکا شاہد دوسری حدیث میں ہوا امام
 احمد کے جابر سے کہ فرمایا حضرت منہ جب کپڑا گتادہ ہو تو اسکو ڈال لے اپنی دھوڑا ہون پر ہی پھر نماز پڑھے اور جب
 تنگ ہو تو اسکو باندھ لے اپنے کمر پر پھر نماز پڑھے بغیر چادر کے (۳) دھوڑا ہے کہلے زمین شوکانی نے کہا جس لوگوں نے
 مطلقاً دھوڑا پڑھا تو انکو واجب کیا ہے خواہ کپڑا تنگ ہو یا کشادہ اور کشادہ مذہب احمدیث سے رد ہوتا ہے اور صحیح
 حق یہ ہے کہ جب کپڑا کشادہ ہو تو تہ بند باندھ کر اس میں سے کچھ دھوڑا پھر ہی ڈال لیوے ورنہ صرف تہ باندھ
 لیوے اور نماز پڑھے کچھ کہ اہل اس میں نہیں ہو اور اس سے جم ہوتا ہے حدیثوں میں اور ہی کو اختیار کیا ہے
 ابن منذر اور طحاوی اور ابن حزم نے اور ہی حق ہے (۴) امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی
 نے معاویہ بن قرہ سے انہون نے اپنے باپ سے انہون نے کہا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپس کیا فرمایا کے
 کچھ لوگوں میں پھر ہم نے بیعت کی آپ سے اچھا تمیص کہا ہوا تھا قرہ نے کہا میں نے ہی آپ سے بیعت کی اور اپنا
 ہاتھ آپ کی تمیص کے اندر ڈال کر نبوت کی مہر کو چھوا قرہ نے کہا میں نے معاویہ اور ان کے باپ قرہ کو دیکھا وہ ہمیشہ
 جاڑی اور گرمی میں اپنی تمیص کے گتھڑیاں پہلی رکھتے کبھی تکر نہ لگاتے (۵) اسوجہ سے کہ حضرت مہکمہ کو کہلے گریبان
 دیکھا تھا سبحان لہ صحابہ کا اتباع کس درجہ کا تھا شوکانی نے کہا ابن عبد البر نے کہا قرہ کسی نے روایت
 نہیں کی ہو اور ان کے بیٹے معاویہ کے اور اس حدیث کی استاد میں ابو ہل جفی کوئی ہے کہ اسکو ابو زرعہ نے اور ذکر کیا کہ
 ابن جابر نے اور اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تمیص کا گریبان کہا احسانت ہو لیکن یہ نماز میں نہیں بلکہ غیر نماز میں

فہرست نگار نماز پڑھنے

نیکان نماز

فہرست نگار نماز پڑھنے

نماز میں کھانا کھانا

نماز میں کھانا کھانا

کیونکہ سجدہ کھیرت میں اپنے حکم کیا فیصلہ کیا کہ یہ ان لگانیکا سترج کہتا ہے وہ حکم ہی احوالت میں تھا کہ سجدہ کے پاس سوا تیس کے اور کوئی لباس نہ تھا پس گریبان پہلے رہے پھر سے ڈرتہ نماز میں استر نظر کیا اب اگر کوئی ازار باندھے ہو یا پانچا برہینہ ہو یا کھانا گریبان کرتے کا اگر نماز میں بھی کھلا ہے تو قیاحت نہیں ملے علم (۴۷) ابو داؤد اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ سے ابو ہریرہ سے کہ حضرت مہ نے نعم کیا سدل نماز میں اور اپنا منہ ڈھانپنے سے اور نکالا اسکو حکم نے مستدرک میں اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر اور روایت کیا طبرانی نے ابو جحیفہ سے اور بنارے سیاہی اوس کے ہنادین جحفص بن ابی داؤد اور ابو مالک نخعی ضعیف ہیں اور بیہقی نے ابن مسعود سے مفرد ہو اسکے ساتھ تیسرے رافعہ وہ قوی نہیں ہے اور ابن علی نے ابن عباس سے اسی ہنادین عیسیٰ بن قرقاس متروک ہو اور ضعیف کیا امام احمد نے ابو ہریرہ کھیرت کو بوجہ غسل بن حقیان کے لیکن ابن حبان نے کھولتات میں لکھا اور متابعت کی غسل کی حسن بن زکوان نے اور اختلاف کیا علمائے سدل کے معنوں میں بعض بوجہ کھاسدل یہ ہو کہ کپڑے کو لٹکا دیا اور اسکے کنارے اپنی دونوں ہاتھوں میں ملا دیو اگر مالکیوں نے سدل نہیں ہو اور صاحب نہایت کھاسدل یہ ہو کہ کپڑے اور ہاتھ لے اور اندر سے اپنی دونوں ہاتھ لے اسی طرح سے رکوع اور سجدہ کرے اور یہ کرتے اور کپڑوں میں بھی ہو سکتا ہے بعضوں نے کھاسدل یہ ہو کہ تہ بند کو اپنے سر پر ڈالے اور اپنے دونوں کنارے دھنچا اور بائیں طرف چھپے رہنے دیو اور موٹڑ ہون پر ڈالے جو ہری نے کہا سدل معنی لٹکانا اور خطاب نے لٹکا اتنا لٹکا تاکہ زمین تک پہنچے اس صورت میں سدل اور ہال ایک ہو گا عراقی نے کہا احتمال ہے کہ سدل ہو یا لٹکانا نامزد ہو (یعنی سانسے پیشانی پر جیسے نصاریٰ لٹکاتے ہیں اور اسی بات میں وارد ہوئی ابن عباس کھیرت کہ حضرت سدل کیا اپنی پیشانی پر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھیرت کہ انہوں نے لٹکا یا اور فرمایا کو اور وہ حرام سے نہیں اور کوئی مانع نہیں ہے اس سے کہ سدل کو سب معنی فرما دھون اور ایک روایت میں ہے کہ سدل یہود کا فعل ہے چنانچہ خلیل نے عل میں اور ابو عبیدہ نے غریب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لٹکا لائے کو دیکھا انہوں نے لٹکا یا تھا اپنے کپڑوں کو اپنے فرمایا گویا وہ یہودی ہیں جو اپنے مدسوں سے کٹی ہیں اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں سدل حرام ہے اور مکر وہ جانا اسکو ابن عمر اور مجاہد اور ابیہم نخعی اور ثوری اور شافعی نے نماز میں اور ابن امام احمد نماز میں اور جابر بن عبد اللہ اور عطاء اور حسن اور ابن سیرین اور کھول اور زہری نے کہا اس میں کوئی قیاحت نہیں اور سیاہی منقول ہو امام مالک سے اور ابو ہریرہ کھیرت اگر صحیح ہو تو حرام نہ ہو نیکی کوئی وجہ نہیں ہے اور منہ بند کرنا نماز میں منہ ہے بغیر جالی کے اگر جالی آوے تو ہودت بند کرنا درست ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو جالی آوے تو اپنا ہاتھ لکے منہ پر اسلیے کہ شیطان اندر گھس جائے اور سجدہ میں یہی لٹکانا

کہ نہ نماز گزار نہ پڑھنا کر وہ ہے جیسے صاحب مکتبۃ الاخبار نے نکالا (۵) امام احمد اور عبد بن حمید اور بیہقی اور خطیب ابن عساکر اور طبری نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے ایک کپڑا رسول لیا دس درم کو اور ان میں ایک درم حرام کا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کرے گی جب تک کہ کپڑا اوسکی بدنہ پر بیگیا پہن لوں تو اسے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کان میں ڈالیں اور کہے کہ دو نو کان سپر ہو جاؤں اگر میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہو آج کثیر نے کہا ارشاد میں کہ اس کی نماز باطل ہے جو رویت کرتا ہے اس کا ابن عمر سے اور وہ سچا نا نہیں جانا اور اس حدیث میں دلیل ملی ہو اس نے جس کو کہا کہ غضب کے کپڑے میں نماز کپڑا غصہ کے رویوں سے خرید جاوے اوس میں نماز درست نہیں ہے اور عترت کا بھی قول ہے تمام عترت کا اور بوجہ حلیفہ اور شافعی نے کہا کہ نماز درست ہے اور قوی کیا شوکانی نے اس کے مذہب کو کیونکہ حدیث ثابت نہیں ہے اور قبول نہیں ہوئی ہے صحیحہ نہ ہونا لازم نہیں آتا (۶) نیل الاوطار میں جو ان ابواب میں کتاب اللباس کی پیشین بیان کی ہیں اور کجا ترجمہ میں نے یہاں نہیں لکھا اس لیے کہ کتاب اللباس میں اگر کوئی اور خلاف ہے تو ہم وہ صاحب شریعت دہلوی ذکر کریں گے (۷) امام احمد اور ابن ماجہ نے جابر بن عمر سے روایت کیا ہے ایک شخص سے سنا اس نے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا میں نماز پڑھوں اس کپڑے میں جس میں صحبت کرتا ہوں اپنی بی بی سے اپنے ذریعہ مان کر صحبت و ہمیں کچھ دیکھتے تو وہ ہوا ڈال سکوا اور رویت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے معاویہ سے یہ روایت جب یہ سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے جس میں جماع کرتے تھے انہوں نے کہا ان جب اوس میں کوئی پلیدی نہ ہوتی شوکانی نے کہا جابر بن عمر کہ حدیث کو راوی سب سے ہیں یہی طرح معاویہ کی طرح کے اور ان دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو نجس کپڑے میں پڑھنا چاہیے یا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آیا کپڑوں کی طہارت شرط ہے نماز کی صحت کی یا نہیں فقہ ائمہ کا یہ قول ہے کہ وہ شرط ہے اور ابن سعد اور ابن عباس اور سعید بن جبیر سے امام مالک سے یہ قول ہے کہ کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور صاحب نیایہ نے امام مالک سے دو قول نقل کیے ہیں ایک یہ کہ نجاست کا دور کرنا سنت ہے فرض نہیں دوسرا یہ کہ فرض ہے نجاست کو باوجود ہوا و جو ہر حال سے تو فرض نہیں ہے اور شافعی کا قدیم قول ہے کہ نجاست کا دور کرنا نماز کی صحت کی شرط نہیں ہے جمہور کی کئی دلیلین ہیں ایک یہ تعالیٰ کا یہ قول وَتَيَّا بَكَ فَطَهَّرَ اور ظاہر ہے کہ لا و آیت میں نماز ہے کیونکہ غیر نماز میں بالاجماع کپڑوں کی طہارت واجب نہیں ہے اور جواب یہ کہ آیت سے غایت ہے کہ وجوب ثابت ہو گا لیکن شرط ہونا نماز کی صحت کی وہ ثابت نہیں ہوتا دوسری حدیث ہے ابو سعید خدری کی جو اوپر گزری جس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے نجس جو تیل لیا اور مار ڈالیں اور جرات ہے کہ یہ حدیث تو تمہارا سے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ سر سے

غضب کے کپڑے میں نماز کا کیا حکم ہے

فہم کے کپڑوں کی طہارت نماز کی شرط ہے یا نہیں

نماز کا اعادہ کرتے تیسری اور چوتھی جابر اور سعید کی حدیثیں جو ابھی بیان ہوئیں اور جواب یہ ہے کہ جابر کی حدیث سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اور معاذ کی حدیث محض فعل ہے اس سے کوئی مطلب ثابت نہیں ہوتا یا بخون حضرت عائشہ کی حدیث جو ابو داؤد نے نکالی کہ میں حضرت ص کے ساتھ تھی جب صبح ہوئی تو آپ نے کملی لی اسکو اور باہر بہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھی اس میں پہر بیٹھ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ داغ ہے خون کا کملی میں آپ نے اس داغ کی جگہ اور اسکے پاس کو ماتہ سے تہا اور سید طرح مٹی میں دبا ہوا میرے پاس بھیجا غلام کے ماتہ سے اور فرمایا اسکو دھو دے اور سکھلا دے پہر بنچدے میں نے اپنا کپڑا سنگوا یا اور اسکو دھویا اور سکھایا یا پہر چلا بعد ازاں آپ تشریف لائے دو پہر کے وقت اسی کملی کو اوڑھے ہوئے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث غریب ہے جیسے سندری نے کہا علاوہ اسکے یہ حدیث تمہارے خلاف ہے کیونکہ اگر طہارت شرط ہوتی تو آپ صبح کی نماز کا اعادہ کرتے اور وہ ثابت نہیں ہو اچھے عمار کی حدیث کہ دھو دے تو کپڑا اپنا پیشاب اور پاخانے اور قے اور خون اور مٹی سے نکالا اسکو ابو یعلیٰ اور بزار نے اپنے مسندوں میں اور ابن عدی کا مل میں اور دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں اور عقیلی نے ضعف میں اور ابونعیم نے معرفت میں اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور جواب یہ ہے کہ ان سبہوں نے اس حدیث کو ضعیف کیا کیونکہ اسکی سند میں ثابت بن حماد مترک ہے اور علی بن زید بن جعدان ضعیف ہے بیہقی نے سنن میں کہا یہ حدیث باطل ہے اسکی کچھ اصل نہیں علامہ اسکے اس حدیث سے شرطیت ثابت نہیں ہوئی ساتویں ہائے دھونے اور ملنے کی حدیثیں جو صحیحین میں ہیں اور جواب یہ کہ اسے وجوب بھی ثابت نہیں ہوتا شرطیت کجا آٹھویں حدیث حذیفہؓ اور ضعیفہ جو اوپر گزری اور جواب یہ ہے کہ دلیل خاص ہے دعوے سے اور بر تقدیر تسلیم اس سے وجوب نکلے گا نہ شرطیت نوین وہ حدیثیں جنہیں نجاست دھونے کا حکم ہے جیسے عذاب کی او اسکے لیو جو پیشاب سے طہارت نہیں کرتا تہا یا مذی دھونے کی حدیثیں اور جواب یہ ہے کہ ان سے بھی شرطیت نہیں نکلتی دسویں حدیث مشہور ابن عمر وغیرہ کی جسکو نکالا امام مسلم نے کہ نماز نہیں قبول ہوتی بغیر طور کے اور نہ صحت قبول ہوتا ہے چوری کے مال میں سے اور جواب یہ ہے کہ طور سے مراد اس حدیث میں وضو ہے نہ طہارت کی طور میں اسکی حنفی خود کہتے ہیں کہ قبول نہ ہونے سے صحیح نہ ہونا لازم نہیں آتا جیسے ابھی گذر امفتوب کپڑے میں نماز پڑھنے کے باب میں پس اوپر کی بیان سے معلوم ہوا کہ طہارت ثنایا کے شرط ہونی کی کوئی دلیل کافی نہیں ہے اور اسکی خلاف پر کئی دلیلین ہیں ایک آپ کا اعادہ ذکر کرنا

اوس نماز کا جو تیس جوتیوں سے پڑھی تھی دوسرے عبادہ نہ کرنا اوس نماز کا جو داغدار کیلی سے پڑھی تھی تیسری
اوس صحابی کی حدیث جو اوپر گذری حسین یہ ہے کہ نماز میں اونکو تیر لگا اور خون بہا اور وہ نماز پڑھی گئے چوتھی اونکی
کی حدیث جو عقیدہ بن ابی معیط ملعون نے حضرت مکی مبارک شہید پر نماز میں رکھ دی تھی لیکن آپ نماز پڑھی
گئے اسکے سوا اور بھی دلیلین تلاش سے مل سکتی ہیں بعض لوگوں نے شرط ہونے پر دلیل لی ہے حدیث ابو ہریرہ
کی مرویہ کہ لوٹائی جاوے گی نماز دوم پر یا بخون سے نکالا اسکو دارقطنی اور عقبلی نے وضع عاقبت میں اور ابن عدی نے
کمال میں اور جواب ہے اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے مطلب نکل سکتا تھا مگر یہ حدیث باطل ہے اسکی سند
میں روح بن غطیف ہے اور سکا بیان اوپر گذر چکا ہے خیر حاصل یہ ہوا کہ کپڑوں کی طہارت اگر واجب کہو نماز
کے لیے تو ہو سکتا ہو اب جو شخص کپڑے سے نماز پڑھی اوس سے وجہ کو ترک کیا لیکن نماز اسکی باطل نہ ہوگی انیل
مختصر (۸) منقولہ اخبار میں دلیل لی ہے کہ بے وضو کا اور بچوں کے کپڑوں کا جنکی طہارت میں شک ہو
نماز میں اوٹھنا درست ہے اس حدیث سے ابو قتادہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اپنی ٹوپی
امامہ منبت زمین پر اوٹھنا کہ وہ وجہ رکوع کرتے تو اونکو زمین پر بیٹھا دیتے اور جب کپڑے ہوتے تو اونکو اوٹھا
لیتے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور ابو داؤد نے نکالا کہ جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو امامہ کو لیکر زمین پر بیٹھا دیتے
پھر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدے سے فارغ ہوتے اور کپڑے ہوتے تو اونکو اوٹھا لیتے اور اپنی جائے پر
بیٹھا لیتے عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ اپنے منڈھے پر اوٹھا لیتے اور احمد کی روایت میں ہے کہ اپنے
گردن پر رکھ لیتے اونکو مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ اُوقت امام تھے لوگوں کے مسجد میں اور ابو داؤد نے
نکالا کہ ہم تمہارا رکبے تھے حضرت م کا ظہر یا عصر کی نماز کے لیے اور بلال نے آپ کو بلایا تھا نماز کے لیے اتنے
میں آپ برآمد ہوئے اور امامہ کے منڈھے پر سوار تھیں آپ اپنی نماز کی جگہ میں کپڑے ہوئے پھر ہم بھی
اچکے چھو کپڑے ہوئے آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی اور امامہ اوسی مقام میں تھیں تو وہی نے ان
تاویلات کو ذکر کیا جو لوگوں نے اس حدیث میں کی ہیں پھر کہا کہ یہ سب تاویلین مردود ہیں اور آدمی پاک ہے
اور اسکی پیٹ میں جو نجاست ہے وہ صاف ہے اور بچوں کے کپڑے اور بدن پاک ہیں جب تک اونکی نجاست
ظاہر نہ ہو اور ایسے علون سے نماز باطل نہیں ہوتی لہذا مختصر اور امام احمد نے روایت کی ابو ہریرہ سے
کہ ہم حضرت م کو ساتھ عشا کی نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ کرتے تو امام حسن یا امام حسین علیہما السلام
آپکی پیٹ پر کود جاتے جب آپ سجدہ کرتے تو ہم سے پیچھو اونکو تہام لینے اور زمین پر رکھ دیتے اس

فہ نماز میں بے وضو یا مشک کپڑے کا اور ٹاٹا درست ہے

خیال سے کہ کہیں گرین نہیں اور چوٹ لگ جاوے بھان اللہ خاطر داری اُن صاحبزادوں کی اہمیت آپ کو منظور رہی اور انکی ذری سے تکلیف نہی آپ کو گوارا نہ تھی خداون اشقیاکا مودتہ کالاکرے اور انپر لاکھ لاکھ نعت اور بیٹکار جو ان صاحبزادوں سے بغض اور عداوت کہتے ہیں (پیر حبیب سجدہ کرتے وہ بیٹھ پر سوار ہو جاتے یہاں تک کہ اپنے نماز پوری کی بہرہ اور پیر سے ایک کو اپنی زبان پر سبھلایا ابو ہریرہ نے کہا میں حضرت مکر یاس گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں انکو پیچا کہ میں اتنے میں ایک بجلی چکی آپ کو دو صاحبزادوں سے فرمایا اپنی ان (حضرت خاتون جنت سیدہ اشہار معصومہ مطہرہ فاطمہ زہراؑ) کے پاس چل جاو پیر بجلی کی روشنی ٹہرے گی یہاں تک کہ دو صاحبزادے نہ تشریف لگے اور روایت کی اسلام اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رحمہ سے کہ حضرت مہر رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے پہلو میں ہوتی حیض سے اور ایک چادر کچھ میرے اوپر ہوتی کچھ آپ پر مسجد پر سے یہی نکلتا ہے کہ عورت کا نماز کے بازو کٹھڑا ہونا نماز کو فاسد نہیں کرتا جمہور کا یہی مذہب ہے اور ابو حنیفہ نے کہا نماز باطل ہو جاتی ہے اور حدیث انکی مذہب کو رد کرتی ہے اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے کہ حضرت مہر نماز پڑھتے ہمارے اُن کپڑوں میں جو بدن سے لگے ہوتے ہیں اور ایک کایت میں ہے نماز نہیں پڑھتے تو اپنی بی بیوں کے چادروں میں شوکانی نے کہا اس حدیث کو اور حدیثوں سے ملاؤ تو ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے کپڑوں کی پرہیز کرنا نماز میں مستحب ہے نہ واجب مشکوک کپڑے میں نماز نہ پڑھنا دوسرے میں داخل نہیں ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے انتہی مختصراً (۹) متفقہ الاخبار میں ذیل لی اسپر کو بخش جانور پر یا بخش سواری پر یا پڑھنا درست ہے اور حدیث سے جو روایت کی احمد اور مسلم اور نسائی اور ابو داؤد نے ابن عمر سے میں نے دیکھا حضرت مکر کو آپ نماز پڑھتے تھے کہ وہ پیر اور پیکانہ خیر کی طرف تہانسی کی روایت میں ہے کہ آپ سواری تھے خیر کی طرف جاتی تھے اور قبلہ کی پشت کی طرف تہا شوکانی نے کہا ان حدیثوں سے دلیل لینا اس وقت پورا ہو گا جب ثابت ہو کہ گداگر العین البینہ حدیث یہی نکلتا ہے کہ جس سواری میں نجاست لگی ہو اس پر نماز درست ہے کیونکہ گدا نجاست سے خالی نہیں ہوتا (۱۰) ابن عمرؓ کو پسینہ آتا ایک کپڑے میں اور وہ جنب ہوتا پیر نماز پڑھتے اس میں نکالا اسکو مالک نے سوطا میں (۱۱) مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی نے ابوسعید سے حضرت مکر نے فرمایا مرد نہ دیکھے مرد کے ستر کی طیف اور عورت عورت کے ستر کی طیف اور ایک مرد دوسرے مرد سے ایک کپڑے میں چھپے اور نہ عورت دوسری عورت سے ایک کپڑے میں (۱۲) ترمذی نے ابن عمر سے حضرت مکر نے فرمایا بچہ تنگے ہونے کیونکہ تمہاری ساتھ وہ لوگ ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے مگر باجائز کی وقت اور جب آغی اپنی بی بی کو پاس جاتا ہو تو شرم کرو اتنے اور عزت کرو انکی (۱۳) امام مالک نے سوطا میں عبید اللہ

فہم فی ای نماز درست ہے

تشریف حدیث

خلائی خود کو دین تمام المومنین میںون کی انہوں کہا حضرت میمونہ نماز پڑھتیں ایک کرتے اور ستر ہزار میں نماز ادا کرتے
ہوتی (۱۴) ابو داؤد و ترمذی و ابوداؤد نے اس کے بارے میں روایت کیا کہ یہی حضرت مائیک کثر ہے بین نماز پڑھتے اور اس
کثر سے کا ایک صد ہزار اور پھر (۱۵) ابو داؤد نے ابوبکرؓ کے ایک شخص سے اپنا ارادہ لیا ہو کر اپنے غنوں سے سچی نماز پڑھا تا تھا
نے اس سے فرمایا اور وضو کرو گہ گیا اور وضو کیا پیرا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے وضو نہ کیا کیوں حکم دیا آپ نے
فرمایا یہ اپنی ارا رکعت سے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جو اپنی ارا رکعت سے (طبیعی ہے) کہا وضو کا حکم اس لیے
دیا کہ اگر کسی نے باطل کاوشاید ظاہری طہارت کی برکت ہی نکال دل ہی پاک ہو جاوے اور آئندہ وہ اس پر کام کو لینے ارا رکعت سے
کو چھوڑ ڈیوے (۱۶) ابن ماجہ نے عروبن بن یسار سے بن عباس سے لے کر حضرت امیر المؤمنین علیؑ سے پہلے حدیث بیان کی کہ
صحابہ سے کہ حضرت یہ نماز پڑھتی تو اپنے بچے پر (۱۷) ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبد الرحمن سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
پاس آئے اور نماز پڑھی ہماری ساتھ نبی عبداللہؓ کی مسجد میں بیٹھ کر آپ کو دیکھا جب آپ سجہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کمرے
پر رکھتے (۱۸) عبداللہ بن عبد الرحمن بن ثابت بن ضامہ نے اپنے باپ سے انہوں سے دادا سے کہ حضرت یہ نماز پڑھتی
نبی عبداللہؓ میں اور آپ ایک کسل لیٹھے ہوئے تھے اور سردی سے کندھوں کو بچاتے تھے اپنی دونوں ہاتھوں پر رکھ کر (مسجد
میں) کانگلا سکوا بن ماجہ نے (۱۹) ابن ماجہ نے ابن ابی اوس سے کہ میرے دادا میں کہی نماز پڑھتے ہیں میری نظر اشارہ کرتے
میں اونکا جوتا اونکو دیدیتا وہ کہتے میں نے حضرت کو دیکھا آپ اپنی دونوں جوتیان میں گر نماز پڑھتے (۲۰) ابن ماجہ نے عمرو
شعبہ عن ابن عمر سے کہ انہوں کہا میں نے حضرت کو دیکھا آپ جوتیوں سمیت اور ننگے پاؤں دونوں طرح نماز پڑھتے تھے
(۲۱) ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نماز پڑھتے تھے جوتیان اور مونے پہنکر
(۲۲) ابن ماجہ نے کیسان بن حنفیہ سے کہ میں نے حضرت کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے میر علیؑ پر ایک کپڑے میں دوسری ایت میں آگ سے
دیکھا آپ کو ٹھہر دو عصر پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اسکو باندھے ہوئے سینہ پر (۲۳) ابو داؤد نے ابونضر سے کہ حضرت نے اپنے
کپڑے میں تھوکا پھر اس میں بلالا احمدی سے یہ سخت آیا کہ تھوکا اگر کپڑے میں لگا دی تو کچھ قباح نہیں اور سلمان کا تھوکا پاک
ہے (۲۴) دانی نے ابورافعہ سے حضرت جناب کو دیکھا مسجد میں نے جوڑا باندھا تھا اپنے بالوں کا آپ نے ہنگول دیا
(۲۵) ابن عباس سے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا اونکے سر پر پیچے جوڑا باندھا ہوا تھا وہ اونکے پیچے کپڑے
ہوئے اور اونکا جوڑا اکھولنے لگے وہ چپ ہو پھر نماز سے فارغ ہو کر ابن عباس کی طرف آئے اور کہا تم نے میرے سر
میں کیوں بند لگایا انہوں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو کوئی جوڑا باندھ کر نماز پڑھے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دونوں ہاتھ پیچے بند ہے ہوں اور وہ نماز پڑھے (۲۶) امام نسائی نے حضرت

عائشہ سے ہیں اور حضرت مردود و نایاب پر اور وہ کرسوتے اور میں حاضر ہوتی اگر آپ کے پڑے میں میر پڑے
 جاتا تو آپ اوتا ہی مقام دھو ڈالتے اوس سے زیادہ دھوتے پھر نماز پڑھتے اوس میں پھر اگر میرے پاس
 اگر کہہ لگ جاتا تو اوتا ہی مقام دھو ڈالتے اوس سے زیادہ نہ دھوتے (۲۷) بیعتی نے ابوالمعلیٰ سے او
 نے باب ہی و انہوں نے داد سے کہیں حضرت علی کے تھک گیا جمعہ کی نماز کے لیے وہ پیدل تھے رہتے تھے
 گد مالا کچھ کا انہوں نے پانچا لے اور جو تھے کو اودار امین نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں اوٹھا
 ان چیزوں کو آپ نے فرمایا انہیں پیر آپ پانی کے اندر لگئے اور جب اوس میں سے باہر نکلے تو
 اور پانچا مہ پہنے اور نماز ادا کی لوگوں کے ساتھ اور نہ دھویا اپنے پانوں کو حدیث میں
 کوئی شخص مقام پر چلے پیر اوس کے بعد پاک زمین پر چلے تو پانوں پاک ہو جاویں گے اب انکو دوسرے کی
 حاجت نہیں کیجیے ام سلمہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے کہا میرا بچل لبار تھا ہے اور میں بچر ایسے میں
 چلتی ہوں آپ نے فرمایا پاک کرتا ہے پس کو وہ جو اوس کے بعد ہے نکالا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن
 اور نکالا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ایک عورت نے بنی عبداللہ شہل کے کہا یا رسول اللہ
 بد بودار ہے تو جب پانی پڑے ہم کیا کریں آپ نے فرمایا اوس کے پانے اہ نہیں ہے وہ بولی ہاں آپ تو فرمایا
 وہ نکال دے (۲۸) ابن عدی نے ذکر کیا میں ابو ہریرہ سے کہ حضرت نے فرمایا نماز کی نیت کے بعد اگر کوئی نے عرض کیا
 وہ کیا ہو آپ نے فرمایا اپنی جوتیاں پہن کر نماز پڑھو ہر کسی سند میں محمد بن فضل سے وہ نسبت کیا گیا ہے طرف کذب کی سی طرح
 ابو شہین نے اپنی تفسیر میں اسکو دوسرے طریق سے نکالا ابو ہریرہ اور ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا خداوند متعال نے محمد بن
 میں کہ نماز پڑھو اپنی جوتیوں میں ہر کسی سند میں عباد بن جریج کہ لڑا ہے لیکن خطیب نے اسکو دوسرے طریق سے نکالا
 انس سے کہ حضرت نے فرمایا خداوند متعال نے محمد بن جریج سے کہ لڑا ہے اس سے جوتیوں میں نماز پڑھنا ہے اور ابن مردویہ نے
 انس سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا ان باتوں میں سے جو کہ سب سے اللہ کے عزت دی اس امر کو ایک یہی ہے
 جوتیوں میں نماز پڑھنا اور ابو لیعلیٰ نے حضرت علی سے کہ فرمایا حضرت نے خلاف کو یہود کا اور نماز پڑھنا
 سوزوں اور جوتیوں میں کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھتے سوزوں اور جوتیوں میں اور طبرانی نے اوسط میں نکالا
 ابن مسعود سے کہ حضرت نے فرمایا نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جوتیاں پہن کر پڑھے اور یہ سب اہل ابو ہریرہ
 کی حدیث کی جیسے ثبات ہوتا ہے کہ وہ حدیث موضوع نہیں ہے لہذا تمام ہوسے باب ستر عورت کے
 اس کے فضل سے اب شروع ہوتا ہے میں باب استقبال قبلہ اور مساجد کے فقط

بَابُ اسْتِقْبَالِ الْفَيْكَةِ وَمَا يَتَّبِعُهَا مِنْ اَدَابِ السَّاجِدِ باب قبلہ کی طرف نہ کرنے کے اور
 اور جو اس سے متعلق ہیں سجدہ کے آداب وغیرہ **بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْفَيْكَةِ** قبلہ کی طرف نہ کرنے
 کی فضیلت **یَا طَارُفَ رَجُلِكِ الْفَيْكَةُ** قَالَ **ابُو حَسِبٍ عَنِ الشَّيْخِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** **اَبُو**
دُوْنُوْبَادُوْنِ کی انگلیوں کے کنارے بیٹھے سرے قبلہ کی طرف کرے یہ ابو حسیہ (عبدالرحمان بن سعد ساعی)
 نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے جیسے اگے یہ حدیث موصولاً مذکور ہوگی حافظ نے کہا میں
 اس کے بیان کرنے سے بیخبر ہے کہ جہاں تک اس کے اپنے تمام اعضا کا رخ قبلہ کی طرف کرے (حکایت)
عَنْ مُنْبِیِّ بْنِ عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُجَلَّدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مِمْمُونِ بْنِ سَابِیْہِ
عَنِ النَّسِیْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَضَرَ صَلَوَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ
فَبَلَّغْنَا وَاکَلَّ ذَرْبِیْنَا فَذَلٰکَ اِلَکَ السَّلَامُ الَّذِیْ اَلٰہُ ذِمَّتُہُ اللّٰہُ وَذِمَّتُہُ رَسُوْلُہُ فَلَا تُخْفِیْہُ اِلَّا اللّٰہُ فِی
ذِمَّتِہِ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری کسی
 سی نماز پڑھے (نماز میں) کا اقرار کرے (اور ہمارے قبلہ کی طرف نہ کرے) (بیٹے) کہ جب کی طرف نماز میں (اور ہمارے)
 کا نام پورا جائز کرے تو وہی وہ مسلمان ہو جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے (بیٹے) وہ اللہ اور اس کے
 رسول کے (امان میں ہے) پس یہ خیانت کرنا اللہ کے ذمہ میں ہے بیٹے بلا وجہ شرعی اس کے ذمہ اور عہدہ
 کو نہ توڑو اور جو شخص یہ تینوں کام بجالاتا ہو اس کی جان اور مال پر زیادتی نہ کرو حافظ نے کہا جو شخص تارک
 الصلوٰۃ کے قتل کا قائل ہے وہ اسی حدیث ہی دلیل لیتا ہے اور حدیث ہی قبلہ کی عظمت نشان لگاتی ہے اور یہ
 کہ آدمیوں کے احکام ظاہر ہر چھوٹے میں توجہ کوئی دین کے احکام ظاہر ہیں بجالا دے اس کی اسلام کا حکم کریں
 مطلقاً فی نے کہا حدیث ہی یہ نکال لے کہ جس کو قدرت ہو وہ عین کعبہ کی طرف توجہ کرے ورنہ نماز صحیح
 نہ ہوگی البتہ جو عاجز ہو جیسے بیمار مثلاً کوئی ایسا نہ ہو جو اور کا نہ قبلہ کی طرف کرے یا بلکڑی سے بندھا ہو
 تو وہ اسی حال میں نماز پڑھے لیکن اور شرط یہ ہے کہ سینہ قبلہ کی طرف ہو اگر موندے اور طرف ہی دیکھو
 تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ جب خوف شدید ہو (مثلاً لڑائی ہو رہی ہو) یا سفر میں نفل پڑھے تو قبلہ کی طرف نہ
 مہرنا شرط نہیں ہے اور فرض ہے کہ عین کعبہ کی طرف نہ کرے یقیناً جو مکہ میں ہو اور ظناً جو دہان سے باہر ہو
 توجہ قبلہ کی طرف نہ کرنا کافی ہو گا کیونکہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ آپؐ دو رکعتیں کعبہ کی سیدہ پر
 پڑھیں اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور حقیقہ کا یہ قول ہے کہ جو شخص مکہ کے باہر ہو اس کو جہت قبلہ کی طرف نہ کرنا کافی

ہے جس کی طرہ سے اور اس حدیث کو امام نسائی نے بھی نکالا ہے مختصر متفقہ الاخبار میں ہے کہ ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے جو آگے آئی کہ حضرت نے فرمایا ہر جہت نماز کے لیے کھڑا ہو تو پورا کر وضو کو بہر قبلا کی نظر نہ کر نہ پیر کیہ کر روایت کیا اور اسکو سلم نے شوکانی نے کہا اس حدیث میں یہ نکلتا ہے کہ قبلہ کی طرف نہ کرنا اور جہت نماز میں اور اس پر اجماع ہے اہل اسلام کا کہ جب عجز کی حالت ہو یا خوف کی جیسے لڑائی ہو یہی ہو یا نماز نفل کی ہو اور اسکا ذکر آگے آویگا اور وجوب کی دلیل قرآن ہے اور حدیث متواتر قرآن میں ہے قَوْلٍ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْكُمْ شَطْرًا اور انس کھیرت اس باب میں امام بخاری نے نکالی اور یاد دینی کہ کہ قبلہ کی طرف نہ کرنا نماز کی صحت کی شرط ہے اور اس پر ہم بیان کر کے کہ ایک بات کا حکم ہونے سے اور اسکا وجوب ثابت ہوتا ہے نہ شرط ہونا اور اس مسئلہ میں وہ حدیثیں موجود ہیں جن سے شرط ہونا اس امر کا باطل ہوتا ہے اور میں یہ ایک حدیث ہے جو ترمذی اور احمد اور طبرانی نے عامر بن ربیعہ سے نکالی کہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اندھیری رات میں تو ہم کو معلوم نہ ہوا قبلہ کس طرف ہے اور ہم میں سے ہر ایک شخص نے اپنے خیال کے مطابق نماز پڑھی جب صبح ہوئی تو ہم نے اسکا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت یہ آیت اور تری فَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِندَ الَّذِيْ رُفِعَ عَنْكُمْ مِنْ حَبِثِ السَّيِّئَاتِ اور حدیث میں نکلتا ہے کہ قبلہ کی طرف نہ کرنا نماز کی صحت کی شرط نہیں ہے ورنہ آپ حکم کرنے کا اور ان لوگوں کو جنہوں نے اور طرف نماز پڑھی تھی اور یاد دینے میں کہ وقت کے بعد اگر یہ معلوم ہو کہ قبلہ اور طرف تھا تو اعادہ واجب نہیں ہے اور یہ خلاف پڑتا ہے خود ان کے قول کے کہ کیا کہ نہ شرط کا مقتضی یہ ہے کہ وقت باقی ہو یا گذر جاوے ہر حال میں اعادہ واجب ہو اور حدیث میں اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے لیکن اس کے کسی شاہد میں حجاج سکوفی کرتے ہیں ترمذی نے کہا ترمذی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو روایت کیا عامر بن ربیعہ کو ہم ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفر میں ترمذی کی ہدایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اندھیری رات میں ملنے میں اسما پیر ابرگیا اور قبلہ بچا لیا ہم کو مشکل ہو گیا پھر ہم نے نماز پڑھی اور نشان کر دیا اور طرف کے جدھر نماز پڑھی تھی دوسرے دن آنے کے لیے اس کا جواب تھا کہ ابھی تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلہ کے سوا اور طرف نماز پڑھی پھر ذکر کیا ہم نے اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور تری فَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِندَ الَّذِيْ رُفِعَ عَنْكُمْ مِنْ حَبِثِ السَّيِّئَاتِ اور حدیث میں نکلتا ہے کہ اسکو نہیں بچا ہے مگر اشعث سمان کی روایت ہے وہ ضعیف ہے اور نکالا اسکو ابوداؤد و طحاہی نے اپنی سند میں اور زیادہ کیا کہ آپ نے فرمایا تماری

مناذرو گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوماری ابن القطن نے اپنی کتاب میں کہا یہ حدیث معطل ہے شعث اور
عاصم کی وجہ سے شعث تو مضطرب الحدیث ہے اور بغض وہ ثقافت کے شکرات نقل کرتا ہے اور عمر بن علی نے کہا
وہ متروک ہے حافظ ابن حجر نے تھقیص میں کہا اس کی اسناد میں شعث اور عاصم دونوں ضعیف ہیں اور یہ حدیث جابر
سے بھی مروی ہے اس کو تین طریقہ میں ایک حاکم نے نکالا مستدرک میں محمد بن سالم سے اس کے عطاء بن ابی رباح
سے اس نے جابر سے کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہذیب فخر میں تو اپنے ہیکو چھاپا یا سم حیان
ہو اور اختلاف کیا ہے قبلہ میں تو ہم میں سے ہر ایک کے جابر امانی رطیبی اور ہر شخص ہم میں سے اپنے سامنے
لکیریں کرنے لگا تا کہ قبلہ کی جگہ معلوم ہے بہرہم نے اس کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ہیکو حکم
نہیں کیا ناز لوٹنے کا اور فرمایا تمہاری منازہ ہو گئی حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں سب آدمی ملتے
ہیں سو محمد بن سالم کے میں نہ اس کی حدالت جانتا ہوں نہ جرح اور میں نے بخاری اور مسلم کی کتابوں کو دیکھا ان
دونوں نے اس باب میں کچھ نہیں نکالا فہمی نے مختصر میں کہا کہ محمد بن سالم کی کنیت ابوہل ہے وہ ضعیف
اور روایت کیا اس کو دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور کہا کہ محمد بن سالم ضعیف ہے اور دوسرے طریق دارقطنی
بہرہقی نے نکالا جابر بن عبد اللہ سے اور نوٹ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا مگر ابھی امین
ہی اس میں تھا اتنے میں اندھیرا ہو گیا اور ہم نے قبلہ نہ پہچا تو لوگوں نے نماز پڑھی اور لکیریں کر لیں جب
صبح ہوئی اور آفتاب نکلا تو لکیریں اور طرف لکیریں جبہر قبلہ نہ تھا جب ہم اپنے سفر سے لوٹے ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو پوچھا آپ خاموش ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوماری و ذلک المشرق و المغرب خیر
انک ہر دارقطنی نے سعید بن جبیر سے نکالا اور ہون نے ابن عمر سے اور نوٹ کیا یہ آیت نقل نماز میں اور تکی
خاص جبہر تہرے اونٹ کا سونہم ہر مینے گراونٹ کا سونہم قبلہ کی طرف نہ ہو لیکن اس سے نقل فرما ابن القطن
نے اپنی کتاب میں کہا یہ حدیث یعنی جابر کی منقطع ہے احمد بن عبد اللہ نے اپنے باب میں نہین سنا دوسرے وہ
مجموع ہے تیسرے طریق محمد بن عبد اللہ عمری کا عطاء بن ابی رباح سے ماندا اس کو جو گذرا بہقی نے کہا حاکم
یہ ہے کہ حدیث کا کوئی اسناد صحیح معلوم نہیں ہوا کیونکہ عاصم بن عبد اللہ عمری اور محمد بن عبد اللہ عمری
اور محمد بن سالم یہ سب ضعیف ہیں عقیل نے اپنی کتاب میں کہا یہ حدیث کسی ایسی طریق سے مروی نہیں ہوئی جو
ثابت ہو نام ہر اکلام زمیعی کا مختصر اشکالانی نے کہا تو عاصم بن ربیعہ کی حدیث کی تمام ایک جابر کی حدیث جو وہی
بیان ہوئی دوسرے سعاد کی حدیث جو خطیران نے اور میں نکالی کہ ہم نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ اربعے دن سفر میں قبلہ کے سوا اور طرف جب آپ نماز پڑھ چکے اور سلام پہنچا تو آفتاب نکلا سمجھ لے کہا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ ہی قبلہ کے سوا اور طرف آپ نے فرمایا تمہاری نماز تو اپنے حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے
 پاس اور ٹھالی گئی اوسکی ساد میں ابو عبیدہ ہے اور اسکا نام شمر بن عطیہ ہے ابن حبان نے اوسکو ثقات میں
 لکھا اور یقیناً حدیثین مگر ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور حضرت معاذ کی حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ وقت
 باقی رہنے پر قبلہ معلوم ہو گیا تھا لیکن آپ نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اور باطل ہوتا ہے اوس سے وہ قول اگر
 وقت باقی ہو تو اعادہ لازم ہے اور روایت کیا بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن عمر سے کہ لوگ قبا کی مسجد میں صبح
 کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک نے والا آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو قرآن اُترا
 اور آپ کو حکم ہوا قبلہ کعبہ کی طرف منہ کرنا یا کسی منکر کو گونے (نماز کے اندر ہی) اپنا منہ کعبہ کی طرف کر لیا
 اور پہلے انکے لئے شام کی طرف تھے پھر وہ گھوم گئے کعبہ کی طرف اور بخاری اور مسلم نے برابر بن عازب سے کہا
 کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی یہاں تک کہ آیت
 اتری وَحِجَّتُمْ لَكُمْ صُلُوبُكُمْ وَجُوهُكُمْ لِمَكَّةَ یہ آیت اوس وقت اتری جب آپ پڑھ چکے تھے ایک شخص لوگوں
 میں سے چلا اور انصار کے کچھ لوگوں پر گویا کہ اگر نماز پڑھ رہے تھے تو اب یہ حدیث بیان کی اور انہوں نے
 اپنے مومنہ خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیا ایک روایت میں ترو مہینے میں شوقانی نے کہا احمد روایت کو جاوے گا
 کیا سوا ابو داؤد کے اور احمد اور مسلم اور ابو داؤد نے نکالا انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس
 کی طرف نماز پڑھتے تھے پھر آیت اتری قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً
 تَرْضَاهَا اَوَّلُ وَجْهِكَ شَطْرَ الْمَكَّةِ اِنَّكَ لَوَاقِعٌ لِّاَعْيُنِنَا وَاَنْتَ بِالْمُنْزَلِ اور وہ فجر کی نماز پڑھ رہے
 تھے رکوع میں تھے اور ایک کعبہ پڑھ چکے تھے اوس نے پکار کر کہا آگاہ ہو قبلہ بدل گیا یہ سنکر وہ سب
 قبلہ کی طرف پھر گئے زمیمی نے کہا احمد روایت کو صرف امام مسلم نے نکالا بخاری نے نہیں نکالا اور بخاری نے
 ابو اسحاق سے نکالا اور انہوں نے برابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینوں
 تک نماز پڑھتے تھے اور آپ کو پسند نہ آیا کہ آپ کا قبلہ خانہ کعبہ کی طرف ہو جاوے اور سب پہلے جو نماز آپ
 نے کعبہ کی طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی آپ کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی ایک شخص کن میں سے ایک
 داؤد بن گندار وہ رکوع میں تھے اوس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھی یہ سنکر وہ مسرور تھے اسی حال میں کعبہ کی طرف پھر گئے اور ابن سعد نے طبقات

میں نکال محمد بن عبدالسدر بن سعدی اذنوں نے کہا میں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر قبلہ پیرا گیا کعبہ کی طرف اور ہم ظہر کی نماز میں تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوم گئے ہم بھی آپ کے ساتھ گھوم گئے شوکانی نے کہا ابن ابی بن عباس کے نکال احمد اور زرار اور طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکا اسناد صحیح ہے اور عمارہ بن اؤس سیو ابی علی نے مسند میں اور طبرانی نے کبیرہ میں اور عروذ عوف نمری سے زرار اور طبرانی نے اور سعد بن ابی وقاص سے بیہقی نے اور ہکا اسناد صحیح ہے اور سہل بن سعد طبرانی اور دارقطنی نے اور عثمان بن حنیف و طبرانی نے اور عمارہ بن روہبہ سیو طبرانی نے اور ابوسعید بن علی سے زرار اور طبرانی نے اور توبہ زبیت سلم سے طبرانی نے اور اس حدیث کو یہی نکالتا ہے کہ خبر واحد قطعاً ہے اور وہ قبول کے قابل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگوں پر جو ایک شخص کی خبر سے نماز میں پیرا گئے تھے اعتراض نہیں کیا بلکہ طبرانی نے توبہ کی حدیث میں نکالا کہ آپ نے فرمایا اون لوگوں کے باب میں وہ کہہ گئے ہیں جو ایمان لائے عیب پر منتقلی الاخبار میں ہر کہہ لوگ کعبہ کی چھت کی طرف منہ کرنا کافی سمجھتے ہیں اور عین کو کعبہ کی طرف ضرور نہیں جانتے انکی دلیل یہ حدیث ہے جو ابن ماجہ اور ترمذی نے نکالی اور کہا صحیح ہے ابوسریج سے کہ حضرت نے فرمایا مشرق اور مغرب یعنی پورب اور چیم کے بیچ میں قبلہ ہے اور ابویوب کی حدیث میں جو پورب یا چیم کی طرف منہ کر وہ بھی اسکی تائید کرتا ہے شوکانی نے کہا پہلی حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نکالا ابومعشر سے اور ابومعشر کی متابعت کی علی بن ظبیان حلب کے قاضی نے جیسے روایت کیا اوسکو ابن عساکر نے کمال میں اور کہا میں نہیں جانتا کہ محمد بن عمرو سے حدیث کو کسی نے روایت کیا ہو سو اعلیٰ بن ظبیان اور ابومعشر کے اور ابومعشر کی روایت سیو حدیث زیادہ مشہور ہے اور شامی علی بن ظبیان نے اسی سے چورایا ہو اس حدیث کو اور ابن معین کا قول نقل کیا علی بن ظبیان کے باب میں کہ وہ متروک ہے اور نسائی نے بھی ایسا ہی کہا اور متابعت کی ابومعشر کی ابوجعفر رازی نے بھی اون کی روایت کو بیہقی نے خلافت میں نکالا اور ابوجعفر کو ثقہ کہا ابن معین اور ابن مدینی اور ابوجاہم نے اور احمد اور نسائی نے کہا وہ قوی نہیں ہے اور علی نے کہا اوسکا حافظہ خراب ہے اور ابومعشر بھی ضعیف ہے اور حدیث کو حاکم اور دارقطنی نے بھی نکالا اور ترمذی نے اسکو نکالا دوسرے طریق سے سو ابومعشر کے طریق کے اور کہا وہ حسن صحیح ہے اور مخالفت کی انکی بیہقی نے اور اس حدیث کو نکالنے کے بعد کہا کہ یہ اسناد ضعیف ہے اب جو پہنہ غور کیا اسناد میں تو عثمان بن محمد بن مغیرہ متروک ہے اوسکی روایت میں مقبری سے اور اختلاف ہے لوگوں کا اوسکے باب میں علی بن المدینی نے کہا

کہ اوس نے منکر حدیثیں روایت کیں اور ابن معین اور ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا تو صحیحہ وہی ہے جو ترمذی نے
 کہا کہ یہ حدیث صحیحہ ہے اور ابو یوسف حدیث تو صحیحین میں ہے اوسکا ذکر کتاب الطہارت میں گذر چکا اور اس
 باب میں بھی قی نے ابن عمر سے نکالا اور موطا میں حضرت عمر کا قول نکالا اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اوسکو
 روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی کا قول اور ابن عبد البر نے تہذیب میں حضرت عثمان کا قول اس باب میں
 روایت کیا ہے اور ترمذی نے اشارہ کیا ابن عباس کے قول کی طرف اور حدیث کے نکلتا ہے کہ جو کوئی کہے سے
 دور ہو اوسکو حجت کہہ کیطرت منکر کرنا کافی ہے اور عین کعبہ کی طرف منہ کرنے کے لیے تکلیف نہیں ہے اور
 یہی قول ہے مالک و ابو حنیفہ اور احمد کا اور ترمذی نے امام شافعی سے جو نقل کیا ہے اوسکو ظاہر ہے یہی
 نکلتا ہے اور امام شافعی نے یہی کہا ہے کہ عرب کے محاورہ میں شطربیت اور تعلقا ربیت اور حجت بیت سب
 کے معنی ایک ہیں اور دلیل لی ادنون نے اس مطلب پر ایک حدیث سوجھ کر نکالا بیہقی نے ابن عباس سے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خانہ کعبہ قبلہ ہے ان لوگوں کا جو مسجد حرام میں ہوں اور مسجد قبلہ ہے
 ان لوگوں کا جو حرم میں ہوں اور حرم قبلہ ہے ساری زمین والوں کا پورب میں اور یحکم میں بیہقی نے کہا منفر
 ہوا حدیث سے عمر بن حفص کی اور وہ ضعیف ہے اور یہ حدیث دوسری اسناد میں بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے
 حجت لیو کے لائق نہیں لیکن اکثر لوگوں کا قول اس حدیث کو موافق ہے اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جو شخص
 کہے ہو دور ہو اوسکو بھی عین کہہ کیطرت منہ کرنا چاہیے کیونکہ اسامہ بن زید کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم جب کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اوسکے کون میں دعا کی اور نماز نہیں پڑھی اوس میں جب باہر
 نکلا تو دو رکعتیں پڑھیں قبلہ کی سیدہ پر اور فرمایا یہ قبلہ ہے اور بخاری نے اوسکو نکالا ابن عباس سے فقہ
 اب اختلاف ہے کہ جو فرمایا اپنے پورب اور یحکم کے بیچ میں قبلہ ہے اسکا مطلب کیا ہے عراقی نے کہا یہ تمام ٹہر
 میں نہیں ہے بلکہ حدیث میں درجہ مشورہ کا اور حجت شہر اوسکی سمت میں ہو کہ کعبہ سے قبلہ بیان کیا ہے اور بیہقی
 نے خلافت میں بھی ایسا ہی کہا اور ایسا ہی کو امام احمد بن حنبلہ نے روایت کیا ہے ادنون نے کہا جیسے زید والوں کو
 پورب اور یحکم کے درمیان دوستی قبلہ کے لیے ایسا ہی اور شہر والوں کو وسعت ہو کہ کن اور اتر کے بیچ پور
 ابن عبد البر نے کہا یہی صحیح ہے بلکہ اعتراض اور اہل علم کا اس میں خلاف نہیں اور شہر نے کہا میں نے
 امام احمد بن حنبلہ سے حدیث کا مطلب پوچھا ادنون نے کہا تمام شہر دن کا یہی حکم ہے سوا کہ کے خانہ
 کعبہ کے پاس ولمان اگر ذرا بھی کعبہ سے ہٹ جا دیکھا تو قبلہ کی طرف منہ کرنا ترک ہو جاوے گا پھر کہا کہ یہ شرق

کیا احمدیث کو اور روایت کیا اوسکو محمد بن عبد الرحمن بن مجہر نے نافع سے اودنوں کے ابن عمر سے پہنچا لکھا اوسکی
 روایت کو اور کہا وہ فقہ ہے فقہ کہا اوسکو ایک جامع تھے اور اسحٰب ریشہ کی دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ ساری زمین
 میں نماز صحیح ہے دوسرے یہ کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں ہے اور وہ یہ کہ اسکے وہ جو عبد اللہ بن عمرو بن عاص نے
 کہا جب تو مشرق کو اپنی بائیں طرف کرے اور مغرب کو دہری طرف تو اون کے بیچ میں قبلہ ہے مگر ترجمہ کہتا کہ
 مسئلہ حضرت کا احمدیث یہ ہے کہ مدینہ والے اور جو لوگ اوسکی سمت میں ہوں وہ یہ نہ خیال کریں کہ دوری کی وجہ
 سے کہ کچھ کیطوف نہ کرنا مشکل ہے کیونکہ مدینہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ہے پس سارے جنوب کا جانب ہے مشرق
 اور مغرب کے بیچ میں اذکار قبلہ ہے کیونکہ وہ بہت آگے کی اذکی طرف سے اور جب تک کیطوف نہ کرنا کافی ہے میں
 کہے کیطوف ضرور نہیں اور اسی قیاس پر اور سب لوگ کو قبلہ کے باب میں عمل کرنا چاہیے جو مکہ معظمہ سے آگے ہوں
 میں واقع ہیں اور جب جبہ قبلہ کیطوف توجہ کافی ہوئی نماز کی صحت کے لیے تو اب عوام پر بہت آسانی ہو گئی اور
 اون اعمال یا ضعیف کی حاجت فریج جو کہ سمت قبلہ نکالنے کے لیے اہل علم استعمال کرتے ہیں کیونکہ عوام کو ہر امر
 دشوار ہے **ف** اب چونکہ یہ امر شاذ سے ثابت ہوگا کہ زمین گردی ہو تو جو لوگ اور نصف میں رہتے ہیں جس میں
 کہے ہیں وہ نہ آسانی کہے کیطوف نہ کر سکتے ہیں لیکن جو لوگ دوسرے نصف میں رہتے ہیں جیسے امریکہ میں ان
 کا سمت قبلہ وہ جانب ہوگا جب ہر مسافت کہے کیطوف قریب ہے اور جو قوس بعد کہے کیطوف انگلی اور نوکر میں
 البتہ اون لوگوں کے لیے مشکل ہے جو چین کہے کی تحت میں رہتے ہیں اور جانب ہے کہ چین کہے کی تحت میں آبادی
 نہ ہو اور یہی احتمال ہے کہ وہ ان کی مانع کیونکہ ہر انسان نہ پہنچ سکتا ہو اگر ہو تو ہم کہیں گے کہ اوسکا قبلہ چاروں
 طرف ہے جیسے اس شخص کا جو کہے کے اندر ہو اور وہ ان اس آیت پر عمل ہے **وَالْمَغْرِبَ فَإِنَّمَا تَوَكَّلُوا** افریقہ
 اور یہی ممکن ہے کہ اوس جہ سے فراساٹ جاوے کیونکہ کہے ایک چوٹا سا جہ ہے اوسکو تخت میں ہی اوتارنا ہی
 حجرہ لکھنیا اور جب فراساٹ جاوے گا تو سمت قبلہ وہ قوس ہو جاوے گی جو نمازی سے اور کہے کے زیادہ قریب والے
اعلم حلّنا نعیم قال حکمنا ابن المبارک عن حمید الطویل عن انس بن مالک قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى یعلموا لا اله الا الله فاذا قالوا هان
صلوتنا واستقبلوا قبلتنا وذبحوا ذبیحتنا فقل حرمتم علینا ما نھم واکموا انھم الا حقنا
وحسبا ھم علی اللہ ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب ابوسلیمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم
 ہوا لوگوں سے لڑنا کہ انہیں مشرکوں سے ایسا تک کہ وہ کہیں کہ میں نے سچا معبود نہیں ہے سوا اللہ تعالیٰ

ہندو کی جانب مال اگر کون ہی چیز حرام کر دیتی ہے اور نہ تو کچھ کہاجو کوئی گواہی دیوے اس بات کی کوئی سیاحت نہیں
 سوا خدا کے اور نہ کرے ہمارے قبیلہ کی طرف اور نماز پڑھے ہماری نماز کی طرح اور ہمارا کانا ہوا جانور کھا دیوے سنا
 ہے اور سکو وہ فائدہ ہے جو مسلمان کو ہر اور سپردہ منہ اس جو مسلمان پر ہے **باب** فی قبیلہ اہل الذکر الذکر والکھل
 الشام والکشرقی مدینہ والون اور شام والون کے قبیلہ کا بیان اور مشرق کا بیان **ف** اور مغرب کا تو والکشرقی
 عطف ہے قبیلہ پر اس لیے کہ اگر عطف کے یں گے اہل مدینہ پر تو صلاحت ہوگا کہ مشرق والون کے قبیلہ کا بیان حالانکہ
 مشرق والون کا قبیلہ باب کحیرت میں مذکور نہیں ہے بلکہ شام اور مدینہ والون کے قبیلہ کا ذکر ہے اور شام اور مدینہ کا قبیلہ
 ایک ہی جانب ہے یعنی جنوب کی طرف لیکن مشرق والون کا قبیلہ وہ تو مغرب کی طرف ہے اور صرف اکتفا کی مشرق
 کے ذکر پر اس لیے کہ مغرب کا بھی وہی حکم ہے ہر کہا البس فی الشمری الذکر فی المذہب فیما ذکر مشرق اور مغرب کی
 طرف قبیلہ نہیں ہے **ف** اس پر یہ اعتراض ہو سب کہ مطلقاً یہ حکم صحیح نہیں کیونکہ مشرق والون کا قبیلہ مغرب ہے
 اور مغرب والون کا مشرق اور یہ ظاہر ہے اور ممکن نہیں کہ امام بخاری ایسی کہلی بات کو نہ سمجھے ہون تو مطلب انکا
 یہ کہ مدینہ والون کا اور حواون کی سمت یہ ہیں اون کا قبیلہ مشرق اور مغرب نہیں ہے اور یہی مراد ہے اس حدیث
 میں لیقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تستقیلوا القبکة یغاکط اذ یقول ذکرت رفقوا اذ غریہوا
 لیے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رت منہ کر قبیلہ کی طرف یا پختانہ اور پیشاب میں لیکن مشرق کی
 طرف نہ نہ کرو یا مغرب کی طرف **ف** یہ حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب الطہارۃ میں گذر چکی اور یہ خطا یادون
 لوگوں کی خاص ہے جبکہ قبیلہ جنوب کی طرف ہے جیسے مدینہ والے یا شمال کی طرف لیکن وہ لوگ جبکہ قبیلہ مشرق یا
 مغرب یا دیگر یا پختانہ اور پیشاب کے لیے جنوب یا شمال کی طرف منہ کرنا چاہیے حکایتنا علی بن عبد اللہ
 قال حدثنا صفیان قال حدثنا الزہری عن عطاء بن یدید عن ابی ایوب الا انصاری ان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا استقیلوا القبکة فلا تستقیلوا القبکة ولا تستدیروا ولا یقول
 رفقوا اذ غریہوا قال ابو ایوب فقد منا الشام فوجدنا امر لکھم بنیدت فیکل القبکة فتسکون
 وتستحیون اللہ ترجمہ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پختانہ
 میں جاؤ تو رت منہ کر و اور نہ منہ کر و قبیلہ کی طرف لیکن یورپ یا چین کی طرف منہ کر و ابو ایوب نے کہا یہ ہم شام کے
 ملک میں آئے وہاں یا پختانہ دیکھو قبیلہ کی طرف نہ نہ کرے تو ہم ٹر جائے قبیلہ کی سمت سے اور ہر تنہا کر کے ہر
ف اس حدیث کا ذکر کتاب الطہارۃ میں ہے چکا اور سکو لکھا لا سلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ

نزول قطم و عن الزهري عن عطاء قال سمعت ابا ايوب عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه وسلم مثله اور
 روایت کیا اس حدیث کو سفیان نے زہری سے اور نوٹ عطاء سے اور نوٹ کہا میں نے سنا ابو ایوب سے اور نوٹ نے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے اور گزرا **اف** و نوٹ سنہین ایک مہینہ اور طلب امام بخاری کا یہ
 کہ سفیان نے علی بن مدینی سے یہ حدیث دو بار بیان کی ایک بار میں اور عن عطاء بن ابی ائوب کہا اور دوسری بار
 میں عن عطاء بن ابی ائوب کہا اور دوسری بار میں عطاء کو سماع کی تصریح کی ابو ایوب اور رضوان اسکو تعلق سمجھا ہے
 و السلام علیہ وسلم **ف** قوله تعالى واتخذوا من دنياهن كنزاً قالوا انما كنزنا ما بين ايدينا من
 الدنيا وكنزنا ما بين ايدينا من الدنيا وكنزنا ما بين ايدينا من الدنيا وكنزنا ما بين ايدينا من الدنيا
 ابہم کے سوا اور طرف حرم میں نہ کرنا چاہیے نہ زمین لیکن احجام ہے علماء کا ابہم کہ کعب کے چاروں طرف
 نماز درست ہے اور مولف نے جو حضرت کی حدیث کعب کے اندر نماز پڑھنے کی اس باب میں نقل کی اور اس سے یہی
 یہ نقل کیا ہے کہ آیت کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے اور نہ آپ کعب کے اندر نماز نہ پڑھتے اس حدیث میں آیت کا یہ
 مطلب ہوگا کہ اطراف کے بعد جو دو گنا نہ پڑھو وہ مقام ابہم کے پیچھے پڑھو جیسے ابن عمر کی پہلی حدیث ہے جو اس باب
 میں مذکور ہے اس طرف اشارہ تو ہے اور یہی وجہ ہے اسکو اسباب میں لانے کی یا سب سے سب سے عدا کی جگہ مراد ہے
 یا یہ اسر استجاب کیلئے ہے اور مقام ابہم کے وہ پھر مراد ہے جو حضرت ابہم کے قدم کا نشان ہے اور وہ
 اب تک موجود ہے اور مجاہد نے کہا کہ مقام ابہم کے سارا حرم مراد ہے اور اول قبل صحیح ہے اور دلیل اسکی
 امام مسلم کی حدیث ہے جو اس طرف اشارہ کرتی ہے اخبار کہ میں باسانید صحیحہ نقل کیا کہ مقام ابہم اسر شخصیت اور
 ابہم اور عمر کے زمانے میں اس جگہ میں تھا جان ابہم لیکن حضرت عمر کی خلافت میں یہاں آئی اور مقام ابہم گیا
 یہاں تک کہ مکہ کو نشیب میں امام ابہم اسکو لاکر کعب کے گرد قراں باندھ دیا جو حضرت عمر نے نواہی کی جگہ تحقیق کی اور
 اپنی اصلی جگہ میں اسکو رکھ دیا اور اسکی گرد و عمارت بنا دی جبکہ ابہم میں ہے رفتح بمع زیادہ سکھانے
 الحسین قال حدثنا سفیان قال حدثنا عمر بن الخطاب قال قال لنا ابن عمر عن رسول الله
 بالبيت الحرام ولا يطوف بين الصفا والمروة الا في امر الله فقال قد سمعنا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فطاف بالبيت سبعاً وصلى خلف المقام ركعتين وطاف بين الصفا والمروة وقد كانت
 تكلم رسول الله اسوة حسنة وسألنا جابر بن عبد الله فقال لا يقر بها حتى يطوف بين
 الصفا والمروة ثم جمع عمرو بن ابی اسامہ نے ابن عمر سے پوچھا اور شخص کا حال جو طواف کرے یہ ہے

کا عمر میں اور صفاء مردہ نہ دوڑے کیادہ صحبت کرے اپنی عورت سے **ف** یعنی صرف طواف کر لینے سے اس کا
احرام کھلا یا نہیں اور جو باتیں احرام میں ناجائز تھیں وہ درست ہوئیں یا نہیں اور نوکر کیا اون باتوں میں سے
صرف چھ جام کا کیونکہ وہ زیادہ منع ہے احرام **ف** اونہون کے گماجناب صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے کر
توطواف کیا خانہ کعبہ کا سات بار اور مقام ابراہیم کے پیچہ در کشتین ٹپہ میں اور دو رکعت اور دو رکعت کے بیچ
میں اور رقم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا چاہیے **ف** بموجب نبض قرآنی لفظ کان کلمہ فی منزل
اللہ اسوۃ حسنۃ تو ابن عمر نے یہ اشارہ کیا کہ حضرت کی پیروی واجب ہے خصوصاً حج کے ارکان میں کیونکہ آپ نے فرمایا
حج کے ارکان مجھ پر سکیمے اور اس سے بیکار آیا کہ صفاء اور مردہ دوڑنے سے پہلے جام درست نہیں نہ اور
کوئی کام جو احرام میں منہ ہے **ف** اور ہم نے جو چاہا جڑ سے (اسی ملکہ کو) اونہون نے کہا جتنا صفاء اور مردہ
نہ دوڑے اپنی عورت سے صحبت نہ کر **ف** تو جاب نے صاف مانع کی اور یہی قول ہے اکثر فقہاء کا البتہ بجز
عباس نے اسکا خلاف کیا ہے اونہون کے گما کہ عمرہ کرنے والے کو طواف کے بعد سعی سے پہلے احرام کھول ڈالنا
درست ہے اور اسکی تفصیل خدا چاہے تو کتا بالچہ میں آویگی۔ حافظ نے کہا احادیث کی مناسبت ترجمہ باب
یہ ہے کہ اوہ میں اسکا بیان کر کے اپنے مقام ابراہیم کے پیچہ در کشتین ٹپہ میں اور یہی اشارہ ہو سکتا ہے کہ بیت
میں یہ مراد ہے کہ طواف کا دو گنا مقام ابراہیم کے پیچہ ادا کر دو اور ایک جماعت علی کی اسکے وجوب کی طرف
گئی ہے اور کوف نے احادیث کو حج میں ہی نکالا اور ایسے ہی سلم اور ثانی اور ابن ماجہ نے **ف** (ق)
حَلَّ ثَمْنَا مَسَدًا قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرًا قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ رَفَعًا
لَهُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاجِدًا وَلَا أَقَابِلُ مَا بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَسَأَلْتُ يَا لَاحُفْلُ أَفَعَلْتُ أَصَلَّى الشَّيْءَ حَلَّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَحْنُ كَالْعَتَائِقِ بَيْنَ السَّارِعَتَيْنِ اللَّتَانِ عَلَى لَيْسَانِهِ إِذَا دَخَلَتْ ثُمَّ
خَرَجَ فَصَلَّى فِي دَجْرِ الْكَعْبَةِ رَفَعًا بَيْنَ رَجْمَةِ جَبَلٍ مِنْ رِجْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ هُوَ كَوْنِي مُخْضَرَّ أَبَا حَافِظٍ
نے کہا مجھ اور سکا نام معلوم نہیں ہوا اور اون سے کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کعبہ کے اندر تشریف
لے گئے ہیں ابن عمر نے کہا یہ شکر میں آیا اور حضرت نکلا اور بلال کو بیچ دروازے کے دونوں طرف کے بیچ میں
پایا یہ ترجمہ ہے بین البابين کا کیونکہ اسوقت کعبہ کا ایک باب (دروازہ) تھا جس نے اون سے جو چاہا کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی اور اونہون کے گما ان در کشتین ٹپہ میں اون دونوں طرف کے بیچ

بابرنگو حسب باہر نکلا تو درو کو کشتین ٹرپین اور اس کے سامنے اور فرمایا یہ قلعہ ہے ف اگلی بدوہت میں وجہ الکعبہ سے
اور اس بدوہت میں قبل الکعبہ ہے اور درو اوہ رخ ہے جبہ دروازہ ہے خانہ کعبہ کا حافظ کا ابن عباس سے
طبرانی نے نکالا اونہوں نے کہا مجھ کو کہہ کے اندر تار ٹرپنا پسند نہیں کنو کہ جو کوئی اس کے اندر تار ٹرپے گا وہ
اپنے پشت پر سبی کعبہ کا ایک حصہ کرے گا اور جو فرمایا یہ قلعہ ہے اس سے یہ غرض ہے کہ بیت المقدس اب قبلہ
نہ رہا اور بعضوں نے کہا مطلب آنگا یہ ہے کہ جب کو کعبہ دکھائی دیتا ہو اس کا قبلہ عین کعبہ ہے نہ جہت کعبہ
خلاف اس شخص کے جس کی نظر سے کعبہ غائب ہو اور بعضوں نے کہا مطلب آنگا یہ ہے کہ کو کعبہ کل حرم با مسجد کو
قبلہ نہ سمجھیں بلکہ قبلہ عین کعبہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ امام کے کٹھے سے نکلی جگہ ہے یعنی کعبے کے دروازے کے ساتھ
کیونکہ زبیر نے نکالا عبد اللہ بن حبشی خثعمی سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کو کعبے کے دروازے
کی طرف نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اسے لوگو دروازہ قلعہ ہے ہمیت اللہ کا اور یہ حکم مستحباً یا کینہاً کہ چاہا
ہے اس پر کہ کعبہ کے چاروں طرف منہ کرنا جائز ہے قتلہ انی نے کہا احادیث کو مسلم نے صحیحین اور انہی نے نکالا

فت الحاکم بیان اوس روایت میں جو حکو طبری نے نکالا ابن عباس کے کہ جب حضرت نے مدینہ کی طرف ہجرت کی وہاں یہودی بہت سے جو بیت المقدس کی طرف سونہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی حکم دیا بیت المقدس کی طرف سونہ کرنا یہودی اس بات پر خوش ہوئے بہتر تھیں تاکہ آپ نے اوس کی طرف سونہ کیا اور آپ پہنچتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کے قبلہ کی طرف سونہ کرنا حکم ہو آپ عاف فرماتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے یہ آیت اتری قد نزل فی ثلث لیلۃ جبرائیلؑ کا اور مجاہد کے طریق یہ نکالا کہ آپ کعبہ کی طرف سونہ کرنا پسند کرتے تھے کیونکہ یہودی یہ کہہ مارتے تھے محمدؐ ہمارا خلاف کرتے ہیں لیکن ہمارے قبلہ کی پیروی کرتے ہیں اسوقت یہ آیت اتری اور ابن عباس کی احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ بیت المقدس کی طرف سونہ کرنا ہجرت کے بعد ہوا لیکن امام احمد نے دوسرے طریق سے ابن عباس سے نکالا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور کعبہ آپ کے سامنے ہوتا اور دونوں رواتوں میں جمع ہو سکتا ہے اس طرح سے کہ آپ نے ہجرت کے بعد یہ حکم دیا ہو کہ بیت المقدس کی طرف سونہ کرنا قائم رکھو اور طبرانی نے ابن حجر کے طریق سے نکالا کہ حضرت نے پہلے نماز پڑھی کعبہ کی طرف پھر بیت المقدس کی طرف پھر تو تین سال تک اس کی طرف نماز پڑھی پھر ہجرت کی اور ہجرت کے بعد بھی مدینہ میں سولہ مہینے تک اس کی طرف نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کعبہ کی طرف سونہ کرنا تو باطل ہوا ازل و سکا جس نے کہا کہ آپ نے بیت المقدس کی طرف جہنم سے سونہ کیا کیونکہ ابن عباس کی اگلی روایت میں یہ ہے کہ وہ حکم الہی تھا اور نکالا اوس کو طبری نے عبد الرحمن بن سعید بن سلم سے لیکن وہ ضعیف ہے اور ابوالعالیہ سے کہ آپ نے نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف اہل کتاب کا دل ملائیے (فتح) فت پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتری قد نزل فی ثلث لیلۃ جبرائیلؑ انہما یعنی ہم دیکھتے ہیں تم بار بار سونہ کرنا آسمان کی طرف وحی کی انتظار میں اور یہ آپ کا کمال ادب تھا کہ حکم الہی کے منتظر رہے اور درخواست نہ کی اور اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کی ذات متقلد آسمانوں کے اوپر ہے ورنہ وحی اودہر ہو کیونکہ آتی فت تو آپ نے سونہ کیا کعبہ کی طرف اور بعض ہوتو لوگوں میں سورہ یہودی تھے یہ کہا اٹکو کس نے پیہر دیا دن کے اگلے قبلے سے جدہ پہلے سونہ کرتے تھے تو کہہ لے محمدؐ اس کی ہے پورب اور پچھم جو کہ چاہتا ہے سعیدیؒ راہ کی طرف ایسی تا ہے خیر آپ کے ساتھ ایک شخص نے نماز پڑھی (اور سکا نام عباد بن بشر تھا یا عباد بن نسیک) پھر وہ نماز پڑھ کر نکلا تو کہہ لوگوں پر گذر انصار کے جو عصر کی نماز پڑھ رہے تھے بیت المقدس کی طرف فت ابن ابی حاتم کی تفسیر میں

ہے تو یارِ نبوتِ اسلام کے طریق سے کہیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھی بنی حارثہ کی مسجد میں پھر ہم مسجد الیسیا کی طرف گئے
 وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر ایک شخص آیا وہ کہنے لگا کہ حضرت نے کہہ کیا طواف منہ کیا اور اختلاف ہو کہ قبلہ
 نماز پر بدلا اور کس مسجد میں برابر کی احمدیٹ ہو یہ لکھتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور ابن سعد نے طبقات میں لکھا
 کہ یوں کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں سلمان زوجہ سادہ مسجد میں پھر آپ کو حکم ہوا مسجد حرام
 کی طرف موہند کرنے کا آپ اور مگر گھوم گئے اور سلمان ہی آپ کے ساتھ گھوم گئے اور کہا جاتا ہے کہ حضرت اُمّ
 بن ہار بن عمرو کو دیکھنے کو تشریف لے گئے نبی سلمہ میں اوس نے آپ کے لیے کھانا طیار کیا اور ظہر کی نماز کا
 وقت آگیا آپ اپنے صاحب کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر حکم ہوا آپ کو آپ گھوم گئے کہہ کی طواف اور منہ کی نماز
 کی طرف اس لیے اوس مسجد کا نام مسجد القبلت میں ہوا ابن سعد نے کہا یہ روایت ہمارے نزدیک زیادہ
 ثابت ہو اور ابن ابی داؤد نے بسند ضعیف لکھا عمارہ بن ربیعہ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 تھے نوال کے بعد کی دو نمازوں میں (ظہر اور عصر) ایک نماز میں جب قبلہ پیرا گیا آپ گھوم گئے ہم بھی آپ کے
 گھوم گئے دو رکعتیں پڑھنے کے بعد اور زرارہ نے نکالا انس سے کہ حضرت بیت المقدس کی طرف سے پہلے ظہر کی
 نماز میں اور آپ کہہ کی طواف منہ کیا اور طبرانی نے دو سکر طریق سے انس سے ایسا ہی نکالا اور ہر ایک بیت
 میں نصف (فتح) اوس نے کہا وہ گرا ہی دیتا ہے ہبات کی کہ اوس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ موہند کیا کہہ کی طواف یہ منکر لوگ پھر گئے (نماز ہی میں) یہاں تک کہ موہند کیا کہہ
 کی طواف تطلالی نے کہا یہ روایت ابن عمر کی روایت و خلاف نہیں ہیں قبا والون کا ذکر ہے کہ انہوں
 نے منہ پیرا کہہ کی طواف صبح کی نماز میں کیونکہ قبا والے مدینہ سے باہر تھے انکو دو سکر دن خبر ہوئی ہوگی قبلہ بننے کی
 اور اہل مدینہ کو اسی روز خبر ہو گئی عصر کی نماز میں اور احمدیٹ کو مولف نے تفسیر میں بھی اور سلم اور زعمی اور
 اور ابن ابی نے نکالا انتہی حال ثنا مسلم قال حدثنا هشام قال حدثنا یحییٰ بن ابی کثیر
 عن یحییٰ بن عبد الرحمن عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی علی رکعتہ
 حیث توجهت فاذا اراد الفریضۃ نزل فاستقبل القبلة ترجمہ جابر سے روایت ہے جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اوٹنی پر نماز پڑھتے اور سکا منہ جبر طہ ہے ہوتا محب آپ فرض پڑھنا چاہتے تو اترتے
 اور قبلہ کی طرف منہ کرتے و تو معلوم ہوا کہ سفر میں ہی فرض نماز میں قبلہ کی طواف منہ کرنا ضرور ہے اور
 اوپر اجماع ہے لیکن جب عزت کی شدت ہو تو شوق قبلہ کی طواف منہ کرنا شرط نہیں البتہ فضل نماز سواری

پر یہی درستی ہے اور اس میں قبل کی طرح نسخ ہونا ہی ضرور نہیں ہے اور اکثر علما کا یہی قول ہے سلطان نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو تصحیح کر لیا اور غازی میں ہی نکالا اور اس نے ہی حدیث کا عثمان قال حدیث ناخبر بہ عن مصور عن ابی سعید عن خلفہ قال قال حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ اہم لا ادری زاد او نقص فلما سئل قيل له يا رسول الله احدث في الصلوة شيء قال وما ذاك قالو صليت كذا او كان افتح بحجلك واستقبل القبلة وسجد سجدتين ثم سلك فلما اقبل عليك ابوجه قال انہ لو حدث في الصلوة شيء لم كنا نعلم به ولكن انما ابشر منكم انسى انما تكونون فاذا اتيت فلما كبر مني واذ اشد لك كبر في صلوة فليحذر الصواب فليتب عليه ثم يسلم ثم يسجد يسجد سجدتين ثم يسجد عبد البر بن مسعود کہما جناب سوان خلاصہ اس حدیث کے نام پر یہی اس پر ہم رخصی نے کہا جو روایت کے میں ما احمد بن حنبل کے وہ عبد البر سے میں نہیں جانتا کہ حضرت نے (بہت سے) نماز میں کچھ زیادہ کیا یا کم کیا ایسے مجھ پر معلوم نہیں کہ آپ کا سجدہ سہو زیادت کی وجہ سے تھا یا نقصان کی وجہ سے لیکن دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں اور وہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں عصر ہے حسب آپ کے سلام پہلے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوا آپ نے فرمایا کیسے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ سہو معلوم نہیں ہوا اور یہی نکلا کہ پیغمبروں کو سہو ہوتا ہے ابن رقیب العید نے کہا اکثر علما کا یہی قول ہے اور ایک گروہ کا شاذ قول یہ ہے کہ اون کو سہو نہیں ہوتا اور اس حدیث سے انکار دہرنا جہاں میں صفات پیکر کو میں ہوتا ہوں جیسے تم ہوتے ہو (فتح) تو لوگوں نے عرض کیا آپ اتنی رکعتیں پڑھیں پس نہ کہ آپ اپنا پاؤں مٹا کر اپنے گھٹنے کے ساتھ کی طرح فہم کیا اور قبلہ کی طرف مڑ کر ایسے سے ترجیباں نکلتا ہے اور وہ حدیث کے پہر سلام پہر احب پائے ہماری طرف کیا تو فرمایا اگر نماز میں کوئی نئی بات کا حکم ہوتا تو میں تم کو خبر دیتا لیکن میں تو آدمی ہوں اگر مرنے کا مقام آدھوں بلکہ فرشتوں کو بھی زیادہ تھا مگر بشریت کے صفات آپ میں ہی تھے ابھل جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو تو جب میں بھول جاؤں (نماز میں) مجھ کو یاد دلادو (سبحان اللہ کہہ کر) اور جب تم میں سے کوئی شک کرے اپنی نماز میں تو سوچ لیوے صحیح امر کو پوری کرے اور سکے موافق اپنی نماز پر سلام پہر پڑھ دے کہ اسے فہم ہو کہ حافظ نے کہا اس حدیث کی بحث خدا چاہے تو ابواب ہوں آویلی اور صحیح امر سوچنے سے مطلب یہ ہے کہ یقینی بات کو اختیار کرے مثلاً میں چار میں شک ہو تو میں مجھے ایک گنت اور پڑھی اور اس حدیث کو کوئی نے مذکور

اور سلم اور ساجی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نکالارسطاً **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَبْلِ** کہ قبلاً کا بیان ہے کہ
 لم يدر إلا عاده على من سجد أخصلي إلى غير القبل كذا اور جس شخص نے کہا کہ اگر کسی نے ہمارے برابر سے قبلہ کے سر اور
 طرف نماز پڑھی تو اوپر عادیہ و جب نہیں ہو **ف** حافظ نے کہا اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ جب کسی نے قبلہ
 کو سوجا اور ایک طرف نماز پڑھی تو پہر حاکم ہو کہ اور طرف قبلہ نہ تھا تو ابن ابی شیبہ نے سید بن المسیب اور عطاء
 اور شعبی وغیرہم سے نقل کی اونہوں نے کہا نماز کا عادیہ و جب ہوگا اور یہی قول ہے کوفہ والوں کا اور زہری
 اور مالک وغیرہ اس سے یہ نقل ہے کہ اگر وقت باقی ہو تو عادیہ و جب ہوگا ورنہ و جب ہوگا اور شافعیہ کے نزدیک
 حنبلیہ کا یقین ہو جاوے تو عادیہ و جب ہے کاسطفاً اور زہری نے عامر بن ربيعة سے وہ حدیث نکالی جو اہل قول ان
 کی تائید کرتی ہے مگر اسکا اسناد قوی نہیں ہے تھے قطلانی نے کہا اگر نماز کے اندر یہی خطا معلوم ہو جاوے تو نماز
 اور مالکیہ کے نزدیک سہ سے پڑھے اور حنفیہ کے نزدیک قبلہ کی طرف گھوم جاوے اور حنبلیہ کے نزدیک ہے اور
 قاضی رحمہ اللہ نے پڑھے اور شافعیہ کا یہی ایک قول ایسا ہی ہے اور دلیل انکی قبلہ والوں کی حدیث ہے جب کہ
 ہے نمازی میں کہ جب طواف تمیز چم کہتا ہے اس مسئلہ کے متعلق حدیث میں ہم اور بیان کر چکے ہیں وقد سئل
 النبي صلى الله عليه وسلم في رجل سجد في الصلاة فوجد القبلة فقام فوجد القبلة فقام فوجد القبلة فقام
 پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر اور لوگوں کی طرف موندہ کیا پھر پورا کیا
 اس نماز کو جو باقی رہی تھی **ف** سائیکر لے ابوہریرہ کجیدیت کا ذوالیدین کے قصہ میں اور یہ حدیث صحیحین
 میں موجود ہے کسی طریقہ میں البتہ یہ عبارت کہ آپ نے منہ کیا لوگوں کی طرف صحیحین کی روایت میں نہیں لکھا
 سوطی کی روایت میں ہے جو ہر اور ابن تین نے وہم کیا ابن ابی اطلال کی متابعت سے اونہوں نے کہا کہ یہ مکر ہے ابن
 سعد کی حدیث کا جو اور پندرہی حال انکہ ابن سعد کی حدیث میں کسی طریق میں یہ نہیں ہے کہ آپ نے دو رکعت
 پڑھ کر سلام پڑھا اور اس تعلیق کی مناسبت ترجمہ باب ہے کہ جب آپ نے نماز کی پھر میں لوگوں کی طرف
 منہ کیا تو قبلہ کی طرف پشت ہوئی پس معلوم ہوا کہ صحیح اگر قبلہ کی طرف منہ نہ ہو تو نماز باطل نہیں کی رفتہ
 کہا ثنا عمر بن عوف قال حدثنا هشام بن عمار عن عبد بن عباس قال قال عمر واقعتي
 في ذلك قلت يا رسول الله لو انك نكحنا من مقام إبراهيم صلى الله عليه وسلم فالتخلفا من مقام
 إبراهيم صلى الله عليه وسلم فاية الحجارت يا رسول الله لو امرت لسألك النبيين وأئمة المسلمين من البر
 والفاجر فقلت أمة الحجارت أجمع يسألك النبي صلى الله عليه وآله وسلم في العيرة عليه السلام

لَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ رَجُلَيْنِ أَنْ يَدْعُوا إِلَىٰ طَرَفِيكَ أَوْ يَدْعَاكَ إِلَىٰ طَرَفِيكَ هَذِهِ الْآيَةُ تَرْجِيهِ الْمَنِّ
 روایت ہے حضرت عمرؓ نے کہا میں نے ہوا اپنے پروردگار کے تین باتوں سے ہے جو میری راسخ و دیباہی حکم
 قرآن میں اور تراویح میں ہے کہ حضرت عمرؓ کی غرض سہر نہ رہیں ان تین میں کیونکہ اور باتوں میں بھی انکی راسی
 کے میں فی حکم اور اسے پہنچا اور ان کے ایک سے کہ قیدیوں میں دو سہر سنا فقون چہا سے کی نماز نہ پڑھو
 میں اور تیری کہنے با سنا و صحیح ابن عمر سے روایت کیا اور مولیٰ کہا جب لے گون کو کوئی و انھیں میں آیا اور ان
 نے اوس میں سے دی اور عمر نے بھی راسخ دی تو قرآن عمر کی رائے کے موافق اور اس سے نکلتا ہے کہ
 وہ بہت باتوں میں موافق تھے پروردگار جلالت کے حکم کے اور ہم نے اون باتوں کو جمع کیا تو پندرہ رکعت
 ان کا عدد ہو چکا ہے چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا دین تو یہ آیت
 اوتری و انھیں وہ مقام ابراہیم یعنی مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ مقرر اور آیت حجاب میں حسینؓ نے
 کیا یا رسول اللہ کاش آپ اپنی عورتوں کو حکم دیجیے وہ پردہ کریں کیونکہ باتیں کرتے ہیں اور ان کی نیک اور بد
 (طلب سے کے شخص) اور آیت اوتری پر جو کہی اور آپ کی بی بیان اکٹھا سہ میں آپ پر رشک کر کے تو میں نے
 اون سے کہا قریب ہے کہ آپ کا پروردگار آپ کو دوسری بی بیان تم سے بہتر عنایت فرماو اگر آپ طلاق فیروز
 تم کو تو یہ آیت اوتری و عسیٰ کہ ان کا فتنہ خیر تک اونہی لفظوں سے جو حضرت عمرؓ نے زبان سے
 کہی تھی ۔ پھر یہ سہ نکلا کہ حضرت عمرؓ کی رائے دینی اور ملکی معاملات میں نہایت صاحب تھی اور سہ واسطے
 اکثر پروردگار کے احکامات انکی رائے کے مطابق اترتے اس نصیحت میں حضرت عمرؓ تمام صحابہ سے ممتاز تھے
 اور یہی وجہ تھی کہ جب تک حضرت عمرؓ زندہ رہے تمام خلافت کے کام اس نظام سے چلے کہ سہر نفل نہیں ہوا اور
 سب سلمان بالانفاق اپنے دین کی ترقی میں کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی خلافت میں اسلام شرفاً
 اور غنائم پیل گیا اور کافر دن کی کمر ٹوٹ گئی ایک ہزار شہر فتح ہوئے اور ایک ہزار مسجد بنائی گئیں اور
 حضرت عمرؓ کا احسان ہر ایک سلمان قیامت تک بچنے والے ہیں مسلمان تو خیر کفار بھی انکی دمانی اور سہر
 انتظام اور سعادت کو سہرت ہیں با سنا چنانچہ متعصبین فاضل کے جو ناشکری اور احسان فراموشی میں طاق
 زمین اور بلاد چاہیے سہر کے حق میں کلمات ناشائستہ نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ اون کو ہدایت کرے حافظ
 صاحب نے کہا مقام ابراہیم کا حال اور پندرہ اور حجاب کا مسئلہ سورۃ احزاب کی تفسیر میں مذکور ہوگا اور تنجیر کا
 حال سورۃ تحریم کی تفسیر میں آویگا اور آپ کی بی بیوں کی غیرت کا حال کچھ باب فقہ النساء میں ہم ذکر کریں گے

اور سنا سبت احدیث کی ترجمہ باب کے ابن شنیعہ یہ لکھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے قبیلہ کے باب بن اجہما کو کیا کیونکہ
مقام ابراہیم کعبہ کو تجویز کیا چاروں جانبوں میں سر پر اللہ تعالیٰ نے اگلی راس کو تجویز کیا تو معلوم ہوا کہ جب
کوئی قبیلہ کے باب بن اجہما کو کرے اور کوشش کرے کہ ایک سمت مقرر کرے تو وہ صحابہ کو پرہیز کیا تو خطا کرے
واللہ اعلم فیہم کہتا ہے یہ وجہ نہیں ہے اور عمدہ توضیح یہ کہ مقام ابراہیم جو یہی قبلہ کی ایک سمت ہے تو ابراہیم
بخاری اس حدیث میں اس مناسبت پر بیان لاؤ کہ قال ابن ابی شیبہ اور بعض نسخوں میں اس کا اضافہ
ابن ابی شیبہ سے اخبرنا یحییٰ بن ایوب قال حدثنا حنیف قال سمعت انس بن مالک اترحمہ ان
کے ذکر کرنے سے یہ عرض ہے کہ اس میں جمید کے سننے کی صراحت ہے انس سے اور یحییٰ بن ایوب سے بخاری سے نہایت
نہیں لی مگر ان کی روایت کو متابعت کے طور پر ذکر کیا اور اس میں عیسیٰ نے اس کو روایت کیا یوسف قاضی سے انہوں
نے ابو الربیع سے اور انہوں نے ہشیم سے انہوں نے کہا خبر دینی حمید نے اور انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے انس نے
تو یحییٰ بن ابی شیبہ سے نہیں ہوا اس کے ساتھ (فتح) حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا
مالک بن انس عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن محمد قال قال یحییٰ فی صلوة النبی
اذا جاءته ههنا فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد انزل عليك الیئله قرآن وقد
افسح لك قبل الکعبه فاستقبلوها وكان في وجوههم حلال السكام فاستدوا الى الکعبه فحرمه
عبدالبر بن عمر سے روایت ہے لوگ ایک بار نماز پڑھ رہے تھے صبح کی مسجد قبا میں وہ سلم کی روایت میں
صلوۃ العداۃ ہے اور بعضوں نے صلوۃ العداۃ کہا مکر وہ رکعات ہے اور برابر کی حدیث میں جو عصر کی نماز ذکر
ہے اس کی یہ خلافات نہیں کیونکہ بنی حارثہ کو جو مدینہ کے اندر رہے اسی روز عصر تک تبدیل قبلہ کی خبر پہنچی عباد
بن بشر بن ابی نہیک کے درویش سے اور قبا والوں کو جو مدینہ سے باہر تھے وہ عصر کو نہ صبح تک خبر پہنچی اور قبا والوں
بنی عمرو بن عوف تھے اور یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان کو کس نے خبر دی تھی اور ابن طاہر نے نقل کیا کہ عباد بن بشر
نے حالانکہ عباد بن بنی حارثہ کو خبر دی تھی عصر کی نماز میں ارشاد دی صبح کو قبا والوں کی طرف گھر ہون اور سلم
کی روایت میں کہ بنی سلمہ میں سے ایک شخص گزرا اور قبا والے رکوع میں تھے فجر کی نماز میں اور بن سلمہ حار
ہیں بنی حارثہ کے (فتح مختصر) شوکانی نے کہا صحیح مسلم میں انس کی روایت ہے کہ لوگ رکوع میں تھے
فجر کی نماز میں اور ایسا ہی لکھا لا طہران نے سہل بن سعد سے کہ ان کو پایا صلوۃ العداۃ ٹپٹے ہوئے اور زبانی
نے برابر سنا لاکہ ایک شخص نے آپ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی یہ بیان کیا حدیث کو اخیر تک اور بخاری سے

ایسا ہی ہے اور سلم کی روایت میں برابر سے نماز کی تعمیر نہیں ہو اور عمارہ بن اوس کی حدیث میں ہے کہ آپ نے جو نماز کعبہ کی تعمیر میں تھی اوروہ نوال کے بعد کی وہ نمازوں میں سے ایک نماز تھی اور ایسا ہی ہے عمارہ بن رومیہ اور قریبہ کی حدیثوں میں اور ابوسعید بن علی کی حدیث میں ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور جمعہ پر ہے کہ جس نے شک کیا ظہر اور عصر میں تو یہ منافق نہیں اس کے جس نے ختم کیا کہ وہ ظہر تھی اور بعضوں نے عصر کہا لیکن عصر کی روایت زیادہ صحیح ہے اور بخاری نے اس کو اپنی صحیح میں نکالا اور ظہر کی روایت کے اسناد میں مردان بن عثمان ہے اور میں اختلاف سے اور ابن سعد نے طحاوی میں نقل کیا بعضوں نے کہ یہ واقعہ مدینہ کی مسجد میں ہوا اور نقل ہے کہ آپ نے دو کعبین بڑے کعبین ظہر کی مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ پڑھ کر ہوا ائمہ کو نہ کیا مسجد حرام کی طرف تو آپ گھوم گئے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے اتنے مختصر وقت اتنے میں ایک آنیوالا اذکر باس آیا اور کہنے لگا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کل کی رات کو قرآن اوترا اور آپ کو حکم ہوا کعبہ کی طرف منہ کرنے کا یہ منکر اذن لوگوں نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا اور اذکر منہ شام کی طرف ہوا تو گھوم گئے کعبہ کی طرف وقت حدیث میں یہ نکلا کہ جو حکم آپ کو ہوا امت پر یہی اس کی پیروی لازم ہے اور گھوم جانے کی کیفیت تو یہ کہ حدیث میں ہے کہ جب کو نکالا ابن ابی حاتم نے اس میں یہ ہے کہ عورتیں مردوں کی جگہ پر آگئیں اور مرد عورتوں کی جگہ پر پہنچنے دو جسے جو باقی تھے وہ کعبہ کی طرف کیے حافض نے کہا اس کی صورت یہ کہ امام جو مسجد کے گئے کی جانب میں تھا گھوم کر مسجد کے پیچھے کی جانب میں آگیا کیونکہ جو کوئی مدینہ میں کعبہ کی طرف منہ کرے اس کی پشت بیت المقدس کی طرف ہوگی اور اگر امام اپنی جگہ پر رہ کر گھوم جاتا تو اس کے پیچھے صفوں کی جگہ کمان سے نکلتی اور جیسا امام گھومنا تو وہی اس کے ساتھ گھومنا اور عورتیں بھی گھومنا یہاں تک کہ مردوں کے پیچھے آگئیں اور یہ عمل کثیر ہے اور احتمال ہے کہ حدیث میں اس کا کثیر منہ ہوا ہو نماز میں جیسے کلام منہ نہیں ہوا تھا اور احتمال ہے کہ ضرورت کی وجہ سے یہ عمل کثیر معاف ہوا اور اس حدیث میں یہ نکلا ہے کہ تنبیہ مانع حکم کی خبر نہ ہوا سو وقت تک کہ یہ عمل کرنے کی تکلیف نہیں کیونکہ دنیا والوں کو اذن نمازوں کی قضا کا حکم نہیں ہوا اور نہ نماز بیت المقدس کے طرف میں قبلہ بدل جانے کے بعد اور طحاوی نے اس سے نکالا کہ جب کو نبوت کی خبر نہ ہو پوچھی اور وہ دین کے فرائض نہ جان سکے تو اس پر فرائض واجب ہو گئے اور حدیث میں یہی نکلا ہے کہ ضرورت کے زمانے میں اجتہاد جائز تھا اور خبر واحد کا قیاس کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے اور خبر واحد سے یقینی حکم مستخرج ہو سکتا ہے اور بعضوں نے کہا یہ نسخ خاص تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اب خبر واحد یقینی حکم مستخرج نہ ہوگا اور یہی نکلا ہے کہ خبر

عشاء کی وقتوں میں طلوع اور غروب آفتاب اور شفق موقوفہ دریافت کریں لیکن دس بارہ منزل تک حساب قائم
 کیجئے گا چنانچہ اس سے زیادہ دور جاوے تو اس ملک کی مسجد میں دیکھ کر قبلہ دریافت کر لیں اور اس زمانے
 میں تو قطب نما کا آلہ ایسا ایجاد ہوا ہے کہ اس کے ہر جگہ اور ہر مقام میں قبلہ بخوبی دریافت ہو سکتا ہے
 اور اسکا طریق یہ ہے کہ پرانی اور مستحضر مسجد کے محراب میں قطب نما کو برابر زمین پر رکھیں اور دیکھیں کہ
 محراب سے قطب کس طرف واقع ہے اسے ہی درجہ نہر جنگل میں قبلہ دریافت کر لیں یہ عمل ہی دس بارہ
 منزل تک کی جائے گا پھر اس ملک کی مسجد میں قطب نما رکھ کر دیکھ لیں ایسے ہی برابر عمل کو تے جاویں اور
 ایک قبلہ بنا ہی نکلا ہے لیکن یہ کام کا نہ رہیں گے کسی لیے کہ ہندوستان میں قبلہ مغرب کی طرف ہے اور اُس
 میں موسمی کی ٹوک ہوتی ہے مغرب کی طرف رہتی ہے پس جہاں قبلہ مشرق یا جنوب یا شمال کی طرف ہو وہاں
 یہ آلہ گانہ آدھکا اللہ قطب نما کا آلہ نہایت عمدہ اور صحیح ہے اور اس کے ہر ایک ملک میں قبلہ باسانی نظر
 سکتا ہے اور سمت قبلہ کی دریافت کے لیے اہل سیات نے ایک عمدہ طریقہ قرار دیا ہے مگر اس کے عام لوگ
 فائدہ نہیں اٹھا سکتے (۴۴) ابن ماجہ نے امام جعفر صادقؑ سے اور ابو نعیمؑ نے امام محمد باقرؑ سے اور ابو نعیمؑ جابر
 سے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے طرف سے خارج ہوئے تو قدام ابراہیمؑ میں گئے حضرت
 عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے جسکی شان میں اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا وَاَنْخَرُوا فِيْ رِجْلِ اِبْرٰهٖمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ابن ماجہ نے برائے ہم نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف اٹھا رہے تھے تاکہ اور کعبہ کی طرف قبلہ بہر گیا دو مہینے بعد
 جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور آپ حبیب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تو اکثر اپنا منہ آسمان کی طرف
 کرتے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دل کا حال بیان کیا کہ وہ خوش کرتے ہیں کعبہ کی توجہ پُر کیا علیہ السلام
 اور چڑھتے اور حضرت اپنی آنکھ انکی طرف لگا کر کہتے تھے اور وہ چہرہ رہے تھے آسمان اور زمین کے
 بیچ میں آپ انتظار کر رہے تھے کہ وہ کیا حکم لاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری فَذَرْنِیْ لَعَلَّیْ
 وَجَّہَکَ فِی السَّمَآءِ اٰخِرَ تَکَ اَوْ سَوِّتَ اَیْکَ اٰخِرًا لَّا ہَا سَے پاس آیا اور کہنے لگا قبلہ تو یہ گیا کعبہ کی طرف
 اور ہم دور کعبہ بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے تھے اور رکوع میں تھے پھر ہم پگھلے کعبہ کی طرف اور ہم
 بنا کر لی اوس نماز جو پہلے پڑھ چکے تھے (یعنی اوسکو قائم رکھا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا اے جبریل کیا حال ہو گا ہماری اوس نماز کا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف پڑھی تب اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت اور ماری و سا کا ان الله ليضع ايما نكر ينف السور ماري نماز بیکار نہیں کیا گیا کہ ایک حدیث
الْبَزَّاقُ بِالْبَيْدِ مِنَ الْمَسْجِدِ سَجْدَةٍ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ لَنْ يَضِلَّ عَنْهُ شَيْءٌ فَخَوَّاهُ بِالْبَيْدِ سَجْدَةٍ يَكْسِي كَرْمِي
سے کہ جس کو لے جیسے بوداؤ نے نکالا جابر سے حدیث کہ تَمَّا قَبِيْدُهُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
حُسَيْنٍ عَنْ النَّسَائِيِّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُحَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رَوَى
فِي وَجْهِهِ فَقَامَ فَكَلَّمَ بَيْدَهُ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يَكَلِّمُ رَبَّهُ اَوْ اَنْ رَبَّهُ يَكَلِّمُهُ
فَيَكُنِ الْقِبْلَةُ فَلَا يَزُوقَنَّ اَحَدًا مِنْ قَبْلِ قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ كَيْسَارٍ رَوَى عَنْهُ قَدَمَهُ ثُمَّ اَحَدًا طَرَفًا
رِذَائِهِ فَبَعَثَ فِيهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ اَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا اَوْ يَحْمِلُهُ الْمَلَكُ رَوَى عَنْهُ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف سے قبلہ کیا ویرا پر (مخبر) دیکھا جو سینے سے نکلتا ہے اس کو بخانا کہتے
ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں جو بخانا کہتے ہیں عین سے اور جو سر سے اور جو اس کو بخانا کہتے ہیں
اپنے کو یہ با معلوم ہوا اور ناگوار گذر ایسا تاک کہ آپ کے چہرے پر اس ناگوار گذر نے کا اثر نمود ہوا (انسانی کی
رویت میں یہ کہ آپ غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کا مبارک چہرہ سرخ ہو گیا قربان آپ کے حسن و جمال کے اور غصہ
نے آپ پر فردین نکالا ابن عمر سے کہ آپ غصہ ہوئے مسجد والوں پر آپ کا کڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ سے ہاتھ پر
ڈال دیا بل ڈال ا بعد اس کے فرمایا ہم میں سے کوئی جب کڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں تو وہ سرگوشی کرتا ہے اپنے ہاتھ
کے (مرا و مال فریج) یا یوں فرمایا کہ اس کا مال اس کے اور قبلے کے درمیان ہے تو کوئی قسم میں سے نہ
ہو کہ اپنے قبلے کے سامنے لیکن نہو کے بائیں طرف یا اپنے باؤں کے نیچے یعنی بائیں باؤں کے نیچے جو
الوہر یہ کچھ ریشہ میں ہوا را یک نہایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو دفن کر دیکھو اپنا اپنے چادر کا ایک گوشہ
لیا اس میں تھوکا اور کپڑے کو اوٹ پٹ کیا تو فرمایا یا اس طرح کرے ف یعنی میں باؤں میں آپ نے
اختیار دیا کہ اون میں سے کوئی بات کرے یا تو بائیں طرف تھوک لپیے یا اپنے باؤں کے نیچے یا اپنے کپڑے
میں اور تیسرے بات بہتر ہے جب مسجد میں فرش ہو یا مسجد کی زمین چھتہ ہو اور تھوکنے سے نماز یوں کو تکلیف
نہر کیا خیال ہو حافظ نے کہا اللہ تعالیٰ کی سرگوشی سے میرا سمجھ کہ وہ نماز میں متوجہ ہوتا ہے اپنے خد کے پر حجت
اور حضور ان کے ساتھ اور یہ جو فرمایا کہ اس کا مال اس کو اور قبلے کے نیچے میں ہے اس طرح دوسری روایت میں
کہ اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہے تو خطابی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تھوکنے قبلہ کی طرف نہ
کیا تو اپنے مالک کی طرف قصد کیا گویا نذر کے کا مقصود اس کو اور قبلے کے درمیان ہے اور بعض لوگ نے

کہا اس طلب یہ کہ اللہ کی عظمت یا ثواب اس کے قیام کے درمیان جو آن عبد الہی کے کلام سے قیام کی نشان باری
 کرنا منظور ہے اور بیٹے معتزلہ نے حدیث کو دلیل لی ہے جو کہ تہذیب کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر صرح و جہالت ہر
 کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ اپنے پاؤں کے تلے تو کے اور جو اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
 تھے ہی تو کنا منع ہوتا۔ اور اس میں روئے اور کا جو کہنا ہے اللہ تعالیٰ اپنی ذات و عرش پر ہے اور جو ہر جگہ
 وہ حدیث کی کر لگا دیسے ہی تاویل عرش پر چوکی ہی ہو سکتی ہے انتہی مقرر حکم کہ تا ہے طلب حفظ
 کا یہ ہے کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کو عرش پر اپنی ذات سے کہتے ہیں وہ حدیث کی تاویل کریں گے کہ مراد مالک کی تاویل
 کیے چچ ہیں ہر جگہ کہ اس کی رحمت اور عنایت ممانی اور قبیلے کے چچ ہیں ہے اور ایسی ہی تاویل اولیٰ تہذیب
 یا حدیثوں کی ہی ملک ہے جن میں خدا کا عرش پر ہونا مذکور ہے پس وہاں ہی یوں تاویل کر سکتے ہیں کہ انکی
 عظمت یا رحمت یا سلطنت عرش کی اور ہے اور یہ ساری تقریر یا حفظ صاحب کی ماسدہ اور خلافت جو حضرت
 سلف رحمہم اللہ کے اور اللہ تعالیٰ رحم کرے حافظ ابن حجر پر وہ حدیث کو بے محقق اور حافظ تہذیب لیکن اس
 مقام میں اس لئے سہو ہوا اور کوئی عالم کیسے ہی درجہ کا کہیں نہ ہو اس سے بعض مقام میں غلطی ہو رہی جاتی
 ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا عرش پر ہونا بہت سی آیتوں اور حدیثوں کی ثابت ہے اور تمام محدثین رحمہم اللہ کا
 او سیر اتفاق ہے اور یہ حدیثیں کتاب العرش والعلومین امام موسیٰ نے جمع کیں ہیں اور جسے کتاب انوار
 الاستوار میں لکھا اچھی طرح بیان کیا ہے اور نہیں تاویل کی انکی مگر حبیہ اور معتزلہ اور وہنض اور منکرین
 صفات اللہ تعالیٰ نے اور حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور قبیلے کے چچ ہیں ہے اس کے مراد
 یہ ہے کہ اس کی رحمت سامنے ہے ممانی کے اور یہ تاویل نہیں ہے بلکہ تفسیر حدیث کی دوسری حدیث جو ہے
 صاف یہ مذکور ہے فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجُّہُ یعنی اس لیے کہ رحمت اس کے سامنے ہے نکالا اس کو احمد اور ترمذی اور
 ابو داؤد اور دائمی اور ابن ماجہ نے یہ کہ حافظ صاحب نے اس تہذیب سے یہ نکالتے کہ کہ قبیلہ کی طرف تہذیب
 حرام ہے خواہ مسجد میں ہو خواہ غیر مسجد میں خاص کر ممانی کو اس حدیث میں یہ اختلاف بیجا مدہ ہو گا کہ سچیز
 تہذیب مذکورہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور ابن خرمیہ اور ابن حبان نے اپنی صحیحوں میں حدیث سے نکالا کہ حضرت
 نے فرمایا جو کوئی قبیلہ کی طرف تہذیب کے وہ قیامت کے دن آویگا اور سکا تہذیب و دنیا انہوں کے سچ میں ہو گا اور
 ہزار اور ابن خرمیہ نے ابن عمر سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا جو شخص تہذیب کی طرف تہذیب کے وہ قیامت کے دن
 اوٹھا یا جاوے گا اور سکا تہذیب اور اس کے منہ پر ہو گا اور ابو داؤد اور ابن حبان نے اس سے نکالا کہ ایک

بھی اس طرح شک کے ساتھ یہ روایت ہو اور اسماعیل نے حسن کے نکال اور حسن نے ماک سے اوس میں مخاطب کے بدل
 تھا عابہ اور نعاہ اور نعاہ کے معنی اور گزرج کے باب حاکم النکاح یا الحصى من المسکین مسجد میں سے
 رینٹ مل ڈان کنکر یون ف حافظ نے کہا اس باب میں اور اگلے باب میں یہ فرق ہے کہ رینٹ میں اکثر
 رخصت ہوا ہے تو اس کے دور کرنے کو یہ کنکریان وغیرہ چاہیں اور تھوک خالی ہی نکل سکتا ہے صرف
 ہاتھ سے اگر چاہیں بلغم ملا ہو تو اس کا بھی حکم رینٹ کی طرح ہے و قال ابن عباس این فطنت علی
 قلدر رکب غسلہ وان کان یکایسا کلا ابن عباس نے کہا اگر تو تر پیدی کو پاؤں کے روزی تو وہو ڈال کر
 کو اور جو سوکھی پیدی ہو تو وہو ماضور نہیں ف اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے نکالا جو صحیح اس کی اخیر
 میں یہ ہے کہ اگر ہونے سے نہ ہو تو کو نقصان نہیں اور اس کی مطابقت ترجمہ باب میں یہ ہے کہ قید کی طرف
 تھوکنے کی مخالفت صرف اس وجہ سے ہے کہ قید کے ادب کے خلاف ہے نہ اس وجہ سے کہ تھوک ترو ہے اور اس سے کو گولا
 کو تکلیف ہوگی کیونکہ تھوک بخیر نہیں ہے اور جب کہ جاوے تو اس کو روزنے سے کوئی نقصان نہیں پہلے
 کہ سوکھی نجاست روزنے میں کوئی نقصان نہیں رفح حاکم ثنا موسیٰ بن اسماعیل قال اخبرنا
 ابو اھیم بن سعد قال اخبرنا ابن شہاب عن حمید بن عبد الرحمن ان ابی اھیمہ و ابی
 سعید حدیثا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای مختام فی جدار الکعبہ ففتنا کل
 حصا ففتھا فقال اذا تخم لحکم فلا یکنھن قبل وجہہ ولا عن یمینہ و لیکھن و
 لیساکرا و تحت قدیر الدیزی ترجمہ ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم دیکھا مسجد کی دیوار میں اپنے ایک کنکری لی اور اس کو رگڑا اور فرمایا جو یہی
 تم میں کو بلغم تھوک کے تراپنے کرنے کے سامنے نہ تھوکے نہ داہنی طرف بلکہ اس کو چاہیے کہ بائیں طرف تھوکے
 یا بائیں پاؤں کے تلے ف کیونکہ اس کی داہنی طرف ایک فرشتہ ہو اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح نکالا
 کہ اس کو داہنی طرف نیکون کا لکھنا والا ہے حدیث کو مولف نے صلوٰۃ میں نکالا اور مسلم نے (قط) باب
 لا یصون عن یمینہ فی الصلوٰۃ نماز میں داہنی طرف نہ تھوک ف باب کحیرت میں نماز کی قید نہیں ہے
 لیکن اس کے بعد جو باب ہو اوسین خبر حدیث مذکور ہے آدم کے طریق سے اوس میں نماز کی قید ہے اور مولف
 کی عادت ہو کہ استدلال کرتے ہیں حدیث کے اوس لفظ سے جو وہ سر طریق سے مروی ہو گو باب میں نہ
 لفظ نہ ہو اور شاید اس کی غرض یہ ہو کہ یہ حکم اطلاق پر محمول نہیں بلکہ مقید ہے نماز کی حالت سے اور نووی

نے کہا ہے کہ یہ منافقت میں شامل ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں خواہ مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور امام ماکہ کے
 مستقل ہے کہ نماز کے باہر ہر امر منع نہیں اور منع کی دلیل وہ ہے جو عبد الرزاق نے نکالا ابن مسعود کو کہ انہوں نے
 نے مکر وہ رکھا اور اپنی طرف تھوک گونا گونا گویا میں نہ ہوا اور عاذ بن حیل سے انہوں نے کہا میں جیسے مسلمان ہوا
 وہ اپنی طرف نہیں تھوکا اور عمر بن عبدالغفر نے اپنے بیٹے کو منع کیا مطلقاً اپنی طرف تھوکنے سے اور جس نے
 اس منافقت کو خاص کیا نماز سے اس سے یہ کہہ کہ اس حدیث کو ایک طریق میں یہ ہے کہ اس کی اور اپنی طرف زشتہ
 ہے اور یہ اس حدیث میں ہے جو چوبیس شتہ سو کوئی اور شتہ مراد ہو سوا کتاب اور حافظہ کے اور تفسیری غیاض نے
 کہا وہ اپنی طرف نماز میں تھوکنا اور وقت منع ہے جب اگر کسی طرف تھوک کی اگر کسی طرف ممکن نہ ہو تو درست
 ہے میں کہتا ہوں کپڑا ہوتے ہو تو کوئی عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ کپڑے میں تھوک سکتا ہے اور خود حضرت نے
 اسکی تاکید کردی اور خطاب نے کہا اگر گناہی کو بائیں طرف کوئی شخص ہو تو دونوں طرف یعنی اوہنے اور بائیں
 نہ تھوکے لیکن اپنے پاؤں کے تلے یا کپڑے میں تھوک ایسی میں کہتا ہوں ابوداؤد نے جو حدیث طارق مجاہلی کو
 نکالی اس میں یہ مسئلہ موجود ہے اس میں یہ ہے کہ تھوک اپنی بائیں طرف اگر اور ہر کوی نہ ہو ورنہ اس طرح
 کر اور تھوکا اپنے اپنے پاؤں کے تلے اور مل دیا اور عبد الرزاق نے ابوسریہ کو ایسی ہی نکالا اور اگر اس کے
 پاؤں کے تلے فرس چمپا ہوا ہو تو ہر کپڑے ہی میں تھوکے اور جو کپڑا نہ ہو تو تھوک کا نکل جانا بہتر ہوگا اسکا
 کے کر نیسے جو منع ہے لے فتح **حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بَكْبَكٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ**
شُعَابٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ حَبِيبٍ التَّمِيمِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ رَأْيَ نَحْمَاسَةٍ فِي حَارِطِ الْيَهُودِ فَنُتِمْنَا وَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةٌ
فَحْتَمَاهُمَا قَالَ إِذَا تَنَحَّيْتُمَا لِحَدِّ كَفِّ فَلَا يَكْنُحُ قَبْلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَا يَنْصُقُ عَنْ
أَيْسَرِهِ ادْتَحَنَتْ فَكَانَ اللَّيْثِيُّ يَرْتَحِمُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ وَرَأَيْتُ كِتَابَ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ
 سلم نے مسجد کی دیوار میں بلغم دیکھا تو اپنے ایک کنکری لی ہر اس کو کہہ چاہے اس کے فرمایا جب کوئی نمز
 سے بلغم نکالے تو اپنے موانہ کے سامنے نہ بیٹھیکے اور نہ وہ اپنی طرف بلکہ چاہیے کہ بائیں طرف تھوکے یا اپنی
 بائیں پاؤں کے نیچے یا بائیں طرف نہ تھوکے گا ورنہ اسے اور حدیث میں بلغم نکالنا مذکور ہے
 تو مطلقاً ثبت کیونکہ ہر گئی اسکا جواب یوں دیا ہے کہ تھوک اور بلغم کا ایک قسم ہے کس لیے کہ آگے ایک روایت
 میں آتا ہے کہ حضرت نے بلغم کو دیکر فرمایا کوئی تم میں سے نہ تھو کے اپنے سامنے اور نہ اپنے طرف (فتح و طحا)

بعض طریقوں میں براق ہے اور سلم کی روایت میں قفل ہے اور قفل براق سے کم ہے اور نفست قفل سے ہی کم ہے
یعنی فقط تہو تو کرنا قاضی عیاض نے کہا گناہ ہر وقت ہر سب میں ہو گا نہ کہ ہر سب میں نہ ہر سب میں نہ ہر سب میں
جو کوئی اسکے دبانے کا ارادہ رکھتا ہو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نووی نے اس کا رد کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح
حدیث کوفات میں کہتا ہوں حاصل نزاع کا یہ ہے کہ اس مقام میں دو عبارتیں ہیں ایک یہ کہ سب میں ہو گا نہ کہ
گناہ ہر دو سب میں کہ بائیں طرف تہو کرنا اپنے پاؤں کے تلے تو امام نووی اول عبارت کو عام کہتے ہیں اور دوسری
عبارت کو خاص کرتے ہیں سب کے سوا اور مقام سے اور قاضی اسکے برخلاف کہتے ہیں وہ دوسری عبارت کو
عام کہتے ہیں اور پہلی عبارت کو خاص کرتے ہیں اس شخص کے لیے جو شئی میں دابہ ہو گا ارادہ نہ رکھتا ہو اور
قاضی کے موافق ہیں کہی علماء ابن ابی قتیبہ میں اور قرطبی مفہم میں اور ترمذی کہتے ہیں کہ وہ روایت جو امام
احمد نے نکالی باسناد حسن سعد بن ابی وقاص سے مرفوعا جس نے مسجد میں بغیر لکال انوار کو چاہیے کہ اپنا غم
چھپا دیے ایسا نہ ہو کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگو اور نہ کہ تکلیف ہو اور اس سے زیادہ صاف وہ
روایت جو امام احمد اور طبرانی نے نکالی باسناد حسن ابو امامہ سے کہ حضرت نے فرمایا جو شخص مسجد میں بغیر لکال
پہر اور سکودفن نہ کرے تو برائی ہے اور اگر دفن کر دے تو نیکی ہے تو برائی اویسی صورت میں قرار دی جائے گی
دفن نہ کرے اور امام سلم نے ابو ذر سے مرفوعا روایت کی کہ میں نے اپنی امت کے اچھے علموں میں یہ پایا کہ تکلیف
دینے والی چیز راہ سے ہٹائی جاوے اور میں نے اپنی امت کو بے علموں میں بغیر کو یا یا جو سب میں لکال انوار
اور دفن نہ کیا جاوے قرطبی نے کہا تو صرف بغیر لکال لکھنے کو اپنے برائی نہیں کہ لکال لکھنے اور دفن نہ کرنے کو
اور سعید بن منصور نے ابو عبیدہ بن جراح سے لکال کہ انہوں نے رات کو مسجد میں بغیر تہو کا پہر اور سکودفن کرنا
بہول گئے یہاں تک کہ لوٹ کر اپنے مکان کو آئے پہر ایک شعلہ لیا آگ کا (روشنی کیسے) اور لوٹ کر مسجد میں
لے آئے اور ڈھونڈنا اور سکودفن کیا اور سکودفن اسکے کہا شک ہے اس خدا کا جس نے میری اور پر گناہ نہیں
لکھا اس رات کو اس کے بھی نہایت ہوتا ہے لکنا اویسی پر ہے جو تہو کے اور دفن نہ کرے نہ اویسی جو دفن
کر دی اور یہ امر جماعت کی علت سے بھی نکلتا ہے کہ کسی مسلمان کو ایذا نہ ہو اور ایک دلیل اس عام کی خاص
ہر نیکی پر ہے کہ کپڑے میں تہو کا درست ہے اگرچہ سب میں ہو بلا اختلاف اور ابو داؤد نے روایت کیا عبد اللہ
بن الشخیر سے کہ انہوں نے نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہو کے اپنے تہو کا اپنی بائیں قدم کے تلے
پہر اور سکول دیا اپنے جوتے سے اور اس کا اسناد صحیح ہے اور اس کی اصل صحیح مسلم میں جو اور ظاہر ہے کہ یہ صحیح

میں ہوتا تو میری جگہ اگلی روتیوں کو اور جھنڈوں پر یہ کہا ہے کہ جواز اس صورت میں جب کسی عذر ہو اور مسجد کے
 باہر نہ جاسکے اور منع اس صورت میں جب عذر نہ ہو اور یہ قول اچھا ہے بیطرح اس شخص پر کسی گناہ نہ
 ہوگا جو پہلے گناہ کر لے پہر تھو کے اور دفن کر دیوے اور نو دی نے کہا دفن کر دے تو کہ مسجد کی مٹی یا مٹی
 یا کنکر دن میں اور ردیا میں نے نقل کیا کہ دفن سے مراد یہ ہے کہ مسجد کے باہر اور سکوبینکٹ میں سے اور شاید
 ردیا میں کا وہی ٹل ہے جو نو دی کا ہے کہ مسجد میں تو کما مطلقاً منع ہے انتہی باقی فتح الباری مطلقاً میں
 نے کہا احديث کو مسلم نے صلوٰۃ میں نکالا اور ابوداؤد نے باب دَفْنِ النِّجَاسِ فِي الْمَسْجِدِ الْمَغْرِبِ
 وَفْنِ كَرَسِيِّهِ بْنِ رَيْثَةَ اَوْسَةَ جَوَازًا بَيَانًا حَكَمُ ثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِي
 عَن تَمِيمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ
 إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَسْفُكَا مَاءً يَأْتِيهِ اللَّهُ مَا دَامَ فِي مَصْلَاحَةٍ وَلَا عَيْنٌ يُبْذِلُهُ فَإِنْ كَانَ يَجُوزُ
 مَا كَانَ لَا يَجُوزُ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ حَتَّى قَدَّمَ فَيَكْفُرُ بِهَا وَجْهَهُ بِالْبُرَيْرِ رَوَاهُ ابْنُ حَبَابٍ رَوَاهُ رِجَالٌ
 الصَّحِيحُ وَاسْلَمُ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا ہو تو اپنے آگے نہ تھو کے کیونکہ وہ اس پر عمل جبار کہ
 مگر کوئی کرتا ہے جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہے اور نہ داہنی طرف اس لیے کہ داہنی طرف اس کو ایک
 فرشتہ ہو اور لازم ہے کہ بائیں طرف تھو کے یا اپنے پاؤں کے تلے ہر اس کو مٹی میں داب دیوے
فت اگرچہ حدیث میں مسجد کا ذکر صراحتاً نہیں ہے لیکن چونکہ نماز کی جگہ مسجد ہی ہے اور حدیث کا آخر
 میں یہ ہے کہ اس کو مٹی میں داب دیوے تو مولف نے اس سے یہ نکالا کہ مسجد میں غنم کا دفن کرنا درست
 ہے اور حدیث میں مٹوک کا لفظ ہے لیکن اور کچھ بیٹ سیئہ نامت ہو چکا ہے کہ شوک اور غنم کا ایک
 ہی حکم ہے اور حدیث میں جو یہ فرمایا کہ جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر نماز
 نہ پڑھتا ہو تو مسجد کی دیوار یا قبلہ کی دیوار پر تھو کر درشتے بلکہ وہ ہر حال میں منع ہے اور فرشتہ ہو اگر
 وہ فرشتہ مراد ہے جو اعمال کو لکھتا ہے تو بائیں طرف ہی ایک فرشتہ ہو اور صورت میں داہنی طرف کی
 تخصیص کی یہ وجہ ہوگی کہ وہ فرشتہ یا وہ جانب زیادہ عظمت اور شرف رکھتا ہے اس وجہ سے کہ نیکیاں لکھتا
 ہے اور اس پر یہ اعتراض ہوگا کہ فرشتے کی عظمت اور شرف رکھتے ہیں اور وہ تابع ہیں حکم الہی کے اور
 ابن ابی شیبہ نے حذیفہ سے روایت کیا موقوفاً ہی حدیث میں کہ داہنی طرف نہ تھو کے کیونکہ اوپر ہر
 نیکیوں کا کتبہ ہوا ہے اور طبرانی نے ابوامامہ سے نکالا ہی حدیث میں کہ کیونکہ وہ کھڑا ہوتا ہے ہر

کے سامنے اور اوس کی پشت وہی طرف اور ہذا بائیں طرف اس صہرت میں بائیں طرف تہرے سے تہرے
ہذا بائیں طرف تہرے سے تہرے ہذا بائیں طرف تہرے سے تہرے ہذا بائیں طرف تہرے سے تہرے
طرف آجاتا ہو اور دفن کرنے سے پہلے کہ مٹی کھنکراچی طرح تنوک کہ داب یوسے کیونکہ اگر صہرت مٹی ہو
جب پادیکا تو کو گرن کو انڈیا باقی رہیگی جب کوئی دہان پہلے گایا بیٹھے گا تو تنوک اوسکے ہر چار دیکھا اور دفن
کرنے سے سہان کا ڈرنہ ہو گا تو دی نے ریاض میں کہا دفن اس صورت میں کہ سب جہاں زمین کچی مٹی
ریت کی ہو لیکن اگر کچی کی ہو یا پتھر کی تو صرف مل لینے کو کوئی فائدہ نہ ہو گا بلکہ اور پلیدی پر ہنگی میں کہتا
ہوں یہ جیسے کہ کوٹیلے لیکن اگر اچی طرح رگڑ دے کہ اثر نہ ہو تو کافی ہے جیسے عبد السمیع بن خیر کہتے
میں ہے جو اور گزری کہ پہر مل دیا اور کو اپنے جوتے سے اور ایسا ہی ہر طریق کی حدیث میں ابو داؤد کے پاس
کہ اپنے تنوک اپنے پاؤں کے تلے اور رگڑ دیا اور فقال نے کہا اپنے منہ کے مین کہ حدیث محمول ہے اوس
مبلغ پر جو منہ سے نکلا یا باغ سے اترے لیکن جو سینہ سے نکلا وہ نجس ہے اور کا دفن کرنا مسجد میں جائز نہیں ہے
یہ فقال ہی کی رائے ہے البتہ اگر مبلغ میں فی یا خون ملا ہو تو وہ نجس ہو گا و السلام (فتح) **باب**
اَدَا بَدْرُ الْبَزْزِ فَلَکَ لَخْلُ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ جب تنوک کا غلبہ ہو تو اپنے کپڑے کے کنارے میں تنوک
سیرے حکم نما مالک بن اسماعیل قال حکم نما تھو کہ قال حکم نما حسید عن انس ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای نخامة فی القبلة فحاکھا بیدہ وروی فیہ کراہیۃ او روی
کراہیۃ لذلک رشید کراہیۃ وقال ابن احکم اذا قام فوض لونه فانما یباحی ذبہ اور ذبہ بینہ
وین فیلبہ فلا یزق فی قبلیۃ وکیر عن یسارہ او تحت قدمہ ثم احاک طرف ردائہ فذوق
فیہ وددہ بعضہ علم بعض قال او ففعل لھلکا ترجمہ انس سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ
سلم نے قبلہ میں بلغم دیکھا تو اپنے ہاتھ سے اوسکو کھچا اور ایسا معلوم ہے کہ اپنے براجمانا اوسکو اور ناگوار ہو اکیلا
اور فرمایا اپنے پیشک تم میں ہر کوئی جب کھڑا ہوتا ہے اپنی نماز میں نو سرگوشی کرتا ہے اپنے ناک کا ناگ
کا ناک اوسکے اور قبیلہ کے درمیان ہوتا ہے تو نہ تنوک کے اپنے قبلہ میں لیکن تنوک لیوی اپنی بائیں طرف
یا پاؤں کے تلے ہر اپنے اپنی چادر کا ٹونا یا اوسمیں تنوک اور کھچا کو اولٹ مٹ کیا فرمایا یا یون کہ
ف اس حدیث میں تنوک کے غلبہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید تنوک نے اشارہ کیا اوس طریق کی طرف جس کہ
امام مسلم نے نکالا جا رہے کہ تنوک سیرے اپنی بائیں طرف اور بائیں پاؤں کے تلے ہر اگر چاہی

کرے کوئی جلدی تو اپنے کپڑے کو اس طرح کرے اور لپیٹا آسپے اور سو ایک ہر ایک لے را بن ابی شیبہ اور ابو داؤد
 نے ابوسعید و ابیہی نکالا اور ابو داؤد کی روایت میں اسکی تفسیر یوں کی کہ تو تک لیری اپنے لپڑے میں پہر لٹ
 پلٹ کر لے اور سو اور یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں لیکن امام بخاری کی شرط پر نہیں ہیں جافظ نے کہا ان حدیثوں
 سے یہ نکلتا ہے کہ پلید اگر بن واجب یزید بن سحر کا پاک کرنا مستحب ہے اور امام کو مسجدوں کا حال دیکھنا چاہیے اور
 نمازی کو نماز کے اندر تو کما درست ہے اور نماز کا سہ نہ ہوگی اور نمازی کو نماز کے اندر نہ ہونا یا نہ نکارنا
 درست ہے کیونکہ لغیم بخیر کنکارے نہیں نکلتی کا لیکن یہ ضرور ہے کہ بہت زور نہ دے کہ نہ کنکارے کے بدلہ عذر نہ کوئی
 کلمہ زبان سے نکلم جس میں کم سے کم دو حرف ہوں یا ایک حرف مد کے ساتھ اور مولف نے اس حدیث سے دلیل ملی
 ہے کہ نماز میں پہن دیکھنا جائز ہے اور جہو رہی اس کے ساتھ متفق ہیں مگر اسی شرط سے جو بیان ہوئی اور ابوصنیفہ
 یکہ میں کہ اگر پہننے سے آواز نکلم تو وہ مثل کلام کے ہے اور یہ نماز ٹوٹ جاوے گی اور دلیل اوکی اہم کلمہ
 کی حدیث ہے جسکو بنی نے نکالا اور ایک آیت ہے ابن عباس کا کہ جب را بن ابی شیبہ نے نکالا اور ان حدیثوں سے
 یہ بھی نکلتا ہے کہ تو تک پاک سے اسی طرح لغیم اور ریٹ اور اس میں مخالفت ہے اور کما کہتا ہے جس سے لفظ
 کو گہن آدمی حرام ہے اور یہی نکلتا ہے کہ حسن اور قبح شرع سے معلوم ہوتے ہیں اور نیکیوں پر حرص کرنا جاہل
 کیونکہ حضرت نے اپنے ہاتھ سے تو تک کو کھ جا اور اس سے آپ کا کمال تو اخراج ثابت ہوتا ہے صلے اللہ علیہ وسلم
 (فتح) اس باب کے متعلق اور حدیثیں ہیں ابن ماجہ نے ابویہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مسجد میں لغیم دیکھا قبا میں تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر اور فرمایا تم میں کو ایک کا کیا حال ہے اپنے رب کی طرف
 منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے پہر اپنے سامنے لغیم پہینکا ہے کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ کوئی اوس کے منہ کے
 سامنے کھڑا ہو پہر اوس کے منہ پر تہ کے جب کوئی تم میں سے تو تک کے ذمہ میں طرف تہ کو یا اس طرح کرے اپنی کمر
 میں اسماعیل بن علی نے اسکو بتلایا کہ تو کے اپنے کپڑے میں پہر اسکو ملے اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ابو
 سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا چڑیوں کا اپنے ہاتھ میں رکھنا ایک ان اپنے مسجد
 میں تشریف لے گئے اور آپ کے ہاتھ میں ایک چڑی تھی آپ نے مسجد کے قبا میں کئی لغیم دیکھی اور کو کھ جا
 بیاتاک کہ صاف کیا پہر لوگوں کی طرف متوجہ ہو غصے سے اور فرمایا تم میں سے کوئی یہ جانتا ہے کہ کوئی شخص
 اوس کے منہ کے سامنے آئے اور اسکو منہ پر تہ کے بیشک جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اپنے
 ناک کی طرف منہ نہ کرنا ہے اور فرشتہ اسکو اپنی طرف ہوتا ہے تو نہ تو تک کے اپنے سامنے نہ دامن کی طرف ایک

روایت میں ابن خزیمہ کے یہ ہے کیونکہ اس جملہ آثار ہمارے سامنے ہے نماز میں کو کوئی پلیدی ایسے سامنے نہ آوے
ابن خزیمہ نے محدثین پر یہ باب کیا ہے کہ قبلہ کی طرف کسی قسم کی پلیدی ڈالنے کی مخالفت نماز میں آوے اور نہ لگا
جائزے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مسجد میں تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں ایک شاخ تھی آپ مسجد کے
قبول میں پہنچا تو اس کے سامنے گھوم پڑا اور اسکو چیلنے والا ڈالی سو عبادت کے فرمایا تم میں سے کون پرستگار ہو
کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے موندہ پیر ہو جسے ہم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے موندے کے ساتھ
موندے کو نہ تو موندے اپنے موندے کے سامنے نہ وہ اپنی طرف اور چاہیے کہ تھو کے بائیں طرف سے اپنے بائیں پاؤں کے
نئے پیر اگر جلدی آجائے تو اپنے کپڑے سے اس طرح کرے اور اپنے کپڑے کو اپنے موندہ پر رکھا پیر اور اسکو ملدیا
طہراتی نے ابوامامہ سے لگا لاکہ حضرت نے فرمایا جس نے تھو کا قبلہ میں اور کھڑا کو ڈیا نہ نہیں قیامت کے دن وہ تھو کا
نہایت گرم ہو کر اڑیگا اور اسکی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ٹپکے گا طہراتی نے جو کہ میری بابت سنا جو جلدی لگا
ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم کیا طہراتی نے نماز پڑھانے کا اور اس نے نماز پڑھا تو میں
قبلہ کی طرف تھو کا جیسے کہ نماز کا وقت ہوا تو اپنے دوسرے شخص کو کہلا بھیجا نماز پڑھانے کے لیے پہلا شخص
ڈرا اور آپ پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے بائیں کوئی حکم اور آپ نے فرمایا نہیں لیکن تم نے اپنے
سامنے تھو کا نماز میں کھڑے رہ کر تو تو نے ایڈی اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو طہراتی نے کہیں میں ابوامامہ سے
کہ حضرت نے فرمایا جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور پورے دروازے
اور اسکو جو میں جو پردی میں وہ اٹھ جاتے ہیں اور جو میں اس کے سامنے آتی ہیں جب تک تاک کے رہتے
یاموندہ سے بغیر نہ نکالی تندی نے کہا اسکے ہند پر اعتراض ہے **باب** عَطَا الْاِمَامِ الْمَنَاسِكُ فِي
اَتْمَامِ الصَّلَاةِ وَخَرُوكَ الْفَيْكَلَةَ اس باب میں یہ بیان ہے کہ امام کو کون کو نصیحت کرے نماز پوری کرنے کے لیے
اور قبلہ کا بیان ہے **حکم** ثنا عبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن ابي الاحرج
عن ابيهم عن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هل ترون فيكلى ههنا فوالله ما يفتنى احدنا
خسوعكم ولا ركوعكم اني لا اراي لكم من قد اذ طهرني ترجمہ البربرہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز فرمایا تم کیا سمجھتے ہو میرا قبلہ اس طرف ہوتا ہے یعنی تم خیال کرتے ہو کہ میرا منہ
قبلہ کی طرف ہو اور میں اس طرف کو دیکھتا ہوں اور تمہارے کو نہیں دیکھتا کیونکہ تم میری پیٹھ کے پیچھے
ہو **باب** سو قسم خدا کی میرے اور تمہارا اختراع یعنی تمام ارکان کا دل لگا کر ادا کرنا یا مراد مسجد ہے

بہ نسبت دوسروں کو دیکھنے یا سننے کی قوت زیادہ دی ہے قرآن سے یہ ثابت ہے کہ فضیلتی لوگوں کو جنہیں وہ کو محبت ہی میں
 سے جہاں کہے دیکھ لیں گے حالانکہ محبت اور جہنم میں بڑا فاصلہ ہو گا اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنا
 سیرے سینے پر رکھا میں نے جو کہ آسمانوں اور زمین میں تھا جان لیا ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک
 فرشتہ پیدا کیا ہے جسکو ساری مخلوقات کو سننے کی قوت دی ہے ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری چیز
 کو حضرت عزرائیل کے سامنے اس طرح کر دیا ہے جیسو ایک کالی کسی کے سامنے ہوا اور وہ جو دروازہ ہے اس میں
 سے اوشا لیو لیکن ان سب باتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے علم محیط اور سمع محیط یعنی زمین اور آسمان اور عزرائیل
 اور فرشتے ہر ایک جگہ کی ہر ایک بات سنا اور ہر ایک رتی رتی اور نظر رکنا کیسی کو نہیں دیا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ
 کی خاص صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں دوسرا کوئی شریک نہیں ہو سکتا پس جو کوئی معاذ
 اللہ یہ اعتقاد کرے کہ کسی ولی یا نبی یا فرشتہ یا عنوت یا قطب کو ایسا سمع محیط اور علم محیط حاصل ہے جیسا کہ
 تعالیٰ کو ہے کہ ایک ذریعہ برابر اوسکے علم سے کوئی چیز کسی جگہ میں غائب نہیں تو وہ مشترک ہو گیا اور اسلام
 سے باہر ہو گیا **یَا فَا تَ هَلْ يُقَالُ مِجْدُ بَنِي قُلَانِ كَمَا يَرُونَ كَهْمُ كَسْنِي مَن كَفَلَانِ لَو كُونِ كِي سَجْدُ**
كَلْ كُنَا عِبْدُ اللَّهِ بَنِي مُوسَى قَالَ كَلْبَرْنَا مَا لَكَ عَنْ كَلْفَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ بَيْنَ الْخَيْلِ الْبَنِي الْأَخْمَرِ مَنَ الْحَفِيَاءِ وَأَمَّا هَذَا ثَلَاثَةُ الْوَدَاعِ
وَسَابِقِ بَيْنَ الْخَيْلِ الْبَنِي كَلْفَجِ مَرَّ الثَّلَاثَةِ إِلَى مِجْدُ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عِبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَأُ
 سابق بھتر حمید عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط کر اسی نے گھوڑوں
 اون گھوڑوں کی جو طیار کیے گئے تھے اور سنے کے لیے ایک کوٹھری میں بند کر کے تاکہ پسینہ کرے اور سستی
 نکل جاوے حنفیہ سے رجوع ایک مقام ہے مدینہ کے قریب اور انکی حد ثقیفہ الوداع تک تھی (حنفیہ اور ثقیفہ الوداع)
 میں بائچر یا حنفیہ یا سات میل کا فاصلہ ہے اور جو طیار بند کیے گئے تھے اونکی شرط کر اسی ثقیفہ الوداع سے لیکر
 مسجد نبی فریق تک اور عبد اللہ بن عمر اون لوگوں میں تھے جنہوں نے شرط کی تھی گھوڑوں کی **ف**
 حدیث میں یہ نکلا کہ مسجد کی نسبت اوس کے بانیوں نے یا اوس میں نماز پڑھنے والے کی طرف دی سکتے ہیں اور
 خلافت کیا اسکا ابراہیم بنی نے ابن ابی شیبہ نے اوسنے نکالا کہ وہ مکہ وہ جانتے تھے یوں کہنا تھا کی مسجد
 اور کہتے تھے فلا نے کی جگہ نماز پڑھنے کی کوئی کہ قرآن میں ہے کہ مسجدین اللہ کی ہیں اور جواب یہ کہ فلا نے
 کی مسجد سے بغرض نہیں کہ اوسکی ملک ہے کیونکہ مسجد کسی کی ملک نہیں ہے سوا اللہ کے بلکہ بغرض تمیز و تباہی ہے

ویم جیسے ابن ابی شیبہ نے نکال احمد بن ہلال سے مسلماً بن جریر سے (جو ایک شہر جو در میان بصرہ و مدینہ
 تھے) آپ نے فرمایا اوس کو مسجد میں ڈال دو اور یہ یہیہ اور اس سے بیرون میں زیادہ تھا جواب پاس لے گئے تھے
 اور وقتوں میں (تو آپ نکل نماز کے لیے اور روپیہ کی طرف دیکھا ہی نہیں جب نماز پڑھ چکے تو اُسے اور لوگو
 پاس بیٹھے پہر جس کی کو آپ دیکھا اوس کو دیا اوس پر اسے اتنے میں حضرت عباسؓ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
 مجھ کو بھی دیکھیے اس میں سے کیونکہ میں نے (مدبر کی لڑائی میں) اپنی جان کا فدیہ دیا اور عقل کا بھی فدیہ دیا
 (جو ان کے بیٹیجے اور حضرت علیؓ کے بہائی تھے) آپ نے فرمایا اچھا لو تو اونہوں نے (یعنی حضرت عباسؓ) اپنے
 کپڑے میں لب بہر کر روپیہ لے لے پورا دیا اور اٹھانے لگے تو اونہاں سے اوسوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کسی کو
 حکم دیجئے یہ روپیہ میرے اور اوٹھا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے عرض کیا تو آپ ہی اوٹھا دیجئے میرے
 اور پر اپنے میرے اور اوٹھا کر لا دیجئے تاکہ میں بچاؤں (آپ نے فرمایا نہیں آخر اونہوں نے تھوڑا روپیہ لے کر
 میں نکال ڈالا پورا اٹھانے لگے جب بھی اوٹھا نہ سکر اونہوں نے کہا یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجئے وہ اس کو
 اوٹھا دیوے آپ نے فرمایا نہیں اونہوں نے کہا تو آپ ہی اوٹھا دیجئے آپ نے فرمایا نہیں پورا اونہوں نے تھوڑا
 روپیہ اوس میں سے اور ڈال دیا بعد اس کو اوٹھا لیا اور اپنے دو نو موٹڑ ہون کے بیچ میں اوس کو لا دیا اور
 لیکر چلے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم برابر ان کو دیکھتے رہے تب اسے اذکی حرص بر بہا تنگ کہ وہ ہر
 نظر سے غائب ہو گئے پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس مجلس سے نہیں اٹھے یہاں تک کہ ایک دم
 ہی نہیں رہا (یعنی سب تقسیم کر دیے) سوقت اٹھے سبحان اللہ اتنی سخاوت بجز پیغمبر کے اور کون کر
 سکتا ہے حافظ نے کہا امام بخاری نے اس باب میں کہ جو کے خوشہ لٹکانے کی مسجد میں کوئی حدیث بیان
 نہیں کی حالانکہ ترجمہ باب میں لٹکا ذکر کیا ابن بطال نے کہا کہ اوس سے غفلت ہو گئی اتنی تین نے کہا امام
 بخاری ببول گئے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ امام بخاری نے اس مضمون کو ہی حدیث و نکال لکھ کر جب یہ وہ
 مسجد میں لکھا درست ہوا تو کہ جو لٹکا نا ہی درست ہو گا ورنہ سے محتاج فائدہ اوٹھاتے ہیں اور اٹھا
 کیا اوس حدیث کی طرف جو امام نسائی نے نکالی عرف بن مالک اسنجدی سے کہ جناب سولہ اصلی اللہ علیہ
 وسلم نکل اور ایک شخص نے خراب کہ جو کا خوشہ (مسجد میں) لٹکا دیا تھا آپ کے ہاتھ میں چٹری ہتی آپ
 اوس چٹری کو خوشہ پر راتے اور فرماتے اگر یہ صدقہ والا جاہل تو اس سے بہتر کہ جو صدقہ دینا اور یہ حدیث
 امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے گو اس کا اسناد قوی ہے تو کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری سے غفلت

میں اور اس باب میں اگر کسی حدیث میں بھی جو حکمت ثابت ہے وہاں میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر ایک باغ میں سے ایک شہ کھجور کا مسجد میں لٹکا یا جاوے سکینوں کے لیے اور ایک روایت میں ہے کہ معاویہ بن جبیل مسجد کے خوشنوں کی محافظت کرتے یا ان کو تقسیم کرتے اور یہ مال جو کھجورین سے آپ پاس آیا تھا اور سکوا علی ابن حضرمی نے بھیجا تھا کھجورین کے خراج میں سے اور یہ پہلا خراج ہے جو بھیجا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور مصنف نے معاذی میں لکھا کہ عمرو بن عوف سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کر لی تھی بحرین والوں سے اور ان پر حکم کیا تھا علی ابن حضرمی کو اور ابو عبیدہ بن جراح کو ان کے پاس بھیجا تھا پہلے ابو عبیدہ وہاں سے مال لیکر آئے اور انصار نے اس مال کا آنا سنا اخیر حدیث تک اس سے یہ نکلتا ہے کہ اس مال کے لانے والے ابو عبیدہ تھے اور وہ اقدی نے نقل کیا کہ مال کا لانے والا علی ابن حضرمی کا ایلچی تھا جبکہ نام علی ابن حارث ثقفی تھا تو شاید وہ ابو عبیدہ کا رفیق ہو اور جابر کی حدیث میں جو منقول ہے کہ حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر کھجورین کا مال آویگا تو میں تجھے کو دوں گا پہلے وہ مال نہیں آیا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی تو یہ روایت صحیح ہے اور اس روایت کو خلاف نہیں کہ جو خراج ہر سال آتا اور جابر سے آپ نے جو وعدہ کیا تھا وہ مال دوسرے سال کا ہو گا اور اسکے لےنے سے پہلے آپ کی وفات پائی اور تھقیل ابن جحاح عباس کے ساتھ بدر کی لڑائی میں گرفتار ہوئے تھے اور عباس نے اپنا اور ان کا فدیہ دیا تھا اور حضرت نے حضرت عباس کا کہنا نہ سنا نہ کسی کو حکم دیا اور ان کا روپیہ اور ٹھانڈیہ کے لیے نہ آپ اور ٹھانڈا اس میں یہ اشارہ تھا کہ مال کی حرص کو نابرابر ہے اور جو قدر حاجت ہو اس سے زیادہ طلب کرنا منع ہے اور حدیث سے حضرت کی سخاوت کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ دنیا کے مال کی طرف آپ التفات نہ فرماتے خواہ توڑا ہوا یا بہت اور امام کر جاب سے کہ مال آتے ہی مستحقین کو تقسیم کر دے اور دیر نہ کرے اور حدیث کو باقی فائدہ سے خدا چاہے تو کتاب الجہاد میں مذکور ہو گئے اور اس حدیث میں یہ لکھتا ہے کہ مسجد میں صدقات رکھنا اور ان کا بانٹنا درست ہے بشرطیکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو جس کے لیے مسجد بائیں گئی ہے اور صدقات میں صدقہ فطر بھی داخل ہے اور سبط بنین کا بائیں بھی مسجد میں رکھنا درست ہے

(فتح مخرقہ) **باب** مَنْ دَخَلَ لِيَطْعَمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ لِيَكُفَّ مِنْهُ مَسْجِدٌ مِّنْ كَمَا سَأَلَ عَنْهُ دُعُوتُ دِيَارِ دُعُوتِ قَبْلِ كَمَا حَكَّمْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنُ جُؤَيْفٍ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ عِيْنَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمْعَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِي الْمَسْجِدُ مَعَنَا نَاسٌ فَكُنْتُ فَقَالَ

اور ردیہا خفیہ کا عقبان نے کہا پہر ہم نے آپ کو شہر اباہیم کے لیے جہیم نے طیار کیا تھا آپ کے لیے وف
 مینہ تر جہیم خیرہ کا غامی حجب اور زای متعطلہ سوان قتیہ نے کہا خیرہ اس طرح ہوتا ہے کہ گوشت کو چپے
 چپے ڈال کر شے کریں پہر بہت سا پانی ڈال کر اوس کو بڑا زین بچنے کے لیے جب تک جادو تو اس پر آنا چکر
 دیوین اور جو گوشت نہ ہو صرف انا ہو تو وہ معصیہ کر لینے حریرہ الیہابی کہا عقیب نے اور کہا کہ خیرہ
 باسی گوشت کا بنا ہے اور بعضوں نے کہا خیرہ حریرہ ہے آئیکہ جس میں مدخن ہو تاکہ اس پر اڑا ہر کسی نے
 ابراہیم سے نقل کیا کہ خیرہ بخالہ کا ہو تاکہ اس پر صنف نے اطمینان خیرہ الیہابی نقل کیا عیاض نے
 کہا بخالہ سے وہ آکر اس پر جیکو چپانین نہیں مین کہتا ہوں سلم کی روایت میں جہیم سے اہل سنت نے کہا وہ
 یہ ہے کہ گھوڑوں کو تھڑا پسین پر اس میں جربی وغیرہ ڈالیں اور صلا اللہ مین کہ کہ معصیہ مین حریرہ ہو جادو
 ہے ہوتا ہے اور صنف نے اطمینان خیرہ سے نقل کیا کہ وہ دودھ سے ہوتا ہے والد اعلم (فتح)
 عقبان نے کہا پہر حجابہ والان مین جو کہ لوگ دوبارہ لوٹا کیلئے گھرمین ایسے جہیم سے حضرت کا تعلق
 لانا نہ کر ایک شخص دن مین سے بولنا تاکہ کمان پر خوشن کا بیٹا یا خوشن کا بیٹا صنف کی دوسری
 روایت مین خوشن جو بنیر خاک کے اور الیہابی سلم نے نکالا اور طبرانی نے احمد بن صالح سے نقل کیا کہ صحیح
 خوشن ہے اور طبرانی نے اور سلم نے ثابت کر الیہابی کہ کالہ بعضوں نے کہا ف مراد اس سے عقبان مین
 حجابہ کرادی الیہابی کہا بعض اہل اس نے ابن عبد البر نے تنبیہ مین کہا جس شخص نے حضرت کے سر کو شی
 کی اتنی ایک منافق کے قتل کے لیے وہ عقبان تھے اور منافق تاکہ بن خوشم کو کہتا تھا پہر ہی حدیث
 عقبان کی بیان کی حالانکہ اس سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ سر کو شی عقبان نے کی تھی ابن عبد البر نے کہا
 تاکہ ہلا اختلاف بدر کی لڑائی مین شریک تھا اور سہیل بن عمرو کو اسی نے پکڑا تھا پہر ابوہریرہ سے
 نکالا کہ یہ شریک تاکہ کے باب مین فرمایا گیا وہ ہند مین حاضر نہیں تھا اور ابن اسحاق نے بخاری
 مین نکالا کہ حضرت نے اسی تاکہ بن خوشم کو اور حسن بن علی کو روانہ کیا تھا ان دونوں نے حمزہ
 کو ہلا دیا تھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ منافق نہ تھا یا بعد کہ اور کائنات جاتا تھا اتفاق و اتفاق کفر و کفر
 ہے بلکہ منافقوں جو دوستی کہتا اور صحابہ نے اس پر اعتراض کیا اور شاید اوس کو کوئی عذر ہو
 اس باب مین جبیر حاطب بن ابی لیثہ کہتا (فتح) وہ تو منافق ہے اللہ اور رسول کو محبت
 نہیں کہتا تو حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الیہابی است کہ کیا تو نہیں دیکھتا اوس کے لالہ

الا انہ کما راسلہ کی روایت میں ہر دو نسخے کما بیش کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہو لیکن اس کے دل میں یقین نہیں ا
 اللہ کے لیے تیار و کنون نے کما اللہ اور ہنگام رسول خب جاتا ہو یہ کہ ہم تو اس کی توجہ اور اس کی سچی دوستی نہ تھا
 سے پلٹے ہیں تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پاک اپنے تو حرام کر دیا ہے ورنہ ہر اور شخص کو
 حرام لا الہ الا اللہ کہے، خالص اللہ جل جلالہ کی رضا مندری کے لیے شہادت حافظ نے کما حدیث اور عقبان سے
 صحیحی میں ایک ہی حدیث منقول ہو اور امام بخاری نے دس مقاموں کے زیادہ احادیث کو نکال کر کعب بن جراح کے
 ساتھ کعب بن اختصار کے ساتھ در حدیث کو عقبان بن انس بن مالک نے بھی سنا اور اسکو مسلم نے نکال اور ابوبکر
 بن انس نے اپنے باپ کے ساتھ سنا عقبان بن اسکو نکال طبرانی نے اور باب النوازل میں یہ آویگا کہ ابو ایوب
 انصاری نے محمود بن ربیع کو یہ حدیث روایت کرتے سنا عقبان بن اسکو انکار کیا کیونکہ ظاہر سے احادیث
 کے یہ نکلنا ہے کہ ہر دو حدیث پر دوزخ حرام ہے اور فحاشات کچھ چیزیں کو ثبات ہوتا ہے کہ بعض مردہ میں کو دوزخ
 کا عذاب ہوگا لیکن علمائے اس کے کسی جواب دیے ہیں ایک تو وہ کہ امام مسلم نے نکال ابن شہاب کے احادیث
 کے بعد کہ ہر اور فرض اللہ اور اسو اترے تراب کوئی دھوکا نہ کما دی احادیث کو اور اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے
 کہ نماز احادیث کے پہلے فرض ہو چکی تھی اور حدیث سے یہ نکلنا ہے کہ تارک الصلوٰۃ اگر موجد ہو تو اسکو عذاب
 نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا اسطرح حدیث کا یہ ہو کہ کوئی مخلص سے لا الہ الا اللہ کہے اور مخلص ہو کہ جو خدا
 ترک نہیں کرتا اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ فرض کے ترک کرنے کے مخلص میں مثل نہیں جتنا اور بعضوں
 نے کہا اس پر اس لیے کہ اسکو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا عذاب نہ ہوگا یا وہ طبقہ دوزخ کا اس پر حرام ہوگا جس پر
 کافر میں گئے نہ وہ طبقہ جو گنہگاروں کے لیے ہو اور حدیث کو کسی فائدے نہ لکھتی ہیں اندھے کی امامت
 جائز ہونا اپنی بیماری کا بیان کرنا اور یہ نکایت میں داخل نہیں مگر یہ میں ہو اسجد نبوی کے اور مسجدوں میں ہی
 جماعت ہونا اندھے کے پائی میں جماعت کا معاف ہونا نماز کے لیے ایک جابج معین کرنا اور وہ جو ابو داؤد
 ایک حدیث روایت کی جس سے مسجد میں کوئی جابج معین کر نیکی مانعت نکلتی ہے تو وہ محمول ہے اور حالت
 پر جب یا وغیرہ کا خیال ہو بعضوں کا برابر کرنا جو شخص ملاقات کو اسے اسکی امامت جائز ہونا بشرطیکہ وہ بڑا
 امام ہو یا صاحب خانہ اسکو اجازت دیو کہ حضرت نے جہان سناڑ پٹی ہے وہ جابج متبرک ہونا اگر کوئی کسی عالم
 شخص کو بلا اسے برکت کے لیے تو جانا افضل کو اپنے سے کم درجہ والے کی دعوت قبول کرنا وعدہ کو پورا کرنا
 وعدہ کے ساتھ انشاء اللہ کہنا اپنے ساتھ بعض دوستوں کو لیجا یا حب یہ معلوم ہو کہ میرا بن کو ناگوار نہ ہوگا

اگر میں کہوں کہ پہلے اجازت چاہنا اگرچہ سبکو بلا دیا ہو اہل محملہ کا امام یا عالم کے پاس جس پر ہمارا رکت حاصل کرنا
 ایسے جس پر دینی آفت ہو چنچر کا ڈر ہو اسکا حال امام سے کہنا اور غیبت میں داخل نہیں اور امام کو لازم ہے
 کہ اسکو خوب دریافت کرے لیکن میں صحت زبانی اقرار کافی نہ ہونا حسب تکلیف و یقین نہ ہو جو توحید پر ہر مرد اور عورت
 ہمیشہ دروغ میں نہ رہتا تینہ اور زبانی میں گہر میں نہ نہ پڑھ لینا تو اہل جماعت سے ادا کرنا فتح مختصر (فتاویٰ ابن
 شہاب نو کہ اس پر میں نے حصین بن محمد انصاری کو پوچھا جو نبی سالم کے عہدہ لوگوں میں سے تھا محمود بن الریع
 کو حدیث کو انہوں نے کہا سچ کہا محمود نے **ف** تو شاید حصین نے بھی اس حدیث کو قضا میں سنا ہو گا اور انصار
 سے کہ دوسرے صحابی سے سنا ہو (فتح) **بَابُ التَّيَمُّنِ فِي مَحَلِّ التَّحِيَّةِ وَغَيْرِهِ** مسجد میں یا گھر وغیرہ
 میں گھومتے وقت پہلے دایا ہوا پاؤں اندر رکھنا **وَكَانَ ابْنُ مَسْرُكٍ يُكَلِّمُ ابْنَهُ ابْنَهُ قَالَهُ الْيَمْنَى قَالَهُ أَخْرَجَ بَلَاذَرُ بْنُ خَلِيلٍ**
الْكِنْدِيُّ اور عبد اللہ بن عمر نے پہلے اپنا دایا پاؤں رکھتے تھے (مسجد میں جاتے وقت) اور جب نکلنے کے وقت پہلے
 بائیں پاؤں نکالتے **ف** حافظ نے کہا محکمہ یہ از موصلاً نہیں ملا ابن عمر سے البتہ حاکم نے مستدرک میں
 ردایت کیا معاذ بن فرہ سے اور نہ نوٹ انس سے وہ کہتے تھے جب تو مسجد میں داخل ہوئے لگو ترسنت
 یہ ہے کہ پہلے دایا پاؤں رکھے اور جب نکلے تو پہلے بائیں پاؤں نکالے اور صحابی جب یوں کہو کہ یہ امر
 سنت ہے تو وہ مثل ہر قوم حدیث کہہ لیں انس کی یہ روایت امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلیے وہ ابن
 عمر کا قول لا یخرج حاکمنا سیکما ان بن حاکم **قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ**
عَنْ مَسْرُكٍ وَنَحْوِهَا كَثِيرَةٌ رَدَّ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ
فِي صَلَاتِهِ وَغَيْرِهِ وَتَرْجِيْلَهُ وَتَنْعِلَهُ ترجمہ اسم السنین حضرت عائشہ صدیقہ سرورہ بیت پر حجاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف کو شروع کرنا پسند کرتے تھے جہاں تک آپ کے ہوسکتا اپنے سب
 کاموں میں دھڑلے میں اور رکھتا ہی کرنے میں اور جو تاپہننے میں **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث عام ہے اور
 اس سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد کے نکلنے کے وقت بھی پہلے دایا پاؤں نکالو اور احتمال ہے کہ جہاں تک ہوسکتا ہے
 یہ امر آپ کو بعض کاموں میں دایا ہوا مقدم کرنا نہیں چاہیے جیسو پانچانے جانے میں مسجد کو نکلنے میں اس طرح
 ناپاک استیلا نہیں جو پر استیخان میں ناک نکالنے میں اور حضرت عائشہ نے حضرت کالبند کرنا حضرت کے
 فرمان سے معلوم کیا یا قرآن سے اور حدیث کی بحث کتاب الطہارت میں گذر چکی (فتح) مؤلف نے
 اسکو لباس اور اطعمہ میں بھی لکھا (قطب) **بَابُ هَلْ تَنْتَبِهُنَّ قُبُورُ مَسْرُكٍ الْجَاهِلِيَّةِ وَتُجَنَّبُ**

مکان کا مساجد کیا جا بہت کرنا نے کی مشرکون کی قبرین کہو ڈالنا اور اس جگہ مسجد بنانا درست ہے و
حافظ نے کہا یہ امر مشرکون سے خاص ہے لیکن پیغمبروں کی اور جو ادن کے تابع ہیں ان کی قبرین کہو ڈالنا درست
نہیں کیلئے کہ اس میں انکی انذیل ہے اور مشرکون کی کوئی عزت نہیں لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لکن اللہ الیہود اختلفوا فیہ و ابدیکم مساجد کیونکہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے لعنت کر کے اصرہود پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا و ابدیکم کو لفظ
نے وصل کیا باب الوفاۃ میں کتاب المغازی ہے اور جابر بن زین اور وہان انصاری کا لفظ زیادہ ہے
یا الوصول میں ہے کہ جابرجان عالموں نے ابوہریرہؓ کو لکالا کہ حضرتؐ نے فرمایا لعنت کر کے اللہ تعالیٰ ہود
اور انصاری پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ
سے انہوں نے کہا اگر یہ ڈرنہ ہوتا تو حضرت کی قبر کھلی رہتی حافظ نے کہا ابدیکم کو تلفظ نے مطلب
نکالا کہ قبروں کا مسجد بنانا اس وقت منہر ہر جب کوئی تعظیم کی نیت سے کیا کرے جیسے جاہلیت کو لوگ
کرتے تھے اور رفتہ رفتہ قبروں کی پرستش کرنے لگے اور یہ حدیث شامل ہے اور شخص کے لئے جو پیغمبروں
کی قبرین کہو دی انکی بیان پہنچا لیکن یہ خاص ہے انبیاء اور جہانیا کے تابعین میں انکا بھی یہی حکم ہے اور کفار
کی قبرین کہو دینے میں کوئی قباحت نہیں انکو ذلیل کرنے میں کیا حرج ہے اور انکی قبرین کہو کر
مسجد بنانے میں انکی تعظیم منظور نہیں ہوتی تو معلوم ہوا کہ ابدیکم میں اور حضرت کے اس فعل میں کیا
نے مشرکون کی قبرین کہو ڈالنا اگر وہ جگہ مسجد بنائی تعارض نہیں ہے انتہی مترجم کتابہم جب پیغمبروں
کی قبر کو مسجد بنا نا تعظیم کے لئے ناجائز اور باعث لعن ہوا حالانکہ مسجد میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو
خود پیغمبروں کی قبر کو مسجد کرنا زیادہ تر ناجائز اور باعث لعن ہوگا اور یہ امر قیاس علی سے ثابت ہوتا ہے
میں معلوم ہوا کہ قبروں کو مسجد کرنے والے منطبق حدیث ملعون میں معاذ اللہ و ما لیکرہ من الصلوۃ
فی القبور اور اس باب میں یہ بیان ہے کہ قبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے و خواہ قبر کے اوپر ہو یا
قبر کی طرف یا دو قبروں کے بیچ میں ہو اور اس باب میں ایک حدیث وارد ہے جبکہ امام مسلم نے روایت
کیا ابوہریرہؓ غنوی سے مروی عامت بیٹھو قبروں پر اور ست نماز پڑھو قبروں کی طرف اور نہ قبروں کے
اوپر اور یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہ تھی اسلئے ترجمہ باب میں اسکی طراف اشارہ کیا اور حضرت
عمر کا اثر اسلئے لائے کہ یہ فعل مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہ ہوگی (فتح) و دناۃ عمر بن الخطاب

عَلَى قَدِيرٍ مَّجِيدٍ وَأَمَّا فِيهِ ذَلِكَ الصَّوَرُ فَالْحَلْوَةُ بِكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَرَحِمِهِ
 اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے اُمّ المؤمنین اُمّ حبیبہ اور اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے
 ذکر کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجو کا جسکو اونہوں نے حبش کے ملک میں دیکھا تھا اوس پر
 تصویریں نہیں آئیے فرمایا اُن لوگوں میں (رضاری میں) جب کہ کوئی شخص نیک ہوتا تو پھر وہ مرجاتا تو اُن کی
 قبر پر سجدا لیتے اور اُس میں پرستش کرتے کہیں تھے وہ لوگ تمام مخلوق میں بڑے ہونگے اللہ کے نزدیک قیامت کے
 دن وہ حافظہ نے کہا اہل کتاب کے لگے لوگوں نے اچھے لوگوں کی صورتیں اس لیے بنائی تھیں کہ پچھلے لوگ
 لئے مانوس ہوں اور اُن کے نیک کاموں کو یاد کر کے اُن کی طرح کوشش کریں پھر پچھلے لوگ ایسے پیدا ہوئے
 جو انکوں کا مقصد نہ سمجھ اور شیطان نے اُنکے دلوں میں دوسو ڈالاکہ تمہاری اگلے بزرگ ان صورتوں کی
 پرستش کرنے تھے اور انکی تعظیم کرتے تھے غم بھی انکی پرستش کرو تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سورتوں
 ہی سے منع فرمادیا اور شرک کے ذریعہ کو روک دیا اور حدیث میں دلیل ہے تصویر حرام ہونے پر اور بعضوں نے
 کہا ہے یہ وعید اُن لوگوں کے لیے تھی جو اُس زمانہ میں تھے کیونکہ بت پرستی کا عہد قریب تھا اب یہ وعید نہیں
 ہے اور ابنِ دقیق العید نے ان لوگوں کا رد کیا ہے طول کے ساتھ جب کہ اب لباس میں آویگا اور عیساؑ
 نے کہا کہ یہود اور رضاری وغیرہ کی قبروں کو سجدہ کرتے اور انکی تعظیم کے لیے اور قبروں کو قبلہ بناتے نماز وغیرہ
 کے لیے اور انکو بت کہتے تو حضرت نے اُن پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس کام سے منع کیا لیکن اگر کوئی مسلمان
 کسی نیک بخت اور صالح شخص کی قبر کے پاس سجدہ بنا دے اور اُس کو قرب سے صرف برکت کی نیت رکھو نہ
 قبر کی تعظیم کرے نہ اوس طرف منہ کرے نماز میں تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے
 کہ مومن جو حبیب باتیں دیکھو اوسکو بیان کر سکتا ہے اور جو عالم ہو وہ انکا حکم بیان کر دیوے اور جو لوگ
 حرام کام کریں انکی مذمت اور قبروں میں نماز پڑھنا خواہ قبر کے بازو میں نماز پڑھے یا جو قبر پر یا قبر کی طرف
 ہر طرح مکر وہ ہے اور اسکا بیان آگے آویگا اور فتح المہم حج کہتا ہے اب اس نسل نے میں پھر شرک اور کفر کا بازار
 گرم ہو گیا ہے اور بت لوگ ایسے ہیں جو نام کے مسلمان ہیں لیکن شرک میں گرفتار ہیں ہر جگہ اور ہر ملک میں گور
 پرستی اور چلبہ پرستی اور شدہ پرستی اور تعزیر پرستی اور صورت پرستی شائع ہو رہی ہے اور جو کوئی ان باتوں
 سے منع کرے اوسکو محاذِ اہل شرک مردود و لابی قرار دینے میں الیا و ابالی زمانہ کہی دیکھتے ہیں نہیں آیا
 اسوقت میں مینا دی کی تقریرنا سب میں اور جو حافظ صاحب اس نسل نے میں ہونے اور ہودت کی شرک

اور کفر دیکھتے تو قبر کے پاس مسجد بنانے کی کہیں اجازت نہ دیتے اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کجیر پیش رو کرنا ضروری اور قبروں کے پاس مسجد بنانے سے منع کرنا چاہیے اور جو کوئی کسی قبر کو مسجد کرے یا قبر کی طرف تو صبر کرے نماز کے لیے اوسکو اس پر کو کام سے روکنا چاہیے و اللہ اعلم حکل **حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ قَدِيمُ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ فَتَوَلَّى الْحَكَّ الْمَدِينَةَ فَقَالَ لَهُمْ يَبْنَؤُ عَمْرٍو دِينَ عَدُوِّ فَاقَامَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْدَارِ بَيْعِ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ كُنْجَاؤُكُمْ مُتَقَلِّدِينَ الشُّيُوءَ كَأَنِّي أَنْزَلُ إِلَى الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلَيْهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَدَّوْهُ وَمَلَائِكَتِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى الْفِي هَذَا إِلَى أَيُّوبَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ الصَّلَاةُ وَيُصَلِّيَ فِي مَرَايِضِ الْغَدْرِ فَإِنَّهُ أَمَرَ بَنِيكَ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَائِكَتِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ فَايْمُونِي بِحَاظِكُمْ هَذَا قَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ فَقَالَ النَّسَّ فَقَانَ ذِي عَمَّا أَهْوَلُ لَكُمْ مَوْرُ الْمُشْرِكِينَ وَفِيهِ خَرِيبٌ وَفِيهِ نَحْلٌ فَأَمَرَ الشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبُرُ الْمُشْرِكِينَ فَلَيْسَتْ لَكُمْ بِالْخَرِيبِ مَوْرُ وَبِالنَّحْلِ فَطُغِعَ فَضَعُوا النَّحْلَ قَبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عَصَادَتِيهِ لِنَجَّارَةٍ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الْأَخْيَارَ وَهُمْ يَرْجِعُونَ وَالشَّيْخُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرٌ الْأَخْيَارِ كَأَخْيَرِ الْأَنْصَارِ وَالْمُحَاجِرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ صَدَقَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کی بلندی میں اور سے ایک محلہ میں جسکو بنی عمرو بن عمرو کہتے تھے جو وہ راتوں تک میں ہے (اور بعض نسخوں میں جو میں) امین ہیں لیکن صحیحہ جو وہ راتیں میں جس پر ابو داؤد کی روایت میں ہے ابیر اپنے بنی نجار ایک قوم تھی انصار کی وہ ماہر تھے عبد المطلب حضرت کے دادا کے کیونکہ انکی ماں سلمیٰ بنی نجار میں سے تھیں اپنے اونی کے پاس اور تیرا چاہا جب قبائے لوٹے اور نجار ایک شاخ سے خضر ج قبیلہ کی اور کا نام تھیم اللات بن قلیب ہے کے پاس سیکو بھیجا (اور انکو بلانے کے لیے وہ لوگ ملواریں لگائے مہر کے (مہر کے ڈر سے دوسرے آپ کو کہلانے کے لیے کہ ہم آپ کی مدد کے لیے حاضر ہیں) انس نے کہا اگر کیا میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی اومٹی پر سوار تھے (جسکا نام قصو لو تھا) اور ابوبکر صدیق آپ کے پیچھے بیٹھے تھے اور بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد تھے یہاں تک کہ آپ اپنے اپنا کجاوہ ابو ایوب انصاری (خالہ بن زید) کے آگن میں ادا تار احمد آپ پند

کرتے تھے نماز پڑھنا اسی جگہ جہاں نماز کا وقت آباد اور مکیوں کے مسجد میں بھی آپ نماز پڑھتے
اور آپ کے حکم یا مسجد کے بائیکا تو بنی بخار کے لوگوں کو بلا بھیجا اور فرمایا ہے بنی بخار تم اپنے اس باغ کا منہ کر لو
مجھ سے روٹنے اور اسکی قیمت لیں اور انہوں نے کہا نہیں تم خدا کی قسم اور اسکی قیمت نہیں چاہینگے مگر اس رجل جلالہ کو کیونکہ
اوسیکا گھر بار و باغ میں بیٹھے گا ابن ماصہ کی روایت میں کہیں نہیں لکھیں گے مگر اس سے (انس) نے کہا اوس باغ
میں یہ چیزیں نہیں جو میں تم سے بیان کرنا ہوں مشرکوں کی قبریں اور کنڈر اور کھجور کے درخت تو آپ نے
حکم کی مشرکوں کی قبریں کہودی گئیں انکی ہڈیاں نکال کر پھینکی گئیں اب جو حکم کیا کنڈر بار کیسے گئے ہر حکم
کیا کھجور کے درخت کاٹے گئے اور اسکی لکڑیاں قبیلہ کی طرف مسجد کے برابر رکھ دی گئیں اور اس کے دونوں
طرف چتر کھدیے اور صحابہ پہنڑو ہوتے تھے اور رجز رواہ شعرین جو حضرت ضروری لڑائی کی کبریت
پڑھتے ہیں (پڑھتے جاتے تھے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی اذن کے ساتھ رجز پڑھتے تھے اور وہاں
تھے یا اللہ بھلائی نہیں ہو مگر آخرت کی بھلائی تو بیشک سے انصار اور مہاجرین کو ف ابوداؤد کی روایت
میں ہے مدد کر انصار اور مہاجرین کی اس حدیث کو یہ نکلتا ہے کہ جو مقبرہ کسی کی ملک ہو اوس میں تصرف
جائز ہو یہ یا یہ ہے اور پرانی قبروں کا اکٹھا کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ حرمت کو لائق نہیں ہوں رجب و کافروں
کی قبریں ہوں) اور شریک کے مقبرہ میں نماز درست ہے جب قبریں کہودی لکڑیاں پھینک دی جائیں اور
وہاں مسجد بنانا جائز ہے اور سیدہ دار و رختوں کا کاٹنا ضرورت کے جائز ہے اور احتمال ہے کہ ان دختران
میں مکر نہ ہوتا ہو اور حضرت شمر تصنیف نہیں کر سکتے تھے لیکن پڑھ سکتے تھے علاوہ اسکے خلیل نے
رجز مشطور کو شعر میں داخل نہیں کیا ہے اور بعض علما نے کہا شعر وہ ہے کہ مشعل اوسکو ہر نیت شعر کے
ورنہ کلام کہی موزون نہ رہتا ہے لیکن وہ شعر نہیں ہوتا اور ہی قبیل سے ہیں وہ آیات اور احادیث جو
موزون ہیں اور شولف نے اس حدیث کو صلوة اور وصایا اور سحرت اور حج اور بیوع میں نکالا اور سلم
نے صلوة میں اور ایسا ہی ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماصہ نے (فتح و قسط) مستفی الاخبار میں ہے
کہ ابوداؤد اور ابن ماصہ نے عثمان بن ابی العاص سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن کو حکم
دیا طائف میں مسجد بنائیکا جہاں پہلے بت رہتے تھے مشرکوں کے امام بخاری نے کہا حضرت عمرؓ نے کہا
معمود اور نصار کے گرجاؤں میں سوجہ سے نہیں جاتے کہ وہاں تصویریں ہوتی ہیں اور ابن عباس
گرجا میں نماز پڑھ لیتے تھے مگر اوس گرجا میں نہیں پڑھتے تھے جہاں تصویریں ہوتی تھوکانی انکے عثمان کی

حدیث کرادی فقہ میں اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر جاوہر جہود اور رضائی کے ہی طرح پنجائے مسجد بن
 سکتے ہیں اور صحابہ نے جب ملکوں کو فتح کیا تو بہت سے عبادت خانے کافروں کے مسجد کر دیے اور انکی طرح میں
 بیل دین اور امام نسائی اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں قیس بن طلق بن علی سے لکالا اور انہوں نے
 اپنے باپ کے اور انہوں نے کہا ہم اپنی قوم کی طہارت سے نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت تو ہم نے آپ کے
 سمیت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے عرض کیا آپ کے ہمارے ملک میں ایک گرجا ہے اور ہم
 نے آپ کے مانگا آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی آپ نے پانی منگوایا ہر وضو کیا اور کل کی بھر وہ پانی ایک ڈول
 میں ڈال دیا اور حکم دیا کہ رواد نہ بنیگا اور فرمایا جب تم اپنے ملک میں پہنچو تو اس گرجا کو توڑو اور اس
 جگہ پر یہ پانی چھڑک دو اور ہر مسجد بالوشو کا لی نے کہا قیس بن طلق کی حدیث صحیح تہیں ہو سکتی
 ضعیف کیا اور کو احمد اور ابن حصین اور ابن ابی حاتم اور ابو ذر نے لیکن فقہ کہا اس کو صحیحی اور عثمان ابو
 سعد نے اور ابن قحطان نے کہا اس کی روایت حسن ہے صحیح نہیں اور قیس کے سوا باقی سب ادنیٰ حدیث
 کے فقہ میں کما فی الضلوع فی فہر ایض الکثیر بکریان جہان رہتی ہیں وہ ان نماز پڑھنا
 حدیث میں مراءض کا لفظ ہے حافظ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ مراءض جمع ہے مراءض مبرسہ کی یعنی
 مکان بکریوں کا اور عربی نے کہا کہ یہ غلط ہے مراءض جمع ہے مراءض مبرسہ اور فتح سمیع کی اور بلا شک
 یہ اعتراض عینی کا صحیح ہے اور یہ ہوا حافظ ابن حجر سے اس مقام میں حاکم نے اس کی تائید کی
 ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُتَعَبٌ عَنْ أَبِي الثَّعَالِبِ عَنْ النَّسَائِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يُصَلِّي فِي مَكَائِبِ الْغَنَمِ ثُمَّ يَمُوتُ بَعْدَ يَقُولُ كَانَ يُصَلِّي فِي مَكَائِبِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ
 الْمَسْجِدَ ترجمہ اس میں ہے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے بکریوں کے رہنے کی جگہوں
 میں غنہ نے کہا میں نے ابو التیاح سے بعد کو سنا حدیث کو تو وہ یوں بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے بکریوں کے رہنے کی جگہوں میں مسجد بننے سے پیشتر اس سے یہ نکلا کہ جب
 بننے کے بعد آپ ان جگہوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن وہ ان نماز پڑھنے کی اجازت دوسری حدیث
 سے ثابت ہے جیسے کتاب الطہارۃ میں گذرا اور یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے پہلی حدیث کا جو اگر اباب بن بیان
 ہوئی ابن بطلال نے کہا یہ حدیث صحیح ہے امام شافعی رچو کہتے ہیں بکریوں کا پیشاب اور انکا پاخانہ نجس
 ہے کیونکہ بکریوں کے رہنے کی جگہیں اکثر ان کے خالی نہیں ہوتیں اور شافعی نے یہ جواب دیا ہے کہ اصل

طاعت کے اور غالب علم سلامت سے اور اصل اور غالب میں جب تعارض ہو تو اصل کو ترجیح ہوگی (فتح) کیا
 الصلوٰۃ فی مواضع الاصلیٰ اوٹھون کے رہنمائی جگہوں میں نماز پڑھنا وقت حافظ نے کہا امام بخاری
 کی غرض اس باب کے لئے یہ ہے کہ جن حدیثوں میں اونٹ اور بکریوں میں فرق کیا ہے یعنی اونٹ کو
 رہنے کی جگہ میں نماز سے منع کیا ہے اور بکریوں کے رہنے کی جگہ میں نماز کی اجازت دی ہے وہ حدیثیں
 انکی شرط پر نہیں ہیں لیکن انکے طریقے قوی ہیں اون میں سے ایک حدیث جو جابر بن عمر کی اور سکونکالا
 امام مسلم نے اور برابر بن عازب کی اور سکونکالا ابو داؤد نے اور ابو ہریرہ کی اور سکونکالا ترمذی اور امام
 احمد نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کی بکریوں کے تھانوں میں اور نماز پڑھنے والوں کے
 تھانوں میں اور عبد السمیر بن مغفل کی اور سکونکالا امام نسائی نے اور سہرہ بن عبد کی اور سکونکالا ابن ماجہ
 نے اور اکثر روایتوں میں معاطن ابلح ہے اور جابر بن عمر اور برابر کی روایتوں میں مبارک الابلح ہے اور
 ایسا ہی نکالا طبرانی نے مسلیک سے اور ترمذی نے سہرہ اور ابو ہریرہ سے نکالا اوسین لعطان الابلح ہے
 اور طبرانی نے مسید بن حمیر سے نکالا اوس میں مناخ الابلح ہے اور امام احمد نے عبد السمیر بن عمرو سے نکالا
 اوس میں مراد الابلح ہے اسلئے امام بخاری نے مواضع کا لفظ کہا جو ان سب کو شامل ہے اور معاطن
 مواضع سے خاص ہے کیونکہ معاطن وہ مقامات ہیں جہاں اونٹ پانی پینے کی وقت بیٹھتا ہے اور بعضوں نے کہا
 یہ معانت خاص ہے معاطن سے اور مقاموں میں اونٹوں کو نماز درست ہے اور بعضوں نے کہا معاطن سے
 مطلقاً اونٹوں کے مقامات ہر دو ہیں یہ صاحب بخاری نے امام احمد سے نقل کیا اور ہما عیسیٰ نے امام بخاری سے یہ
 اعتراض کیا کہ باب کجیثیت سے اونٹ کی طرف نماز پڑھنا نکلتا ہے اور ہکا سترہ کرنا اس سے یہ لازم نہیں
 آتا کہ اونٹوں کے تھان میں نماز نہ ہو اور ہکا جواب یہ دیا ہے کہ علت مانعت کی اونٹوں کے تھان میں
 یہ ہے کہ اونٹ شیطا طین سے پیدا ہو کر ہیں جیسے عبد السمیر بن مغفل کی روایت میں ہے اور برابر کی روایت
 میں تو اگر یہ مانع ہوتا اون کے مقام میں نماز پڑھنے سے تو مانع ہوتا نماز میں انکو آگے رکھنے سے بطور
 جب نمازی اون کی پیٹھ پر ہوا ہو اور حضرت سی ثابت ہو کہ آپ فضل نماز اپنے اونٹ پر پڑھ لیتے ہیں
 ابواب الوتر میں آویٹکا اور بعضوں نے کہا کہ ایک اونٹ میں اور بہت سے اونٹوں میں فرق ہے کیونکہ
 اونٹ اکثر ٹپک جاتے ہیں اور اون کے بٹرنے سے نمازی کا دل پریشان ہو جاوے گا یہ بات اونٹ
 کی سواری میں نہیں اور بعضوں نے کہا اونٹ اور بکریوں میں فرق کی یہ علت ہے کہ اونٹ والے اونٹوں

کے قریب ہی پہنچا نہ بہرتے ہیں تو اون کے تئیں اکثر شخص جو نہ ہیں اور بکری والی ایسا نہیں کرتے چٹاوی سے
 نہ بیک سے نقل کیا ہے اور انکو بعید سمجھا اسی طرح غلطی کی اوس نے جس نے کہا کہ اونٹ کے تئیں اون میں
 پیشاب اور اون کا پاخانہ ہوتا ہے کیونکہ یہ امر بکریوں کے تئیں وہی ہوتا ہے امام طحاوی نے کہا
 قیاس کے روسہ اونٹ اور بکری میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا کہ ایک کے تئیں میں نماز جائز ہو اور دوسرے کے
 تئیں میں نماز نہ ہو اور حنفیہ کا یہی قول ہے اور یہ مذہب فاسد ہو کس لیے کہ مخالف ہوا حدیث صحیحہ کے منہ
 فرق کا ثبوت ہوتا ہے اور قیاس جب نص کے خلاف ہو تو وہ لغو ہے اور حدیث کا معارضہ قیاس سے بالاجاب
 باطل ہے اور بعض ائمہ نے اسی ریت میں کہ میرے لیے ساری زمین مسجد اور طور بنائی گئی اور باب کچھ بیٹوں
 میں یون جمع کیا ہے کہ اونٹوں کے تئیں میں نماز پڑھنا مکروہ منہر ہی ہو اور یہ جمع بہتر ہے اور امام احمد نے
 سند میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا کہ حضرت بکریوں کے تئیں میں نماز پڑھتے تھے اور اونٹ اور گائے
 کے تئیں میں نماز نہیں پڑھتے تھے پہلی سند ضعیف ہے اور جو یہ حدیث ثابت ہوتی تو اوس سے یہ نکلتا
 کہ گائے بیل کا حکم اونٹوں کا سا ہے اور ابن منذر نے گائے بیل کا حکم بکریوں کا سا رکھا ہے (فتح الباری)
 متطلانی نے کہا امام مالک اور شافعی نے اونٹوں کے تئیں میں نماز کو مکروہ رکھا ہے کیونکہ اونٹ
 اکثر بگڑ جاتے ہیں یا سیلے کہ اذکی سیدائش شیطانون کہے اور مسلم نے جابر بن سمرہ سے لکھا کہ
 ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا میں نماز پڑھوں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ
 تہذی نے ابو ہریرہ سے لکھا کہ آپ نے فرمایا نماز پڑھو بکریوں کے تئیں میں اور ست نماز پڑھو اونٹوں
 کے تئیں میں اور طبرانی نے اوسط میں لکھا اسید بن حضیر سے ست نماز پڑھو اونٹوں کے ٹھکانوں
 کی جگہوں میں شوقانی نے کہا اس باب میں طبرانی نے لکھا لاسید بن حضیر سے اسکی اسناد میں جابر
 جعفری ضعیف ہے گو ثقہ کہا اسکو شعبہ اور سفیان نے اور ابو یعلیٰ نے طلحہ بن عبید اللہ سے اور امام احمد
 نے عبد اللہ بن عمر سے اسکی اسناد میں ابن اسیر نے اور لکھا انہو طبرانی نے اور لکھا اسکو طبرانی نے و عقبہ بن عامر
 سے اوس کے راوی ثقہ ہیں اور امام احمد اور طبرانی نے یحییٰ بن حنی سے جبکا نام ذوالغزہ ہے
 اس کے بھی راوی ثقہ ہیں اور ان حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ بکریوں کے تئیں میں نماز جائز ہے
 اور اونٹوں کے تئیں میں حرام اور یہی قول ہے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا وہ انہوں نے کہا
 اونٹ کے تئیں میں نماز صحیح نہیں اور جس نے دامن نماز پڑھی وہ دوبارہ پڑھے اور امام مالک سے

پوچھا گیا کہ اگر کوئی جاہل نہ پادے سوا اونٹ کے تھان کے اونٹوں کے ادا کرنا نماز نہ پڑھے لوگ نے کہا
اگر کثیر ایچا نیو اور اونٹوں نے کہا جب ہی نہیں اور ابن خزمہ علیہ الرحمۃ نے کہا کہ نماز درست نہیں اونٹوں کے
تھان میں اور جب ہر یکہ میں کہ اگر اونٹ کو تھان میں نجاست ہو تو نماز وہاں مکروہ ہے اور نجاست
ہو تو حرام ہے اور حق امام احمد اور ظاہر یہ کہ مذہب کے اور ابن خزمہ نے کہا کہ اونٹوں کے تھان میں نماز منع
مربطی حدیث میں متواتر ہے جسے یقین حاصل ہوتا ہے انتہی مختصر احکامنا صدق قسین الفضل قال
حکمنا سیحان بن حکیمان قال حکمنا عبد اللہ بن عمر بن الخطاب قال رأیت ابن عمر یصلیٰ فی البیت
وقال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلیٰ ترجمہ نافع سے روایت میں نے عبد اللہ بن عمر کو دیکھا
نماز پڑھتے تھے اپنے اونٹ کی طرف رخ کر کے اونٹ کی آڑ میں اور اونٹ کی طرف رخ کر کے اور کہتے تھے میرے
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرنے دیکھا یہ حدیث کو مسلم اور ترمذی نے لکھا اور کہا کہ

صحیح ہے (نقطہ) باب من صلیٰ وقد اتمیٰ شؤراؤنا وادعیٰ وھما یصلیٰ فارادیہ وجہ اللہ
تعالیٰ باب بیان ہن اسکے کہ اگر کوئی نماز پڑھے اور او سکڑ سنے تنور ہو (اگ کا) یا آگ ہو یا اور کوئی
چیز جو مشرک پوچھے میں جیسے بت یا تصویر یا سورج یا چاند وغیرہ لیکن نماز پڑھنے والے کی نیت اس
تعالیٰ کے پوجنے کی ہو تو اس صہرت میں نماز جائز ہوگی بلکہ اگر اس نیت البخفیہ کے نزدیک مکروہ ہوگی
کیونکہ اس میں شائبہ ہے بہت پرستوں کی (نقطہ) حافظ نے کہا مولف نے اشارہ کیا اس طرف جواب
سیرین سے منقول ہے کہ اونٹوں نے مکروہ رکھنا تنور کی طرف نماز پڑھنے کو اور کہا وہ انگار کا گھر ہے لکھا
اور سکر ابن ابی شیبہ نے اور سنے ہونے سے میرا وہے کہ نمازی اور قبا کے بیچ میں ہوا فتح و قال

الوہری أخبرنی انس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرفت علی النار وانا اصلیٰ
اور ابن شہاب زہری نے کہا مجھے بیان کیا انس نے کہا کہ فرمایا جناب رسالت اب جلی اللہ علیہ وسلم نے
سائنے لائی گئی میری انگار اور میں نماز پڑھ رہا تھا ف مراد جنم کی انگار ہے اور یہ مکر ہے ایک نئی
حدیث کا جس کو مولف نے وصل کیا باب وقت الظہر من فتح احکامنا عبد اللہ بن مسک بن عمر بن مالک
عن زید بن اسلم عن عطاء بن یشار عن عبد اللہ بن عباس قال لخصفت الشمس فقلت اطلع ترجمہ عبد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قال رأیت النار فقلت اطلع فقلت اطلع ترجمہ عبد
بن عباس سے روایت ہے اونٹوں کے گھر میں انگار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی

(کسوٹ کی) ہر فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی تو میں نے کہی کوئی چیز ایسی ڈرامنی نہیں دیکھی جس پر آجکے دن کی
 فتنے دوزخ کی مثل کوئی ہو سبب اور بدنام چیز نہیں دیکھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دوزخ سے ہر کوئی بچا دی
 حافظہ کے کہا اسمعیل نے یہ اعتراض کیا کہ حضرت کو جو دوزخ دکھلائی گئی تو آپ یہ قیاس اور انکار کا صحیح نہ
 ہو گا جو بشر کا بطور پرستش کے اپنے سامنے رکھتے ہیں آپ تین نے کہا اس حدیث کو محبت لینا صحیح نہیں کریگا
 اپنے اپنے اختیار سے اپنے سامنے انکار نہیں کھی تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبردار کرنے کے
 لیے آپ کو دوزخ کی آگ بتلا دی اور جواب یہ کہ اختیار اور عدم اختیار سے غرض نہیں جب دوزخ کی آگ
 نماز میں آپ کے سامنے لائی گئی اور آپ نماز پڑھتے رہے تو اس سے یہ نکلا کہ نمازی کے سامنے اگر گھر ہونے
 سے نماز نہیں جاتی اور حدیث کہ سوا ایک انس کچھ حدیث ہر جو کتاب التوحید میں مذکور ہے کہ آپ فرمایا ہے
 سامنے جنت اور دوزخ ابھی لائی گئیں اس دیوار کے عرض میں اور میں نماز میں تھا اور کوٹھے کی حدیث
 کو کسوٹ اور ایمان اور نکاح اور بدو الخلق میں نکالا اور سلم اور ابوداؤد اور نسائی نے صلوٰۃ میں رفق
 وقطع مخصوصاً **باب** کَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي الْقُبْرِ مَقْبُورِينَ مِنْ نَازِلٍ بِهَا مَكْرُوهٌ هُوَ فَحَافِظُ
 نے کہا اس باب میں ایک صحیح حدیث ہر جو ابوداؤد اور ترمذی نے ابوسعید خدری سے لکالی کہ فرمایا حضرت نے
 ساری زمین مسجد ہے مگر مقبرہ اور حمام اس کے راوی ثقہ میں لیکن امام بخاری کی شرط پر نہیں ہے کیونکہ
 اختلاف ہوا اس کے وصل اور ارسال میں گو حاکم اور ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے حالانکہ اس میں
 قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَجَسْرٍ نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عَسَى عَنْ الرَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اجْعَلُوا فِي بَيْتِكُمْ مَنْ صَلَّوْا تِلْكَ وَلَا تَسْتَجِبُوا لَهُمْ وَتَرْجِعُوهُمُ عَنِ الْمَدِينَةِ عَنْ رُوَيْتٍ مِنْ حَبَابِ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گہروں میں ہی کچھ نماز پڑھا کر دو (یعنی مستعین اور نفل وغیرہ) اور
 مت بناؤ اپنے گہروں کو قبرین **ف** حلیہ قبروں میں نماز نہیں ہوتی اس طرح گہروں کو مت کروٹوں سے
 اس سے یہ نکلا کہ قبرین عبادت کا مقام نہیں ہیں اور اس صورت میں نماز وہاں مکروہ ہوگی اور نوافل اور
 سہنکی دلیل یہ ہو جو مسلم نے لکالی جابر سے مروی ہے کہ جب کوئی تم میں سے نماز اپنی مسجد میں پوری کرے تو اپنے
 گھر کو بھی ایک حصہ دیوے آپ نماز میں سے اور نکاح ہے کہ نماز سے بعض فرائض ہی مراد ہوں قاضی عیاض
 نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ مراد یہ ہے کہ بعض فرائض اپنے گھر میں ہی ادا کرو تاہم تہاری پوری کریں
 لوگ جو مسجد کو نہیں لے جاتے جیسے عمرتین وغیرہ اور یہ احتمال مرجوح ہے اور راجح یہ ہے کہ بعض نماز سے نوافل

مرا وہین اور شیخ محی الدینؒ کا کہ فرماؤ اللہ مراد نہیں ہو سکتے اور اسماعیلؑ نے اس ترجمہ پر یہی اعتراض کیا کہ حیدر
 سے قبر میں نماز پڑھنے کی کراہت نکلتی ہے نہ مقبرے میں نہ کہتا ہوں وہی روایت میں مقابر کا لفظ وارد ہے
 اور سکاؤ کا لفظ اسلام نے ابوجہریہ سے اس لفظ سے لے کر لکھا ہے تنقیر یعنی اپنے گہر میں کو مقبرے نہ بناؤ اور ابن
 تین نے کہا کہ امام بخاری نے اس سے یہ نکالا کہ مقبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایک جماعت نے یہ کہا کہ اس
 حدیث کو گہر میں نماز پڑھنے کا استحباب نکلتا ہے کیونکہ مردے نماز نہیں پڑھتے تو گویا اپنے یوں فرمایا مردان کے
 مانند مت ہو جو اپنے گہر میں اپنے قبروں میں نماز نہیں پڑھتے لیکن مقبرے میں نماز کا جواز یا عدم جواز تو وہ
 احادیث سے نہیں نکلتا میں کہتا ہوں اس جماعت کا اگر یہ طلب ہے کہ صاف طور سے یہ طلب حدیث سے نہیں
 نکلتا تو صحیح ہے اور اگر یہ طلب ہے کہ مطلق نہیں نکلتا تو صحیح نہیں ہے کیونکہ دوسری روایت میں مقابر کا لفظ
 صراحتاً وارد ہے اور نمایاں میں مطلق کی متابعت یہ ہے کہ اسکا کہ امام بخاری کی تاویل مروجہ ہے اور معتز اسی قول
 ہے جو کہتا ہے اسکا یہ طلب ہے کہ مردہ اپنی قبر میں نماز نہیں پڑھتا اور ابن منذر نے اکثر اہل علم سے نقل کیا کہ
 اوسنی احادیث سے دلیل لی اسے کہ مقبرہ نماز کی جگہ نہیں ہے اور ایسا ہی کہا انبویؑ نے شرح السنۃ میں اور
 خطاب نے اور یہی ہے کہا کہ احتمال ہے کہ مطلب ہو اپنے گہر میں کو صرف سونے کا مقام مت بناؤ اور میں
 نماز نہ پڑھے کہیر کہ سونا مہا کی بے موت کا اور میت نماز نہیں پڑھتا اور توشیحی نے کہا کہ احادیث کے
 جابر طلب ہو سکتے ہیں تین تو وہی جواز پر بیان ہوئے اور چوتھا مطلب ہے کہ جس نے اپنے گہر میں نماز نہ
 پڑھی اوس نے اپنے تئیں مردہ بنایا اور گہر کو قبر بنایا میں کہتا ہوں جو یہ ہے اسکے وہ روایت جو امام مسلم
 نے نکالی مثال اوس گہر کی جس میں اللہ کی یاد ہوئی ہے اور جس گہر میں اللہ کی یاد نہیں ہوئی تو زندے
 اور مرد کی ہے خطاب نے کہا جس نے احادیث سے یہ نکالا ہے کہ مردے کا گہر میں دفن کرنا منع ہے تو یہ
 کچھ نہیں کیونکہ خود حضرتؐ اپنے گہر میں دفن ہوئے جہاں زندگی میں رہ کر تھے میں کہتا ہوں یہ طلب ہے کہ
 حدیث سے صراحتاً نکلتا ہے اور کرمانی نے خطاب کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ شاید گہر میں دفن ہونے کا جواز
 حضرتؐ کو خاص ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبرؐ میں دفن ہوتے ہیں جہاں وفات پانے میں میں کہتا ہوں
 احادیث کہ ابن ماجہ نے ابن عباس سے اور ابوہریرہؓ سے ابو بکر صدیقؓ سے مروی روایت کیا کہ کوئی نبی نہیں ہوا
 مگر جہاں مراد میں دفن کیا گیا اور اسکا اسناد میں حسین بن عبد اللہ باستانی حنفی ہے اسکا اور ایک طریق
 مرسل ہے جسکو بھیقی نے دلائل میں نکالا اور ترمذی نے شامل میں اور نسائی نے مسند کبریٰ میں سالم بن

عبدی سنجی صحابی سے نکالا اور سوئے ابو بکر صدیق سے اسنے کہا گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہا کہ
 دفن کیے جاویں اور سوئے کہا اور جگہ میں جہاں آپ کی روح قبض کی اللہ تعالیٰ نے کیونکہ آپ کی روح
 نہیں قبض ہوئی مگر عمدہ اور پاکیزہ مکان میں اسکا اسناد صحیح ہے لیکن یہ روایت موقوف ہو اور اس سے
 پہلے کی روایت زیادہ صاف ہو اور جیت معلوم ہوا کہ گھر میں دفن ہونا آپ کے خاص تھا تو کیا یہی ہے کہ اور
 کے حق میں یہ امر منع ہو بلکہ اسکی وجہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر گھر میں مرد سے دفن ہو کرین تو گھر مقبرہ بن جائیگا
 گئے ہر وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہو گا اور مسلم نے جو ابو ہریرہ سے روایت کی کہ اپنے گھر میں کو مقبرہ بنواؤ اس
 سے صاف یہ نکلتا ہے کہ گھر میں دفن کرنا مطلقاً منع ہے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری میں مطلقاً
 نے کہا اس حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بھی نکالا اور کوفی نے کہا انسانی کے سوا یا بچوں عالموں نے ابو عبد
 سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا زمین ساری مسجد ہے (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ ہے) اسرا مقبرہ اور حمام کے اور نکالا
 اور کوفی شافعی اور ابن خزمیہ اور ابن حبان اور حاکم نے ترمذی نے کہا اس حدیث میں جن طرف سے اور ثوری کی روایت
 عمر بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے زیادہ ثابت اور زیادہ صحیح ہے دارقطنی نے کہا اس سلسلہ زیادہ محفوظ
 ہے اور یہی ہے نبی اسکے ارسال کو ترجیح دی اور ثوری نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے امام ترمذی نے کرب
 وصل کیا اور کوفی نے تو وہ مقبول ہے اور ابن وحیہ نے غلطی کی جو کتاب التنبؤ میں کہا کہ کسی طریق سے
 صحیح نہیں اور اس حدیث کو صحیح کہا حاکم نے مستدرک میں اور ابن حزم ظاہری نے اور ابن دقیق العید نے امام
 میں اشارہ کیا اسکی صحت کی طرف اور اس باب میں ابو داؤد نے حضرت علی سے روایت کی اور ترمذی اور
 ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے عمر سے اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابو ہریرہ عنہ سے
 اور ابن عدی نے کمال بن جابر اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عمران بن حصیب اور معقل بن یسار اور انس
 بن مالک سے اور ان کے اسناد میں عباد بن کثیر نہایت ضعیف ہے ضعیف کہا اسکو احمد اور ابن حبیب نے
 ابن حزم نے کہا قبر کی طرف نماز پڑھنے سے مانعت کعبہ شین اور مقبرہ میں نماز کی مانعت کی حدیثیں
 مستوات ہیں کوئی انکو ترک نہیں کر سکتا عورتی نے کہا نواتر سے اگر تو اسے صلاحتی مراد ہے تو صحیح نہیں
 کیونکہ یہ اخبار آحاد میں اور جو بشارت مراد ہے تو صحیح ہے اور علمائے اس سلسلہ میں اختلاف کیا ہے امام احمد
 کا یہ قول ہے کہ مقبرہ میں نماز حرام ہے خواہ قبر کھدی ہو یا بند ہو خواہ قبر پر کوئی فرش ہو جو نجاست کی اگر
 ہو یا نہ ہو خواہ قبروں کے بیچ میں نماز ہو یا کسی مکان جدا گانہ میں اگر کی طرح جو قبروں کے درمیان ہو

غرض ہر حال میں نماز حرام ہے اور ظاہر یہ کہ یہی قول ہے اور انہوں نے فرق نہیں کیا اس میں کہ مسلمانوں کی قبریں
 ہو یا کافروں کی ابرجہ فرم نے کہ سلف کے کسی گروہوں کا یہی اندر ہے بہرہ پانچ صحابہ سے اسکی مانعت نقل کی
 عمر بن اور علی اور ابو ہریرہ اور انس اور عباس اور کہا کہ ہم کسی صحابی کو نہیں جانتے جس نے انکا خلاف کیا
 اور ایک جماعت تابعین سے ایسا ہی نقل کیا اور ان میں سے ابن ابیہم نخعی اور نافع بن جبرین طلحہ اور طاؤس
 اور عمرو بن دینار اور غوثہ وغیرہم اور یہ جو ابن جزم نے کہا کہ ہم صحابہ میں سے کسی کو نہیں جانتے جس نے ان کا
 خلاف کیا ہو تو یہ دونوں اپنے علم کے موافق کہا کیونکہ خطابی نے معالم السنن میں عبداللہ بن عمر سے روایت
 کیا کہ انہوں نے اجازت دی مقبرہ میں نماز پڑھنے کی اور حسن بصری نے نقل کیا کہ انہوں نے نماز پڑھنے کی
 میں اور اہل بیت میں سے مسند راہبہ اور ابوہریرہ کے میں کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا حرام اور ناجائز ہے اور
 جو کوئی وہاں نماز پڑھے گا اسکی نماز صحیح نہ ہوگی اور شافعی نے کہا کہ اگر مقبرہ کھدا ہو اور وہاں کی مٹی
 میں مردوں کی آلائش ملی ہوئی ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی بوجہ نجاست کے لیکن اگر کوئی مقبرہ میں پاک جگہ میں
 نماز پڑھے تو صحیح ہو جاوے گی اور ایسا ہی کہا ابو طالب اور ابو عباس اور امام بیہقی نے اہل بیت میں سے
 اور رافعی نے کہا مقبرہ میں نماز پڑھنا ہر حال میں مکروہ ہے اور ثوری اور ازاعی اور ابن حنیفہ نے کہا
 کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور امام شافعی کی طبع فرق نہیں کیا مکہ کے مکہ اور بے مکہ کے مکہ کے
 میں اور امام مالک نے ناجائز کہا نماز کو مقبرہ میں اور کہا کہ مکروہ نہیں ہے اور حدیثیں ان کا قول رد کرتی
 ہیں اور بعض مالکیہ نے محبت لی اذکر مذہب پر حدیث ہے کہ حضرت عائشہ نے نماز پڑھی کالی مسکین عورت پر اسکی
 قبر پر اور اس سے تعجب ہوتا ہے کیونکہ یہ جنازہ کی نماز نہیں و فرض نماز اور جنازہ کی نماز ضرورت کی حالت
 میں قبر پر پڑھنا درست ہے اور جب مقبرہ میں نماز کی مانعت کی حدیثیں متواتر ہوئیں تو ضرور اسکی حرمت
 ثابت ہوگی اور حق یہی ہوگا کہ مقبرہ میں نماز پڑھنا حرام ہے اور اگر ٹپ ہے گا تو نماز باطل ہوگی خواہ قبر پر نماز
 پڑھے یا قبروں کے بیچ میں یا اور کفار یا بشرطیکہ اسکو مقبرہ کہیں اور حمام میں امام احمد کا مذہب یہ کہ نماز
 وہاں صحیح نہیں ہے اور جو کوئی ٹپ ہے وہ نماز کا اعادہ کرے اور ابو ثور نے کہا حمام اور مقبرہ میں نماز
 نہ پڑھے ظاہر حدیث کے موافق اور یہی قول ہے ظاہر یہ کہ ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا نماز نہ
 پڑھے یا نہ جنازہ اور حمام کی طرف اور نہ مقبرہ میں ابن جزم نے کہا ہم اسباب میں کسی صحابی کو ابن عباس کے
 مخالف نہیں جانتے اور ایسا ہی روایت کیا ہے نافع بن جبرین طلحہ سے اور ابن ابیہم نخعی سے اور غوثہ سے

اور علما بن زیاد کی اونٹوں اپنے باپ سے ابن جزم نے کہا حمام میں نماز درست نہیں ہے خواہ اس کے دروازے
 میں ہو یا اس کے اندر یا اس کی چیت پر یا اس کی دیواروں پر البتہ اگر حمام گر جاد کی سطح پر کہ اس کو حمام نہ کہیں تو
 اب اس کی زمین پر نماز درست ہے اور جب یہ کہتے ہیں کہ حمام میں نماز درست ہے اگر جاد یا پاک ہو لیکن اگر وہ ہوگی
 اور حق یہی ہے کہ حمام اور مقبرہ دونوں میں نماز درست نہیں ہے مقبرہ میں درست نہ ہوگی بلکہ کفار کی نماز
 کے لئے وہاں نجاست ہے اور بعض لوگ کہہ سار دون کی حرمت کو خیال سے اور حمام میں نماز درست نہ ہوگی اس پر
 حکمت ہے کہ وہاں اکثر نجاستیں ہوتی ہیں اور بعضوں نے کہا وہ شیطان کا ٹھکانا ہے اور جامعیت نے روایت
 کیا سو بخاری اور ابن ماجہ کے کہ حضرت نے فرمایا امت نماز پر مقبروں کی طرف اور ست بیہوداؤں پر چڑھت
 سے بھی مقبروں کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت نکلتی ہے اور یہ کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور ظاہر ہستی سے تو ہم
 ہے امام مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا اگر کوئی تم میرے سے انگار پر بیٹھیں پھر اس کے کپڑے جل کر آگ اس کی کمال آگ
 ہو پھر تو یہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے اپنے بہائی کی قبر پر بیٹھیں اور امام مالک سے منقول ہے کہ وہ قبر پر
 بیٹھنے کو مکروہ نہیں جانتے تھے اونٹوں نے کہا قبر پر یا پختانہ یا پیشاب کر نیکی لیے بیٹھنا منع ہے اور ابو طاہر نے
 حضرت علی سے کہ وہ مکہ لگانے تھے قبروں پر اور بیٹھتے تھے اور نیز بخاری میں کہ زید بن ثابت زید بن ثابت
 کے بہائی قبروں پر بیٹھتے تھے اور کہتے تھے یہ اس کے لیے مکروہ ہے جو حدیث کے قبروں پر اور ابن عمر رضی اللہ عنہما
 پر بیٹھتے تھے اور جب یہ فروع حدیثوں کے قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ثابت ہو تو کسی کا فعل یا قول حدیث کو خلاف
 محبت نہیں اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے جابر سے روایت کیا کہ میں نے حضرت
 نے قبر کو گچی کرنے سے اور اس پر عمارت بنانے سے اور کعبہ کعبہ کی تاب کرنے سے اور اس کو روندنے سے روایت
 کی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حاکم نے کہا امام مسلم کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ بیٹھنا بغیر روندنے کے ممکن نہیں
 اور امام مسلم نے نکالا جناب بن عبد اللہ بن علی سے اونٹوں نے کہا میں نے سنا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم سے وفات پانچ دن پیشتر آپ فرماتے تھے تم سے پہلے لوگ اپنے پیروں اور نیکیوں کی قبر
 کو مسجد بنالیتے تھے تم خبردار رہو قبروں کو مسجد بنانا میں تم کو منع کرتا ہوں اس کے بعد ریشہ کو الیم نہ
 نویں نکالا اور اس باب میں حضرت عائشہ سے مروی ہے نکالا اس کو بخاری اور امام مسلم نے اور انسی نے
 اور ابو ہریرہ سے اس کو نکالا بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن عباس سے اس کو نکالا
 ابو داؤد اور ترمذی نے اور کما حسن ہے اور اس نے اور ایک حدیث مروی ہے اس کو نکالا بخاری اور مسلم اور

مسمیٰ نے اور اسامہ بن زید سے اس کو نکالا احمد اور طبرانی نے باسناد حمید اور زید بن ثابت سے اس کو نکالا
 طبرانی نے باسناد حمید اور ابن مسعود اس کو بھی طبرانی نے باسناد حمید نکالا اور ابو عبیدہ بن جراح سے اس کو بزار
 نے نکالا اور حضرت علی سے اس کو بھی بزار نے نکالا اور ابو حمزہ اسد بن
 عمر بن جہیان جعفی سے اور جابر سے اس کو نکالا ابن عدی نے آور حدیث سے یہ نکل گیا ہے کہ پیغمبر بن اور
 نیک بندوں کی قبروں کو مسجد بنانا حرام ہے عکالے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اور دوسرے
 کسی کی قبر کو مسجد بنانے سے منع کر دیا اس خیال سے کہ لوگ اپنی عظمت حدسوں یا مذہب یا دین اور گمراہ مذہبوں
 اور بعض وقت ایسی تعظیم کفر ہو جاتی ہے جسے اکثر انگلی استین اس آفت میں بڑھ گئیں اور مسجد پر کھیاں سے
 حسب صحابہ اور تابعین کو جو کثرت اہل اسلام کے مسجد بنوی کے وسیع کرنے کی ضرورت ہوئی اور مسجد کی حد
 نہایت بڑھی کہ ازواج و مطہرات کے حجرے اور حضرت عائشہ کا حجر جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اور ابو بکر اور عمر مدفون تھے مسجد میں آگئے تو انہوں نے قبروں کے گرد بلند بلند دیواریں اوٹھا دیں
 تاکہ یہ قبریں بالکل نظر نہ آویں ورنہ ڈرتا کہ عوام اس طرف نماز پڑھتے لیکن اور کفر میں بڑھا دیں بہرہ و دیوار
 کج شمال کی طرف ان قبروں کے بائیں تاکہ کوئی ان قبروں کی طرف نہ دیکھ سکے اور یہ امر ثابت ہوا
 کہ قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت اپنے اپنی مرض موت میں کی وفات سے پہلے ہی ہونا پہلے اور جن کو کج
 یہ کہا کہ یہ ممانعت اس لئے سے خاص تھا کیونکہ بت پرستی کا زمانہ قریب تھا تو ان کا قول محض بے دلیل
 کیلئے کہ تعظیم اور گمراہی میں بڑھنا بہ دونوں ہر زمانے میں ممکن ہیں کسی زمانے سے خاص نہیں ہو سکتیں
 اور بعضوں نے مسجد پر کہ اگلے لوگ اپنی پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بناتے تھے اور ابن عباس کجیرت
 سے جابر و ابوداؤد اور ترمذی نے نکالی کہ لعنت کی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو قبروں پر مسجد بناتے ہیں
 یہ نکالا کہ برائی اس حالت میں جب قبر کو دفن ہو جانے کے بعد مسجد کر لیں کہ اس صورت میں کہ پہلو
 مسجد بنائی جاوے پہر اس کے بازو قبر بنائی جاوے اسلئے کہ مسجد کا بنانے والا یا اور کوئی اس میں نماز
 ہو جاتی ہے نہ اظہار یہ ہے کہ جب مسجد اس نیت سے بنائی جاوے کہ اس کو ایک حصہ میں کوئی دین ہو تو یہ
 داخل ہے لعنت میں اور مسجد میں دفن کرنا حرام ہے اور مسجد میں دفن ہونے کی شرط صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ نکل
 مسجد کے وقف کے اور یہ بنیادی نے یہ متنبہا کیا ہے کہ اگر صالحین کے جوار میں صرف برکت مسجد
 بنائی جاوے تو وہ اس میں داخل نہیں ہے کیونکہ یہ تعظیم کی نیت سے ہے اور یہ قول رو کیا گیا ہے

ان مقامات کا بیان جہاں نماز میں غلطی سے

اس طرح سے کہ برکت کی نیت ہی ادا کی تفصیل میں مریض اور ابن ماجہ اور ترمذی اور عبد بن حمید نے اپنی سند میں ابن عمر سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مسات مقاموں میں نماز پڑھنے سے لگتے ترمذی (یعنی نجاست کو مقام کو کہے) میں دوسرے کسب اور جاور کاٹنے کا مقام) میں تیسرے مقبرہ میں چوتھے ترک میں پانچویں مقام میں چھٹے اوشوں کے رہنے کے مقام میں ساتویں بیت کی چھت پر ترمذی نے کہا احديث کا اسناد قوی نہیں ہے اور زید بن جبیر کے حافظہ میں کلام کیا گیا ہے اور لیث بن سعد نے احديث کو عبد اللہ بن عمر عمری سے نکالا اور انہوں نے ناف سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماندا اسکے اور ابن عمر کی احديث لیث بن سعد کی احديث پر زیادہ صحیح ہے کیونکہ عبد اللہ بن عمر عمری کو بعض احديث والوں نے ضعیف کیا ہے اور اس کو حافظ کی طرف سے ادا میں کر میں یحییٰ بن مسعود قطان شواکانی اور زلیعی نے کہا کہ ترمذی کی سند میں زید بن جبیر ہے وہ ضعیف ہے بخاری نے کہا منکر احديث ہے اور نسائی نے کہا وہ ثقہ نہیں ہے اور ابن سعید نے کہا وہ متروک ہے اور ابو جابر نے کہا منکر احديث ہے بہت اس کی احديث نہیں کہی جاوے گی اور قسطنطینی نے کہا ضعیف احديث ہے ابن عدی نے کہا اس کی اکثر روایتوں پر تنابعت نہیں ہوئی ابن حبان نے کتاب الصغاف میں کہا زید بن جبیر منکر ہے وہ منکر روایتوں کو مشہور شخصوں سے نقل کرتا ہے اس وجہ سے اس کی روایتیں ترک کے لائق ہیں حافظ نے تلخیص میں کہا وہ نہایت ضعیف ہے اور ابن ماجہ کے اسناد میں عبد اللہ بن صالح اور عبد اللہ بن عمر عمری دو ضعیف ہیں ابن ابی حاتم نے علل میں کہا دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور ابن اسکن اور امام الحرمین نے احديث کو صحیح کہا ہے واللہ اعلم زلیعی نے کہا ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ابوصالح سے اس کی احديث ابن عمر سے اس نے ناف سے انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے عمر سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسات مقاموں میں نماز جائز نہ ہوگی کعبہ کی چپٹ اور مقبرہ اور ضربہ و کوثر کا مقام اور کعبہ اور حمام اور اوشوں کے پھلانے کی جگہ اور بیجا بیچر پہنچنے نے امام میں کہا ابوصالح لیث کا کتاب اس میں کلام کیا گیا ہے صافحہ سے ہے کہا ایک جماعت نے اس کو ثقہ کہا ہے اور بخاری نے صحیح میں اس سے روایت کی شواکانی نے کہا احديث یہ لکھتا ہے کہ ان مقاموں میں نماز حرام ہے اور اختلاف کیا ہے علمائے اس کی عدت میں مقبرہ اور حمام میں منع ہونے کی عدت تو اوپر گزر چکی اس طرح اوشوں کے تھان کی آب رہا کعبہ اور گورہ ادا دونوں میں نجاست ہوتی ہے تو اگر بغیر حامل کے وہ نماز پڑھے

توافقاً حرام ہوگی اور جو جائز کے ساتھ ٹپ ہے تو اس میں اختلاف ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ شیطانوں کا مقام ہے اور جو ٹپ میں منع ہوئی یہ وجہ ہے کہ وہ ان نمازی کا دل پریشان ہوتا ہے اور نماز میں دل لگتا ضرور ہے اور بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ وہ ان نجاست کا گمان ہو اور بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ نماز ٹپ نہیں ہیں اہل کیرن کے حق کو نقصان پہنچیکا اسلیئے ابوطالب نے کہا کہ اگر اہل کثادہ ہو جیسا کہ نماز وہاں درست نہیں ہے اور مؤید بالہ اور منصور نے کہا کہ اگر اہل کثادہ ہو تو وہاں ٹپ نہیں ہے کیونکہ مخالفت کی علت یعنی راہ چلنے والوں کو ضرر نہیں ہے اور کعبہ کی جہت پر اگر سانسے سترہ نہ ہو تو نماز درست نہ ہوگی کیونکہ اس نے کعبہ کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ کعبہ کے اوپر اور امام شافعی نے کہا نماز صحیح ہے بشرطیکہ دو تہائی ایک ہاتھ کی اوکی عمارت میں ہو سانسے ہو اور ابوجنیفہ کے نزدیک نہر طہی ضرور نہیں مطلقاً جائز ہے اور ایسا ہی کہا ابن عربی نے کیونکہ کعبہ کے فصلا کی طرف منہ کرنے والے کی نماز صحیح ہے اگر معاذ اللہ کعبہ گرجاؤں سے اور یہی اس کی مثل ہے قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا جن مقاموں میں نماز نہ ٹپ ہونا چاہیے وہ تیرہ مقام ہیں بات تو یہی جو اس حدیث میں مذکور ہیں اٹھویں مقبرہ کی طرف توین پانچانے کی دیوار کی طرف جسے نجاست ہو تو یوں یہود کے گرجا کی طرف گیا رہوین نصاریٰ کے گرجا کی طرف بارہویں مقصورین اور مورقون کی طرف یہود گرجاں پر غذا یا دتراسہ اور عرانی نے ٹپ پایا ان مقاموں کو چودہویں عصب کی زمین میں پندرہویں سوئیوا لم کی طرف اور بائیں کرنے والے کی طرف سو لہوین بطن اوی میں ایسے نالہ کے نشیب میں استر عصب کے مکان میں اٹھارہویں مسجد حنرا میں (یعنی جو مسجد صندری بنائی گئی) اور دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچا دیکھو اور ان کی جماعت کو توڑنے کے لیے خدا کے لیے اوقیہوں کی طرف منع ہوئے کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں قرآن کو مسجد بنانے سے منع کیا ہے اور پانچانے کی دیوار کی طرف منع ہونے کی دلیل ابن عباس کی حدیث ہے سات صحابیوں کے سانسے کہ حضرت نے منع کیا نماز سے اس مسجد میں جسکو سانسے پانچانے ہوا سو کو ابن عدی نے نکال عرانی نے کہا اسکا اسناد صحیح نہیں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد اللہ بن عمر سے نکالا اور انہوں نے کہا پانچانے کی طرف نماز نہ ٹپ ہے اور حضرت علی سے اسنو نے کہا نماز نہ ٹپ ہے پانچانے کی طرف رخ کر کے اور اگرچہ صحیحی سے انہوں نے کہا لوگ مکر وہ جاتے تھے قین باتوں کو نہ ذکر کیا اور ان میں سے پانچانے کا بیضا و سطر منہ کر کے نماز نہ ٹپ ہے کا اور اس میں اختلاف ہے فقہا کا اور گرجا اور چرچ تو ابن ابی شیبہ نے

مصنف میں لگا لاکہ ابن عباس نے مکروہ رکعات کو ہیود کے گرجا میں جب اوس میں تصور میں ہون اور جس
 ہی کراہت اوسکی منقول ہے اور شعبی اور عطاء بن ابی رباح نے گرجا اور چرچ میں نماز پڑھنا جائز رکھا اور ابن
 سیرین نے کہا اوس میں قیامت نہیں اور ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن عبد العزیز نے ہیود کے گرجا میں نماز
 پڑھی اور شاید وجہ کراہت کی یہ ہوگی کہ ہیود اور رضاری اپنے پیروں اور صالحوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے
 ہیں تو ہر ایک چرچ میں بنگان ہوتا ہے کہ شاید پہلو دہان قبر ہو اور تصور میں کہ طواف نماز پڑھنا تو حضرت
 عائشہ کی صحیحہ حدیث ہے کہ اپنے اذان سے فرمایا دو رکہ ہر سانس سے اپنا پردہ کیونکہ اوسکی تصویریں برابر
 میری نماز میں سانسے آتی ہیں اوس پر دو میں تصور میں تین اور وار الضراب کا ذکر لکے آگے اور سولہ
 اور بات کرنے والے کے چچے اور ابن عباس کی حدیث میں اوسکی عبادت ہو گا لا اوسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ
 نے اوسکو اہلنا دین ایک گناہم یہ اوی ہو اور طعن ہادی میں حدیث ہے اوسکو بعض طریقوں میں بجائے
 مقبرہ کے بطن ہادی مذکور ہے حافظ نے کہا یہ زیادت باطل ہے نہیں بیجانی جاتی اور غصبی گہرا میں ہو
 منع کرنے کی یہ وجہ ہو کہ وہ دو سر کے مال کا استعمال ہے بغیر اوسکے اذن کے اور صحیحہ ضار کے باب میں ابن حنبل
 نے کہا کہ کسی کی نماز اوس میں درست نہ ہوگی بدلیل آیت قرآنی لا تقم قیما کذبینے اوس میں کسی کثرت ہو
 تو معلوم ہوا کہ نماز کا مقام نہیں ہے اور نہ کہ طواف نماز پڑھنے کا ذکر اور پر گذر اور ابن حزم نے زیادہ کیا
 اوس مسجد کو جس میں اسریا اوسکے رسول کا ٹہنا ہو یا موبادین کی کسی بات کا استیطاع اوس مقام کو جہاں ایسی چیز
 ہو لی ہوں رہا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور ہاویہ نے کہا کہ محدث (سویض) اور فاسق اور چرناغ کی طرف
 ہی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور امام بیہی نے جبیلہ و حائل کی طرف ہی مکروہ رکھا ہے تو سب جہیں تمام ہو
 اور محدث کی طرف نماز مکروہ ہونے کی یہ دلیل ہے جو امام بیہی نے مختصر میں لکھی کہ حضرت نے فرمایا نماز نہیں ہے
 جو مکلف نماز نہیں ہے جب تک طواف نماز نہیں ہے حائل کی طرف اور بعض نے محدث کو حاضر پر کیا کی ہاویہ نے یہ کہ حائل نہ عورت کا
 آنا نماز کو ٹوڑ دیتا ہے اور فاسق کی طرف نماز مکروہ ہوگی یہ وجہ ہے کہ اوسکی امانت ہو نجاست کی طرح
 اور چرناغ کی طرف ہو وجہ ہو مکروہ ہے کہ اوس میں شہادت ہوئی ہے اتق پرستون کی اور اولیٰ یہ ہے
 کہ چرناغ اور تنور کی تخصیص شکیا دی گیا اگر کار کی طرف نماز پڑھنا مطلقا مکروہ رکھا جاوے اور جو لوگ ان
 مسلمانوں میں نماز کو درست کہتے ہیں وہ اذن حدیثوں سے دلیل لیتی ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ کسی
 زمین میں سے لینے مسجد بنائی اور نماز پڑھ جہاں وقت آجاوے تجھ کو نماز کا اور کہتے ہیں کہ ان حدیثوں سے

مانعت کچھ نہیں ہوتی مگر اس میں اور ہم کہہ چکا کہ مقبرہ اور حمام میں نماز نہ پڑھنے کی چیزیں خاص ہیں اور عام خاص کے معاصر نہیں ہوتا البتہ جن مقاموں میں مانعت کچھ نہیں صحیح نہیں ہوئیں وہاں اسی حکم عام پر چلنا چاہیے کہ ساری زمین نماز کی جگہ ہے اور یہ طریقہ صحیح اور عمدہ ہے (بلال الاوطار) اربعی نے کہا ترمذی نے جو ابو سعید کو روایت کی کہ حضرت نے فرمایا ساری زمین مسجد ہے سو مقبرہ اور حمام کے تو خود ترمذی نے کہا کہ اگر میں اضطراب ہے اور ابن حبان نے اسکو اپنی صحیح میں نکالا اور حاکم نے مستدرک میں اسکا صحیح ہے بخاری اور سلم کی شرط پر اور اونوں نے اسکو نہیں نکالا تو وہی نے خلاصہ میں کہا یہ حدیث ضعیف ہے بضعیف کیا اسکو ترمذی وغیرہ نے اور کہا وہ اضطراب اور حاکم کا صحیح کہنا اسکو معارض نہیں ہو سکتا کیونکہ ترمذی وغیرہ اون سے زیادہ جانچنے والے ہیں حدیث کے اور کہیں ایسا ہوتا ہے کہ حدیث کا اسناد صحیح ہوتا ہے لیکن بضعیف ہوتی ہے اضطراب کی وجہ سے اور معارض ہے اس حدیث کو بخین کی مرفوع حدیث جابر بن سہل میں یہ ہے کہ میرے لیے زمین پاک چلو اور اسجد بنا کی گئی اور جس شخص کو جہان نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لیسوے اور سلم نے حدیث سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا میں فضیلت دیا گیا لوگوں پر میں باتوں سے ایک تو ہماری حدیثیں فرشتوں کی صفیں کی طرح کی گئیں دوسرے یہ کہ ہمارے لیے ساری زمین مسجد کی گئی اور اسکی مٹی ہمارے لیے حمارت جب پانی نہ پاوین اور ایک بات اور بیان کی اور سلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا میں فضیلت دیا گیا میری دن پرچہ باتوں سے مجھ کو اس کا کلمہ ملے اور اس کے مدد دیا گیا اور غنیمتیں مجھ کو حلال ہوئیں اور زمین میرے لیے چلو اور اسجد کی گئی اور میں ساری خلق کی طرف بھیجا گیا اور نبی مجھ پر ختم ہو گا اور امام بھیقی نے ابوامامہ سے نکالا کہ حضرت نے فرمایا اس کا لے سے مجھ کو فضیلت دی غنیمتیں میری امت کو اور امتوں پر مجھے سب لوگوں کی طرف بھیجا اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور حلوں کی گئی تو میری امت میں سے جو نماز کا وقت کسی مقام میں آجائے اسکو پاس مسجد بھیجے اور طہارت بھی ہے پھر امام نہ ملے گی کہ اسکا امام اٹھ کا مذہب یہ ہے کہ غضبی زمین میں نماز صحیح نہیں ہے اور اونوں نے حجت علی ابن عمر کی پیش سے اسکو دو طریقے ہیں ایک تو ابن حبان نے نکالا کتاب الصغفایں ابن عمر سے انہوں نے کہا جو کوئی ایک کپڑا دس درم کو خریدے اسکی قیمت میں ایک درم حمام کا ہو تو اسے تعالیٰ اسکی نماز قبول کرے گا حجت تک وہ کپڑا اسکے بدن پر پڑے گا میرے دونوں کان بہرے ہو جاوین اگر میرے یہ رسول الصلوٰۃ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو ایک بار نہیں بلکہ دو تین بار ابن حبان نے کہا اس کے اسناد میں عبداللہ بن

اپنی علاج ہے وہ روایت کرتا ہے تاکہ ایرویلنس سے وہ حدیثیں جو امام مالک نے بیان نہیں کیں
 اور بہت حدیث بنائے کی اور یہ حدیث مالک نے روایت نہیں کی نہ مانع ہے بلکہ اسکو بقیہ بن الولید نے
 روایت کیا باسناد ضعیف دوسرے طریق امام احمد نے نکالا سند میں اس کے اسناد میں بقیہ بن ابی حنیفہ نے
 کہا کہ ہاشم بنی ہرچہ جہول ہے اگر وہ زید کا بیٹا ہے تو ضعیف کیا اسکو ابو حاتم نے اور جلال نے کہا ابو حاتم
 نے کہا میں نے ابو عبد اللہ سے احادیث کو پوچھا اور منہج کہا یہ کوئی چیز نہیں نہ اسکا اسناد ہے شیخ نے امام
 میں کہا ممکن ہے کہ امام احمد کو یہی دلیل ملی جاوے صحیح حدیث میں حضرت عائشہ کے کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی
 ایسا کام کرے جبکہ حکم میں نہیں آیا تو وہ مردود ہے امام زلیحی نے کہا ان مقاموں کو سوا اور بھی ایک مقام
 ہے جہاں نماز کو مکروہ رکھا ہے وہ کیا ہے ستونوں کے پیچے میں نماز پڑھنا ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے
 عبد الحمید بن محمود سے نکالا ہے میں نے امیر بن میں سے ایک امیر کے پیچے نماز پڑھی تو لوگ گڑبگڑ کرنے لگے آخر
 میں نے در ستونوں کے پیچے نماز پڑھی جہاں پڑھنا انس نے کہا میں اس سے بچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانے میں ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں اور ایک حدیث ہے اسکو بنارے سند
 نکالا مسعود بن قرہ سے اور منہج اپنے باپ سے اور منہج نے کہا میں منع کیے جاتے تھے ستونوں کے درمیان
 نماز پڑھنے سے اور نہ لکھے جاتے تھے وہاں سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شیخ نے
 امام میں کہا اسکی سند میں ہارون ابو سلیم ہے ابن ابی حاتم نے کہا ہارون بن سلیم نے روایت کی قتادہ
 سے میں نے اپنے باپ سے اسکو پوچھا اور منہج نے کہا ایک شیخ کے مجہول اب غز کرنا چاہیے کہ یہ وہی شخص
 ہے یا اور کوئی ہے اور نکالا اسکو ابوداؤد طیالسی اور حاکم اور بیہقی نے حاکم نے کہا اسکا اور اس کے پہلی
 کا دونوں کا اسناد صحیح ہے بیہقی نے کہا احمد ثریکا مطلب یہ کہ ستون جماعت کو بیچ میں آجائے لیکن
 اگر کوئی شخص اکیلا ہو یا اتنی جماعت ہو کہ وہ ستونوں کے پیچے میں سما جاوے تو مکروہ نہیں کیونکہ ابن عمر کہتے ہیں
 میں نے کہ حضرت کہہ کے اندر داخل ہوئے اور ایک ستون کو داہنی طرف کیا اور ایک ستون کو بائیں طرف
 اور تین ستون کو اپنے پیچے پہ نماز پڑھی نکالا اسکو بخاری اور مسلم نے تمام مہاکلام شیخ کا امام میں
بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَوَاضِعَ الْخُصْفِ وَالْعَذَابِ جِهَانِ زَمِينٍ وَهِيَ كَيْسٌ يَا اور کوئی عذاب
 ہے وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے **وَيُنَادِي كَرَّانَ عَلَيْكَ اَكْرَهُ الصَّلَاةَ يَخْصِفُ بَابِلَ** اور ذکر کیا جاتا ہے
 کہ حضرت علیؑ نے مکروہ رکھا نماز کو بابل میں اس مقام میں جہاں زمین دہنسی ہے **فَبَابِلُ** ایک شہر

تہا نواح کو زمین جو بالکل تباہ ہو گیا حافظ نے کہا اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے لکالا عبد العبد بن ابی العلی نے
 اور ہونے کے کما حقہ حضرت علی کے ساتھ تہا تہی میں اوس مقام پر جو گذرے جو وہیں گیا ہے بابل میں اور ہونے
 وہاں نماز پڑھی یہاں تک کہ وہاں جو آگے بڑھ گئی اور دوسرے طریق میں جو حضرت علی سے فرمایا اور ہونے
 میں نماز پڑھنے والا نہیں اوس زمین میں جس میں اللہ تعالیٰ نے وہاں یا تین بار بیٹھے تین بار یہ چلے حضرت
 علی نے فرمایا نہ کہ وہاں تین بار جو اکیونکہ بابل میں ایک ہی حنف منقول ہے اور ابو داؤد نے اوسکو مرفوعاً
 لکالا حضرت علی جو دوسرے طریق سے اوس میں یہ کہ منع کیا مجھ کو میرے عیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کی
 زمین میں نماز پڑھنے کے کیونکہ وہ زمین ملعون ہو اسکا اسناد ضعیف ہے اور خوف سے مراد یہ ہے جو آثار
 نے ذکر کیا اس آیت میں فَإِنِ اللّٰهُ يَبْذُلُنَا فِي غَضَبٍ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَجْنَا بِهَا فِي قُلُوبِهَا
 تفسیر نے ذکر کیا ہے کہ نزد وہاں کنعان نے بابل میں ایک بڑی عمارت بنوائی تھی جسکی بلندی پانچ سو ہزار ہاتھ
 تھی اللہ تعالیٰ نے اوسکو دہسا دیا خطابی نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی عالم نے بابل کی زمین میں نماز کو حرام کہا
 ہو ہر اگر حضرت علی کی پریت ثابت ہو تو شاید حضرت کا یہ طلب ہوگا کہ علی کو منع کیا بابل کو وطن بنانے سے
 کیونکہ جب وطن بناوین گے تو وہاں نماز بھی پڑھنا پڑے گا اور احتمال ہے کہ یہ منافقت خاص ہو حضرت علی
 سے گو یا حضرت اداؤن کو ڈرایا اوس فتنے سے جو عراق میں ہو آئین کہتا ہوں پہلی روایت کو مضمون سے یہ
 تاویل عیب ہوئی ہے مگر حج کہتا ہے بابل کی زمین وہ ہے جو کوفہ کے حوالی واقع ہے یہاں تک کہ کر بلائی معلی
 بھی اسی زمین میں واقع ہے اور حضرت نے اوس میں کو ملعون فرمایا کیسے کہ وہاں بڑی آفت نازل ہوئی
 حضرت کی آل کرام پر اور اس سب کا وبال سفہائی کوفہ پر ہوا کہ پہلے تو اعانت اور امداد کا وعدہ کیا اور جب
 وقت پڑا تو سب الگ ہو گئے اور ابن زیاد بد بھاد اور دیگر انتہیائے جو ظلم حضرت کے اہل بیت پر کیے سعاد
 اللہ قلم اونکے کہنہ سے کا فہتا ہے۔ اس حدیث سے کوئی یہ نہ سمجھ کہ جب بابل کی زمین ملعون ہوئی تو کر بلائی سلا
 کی بھی کوئی عزت نہیں رہی کیونکہ کر بلائی معلی کی عزت اور عظمت اس وقت سے ہوئی جب سب سبارک
 جناب امام حسین علیہ السلام کا وہاں دفن ہوا پس بیعت کمین کی ہے نہ مکان کی صلوات اللہ وسلام علی
 محمد وآل محمد فسطاطی نے کہا نزد وہاں اس لیے اتنی اونچی عمارت بنوائی تھی کہ آسمان کا حال دریافت کر
 (رصدی) اللہ تعالیٰ نے جو اکو حکم دیا وہ عمارت گر پڑی اور نزد اور سلا کو سب ہلاک ہو گئے بعض روایت
 کہتا ہے کہ انکی زبان سرانی تھی جب صبح ہوئی تو بستر زبان میں ہو گئیں ہر ایک شخص اپنی زبان میں لپیک تھا

تھا اس لیے اس نے ہر کا نام بابل میں رکھا تھا اِسْمَ عِیْلَیْنِ عِبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَلَّیْ حُجَّیْ مَالِکَ عَنْ
 عِبْدِ اللّٰهِ بْنِ دُیْنَاہِ عَنْ عِبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُمْرَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ لَا تَدْخُلُوْا
 عَلٰی هٰذَا الْاَمْلَکَیْنِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بِاَیْدِیْنِ کَانَ لَکُمْ دُخُوْلُکُمْ عَلَیْہِمْ لَا تُصِیْبُکُمْ اَصَابَہُمْ
 عبد المر بن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بچہ عذاب
 کیسے گئے (یعنی ان کے سینے کے مقاموں میں) اگر اس صورت میں کہ تم روتے ہو خدا کے خوف سے (بہر
 اگر تم روتے ہو نہ ہو تو مست جاؤ ان کے مقاموں میں ایسا نہ ہو تم پر ہی وہی عذاب اور جو ادنیٰ اور اترا تھا
 ابن ابی ہاشم نے کہا حدیث یہ تو یہ نکلنا ہے کہ عذاب کے مقاموں میں نماز جائز ہے کیونکہ نماز میں ہی
 رہتا ہوتا ہے اور تضرع خدا کی درگاہ میں گویا امام بخاری نے اشارہ کیا کہ باب کی حدیث حضرت علی کے
 اثر کے مطابق نہیں ہے میں کہتا ہوں حدیث مطابق جو اس وجہ سے کہ دونوں یہ نکلنا ہے کہ عذاب کے
 مقاموں میں اور نہ مانہ چاہیے جیسے حنفی نے سناری میں نکالا حدیث کو اخیر میں کہ بہر جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کو سیدھا کیا اور جلدی چل رہا تھا کہ دوا دی جو بار ہو گئے تو اس سے یہ نکلا کہ
 آپ وہاں آتے رہتے تھے اس جگہ نماز پڑھتے تھے جیسے حضرت علی نے بابل کی زمین میں کیا اور حاکم نے اکیلی میں
 روایت کیا ابوسعید خدری سے انہوں نے کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو انگوٹھی لیکر آیا وہ اس نے پانی
 ہی حج میں جہان کو گون پر عذاب اور اترا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف منہ پھیر لیا اور اپنی
 ہاتھ کی آڑ کر لی کہ او نہ نگاہ نہ پڑے اور فرمایا ہینیک دے اس کو اس نے
 ہینیک دی لیکن اسناد اس کا ضعیف ہے اور اُس کے اس کا بیان آدینکا کہ حضرت نے عذاب کے مقاموں کا پانی
 پینے سے منع کیا اور یہ جو فرمایا ایسا نہ ہو تم پر ہی وہی عذاب اور ہے جو ادنیٰ اور اترا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ
 رونے سے فکر اور عبرت پیدا ہوگی گویا انگوٹھ کا کیا فکر کرنے کا اس حال میں جس سے رونا آوے اللہ کی
 تقدیر سے کہ اس نے ان کا فزون کو دنیا میں کہی حکومت دی تھی ایک مدت دراز تک بہر اپنا عذاب اپنے
 اتارا اور وہ مقلب القلوب جو تو مومن ہی اس سے بیڑ رہیں ہو سکتا کہ کہیں اس کا بھی انجام ایسا ہی
 خراب نہ ہو اور حدیث یہ نکلنا ہے کہ مراقبہ اور غور بہتر ہے اور عذاب والوں کے ملک میں ٹھہرنا نہ
 چاہیے اور وہاں جو طلبی نکل جانا چاہیے کہ اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں وَسَكُنْهُ فِيْ
 مَسْکَرَاتِہِ الْاٰیْمِ تَطْلُوْا اَنْفُسَہُمْ وَتَبٰیۡنَ کَیْفَ فَعَلْنَا بِہِمْ رَفَعْنَا رُفْعًا مَّحْضًا مَّا تَطْلُوْا لَہٗ کہ حضرت نے

اوس مقام کو محسوس چاہجانبان آجکی قضا ہو گئی تھی آپ وہاں ہی آگے تشریف لیکر ہر نماز کی قضا طریقی
تو عدا کے مقام بطریق اولیٰ محسوس ہو گئے اور وہاں نماز ضرور کر دہ ہو گئی البتہ اگر کوئی نماز وہاں پڑھ لیا تو قضا
نہ ہو گئی کیونکہ روئے ہو چکا تھا ایسے مقاموں میں جائز ہے اور نماز بھی قضا اور زاری کی حالت میں اور اس
حدیث کو مؤلف نے سنائی اور تفسیر میں لکالا انتہی **باب المصلو فی البیتۃ لضراری کے گرجا**
میں نماز پڑھنے کا بیان **ف** کتاب میں بیہ کا لفظ ہے جو بضراری کے معبد کو کہتے ہیں محکم میں ہے کہ معبد عرب
کا صومعہ اور بعضوں نے کہا بضراری کا گرجا اور صحیح دوسرا قول ہے اور بیہ کے حکم میں ہے یہود کا کنیہ اور
بیت المقدس اور صومعہ اور بیت الصنم اور بیت النار اور مانند اوسکو قسطلانی نے کہا بضراری کے معبد کو
بیہ کہتے ہیں اور کنیہ بھی اور یہود کے کعبہ دون کو صلات اور راہبوں کے صوامع اور مسلمانوں کے صوامع
اور جوہر میں نے کہا کہ بیہ اور کنیہ دونوں بضراری کے معبد کو کہتے ہیں اور صورت میں ترجمہ باب میں اور
اثر میں طابقت ہو جاوے گی جس میں کناس کا ذکر ہے **ف** (وق) اذ قال عمر رضی اللہ عنہما کما انکرا
من اجل الکمل الخ فی کما المصور اور حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیوں میں نہیں جاتے اور ان
صور توں کیوہ سے جن میں تصویریں ہیں **ف** اس اثر کو عبد الرزاق نے لکالا اسلم کے طریق میں جو
سولی سے حضرت عمرؓ کے اونٹوں نے کہا جب حضرت عمرؓ شام کے ملک میں آئے تو ایک بضراری نے اُن کے
لیے کہا نا طیار کیا اور وہ بضراری میں بڑی آدمیوں میں سے تھا اوس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے
باب تشریف لایے اور مجھ کو عزت دیجیے حضرت عمرؓ نے کہا ہم تمہاری کنیوں میں نہیں جاتے اور صورتوں
کی وجہ سے جو اون میں ہوتی ہیں اپنے صورتوں کی وجہ سے بعضوں نے کہا اوس بضراری کا نام مستظہرین
تھا یہ نام سلم بن عبد اسد جہنی نے بیان کیا اپنے چچا ابی سعد بن ربعی سے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے ایک طویل
تقدیر میں کہو بیان کیا اونٹوں نے **ف** (فتح الباری) وکان ابن عتار یقول فی البیتۃ الا بیعة فیہا
تمثال اور عبد اسد بن عباسؓ نماز پڑھ لیتے تھے گرجا میں مگر اوس گرجا میں نہ پڑھتے جہاں صورتیں ہوتیں۔
ف اس روایت کو نبوی نے حدیث میں وصل کیا اور زیادہ کیا کہ اگر اوس گرجا میں صورتیں ہوتیں تو وہ
باہر نکل آتے اور بارش میں نماز پڑھتے اور جن بصری نے گرجا میں نماز کر دہ کہا ہے **ف** (وق) احمل ثوبا
فحمل قال اخبرنا عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر عن عائشہ عن عائشہ ان ام سلمہ زکوت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کنیۃ زکاتہا یأخذ من الحبۃ یقال لہا ماریۃ فلک زکوت لہ ما دامت

فِيهَا كَأَمْرِ الصُّورِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمْ الْعَبْدُ الصَّالِحُ
 أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَقِيَ عَاقِلٌ يَبْرُكُ مَسْجِدُهُ أَتَصَوَّرُونَ فِيهِ ذَلِكَ الصُّورُ أُولَئِكَ شَرُّ أَوْلَادِكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
 ترجمہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس کو اگر
 کا حکم وادھونہ بن حنیف کے ملک میں دیکھا تھا اور کا نام ماریتا تو ام المؤمنین ام سلمہ نے حضرت سے بیان کیا
 جو سورتین دیکھیں تہیں آپؐ فرمایا دو لوگ اور لوگوں میں سے ہیں کہ ان میں جب کوئی نیک بندہ مر جائے
 یا نیک شخص تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ سورتین ادا کرتے وہ لوگ بری میں سب خوارق میں سے
 جل جلالہ کے پاس فت حافض نے کہا اس حدیث کو ترجمہ باب اس طرح سو لکھتا ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ وہ
 لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اس میں یہ اشارہ ہوا کہ مسلمان کو اگر جا میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ احتمال
 ہے کہ اگر جا میں مسجد پہلے قبر پر اور مسلمان کے نماز پڑھنے سے وہ مسجد ہو جاوے گی اور یہ حدیث مع شرح اور پھر چکی
 (فتح) باب ۱۱ اکثر نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ گویا افضل ہے باب اول کی اور دونوں میں ممانعت ہے قبر
 کے مسجد بنانے سے اور شاید امام بخاری کی غرض اس باب کو لانے سے یہ کہ قبر کو مسجد بنانا محمود یا ممانعت ہے
 خواہ وہ ان تصویر یہی رکھی جائے اور صلی کی روایت میں باب کا لفظ نہیں ہے (فوق) حق احتمال
 أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ جُوهَرَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ
 أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقَّقَ بَعْضُ حَمِيصَةٍ
 لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اُخْتَصَرَتْ بِهَا كُفَّهَا عَنْ قَبْرِهَا فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ لَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الْبُحُورِ
 وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَهُمْ أَكْبِيَا تَحِيَّةً مَسَاجِدَ يُحْتَجُّونَ بِهَا صَلُّوا رَحِمَهُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ عَائِشَةُ
 عِبْدَ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ سے روایت ہے اور ان دونوں نے کہا جب با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت
 آیا تو آپؐ کل اپنے مبارک منہ پر ڈالنے لگو جب گہر لے اس کی گرمی سے تو مرنے کو دل دیتے اور فرماتے اسی
 حال میں ایسے کمل اور بھنے اور اذنا زمین لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر اور انہوں نے اپنے
 پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا آپؐ فرما کر ڈراتے تھے (ابنی است) ایسے کام کرنے سے فت
 حافض نے کہا احتمال ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ اور ام المؤمنین ام حبیبہؓ نے آپؐ کی اسی بیماری کی حالت میں
 جنس کے اگر جا کو ذکر کیا ہو اور یہی احتمال ہے کہ حضرت کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپؐ اس بیماری میں دنیا سے
 سفر کرنے والے ہیں تو آپؐ ذکر کہیں آپؐ کی امت اکثر یہود اور نصاریٰ کی طرح یہ آپؐ کی تعظیم نہ کرے لگو

اور آپ نے جو یہود اور نصاریٰ پر لعنت فرمائی اوس میں یہ اشارہ تھا کہ جو کوئی ایسا کام کر لگا وہ لعنت اور
 پھٹکار کا مستحق ہوگا اور یہ جو اس وایت میں ہے کہ آپ یہ فرما کر ڈرتے تھے اختیار تک یہ اودی کا قول ہے اور یہ
 نے یہ اعتراض کیا ہے کہ خیر یہود کے تو کوئی پیغمبر گذر چکا ہے نہ کہ قبور کے ساتھ یہود نے ایسا کیا ہوگا مگر نصاریٰ
 کا پیغمبر حضرت عیسیٰ کے کون تھا وہ آسمان پر تشریف لے گئے اذکی قبر کہاں تھی اور یہاں جواب یہ ہے کہ
 نصاریٰ میں نبی اور نبی تھے جیسے جو ارمین یا حضرت مریم یہ ایک قیل ہوا اگر انگوٹھی نہ کہیں تو مرد عام ہے
 انہی ہوں یا انہی کے اتباع اور توبہ ہے اسکو وہ جو سلم کی روایت میں ہے جذب کے طریق سے کہ وہ اپنے پیغمبر
 اور نیکوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ جس حدیث میں صرف نصاریٰ کا ذکر ہے وہاں یہ
 فرمایا جہاں میں کوئی نیک شخص مر جاتا اور جہاں میں صرف یہود کا ذکر ہے وہاں یوں فرمایا اپنے
 پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے اور بنا لینا عام ہے خواہ ایجاڈا ہو یا تقلید یہود نے تو یہ بدعت ایجاد کی
 اور نصاریٰ نے اذکی تقلید کی اور اس میں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سی اذکی پیغمبروں کی قبروں کی تعظیم
 کرتے ہیں جنکو یہود مانتے ہیں اور انکی تعظیم کرتے ہیں (فتح) اور حدیث کو کولف نے لباس اور سناری اور
 بنی اسرائیل میں نکالا اور سلم اور سلمیٰ نے صلوات میں (ق) مقرر جم کہتا ہے حدیث میں کہ انکال نہیں
 اور جنہوں نے اعتراض کیا ہے انہوں نے غور نہیں کیا اور نہ اوس دلیل کی ضرورت ہے جو حافظ صاحب نے بیان
 کی کیونکہ یہود کے سب پیغمبروں کو نصاریٰ ملتے ہیں جیسے یہود اور نصاریٰ دونوں کے سب پیغمبروں کو سلم
 ملتے ہیں پھر طلب حدیث کا صاف ہے حضرت عیسیٰ کے پیغمبر جتنے پیغمبر گذرے ہیں انکو کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہود
 اور نصاریٰ کے پیغمبر تھے اس سنو کہ کہ نصاریٰ انکی پیغمبری کو تسلیم کرتے ہیں علاوہ اسکے پیغمبر ایک اعتقاد
 ہے اور اسکا مقصد یہ ہے کہ انسان جبکہ پیغمبر سمجھتا ہے اوسکو تمام اقوال کو بلا دلیل مان لیتا ہے اور یہ امر نصاریٰ
 نے اپنے پادریوں اور عالموں کے ساتھ جاری کیا تھا اور اندام و ہندہ انکی تقلید کرتے تھے تو گو زیادہ سب
 نصاریٰ کے پیغمبر تھے پیغمبری تو کم درجہ ہے امر تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ فرمایا کہ نصاریٰ نے اپنے عالموں اور
 درویشوں کو خدا بنا رکھا تھا معاذ اللہ عدی نے حضرت کے سوال کیا کہ نصاریٰ نے تو ایسا نہیں کیا تھا اپنے
 فرمایا کیا اوں کے عالم جب کسی چیز کو حلال کر دیتے تھے یا حرام کر دیتے تھے تو وہ ہی اوسکو حلال یا حرام
 نہیں کر لیتے تھے اور جن نے کہا ہاں یہ تو تھا آپ نے فرمایا بس یہی مراد ہے اس آیت میں معاذ اللہ مسلمانوں
 نے ہی نصاریٰ کی پیروی اختیار کی اور اپنے عالموں اور مجتہدوں کو پیغمبر بنا لیا کیا معنی اوں کے اقوال

ہاویل ایسے ملنے لگے جیسے پیر کے فرمود کو مانستے ہیں بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان نصاریٰ کو کئی قدم اگر چہ
 کیونکہ مسلمانوں نے اپنی مجتہد دن کی اذن باتوں کو بھی مان لیا جو پیر کے فرمود کے خلاف تھیں اور غضب
 یہ کیا کہ پیر کے فرمود کی تادیل کرنے لگے اور بعض بیوقوف تو معاذ اللہ پیر کے فرمود کو رد و ٹکڑا کر لیں گے کہ ہمارے
 مجتہد نے جب حدیث پر عمل نہیں کیا تو ہم ہی عمل نہیں کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہمارے اہل اہل بیت و اہل بیت
 ست قال قال در کا شیت یہ سب سلمان نام کے مسلمان ہیں اور حقیقت میں یہود اور نصاریٰ جو بدترین کافران
 وہ ہیں جو اپنی جان اور مال اور خیرات اور باپ دادا خاندان سب کو اسرار اسکے رسول کے خلاف
 پہنچ اور پوچھتے ہیں اور حضرت کرار شاوگن فریاد کہیں گے کہ بعد پیر تمام جہان اس کے خلاف ہو تو اسکو گور شہر سے
 بھی زیادہ بے وقعت سمجھتے ہیں اور کسی مجتہد یا عالم کو گو وہ کتنا ہی بڑے درجہ کا ہو اگلا ہو یا پچھلا خطا سے
 معذور نہیں جانتے اور اسکی سب باتوں کو اٹکھ بند کر کے قابل تسلیم نہیں جانتے یہ مرتبہ اللہ تعالیٰ نے عجز حضرت
 علیہ السلام کے ہمارے پیغمبر حضرت خاتم انبیاء محبوب کبریا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دیا
 تھا یا اللہ ہمارے حضرت کی پیروی پر اور طلب اسکو آپ کی حدیث کی پیروی پر اور حضرت کرار حدیث الراجحہ ساتھ
 آمین یا رب العالمین **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ**
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتِلِ اللَّهَ الْيَهُودَ أَتَخَذُونَ قَبُورَهُمْ
مَسَاجِدَ تَرْجُمُهُ الْبُحْرَاءُ يَوْمَ تَكُونُ رُءُوسُ حُجَابٍ سُرُورَ عَالَمٍ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ غارت کرے یہود
 کو انہوں نے مسجد بنا لیں پتھروں کی قبروں کو فاحیث کو حدیث کو سلم نے صلوات میں اور ابو داؤد نے جہان میں
 اور سنائی نے دفاتہ میں نکالا (ق) مگر ترجمہ کہتا ہے مسجد اسم ظرف ہو مسجد سے تو جہان آدمی مسجد کرے اسکو
 مسجد کہہ سکتے ہیں اور اسی سے ہے وہ حدیث کہ ساری زمین میرے لیے مسجد بنائی گئی ہے جب قبر کو مسجد بنانے
 سے ایسی سخت مخالفت ہوئی کہ حضرت نے اسکو کر نیوالے پرعت فرمائی اور فرمایا خدا اسکو غارت کرے حالانکہ مسجد
 میں قبر کی عبادت نہیں ہوتی مگر خدا کی صرف برکت کر لیے اور قبر کی تعظیم کے لیے وہ لوگ اسکو مسجد کہتے
 تھے تو انکو اسکو حال پر جو خود قبر کو مسجد کرے اور قبر بنانے کی عبادت اور پرستش کرے وہ توحید زیادہ لعنت
 اور ٹکڑا کر کا متھی ہوگا اور اس حدیث سے بعض علماء نے یہ نکالا ہے کہ قبر پر روشنی کرنا ہر سال وہاں عید کی طرح
 جمع ہونا ہے اس زمانہ میں عرس کہتے ہیں منع ہے کیونکہ اس مناسبت سے ہی گویا قبر مسجد بنائی جاتی ہے واللہ اعلم
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَكُلَّ وَادٍ باب بیان میں

اسکے حضرت نے فرمایا ساری زمین پر لیے مسجد اور پاک کر نیوالی جائی گئی (تو زمین کی ہر طرف برسا زور دست ہو گیا)
حَلَّكُنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَلَّكُنَا هَشِيمٌ قَالَ حَلَّكُنَا سَيَّارٌ وَهُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ حَلَّكُنَا
بَزِيدُ الْفَقِيرِ قَالَ حَلَّكُنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ
خُمْسًا لِمَنْ يُعْطِيهِمْ لِحَلِّكُنَا مِنْ أَكْثَرِ مَا قَبِلَ كُنْتُ بِمَعْرِتٍ بِالرَّحْمَةِ صَيَّرَ اللَّهُ لِي كَلَامًا مَحْكَمًا
وَلَمْ يَجِدْ مَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي أَذْرَكَهُ الْمَلَاوَةُ فَلْيَصِلْ مَا حَلَّ لِي الْقَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ
إِلَى قَوْمِهِمْ حَكَمًا وَكُنْتُ إِلَى النَّاسِ كَأَقَاةٍ وَأُعْطِيَ الشَّفَاعَةَ تَرْجُمُهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ
 جناب سید المرسلین علیہ السلام نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ملیں جو کسی پیر کر محمد پر پہلے نہیں ملیں (یعنی پانچ باتیں
 نہیں ملیں ایک ساتھ) میں بدو گیا عرب کے رجوہ کے رجوہ نے ڈال دیا میرے دشمنوں کے دل میں (ایک منہ)
 کے فاصلہ پر سے اور میرے لیے (ساری) زمین مسجد بنائی گئی (یعنی مسجد کی جگہ ابن ابی طالب نے کہا اس عجم میں
 مقام اور تہمان جاذرون کے اور رجا وغیرہ کے) البتہ وہاں نماز پڑھنا مکروہ تفسر ہی ہوگا) اور (اوسکی
 مٹی) پاک کر نیوالی اور میری ہست میں جس شخص کو نماز کا وقت آجادی وہ نماز پڑھ لے اور میرے لیے لوٹ
 کے مال حلال ہوئے (اگلے پیر دن کو حلال نہ ہو) اور (اگلے دن سے) میں انبی بھیجا جانا خاص اپنی قوم کی طرف
 اور میں سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا اور میں شفاعت دیا گیا (یعنی بڑی شفاعت جبکہ بیان دوسری حدیث
 میں ہے جو رب کے پہلے آپ تمام مشرکوں کی کریں) جب اور میرے اجل جلال کے خوف سے اپنی عاجزی ظاہر
 کریں گے) ف حافظ نے کہا یہ حدیث کتاب التبیسم کے شروع میں ہم شرح گذر چکی اور احتمال ہے کہ مقارنہ
 میں نماز پڑھنا مکروہ تفسر ہی ہو اور جابر کبریٰ میں جو مذکور ہے یہ خاص ہر شافعت کی حدیثوں سے اگر کوئی تفسر
 کرے کہ گذر نماز کی جگہ کیونکر ہو سکتی ہے جس میں میں لومنا ز جابر نہیں اور اس کا جواب یہ ہے کہ نجاست کا
 وصف عاجزی ہو ورنہ اصل میں لودہ زمین نماز کے قابل تھی اور جب پیر پاک ہو جاوے گی تو اس پر نماز جائز ہوگی
(فتح) بَابُ تَوْحِيدِ الْمَرْأَةِ فِي السَّيْرِ عَمْرٍاءُ سَوَامٍ أَوْ دَوْلَانٍ رِبَا (حَلَّكُنَا عَمِيرُ
ابْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَلَّكُنَا ابْنُ سَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَائِشَةَ ابْنَتِ لَيْكَةَ كَانَتْ سَوَادَةً
لِحِمْزٍ الْعَدَبِ فَأَعْتَقَهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ حَبِيَّةً لَهَا عَلَيْهَا وَشَلَحَ أَحْمَسُ
مِنْ سَيُورٍ قَالَتْ فَوَضَعَهُ أَوْ قَعَمَهَا فَمَرَّتْ بِهِ حَدَّ يَأْتِي وَهُوَ مُلَقَّ حَبِيَّةً لَهَا عَلَيْهَا قَالَتْ
فَالْتَمَسُوهُ فَكَمَيْتُ لَهُ قَالَتْ فَاتَّخَذُونِي بِهِ قَالَتْ فَطَفَعُوا أَنْفُسَهُمْ حَتَّى تَشْتَوْا فَبَلَّغَا قَالَتْ

وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَفَاتِحَةٌ مَّعَهُمْ اِذْ مَرَّتِ الْکَلْبَیَّاتُ فَالْقَتَّةُ قَالَتْ تَوَقَّعْ بَلَدُکُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِیْ اَتَّوَعَّدُکُمْ بِہٖ نَعْمٌ وَاَنَا مِنْہٗ بِرَبِّیَّةٍ وَّهٰذَا هُوَ قَالَتْ فَجَاءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَاَسَلَتْ قَالَتْ فَکَانَ لَهَا خِیَابٌ وَّکَانَ الْمَسْجِدُ اَوْحَشَ قَالَتْ فَکَانَ تَاثِیْرُیْ فَنَحَلْتُ عِنْدَیْ قَالَتْ فَلَا تَجْعَلْ عِنْدَیْ عَجَلًا اِلَّا قَالَتْ وَیَوْمَ الْوَسْطِ مِنْ تَعَاوِیْطِ بَنَاتِ الْاَرْنَکَةِ مِنْ بَلَدٍ الْکُفْرِ اِنِّیْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا مَا شَأْنُکِ لَا تَفْعَلِیْنَ مَعِیْ مَقْعَدًا اِلَّا قُلْتُ هٰذَا اَقَالَتُ فَکَانَ بَيْنَکُمَا الْحَدِیْثُ تَرْجِمَہُ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حَضْرَتُ عَائِشَةُ رَضِیَتْ عَنْہَا ہر ایک کا لٹری تھی عرب کو ایک قبیلہ کی اور سونچ اور سکو آرا اور زیادہ اون کے ساتھ رہتی اور لٹری نے کہا یہ ایک لٹری اور قبیلہ بن کی (جو دوسن ہی) نکلی (اور نہ نیکلی جگہ میں گئی) وہ لٹری ایک لالہ کر بند پہنتی (جو چڑے کا ہوتا ہے) اوس میں جو اہر لگے ہتھ میں یا مولیٰ (سمون کا حضرت عائشہ نے کہا اوس لٹری نے اپنا کر بند زمین پر رکھا یا یون کہا کہ اوس کے بدن کو گر پڑا ایک چیل اودھر کے گذری وہ کر بند پڑا ہوا تھا چیل سمجھی ہو گشت ہو اور اسکو اوجا کے گئی تو لٹری نے کہا قبیلہ کے لوگوں نے اوس کر بند کو ڈھونڈا اور نہ پایا اور انون نے مجھ پر تہمت لگائی حضرت عائشہ نے کہا لوگوں نے اوس لٹری کی تالاشی لینا شروع کی یہاں تک کہ اوسکی شہر گاہ بھی دیکھی (کہیں اوس میں نہ رکھ لیا ہو) لٹری نے کہا تم خدا کی مین اون کے ساتھ کھڑی تھی (تا بہت نے دلائل میں زیادہ کیا میں نے اوس سے دعا کی مجھ اس تہمت سے پاک کر اٹھنے میں وہی چیل آئی اور اُس کر بند کو زمین پر ڈال دیا وہ لوگوں کے بیچ میں گر لٹری نے کہا میں نے اون کو گرتے کہا تم جکر چورائے کی مجھ پر تہمت کرتے تھے وہ یہ ہے تم سمجھتے ہو میں نے اوسکو لپا ہے حالانکہ لٹری پاک تھی اوس کے لینے سے اب ہمارا کر بند یہ حاضر ہے حضرت عائشہ نے کہا یہ وہ لٹری جب رسول خدا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ کے پاس چلی آئی اور سلمان ہو گئی اوسکا ایک خیمہ ہوتا مسجد (نبوی) میں یا دربارہ (یعنی چہرہ ناگہر) حضرت عائشہ نے کہا وہ لٹری میرے پاس آئی اور باتیں کرتی اور جب وہ میرے پاس آکر بیٹھتی یہ بیت ٹپہ رہتی وَیَوْمَ الْوَسْطِ مِنْ تَعَاوِیْطِ رَبَّنَا + اَلَا اِنَّکُمْ مِنْ بَلَدٍ الْکُفْرِ اِنِّیْ قَالَتْ یعنی کر بند کا اون ہمارے ملک کے عجیب کا مولن میں سے تھا خیر دار ہو اوس نے نجات دی مجھ کو کفر کے شہر سے حضرت عائشہ نے کہا میں نے اوس لٹری سے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ توجہ میرے پاس بیٹھتی ہے یہ بیت ٹپہ رہتی ہے تب اوس نے یہ سارا قصہ مجھ سے بیان کیا ف حافض نے کہا مجھے اُس لٹری کا نام نہیں معلوم ہوا نہ لٹری

قبیلے کا نادر اس لڑکی کا نام حبکا گزید تھا اور حدیث میں نہ نکلتا ہے کہ سجد میں رات کو رہنا دن کو سونا درستی ہے
 اور حبکا گزید ہوسلمانوں میں کرم و ہویا عورت بشرطیکہ فتنے کا وزن نہ ہو اور سجد میں خمیہ وغیرہ کا سایہ نہ نادرست ہے
 اور جس ملک میں آدمی برافرت آدمی وہاں کو نکل جانا بہتر ہے شاید دوسرے ملک میں اور سکافا نادر ہو جیسے اس
 لڑکی کے لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے ملک میں جانے سے انکو اسلام کی دولت بخشی اور دار الکفر سے ہجرت
 کرنا بہتر ہے اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے کہ وہ کافر مرد سے کیونکہ حدیث میں نکلتا ہے کہ وہ لڑکی مدینہ میں
 اپنے بعد مسلمان ہوئی **باب ثوم الرجال فی المسجد** مردوں کا مسجد میں ہونا **ف** یہ جائز ہے جمہور
 علماء کے نزدیک اور ابن عباس سے اس کی کراہت منقول ہے الا اسکے لیے جو نماز کا ارادہ رکھتا ہو اور
 اور ابن مسعود مطلقاً کراہت منقول ہے اور امام مالک کا یہ قول ہے کہ حبکا گزید ہوا اور سکوا سجد میں ہونا مکروہ ہے
 اور حبکا گزید ہوا اور سکوا جائز ہے (فتح) **وَقَالَ أَبُو قُرَيْبَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ اور ابو قریبہ (عبداللہ بن مسعود) نے کہا انس بن مالک سے عقل
 کے لوگ اجماع کے اندر تھے یعنی ایک سطر خط کہتے ہیں عربی زبان میں دس سے کم مردوں کو اور عقل
 ایک قبیلہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ مسجد کے ڈھالیے میں تھے حبکا گزید
 تھے مسجد کے اخیر میں وہاں سکین تھے **ف** یہ ایک ٹکڑا ہے عربین کی حدیث کا یہ حدیث کتاب
 الطہارۃ میں گذر چکی اور مولف نے اس لفظ سے اسکو نکالا محارمین میں ہر صولاً وریب سے اس کے ایوب
 سے ابو قریبہ سے **وَقَالَ حَبِيدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرِ كَانَ أَحْمَدُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءُ** اور عبدالرحمان بن
 ابی بکر نے کہا صفہ میں ہنسنے والا فقیر ہے **ف** بے گھر والے اس رویت کو مولف نے علامہ ابن سبوتہ میں
 وصل کیا ان دونوں روایتوں میں نہ نکلا کہ مردوں کا مسجد میں رہنا اور سونا درست ہے اس لیے کہ صفہ مسجد
 نبوی میں تھا اور عقل کے لوگ وہیں اترے تھے اصحاب صفہ وہیں رہتے تھے اور امام بخاری سے پہلے
 احمد حدیث یہ دلیل لی سعید بن مسعود بن سلیمان بن یسار نے اون دونوں سے ابن ابی شیبہ نے نکالا اور فتح
حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَاكِبٌ أَحْزَبٌ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ
 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ مسند پر لیٹا ہوا تھا اور وہاں کوئی نہ تھا اور وہ جوان مجروح تھے اور ان کی بی بی
 نہ تھی احمد حدیث کو مسلم اور نسائی نے صلوٰۃ میں لکالا اور ابن ماجہ نے **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ**

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّتَ قَاتِلَهُ فَلَمْ يَجِدْ عَلَيَّ الْبَيْتَ فَقَالَ أَيْنَ بَيْتُ عَمٍّ قَالَتْ كَانَ بَيْنِي
 وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَقَضَيْتُ فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشَانِ
 انْظُرْ أَيْنَ حُجَّاءُ فَقَالَ مَا رَسُولُ اللَّهِ هُوَ رَاقِدٌ فِي الْمَسْجِدِ بِجَانِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَهُوَ مُصْطَبٌ قَدْ سَقَطَ رَأْسُهُ عَنْ تَبَقُّرِهِ وَاصَابَهُ كَرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَسْكُمُ بِمُخْمَلٍ وَيَقُولُ هُمُ أَبَا ثَرَابٍ هُمُ أَبَا ثَرَابٍ تَرْجُمُهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ سَوْدِيَّتٌ حَبَابُ سَوْدٍ
 خَدَّاهُ الْمَدِينَةُ سَلَّمَ ابْنِي صَاحِبُ زُورِي حضرت فاطمہ زہراؑ اور خاتونِ جنت کے گھر تشریف لائیں تو حضرت علیؑ
 اپنے داماد کو گھر میں نہ پایا اپنے فرمایا اور حضرت فاطمہؑ سے اٹھ کر چپا کے بیٹے کمان میں اچالنا کہ حضرت
 علیؑ حضرت کے چپا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محارم میں باپ کے عزیز دن کو بھی چپا کا بیٹا کہتے ہیں اور آپؑ
 یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے خاوند کمان میں اور ذکر کیا قرابت کو نہ کہ حضرت فاطمہؑ کو بلکہ اہلِ محبت پر ہوا انہوں نے فرمایا
 اور آپؑ کو چپا کے بیٹے ہیں انہوں نے بھی فرمایا نہ لنگر چلے اور سر پر باس نہیں سکو (یعنی دو پہر کا لیٹنا) تب جنابِ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے دیکھ وہ کمان میں ہے حضرت علیؑ حافظ نے کہا
 مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی سہل ہی ہے جو احد پر لڑا کہ آدمی ہیں کیونکہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا
 کہ حضرت کے ساتھ اوس وقت دوسرا بھی کوئی شخص تھا اور مصنف نے اربابِ نکالنا کہ حضرت نے فاطمہ
 سے فرمایا تمہارے چپا کے بیٹے کمان میں اور انہوں نے کہا مسجد میں اور اس مذہب میں اوس میں اختلاف
 نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت نے اوس آدمی کو مسجد میں ڈھونڈنے کے لیے حکم کیا ہوا اور طبرانی کے روایت
 میں جو ایک آدمی کو حکم کیا جو آپ کے ساتھ تھا اوس نے دیکھا کہ کوئی لیٹے ہوئے دوار کے سایہ میں (رفحہ) -
 وہ آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں پس جنابِ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم مسجد میں آئے اور حضرت علیؑ کو دیکھا وہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی چادر اوں کے پہلو کو
 سرکائی ہے اور اوں کے بدن میں مٹی لگ گئی ہے آپ ان کو بدن سے مٹی کو پونچھنے لگو اور فرماتے
 لگو اور اٹھ لے ابو تراب اور اٹھ لے ابو تراب و اوس روز سے حضرت علیؑ کی کنیت ابو تراب ہو گئی
 تراب کہتے ہیں مٹی کو سبجان اللہ حضرت علیؑ کا درجہ اور مرتبہ احد پر صاف ظاہر ہے کہ جنابِ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی کیسی خاطر تھی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اذن کے مبارک بدن کو مٹی پونچھ

کتابنا بشارت ہو اور تعالیٰ خارجیوں کا منہ کالا کرے جو ایسے مقدس اور مرتبہ والے بزرگ کے حق میں بدگوئی کرتے ہیں جافظ نے کہا امام بخاری نے احمد بن حنبل سے یہ نکالا کہ مسجد میں سونا جائز ہے کیونکہ حضرت علیؓ مسجد میں سوئے تھے اور شاید ان کو سونا مسجد میں جائز ہو نہ رات کو سونا لیکن ابن عمرؓ کہہ دیتے رات کا سونا بھی نکلتا ہے اور کسی کیسے جیسا کہ گھر نہ ہو اور احمد بن حنبل سے کہی فائدہ نکلتے ہیں احمد بن حنبل کو سونا درست ہے جسے واسطے شخص سے مناجح کرنا اور اسکا غصہ دور کرنے کیلئے کنیت بغیر ولد کے رکھنا ایسا ہی لغوی یا جس سے لقب والا غصہ نہ ہو اور حضرت علیؓ اس کنیت سے خوش ہوتے تھے جیسو ادب میں آویگا داماد ملانا اور اسکے خضر کو سیدنا باب کا اپنے بیٹے کے گھر میں جانا کو گھوڑے سے اجازت نہ لیں جو حبیب معلوم ہو کہ خاوند مارا صلح ہوگا نماز کے سوا اور حالتوں میں مؤثر باہل جادو سے توقیحات نہیں اور باقی بحث اسکی خدا چاہے تو حضرت علیؓ کے فضائل میں ادب کی اور مؤلف نے احمد بن حنبل سے اسناد ان میں نکالا اور فضائل علیؓ میں اور سلم نے فضائل میں (رفدوق) حاکم ثناء یوسف بن علیؓ قال حدثنا ابن فضیل عن ابنہ عن علیؓ ائنی حکم عن ائنی ہریدۃ قال رايت سبعین من اصحاب الصفۃ ما ینہم دجل علیہم واما انرا کما کسوا قد ربطوا فی اعناقہم فیمتہ ما ینبغ لصف الشاکین ومنہما ما ینبغ الکعبین فیجمعہ بیدہ کراہیۃ ان تری عورۃ ترجمہ ابوہریرہؓ کی روایت ہے میں نے صفہ والوں میں ستر آدمیوں کو دیکھا یہ اور ان ستر کے سوا میں جو بیرونہ میں کھڑے تھے کیونکہ وہ ابوہریرہؓ کے اسلام سے پہلے شہید ہو گئے تھے ان میں سے کسی کے پاس چادر نہ تھی (اور نہ ہو گا) بلکہ صرف تہ بند تھا یا کھل سکودہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے بعضے ان میں سے رہنے ان تہ بندوں اور کسلوں میں سے) نصف پہلی تک تھے اور بعضی ٹخنوں تک یہی تھے تو دونوں ہاتھوں سے انکو کپڑے رہو اس ڈر سے کہ ستر نہ کسلے ف حافظ نے کہا اہل صفہ کے نام ابن اعرابی اور سلمی اور حاکم اور ابو نعیم نے جمع کیے ہیں اور ہر ایک نے بعض وہ نام بیان کیے ہیں جو دوسروں نے نہیں کیے اور بعضوں میں اعتراضات بھی ہیں جنکے تفصیل کی نیٹا گنجائش نہیں اور ہر اعلیٰ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کپڑے کا کپڑے رہنا نماز میں ہوتا اور حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کچھ نہ تھا (فتح) **باب الصلوۃ اذا قیل** من سقر جب پھر سے لوٹ کر آوے تو پہلے مسجد میں نماز پڑھا دیکھا کہ کان التی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قیل من سقر یا اللہ صلی فیہ اور کعب بن مالک نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ

عایدہم جب بے غم سے لوٹ کر آئے تو پہلے مسجد میں جاتے وہاں نماز پڑھتے وہ یہ مکر ہے ایک کئی
 حدیث کا حکم مولف نے سناری میں نکالا اور اس کے بعد جابر کجیث بیان کی جو قولی ہے تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ
 حکم حضرت کے مخصوص تھا (ف) **حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مَسْعُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ**
بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مَسْعُودٌ
أَرَأَيْكَ قَالَ لَحْنِي فَقَالَ صَلِّ رَغْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دِينَ قَفْضَانِي دَنَا دَنِي فَرَحِمَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 روایت یہی میں جناب سالٹ آب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اب جابر میں تھے مسعر نے کہا میں
 سمجھتا ہوں جارحے کہا مسعر اور جابر دونوں اچھڑت کر راوی بہن اجاڑت کے وقت خبر لے فرمایا مجھ
 سے دو رکعتیں پڑھ (سفر سے لے کر زحیۃ المسجد کی) اور جابر نے کہا میرا قرض حضرت پر آتا تھا آپ اوس
 کو ادا کیا اور زیادہ دیا (ف) وہ قرض تھا کہ جابر نے اپنا اونٹ راہ میں حضرت کے ہاتھ بیچا تھا آپ نے دینے
 میں انکر اونٹ کی قیمت سے زیادہ ادا کر دیا اور اونٹ ہی یہ میرا یہ حدیث طول کے ساتھ کتاب ہشہرہ
 میں مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ اور مولف نے اچھڑت کو میں تقاضوں میں کہیں طول کے ساتھ کہیں اچھڑت
 کے ساتھ ذکر کیا اور اچھڑت کی مطابقت ترجمہ باب کے ظاہر ہے کیونکہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب جابر
 سفر سے آئے تھے جیسے دوسری روایت کی صاف پایا جاتا ہے اور غلطائی نے اس پر خیال نہیں کیا تو کہا اس
 حدیث کی باب کا مطلب نہیں نکلتا قوی نے کہا یہ نماز سفر سے آنکلی تھی گو اس کے تحت مسجد ہی ادا ہو گیا
 اور اچھڑت کو مسلم نے صلوة اور بیوع میں اور ابو داؤد اور نسائی نے نکالا (ف) **قَابٌ إِذَا دَخَلَ**
الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكُوعًا رَغْعَتَيْنِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّبِيِّ عَنْ أَبِي سَلِيمَةَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّكَنِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكُوعًا رَغْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ
يَجْلِسَ فَرَحِمَهُ أَبُو قَتَادَةَ سَلَمَى (ح) حَارِثُ بْنُ رَبِيعٍ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں جاوے تو دو رکعتیں پڑھے
 بیٹھنے سے پہلے (ف) سہیل نے ابو قتادہ کے بدل جابر کہا ہے اور ترمذی اور دارقطنی نے کہا یہ خط ہے
 اور صحیح ابو قتادہ ہے قلما نے کہا یہ حکم استحباب ہے اور ابن بطال نے اہل ظاہر سے نقل کیا کہ یہ امر واجب
 کے لیے ہے اور ابن خرم نے کہا کہ تحتہ المسجد پڑھا جب نہیں ہے اور دلیل اسے جابری ہوئی ہے کہ حضرت

فرمایا اور شخص سے جو لوگوں کی گردنیں پہاڑ نما آ رہا تھا بیٹھ جاتے ایذا دی اور نماز پڑھنے کا اوسکو حکم نہیں
 کیا اور یہی دلیل لی گئی کہ اس نے اور عبادی وغیرہ نے اور عبادی نے کہا جن وقتوں میں نماز منع ہے وہ تثنیٰ میں اس حکم سے
 میں کہتا ہوں درودن عام معارض ہوئے اب غویہ کے نزدیک صبح یہ ہے کہ تخیۃ المسجد ہر وقت میں پڑھ لیس کے
 اور مخالفت خاص ہو اور نمازوں کو سماعتیۃ المسجد کے اور خفیۃ اور مالکیہ یہ کہتے ہیں کہ اوقات مکروہ میں تخیۃ
 المسجد بھی پڑھے وہ محدث کو خاص کرتے ہیں اور نیز فرمایا بیٹھنے سے پہلے اس سے یہ نکلا کہ اگر کوئی مسجد
 میں جا کر بیٹھ گیا اور تخیۃ المسجد پڑھا تو اب پڑھے اور اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ ابن حبان (ابن صحیح
 میں ابو ذر سے نکلا کہ وہ مسجد میں گئے تو حضرت نے اُسے فرمایا کیا تم نے دو رکعتیں پڑھیں اور ہونے کہا نہیں
 آپ نے فرمایا تو اوٹھو اور پڑھو اور ابن حبان نے اس پر ترجمہ باب قائم کیا کہ بیٹھ جانے سے تخیۃ المسجد فوت
 نہیں ہوتا اور ایسا ہی ہے سلیک کے قصبے میں جو جمعہ میں آویگا اور محب طبری نے کہا احتمال ہے کہ بیٹھنے
 سے پہلے تخیۃ المسجد کا افضل وقت ہو اور بیٹھنے کے بعد جائز ہو یا بیٹھنے سے پہلے اس سے اور بعد قضا سے
 اور احتمال ہے کہ بیٹھنے کے بعد تخیۃ المسجد مشروع ہو یا اس حالت میں جو حیثیت و ترک بیٹھنے اور بیٹھنے
 ابو قتادہ کی ایک سبب پر وارد ہوئی وہ یہ کہ ابو قتادہ مسجد میں گئے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھا ہوا پایا وہ بھی انکو ساتھ بیٹھ گئے آپ نے اُن کو فرمایا تم نے نماز کیوں نہیں
 پڑھی؟ وہ بولے میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھا ہوا پایا آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں آوی تو بیٹھو
 نہیں بیٹھا تک کہ دو رکعتیں پڑھیں نکالا اوسکو مسلم نے اور ابن ابی شیبہ نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قتادہ
 سے کہ حضرت نے فرمایا مسجد میں کھڑے آکر دو لوگوں نے کہا اُن کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا دو رکعتیں بیٹھنے سے
 پہلے (فتح) تخطا لی نے کہا اگر کریں ہولے سے بیٹھ گیا اور دیر تک نہیں بیٹھا تو اوسکو تخیۃ المسجد پڑھ
 لیا مشروع ہے ایسا ہی کہما تحقیق میں اور روضہ میں ابن عبدان سے ایسا ہی نقل کیا اور اس کی تائید اس
 روایت سے جوتی ہے کہ آپ نے پڑھیں تھے جمعہ کے دن اتنے میں سلیک غطفانی آیا اور تخیۃ المسجد پڑھنے سے
 پہلے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا اوٹھ اور دو رکعتیں پڑھ اور مشرکہ مذہب میں ہے کہ اگر تخیۃ المسجد دو وقتوں سے
 زیادہ پڑھا ایک سلام سے تو جائز ہے اور جو نماز فرض یا افضل مسجد میں بیٹھنے سے پہلے پڑھی اوس کے تخیۃ
 المسجد ادا ہو جاوے گا کیونکہ غرض یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے کوئی نماز پڑھی جاوے اللہ الیک کرم پڑھنے یا جبار کر
 کی نماز سے یا مسجد ہر شکر یا مسجد ثلاثہ کے تخیۃ المسجد ادا نہ ہوگا اور مسجد الحرام میں جو جاوے اوسکو تخیۃ المسجد

سنن نہیں ہے کیونکہ وہاں پہلے طواف میں مشغول نہ ناکافی ہے اور طواف کے بعد دو گانہ پڑھا جاتا ہے وہ
تختہ المسجد کے بدل کافی ہو جاوے گا اور جو وقت امام فرض نماز پڑھ رہا ہو اور وقت ہی تختہ المسجد پڑھ رہے ہو کیونکہ
صحیحین کعبہ حیات ہے جب فرض نماز کی تکبیر ہو جاوے تو کوئی نماز نہیں ہے سوا فرض کے پہلے جب موقوف تکبیر
منفردہ کر دی اور حدیث کہ سلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نکالا (مقتضا بہ اختصار) مثیل لاوطار
میں ہے کہ ابوقحافہ کعبہ حیات کو جاعل کرنے روایت کیا اور آخر میں اپنی سنن میں اسکی عبارت یہ ہے کہ حدیث
کے حق انکو دو لوگوں نے معرض کیا اور کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھو بیٹھنے سے پہلے اور بخاری اور
سلم نے جابر بن عبد اللہ کو نکالا کہ سلمیا عطفانی جمعہ کے دن آخر وجہ اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ پڑھ رہے تھے وہ نماز پڑھنے سے پہلو بیٹھ گئے آپ نے اول رکعت کیا دو رکعتیں پڑھنے کا ارشاد فرمایا تختہ المسجد
کی احادیث سے نکالا کہ فقہاء و حنفیہ نے جو یہ حکم ہے کہ امام خطبہ پڑھنے لگے اور وقت کوئی آوے تو تختہ المسجد
نہ پڑھے بلکہ پڑھ ہی بیٹھ جاوے غلط ہے اور امام سلم نے جابر کو نکالا کہ وہ بیٹھنے اور رکعت کی قیمت لینے کے
لیے مسجد میں آکر نہ آپ نے حکم کیا انکو دو رکعتیں پڑھنے کا اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تختہ المسجد وجہ اب
ہے اور اسکا ترک حرام ہے اور یہی قول ہے ظاہر ہوتا کہ ایسا ہی نقل کیا ابن ابی بطلان نے اور جو کہ نزدیک وہ
سنت ہے اور زوی نے کہا اس پر اجماع ہے مسلمانوں کا اور قاضی عیاض نے امام داؤد ظاہری اور مالکی
صحابہ کے اسکا وجہ تسلیم کیا ہے اور جو کہ مالک بن انس و ابی حاتم و ابی شیبہ نے نکالا زید بن
اسلم سے کہ حضرت کو صحابہ میں جلتے ہیں باہر نکلتے اور نماز نہ پڑھتے اور وہ بخبر ختام بن قعبہ کعبہ حیات
ہے خبر نکالا بخاری اور سلم اور مالک اور ابو داؤد اور نسائی نے کہا وہ نہ پڑھتے جب پوچھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرض نمازوں کو تو آپ نے فرمایا پانچ نمازیں اور میں نے کہا انکو سوا اور کوئی نماز مجھ پر ہے
آپ نے فرمایا نہیں مگر تو اگر نفل پڑھنا چاہے اور جو لوگ احب کہتے ہیں وہ گردنیں پھاندنے والے کی یہ روایت
کا بیجا ہے تیرہ میں کہ شاید اس کے گردنیں پھاندنے سے پہلے مسجد کے کسی کونے میں نماز پڑھ لی ہو اور اسی
لیے آپ نے اسکو بیٹھ جائز کیا حکم کیا اور نماز پڑھنے کا حکم نہیں کیا اور زید بن اسلم کی روایت معمول ہے
اور حالت یہ کہ مسجد میں بیٹھنے کا قصد نہ ہو صرف اندر جا کر چلا آوے اور تختہ المسجد اور وقت مشرور ہے جب
بیٹھنے کا قصد ہو اور اس پر ایشائیں یہ نہیں ہے کہ صحابہ مسجد میں جاتے تھے اور وہاں بیٹھ جاتے تھے اور تختہ
المسجد پڑھ رہے تھے نفل جاتے تھے علاوہ انکو صحابہ کے افعال محبت نہیں ہیں اور جو شخص اجماع کو محبت

نہیں جانتا اس کی نزدیکی یہ صاف ہے اور جو احباب کو محبت کہتا ہے اس کی نزدیکی تمام صحابہ کا فعل محبت ہو گا وہ
 ہی حضرت کی وفات کے بعد نہ آپ کی حیات میں جب علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے اور خاتم بن شکیر کجیریت
 کا جو آپ سے تیس مین کو وہ ابتدائی تعلیم تھی اور اس پر سطر بہت سو احباب اور فرائض کا اس میں ذکر نہیں ہا
 جن لوگوں نے خاتم کجیریت کو محبت لی ہو خود اوہوں نے بعضی نمازوں کو وجہ کیا ہے جیسے جنازہ کی نماز کو اور
 دو گانہ طواف کو اور نماز عیدین اور جمعہ کو جو وہ جواب تک دہی اہل طائفہ کی طرف سے بھی یا جاوید کا اور حیرت
 سے یہ نکلتا ہے کہ تحفۃ المسجد تمام وقتوں میں پڑھنا درست ہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت علما کا ان میں سے
 امین ثنائیہ اور ابو ضیفہ اور لیسٹ اور ازہمی یہ کہتی ہیں کہ اوقات مکروہ میں اس کا پڑھنا مکروہ ہے اور ثنائیہ
 جواب تک یہ ہیں کہ اوقات مکروہ میں بلا وجہ نماز پڑھنا مکروہ ہے نہ وہ نماز جس کا سبب آپ یا جاوید اور
 دلیل اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد ظہر کا دو گانہ پڑھا اور تحفۃ المسجد کو کسی حال میں تک
 نہیں کیا بلکہ خطبہ پڑھتے ہیں جو شخص آتا تھا وہ بیٹھ گیا تھا اس کو حکم کیا کہ کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھے
 حالانکہ خطبہ کے وقت نماز منع ہے سو اتحیۃ المسجد کے اور ایک ایت میں ہے کہ آپ خطبہ کو موقوف کر دیا اولاً
 کو حکم کیا تحفۃ المسجد پڑھنے کا پس اگر تحفۃ المسجد ضروری نہ ہوتا تو آپ اس کا اتنا اہتمام نہ کرتے تو کافرانے
 کہا یہاں تعارض ہے دو حکموں کا ایک زمانہ اوقات مخصوصہ میں وہ بھی عام ہے ہر نماز کے لیے
 دوسرے تحفۃ المسجد پڑھنے کا حکم اب کسی عالم کی تخصیص دوسرے حکم ہے اس طرح ترجیح ایک حکم کی دوسرے پر
 کیونکہ دونوں صحیح روایتوں سے ثابت ہیں البتہ اگر کسی حدیث سے ایک حکم کی تخصیص ثابت ہو جاوے تو اس کو خارج
 کر لیں گے اور حضرت نے جو ظہر کی سنت عصر کے بعد پڑھی یہ حکم حضرت کے خاص تھا کیونکہ امام احمد نے روایت
 کیا کہ ام المؤمنین ام سلمہ نے حضرت سے پوچھا کیا ہم ظہر کی سنتوں کی اقتضا پر میں جب یہ فوت ہو جاوے آپ
 فرمایا نہیں اور اگر ہم ہاں بھی لیں کہ یہ حکم حضرت کے خاص تھا تو یہی اس کے صرف ظہر کی سنت پڑھنا
 جائز ہو گا نہ اور سبب الی نمازوں کا پڑھنا البتہ زید بن اسود کی یہ حدیث کہ آپ فرمایا دو شخصوں کے تم نے
 ساری ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی انہوں نے کہا ہم اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ چکے تھے آپ نے فرمایا جب تم اپنے
 ٹھکانوں میں نماز پڑھ کر ہر جماعت کی مسجد میں آؤ تو لوگوں کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھو وہ فعل ہو جاوے گی اور یہ
 حکم فجر کی نماز میں دیا مخصوص ہو سکتی ہے اور میر نزدیک یہ مقام شکل ہے اور یہ نیز گار کے لیے بہتر ہے کہ اوقات
 مکروہ میں مسجد میں نہ جاوے انتہی باحقصار ف ابن قیم نے کہا کہ مسجد حرام کا تحفۃ طواف ہی کیونکہ آنحضرت

نہ دبان شروع کیا طواف کو اور سہ پہر اعتراض ہو گا کہ آپ مسجد میں جا کر بیٹھے نہ تھے اور تحیۃ المسجد اس کے لیے ہے جو بیٹھا جائے لیکن کوئی سجدہ حرام میں جاوے وہ طواف شروع کرے یہ بدو کا طواف پڑھ کر بیٹھا اور اگر کسی سجدہ حرام میں جاوے اور طواف سے پہلے بیٹھا جائے تو تحیۃ المسجد کا دو گناہ ادا کرے اور جو کسی عید کی نماز کے لیے مسجد میں جاوے وہ تحیۃ المسجد پڑھے سب اب میں ایک حدیث ہے جو حکا ذکر آگے آئیگا (ریل) **باب الحدیث فی المسجد** مسجد میں حدیث کرنا کیسا ہے **ف** مازنی نے کہا امام بخاری نے اس باب سے روکیا اس پر جو حدیث کو مسجد میں جانا منع ہے یا محدث کو مسجد میں بیٹھنا اور وہ محدث کو جنب کی مثل جاتا ہے اور یہ سبھی ہے اس پر کہ سے مراد بیان باؤسرنا ہو اور ابوہریرہ نے یہی ہی تفسیر کی جیسے کنالطہارت میں گذرا **فتح** **حدیث** **عبد اللہ بن یوسف** قال **لخبرنا مالک عن ابی الزناد عن ابراہیم عن ابن عمر** **ع** ان رسول اللہ **صلی اللہ علیہ وسلم** قال **الملائکۃ تفضل علی احدکم** **ک** ما دام فی مصلی **ل** انی صلی فیہ ما کم **حدیث** **تقول** **اللہم اغفر لہ** **آ** **اللہم اغفر لہ** **ک** ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے رسول مقبول **صلی اللہ علیہ وسلم** نے فرمایا فرشتے تم میں سے ایک کے لیے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں سہا ہے جہاں اس کی نماز پڑھی جاتی ہے اور حدیث نہیں ہوتا وہ یہ کہتے ہیں یا اللہ بخش دیو اس کو یا اللہ رحم کر اس پر **ف** فرشتوں سے مراد محافظ فرشتے ہیں یا اور سیر کرنے والے فرشتے اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جب نماز کی جگہ سے اڑتے جاتا ہے تو یہ دعا موقوف ہو جاتی ہے اور نماز کی جگہ سے مراد وہ جگہ ہے جو بنانا کے لیے طیار کی گئی ہو نہ خاص مسجد ہو کی جگہ کیونکہ آگے ایک حدیث میں آئیگا کہ جو بنانا کا انتظار کرے وہ گویا نماز میں ہے اور یہ عام ہے کہ مسجد میں اسی جگہ بیٹھے کہ انتظار کرے جہاں نماز پڑھی ہو یا اور کسی جگہ پر مسجد میں اور جب حدیث ہو گیا گو اسی جگہ بیٹھا ہو تو دعا موقوف ہو جاوے گی اور اس سے یہ نکلا کہ مسجد میں حدیث کرنا تنہو کئے سے زیادہ برا ہے کیونکہ تنہو کئے کا کفارہ بیان کیا اس کا کفارہ بیان نہیں کیا بلکہ حدیث کرنا یا لا سجدہ میں محروم ہونا فرشتوں کی دعا اور استغفار سے اور بانی فائدہ کی حدیث کے خدا کا ہے تو آگے آئیگا اور کوف نے اس کو صلوۃ میں نکالا اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے (ف و ق) سند زنی نے کہا پوری حدیث یوں ہے مرد کی نماز جماعت میں گھر کی نماز سے دو چند ثواب کہتی ہے اور بازار میں بکسین سے زیادہ ہے اور یہ مسلم کہ جب کسی کو وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز ہی کے قصد سے تو کوئی قدم نہ اڑنا ویگا مگر اس سے اس کا ایک حصہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا ہر جب نماز پڑھے گا تو فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں گھر کی حدیث وہ نماز کی جگہ میں ہو گیا یا اللہ عزوجل

او سپر یا اسد رحم کر اوس پر اور ہمیشہ نمازی میں بیٹھا کہ جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے گا اور ایک دہشت میں پڑا
 ہے یا اسد بخش اوس کو یا اسد قبول کر تو اوس کی جیت کہہ انداز دے حدت نہ کر مسجد میں امام ہمارے کی دہشت
 یہ جو شخص وضو کرے اسی طرح بہ نماز کے قصد نہ لگا تو وہ نماز میں ہر جیک نماز کا قصد نہ اور ہیکو ایک قدم
 پر ایک نیکی نیکی اور دوسرے قدم پر ایک گناہ محو ہوگا ہر جیک کبیر سے لڑو تو نہیں کیونکہ ثواب میں
 اسی کو جب تک کہ تم میں مسجد سے زیادہ دور ہو تو گونے کہا اے ابوہریرہ اسکی وجہ کیا ہے اور نہ سوچ کما اوسکی قدم
 زیادہ ہونا اور نکالا اوس کو ابن عباس نے صحیح میں اوس میں یہ ہے جو وقت میں سے کوئی اپنے مکان سے نکلتا کہ
 میری مسجد تک پیدل تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک پاؤں سے اور دوسرے پاؤں سے ایک گناہ مٹتا ہے
 یہاں تک کہ لوٹے اور اسکو نساہی اور حاکم نے بھی نکالا اور کہا صحیح ہے سلم کی غلطی پر انکی روایت میں لٹو کا ذکر
 نہیں ہے **باب بیئان المسجد مسجد نبوی کے منہ کا میان دکان ابو سعید کان سقف المسجد**
میرجہ رید الخلل اور ابو سعید ضررٹی نے کہا مسجد نبوی کا چھت کچھ کی ڈالیدن کا تھا **ف اس وقت**
 کو مؤلف نے وصل کیا غتاف میں **و احسن محمد سیدنا المسجد وقال اگر الناس من المصلح وایاک**
ان تحمید او تصف ففتن الناس اور حضرت عمر نے حکم کیا مسجد بنانیکا یعنی مسجد نبوی کی سرت
 کرنیکا اور فرمایا (سحارے) بچا تو لوگوں کو پانی سے (یعنی ایسا چھت بنا دی کہ لوگ پانی میں بیٹھنے سے
 بچیں اور دھوپ سے) اور مسجد میں لال یا زرد رنگ کچھو اور لوگوں کو فتنے میں نہ ڈالید **ف** یعنی مسجد خانہ
 خدا ہے اور ربی غرض مسجد کو یہ ہے کہ لوگ اوس میں اسکی یاد دل لگا کر کریں اور یہ غرض سادی عمارت سے
 حاصل ہو جاتی ہے پس یہ قدر کافی ہے اور زیادہ رنگ آمیزی اور نقش و نگار کی ضرورت نہیں بلکہ
 مضرب ہوسے کہ لوگ نماز میں اور ہر خیال کریں گے اور شروع میں فرق آویگا آہن ابطال نے کہا حضرت
 عمر نے یہ حکم اوس حدیث سے لکالا جس میں یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ کی نقشب چادر داپس کی دی اور فرمایا اوس
 مجھے نماز سے غافل کر دیا میں کہتا ہوں شاید حضرت عمر نے اس باب میں کوئی خاص حدیث حضرت عمر رضی
 ہوگی اور ابن عباس نے حضرت عمر سے فرمایا نکالا کہ کسی قوم کا کام نہیں گہرا اگر اوس نے اپنی مسجد بن کر کرتے
 کیا اوس حدیث کے سبب اوی ثقہ میں ہوا حبانہ بن غلس کے جو شیخہ بن ابیہ کا اوس میں کلام ہے اور یقول حضرت
 عمر کا ایک کڑا ہے اور طویل قصہ کا جسکو مؤلف نے محمد بن مسجد نبوی میں لکالا (فتح) **وقال انس بن**
سہاد **یہا شتم لا یفرغوا الا فکیلا** اور انس نے کہا لوگ فخر کریں گے مسجد بن بنا کر ہر اون کو آباد کریں گے مگر کم

فت سجدہ کی آبادی نماز سجدہ اور ذکر الہی و توبہ بات تو کم کرین گے نمازی بہت کم ہو گئی لیکن سجدہ بہت ہو گیا اور ہر ایک سجدہ بنائو والا اور سر پر فخر کرے گا اپنی عمدہ عمارت اور نقش و نگار اور زمیں پر عزت و اور اصل بات کی کوشش نہ کرے گا کہ نماز اور ذکر الہی کا خوب اہتمام ہو اور تعلیق ابوعلی نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے نکالی ابو قلادہ کو طریق سے اور ہونے کے ساتھ کہتے تھے میں نے حضرت سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت پر ایک نمانہ ایسا آویگا کہ وہ فخر کریں گے مسجدوں کو یہ انگوٹیاں ذکرین گے مگر ٹوٹا اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن حبان نے دوسرے طریق سے نکالا ابو قلادہ جو اور ہونے کے ساتھ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ لوگ فخر کرنے لگیں گے مسجدوں کے اور پہلا طریق عمدہ ہے اور ابو نعیم نے کتاب المساجد میں نکالا کہ فخر کریں گے مسجدوں کی کثرت سے (فخر) و قال ابن عباس لکن تخریر فتح کا نسخہ و قال ابو عبد اللہ القاسمی اور ابن عباس کہ کہہ کہ تم زمین دو گے مسجدوں کو جیسے زمین دی ابوداؤد اور رضاری نے فت اپنی چوچوں اور گرجاؤں کو حافظہ نے کہانہ فخر سے مراد عزت ہے اور اصل میں فخر و سونیکو کہتے ہیں یہ ہر ایک نیت کہ کہنے لگو اور اس تعلیق کو ابوداؤد اور ابن حبان نے نکالا ابن عباس سے موقوف اور مرفوع حدیث میں یوں ہے کہ مجھ کو حکم نہیں ہوا مسجدین بلند بنانا یہاں اور یہود اور رضاری نے اپنے گرجاؤں کو موقوف ارہستہ کیا جیسا اپنی کتابوں کو بدلتا اور ان میں تخریف کی اور دین کو تباہ کر دیا اور ظاہری ارہستگی اور نقش و نگار پر مستعد ہو کر احادیث سے نکالا ہے کہ مسجد کو ارہستہ کرنا سونے کے پانی وغیرہ نقش و نگار سے کردہ ہو کیونکہ نمازی کے ختم میں اس سے خلل آتا ہے دوسرا مال جفا مذہب تباہ ہوتا البتہ اگر لوگ اپنی پاس سے بر طریق تعظیم سجدہ ایسا کریں لیکن بیت المال کا رویہ صرف نہ ہو تو مذہب میں اور جو کسی نے وصیت کی مسجد کے بلند کرنے کی یا اس میں لال یا زرد رنگ بہرے کی تو اس کی وصیت مافدہ کیجاویگی اس لیے کہ اس نے میں ان باتوں کا رواج ہو گیا ہے اور مسلمان اور کافر سب بچے گھروں کو بلند کرنے لگی ہیں اور اگر اس نے میں ہم مسجدوں کو گچی اینٹوں یا بلوین اور بلند بلند اونچی گھروں سے اونکو نیچا کر کہیں خصوصاً ذی کافروں کے گھروں سے توڑے کہ اسلام کی عمارت ہو یہ سارا اکلام ابن مسعود کا ہے اور اس پر اعتراض ہوا ہے کہ مسجدوں کی ارہستگی ہو اگر ممانعت اسوجہ سے کہ سلف کے طریق کے خلاف ہے تو یہ وجہ چل سکتی ہے اور جو اسوجہ سے کہ نمازی کے دل لگنے میں اس سے خلل ہوتا ہے تو یہ وجہ درست نہیں کیونکہ یہ عدلت ہر زمانے میں باقی ہے (فت و) امام شوکانی نے نیل میں کہا کہ جن لوگوں نے مسجدوں

صحابہ کا زمانہ اخیر ہو چکا تھا اور جو اہل علم اور سوقت تھے اور انہوں نے سکوت اختیار کیا فتنہ اور فساد کے دڑ سے اور بعض اہل علم نے اس امر کی رخصت بھی دی ہے بلکہ طریکہ مسجد کی تعظیم کے لیے ایسا کیا جاوے اور فضیلت کا یہی قول ہے اور بیت المال پر اور اس کا خرچ نہ پڑے اور ان کے بعد بیت میں جو اور پر گزری حضرت کی نشانی ہونے کی کہ نہ کہ آپ جیسا بیان فرمایا تھا وہاں ہی واقع ہوا قطلانی نے کہا اس حدیث کو ابو داؤد نے صلوٰۃ میں

لَا كَافٍ لِّلْعَادُوِّ فِي سَكَنِ الْمَسْجِدِ مَسْجِدُ بَنِي مِندُكْرَا اَكْبَرُ مَسْجِدٍ مَّكَرَ لِي وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی

مَا كَانَ لِشَيْءٍ كَيْدٌ اَنْ يَّعْمُرَ مَسْجِدًا اللّٰهُ شَهِيدٌ عَلٰی النَّفْسِ مِمَّا لَهَا الْكَفَرُ اَوَّلَ اَنْ يَّكَلِمَ حَقِّكَ

اَعْمَالُكُمْ وَفِي الشَّكْرِ هُمْ خُلَدُكُمْ اِنَّمَا يَعْمرُ مَسْجِدًا اللّٰهُ مِنْ اَمْنٍ يَّالِ اللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَاقَامَ

الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَكَثُرَ الْخَيْرُ اِلَّا اللّٰهُ فَكَعَسَى اُولَئِكَ اَنْ يَّكُونُوا مِنْ الْخٰسِرِيْنَ

اور فرمایا اس سبب جلالہ نے نہیں فرما دیا ہر مشرکون کو اس کی مسجدوں کی مرست اور آبادی کرنا جس حال میں

کہ ان کو دل میں کفر ہے (اس کے ساتھ شرک کرنے میں اور اس کے رسول کو جھٹلاتے ہیں) وہ تو وہ لوگ ہیں جن

کے اعمال بیکار ہو گئے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اس کی مسجدوں کی مرست اور آبادی کرنا میں

جو یقین لائے اس پر اور چپقلوں پر اور قائم کیا اور انہوں نے نماز کو اور دیا زکوٰۃ کو اور نہیں دیکر مگر خدا اس

یہ لوگ قریب ہیں کہ راہ باورین فتنہ قطلانی نے کہا جب اس کے دن حضرت عباسؓ فرمادے تو مسلمانوں

نے ان کو ملاست کی شرک اور قطع رحم پر اور حضرت علیؓ نے ان کو سخت کہا اور انہوں نے جواب دیا کہ تم ہمارے عیب

بیان کرتے ہو اور ہماری خوبیاں بیان نہیں کرتے ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں اور کعبہ پر پردہ ڈالتے ہیں

اور قیدی کو چھڑاتے ہیں تب یہ آیت اتری اور طلب ہے کہ مسجد کی آبادی مشرکوں اور کافروں کو ناممکن

ہے بڑی آبادی مسجد کی یہ ہے کہ اس میں نماز اور ذکر الہی ہو اور مشرکین اس کے لیے نصیب ہیں اور آبادی

سے مراد اس کی تعمیر اور استیلا ہے اور روشنی کرنا اور عبادت اور ذکر الہی اور درس و تدریس کرنا عبد بن

حمید نے اپنی سند میں روایت کیا کہ مسجد کے آباد کرنے والے اہل السمرین اور ایک سے اہل بیت میں یہ ہو کہ اس

جل جلالہ نے فرمایا میرے گہر زمین میں مسجدیں ہیں اور میری زیارت کرنا اسے وہ لوگ ہیں جو ان کو آباد کرتے

ہیں مبارک ہو اس بیک کو جو طہارت کرے اپنے گہر میں بہر زیارت کرے میری سیر کے گہر میں اس کی طہارت

کیا جانی ہے اس پر حق ہے زیارت کرنا اور الہی خاطر داری کرنا اور چھو فرمایا۔ قریب ہیں کہ راہ باورین باورین

طور پر فرمایا وہ راہ پانیوں نے میں اس میں اشارہ ہے کہ مومن کو اپنے اعمال اور ایمان پر غور ہو جانا

نہ چاہیے شاید اسکا خاتمہ برآمد چرب سو من اپنی بدہمت کا یقین نہیں کر سکتے تو کافر کس بڑے پرہیزگار اور
 کا دعویٰ کر سکتے ہیں حافظ نے کہا اس آیت کو ذکر کرنے سے مولف کی غرض یہ ہے کہ مسجد بن سو مراد اس
 آیت میں عرفی مسجد بن میں یعنی وہ مکانات جو نماز کے لیے طیار کیے گئے اور یہی راجح ہو اور آبادی سے
 اسکی بنا اور مرست مراد ہے یا ذکر الہی اور نماز ادا بن قانم رکعت انتہی حَلَّ ثَمْنَا مَسَدًا كَقَالَ
 حَلَّ ثَمْنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَلَّ ثَمْنَا خَالِدَ بْنَ الْحَكَّامِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لِي بَنِي عُبَيْسٍ وَ
 لَابْنِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ فَأَتَمَعْنَا مِنْ حَدِيثِهِ فَأَتَمَعْنَا قَادًا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصَلِّيهِ
 فَلَحَذَنَ رِدَاءَهُ فَأَحْبَبَ ثُمَّ أَتَانَا حَاتِيٌّ عَلَى ذِكْرِ بَنِي النَّسَّابِ فَقَالَ ثَمْنَا خَمِيلٌ لَيْسَ
 لَيْسَ وَنَحْنُ سُرُكَيْتَيْنِ كَيْسَتَيْنِ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْضُ التَّوَابِعَ عَنْهُ وَ
 يَقُولُ وَيَسْمَعُنَا بِكَلْبٍ عَوْهُمْ أَلَا لَيْسَ قَدْ يَكُونُونَ أَلَا لَيْسَ قَالَ يَقُولُ عَمَّا ذَا عَوْذُ بِاللَّهِ مِنْ
 الْفِتَنِ تَرْجِمُهُ عَمْرُو بْنُ دُرَيْتٍ حَرْبِي تَبَّى ابْنُ عَبَّاسٍ كَمَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَمَا مَجْهُولٌ وَابْنُ
 بَيْسَةَ عَلِيٍّ سَعْدُ بْنُ جَابِلٍ ابْنُ سَعِيدٍ خَذَرِيٌّ شَكَّ بَاسٍ ابْنُ دُرَيْمٍ ابْنُ حَرْبٍ سَنُو تَوْحِيدٍ وَدُونُ كَسَّ وَهَامِي شَيْخٌ مِزْ
 تَمَّ ابْنُ سَكْرٍ وَدُرَيْتٍ كَرَسَتْ تَبَّى ابْنُ دُرَيْمٍ ابْنُ سَعِيدٍ ابْنُ دُرَيْمٍ ابْنُ حَرْبٍ سَنُو تَوْحِيدٍ وَدُونُ كَسَّ وَهَامِي شَيْخٌ مِزْ
 لَيْسَ لِي) اور حدیث بیان کرنا شروع کی ہم سے یہاں تک کہ مسجد بنوی کے بنانے کا ذکر آیا اور انہوں نے کہا
 (حرب مسجد بننے لگی) اسم ایسا ایک ایٹ اوٹھا تے تھا اور عمار بن یاسر ثور دو انیسین اوٹھا تے تھے جب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو دیکھا اور انکو بدن سے مٹی جھاڑنے لگو اور فرمانے لگے ہائی عمار
 بلا دیگا لوگوں کو جنت کی طرف اور لوگ اسکو بلا دیں گے ورنہ کیطرف عمار کہتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ
 کی فتنوں سے وف عبد اللہ بن عباس کے بیٹے علی تہجیب کی کنیت ابو الحسن تہی یہ بڑی عابد اور زاہد تھے
 ایک سو بیس ہجری کے بعد ادا کا انتقال ہوا اور جس روز جنابا شیر شہید ہو اسی دن یہ پیدا ہوئے اور
 لیے انکا نام علی رکھا گیا یہ تمام قریش کے لوگوں میں زیادہ حسین تھے حافظ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے
 کہ دین کا علم کوئی شخص گنہگار نہیں کہتا کیونکہ ابن عباس نے باوجود وسعت علم کے ابو سعید سے حدیث سنو
 کا حکم یا اور اسکی وجہ یہی تھی کہ ابو سعید کو وہ حدیثیں معلوم ہو گئی جو ابن عباس کو نہ پہونچی ہو گئی اور شاید
 وجہ یہی ہو کہ ابو سعید ابن عباس سے اقدم تھے اور عام حدیث میں ان سے زیادہ تھے تو ابن عباس نے علم سنا
 حاصل کرنا چاہا اس نے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلف کے لوگوں میں کس وجہ تو واضح اور انکسار تھا اور اپنی

معاش کا کام اپنی ذات سے کرتے تھے اور اہل فضل کی فضیلت کا اعتراف کرتے تھے اور طلب علم کی خاطر داری اور دلجوئی کرتے تھے عمر نے اپنی جامع میں یہ بڑھایا کہ عمار جو دو دوانیٹین اوٹھاتے تھے اس کی رتبہ یہی کہ ایک اینٹ اپنی طرف سے اوٹھاتے تھے اور ایک نصف حضرت کی طرف سے اس کے یہ نکلا کہ نیک کام میں زیادہ مشقت اٹھانا زیادہ ثواب ہے اور رئیس کی توقیر کرنا بہتر ہے اور اُس کے کاموں کا کر دینا باعث اجر ہے اور جو فرمایا کہ عمار لوگوں کو حنبت کی طرف بلا دینا گے اور وہ انکو دوزخ کی طرف اس کے مراد وہ فتنہ ہے جو حضرت عمار شہیدؓ اور وہ لڑائی تھی صفین کی در میان حضرت علی اور معاویہ کے عمار حضرت علی کی طرف سے لڑے اور شہید ہوئے دوسری روایت میں ہے کہ عمار کو باغی گروہ قتل کر چکا یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ معاویہ کے ساتھ بھی ایک جماعت تھی صحابہ کی تو یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ دوزخ کے طرف بلاتے تھے اور جواب اسکا یہ ہے کہ وہ لوگ مجتہد تھے اگر اوں سے اجتہاد میں خطا ہوئی تو ان پر ملامت نہیں ہو اور حنبت اور دوزخ کی طرف بلانے سے یہ طلب ہے کہ حنبت کو سبب اور دوزخ کے سبب کی طرف بلا دینا گے اور عمار لوگوں کو بلاتے تھے امام اور خلیفہ نجد کی اطاعت کی طرف جو سبب حنبت میں جانیگا کیونکہ حضرت علیؓ وقت بروز امام برحق و حب لاطاعت تھے اور اوں کے مخالفین لوگوں کو بلاتے تھے امام کی نافرمانی اور بغاوت کی طرف اور وہ سبب دوزخ میں جانے کا پردے لوگ معذور تھے بوجہ اس کے کہ اوںہوں نے اجتہاد کیا اور راسی میں غلطی واقع ہوئی اور اسید ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی غلطی کو معاف کرے ابن بطال نے یہ جواب دیا کہ محدث میں وہ خوارج مراد ہیں جنکی طرف عمار گئے تھے حضرت علیؓ کی طرف سے اوں کو سمجھانے کے لیے اور جماعت میں فترتیا کرنے کے لیے اور یہ حدیث صحابہ میں سے کسی کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتی حافظ نے کہا کہ ابن بطال نے اس جواب پر کئی اعتراض ہوئے ہیں ایک نے یہ کہ خوارج اُس وقت پیدا ہوئے جب عمار شہید ہو چکے تھے اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کیونکہ خوارج تحکیم کے بعد پیدا ہوئے اور تحکیم اوس وقت ہوئی جب صفین کی لڑائی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور عمار یقیناً اوس سے پہلے شہید ہو گئے تھے وہ خوارج کے پاس کیونکہ گئے دوسرے یہ کہ عمار جن لوگوں کی طرف گئے تھے حضرت علیؓ کو مالد و جبہ کی طرف سے تھے وہ اہل کوفہ تھے اوںکو مستعد کرنے کے لیے تھے جنگ جمل کے لیے اور اوں میں کئی صحابہ تھے بلکہ اوں صحابہ سے افضل بھی تھے جو معاویہؓ کے ساتھ تھے اس صورت میں ابن بطال نے اور خرابی کی کہ ان صحابہ کو خوارج قرار دیا اور ممکن ہے

کہ عمار کو دوزخ کی طرف بلائے اسے قریش کے کافر ہوں لیکن یہ تو جبرود ہوتی ہے اور عبارت
 سے جھٹکانے کے نسخہ میں ہے وَجَّحَ عُمَارٌ نَفْسَهُ لَكَ الْفَيْضُ الْكَافِيَةُ يَنْعُوهُ كَيْدُكَ اِعْرَابُ
 سے صاف یہ نکلتا ہے کہ دوزخ کی طرف بلائے دے وہی اہل شام تھے جنہوں نے عمار کو قتل کیا
 اور زیار کی روایت میں یوں ہے کہ ابو سعید نے کہا میرے یاروں نے مجھ سے بیان کیا اور میں
 نے خود نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے سمیع کے بیٹے جو کون باغی گروہ قتل
 کرے گا اور سمیع عمار کی والدہ کا نام تھا اور یہ کلام نام سلم کی شرط پر ہے اور دوسری روایت
 میں ابو سعید نے راوی کا نام ابو قتادہ بیان کیا اور کہا وہ مجھ سے بہتر ہے اور اسماعیل اور
 ابو نعیم نے مستخرج میں اس روایت میں یہ بڑھایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 اے عمار تم اپنے یاروں کی طرح ایک ایک اینٹ کیون نہیں اڑھاتے اور نہ ان کے کہان
 اللہ پاک سے اجر چاہتا ہوں حافظ نے کہا یہ حدیث کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا ایک عبادت
 صحابہ نے روایت کی اور ابن سے میں قتادہ بن النعمان اور ام سلمہ اور ابن سے مسلم نے نکالا
 اور ابو ہریرہ اور ابن سے ترمذی نے اور عبد اللہ بن عمر بن عباس اور ابن سے لشامی نے اور عثمان
 بن عفان اور حذیفہ اور ابو ایوب اور ابو رافع اور خرمیہ بن ثابت اور عاصیہ اور عمر بن عباس اور
 ابو البیس اور خود عمار ان سب کی طرانی نے نکالا اور اسکے اکثر طریق صحیح ہیں یا حسن اور ان کے
 سوا اور صحیح ہے اس حدیث کو روایت کیا جن کے شمار کرنے میں طول چاہیے اور اس حدیث
 میں صاف حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی نشانی ہے اور فضیلت ہے حضرت علی کی
 اور عمار کی اور رسول صبیحیوں اور خارجیوں کا جو کہتے ہیں کہ حضرت علی اپنی ٹائیوں میں صواب
 پر دستہ معاذ اللہ اور دلیل ہے اس حدیث میں کہ فقہوں کی پناہ مانگنا چاہیے اور یہ حدیث جو منقول
 ہے کہ منہ پناہ مانگو اللہ کی فقہوں سے کیونکہ ان میں تباہی ہوتی ہے منافقوں کی ہاں
 ہے اور تفصیل فتن کی خدا چاہے تو کتب الفتن میں آئے گی دفعہ استقلال میں نے کہا مولف
 نے اس حدیث کو حجاب اور فتن میں ہی نکالا **بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ بِالْحَجَرِ وَالْقُتَابِ فِي**
الْعَوَادِ الْمُنْبِئَةِ وَالْمُسْكِيَةِ طَبْعِي اور کارگردن سے مدد لینا مسجد اور منبر کے بنانے میں ف
 حدیث میں طبعی مدد لینا مذکور ہے اور کارگردن کو طبعی برقیاس کر سکتے ہیں اور شاید اللہ

نے اشارہ کیا طلق بن علی کی حدیث کی طرف کہ میں نے مسجد بنائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ آپ فرماتے تھے طلق کو مٹی کے پاس کہو وہ تم سب میں سٹی اچھی طرح ملائے رہے (یانی سے اور
خوب ہوندتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے پیادہ لایا اور مٹی اوس سے ملائی یہ امر شاید حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آیا آپ نے فرمایا طلق کو مٹی مہانے دو وہ تم سے مٹی اچھی بناتا ہے اور
لڑکا لاؤ سکو ابن حبان نے اچھی صحیح میں اوس میں یہ ہے میں نے کہا یا رسول اللہ کیا میں بھی ساز
دھوؤں جیسے لوگ ڈھوتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں تو مٹی ملاؤں کے لیے کیونکہ تو اسکو خوب جانا
ہے (ف) **حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سَمِيعٍ قَالَ**
بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ أَنْ تُهْرِمَ غُلَامًا لَهَا التَّجَارَ يَعْمَلُ لِي أَعُولًا
أَجَلِسَ عَلَيْهِ ترجمہ سہل بن سعد ساعدی روایت ہے کہ جب ابوسل خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک عورت کو (اوس کا نام عائشہ تھا جیسے اوپر گزر چکا) کہلا بھیجا کہ تو اپنے غلام کو جو بڑی ہے
حکم کرو وہ مجھے کچ بکڑیاں بنا دے جو بچہ بیٹھوں (خطبہ اور وعظ کے لیے بیٹھنے سے زیادہ)
حافظ نے کہا یہ حدیث کو کف نے بیان مختصر بیان کی اور پوری حدیث بیوع میں ذکر کی اور ہم اس
کے فائدے کے ساتھ جامع میں خدا چاہے تو بیان کریں گے فتیلائی نے کہا کوفہ نے یہ حدیث کو
صلوۃ میں اور ایسا ہی مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ**
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَلَا
أَجْعَلُ لَكَ قَتِيلًا تَعْمَلُ عَلَيْكَ فَإِنِ لِي غُلَامًا تَجَارًا قَالَ إِنْ شِئْتَ تَعْمَلُ الْمَنَبَا رَحِمَهُ
جابر سے روایت ہے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ کیا میں آپ کے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز طیار کر دوں (یہ
وعظ کی وقت) کیونکہ میرا ایک غلام ہے بڑی آپ نے فرمایا اچھا اگر تو چاہے پھر اس عورت کو نہ طیار کریں
یہ بیان اگلی حدیث کو خلاف نہیں جن میں مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے نہ طیار کر لیا
کے لیے فرمایا کیونکہ احتمال ہے کہ پہلے عورت (خود اسکی تحریک آپ کے لیے نہ طیار کرنے میں
دیر کی تو آپ نے اس کے پاس کہلا بھیجا اور مصنف نے روایت علامات نبوت میں اس میں صاف
ہے کیا میں آپ کے لیے ایک نمبر بناؤں اور حدیث میں یہ لکھا ہے کہ ہر یہ اگر نہیں سوال کے آگے تر
قبول کر لے اور وعدہ کو ایسا کے لیے تقاضا کرنا درست ہے اور اہل فضل کے ساتھ تقرب

حاصل کرنا خدمت بجا لا کر عمدہ بات سمجھ اور باقی فائزے علامات النبوة میں خدا چاہے تو ملک و سرزمین
اور دولت سے اور سکون و برح اور علامات نبوت میں نکال دیا جاوے گا۔ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا
فَضِيلَاتُ حَكِّ تَمَّانِيحِي بْنِ سَلِيْمَانَ قَالَ حَكِّ تَمَّانِيحِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَنْ عُمَرَ وَابْنِ الْكَائِكِ
حَكِّ تَمَّانِيحِي أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ لَحُولًا فِي أَنَّهُ سَمِعَ
عُمَرَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ عَجَبٌ بَنِي سَيِّدِ الرَّسُولِ... حَكِّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَالْإِلَهَ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ دَرَجَاتٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
بَنَى مَسْجِدًا قَالَ يَكْتُبُ لَهُ حَسَنَاتٍ أَنَّهُ قَالَ يَكْتُبُ لَهُ رِبْعُ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ...
عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ وہ لوگوں نے اور پھر اس کی وجہ سے انہوں نے مسجد بنوئی کہ بنانا چاہا یا نہیں
اور چہ نے سے) تو انہوں نے کہا تم نے بہت باتیں بیانیں اور میں نے سنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
عالم سے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے جو شخص مسجد بنا دے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے (نہ
نام اور شہرت کے لیے) تو اللہ تعالیٰ ویسا ہی گہرا دے گا اس کے لیے جنت میں بناوے گا۔ **فصل** مسلم کی ہجرت
میں ہے کہ جب حضرت عثمان نے مسجد بنوئی کہ اس میں نہ بچتے بنانا چاہا تو لوگوں نے اس کو برا جانا اور اس پر
کہا کہ مسجد اسی حال میں ہے جب حضرت کے وقت میں ہستی نبوی نے کہا شاید صحابہ نے مسجد میں نفی
پتھر لگا کر برا جانا نہ دیکھا کہ وہ کرنا اور یہاں حضرت عثمان کی سنت سے ہجری میں تھی اور بعضوں نے کہا
انہی خلافات کو آخر سال میں اور کعب الاحبار سے منقول ہے جب حضرت عثمان مسجد کو بنانے لگے تو کعب
نے کہا کاش یہ مسجد نہ بنتی کیونکہ عثمان جب اس کے بنانے سے فارغ ہوئے قتل کیے جاویں گے
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایسا ہی ہوا اور احتمال ہے کہ یہاں سے شروع ہوئی ہو اور
خلافت کے اخیر سال میں ختم ہوئی ہو اور یہ جو فرمایا جو شخص مسجد بناوے وہ عام ہے شامل
ہے چھوٹی اور بڑی مسجد کو اور ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکالا اس میں صفات
یہ ہے مسجد چھوٹی ہو یا بڑی اور ابن ابی شیبہ نے اسی حدیث میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
اتنا زیادہ کیا کہ اگرچہ وہ مسجد چھوٹا ہے اندر دینے کی جگہ کے برابر ہو اور یہ زیادت ابن حبان اور ہزار نے
ابن ابی الزر سے لکالی اور ابوسلمہ نے ابن عباس سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ

اور ابن عمر سے اور ابو نعیم نے طلحہ بن ابوبکر صدیق سے اور ابن خزیمہ نے جابر سے اور ابن سیرین نے جابر سے کہ انہو کو دیکھی
 جبکہ کے برابر یا اس سے بھی چوٹی بھونچا کہ اس پر سالنہ کے طور پر فرمایا کیونکہ اتنی چوٹی جبکہ میں تو نماز ہی نہیں
 کر سکتی اور بعضوں نے کہا سالنہ نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ مسجد میں اگر اتنی فزیسی جاتی ہے یا وہ کسے تو یہی ثواب ہے
 یا مراد وہ صورت ہے اگر کسی آدمی ایک مسجد کو جانے میں ہلکا ہے تو ہر ایک کے حصے میں اتنی جاتی آو اور اگر ہلکا
 کی روایت میں ہے جو کوئی اس کے لیے گھر بنا دے اور اس کو مسجد کے نکالا تو خدا تعالیٰ اس کو ہر ایک کی روایت میں جو جو کرے
 مسجد بنا دے ایسی بہین اس کی یاد کیا دے نکالا اور اس کو ابن ابراہیم اور ابن جابر نے اور انسانی نے عمر بن خطاب سے ایسا ہی
 نکالا اور طبرانی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ سے اس کی نیت ریا اور شہرت کی نہ ہو حافظہ نے کہا جسے بہت سی
 مسجدیں کہیں ہیں مسافروں کے رستوں میں جن میں صرف قبلہ کی دیوار اور نماز گاہ ہیں اور بعضی نہایت چوٹی ہوتی
 ہیں ان میں مقام مسجد و زیادہ جبکہ نہیں ہوتی اور یہی ہے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے ایسا ہی نکالا امیر
 مین زیادہ ہے کہ اس میں مسجدیں جسے رستوں میں ہیں آپ نے فرمایا ہاں اور طبرانی نے ابو قحافہ سے ایسا ہی نکالا ان
 دونوں کا اسناد حسن ہے ابن جوزی نے کہا جس نے اپنا نام مسجد پر نہ کرے یا وہ مخلص نہیں اور جس نے ضروری دیکر
 مسجد بنائی اور اس کو بھی یہ ثواب نہیں اگرچہ کچھ اجر ہو گا اور صاحب ابن ابراہیم نے فرمایا اور حاکم نے عقید بن عامر سے نکالا
 مرفوعاً کہ اللہ تعالیٰ ایک فقیر سے تین آدمیوں کو جنت میں لے جا دے گا اور اس کو بنا نیلے کو جو جہاد کرے اور اس کو
 مارنے والا کو اس کی مدد کرے نیلے کو اس سے نہ نکلتا ہے کہ اگر اجرت پر ہی بنا دے تو اب بھی ثواب ہے لیکن اخلاص آدمی
 میں جو جہاد اجرت پر کام کرے اور یہ جو فرمایا ایسا ہی گھر اور اس کے لیے بنا دے گا جنت میں یعنی ایک گھر یا دس گھر کو
 ایک کیل کی کا بدلہ دے گا اور یہ غرض نہیں کہ وہ گھر مسجد کی برابر ہو گا یا مسجد کی برابر ہو کیونکہ جنت میں ایک باشت
 ساری دنیا سے بہتر ہے امام احمد نے وائندہ سے نکالا کہ اس کو اس کے لیے جنت میں اس سے افضل بنا دے گا اور طبرانی
 نے ابو امامہ سے اس سے زیادہ کثرت اور طبرانی اور ترمذی نے نکالا ابن عمر سے اس سے زیادہ

اور حدیث کو مسلم اور ترمذی نے بھی نکالا لا فتی و قسطاً **قَابُ** يَأْخُذُ بِغُلُوِّ الشَّكْلِ إِذَا مَرَّ فِي
 الشَّجَرِ حَتَّى يَلِكُ سَجِيحٌ يَنْزِلُ تَوَادُّ سُرِّيَّانِ دِيْنُهُ بَالِ تَامٍ لِيَوْحِي **حَالُ** نَعْمًا قَتِيْبَةً قَالَ حَدَّثَنَا
 سَعْيَانُ قَالَ لَعَنَهُ اِسْمَعِيْلُ حَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ رَجَلَ فِي الشَّجَرِ وَمَعَهُ سَجِيحٌ فَقَالَ
 لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ يَنْصَالِيهَا رَحِمَهُ ضَيَّانُ بْنُ عَمِيْنَةَ سُرُوْدِيْتِ بِرَبِّهِ عَمْرُو بْنُ
 دِيْنَارٍ سَ كَمَا لَيْتَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَسَانِي وَهْ كَسُوْنِي تَسَايَاثِ خَصْرُ سَجْدِيْنِ وَكَفَرُ اَمِيْرُ لِيْ بِرُكُوْزِ اَبْنَابِ

خدا جلے علیہ وسلم نے اوس فرمایا یرون کی نوکین تمام لے وں تاکہ کسی سلمان کو ختم نہ لگے۔ آپ کی کمال عظمت
 تھی اپنی غریبیت پر اور قتیبے اس حدیث میں عمرو کا جواب بیان نہیں کیا جیسی کی روایت میں کہ عمرو نے کہا
 مان شینے جابر کو یہ سب سے حافظ نے کہا جیسی کی روایت میں میں نے جواب نہیں پایا البتہ لوگ نے اسکو دیکر
 طریق کو نکالا کتاب الفتن میں اس کے اخیر میں یہ کہ عمرو نے کہا مان اور سلم کی روایت میں سوال ہو جواب
 بخاری اور سلم نے عمرو کو نکالا کہ ایک شخص حضور سجاد میں گذر آیا تو اسکی نوکین سامنے تھیں آپ حکم کیا نوکین
 ہٹا سنے کا کسی سلمان کو کوئی چاند لگے اور سلم کی روایت میں یہ کہ وہ شخص تیر لہر دیا کہ ما مسجد میں اور مجھے اور سکا نام
 معلوم نہیں ہوا اور حدیث کو یہ نکالا کہ سلمان کی رست کر حاضر رہو اور تھوڑا بہت خون سلمان کا بہا مانا رہا ہے
 اور مسجد میں ہتھیار لیکر جانا درست ہوا طریقہ ای نے اوسط میں ابو سعید کو نکالا کہ حضرت نے منع کیا ہتھیار بہانے کو
 مسجد میں اور حدیث کو یہ لکھنے فتن میں اور سلم نے ادب میں اور سلم کی نے صلوات میں اور ابو داؤد نے جہاد میں
 اور ابن ماص نے ادب میں نکالا (فوق لخصاً) **کتاب التَّوْبَةِ فِي الْمَسْجِدِ** میں گذرنا تو وغیرہ لیکر
 درست کر دیا کی نوکین تمام کی **حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدُ قَالَ حَدَّثَنَا**
أَبُو بَرْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَرْدَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ
فِي مَسْجِدِي تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي أَوْ تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي أَوْ تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي
 عامر نے اپنے باپ ابوی اشعرش کی روایت کی اور نوح کہ صاحب رسول مقبل جلے علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا جو کوئی ہماری مسجد میں پانزدہ دن میں تیر لیکر گزیرے وہ انکی پیکان تمام سے ہر ایسا نہ ہو کسی سلمان
 کو ختمی کرے **فِي مَسْجِدِي** اصل حدیث سے بھی نکالا تھا مگر اس روایت میں باز ارکا ذکر زیادہ تھا اسوجہ کو لغت
 نے یہ روایت بیان کی ابواساس کی روایت میں جو اپنے پہلی ہر تیر دن کی پیکان میں تمام لیو ایسا نہ ہو کسی سلمان کو
 ایک جا میں اور سلم کی ایک یہ حدیث میں برابر سے انکی پیکان میں تمام لیو اور نوح نے اسکو فتن میں اور سلم
 نے ادب میں اور ابو داؤد نے جہاد میں اور ابن ماجہ نے ادب میں نکالا (فوق) **کتاب التَّوْبَةِ فِي الْمَسْجِدِ**
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں گذرنا تو وغیرہ لیکر
الْزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ سَهْلٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَقُولُ إِذَا تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي أَوْ تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي أَوْ تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي تَوَضَّأَ فِي مَسْجِدِي
 عمر رسول اللہ جلے علیہ وسلم **اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا بِرُوحِ الْقُدُسِ** قال ابو هريرة نعم **حَمْدُ**

مال اور سب سے زیادہ قیمتی ہے آسمان اور زمین سب قربان اور تصدیق اپنے حبیب کے اللہم صل وسلم وبارک علیہ
 آپ ارشاد فرمایا ابن ابی حردوسہؓ اور کوکبہ قرظیؓ اور کوفہؓ اپنے اپنے ادا کر دی کہ کوکبہؓ اور کوفہؓ چھوڑا
 معافی اور عذرت دونوں نہیں ہو سکتی حافظ نے کہا احمد بن حنبلہؒ نے تواتر بتایا ہے کہ میں نے سچا لیا کہ ان بات
 ہے بعض روئے جواب ہے یا کہ کوکبہؓ حضرت کے برادر جو ترکہ بن ابی حردہؓ کا چچا ہی لیا تھا میں کہتا ہوں شاید امام
 نے اشارہ کیا کہ دو سر طریق کی طرف جبکہ نکال باب الصلح میں اس میں یہ کہ کوکبہؓ ابن ابی حردہؓ کا چچا لیا اور دونوں
 نے بائیں کمر اور حدیث میں یہی ہو چکا کہ صحابہ میں آواز بلند کرنا درست ہے حسبِ بیت نہ بلند کرے اور امام مالکؒ نے اس
 سلفاً منع کیا ہے ہمارے کہ اگر یہ ناجائز نہ تھا تو حضرت ان دونوں سے بیان کر دیتے اور یہ جواب یہ ہو سکتا ہے کہ
 شاید پہلے آپ اس سے منع کر چکے ہوں آپؐ کو کفایہ اور یہی نکلا کہ صاحب حق سے سفارش کرنا درست ہے اور حاکم کو
 صلح کے لیے اشارہ کرنا جائز ہے اور شفاعت کا قبول کرنا اور رد کرنا پروردگار کا (فتح) اور کوفہؓ اور احمد بن حنبلہؒ
 صلح اور طاعت بن نکال اور سلم نے بیروم میں اور ابو داؤد اور نسائی نے قضائین اور ابن ماجہ نے احکام میں (رق) کیا ہے
 کثیر المیحد والقیط المخرق والقدحی العیدان صحابہ میں جہاڑ دینا وہ ان کے جتھے سے اور کوکبہؓ اور کربان
 چند کھانہ کھانا بوجھنے قال حدثنا حماد بن زید عن قتیبہ عن ابن رافع عن ابن ہریرہ
 ان رجلاً اسوداً وامراً سوداً کان یفحم المیحد فمات فسال النبی ﷺ عنہ ﷺ علیہ السلام
 فقالوا مات قال افلا کنت تصادونہم وہ دلوہ علی قبرہ او قال علی قبرہا کافی فابہرہ فصلی
 علیہا ترجمہ ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ ایک لاش لایا گیا ایک کالی عورت (یہ شکایت کو سہرا جو رادی ہو چکی تھی) اسجد
 (نبوی) میں جہاڑ دینا یا دینی تھی وہ مر گیا یا مر گئی تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا حال پوچھا تو کوکبہؓ
 کہادہ مر گیا یا مر گئی آپؐ فرمایا تم نے مجھ پر نہ کی تیرا وہ مجھے قبر اسکی بہر آپؐ اسکی قبر پر اور بنا کر پڑی اور سپردِ حفاظت
 نے کہادہ دوسری روایت میں جو کوفہؓ نے آگے نکالی یہ ہے کہ میں اسکو عورت سمجھتا ہوں اور ابن خزیمہ کی روایت میں
 کالی عورت ہے اور خاک نہیں اور یہی نے اسکو روایت کیا یا سنا حسن بریدہؓ اور اس میں عورت کا نام ام محمد بن
 ہے اور ابو شیحہ نے کتاب الصلوۃ میں پسند مرسل جزم کیا کہ وہ عورت تھی اور حضرت کو جواب ابو بکر صدیقؓ نے دیا تھا اور
 ابن سند نے صحابہ میں خرقہ کو ذکر کیا ہے کہ وہ ایک کالی عورت تھی جو سجدہ کو جہاڑتی تھی اور ابن حبان نے اسکو صحابہ میں
 کہا تو شاید خرقہ اور سکا نام ہوگا اور ام محمد بن کنیت ہوگی اگر کوئی کہے کہ حدیث میں سجدہ کا جہاڑنا نکلتا ہے لیکن اور
 بائیں جواب میں مذکور ہیں کہ ان لفظی میں اور سکا جواب بعض روئے دیا ہے کہ کوفہؓ نے ان کو قیاس کیا جہاڑنے پر

تَصِحُّوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَيْهِمْ كَمَا كُنْتُمْ كُنْتُمْ قَوْلُ اَخِي سَلِيْمَانَ رَدِّتْ اَخُوهُ لِيْ وَهَبْ لِيْ مَمْلَكَةً لَا
يَنْتَعِجُ كَا حَلِيْمٍ فَقَالَ رَدُّوْهُمُ قَدْ كُنْتُمْ مَخَاسِنًا رَحِمَهُ الْبُحَيْرُ بِرَبِّهِ رَوَيْتُ عَنْ جَابِلَ سَمِعَ اَبُو سَلِيْمٍ اَبُو سَلِيْمٍ
اَللّٰهُ سَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَاكُشْ بِرِجْلِهِ رَا حُنَّ كُزْشَتِ رَا تِ كُزْشَتِ رَا تِ كُزْشَتِ رَا تِ كُزْشَتِ رَا تِ كُزْشَتِ رَا تِ كُزْشَتِ رَا تِ
دوسری روایت میں مولف کے یہ ہے کہ وہ سیر سامنے آیا اور مجھ سے بچتا ہوا اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ ملی
کی صورت میں سیر سامنے آیا اور سلم کی روایت میں ہے کہ ایک شعلہ آگ کا لیکر آیا میرا منہ جلانے کے لیے اور عائشہ کی روایت
میں ہے حضرت عائشہ سے پہلے اس کو پکڑا اور دیوار پر اس کا کلا گھونٹا بیان کیا کہ اس کی زبان کی سڑی میرے
ہاتھ پر لگی اور باقی فائدہ اس حدیث کے باب ذکر الحزن اور تفسیر سورہ ص میں خدا چاہے تو مذکور ہونگے (فتح) (ت)
وہ اس لیے آیا تھا کہ میری نماز توڑ ڈالے پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قدرت دی اس پر پہنچنے جا یا اس کو باندھ دوں مسجد کے ایک
ستون پر تاکہ صبح ہو اور تم سب کے سب کو دیکھو سو پہنچنے اپنے بہائی سلیمان علیہ السلام کا قول یاد کیا اور انہوں نے دعا
کی اتنی اے مالک بخشہ مجھ کو اور ایسی عظمت مجھ کو دی جو میرے بعد کسی کو منزاوار نہ ہو (ت) میں نے آدھوں میں سے
اومی کو میرے بعد ایسی حکومت نکلو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود قدرت کے اس شریحین کو چھوڑ دیا اس
خیال سے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان کی دعا قبول کرے اور حدیث کو مولف نے صلوٰۃ اور تفسیر اور احادیث انبیا اور
صفت المیسرین لکھا اور سلم نے صلوٰۃ میں اور عائشہ نے تفسیر میں (مطلعی) (ت) روح بن عبادہؓ کا راجہ
آنحضرتؐ کی راہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا (ت) سلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اس کو بہرہ یافذیل کر کے اور حدیث میں یہ لکھا کہ قتیبہؓ کو مسجد میں باندھنا درست ہے اور مدینوں کا باندھنا اس پر
قیاس کیا **باب** اَلَا تُحْيِيْنَ اِلٰهَ اِذَا اَسْكَدَ وَرَكِيْطُ الْاَسِيْدِ اَلَيْسَ اِيْهَا فِي الْمَلِيْكَدِ اِسْلَامٌ لَا يَكُوْنُ قَوْلُ عَمَلٍ كَرَامَ
اور قتیبہؓ کو مسجد میں باندھنا (ت) حافظ نے کہا اکثر مدینوں میں ترجمہ باب مدینہ مذکور ہے اللہ علی اور قتیبہؓ کی
روایت میں قتیبہؓ کو باندھنے کا ذکر نہیں اور بعض مدینوں میں صرف باندھ کر ہے بلا ترجمہ کے گویا فیصل ہے پہلے
باب کی اور احتمال ہے کہ امام بخاری نے بیان ترجمہ قائم کرنے کے لیے خالی جا چھوڑی ہو اور اگر گون نے یہ ترجمہ لکھا
ہو اور اسے معیلی نے یہ ترجمہ کیا ہے باب شرک کا جانا مسجد میں اور امام بخاری کی یہ عادت نہیں کہ ایک ترجمہ کو دوبار
بیان کریں اور اسلام کے غسل کو صاحب کے ابواب میں کوئی تعلق نہیں البتہ یہ تاویل کر سکتے ہیں کہ کافر اکثر حرم ہے
ہیں اور حرم کو مسجد میں جانا درست نہیں مگر ضرورت سے ہر جب کافر مسلمان ہو جائے تو اب اس کو حجاب کی حالت
میں مسجد میں رہنا نہ چاہیے بلکہ غسل کرے ہر جب میں سے اگر کوئی کہے کہ مولف کو یہ حدیث جو اس باب میں ہے اگر کلام

میں بیان کرنا بہتر تھا اور کجا بیت ہے کہ جنت کا قصد اس باب کیلئے زیادہ مفید ہو کیونکہ اس کے باندھنے کا مسجد میں
حضرت نے قصد کیا تھا اور فرما کہ اور سوچ باندھتا اور آپ نے جب کہ کو بندھا دیکھا تو فرمایا چوڑو اور مسکریہ تقریر ابن
سیرین کی اور بہرہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود امام بخاری نے اور سفاری میں یوں روایت کی ہو کہ حضرت ثمامہ بن
بارک نے وہ بندھا ہوا تھا اور تیس دن اپنے اس کے چوڑی کا حکم کیا اور ایسا ہی امام مسلم نے لکھا اور ابن اسحاق
نے سفاری میں تصریح کی کہ آج حضرت ہی نے ثمامہ کے باندھنے کا صحابہ کو حکم کیا تھا تو باطل ہوئی تقریر ابن سیرین کی
اور شاید اوہ سوچ یہ حدیث پوری نہیں دیکھی صحیح بخاری میں نہ اور کتابوں میں اور مجھو اس لئے تعجب میں ہے
کہ اوہ سوچ یہ کیسے جائز کر کا صحابہ کوئی کام مسجد میں حضرت کی مرضی کے خلاف کرتے تھے تو سارا کلام اور لکھا فاسد
ہے (فتح مختصر) دکان شکر یہ کام الغریب جان یحییٰ بن الساکتہ المکیہ اور تیسرے ابن حارث کنی مخفی
قاضی کوئی کہ حضرت کے زمانے میں تو لیکن آپ کے نہیں (حکم کرتے تھے کہ قصد مسجد کے ستون کے پاس نہیں
ہے اس روایت کو وحل کیا سمر نے اور کہ اوہوں نے ابن سیرین کا کفریہ جب فیصلہ کرتے کسی شخص پر کسی حق کا
تو حکم کرتے وہ مسجد میں قید ہو گیا تاکہ اپنے ذمہ کا حق ادا کرے بہرہ اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ حکم کرتے اس کو
قید خانے میں لیجانے کا (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا**
سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلِيلَ بْنَ خَدِجَةَ
بِحِجْلٍ حَتَّىٰ حَتَفَهُ يَقَالُ لَهُ تُمَامَةُ بْنُ أَنَسٍ فَرَطُوهُ كَسَارِيَّةً مِّنْ سَعَارِي الْمَجْدِ فَخَصَّ إِلَيْهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اطْلُقُوا ثَمَامَةَ فَأُتِيَ إِلَى الْخَلِيفَةِ بْنِ أَبِي الْخَلِيفَةِ فَأُغْتَسَلَ
فَدُخِلَ الْمَجْدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ تَرَجَّعَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَرَوَيْتُ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو نجد کی طرف بھیجا اور سوین محرم ۳۷ ہجری میں تیس سواروں کو
قرطاب کی طرف جو ایک شاخ تھی بنی کلاب کی اسوار بنی حنیفہ میں ایک شخص کو لیکر آئے جس کو ثمامہ بن أنس کہتے تھے
اور کو باندھ دیا مسجد کے ستون میں جو ایک ستون سے بہر جناب رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بڑھ
ہو کر اور ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو چوڑو اور قصد آپ کے رحم اور کرم اور اطلاق کے، **فَاطْلُقُوا** فی نے کہا آپ نے غفلت
احسان لکھا اور کو چوڑی کا حکم کیا یا اس کو کہ اپنے اس کے دل کی رغبت ایمان کی طرف پہچان لی یا اس کو کہ
کہ اس نے اسلام قبول کیا جیسے ابن خزیمہ اور ابن حبان کی روایت میں جو ابو ہریرہ سے **فَاطْلُقُوا** بہر ثمامہ سے کہ
ایک کھجور کے درخت پاس گیا اور غسل کیا بہر مسجد میں آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ بخیر خدا کے کوئی سچا

معبود نہیں اور محمد اس کے رسول میں ہے حدیث میں نہ نکلا کہ کافر جب مسلمان ہونا چاہے تو غسل کرے اور امام احمد کے نزدیک واجب ہے اور اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور غازی میں نہ نکالا اور مسلم نے غازی میں اور ابوداؤد نے جہاد میں اور نسائی نے طہارت میں اور صلوٰۃ میں (قطعا حفظہ) کہا اس حدیث کو باقی نادمے خدا چاہے تو اس کے مذکور ہونے کے **باب الحیمة فی الحجج** لکھنوی غیر ہر مسجد میں بیماروں وغیرہ کے یخیمہ لگانا حدیث میں نہ آیا بڑی بی قراری قال حکمنا عبد اللہ بن مسعود قال حکمنا عبد اللہ بن مسعود عن عائشة قال قلت قال حکمنا عبد اللہ بن مسعود یومہ الخندق فی الکحل فصر بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیمة فی الحجج لیسعدہ من کسب فکرمہم و فی الحجج حیمة فربما یخافوا لکم کیس لیسعدہم فقالوا یا اہل الحیمة ما ہذا الذی یا بیننا من قبلکم فاذا اسعدکم بعد وجعکم مما فات فیما رحمہم ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ کو (جو سردار تھے قبیلہ اوس کے اور جنکو لیے عرش جہنم کیا) خندق کی لڑائی میں زخمی ہو گیا تھا (جسکو مرد روح در حیات کی رگ بھی کہتے ہیں) زخم لگا رہا بن عروہ نے قہر مارا تھا تو جناب اس وقت صلوات اللہ علیہ وسلم نے انکو لیے مسجد میں خیمہ لگا دیا تاکہ انکی بیماری بڑی نہ ہو کر لین کر لین تو لوگوں کو ڈر نہ ہو بلکہ اس وقت حریبان کے خیمہ کو خوں بہنے لگا نبی عفرار کے خیمہ کی طرف جو مسجد میں تھا اونکو بچے لکھا اسے خیمہ الیہ کیا ہے جو تمہاری طرف آتا ہے ہماری طرف دیکھا تو سعد کے زخم میں خون بر رہا ہے پھر سعد گئے اونی خیم سے **باب** یا اوسی خیمہ میں اس حدیث کو مؤلف نے صلوٰۃ اور غازی اور ہجرت میں نہ نکالا اور ابوداؤد نے جہاد میں اور نسائی نے صلوٰۃ میں اور اس حدیث کو باقی نادمے کتاب المغازی میں مذکور ہونے کے انشاء اللہ تعالیٰ (رفدق) **باب** ادخال البعیر فی السجین للعلیؑ حضرت سوا دھ کا مسجد میں بیجا نادر ہے **باب** وقال ابوہریرۃ عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ یسیرہ اور عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کیا اپنے اوٹ پر اس روایت کو خود مؤلف نے وصل کیا کتاب الحجج میں حکمنا عبد اللہ بن مسعود قال لخبنا ما لک عن محمد بن عبد الرحمن بن نوکیل عن عروہ عن زید بن ثابت انی سکتہ عن ام سلمہ قالت شکوحت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی استکرت قال طوفی فی مرقہ و ادبر الناس وانت راکبۃ فطفت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الی جنب البیت یقرأ بالطور و کتاب مسطور ترجمہ ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے اونھوں نے کہا میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

شکایت کی میں پیار ہوں آپ نے ارشاد فرمایا تو طواف کر لو گون کے اسٹی سر یعنی اونکو پیچھے سے سوار ہو کر اپنے طواف
 کیا اور اٹ پر سوار ہو کر اس وقت تک بیت اللہ کے بازو نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں سورۃ والطور کو کتابے طور پر
 ہے تہی ہوتے بعضوں نے کہا کہ ترجمہ باب میں جو امام بخاری نے لکھا کہ اس سے ضعف اور بیماری مراد ہے اور
 ابو داؤد نے لکھا کہ حضرت مکین بن بشر نے لکھی آپ بیماری تو طواف کیا اپنی اونٹنی پر اور جا رہے تھے کہ آپ نے طواف
 کیا اور اٹ پر اسلئے کہ لوگ ایک دو مکین آپ کے پیچھے تھے اور حدیث کی بحوث کتاب الحج میں اگر خدا نے چاہا تو اؤ کی
 ابن بطال نے کہا حدیث میں نکلتا ہے کہ جو جانور حلال ہیں انکو مسجد میں ایجا نہ درست ہو اگر ضرورت ہو کیونکہ اون
 کا پیشاب نجس نہیں ہے برخلاف حرام جانوروں کے حافظ نے کہا جب عبد کے اکودہ ہونیکا ڈر ہو تو ایجا نہ درست نہیں
 لوگوں نے کہا ہے کہ آپ کی اونٹنی تعلیم یافتہ تھی وہ جب تک سببی رہتی تو پیشاب اور پاخانہ نہ کرنی اور احتمال ہے
 کہ ام المؤمنین ام سلمہ کا بی اور اٹ ایسا ہی ہو (فتح) ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت کی سبب تنوں کو ادا کیا
 مگر طواف اور اٹ پر سوار ہو کر نہ کر سکا کس لیے کہ لوگ اس زمانہ میں اور اٹ کو مسجد کے اندر نہیں لیجائے دیتے اس
 یہ نکلا کہ اولیاء اللہ وہی ہیں جو بہ نسبت اور دن کے سنت پر زیادہ چلتے ہیں بلکہ جہاں تک ہو سکتا ہے اقوال اور
 افعال اور عادات میں ایک امر میں حضرت رسول کریم کے طریق پر چلتے ہیں اور جن فعل کو ہمارے حضرت نے ایک بار ہی
 کیا وہ سنت ہو چکا اب اگر سارا زمانہ اوسکو برا جانے یا اوسکا عیب کہے تو وہ لغو ہے بلکہ حضرت کی کسی دانے
 سے ادنی سنت یا فعل کی حقیر کرنا یا اوسکا عیب کرنا کفر ہے معاذ اللہ **باب** یہ اصل کتاب میں ایسا ہی ہے
 کوئی ترجمہ نہ کر رہیں اور شاید امام بخاری نے ترجمہ کہنے کے لیے بیان جامی خالی چھوڑی ہو وہ جابری ہی فعالی
 رہی اور ابن رشد نے فرمایا کہ اسیے مفسرین میں باب پہلے باب کی فصل ہوتا ہے تو یہ وہاں ہے جہاں دو سکر باب
 پہلے باب سے مناسبت ہو اور بیان یہ بات نہیں ہے اب ہی ابواب صاحب سے مناسبت وہ یہ کہ اس حدیث میں
 جن دو شخصوں کا ذکر ہے اونہوں نے دیر کی حضرت کے ساتھ مسجد میں ہکر وہ عشا کی نماز کا انتظار کرتے تھے یہ حدیث
 میں اس باب کا یہ ترجمہ مناسب ہے کہ مسجد کو جانا اندھیری رات میں اور اشارہ ہو اس حدیث کی طرف جسکو ابو داؤد نے
 لکھا لاریہ سے خوشخبری دی کہ کعب بن جریف جانیوالون کو اندھیر میں بوری نور کی قیامت کو دن اور باقی فوائد اس
 حدیث کو خدا چاہے تو کتاب المناقب میں مذکور ہونگے وہاں کو لفت نے بیان کیا ہے کہ یہ دونو شخص سعید بن جبیر اور
 عباد بن بشر تھے رضی اللہ عنہما (فتح الباری) **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّعْتِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ**
قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَتْمَةَ

خَصَّامُ رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا امْتِلُ لِلصَّاحِبَيْنِ بِمُحَمَّدٍ
 بَيْنَ الْأَيْدِي عَمَّا قُلْنَا أَفَرَأَيْتَ مَا رَمَعَ كُلُّوَاحِدٍ مِنْهُمَا وَأَيُّهُمَا حَتَّى آتَى أَهْلَهُ تَرَجَّمَهُ النَّاسُ بِأَكْبَرِ
 سے روایت ہے کہ حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک شخص نے رات میں
 اندرون کے ساتھ دو چرخوں کی مانند دو جواہر کے سامنے روشنی دیتے تھے جیسے دو نون جواہر کی تو ہم
 ایک کے ساتھ ایک کی طرح ہو گیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کو پہنچے وہ یہ اسد تعالیٰ نے اذن و نون صحابہ میں
 اور روشنی بھیجی میرکت صحبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ان کی عزت بڑھائی اسلئے کہ دنیا میں بھی نہ نور دیا
 جو انہیں میرے میں سج جانے والوں کی آخرت میں بیگناہ حدیث کو کون فتنے علامات ثبوت میں نکالا اور ساقب میر
 (قط) **بَابُ الْخُرُوجِ وَالْمَكْرِ فِي الْمَسْجِدِ** مسجد میں کھڑکی رکھنا اور مسجد میں نہ گزرنے کا حکم تھا محمد
 بْنُ سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُلَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ يَسْرِينَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 أَبِي سَعِيدٍ الْمَخْدَرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ سَجَّاهُ خَبِيرٌ
 عَبْدُ الْيَكِينِ الدُّنْيَا بَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَمَكَرَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يَكُنِي
 هَذَا الشَّيْخُ إِنْ يَكُنِ اللَّهُ خَيْرٌ عَبْدُ الْيَكِينِ الدُّنْيَا بَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَكَانَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَكُنْ لَكَ مِنْ أَمْرِ
 النَّاسِ عِلْمٌ فِي هَذِهِ دُمَاهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُشْتَبِحًا أَخِي لَا مَنَ أَمَّتِي لَا تَخْشَى يَا أَبَا بَكْرٍ
 وَلَكِنْ أَخُوهُ أَوْلَا سُلَامَةً وَمَوْتَهُ لَا يَبْقَى فِي الْمَسْجِدِ **بَابُ الْأَسْكَانِ** الْبَابُ الْآخِرُ مِنْ تَرْجُمَةِ أَبِي سَعِيدٍ
 خَدْرِيِّ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بڑا تو فرمایا کہ اسد جل جلالہ نے ایک شخص کو اختیار
 دنیا میں رسول یا اس کے پاس ہے (آخرت میں) اس کو اختیار کرنے تو اس شخص نے اختیار کیا وہ جو اس کے
 پاس ہے اور دنیا میں زیادہ رہنا منظور کیا ایسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں کہا یہ تو بڑا کمال
 رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ نسلے ایک شخص کو اختیار دیا دنیا میں بھٹنے میں یا اس کے پاس ہے اس کو اختیار کرنے
 میں ہر جواہر کے پاس ہے وہ اس کو اختیار کیا (یعنی بظاہر ابوبکر کے روئے کی کوئی وجہ نہیں اور یہ نہ سمجھنا جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شخص تھے (جن کو اختیار ملا تھا) اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب میں سے صحابہ میں زیادہ
 عالم تھے اور حضرت کو اشارہ دین کو خوب سمجھتے تھے دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت نے فرمایا تو ابوبکر نے عرض
 کیا ہم تصدیق کرتے ہیں آپ سے اپنے والوں کو اور اپنی اولاد کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رادشقی دی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ کی صحبت اور مال کا احسان اتنا مجید نہیں جو عیساؑ اور یحییٰؑ
 ہے۔ **ف** حدیث میں **امیر الناس** جو لقبی نے کہا وہ امتیاز ہے یعنی ابوبکرؓ کے حقوق مجید تھے جن کا اگر
 اور کسی کے اتنے حقوق ہوتے تو وہ مجید پر احسان جتنا نادر ہی نے کہا علمائے کما ہے کہ **امیر الناس** جو یہ مراد ہے کہ
 ابوبکرؓ کی سخاوت بہار اور بہت ہر مال اور جان و دونوں جو اور احسان کہنے کے معنی صحیح نہیں کیونکہ احسان
 کسی کا آپ پر نہیں بلکہ آپ کا احسان تمام مخلوقات پر ہے اور ابوبکر صدیقؓ کے بڑے حقوق یہ تھے کہ اوہ دونوں نے
 اور دونوں پہلے آپ کی تصدیق کی آپ کے اور اپنا روپیہ خرچ کیا آپ کے ساتھ جو صحبت اور حرمت تین ہی تھے کہ
 کہ اپنی جان جاننا کسی اندیشہ نہ کیا حضرت کا احسان ان کے اور بہت بڑا تھا کہ آپ کی بدولت آخرت میں ان کو
 بڑے بڑے مرتبہ ملے جن کے مقابلہ میں دنیا کے مال اور دولت کی کچھ حقیقت نہیں ہے اس پر ہی حضرت نے انکا شکریہ
 ادا کیا اور ترندی نے ابوبکرؓ سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا کیسا احسان میرا نہیں جو جبکہ بدلہ ہم نے
 نہ کیا مگر ابوبکرؓ کا انکا احسان جو کہ اوپر ہے جبکہ بدلہ اللہ تعالیٰ انکو قیامت کو دن دینگا (رفع و قسط) **ف**
 اور جو میں کیسے کہ اپنے است میں جو جانبی دوست بنا لیا تو ابوبکرؓ کو اپنا جانبی دوست بنا **ف** حدیث
 میں غلیل کا لفظ ہے مطلب یہ کہ ابوبکرؓ خلعت کو لائق تھے مگر خلعت کر نیے آپ کو ایک امر مانع تھا وہ یہ کہ آپ
 پر درگاہ کی خلعت اور محبت میں ایسا غری تھے کہ دوسرے کی خلعت ممکن نہ تھی کیونکہ غلیل آدمی کا ایک سی ہوتا
 ہے اور غلیل سے اتر کر حبیبیہ اور ہمسور حضرت نے ابوبکرؓ اور عائشہؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ لوگوں کو زیادہ مجسم
 محبوب ہیں اور انکو غلیل نہیں فرمایا (قسط) اور وہ جو غلیل نے روایت کیا ابوبکرؓ سے کہ حضرت نے فرمایا ہر ایک نبی
 کا ایک غلیل ہوتا ہے اسکی است میں جو اور میرے غلیل عثمانؓ میں تیرے حدیث میں ہے اور باطل ہے اسکو ہمارا
 میں اسحاق بن نجیح اور زید بن مردان دونوں کذاب ہیں البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنا
 حبیب فرمایا روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور بیان اسکا مفصل کتاب المناقب میں آدینکا انشاء اللہ تعالیٰ

ف لیکن ان سے بہائی پناہی اسلام کا اور دوستی جو اسلام کی **ف**
 توفیق خلعت کی اور اعتبار جو کی اور اثبات اور اعتبار جو کیا اس صحت میں شروع حدیث کا آخر کے خلاف نہ ہوگا
 حافظ کے کہا اس اشکال کا جواب خدا چاہے تو کتاب المناقب میں آدینکا اور دوسری روایت میں ہے کہ اسلام
 کی دوستی افضل ہے کیونکہ اس کے درجہ میں اور ابوبکرؓ کا درجہ سب صحابہ میں زائد تھا **ف** مسجد میں کوئی مرد
 نہ ہے مگر نہ کہ دیا جاوے مگر ابوبکرؓ کا دروازہ **ف** ابن عباسؓ کی روایت جو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے مرض میں

میں فرمایا جب ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کے لیے حکم دیا بعضوں نے کہا اس میں اشارہ ہی انکی خلافت کی طرف
 کیونکہ فضیلت ہی انکو اور صحابہ پر اداں کا دروازہ کھلے کی طرف کھلا رکھا اور سب کے دروازے بند کر دیے اور اس
 کا معارضہ ہوا ہے اور اس روایت میں جو کہ ترمذی نے نکالا ابن عباسؓ کے کہ حضرت نے فرمایا بند کرو سب دروازوں کو
 مگر علیؓ کے دروازے کو اور جواب دیا یہ اس طرح سے کہ ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا اور ابن عباسؓ نے کہا وہ وہم ہے
 لیکن اس حدیث کو کسی طریقہ میں اور ہر ایک نے سر یکو منی کرتا ہے حافظ ابن حجر نے کہا بعض طریقوں کا اسناد قوی
 ہے اور بعضوں کے راوی ثقہ ہیں اور حدیث میں یہ نکلا کہ مسجد کو راہ کر لینے سے بچا جا چاہیے اور یہی ضرورت جو دروازے
 لوگوں کے مسجد کی طرف ہوں انکو بند کر دینا چاہیے اور اس حدیث کو مولف نے فضائل میں نکالا مگر حکم کتاب ہے جو
 فضیلت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس حدیث میں مروی ہے وہ حضرت ابوبکرؓ سے خاص نہیں ہر جیسے بعضوں نے خیال
 کیا اور تعصب کی وجہ سے احادیث ثابتہ کو موضوع اور باطل قرار دیا اس حدیث میں حضرت ابوبکرؓ کی دو فضیلتیں
 مذکور ہیں جو اداں سے خاص نہیں ہیں ایک تو آخرت و موت اسلامی دوسرے انکا دروازہ بند نہ کیا جانا پہلی فضیلت
 دوسری صحیح حدیث میں حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کے لیے بھی مروی ہے کہ آپؓ فرمایا اِنَّتَ اَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یعنی تو میرا
 بہائی ہو دنیا اور آخرت میں اور دوسری فضیلت بھی حضرت علیؓ کے لیے ترمذی کی حدیث میں موجود ہے جو
 اسی بیان میں ہے اور نکالا اسکا امام احمد نے اپنی سند میں اور نسائی نے اور ابونعیم نے اور خطیب نے مختلف
 طریقوں سے اور ابن جریر نے نو تشریح کیا اس مقام میں اور کہا کہ حدیث کو ا فضیلتوں نے بنایا ہے صحیح حدیث کا
 جو ابوبکرؓ کے باب میں مروی ہے مناقبہ کرنے کو اور دیکھا ابن جریر نے حافظ ابن حجر نے القول المسد فی الذی عنہ
 احمد میں اور کہا کہ یہ وہم ہے ابن جریر کا کہ انہوں نے مافہمی سے احادیث صحیحہ کو باطل خیال کیا اور یہ حدیث مشہور
 ہے اسکو کسی طریقہ میں اور ہر ایک طریقہ میں جس کے درجہ سے کم نہیں اور سب طریقہ ہا کہ حدیث یقیناً صحیحہ ہے
 ہر نہ کیا حافظ ابن حجر نے بڑے طول کے ساتھ ابن جریر پر اور بیان کیا حدیث کو سب طریقوں کو اور یہ کہ کہا کہ
 یہ معارض نہیں انکو بکر حدیث کہ کیونکہ اس میں ہر کون اور ہر کون کے بند کرنے کا حکم تھا اور حضرت علیؓ کا
 گھر تو مسجد کے اندر تھا حضرت کے گھروں کو ملا ہوا اور حافظ سیوطی نے بیان کیا اور کسی طریقوں کو اس حدیث کو
 جنکو حافظ ابن حجر نے نہیں ذکر کیا اور ہم اس بحث کو انشاء اللہ تعالیٰ کتاب المناقب میں تفصیل سے بیان کریں گے
 البتہ ایک فضیلت اس حدیث میں ہے کہ اگر وہ خاص کیجا جسے ابوبکر صدیقؓ سے تو ممکن ہے وہ یہ کہ حضرت نے
 فرمایا اداں کا احسان مال اور صحبت میں اور دن سے زیادہ ہر اضنی ہو دی اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ

مسجد میں دروازہ اور نخیہ لگانا قال ابو عبد الله وقال لعبد الله بن محمد بن محمد بن حاتم سفيان بن عيينه قال قال لي ابن سنان كذا عبد الملك لورايت مسجدا ابن عباس رواه ابو جعفر الطوسي في تاريخه قال قال لي ابن سنان كذا عبد الملك لورايت مسجدا ابن عباس رواه ابو جعفر الطوسي في تاريخه قال قال لي ابن سنان كذا عبد الملك لورايت مسجدا ابن عباس رواه ابو جعفر الطوسي في تاريخه

اور مسجد بن میں درست ہے اور بعضوں نے کہا اہل کتاب کو سمانون کی اجازت ہے مسجد کے اندر جانا درست ہے۔
 (فتح) شوکانی نے کہا دوسری ایک حدیث موجود ہے کہ حضرت نے ثقیف کے قاصدون کو مسجد میں اتارا وہ بھی منکر
 تھے اور ان دو نو حدیثوں سے مشرکوں کا مسجد میں رکھنا درست ہوتا ہے والدہ اعلم **باب** رَفْعُ الصَّوْتِ
 فِي الْمَسْجِدِ مسجد میں آواز بلند کرنا کیسا ہے **فت** حافظ نے کہا امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اشارہ کیا کہ ہر
 مسئلہ میں اختلاف ہے امام ہاک کے نزدیک مسجد میں آواز بلند کرنا مطلقاً منع ہے گو قلعیم علم میں ہو اور اور و ان
 کہا کہ دینی غرض سے درست ہے دنیاوی غرض سے درست نہیں اور امام بخاری نے اس باب میں حضرت عمر کی
 حدیث بیان کی جس سے مانع نکلتی ہے اور کتب کچھ بیہ بیان کی جس سے جواز نکلتا ہے اور اسکا یہ مطلب
 ہے کہ ضرورت کے جائز ہے اور بلا ضرورت منع ہے اور مسجد میں آواز بلند کر لے کی ممانعت میں اور حدیثیں بھی
 وارد ہیں لیکن یہ ضعیف ہیں۔ اُن میں بعض کو ابن ماجہ نے نکالا (فتح) **حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ**
قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْجَعْفَرِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
حَصِيْقَةَ عَنْ الشَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَخَصَّنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عَمْرُو
ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَذْهَبَ فَإِنِّي رَضِيْتُ كَيْفَ كُنْتُكُمْ بَعِثَا فَقَالَ مِنْ أَتَمَّا أَوْ مِنْ أَتَمَّا قَالَ
مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَا وَجَعْتُكُمْ تَرَفَعَانِ أَهْوَاكُمْ مَا فِي سَجْدَةٍ سَوَاءٍ
اللَّهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے (یہ صحابی تھے) کہ میں کھڑا تھا مسجد (نبوی)
 میں اتنے میں ایک شخص نے میرے اوپر نکران پھینکیں مینے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے اور وہ سجدے میں تھا اور ان
 دونوں شخصوں کو جو ثقیف کو تھے اس پر اس نے آمین اور ان کو لیکر آیا حضرت عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو کیا مکان سے
 آئے اور انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم اس شہر کے رہنے والے نہ ہو تو وہ کہے کہ
 دے ہوتے تو میں تم کو مارنا کوڑوں سے تم اپنی آواز بلند کرتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 مسجد میں **فت** عبدالرزاق کی روایت میں ہے نافع سے حضرت عمرؓ کہتے تھے مسجد میں غلست کرو یہ وہ مسجد میں
 گئے اور انہوں نے دو شخصوں کو دیکھا چلا رہے ہیں حضرت عمرؓ نے کہا ہماری اس مسجد میں آواز بلند نہ کیجاوے
 اور یہ روایت منقطع ہے کیونکہ نافع نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا (فتح) **قَطْلَانِي** نے کہا حضرت عمرؓ نے اس
 پوچھا کہ تم کس مکان کے رہو والے ہو جناب انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں تو انکو معذور کر کہا
 کیونکہ وہ پردیسی تھے اور انکو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو گا کہ مسجد میں شور و غل کرنا منع ہے انتہی شوکانی نے کہا امام

تھے تو کورات کی نماز کا آخر کو اپنے تہجد کے بعد وتر پڑھا کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا
 ہی حکم دیا ہے حدیث کی مناسبت ترجمہ باب اس طرح ہے کہ جب آپ منبر پر تھے تو لوگ مسجد میں بیٹھ کر
 اور من سے پیشخص ہی تھا جس نے سوال کیا تو مسجد میں بیٹھنا جائز نظر ارق احکام ثناء ابو النعمان
 قال حدثنا حماد عن ابيوب عن ثعلبة عن ابن عمر ان رجلا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
 وهو خطيب فقال كيف صلوة الليل انما تلي مثني فاذا اخفيت الضربة فاذا قرأوا احدا لا توتر
 ما قل صليت قال الوليد بن كثير حدثني عبد الله بن عبد الله ان ابن عمر حدثنا عن
 ان رجلا نادى النبي صلى الله عليه وسلم وهو في المسجد فترجمه ابن عمر في رويته ان ابان شخص
 رسالت ما صلى اللہ علیہ وسلم باس یا اب خطبہ پڑھ رہے تھے اور اس کے کلمات کی نماز کیونکہ آپ
 فرمایا دو دو رکعتیں جب پنجہ صبح کا وتر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ طاق کر دیگی تیری نماز کو دوسری
 رویت میں یوں ہر ایک شخص نے پکارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اب مسجد میں تھے ف حافظ نے
 کہا وتر کا بیان تفصیل سے آگے آدیکا اور سولف نے جو دوسری رویت ولید بن کثیر کی بیان کی تعلیق ہے
 اوسکو وصل کیا امام سلم نے اور اسکے بیان کرنے سے امام بخاری کی یہ عرض ہے کہ ترجمہ باب کا مطلب
 ثابت ہوا دے۔ ہا میں نے یہ اعتراض کیا کہ ان حدیثوں سے کہ مسجد میں بیٹھنا لکھا ہے نہ حلقہ کرنا اور
 اسکا جواب یہ کہ تعلیق سے صاف مسجد میں بیٹھنا ثابت ہوتا ہے اور حلقہ کرنا امام بخاری نے اس طرح لکھا
 کہ جب لوگ مسجد میں آپ کے گرد بیٹھے آپ خطبہ پڑھ رہے تھے تو ایسا ہی شاگردوں کا حلقہ کرنا عالم کے گرد جائز
 ہوا کیونکہ ظاہر ہی ہے کہ جب آپ منبر پر مسجد میں خطبہ پڑھتے ہو گئے تو لوگ آپ کے گرد بیٹھنے لگے اور بعض
 نے کہا کہ ابن عمر حدیث ترجمہ باب کی ایک خبر سے متعلق ہیں مسجد میں بیٹھنے سے اور ابو اقد کی حدیث جو اگر
 آتی ہے وہ حلقہ کرنے سے متعلق ہے اور وہ جو سلم روایت کیا جابر بن عمر سے کہ جناب رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم مسجد میں شریف لائے لوگ حلقہ باندھے بیٹھے تھے آپ فرمایا کیا ہوا جبکہ جو میں تم کو حبث کر
 حبث دیکھتا ہوں رہنے الگ تاک جہنم جہنم تو یہ عارض نہیں ہے ابو اقد کی حدیث کہ کس لیے کہ آپ نے
 کردہ جانا تو کہ ان کا بلا ضرورت حلقہ باندھنا اور بیکار لیکن اگر علم حاصل کرنے کے لیے ہوتا تو آپ براہ راست
 رفع) قال ثنا عبد الله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة عن ابي حنيفة
 حلقه ان اباهم مولى عقیل بن ابي طالب اخبره عن ابي داود اللیثی قال یخبرنا رسول الله

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ فَأَقْبَلَ ثَلَاثَةً لَعَنَ فَأَقْبَلَ ابْنُ الرَّسُولِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَذَهَبَ وَاحِدًا فَمَا أَحَدٌ صَافٍ أَوْ حَتَّى يَجْلِسَ أَمَّا الْآخِرُ فَمِنْ خَلْفِهِمْ وَاشْتَأَى الْآخِرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا نَفَخَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْآخِرُ لَكُمْ عَنِ الشَّلَاقَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوْبَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ
 اللَّهُ وَأَمَّا الْآخِرُ فَاسْتَجَبَ فَأَسْتَجَبَ اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخِرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَّ حَمِيمٍ بَرِّقَ
 لَيْثِي (حارث بن عوف) اور وایت ہو ایک باجناب سالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے تھے
 را در گاہ آپ کے ساتھ تھو آپ لوگوں کو دین کی باتیں تعلیم کر رہے تھے اتنے میں تین آدمی آئے (اور سجدہ
 میں گئے) ان میں سے دو تو حضرت کے پاس آئے اور ایک چلے آیا اون دونوں میں سے ایک نے (مختصر
 نہوڑی جگہ پر یا کئی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا اُڑھل ہی اوما تیا صاحب جناب سلم
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو عطا ہو فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم سے تینوں آدمیوں کا حال نہ کہوں اُن
 میں سے ایک نے تیرا یہ لی اللہ کی اللہ نے شکوہ کی دی اور دوسرے نے منہ کی (لوگوں میں گھسنے سے) اللہ نے
 ہی اُن کے شر میں کی اور تیسرے نے تو منہ پیر لیا (اللہ کے کام سے) اللہ نے ہی اس کی طرف سے سونہ پیر لیا۔
 فسطاطان نے بیان تاویل کی کہ جبکہ دینا شرم کرنا منہ پیر لینا یہ باتیں اصل جملہ اس کے حق میں محال
 ہیں تو مراد اونسے لوازم ہیں یعنی خیر ہو جانے کا ارادہ کرنا عذاب نہ کرنا اور یہ تاویل فسطاطان کی کی فاسد ہے
 اور خلاف ہے طریقہ سلف کے سلف کا طریقہ احادیث اور آیات صفات میں یہ ہو کہ وہ اپنے ظاہری معانی
 پر محمول ہیں لیکن انکی حقیقت پروردگار ہی خوب جانتا ہے جس پروردگار کی ذات اسکی حقیقت ہی وہی
 جانتا ہے اور یہی طریقہ اسلم اور احکم ہے اور یہ حدیث اور کتب با علم میں گندہ کی ہے **پاک** اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى
 فِي الْحَجِّ مَسْجِدٍ مِنْ جَنَّةٍ لَيْسَ صَافِيٍّ اَوْ اَلْبُزْزُ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ كَسَنَ اَوْ اَمَّا يَزِيدُ هُوَ وَمَا اَلْحَجَّ
 اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ
 عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ
 عَلَا اَلْحَجَّ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَجِدَ مِنْ جَنَّةٍ لَيْسَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ اَوْ اَبْنِ عَسَاكَرَ
 معلوم ہوا کہ سجدہ میں اس طرح لیٹنے سے عافیت آئی ہے وہ منسوخ ہے با عافیت انجالت میں ہے
 جب تشریف لے گا تو مراد اور اجازت اس حالت میں ہے جب ڈرنہ ہو میں کہتا ہوں دوسری توجیہ اچھی ہے

کہونکہ نسخ صرف احتمال ہے ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ بھی اور بغوی اور ابن بطال وغیرہم نے فرمایا ہے نسخ کا
 مازری نے کہا ابو داؤد وغیرہ کی کتاب میں ایک حدیث مروی ہے جس میں ایک باؤن دو سر پر رکھنے کی مخالفت
 نہ کر رہے اور یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے پر یہ حدیث قولی ہے اور عام ہے اور امام بخاری نے جو حدیث مذکور
 کی وہ فعلی ہے تو احتمال ہے کہ جواز خاص میں حضرت سے لیکن بعد حضرت عمر اور عثمان کو نقل کیا اور اس کے نقل
 کہ جواز عام ہے حضرت سے خاص نہ تھا پس فاضل برہکا اور فاضل کا جواب ہی ہوگا جو خطابی نے دیا حافظ نے
 کہا مازری نے جو کہا کہ یہ حدیث صحیح کتابوں میں نہیں ہے یہ ایک غلطی ہے کیونکہ امام مسلم نے اسکو روایت کیا
 جابر بن عبد اللہ سے کہ حضرت کا فضل جواز ظاہر کرنے کے لیے تھا اور شاید آپ نے اس حدیث کی وقت میں ایسا
 کیا نہ تو گون کے منہ میں کیونکہ محمد بن جعفر میں حضرت ابوسعید کے وہاں سے بیٹھے خطابی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے
 کہ مسجد میں کسی لنگا لٹکانا استراحت کرنا درست ہے اور داؤدی نے کہا کہ مسجد میں بیٹھنے والے کو جو لباس
 وہ اسکو بھی حاصل ہوگا جو لیٹا رہے مسجد میں اور بیٹھنے والے سے خاص نہیں رفیع الباری (مطلالی نے کہا
 مرفعتے اسکو لباس اور استیذان میں نکال اور سلم نے لباس میں اور ابو داؤد نے او میں اور ترمذی نے
 استیذان میں اور کہا صحیح ہے اور نائی نے صلوٰۃ میں وحن ابن شہاک بن سعید بن المسیب
 قال کان عمر بن الخطاب یقعہ ان یقعہ ان ذلک ترجمہ سعید بن المسیب سے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان دونوں ایسا
 کرتے تھے و یعنی مسجد میں چپ لیٹتے تھے ایک باؤن دو سر باؤن پر رکھ کر تعلیق نہیں ہے بلکہ وعن
 ابن شہاب عطف ہے پہلے ہنا پر اور جس نے تعلیق سمجھا اس نے غلطی کی مطلالی نے کہا مسجد میں لو اسکو
 سے زیادہ کیا کہ حضرت ابوبکر ہی ایسا کرتے تھے اور اس سے روہما اسکا جواب کہتا ہے اسکا جواب حضرت سے خاص
 تھا **باب** التَّحْدِیْدُ یَكُونُ فِي الصَّحَابِ مِنْ خَيْرِكُمْ رِیاضاً لِّلنَّاسِ اگر راہ میں مسجد بنا دو بشرطیکہ لوگوں کو
 نقصان نہ پہنچے تو جائز ہے **وَرِیاضاً** قَالَ الْحَسَنُ وَكَوْنُیْ دِمَالِكٌ اور یہی ہے حسن اور ابوبکر ماک کا **ف**
 مسجد کا بنانا اپنی ماک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر ماک میں منوع ہے بالاجماع اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ
 چلنے والوں کو نقصان نہ پہنچے اور بعض روایتیں کہ راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاری نے اس قول کو رد کیا
 اور یہ قول مروی ہے ربیعہ اور عبد الرزاق نے اسکو نقل کیا علی اور ابن عمر سے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے
 رفیع الباری نے کہا صحیح نہیں ہے بلکہ یہی ہے **وَرِیاضاً** قَالَ الْحَسَنُ وَكَوْنُیْ دِمَالِكٌ اور یہی ہے حسن اور ابوبکر ماک کا **ف**
 ابْنُ الْبَرَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَى عَنْ رُوْحِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ لَمْ يَكُنْ يَحْتَمِلُ أَبُو بَكْرٍ وَلَا وَهْبُ ابْنُ بَنِي النَّظَرِ

وَلَمْ يَسِرْ عَلَيْنَا يَوْمَ الْاَيَاتِ فِيهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمَ فِي النَّعَارِ بِكْرًا وَعَشِيَةً كَعَمَلِ
 كَلَامِي اَيْ كَلَامِي مَسْجِدِ الْاَيْتَانِ دَاوِدَ فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَقِيفٌ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ
 وَابْنَاؤُهُمْ يَجْعَلُوْنَ مِنْهُ وَيُظَاهِرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَلَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ
 فَافْتَرَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافُ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ تَرْجُمُهُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَالِشَةَ صَدِيقَتُهُ رَوَيْتُ هٰذَا مِنْ رِوَايَاتِ كَهْمَا
 نِ تَوَاصَلَتْ بَابُ اِدْرَامَن كُوْرِيْنِ الْبَكْرِ اِدْرَامَن رُوْمَانِ كُوْرِيْنِ حَبِيبًا (يعني حبیب) مجھ کو ہوش آیا وہ مسلمان ہوا
 تھے اور کوئی دن الیامہ گذرنا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام ہمارے پاس آدین ہوا اور ہر
 سے دل میں آیا رحیبہ ابن غنمہ کی پناہ میں دوبارہ مکہ میں لوٹ کر آئے اور ابن غنمہ نے یہ شرط کی تھی کہ ابو بکر علیہ
 خدا کی عبادت نہ کریں انہوں نے اپنے گھر کے سامنے جو زمین خالی ہوتی ہے اس میں ایک مسجد بنائی اور ان نماز
 پڑھا کرتے اور قرآن پڑھتے تو مشرکوں کی عورتیں اور بچے تعجب کے کھڑے ہو جاتے اور انکو دیکھتے اور ابو بکر بڑے
 رونما سے آدمی تھے وہ جب رات پڑھتے تو اپنی آنسوں روک سکتے اس بات سے قریش کے اشراف لوگوں
 کو جو مشرک تھے گہرا دیا فٹ انکو خیال پیدا ہوا کہ کہیں ہماری عورتیں بچہ قرآن سن کر مسلمان نہ ہو جائیں
 اور حدیث کی مناسبت ترجمہ باب یون ہے کہ حضرت نے ابو بکر کی مسجد کا حال سنا اور انکو راہ میں مسجد بنانے
 سے منع نہ کیا حافظ نے کہا مولف نے یہ حدیث کتاب الحجۃ میں محل کے ساتھ بیان کی ہے اور ہم اسکی شرح
 خدا چاہے تو ہم میں بیان کرینگے مظلانی نے کہا مولف نے اس حدیث کو اجارہ اور کمالہ اور ادب اور رحمت میں
 بیان کیا اور کچھ غرہ رجیع میں **بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ الشُّوْقِ** بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے
ف مولف نے اشارہ کیا کہ یہ جو حدیث دارم جو کہ بازار میں مسجد بنانے اور مسجد میں مقاموں
 میں بہترین روایت کیا اسکو بازار وغیرہ نے اسکا اسناد صحیح نہیں ہے اور جو یہ حدیث صحیح ہوئی تو بازار میں مسجد بنانا
 روا نہ تھا (فتح) مگر ترجمہ کتابی حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے اَنْتُمْ اَلْبِلَادُ وَاللّٰهُ تَعَالٰی
 سَابِقًا اَوْ اَتَا الْبِلَادَ اِلٰی اللّٰهِ سَوَافَا اور جیسر بن مطعم اور عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک سے بھی ایسا
 مروی ہے اور امام نے کہا کہ جیسر کی حدیث صحیح الاسناد ہے لہذا حافظ صاحب کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں
 ہے صحیح نہیں ہے وصلی ابن عوفین فی مسجید فی ادا لِقَاعُكَ عَلَیْکَ بِحَدِّ الْاَبَاءِ اور عبد اللہ بن عمر نے نماز
 پڑھی ایک مسجد میں جو گھر کے اندر تھی اور اسکا دروازہ بند کیا جاتا تھا اون کے اوپر فٹ اس روایت کو
 مولف نے یہ استدلال کیا کہ جب گھر کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز تھا بازار کی مسجد میں بھی جائز ہوگا بارگاہ

خفیہ کا جنوں نے کہا کہ گہر میں جہان کو گون کو آنے کی اجازت نہ ہو مسجد بنا جائز نہیں اور خفیہ کی کتاب
 میں یہ امر کر دیا کہ اس پر ہر امر رفتہ رفتہ حکم تھا مسئلہ کہ قال حکمنا ابو سعید ویدۃ عن اکابر
 عن ابی صلیح عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال صلوۃ الجیمہ تزیل علی
 صلوۃ فی بیتہ وصلوۃ فی سوقہ خمساً و عشرين درجۃ فان احدکم اذا توضا فاحس
 وانی السجود لا یزید الا الصلوۃ کم خط خطی الا رقعۃ اللہ بہا درجۃ وخط عن خطیہ
 حکم ینزل السجود واذ ادخل السجود کان فی صلوۃ ما کانت تحبہ وفضل علیہ المکملۃ
 ما دام فی سجودہ الذی فیہ اللہ صلوۃ لخصیرۃ اللہ صلوۃ رحمۃ ما کہ یوفیر جحدت ترجمہ البہرہ
 سے روایت ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز گہر کی اور بازار کی نماز سے جو ایک
 پڑھے پچیس سے زیادہ ثواب کہتی کیونکہ تم میں سے جب کوئی وضو کرے اچھی طرح اور سجدہ میں آوے
 صرف نماز ہی کی نیت ہو تو ہر ایک قدم پر جو وہ اڑتا دے گا اور سکا ایک سجدہ اللہ تعالیٰ بلند کرے گا اور ایک
 گناہ اور سکا سٹ جاوے گا سجدہ میں کہتے تک ہر سجدہ کے اندر گویا تو اس کو نماز کا خواب تیار ہو گیا جب
 نماز کا سہ نماز کے لیے اور فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں گے جیسا کہ اسی جگہ میاں سے
 جہان نماز پڑھی ہے وہ کہتے ہیں گے یا اللہ بخشید ہو اس کو رحم کر اور ہر سجدہ تک تکلیف نہ کر اور فرشتوں کا
 وضو ٹٹنے سے فٹ گزرتا ہو اور کوئی حدیث احمدیث ہو بازار میں کیلئے نماز پڑھنے کا حجاز نکلا اور
 حرب کیلی نماز وہاں جائز ہوئی تو جماعت میں سجدہ میں اولیٰ ہلکی اور یہ حدیث باب الجماعت میں مع نوامد مذکور ہوگی
 انشاء اللہ تعالیٰ اور اوپر بھی یہ حدیث گذر چکی ہے باب الحدیث فی مسجد میں اور نکال اس کو سلم اور ابو داؤد
 اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (فوق) باب تشبیل الاصابۃ فی السجود وغیرہ اور نگلیان ایک
 ہاتھ کی دو سر ہاتھ کی اور نگلیوں کے اندر ڈال مسجد میں ہو یا اور کہیں جائز ہے حکم تھا حامد بن
 عمر عن بشر قال حکمنا عاصم قال حکمنا واذ عن ابیہ عن ابن عمر عن ابن عمر عن عمر بن عمر عن
 شیبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصابعہ ترجمہ ابن عمر یا ابن عمر بن عاصم جو روایت ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی اور نگلیوں کو دو سر ہاتھ کی اور نگلیوں میں ڈال رکھی میں اس کو
 تشبیل کہتے ہیں ان سلطان نے کہا صاحبی کے نام میں واقعہ نے شک کی جو راوی ہے احمدیث کا و قال
 عاصم بن علی حکمنا عاصم بن محمد سمعت ہذا الحدیث عن ابی فکرو حفظہ فقومہ لانی

وَقَالَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي دَهْوِي يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا عَبْدُ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ فِي حُكْمِكَ مِنَ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ
رَوَيْتَ عَنْ جَابِلِ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ فَتَجِدْ مَنْ
رَجَعَكَ وَكَرَّكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ
لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَحَدٌ يَشْكُكُمْ بَابُكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ
كَرَّ دِيَا أَيْسَ بَابُكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ
أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ
كَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ
بَيْنَ الصَّحَابَةِ مِنْ الْوَسْطَى وَأَسْفَلَ مِنْ أَمَامِكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ بَنِيكُمْ
كَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ
يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُكَلِّمُ كَلِمَاتٍ بَعْضُهَا وَبَعْضُهَا وَبَعْضُهَا وَبَعْضُهَا وَبَعْضُهَا وَبَعْضُهَا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَهُ رَحْمَةُ الْبَرِّ سَوِي الشَّيْءِ سَوِي الشَّيْءِ سَوِي الشَّيْءِ سَوِي الشَّيْءِ سَوِي الشَّيْءِ سَوِي الشَّيْءِ سَوِي الشَّيْءِ
فَرَأَى أَيْسَ سَلَامَانَ وَدَوَّسَ سَلَامَانَ كَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ
كَرَّ دِيَا كَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ
فَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ يَكُ إِذَا قُضِيَ مِنْكَ حَقٌّ مِنْ النَّاسِ يَهْجُوكَ أَتَرَى حَمِيمَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو دَكَيْفَ
جَلَّ نَسَا إِذَا قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ ابْنِ
هَزْرَةَ قَالَ صَلَّى يَارَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ صَلَوَاتِي الْعَنِّي قَالَ ابْنُ
سِيرِينَ قَدْ سَمِعْتُهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَكِنْ شَيْءٌ أَنَا قَالَ فَصَلَّى بَيْنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ ابْنُ خَنْبَرٍ
مَعْرُوفٌ فِي الْمَجِيدِ فَأَتَانَا عَلَيْهِمَا كَانَا غَضَبَانِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُسْرَى وَشَكَرَ بَيْنَ
أَصَابِعِهِ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلَى ظَرْفِ الْيُسْرَى وَخَرَجَتِ الشَّرْعَانِ مِنَ ابْنِ خَنْبَرٍ
فَقَالَا أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ فِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَا إِنَّ يَكْلَاهُ فِي الْقَوْمِ يَجْعَلُ فِي يَدَيْهِ
حَوْلَ يَقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ أَسْنَيْتَ أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ قَالَ لَمْ أَكُنْ وَأَنْتَ لَمْ تَقْصُرْ

فَقَالَ اَكَمَا يَقُولُ ذُو الْبَيْتَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَوَكَّلْتَ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ كَثُرَ وَتَشَدَّدَ
 مِثْلَ مَجْجُورٍ اَوْ اَكْحُولَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَلَّمَ النَّحْلَ كَلِمًا وَتَشَدَّدَ مِثْلَ مَجْجُورٍ اَوْ اَكْحُولَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ
 وَكَلَّمَ النَّحْلَ كَلِمَةً ثُمَّ سَكَتَ فَيَقُولُ نَبِيُّكَ اَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ رَجَعَ اَبُو بَكْرٍ
 سَ رَدَا يَتِيْرُ جَبَابَ سَوْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْيُ بَكْرٍ دُوْنِ مَيْنِ كُوْنِيْهِ ظَهَرَ بِأَعْيُنِهِ كَمَا زَا اَكْبَرُ
 نَا زِيْرُ بِلَالِي - اَبْنِ سَيْرِيْنِ لَمْ كَمَا اَبُو بَكْرٍ نَعْيُ اَوْ سَ نَا زِيْرُ كَا مَ لِيَا تَمَا لِيْكِيْنِ مِيْنِ بَهْلُ كِيَا اَبُو بَكْرٍ نَعْيُ كَمَا نُو
 اَتِيْنِيْ دُوْرُ كَعْتِيْنِ بِيْرَ كَرَسْلَامٍ بِهَرِيْرَا اَوْرَا اَكْبَرُ كَلْمِيْ كِيْ حَرْفُ تَشْرِيفِيْ لِيْ كَعْنِيْ جَوَارِيْ ثُرِيْ اَتِيْنِيْ سَجْدَةً كُوْنِيْ
 مِيْنِ اَتِيْنِيْ اَو سِيْرِيْ كَا دِيَا اِيْسَا اَعْلَمُ مَوْتَا تَمَا كَا اَتِيْنِيْ خُصِيْ مِيْنِ مِيْنِ اَتِيْنِيْ اَبَا دِيْنَا مَاتَمَا تَمَا مِيْنِ مَاتَمَا بِرَبِّ كَمَا اَوْر
 اَنَكَلِيُوْنِ مِيْنِ تَشْبِيْكَ كِيْ رَا سِيْ مَقْرَبِيْ سَوْرَجِيْ بَابُ لَكَا تَمَا اَوْرَا دِيْنَا اَمَّا كَلْمِيْ اَتِيْنِيْ بَا مِيْنِ بِهَرِيْرَا بِرَبِّ كَمَا
 اَوْرَا جَوَلُوْكَ جَلِيْدَ بَارِيْهِ دُوْرُ مَجْدِيْ دُوْرُ مَيْنِ مِيْنِ سَوْبَا هَرِيْرَا جَلِيْدِيْ قَبْلُ لُوْ كُوْنِ نَعْيُ رَا اَتِيْنِيْ مِيْنِ اَكْبَرُ نَا زِيْرُ
 هُوْ كِيْ (يَعْنِيْ بِرَبِّ دُوْرُ دِيْ كَارِيْ حَرْفُ مَوْرَا رَكْعَتُوْنِ كَعْنِيْ دُوْرُ كَعْتِيْنِ رَهْ كَعْنِيْنِ) اَوْنِ لُوْ كُوْنِ مِيْنِ اَبُو بَكْرٍ اَوْرَا
 مِيْنِ تَمَمَا لِيْكِيْنِ دُوْرُ دُوْرُ اَتِيْنِيْ كَا تَمَا كَعْنِيْ مِيْنِ (اَسْلَمِيْ كَمَا بِرَبِّ شَاهِ كَارِيْ عَرَبِ لُوْ كُوْنِ مِيْنِ بِرَبِّ اَدَهْ هُوْ تَمَمَا
 اَوْرَا اَبُو بَكْرٍ اَوْرَا كَا اِيْمَانِ اَوْرَا صَوَابِيْ كِيْ نَسْبَتِ زِيَادَهْ قُوِيْ تَمَا اَوْرَا اِيْمَانِ زِيَادَهْ هُوْ كَا اَوْرَا تَمَامِيْ خَدَا اَوْرَا
 رَسُوْلُ كِيْ عَظَمَتِ اَوْرَا بَرِيْ كِيْ دِلِ مِيْنِ زِيَادَهْ هُوْ كِيْ) اَوْرَا لُوْ كُوْنِيْنِ كِيْ خُصِيْ تَمَا جَعْلُ دُوْنُوْنِ مَاتَمَا كَعْنِيْ تَمَمَا
 اَوْرَا كُوْفَا اَلِيْدِيْنِ كَعْنِيْ تَمَمَا رِيْعِيْنِ دُوْرُ مَاتَمَا اَوْرَا اَوْرَا عَرَضُ كِيَا بِرَبِّ رَسُوْلِ اَلِيْدِيْ اَتِيْنِيْ بِهَلُ كَعْنِيْ اَيَا نَا زِيْرُ
 هُوْ كِيْ اَتِيْنِيْ فَرَا مَاتَمَا مِيْنِ بِهَلُ نَا زِيْرُ قَضِيْ هُوِيْ رِيْ اَتِيْنِيْ اَتِيْنِيْ لَكَا نِ كَعْنِيْ سَوَافِقُ فَرَا مَاتَمَا اَوْرَا رِيْ كَعْنِيْ مِيْنِ اَوْرَا
 بِهَرِيْ اَتِيْنِيْ (لُوْ كُوْنِ كَعْنِيْ) فَرَا مَاتَمَا اَيَا اَتِيْنِيْ جَبَا اَلِيْدِيْنِ كَعْنِيْ اَوْرَا نُوْنُ كَعْنِيْ عَرَضُ كِيَا جِيْ بَا نِ يَسْ كَرَا بِ
 كَعْنِيْ بِرَبِّ اَوْرَا حَقِيْقِيْ نَا زِيْرُ بُوْ كَعْنِيْ اَتِيْنِيْ اَوْرَا كِيَا بِرَبِّ سَلَامٍ بِهَرِيْرَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَوْرَا سَجْدَهْ كِيَا اَتِيْنِيْ سَجْدَهْ كِيْ
 طَرَحُ يَا اَوْرَا كَعْنِيْ بِرَبِّ اَوْرَا اَلِيْدِيْ اَوْرَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ كَمَا اَلِيْدِيْ
 اَوْرَا اَلِيْدِيْ كَمَا - لُوْ كُوْنِ كَعْنِيْ اَبْنِ سَيْرِيْ سَ لَعُوْرَا دِيْ مِيْنِ اَحَدِيْ شَيْ كَعْنِيْ اَبُو جَبَا بِرَبِّ سَلَامٍ بِهَرِيْرَا اَتِيْنِيْ دُوْنُوْنِ
 سَجْدَتِيْ كَعْنِيْ اَوْرَا نُوْنِ كَعْنِيْ كَمَا مَجْجُوْرُ بِهَرِيْرَا كَعْنِيْ كَعْنِيْ اَبْنِ حُصَيْنٍ كَعْنِيْ كَمَا بِرَبِّ سَلَامٍ بِهَرِيْرَا اَتِيْنِيْ سَجْدَهْ سَوَا
 لَعُوْرَا دُوْرَا بِرَبِّ سَلَامٍ بِهَرِيْرَا اَتِيْنِيْ خُصِيْ كَا تَوَلَّى كَعْنِيْ حَافِظِيْ كَعْنِيْ اَبْنِ سَيْرِيْنِ كَعْنِيْ كَلَامِيْ يَنْكَلِيْ كَعْنِيْ كَا اَوْرَا نُوْنِ
 بِرَبِّ خُصُوْنِ خُرُوْدِ عِمْرَانِ سَيْرِيْ نِيْ كَعْنِيْ اَوْرَا اَوْرَا دُوْرُ مَيْنِ نَعْيُ اَتِيْنِيْ شَيْ كَعْنِيْ كَعْنِيْ لَكَا اَوْرَا نُوْنِ اَبْنِ سَيْرِيْ
 سَيْرِيْ اَوْرَا نُوْنِ كَعْنِيْ اَوْرَا نُوْنِ اَبُو بَكْرٍ سَيْرِيْ اَوْرَا نُوْنِ اَتِيْنِيْ جِيَا اَبُو اَلْمُهَلَّبِ كَعْنِيْ اَوْرَا نُوْنِ كَعْنِيْ عِمْرَانِ بِنِ حُصَيْنٍ

سے کچھاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر سو گیا اور دو مسجد سے کیسے پھر تشریف لیا پھر سلام پہنچا کر اسناد میں ابن سیرین اور عمران بن قننہ نے اس مسئلہ میں جبکہ ابن سیرین نے اس حدیث میں مبہم رکھا اور اس حدیث کو مختلف سہو میں نکالا اور ایسا ہی مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حافظہ نے کہا ابوجہ کی حدیث کو طلاق تشبیہ کا حجاز نکلتا ہے اور ابوسہرہ کی حدیث کو مسجد میں تشبیہ کا حجاز ثابت ہوتا ہے اور ابوسہرہ کی حدیث میں ابوطریق اہل حجاز نہ ہوگی ابن ابی طالب نے کہا امام بخاری اس مسئلہ کو اسلئے لایا کہ تشبیہ کی ممانعت میں مسجد کے اندر کچھ حدیثیں وارد ہوئی ہیں تو انہوں نے اشارہ کیا کہ وہ حدیثیں ثابت نہیں ہیں اور میں یہ بعض مسئلہ میں اور بعض مسئلہ اور سند سے مراد انکی شاید یہ کعب بن عجرہ کی حدیث ہو کہ حضرت نے فرمایا حسب کوئی رقم میں ہو ورنہ کو سے پھر سو جانے کے قصد سے نکل کر تشبیہ کر کے کہو نہ وہ نماز میں ہو نکالا اور ابوداؤد نے اور صحیح کہا اور ابوسہرہ نے اور ابن حبان نے اور حدیث کے اسناد میں جملہ ہے اور اس میں کچھ بعض نسخہ ضعیف کہا اور ابن ابی شیبہ نے در کسر طریق سے نکالا حسب کوئی رقم میں نماز پڑھے تو ابی النکولین میں تشبیہ نہ کر اسلئے کہ یہ شیطان کی طواف کچھ اور رقم میں ہو ایک ٹکڑی میں ہے جب تک مسجد میں ہے یہاں تک کہ مسجد سے باہر نہ نکلے اور اسکی اسناد میں ایک ضعیف اور مجہول ہے اسکا علی نے دونوں راویوں میں جمع کیا اس طور سے کہ ممانعت حریک ہو کہ نماز پڑھے رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو بعض راوی نے کہا تشبیہ کے منہم ہو چکی بر وجہ ہے کہ اس کے منہم آئی ہے اور بعض راوی نے کہا وہ صورت کے اختلاف کی اسلیو اپنے اسکو برا جانا اور باقی بحث ابن عمر کی حدیث کی کتاب الفتن میں ابوسہرہ سے کجیث کی کتاب الادب میں اور ابوسہرہ کی حدیث کی احبہ سہو میں آو گئی ان شاء اللہ تعالیٰ (فتح مختصر) مگر کچھ کہتا ہے حدیث کے بلکھا کہ سہو بات کر لینے سے با مسجد نہ نکل جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی گو حنفیہ اس کے خلاف ہیں ۔

باب المساجد التي على طرقي المدينة ولما وضع النبي صلى فيها النبي صلى الله عليه وسلم
 ان من بعدون كما بيان في حديثه مسوره اور مکه معظمہ کے درمیان واقع ہین اور ان مقاموں کا ذکر حیان حضرت
 نے نماز پڑھی ہے حدثنا محمد بن ابی یحییٰ القاسمی قال حدثنا فضیل بن سیمان قال حدثنا
 مرسس بن عقیبہ قال رايت سالم بن عبد الله يتحدث اباك من الطمحي فيصلي فيها ويحكي
 ان اباها كان يصلي فيها فانه راى النبي صلى الله عليه وآله وسلم يصلي في تلك الامكنة
 وحدثني ناظم عن ابن حجر رضي الله عنه كان يصلي في تلك الامكنة وسألت سائلا فلهذا الحكم الا ما نقل

مروا اظهروا لغيرنا

الحكيمة وكان اذا خرج من عند وكان في تلك الطريق اوتى حجج او عمرة هبط من بطن ادا نأخ
 بالبحار التي على شفير الوادي الشرقي فعمد حتى يصعد الى عند المسجد الذي يحججه
 ولا على الكسرة التي عليها المسجد كان ثم حمله يصعد عبد الله عنده في بطنه كتب كان
 رسول الله صلى الله عليه وسلم فتم يصعد فدخل فيه السبل بالبحار حتى دق ذلك المكان
 الذي كان عبد الله يصعد فيه وان عبد الله بن عمر حدثه ان النبي صلى الله عليه وسلم
 صلى حيث المسجد الصغير الذي دون المسجد الذي يشرب الروحاء وقد كان عبد الله يعلم
 المكان الذي كان فيه النبي صلى الله عليه وسلم يقول ثم عن يمينك حين تقوم في المسجد
 يصعد وذلك المسجد على فة الطريق اليمنى وانت ذاهب الى مكة بينة وبين المسجد الاكبر
 رمية حجج او نحو ذلك وان ابن عمر كان يصعد الى العري الذي عند منصور بن الروحاء وذلك
 العري انها طرفه على فة الطريق دون المسجد الذي بينة وبين المنصورة وانت ذاهب
 الى مكة وقد ابشيت ثم مسجد فلم يذكر عبد الله يصعد في ذلك المسجد كان يبركه عن
 يساره ووراءه ويصعد امامه الى العري نفسه وكان عبد الله بروح من الروحاء فلا يصعد
 الظهر حتى ياتي ذلك المكان فيصعد فيه الظهر واذا قبل من مكة فان قريبا قبل الصبح
 يساعة او من اخر السحر عرس حتى يصعد بها الصبح وان عبد الله حدثه ان النبي صلى الله
 عليه وسلم كان ينزل تحت سرحه فخمرة دون الرومية عن يمين الطريق ورجاه الطريق في
 مكان يلج سهل حتى يفضي الى كمة دون بريرة الرومية يمينان وقد انكسر اعلاها فاستننى
 في جوفها وهي قائمة على ساق وفي ساقها كتب كندرة وان عبد الله بن عمر حدثه ان
 النبي صلى الله عليه وسلم والبرود لم يصل في طرف تلعة من وراء العرج وانت ذاهب الى هضبة
 عند ذلك المسجد فبران اول ثلاثة على القبور رحمهم من حجج ربه عن يمين الطريق عند سبل
 الطريق بين اول تلك السبلات كان عبد الله بروح من العرج بعد ان غمى الشمس بالطريق
 فيصعد الظهر في ذلك المسجد وان عبد الله بن عمر حدثه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
 وسلم نزل عند سرحان عن يسار الطريق في مسيل دون هرشي ذلك المسيل لا هو يذكر اع
 هرشي بينة وبين الطريق قريب من غلوة وكان عبد الله يصعد الى سرحه هي اهدب الشوفا

إلى الطريق وهو أطول من أن عبد الله بن عمر حدثنا أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يركب
 في السبيل الذي في أنس من الظلمة كان قبل المدينة في حين يهبط من الصفاة أو ما ينزل في
 بطن ذلك السبيل عن كسار الطريق وانت ذاهب إلى مكة ليس بين منزل رسول الله صلى الله
 عليه وآله وسلم وبين الطريق إلا مائة شجرة وأن عبد الله بن عمر حدثنا أن النبي صلى
 الله عليه وآله وسلم كان ينزل يدي كوى ويسير حتى يصلي الفجر حين يقدر مكة
 ومضى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذلك على أن مكة غليظة ليس في المسجد الذي
 بني ثم ولكن أسفل من ذلك على أكمة غليظة وأن عبد الله حدثنا أن النبي صلى الله عليه
 وآله وسلم استقبل فوضي الجبل الذي بينه وبين الجبل الطويل نحو الكعبة فجعل السجد الذي
 بيني مكة يسار المسجد يطرف الأكمة ومضى النبي صلى الله عليه وسلم أسفل منه على الأكمة
 السوداء فدخل من الأكمة حجرة أدرج أو نحوها ثم فصلت من ثقل الفضة من الجبل الذي
 بينك وبين الكعبة ترجمه نافع سے روایت ہے عبد البر بن عمر نے اسی بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم فد الخلیفہ میں اترتے تھے (وہ ایک مقام ہے مشہور جہاں سے مدینہ والے احرام باندھتے ہیں اہب
 عمر کہتے تھے ارجح میں جب آپ حج کیا تھا (یعنی حجۃ الوداع) ببول کے درخت کے تلے اس جگہ میں جہاں
 اب جبر ہے فد الخلیفہ کی اور آپ جب اس جہاد سے لوٹتے جو اس سے میں رہنے فد الخلیفہ کی راہ میں (ہر مایا ج
 اور عمر سے تو دادی کے نشیب سے اترتے (یعنی دادی عقیق کے) حبشہ کے اور چڑھتے تو اپنی اڑتی
 کو بطحا میں بٹاتے (بطحا کہتے ہیں پانی بہنے کی جگہ کو جو کنادہ ہو اور وہاں باریکہ ایک کنکریاں پانی کو
 بہنے سے اکٹھا ہوں) وہ بطحا دادی کے کنارے پر پر کی طرف ہے رات کو وہیں آرام فرماتے صبح تک یہ
 مقام اس مسجد کی اس نہیں ہو جو پھر سے بنی ہے نہ اس ٹیلے کے پاس حج میر محمد ہو اس جگہ ایک گہرا نالہ تاعا
 بن عمر اس کے پاس نماز پڑھتے اس کو بیٹ میں چند تھے تھے نبی کے جناب صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز
 پڑھتے تھے ہر پانی وہاں کنکریاں بہا کر لے گیا یہاں تک کہ وہ جگہ پاٹ دی جہاں عبد البر بن عمر نماز پڑھتے
 تھے ۱۲۰ اور عبد البر بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اس جگہ
 پر جہاں اب بڑی مسجد ہے اس مسجد کو اتر کر جو شرف روحا میں ہے اور عبد البر اس جگہ کو بچاتے تھے جہاں
 حضرت عائشہ نماز پڑھتی تھیں یا اس جگہ کی نشانی بتلاتے تھے تو کہتے تھے وہ اس مقام پر ہے تیر و نہ طرف جب

توحید میں نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا اور یہ سجدہ راہ کے واجب ہے کہ اسے پہلی رکعت میں ایک سجدہ کی مار کا یا کچھ ایسا ہی فاصلہ ہے اور عبدالعزیز بن عمر عرق کی طرف نماز پڑھتے تھے عرق چوڑا ہوا یا عرق انڈیہ جو ایک ادھی ہے اور دھاکے آخر میں ہے اور عرق کا کنارہ راہ کے کنارے ختم ہوا ہے اور سجدہ سے قریب جو اسکے یعنی عرق کے اور دھاکے آخر کے پہلی رکعت میں ہو کہ کہ جاتے ہوئے وہاں پر ایک سجدہ بن گیا ہے عبدالعزیز اور سجدہ میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اوسکو بائیں طرف اور پیچھے چڑھتے تھے اور سجدہ کے لئے نماز پڑھتے تھے خود عرق کی طرف اور عبدالعزیز دھاکے چلتے دو پہر پڑھنے کے بعد تو ظہر پڑھتے تھے جب تک اقامت نہ ہوتے وہاں آنکر ظہر پڑھتے اور جب تک کہ لگتے اور فجر کے وقت سے ایک ساعت پہلے وہاں پہنچتے یا آخر سحر کو (یعنی صبح صادق میں ایک ساعت کو کم باقی رہتا) تو وہاں اور پڑھتے صبح کی نماز پڑھتے تک۔

۳۔ اور عبدالعزیز بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بچہ درخت کے نیچے اور ترے جو روئیہ کے پاس ہے وہ ایک گاؤں ہر روئیہ سے سترہ فرسخ پر راہ کی دہائی جانب اوسکو اپنے کندہ نرم ہموار جگہ میں بیٹا تاک کہ نکلتے اوس روئیہ سے جو روئیہ کے راہ سے دو میل پہلی روئیہ کے اوس مقام سے جہاں قاصد اور ترے میں دو میل پہلے ہے اوس درخت کا اور چار حصہ ٹوٹ گیا ہے اور پھر میں دو میل پہلے گیا ہے اور ایک شاخ بکتر ہے اوسکی جڑ میں ڈھیے میں رہتی کے ۴۔ اور عبدالعزیز بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بھیہا کے کنارے میں جو اوپر سے نیچے کہتی ہے عرق کے پیچھے (وہ ایک گاؤں ہر روئیہ سے تیرہ یا چودہ میل پر) ابھیہہ کہ جاتے ہوئے (ابھیہہ ہوا ہے جو زمین پر پھیلا ہوا ہے) کہ لایا ایک تہہ اس سجدہ کے پاس دو یا تین قبرین میں اور قبر دینہ تہہ تہہ اور برکتی میں کہ سترہ سو روئیہ طرف ان کشتوں کے پاس جو راہ پر میں یا اون درختوں کے پاس جو راہ پر میں ان کے سچے میں عبدالعزیز چلتے تھے دو پہر پڑھنے کے بعد تو ظہر کی نماز اور سجدہ میں پڑھتے ۵۔ اور عبدالعزیز بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے پاس اور ترے بائیں جانب راہ کے بٹیا میں ہر شاخ کے پاس (شاخ ایک ہوا ہے درخت اور شاخ کی راہوں کے ملاپ پر چھڑ کے قریب) یہ بھیہہ شاخ کے کنارے سے لگی ہوئی ہے اوس میں اور راہ میں ایک تہہ کی مار کا فاصلہ ہے یا گھوڑے کی دوڑ کا اور عبدالعزیز بن عمر اوس درخت کی طرف نماز پڑھتے تھے جو سب درختوں میں راہ سے زیادہ قریب ہے اور سجدہ کے لایا ہے ۶۔ اور عبدالعزیز بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹا میں اور ترے تھے (یعنی مال

چوڑا ہوا یا عرق
انڈیہ جو ایک ادھی ہے
اور دھاکے آخر میں ہے
اور سجدہ بن گیا ہے
عبدالعزیز اور سجدہ میں
نماز نہیں پڑھتے تھے
بلکہ اوسکو بائیں
طرف اور پیچھے
چڑھتے تھے
اور سجدہ کے لئے
نماز پڑھتے تھے
خود عرق کی
طرف اور عبدالعزیز
دھاکے چلتے
دو پہر پڑھنے کے
بعد تو ظہر
پڑھتے تھے
جب تک اقامت
نہ ہوتے وہاں
آنکر ظہر
پڑھتے اور
جب تک کہ
لگتے اور فجر
کے وقت سے
ایک ساعت
پہلے وہاں
پہنچتے یا
آخر سحر کو
(یعنی صبح
صادق میں
ایک ساعت
کو کم باقی
رہتا) تو
وہاں اور
پڑھتے صبح
کی نماز
پڑھتے تک۔

میں احقر الظہران کی تشبیہ ہے (جو ابطلین مرکتے ہیں) عربیہ کے سامنے بڑا ہے اور کئی وجوہ سے
 سے اور جو اصغر امانات وہ نامی اور بڑا حرم الظہران کے بعد آتے ہیں) آپ اوس نامے کے تشبیہ میں اور تے تم
 راو کے بائیں طرف کہ کو جاتے ہرے آپ کے اوسنے کے مقام میں اور راہ میں ایک چتر کی مار و زیادہ فاصلہ ہوتا
 ۷ اور عبد السمیر بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی میں اور تے تے
 وہ ایک مقام ہے کہ میں اور رات کو دین بڑے صبح تک صبح کی نماز پڑھ کر کہ میں آتے اور آپ کی نماز کی جگہ
 ذی طوی میں ایک سخت ٹیکری پر جو اوس جگہ نہیں جہاں ابجد بن گئی ہے بلکہ اوس سے نیچے سخت ٹیکری پر
 ۸ اور عبد السمیر بن عمر نے نافع سے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پیار کے دونوں
 کو کون کی طیرت جن میں جو اندر گہستے ہیں اور یہ پیار آپ کے اور نیچے پیار کے بیچ میں تھا کہ طیرت تو عبد السمیر
 نے اوس مسجد کو جو دہان بنی ہے بائیں طرف کیا اوس مسجد کے جو ٹیکری کے کنارے پر ہے اور جناب رسول خدا صلی
 اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مقام اوس سے نیچے ہے کالی ٹیکری پر جو ٹیکری سے دس ہاتھ چوڑی کر یا اوس کے کچھ زیادہ دہان
 تو نماز پڑھی تو میرا کھ پیار کے درے کو دونوں کو کون کی طیرت ہو گا میں نے اوس پیار کے جویرے اور کسے پیچ
 میں جو طرف متظالائی نے کہا ابن عمر کا نماز پڑھنا ان مقاموں میں بطور تبرک کے تھا اور یہ اسکو خلاف
 نہیں جو حضرت عمر سے مروی ہے کیونکہ حضرت عمر نے اوس حال میں اسکو مکروہ رکھا جب کوئی وجہ اور ضروری
 سمجھا کہ ایسا کرے اور عبد السمیر بن عمر ایسے خیال سے محفوظ تھے بلکہ بغوی نے کہا جو شافعیہ میں سے ہیں کہ جو
 مسجدوں میں حضرت نے نماز پڑھی ہے اگر کوئی اون میں کو کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی نذر کرے تو اوسکا
 ایفا لازم اور یگا جیسے حرام یا مسجد نبوی یا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کی نذر کرے غرض یہ کہ ان حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار شریفہ کا ہونڈ ہنا اس میں تبرک ہے اور آپ کی تعظیم ہے اور خلاف عبد السمیر کا ہے
 آپ بڑا خلاف ہے اور حضرت عمر کا مطالبہ تھا کہ اتباع بہتر ہے اتباع سے اور حضرت عمر نے جتلا یا کہ
 سوا ان تین مسجدوں کے اور مسجدین جن میں حضرت نے نماز پڑھی تھ شاعرین داخل نہیں ہیں نہ اون کا حکم
 ان تین مسجدوں کے مثل ہے عظمت اور بزرگی میں اور اس زمانہ میں ان مسجدوں سے جب کا ذکر اس حدیث
 میں ہر کوئی بچانی نہیں جاتی سوا خود الخلیفہ کی مسجد کے اور روحا کی مسجد دن کے ہنگو دہان والے
 پہچانتے ہیں اس حدیث میں نو حدیثیں مذکور ہیں اور حسن بخیان نے اپنی سند میں نکالا متفرق طور پر لیکن
 کسی حدیث کو نہیں نکالا اور مسلم نے آخری حدیث کو نکالا کتاب الحج میں ہے ہاں نے کہا مسلم نے خبر کی

دو نوں حدیثوں کو نکالا اور ترمذی نے عمر بن عوف سے روایت کیا کہ حضرت نے نماز پڑھی وادی روح میں اور فرمایا کہ یہاں ترمذیوں نے نماز پڑھی ہو اور امام بخاری نے اون مسجدوں کا ذکر کیا جو مدینہ کی راہ میں ہیں جو مسجد بنی خاص مدینہ میں تین تین مسجدیں تھیں حضرت نے نماز پڑھی ہو اور انکا ذکر نہیں کیا اسلئے کہ انکا اسناد اون کی شرط پر ہوگا اور عمر بن شیبہ نے اخبار مدینہ میں اون سب بمقاموں اور مسجدوں کا ذکر کیا ہے جن میں حضرت نے نماز پڑھی ہو مدینہ میں اور ابن عساکر نے کسی علما سے نقل کیا کہ مدینہ اور مدینہ کے اطراف میں جتنی مسجدیں نقشی بہرون کو بنی ہوئی ہیں اون میں سے اپنے نماز پڑھی ہے اور عمر بن عبد الغزیز خلیفہ نے اپنے زمانے میں لوگوں سے ایسے مقام دریافت کر کے وہاں مسجدیں بنادی تھیں نقشی بہر کی اور عمر بن شیبہ اون میں سے اکثر مقاموں کو مسجدیں کیا ہو مگر اس زمانے میں وہ اکثر مقام سٹ گئے اور مشہور مسجدیں جو اس زمانے تک باقی ہیں وہ مسجد قبلہ اور مسجد فضیخ جو مسجد قبلہ سے مشرق کی طرف ہے اور مسجد بنی قریظہ اور مشربام ابہیم اور وہ مسجد بنی قریظہ کے شمال میں ہے اور مسجد بنی ظفر بقیع سے مشرق کی طرف اور مسجد بنی بکیمہ میں اور مسجد بنی سادیہ اور مسجد الاحباب کتبہ میں اور مسجد فتح جو سلع بہار کے پاس ہے اور مسجد قبلتین جو بنی سلمہ میں ہے سارے بعض مشائخ نے ایسا ہی بیان کیا اور فائدہ اون مسجدوں کے پچانتے کا وہی ہے جو نبوی نے ذکر کیا (نبوی کا قول اوپر گذر استعلامی کے نقل سے حافظ صاحب نے بھی وہی قول نبوی کا نقل کیا اور اس کو تسلیم رکھا) والد علم عام ہوئے ابواب احباب کے اور جامع حلب کے فضل سے مساجد کے متعلق وہ حدیثیں جو امام بخاری نے نہیں لکھیں امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے بیحد بن مرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ایک تنگ جگہ میں پہنچے آپ اونٹ پر سوار ہوئے اور آسمان کو پانی برس رہا تھا تو نیچے زمین تر رہی اتنے میں نماز کا وقت آگیا آپ حکم دیا موزوں کو اواسنے اذان کہی اور تکبیر کہی بہر آپ آگے بڑھے اور نماز پڑھی آپ نے اونٹ پر سوار ہو کر اشارہ فرمایا اور مسجد کو آپ نیچا کرتے رہے اور ایسا ہی ثابت ہے ان کے صحیح کہا اور اسکو عبدالحی نے اور ترمذی نے حسن کہا اور بہیقی نے اسکو ضعیف کیا تو کافی نے کہا اس حدیث سے یہ لکھا ہے کہ فرض نماز بھی اونٹ پر درج ہے جیسے بعض علما کا مذہب ہے اور کشتی میں تو بالاجماع نماز جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سفر میں اگر کوئی عذر ہو تو سواری پر بھی فرض درست ہوگا اسلئے کہ کوئی نامر اس سے مانع نہیں سوا اجماع کے اور اجماع نہیں ہو سواری پر فرض نماز جائز ہونے پر ترمذی نے امام احمد اور اسحاق سے نقل کیا کہ وہ دونو کہتے ہیں فرض نماز اونٹ پر جائز ہے جب شیخ نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ پاوی اور عراقی

لے فرج ترمذی میں امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور نووی نے کہا کہ اگر اسی سفر میں جانور پر قافلے میں ہو اور فرض کے لیے اترنے میں کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار ہو کر نماز پڑھ لے لیکن اوسکا اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر نادیدہ اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا جلے تو اس کے آویگی (۲) ابو داؤد اور ترمذی نے انسؓ سے حضرت فریاسیؓ سے کہ فراب میرے سامنے لاؤ گئے یہاں تک کہ اوس کچری کا ثواب بھی جسکوئی مسجد بڑا لگا تا ہے اور میری امت کے گناہ بھی میرے سامنے لاؤ گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا دیکھا کہ آدمی کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو یہ اور سکو ہو جو دے حافظہ کو کہا ابن خریجہ نے احمدؓ سے کہ صحیح کہا ابن سلمانؓ کو کہا میں نے بعض مشائخ سے سنا جو شخص مسجد میں ہو کوڑا لگا کر بارہا میں کو ایذا دینے والی چیز ہٹا دو تو اس وقت لا آۃ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں شاخیں اوسکو حاصل ہو جاوے اور احمدؓ بن حنبلہؓ سے کہ صاف اور پاک رکھو کی (۳) یا چونکہ عالموں کے سونامی کے حضرت عائشہؓ سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر دن میں مسجد بنانے کا اور اداؤں کو پاک اور خوشبودار رکھو کا اور امام احمد اور ترمذی نے سمر بن جندبؓ سے کہ حکم کیا کہ ہر دن میں مسجد بنانے کا اور حکم کیا اداؤں کو صاف رکھو کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابو داؤد کی روایت میں جو آپؐ حکم کرتے تھے ہر مسجد میں ہاتھ کا گھروں اور اداؤں کو اچھی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکھو کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے بائنا و صحیح ابن سلمان نے کہا مسجد کی خوشبودار و دھون کی خوشبودار ہے یعنی جبارنگ پوشیدہ ہو اور بظاہر ہو اور بہتر یہ کہ جہان نماز پڑھنے کی جگہ ہے یا مسجد کی جگہ وہاں خوشبودار لگائی جاوے اور بعض روایات کا خوشبودار دھونی دینا مراد ہے جیسے عود یا لوبان کی (۴) امام احمد اور نسائی اور سلم اور ابو داؤد نے ابو حمید اور ابو سعیدؓ کو کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں ہو مسجد میں جاوے تو یہ کہے اللہم تسخیر لک الالباب جنتک اور جب باہر نکلو تو کہے اللہم اتقوا انکالک من فضلك اور ابو داؤد و عبد اللہ بن عمرؓ بن عاص سے کہ حضرت جب مسجد میں جاتے تو فرماتے اعودوا بآئینہ العظیم و بوجہ الکبریم و سلطانہ القدیم من شیطان الرجیم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابو ہریرہؓ کی روایت کیا کہ جب مسجد میں جاوے تو سلام کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یون کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور سلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی کی ایک روایت میں یہی یون کہے اللہم اتقوا انکالک جنتک اور ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت میں یون کہے اللہم تسخیر لک الالباب جنتک تسخیر

مسجد میں جو کچھ لگا دینا
 ہر گز نہ کرنا
 مسجد میں جو کچھ لگا دینا
 ہر گز نہ کرنا

لے شرح ترمذی میں امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی سفر میں جانور پر فاقے
 میں ہو اور فرض کے لیے اوتارنے میں کسی قسم کا خوف ہو تو جانور ہی کے اوپر سوار رہ کر نماز پڑھے لیوے لیکن اوسکا
 اعادہ ضرور ہے کیونکہ یہ عذر ناہنجہر اور تفصیل اس مسئلہ کی خدا چاہے تو اس کے آویگی (۳) ابو داؤد اور ترمذی
 نے انس کے حضرت فریاد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے یہاں تک کہ اوس بچہ کا ثواب بھی جسکو
 مسجد بنو نکالتا ہے اور میری است کے گناہ بھی اس سے لاکھ گئے تو میرے کوئی گناہ اس سے بڑا دیکھا کہ آدمی
 کو قرآن کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد ہو یہ اسکو ہو بجاوے حافظ کی کہا ابن خریجہ نے احمد بن حنبل کو صحیح کہا
 ابن سلمان نے کہا میں نے بعض شایخ سے سنا جو شخص مسجد میں سو کوڑا لگا کر بارہا میں کو اٹھا دینے والی چیز
 ہٹا دی تو اسوقت لا الہ الا اللہ کہے تاکہ ایمان کی اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں شاخیں اوسکو حاصل ہو جاویں اور
 احمد بن حنبل نے غریب سے مسجد کے صاف اور پاک رکھنے کی (۴) پانچویں عالموں کے سونامی کے حضرت عائشہ
 سے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ہر دن میں مسجد بنانے کا اور اداں کو پاک اور خوشبودار رکھنے کا اور
 امام احمد اور ترمذی نے سمرہ بن جندب سے کہ حکم کیا کہ حضرت نے اپنے گہروں میں مسجد بنانے کا اور حکم کیا اداں کو
 صاف رکھنے کا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ابو داؤد کی روایت میں جو آپ حکم کرتے تھے جسکو مسجد بنانے کا
 کا گہروں اور اداں کو اچھی طرح طیار کرنے کا اور پاک رکھنے کا اور روایت کیا اوسکو امام احمد نے باسناد صحیح
 ابن سلمان نے کہا مسجد کی خوشبوداروں کی خوشبو ہے یعنی جبارنگ پوشیدہ ہو اور بوطا پر ہو اور ہر
 یہ کہ جہاں نماز پڑھنے کی جگہ ہے یا مسجد کی جگہ وہاں خوشبودار لگائی جاوے اور بعضوں نے کہا خوشبودار
 دھونی دینا مرد ہے صبر و عود یا لوبان کی (۵) امام احمد اور نسائی اور سلم اور ابو داؤد نے ابو حمزہ اور
 ابو سعید کو کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی قوم میں مسجد بن جاوے تو یہ کہے اللہ تم سے خوش ہے لے انبیا و حبیب
 باہر نکلو تو کہے اللہ تم سے خوش ہے انسا لک بن فضال کہ ابو داؤد و عبد اللہ بن عمر بن عباس سے کہ حضرت جب مسجد میں جا
 تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَلِیْمِ وَبِوَجْهِ الْکَرِیْمِ وَبِکَلِمَةِ الْعَدِیْمِ مِنْ شَیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ
 اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ جب مسجد میں جاوے تو سلام کرے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا السلام علی رسول اللہ اور سلم
 اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن السنی کی ایک روایت میں یہی روایت ہے کہ اللہ
 افش علی انبیا و حبیب ان ابن ماجہ اور ابو عوانہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ انبیا و حبیب انبیا و حبیب

مسجد بنو نکالتا ہے اور میری است کے گناہ بھی اس سے لاکھ گئے تو میرے کوئی گناہ اس سے بڑا دیکھا کہ آدمی

ابن سلمان نے کہا میں نے بعض شایخ سے سنا جو شخص مسجد میں سو کوڑا لگا کر بارہا میں کو اٹھا دینے والی چیز

مسجد بنو نکالتا ہے اور میری است کے گناہ بھی اس سے لاکھ گئے تو میرے کوئی گناہ اس سے بڑا دیکھا کہ آدمی

لنا ابواب زینت ابی شیبہ کی روایت میں یوں ہے بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ اَوْر اَمَّا کَی رُویت میں
 بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ نَکالا اوسکو ابن ماجہ اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن خرمیہ نے حضرت فاطمہ زہرا
 سے اور ابن خرمیہ نے جناب سیدہ عمر روایت کیا یوں کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ اَوْر ابن ماجہ اور ترمذی اور
 ابن ابی شیبہ اور ابن خرمیہ نے نکالا اونی سَوَّ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَتَشْرِحْ لِيْ اَبْوَابَ جَنَنِكَ اَوْر ابن سنی نے انس
 سے نکالا کہ حضرت حبیب عبد میں جاتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَوْر حبیب کو فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ اَوْر طبرانی نے اوسط میں ابن عمر سے کہ حبیب کو نکاتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ تَشْرِحْ لَنَا اَبْوَابَ جَنَنِكَ اَوْر اسناد
 میں سالم بن عبد الہی ہے اور حاکم نے مستدرک میں نکالا اور کما صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر ابن عباس
 سے فاذا دخلتم بیتنا فقولوا اعلیٰ الفیصل کی تفسیر میں کہ مراد اس سے مسجد جو حبیب مسجد میں جاوے تو کہہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن سنی نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ حبیب
 مسجد کو نکاتے تو سلام پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اَوْر ابوداؤد اور
 نسائی کی روایت میں یوں کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ تَضَلُّکَ اَوْر ابن ابی شیبہ اور ترمذی اور ابن ماجہ اور
 ابن خرمیہ اور امام احمد کی روایت میں حضرت فاطمہ زہرا یوں ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَوْر ابن خرمیہ کی
 روایت میں یوں کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَتَشْرِحْ لِيْ اَبْوَابَ جَنَنِكَ (۵) امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ اور
 ابوداؤد نے ابو ہریرہ کو فرمایا حضرت انور بخش سے کسی سے وہ مسجد میں گی جو چیز کیلئے آواز کرے تو یوں ہے
 اللہ تعالیٰ نہ دلاؤ تجھے کو نیری گئی چیز کیونکہ مسجد میں اسلئے نہیں بنیں آدرا امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے بریدہ
 سے کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا تو کہا کون بلاویگا مجھ کو سوخ اونٹ کی طرف حضرت نے فرمایا خدا کو تو نہ
 پاوے مسجد میں جس کام کے لیے بنی ہیں اسی کے لیے بنی ہیں (مسجد میں آواز بلند کرنا منع ہے یہاں تک کہ علم کے سکھانے
 میں ہی امام مالک اور رجاء ت علم کا یہی قول ہے اور ہکا ذکر اور گندہ جکا) (۶) امام احمد اور ابن ماجہ نے
 ابو ہریرہ کو حضرت نے فرمایا جو شخص ہماری اس مسجد میں آوے نیک باتیں نہ کہے نہ کیلئے یا سکھانے کی طرح ہے جو اللہ کی
 راہ میں جہاد کرے اور جو شخص اور طلبہ کیلئے آوے اسکی مثال ایسی ہے جیسے لوہے کی خضر کی جو دوسرے کے مال کو تو کھو

یہ روایت
 اور ترمذی
 علم اور ترمذی
 سے ہے ابو ہریرہ

یہ روایت
 ابن ماجہ کی ہے

یہ روایت
 ابن ماجہ کی ہے

فہرست جدیدین و دیگر اقصاء و طبایع کرنا

فصل پنجم در بیان سیرت و اخلاق

فصل محمد بن خازن طبرستان

شکوکانی نے کہا اوسکو اسناد میں شعیب بن سواحاتم بن اسماعیل کے اوسکو سہی ابن سعد نے سچا کہا اور کہا کہ وہ دیکھ کر تارتا اور نکالا اوسکو مہدی نے شعیب الانان بن اور مراد حضرت کی اور شرط ہے وہ کام ہے جو تعلیم اور تعلیم کے سوا ہو یعنی اخیر نہ ہو تو نماز اور ذکر اور اعتکاف اور تمام عبادات تعلیم اور تعلیم کے مثل ہیں (۸) امام احمد اور ابوداؤد اور دارقطنی نے حکیم بن حزام کو کہ حضرت نے فرمایا مسجد بن میں حدیث فاطمہ نہ کیا دین نہ قصاص لیا جاویں اوسکو نکالا حاکم اور ابن سکین اور ربیعہ نے بھی حافظ نے کہا تلخیص میں اوسکی اسناد میں کچھ برائی نہیں اور طبع المرام میں کہا کہ اوسکا اسناد ضعیف ہے اور اس باب میں ابن عباس سے ترمذی نے نکالا اور ابن ماجہ نے اوسکی اسناد میں اسحیل بن مسلم کی ضعیف ہے اور بنی نے جیسر بن عظم سے نکالا اوسکی سند میں حدیث ہے اور عمر بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ کی اوسکی سند میں ابن اسیر اور حدیث یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں حدیث قائم کرنا یا قصاص لینا حرام ہے (نیل) (۸) ترمذی اور نسائی اور حاکم اور ابن حبان نے ابوبکر پر یہ کہ حضرت نے فرمایا جب تم دیکھو اوسکو جو بیعتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں تو کہو اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں فائدہ دے اور جب تم دیکھو اوسکو جو مسجد میں لگی ہوئی چیز کے لیے چلاتا ہے تو کہو اللہ تعالیٰ وہ چیز تجھ کو نہ پسے شکوکانی نے کہا انسائی نے اس حدیث کو عمل الیوم واللیک میں نکالا اور ترمذی نے اسکو حسن کہا اور ابونعجمون عالمون اور ابن خزییمہ نے عمر بن شعیب عن ابیہ عن جبرہ کی اسناد میں حدیث کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خریدنے اور بیچنے سے اور اس میں شعرین پڑھنے سے اور لگی ہوئی چیز کے لیے چلانے سے اور مسجد کے دن نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے حسن کہا اوسکو ترمذی نے اور صحیح کہا اوسکو ابن خزییمہ نے اور علی بن المدینی نے کہا یحییٰ بن سعید نے کہا عمر بن شعیب کا حدیث عن ابیہ عن جبرہ ہمارے نزدیک ضعیف ہے اور اس باب میں ربیعہ سے روایت کیا مسلم اور ابن ماجہ اور نسائی نے اور جابر بن سہبائی نے اور انس سے طبرانی نے عراقی نے کہا اوسکو راوی ثقہ ہیں اور ابوبکر پر یہ کہ اور طریق میں مسلم نے اور سعد بن ابی وقاص سو بزار نے اوسکی اسناد میں حجاج بن ارطاة ہے اور ابن مسعود سو بزار نے اور طریق میں نے اور ثوبان سو طبرانی نے اور یہ ثوبان وہ نہیں ہیں جو موسیٰ تھے حضرت کے انکو ابن حبان اور ابن عبد البر نے صحابہ میں ذکر نہیں کیا البتہ ابن مندہ نے انکو ذکر کیا اور حافض بن جبیل سے طبرانی نے اور ابن عمر سے ابن ماجہ نے اور داؤد بن اہم نے اور فاطمہ بن اہم سے ابن ماجہ نے اور بعض نے اور ابوسعد کے ابن ابی حاتم نے علل میں اور دونوں حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں خرید و فروخت حرام ہے اور محمد بن کاتب نے قول ہے کہ وہ مکروہ ہے اور حق یہ ہے کہ حرام ہے اور بعض شافعی نے کہا کہ

مسجد میں بیچ اور شکر اگر وہ نہیں لیکن یہ قول مردود ہے احادیث سے اور حنفیہ نے کہا کہ اگر کثرت سے بیچ اور شکر کرے
 مسجد میں تو مکروہ ہے اور جو کثرت کرے تو مکروہ نہیں اور یہ فرق بدیل ہے لیکن شعرین پڑھنا تو حدیث سے ہے
 نکلتا ہے کہ مسجد میں جائز نہیں اور معارضہ ہے اسکے عمر اور حسان کا قصہ (جو اوپر گذرا) اور امام احمد
 جابر بن عمر بن کلالہ اور نون بن کھامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس سو بار سے زیادہ مسجد میں حاضر ہوا آپ
 کے اصحاب شعرین پڑھتے تھے اور جاہلیت کی باتیں بیان کرتے تھے کہی آپ ان کے ساتھ قسم کر دیتے اور
 روہت کیا اور سکو ترندی نے اور کہا صحیح ہے اس میں یہ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 بیٹھا سو بار سے زیادہ آپ کے اصحاب شعرین پڑھتے تھے اور جاہلیت کی باتوں کا ذکر کرتے تھے آپ
 خاموش رہتے کہی تب فرما تو ان کے ساتھ اور ان حدیثوں میں درج سے جمع ہوا ہے ایک کہ ممانعت
 منزهہ ہے اور جواز حضرت سے دوسرے کہ حضرت عمدہ شعرین پڑھنے کے لیے ہے جس سے وہ شعرین جن میں شکر
 کی جھجھک حضرت کی مدح ہو اور ممانعت ان شعروں سے ہے جن میں تفاخر ہو یا جھجھک ہو اور امام نسائی نے
 یہ باب بنایا ہے کہ شعر پڑھنے کا جواز مسجد میں اور ذکر کیا قصہ حسان کا حضرت عمر کے ساتھ اور امام شافعی
 نے کہا کہ شعر کلام ہے تو اچھا اس میں اچھا ہے اور برا اور برا ہے عراقي نے کہا اور کا اسناد حسن ہے اور کلالہ
 ابن ابویعلیٰ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا شعر سے
 آپ فرمایا وہ کلام ہے اچھا اور کا اچھا ہے اور برا اور برا ہے عراقي نے کہا اور کا اسناد حسن ہے اور کلالہ
 اور سکو ہیتی نے اپنی سنن میں ابویعلیٰ کے طریق سے یہ کہ کہا کہ وصل کیا اور سکو ایک جماعت فرما دیکھ اور سکا
 ارسال ہے اور طبرانی نے اوسط میں کلالہ عمید اللہ بن عمر کے حضرت نے فرمایا شعر مثل کلام کے ہے اور سکا
 اچھا اچھی کلام کی طرح ہے اور برا بے کلام کی طرح ہے ابن عربی نے کہا مسجد میں شعر پڑھنے میں کوئی
 قباحہ نہیں بشرطیکہ اس میں دین کی تعریف ہو اور شرع کی پیروی کی ترغیب ہو اگرچہ اس میں شراب
 کی تعریف ہو اور سکو بویارنگ کی کیونکہ کعب بن زہیر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی شعر
 پڑھیں مسجد میں اور ان میں شراب کا ذکر تھا مطلع انکو شعرون کا یہ ہو یا بآت سعادت فقلی الیوم متبول یا
 تاک کہ سعادت کی تہ کوئی تعریف میں اور نون بن کھامین کا گانہ کا منہ علی بالدرج معاولیٰ شے شراب گویا اس میں
 ملا ہوا ہے عراقي نے کہا اس قصیدہ کہ سننے کی طریقوں سے روایت کیا لیکن کوئی طریقہ صحیح نہیں ہے اور
 ابن اسحاق فرما سکا کہ نہ قطع نقل کیلئے اور جو یہ قصیدہ کعب کے ثابت ہو اور یہی ثابت ہو کہ اور نون بن

آنحضرت کے سامنے مسجد میں پڑھتا تو یہ کہیں گے کہ اوس میں شراب کی تعریف نہیں ہو بلکہ سعاد کی تنویر کی تعریف ہے کہ اوس کو شہادت دی ہو شراب کے مترجم کہتا ہو اس قصیدہ میں شاعر نے سعاد کے پہلو اُتوں کی تعریف کی ہو جانچ اول صریح و صاف عیان ہو چکا کہ اَعَوَّادِضٌ ذِی ظُلُمٍ اِذَا ابْتَدَمَتْ کَانَہُ مَنہَلٌ بِالرَّاحِ مَعْلُوکٌ یعنی وہ ظاہر کرتی ہے اپنے چمکدار آب و تاب اُتوں کو جن میں تنوک ہے ہنسی کی وقت گویا وہ پہلو اور دربار پر پلایا گیا اور دُتوں میں تنوک پلایا جاتا ہے تو گویا اوسکی تنوک شراب کے تشبیہ دی ہو عرواتی نے کہا مسجد میں شعر پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں بشرطیکہ آواز اتنی بلند نہ کرے کہ نمازی کو یا قرآن پڑھنے والے کو تکلیف پہنچا دے اور گو گن جو نماز کا انتظار کرتے ہوں اور اگر آواز بلند کرے اور لوگوں کو تکلیف پہنچے تو مکروہ ہے بلکہ حرام ہی کہہ سکتے ہیں اب ہا مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھا جمعہ کو دن نماز سے پہلو تو جو ہر کے نزدیک مکروہ ہے اور خطا کی ہے کیا یہ حققت منع ہے حرب ساری یا اکثر مسجد میں حلقہ ہو اور حدیث کی نہ نکلتا ہے کہ نماز کے بعد یہ جائز ہے اسے صریح جمعہ کے سوا اور دن میں اور اسباب میں ابوداؤد قدلیشی کی حدیث صحیحین میں ہے (جو ابوداؤد غفری) اس کی روایت دی کا مومن کے لیے مسجد میں حلقہ کرنا تو وہ جائز نہیں ابن مسعود کی حدیث میں ہے کہ اخیر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جو مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور انکی غرض دنیا ہوگی ادن کے ساتھ مرت بیٹھا اہل کو اذنی حاجت نہیں ہے عرواتی نے شرح ترمذی میں کہا اسکا اسناد ضعیف ہے بڑیغ ابوخلیل اسکے اسناد پر بہت ضعیف ہے (نیل مختصر) (۹) ابوداؤد نے عبد الرحمان بن ابی بکر سے حضرت عائشہ سے فرمایا تم میں سے کسی نے آج کے دن کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے ابوبکر نے کہا میں مسجد میں آیا تو میں نے ایک سالک کو دیکھا جو سولہ کر رہا تھا میں نے ایک ٹکڑا روٹی کا عبد الرحمان کے سامنے پایادہ اوس سے لیکر سائل کو دیدیا تو بارے کہا یہ حدیث عبد الرحمن سے اسی سند سے مروی ہے اور درسلما بھی مروی ہے سندری نے کہا حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نکالا اور نسائی نے سنن میں ابوجانم سلمان اشجعی سے ایسا ہی اور حدیث کی نہ نکلتا ہے کہ مسجد میں تصدق کرنا جائز ہے اسے صریح حاجت کی وقت سوال کرنا اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں باب بنایا ہے احادیث کے لیے تو کہا باب مسجد میں سوال کرنے میں (۱۰) ابن ماجہ نے عبد اللہ بن حارث سے محمد بن حباب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں روٹی اور گوشت کھاتے تھے شوکانی نے کہا بہت قریب سے یہ ثابت ہے کہ مسجد میں کھانا کھانا کھاتے اور اہل صفہ مسجد میں رہتے تھے اور جب ادن کا کوئی گھر نہ تھا تو وہیں کھاتے ہوئے اور آپ نے نماز بن انال کو تین دن مسجد میں قیام کیا اور سعد بن معاذ کے لیے خمیہ مسجد میں لگایا

اور ذلالت کو مسجد میں ادا کر کے اور کالی عورت جو مسجد جہاڑتی تھی وہ بھی مسجد ہی میں رہتی تھی یہی سب جہنمیں
 اور پگڑی چلی ہیں اور ان سب سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد میں کماندہ درست ہے (۱۱) امام احمد اور ابو داؤد نے شمار
 بن ظہر سے کہ حسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب اندر تشریف لے گئے تو اذان کو بلایا اور اسکے بعد اور فرمایا سیر
 کعبہ میں گہتے وقت میں نہ ہر کے دو سیناٹیکے تو میں بھول گیا تھپ سے یہ کہنا کہ انکو ڈھانک کے کیونکہ نماز
 کے سامنے قبلہ کی طرف کئی ایسی چیز نہ ہونا چاہیے جو اسکو غافل کرے شوکانی نے کہا محدث سے یہ نکلتا ہے
 کہ حجاب وغیرہ کی آدیش کرنا نقش و تصویر وغیرہ مکر وہ ہے اس طرح نماز کی قبلہ کی جانب کو اور یہی نکلا کہ
 اگر تصویر کو ڈھانپ دیکو تو یہ نماز اس مقام میں مکروہ نہیں کیونکہ کراہت کی علت جاتی رہی اور علت یہ
 تھی کہ نماز کا دل اس سے بٹے گا اور اور یہ سیکلہ گزر چکا (۱۲) امام احمد نے ابو ہریرہؓ سے کہ کیا تم کو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مسجد میں ہو پھر اذان ہو نماز کی تو کوئی تم میں سے مسجد سے نکل کر جب تک نماز
 نہ پڑھ لیو اور حاجت نہ لے لیا اور پھر اذان سے کہ ایک شخص اذان ہونے کے بعد مسجد سے
 چل دیا ابو ہریرہؓ نے کہا اوس نے نماز مانی کی جناب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ابن مسعودؓ اور زیدونی نے
 احکام میں اور ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں روایت کیا حضرت عثمانؓ کو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جو شخص مسجد میں اذان کو پا دے یہ نکلے بغیر ضرورت کے اور لوٹنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ
 منافق ہے مگر ترجمہ کہتا ہے احدث کو ابن ماجہ نے نکالا اور طبرانی نے اوسط میں نکالا ابو ہریرہؓ کو کہ حضرت
 نے فرمایا جو کوئی میری اس مسجد میں اذان نہ پڑھو ان کو بغیر حاجت نکل جاوے یہ پوٹے نہیں تو وہ منافق
 ہے مذہبی نے کہا اوسکو سب ادویوں جو صحیح من حجت ملی ہے ان حدیثوں کو یہ نکلتا ہے کہ اذان سننے کو
 بعد مسجد سے بغیر نماز پڑھنے نکلا حرام ہے مگر وضو کو حاجت کے لیے یا اگر کسی ضرورت کے اور اگر ہم غصے سے مرو
 ہے کہ حبیبؓ کی مکیہ نہ ہو تو نکلا درست ہے ترمذی نے کہا سارے نزدیک اس کو یہ مراد ہے کہ اگر اوسکو کوئی عذر ہو
 تو نکل سکتا ہے (نیل مختصر) (۱۳) امام مسلم نے جابرؓ کی روایت کیا مسجد کے گرد زمینیں خالی ہوئیں تو
 یہ مسجد کے لوگوں نے چاہا مسجد کے پاس آ رہنے کا یہ خبر حضرت کو پہنچی آپؐ فرمایا اذان سے جو کچھ ہو چکی
 ہے تم مسجد کے پاس آ کر رہنا چاہتے ہو اذنوں کے گمان یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ ایسا ہے آپؐ فرمایا اسے
 بنی سلمہ تم اپنے گہروں میں رہو تمہارے قدم کبھی جاتے ہیں تم اپنے گہروں میں رہو تمہارے قدم کبھی جاتے ہیں
 اذنوں نے کہا ہم خوش نہیں ہیں کہ اپنے گہروں کو چلتے اور ایک دوسرے میں نہ ٹکرو تمہارے قدم پر ایک دوسرے

فہم کی طرح دل ہلانے والی چیز نکلا

فنا اذان کے بعد مسجد سے نکلا

میں مسجد کے پاس آ رہے ہیں

(۱۳۸) ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بیدہ اور سہل بن سعد اور النبیؐ کے فرمایا حضرت عیسیٰؑ فرشتہ خود
اون کو گون کو حبانہ بیرون میں مسجد بن کر جانے میں پوری روشنی کی قیامت کے دن (۱۵۱) ترمذی اور
ابن ماجہ اور دارمی نے ابوسعید خدریؓ سے حضرت افریما جب تم کسی کو دیکھو مسجد میں حاضر باش ہے اور اس کی حالت
کر تو گواہی دو اسکو سوچنے کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کی مسجد کو وہ آباد کرتے ہیں جو ایمان لائے
اللہ پر اور پچھلے دنوں ترمذی نے کہا اسکو نکال ابن خرقیہ اور ابن خبان نے انہی صحیحون میں اور حاکم نے ترمذی
نے کہا حسن ہے غریب اور حاکم کا صحیح الاسناد ہے (۱۵۱) امام بخاری اور شریح السنہ میں عثمان بن مطلق سے
اونہوں نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجو ہم کو حاضری جانے کی آپ نے فرمایا ہم میں سے نہیں ہے جو حاضری کرے نہیں
ہو دی میری امت کا حاضری ہونا روزہ ہر پورا دنوں نے کہا یا رسول اللہ اجازت دیجو ہم کو سیر اور سیاحت کر لیں
آپ نے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد ہے اسکی راہ میں پورا دنوں نے کہا اجازت دیجو ہم کو رویشی کی آپ نے
فرمایا میری امت کی رویشی مسجد بن میں نہیں ہے نماز کی انتظار میں (۱۵۱) دارمی اور عبد الرحمن بن
عائش سے حضرت نے فرمایا بنے اپنے پروردگار کو اچھی صورت میں دیکھا اوس نے فرمایا اور پر والے کس بات میں
جنگ کرتے ہیں میں نے کہا تو خوب جانتا ہے ہر اوس نے انہی تنہا میری دونوں ہونڈ ہونکے بیچ میں رکھ دی اسکی ٹانگہ
سیرے دونوں جہاتیوں کے بیچ میں معلوم ہوئی اُسوقت میں نے جان لیا جو آسمانوں اور زمین میں تھا اور
آپ نے یہ آیت پڑھی وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَلْحَمْدُ وَلِيَكُنْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور ترمذی نے ایسا
ہی نکالا عبد الرحمن سے اور ابن عباس اور معاذ بن جبل سے اور اس میں یہ زیادہ ہر لے مجھ سے جانتے ہو اور یہاں
کس بات میں جہاد میں میں نے کہا بان کفار دن میں اور وہ یہ ہیں مسجد بن میں نہیں نماز کے بعد اور عبادت
کے لیے چل جانا اور وضو کا پورا کرنا تکلیفوں میں اچھے سردی یا بیماری میں اسوجس نے ایسا کیا وہ زندہ
رہا بہتری کے ساتھ اور رہے لگا بہتری کے ساتھ اور گناہوں سے ایسا صاف ہو جاوے گا جیسا اور سدن تھا
حسدان ان کے پیٹ سے نکلا تھا اور فرمایا تاکنے اے محمدؐ جب تو نماز پڑھے تو یوں کہہ یا اللہ میں تجھ سے
لگتا ہوں ٹکیوں کا بجالانا اور برائیوں کو چھوڑنا اور مسکینوں کی محبت تو جب تو اپنے بند و پیر کوئی
عذاب پہنچنا چاہے تو مجھ کو اس سے پہلے اوٹھالے اور کہا کہ درجہ میں سلام بکار کر کہنا اور کہنا کہلانا
اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہوں (۱۵۸) ابوداؤد نے ابوامامہ سے حضرت نے فرمایا تین شخصوں
کی ضمانت اللہ پر ہے ایک وہ تو جو نکلا جہاد کے لیے اسکی راہ میں اللہ اور اسکا صائن ہے اس کے سر پر کاتب

سجدہ میں اسکی وضو کرنا کی فضیلت

ف نماز کے بعد سجدہ میں پیر کے فضیلت

ف سجدہ میں جلنے والی وضو

اور حضرت میں لیا جاوے گا یا اسکو تو اب اسرار کمال کو کچھ گہر میں لونا و بجا دو سرادہ شمس جو سمر کو جاوے
 اصر اور کھانا من کر شمس راہ شمس سے جو اپنے گہر میں سلام کر کے جاوے اس پر پاک لاسکا شمس سے ارج
 نہ ہی اور کونکالا او میں پڑیا دوسرے اگر چلیکا کر روزی دیا جاوے گا اور اسراو کے لیے کافی ہوگا اور جو
 ارجاویکا تو اسراو کو حبت میں لیاویکا (۱۹) امام احمد اور ابو داؤد نے ابو امامہ سے حضرت نے فرمایا جو
 شخص اپنے گہر سے نکلے وضو اور طہارت کر کے فرض نماز کے لیے اسکا آنا ثواب ملے گا عیسٰی احرام باندھے
 ہوئے حاجی اور جو شخص چاشت کی نماز کے لیے نکلے اور کوئی فکر اسکو نہ ہو تو اسکو عمرہ کرے والے کا ثواب
 ہے اور جو نماز دوسری نماز کے بعد پڑھے چادری پہن میں مشغول رہے تو وہ علیلین میں الگ ہی پڑے گی (۲۰)
 ابو ہریرہ سے روایت ہے حضرت نے فرمایا جب تم حبت کی سیاریوں پر گزرو تو چروگو گون سے کیا یا رسول اللہ
 حبت کی سیاریاں کیا ہیں آپ نے فرمایا سیدین روگوں نے کہا چروا گیا ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ و الحمد
 للہ و کلا آلہ اللہ و اللہ اکبر کونکالا او کو ترمذی نے (۲۱) ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے حضرت نے فرمایا جو
 شخص مسجد میں کسی کام کے لیے آوے وہی اسکا حصہ (۲۲) قرہ بن ایاس اور ابو داؤد نے نکالا کہ حضرت نے
 منع کیا اذن دلو و دختران کو بیٹھنے پاز اور اس سے اور فرمایا جو کوئی اسکو کسا وہ ہماری مسجد میں نہ آوے
 اور فرمایا اگر تم ضروری کانکو کسے دلے ہو تو لیکا کر اذن کو مار ڈالو (۲۳) ابن حبان نے ابن مسعود
 میں ابن عمر سے ایک یہود کے عالم نے حضرت سے پوچھا کون سا مقام زمین کا بہتر ہے آپ نے فرمایا ہر وہاں
 جہر بل علیہ السلام نے اپنے اذن پر پوچھا اور انہوں نے کہا جس سے بوجھتے وہ بوجھتے والے سے زیادہ نہیں جاتا
 لیکن میں اپنے مالک سے پوچھتا ہوں بہر جہر بل نے کہا لے محمد میں اللہ جل جلالہ سے نزدیک ہوا انا کو دیا تو
 کہی نہیں ہوا تھا حضرت نے فرمایا کیسے اور انہوں نے کہا میرے اور مالک کے بیچ میں ستر ہزار پر دتے ہو گئے تھے
 فرمایا مالک نے کہ سب سرن میں بے مقام بازاریں میں اور بہتر مقام مسجد میں ہیں (۲۴) امام مالک نے فرمایا
 میں کہ حضرت عمر نے مسجد کے کونے میں ایک جگہ بادی جسکو بطیحا کہتے تھے اور انہوں نے کہا جو شخص فضل پتیر
 کرنا چاہے یا شتر چرنا یا آواز بلند کرنا وہ اس جگہ میں جلا جاوے (۲۵) ابو داؤد نے سائب بن خلاد
 سے ایک شخص سے اسامہ کی لوگوں کی تو حو کا قبا میں اور حضرت نے دیکھا تھے آپ نے اسکی قوم سے فرمایا جب
 وہ نماز سے فارغ ہوا اب یہ نماز نہ پڑھاوے تم لوگوں کی ہر اس نماز پڑھا جاوے تو لوگوں نے اسکو رکھا اور
 جو حضرت نے فرمایا تھا اسکی خبر دی اور جس نے حضرت سے ذکر کیا آپ نے فرمایا ان میں سے سنہ کیا ہے راوی نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہمیل القادی

فہمیل القادی

فہمیل القادی

کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا تو نے انداوی ادا اور اس کے رسول کو (۲۶) امام احمد اور ترمذی نے
 معاف بن جیل کے ایک دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے یہاں تک
 قریب تہا سم آفتاب کو دیکھیں بعد اسکے آپ جلدی سے نکلے پھر اپنے نماز پڑھائی اور اہل نماز پڑھی جب
 پہلے آواز سے بلایا اور فرمایا اپنی صفوں میں رہو جیسے تم ہو پھر ہماری طرف تشریف اور فرمایا میں تم سے بڑا
 کرتا ہوں دیر میں نکلنے کی وجہ میں رات کو اٹھا لو وضو کیا اور نماز پڑھی جو تقدیر میں تھی پھر میں اونگھ گیا
 اپنی نماز میں یہاں تک کہ سست ہو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا مالک بل جلال اچھی صورت میں ہوا اس نے
 فرمایا اے محمد میں نے عرض کیا حاضر ہوں میری خدمت میں لے مالک میرا ارشاد ہوا کیا محبت کرتے ہیں اور بدالو
 (یعنی فرشتے) میں نے کہا میں نہیں جانتا میں بار مالک نے یہی ارشاد فرمایا پھر میں نے دیکھا مالک نے اپنی تہبیل سے
 دو دنوں مؤخر ہون کے بعد میں رکھ دی یہاں تک کہ میں نے اپنے مالک کے پوروں کی ٹشڈ کے بچے دو دنوں چاہا تو
 کے درمیان باجی اوس وقت ہر چیز میرے اوپر کھل گئی اور میں نے پہچان لی پھر مالک نے فرمایا اے محمد میں نے کہا حاضر
 ہوں لے مالک میرا ارشاد ہوا کیا جگڑتے ہیں اور بدالو میں نے عرض کیا کفاروں میں مالک نے فرمایا وہ
 کیا میں نے کہا پاؤں سے چل کر مسجدوں میں جانا اور مسجدوں میں بیٹھنا نمازوں کے بعد اور تکلیف کی حالتوں
 میں وضو کا پورا کرنا پھر مالک نے فرمایا اور کا ہے میں جگڑتے ہیں میں نے عرض کیا وجہ میں ارشاد ہوا وہ
 کیا میں نے کہا کمانا کہلانا نرمی سہاوت کرنا نماز پڑھنا حجاب لوگ تھے ہوں پھر مالک نے فرمایا مالک میں نے
 عرض کیا یا اللہ میں تجھ سے چاہتا ہوں ہبلایاں کرنا بری باتیں چوڑا مسکینوں کو دوست رکھنا اپنی
 مغفرت اور میری رحمت اور جب تک کسی قوم پر عذاب کرنا چاہے تو مجھ کو یہ عذاب آٹھا لے اور میں تجھ سے گناہ
 ہوں میری محبت اور تجھ سے محبت کرے اوسکی محبت اور جو عمل مجھ کو تیرے نزدیک کرے اُسکی محبت پھر
 حضرت نے فرمایا یہ واقعہ سچ ہے اسکو یاد رکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور
 میں نے بخاری کو پوچھا احادیث کو ادا نہ ہونے کا صحیح ہے (۲۷) ابو داؤد نے عبد السم بن عمرو بن عاصم سے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میں جاتے تو فرماتے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی جو عظمت والا ہو اور اسکی
 بزرگی و کائنات کی اور اوسکی برائی بادشاہت کی مردود و شیطان سے آپ نے فرمایا جیسے میں ایسا کہے تو شیطان
 کہتا ہے ساگردن اور میں نے بچاؤ کر لیا اپنا مجھ سے (۲۸) امام مالک نے عطا بن یسار سے حضرت نو فرمایا
 میری قبر کو بڑھ بناؤ جسکو لوگ بوجہ بڑا غصہ اللہ کا اون لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنی بیخیزوں کی قبروں کو

مسجد بنانا (۲۹) امام احمد اور ترمذی نے معاذ بن جبل کو کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم تہنہ چاہتے تھے نماز پڑھنا باغونہ میں اور بعض نوکچ کما دیا رک پاس تاکہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو ترمذی نے کہا یہ حدیث غریبہ اور نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر حسن بن ابی جعفر کی روایت سے اور ضعیف کیا اسکو محی بن سعید نے (۳۰) ابن ماجہ نے انس بن مالک سے حضرت عائشہ فرمایا مرد کا نماز پڑھنا اپنے گھر میں اس پر ایک نماز کا ثواب ہے اور اپنی محلے کی مسجد میں بھیجیں نمازوں کا ثواب ہے اور جامع مسجد میں یا نسو نمازوں کا ثواب ہے اور بیت المقدس کی مسجد میں پچاس ہزار نماز کا ثواب ہے اور میری مسجد میں (یعنی مسجد نبوی مدینہ میں) پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور مسجد حرام میں (یعنی کعبہ میں) ایک لاکھ نماز کا ثواب ہے (۳۱) امام مسلم نے جابر سے حضرت عائشہ فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں نماز ادا کرے تو ایک حصہ نماز کا اپنے گھر کو بھیجے کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز کی وجہ سے اسکو گھر میں بھیجی کرے گا (۳۲) ابو داؤد نے ابو الولید سے روایت ابن عمر سے پوچھا مسجد کی کنکریوں کو اوٹھونے کا ایک سات باہی بڑا صبح کو زمین زرتی تو ایک شہل خض اپنے کپڑے میں کنکریاں لاکر اپنے تلے بچپانے لگا جب حضرت عائشہ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کیا اچھا کیا اس نے (۳۳) ابو داؤد نے ابو ہریرہ سے حضرت عائشہ فرمایا کنکری اللہ کی قسم دیتی ہے اس شخص کو جو اسکو مسجد سے باہر لگاتا ہے اسو اسطر کو رہنے دے اسکو مندری نے کہا اسکا اسناد حید ہے اور دارقطنی نے کہا صحیح اسکا وقف ہے ابو ہریرہ پر اور رفع دم ہے ابو بدر کا جو راوی ہے حدیث کا (۳۴) ابو داؤد نے ابن مسعود سے حضرت عائشہ فرمایا عورت کی نماز اپنے کوٹھری میں افضل ہے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور کوٹھری کے اندر چوٹی کوٹھری میں افضل ہے کوٹھری میں پڑھنے سے (۳۵) ابو داؤد نے ابن عمر سے حضرت عائشہ فرمایا کاش اس مرد کو کوہم عورتوں کے لیے جوڑ دین نافع نے کہا ابن عمر یہ اس دروازہ کو نہ گئے یہاں تک مر گئے (۳۶) ابو داؤد نے حضرت عائشہ سے حضرت عائشہ فرمایا پیر دون گہروں کو مسجد کی طرف سے کیونکہ میں درست نہیں تھا مسجد جالفہ اور جنب کے لیے (۳۷) ابو داؤد نے ابن عمر سے حضرت عائشہ فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں اونگہ تو جو جہان منیا ہو وہاں سے اونگہ دوسری جگہ چلا جاوے (۳۸) ابن خزیمہ نے صحیح میں جابر بن عبد اللہ سے کہ حضرت عائشہ فرمایا جس شخص نے کنواں کھودا اپنی کانواں میں سے جس لائق کلمہ میں اپنی جادو لگا جن کے با آدمی کے یا پندہ کے اللہ تعالیٰ اسکا ثواب سکودیکا قیامت کے دن اور جس نے مسجد بنائی قضا جانور کے آڈے دیو کی جگہ برابر اس سے بھی چوٹی اللہ اسکو لیے جنت میں گھر بنا دیگا متدیری نے کہا

ابن ماجہ نے فقط مسجد کا ذکر کیا اور اس کی سند صحیح ہے اور نکال اوسکو احمد اور ابوداؤد نے ابن عباس سے (۱۴۸)
ابام احمد اور طبرانی نے بشر بن حیان سے کہ دناہ بن اسحاق آئے اور ہم مسجد بنا رہے تھے وہ کھڑے ہوئے
ہم پر اور سلام کیا ہم کو پھر کہا میں نے سنا حضرت کے آپ فرماتے تھے جو کوئی ایسی مسجد بنا دے جس میں نماز پڑھی
جاوے تو اللہ پاک اوس کے افضل گھر اوس کے لیے جنت میں بنا دیگا (۱۴۹) طبرانی نے اوسط میں اور ابوداؤد
نے ابوبرزینہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایسا گھر بنا دے جس میں اللہ کی عبادت کیجاوے
حلال مال سے تو اللہ تعالیٰ اوس کے لیے ایک گھر بنا دیگا جنت میں مسمیٰ اور یا قوت کار (۱۵۰) ابن ماجہ اور
ابن خرمیہ اور بیہقی نے باسناد حسن ابوبرزینہ سے کہ حضرت نے فرمایا مومن کو مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب ہوتا ہے
وہ اول میں سے ایک علم ہے جبکہ وہ سکھلاوے اور پہلادے اور مثلاً شاگردوں کو پڑھاوے کتابیں تالیف کرے
انکو لکھو کر باجپو کر مشہور کرے دین کی کتابوں کا دوسرے زبانوں میں ترجمہ کرے یا کراوے انکو چھاپے یا
چھپواوے یا شرح یا تفسیر لکھو اور دوسری نیک لادہو جبکہ وہ چھپواوے تفسیر و مصحف ہو جو اور روکے کرے میں
آوی ریختے وارثوں کے وہ اوس میں پڑھیں یا اور لوگ پڑھیں (چوتھی مسجد ہے جبکہ بناوے یا پانچویں سرا ہے
مسافروں کے لیے جبکہ بناوے چھٹی نہر ہے جبکہ جاری کرے ساتویں صدقہ ہے جبکہ وصیت کی حالت میں اور
زندگی میں اپنے مال سے نکالو وہ اس سے ملجاوے گا اوس کے ہرنیکے بعد (۱۵۱) ابوشیخ و بیہقی نے حمید
بن رزوق سے ایک حدیث بتائی مدینہ میں جو مسجد میں جبار و دیا کرئی حضرت کو اوس کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی آپ
اسکی قبر پر گزرتے تو فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے کہا ام نجین کی قبر ہے آپ نے فرمایا ام نجین کی جو مسجد کہا
کہ تکی لوگوں نے عرض کیا جی ہاں پھر لوگوں نے صرف نا بدہی آپ نے اوس پر نماز پڑھی پھر فرمایا صاحب قبر کی
طرف خطاب کے اڑنے کو تا کام فضل پاپا یا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ عورت سستی ہے آپ نے
فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سستی پھر اوس عورت نے حضرت کو جواب دیا کہ میں نے افضل کام مسجد کا جبار دیا یا
متذری نے کہا یہ حدیث مرسل ہے (مترجم کہتا ہے حدیث مرسل معنی کا ثبوت ہوتا اور ایسا ہی مضمون اگر
حدیث میں ہے جو مقبولین بدر کے باب میں آپ نے فرمایا مَا اَنْتُمْ بِمَنْفُوعِيْنَ لَكُمْ اَوْ تَحْقِيقِ الْمَدِيْنَةِ كَمَا
قول ہے گو متفرقہ اور حنفیہ اوس کے خلاف میں) (۱۵۲) طبرانی نے معجم کبیر میں ابوبرزینہ سے کہ حضرت نے
فرمایا مسجد بن بناؤ اور کوڑا اودن میں سو لکھا لدا لوجو کوئی اللہ کے لیے مسجد بنا دیگا اللہ اوس کے لیے ایک
گھر بنا دیگا جنت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ مسجد بن جو راہ میں ہوتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں

اور مسجد میں جو کوڑا انگارے چھڑے بڑی انگارے والی حوروں کا (۴۴۵) ابن ماجہ نے ابوسعید خدریؓ کی سند سے حضرت
 نے فرمایا جو کوئی مسجد کو کوڑا انگارے اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ سنذری نے کہا اس کا ہنسنا
 شاید حسن ہو (۴۴۶) ابن ماجہ نے وائل بن اسقعؓ کو کہ حضرت نے فرمایا بچاؤ اپنی مسجدوں کو بچون سو انجو اور
 دیوانوں کو اپنے اور خریدنے اور بیچنے سے اور جگر ڈون سے اور آوازیں بلند کرنے سے اور حدین قائم کرنے
 سے اور تم کو ابن سنفےؓ کو اور مسجد کے دروازوں پر طہارت کے برتن رکھو اور حبیجہ کے دن دن میں دھوئی دیا
 کہ وہ خوشبو کی سنذری نے کہا اس حدیث کو طبرانی نے کبیر بن ابوالدرداء اور ابوامامہ در وائلہؓ کا ذکر کیا
 اس کو شوکالی نے موضوعات میں اور سخاوی نے مقاصد میں کہا اس حدیث کے ساتھ میں طبرانی اور عقیلی کے
 پاس اور ابن عدی کے پاس ابوالدرداء اور ابوامامہ اور وائلہ سے اور عاصم اور عبد الرزاق نے اور سحاق
 نے معاذ کحیرت کو نکالا اور ابن عدی نے ابوسریہؓ کو اور بزار نے ابن مسعودؓ کو نقل کیا اس کو عبد الحق نے اور کہا
 اس کی اصل نہیں ہے (۴۴۶) طبرانی نے کبیر بن ابن مسعودؓ کو اور ہونج سنا ایک شخص مسجد میں گئی ہوئی
 چیز کے لیے چلا رہا تھا تو انہوں نے اس کو خاموش کیا اور جھڑکا اور کہا تم منع کیے گئے اس سے سنذری نے
 کہا یہ ایت منقطع ہے ابن سیرینؓ ابن مسعودؓ نہیں سنا (۴۴۷) امام احمد نے ابوسعیدؓ کی
 سولی کو انہوں نے کہا میں ابوسعیدؓ کے ساتھ تھا وہ حضرت کے ساتھ تھے اتنے میں ہم مسجد میں گئے ایک شخص کو
 دیکھا مسجد کے بیچ میں گوٹ مار کر بیٹھا ہے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ٹٹلے ہوئے
 آن حضرتؐ نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ آپ کے اشارے کو نہ سمجھا آپ نے ابوسعیدؓ کے طرف دیکھا اور فرمایا
 کوئی تم میں سے مسجد میں ہو تو انگلیاں اور انگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ شیطان کی طرف ہو کر اور تم میں
 سے ایک نمازی میں ہے جب تک مسجد میں یہ بات تک کہ مسجد کو نکلا (۴۴۸) ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں
 اور حاکم نے ابوسریہؓ کو کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے اپنے گھر میں بہر مسجد میں آوے تو وہ
 نمازی میں ہے جب تک اس نے تو ایسا نہ کرے اور آپ نے انگلیوں کو انگلیوں میں ڈالا حاکم نے کہا صحیح ہے
 بخاری اور مسلم کی شرط پر اور سنذری نے کہا حاکم کے صحیح کہنے پر اعتراض ہے (۴۴۹) احمد اور ابوداؤد
 نے ابوسعیدؓ کو کہ جب بن عجرہؓ سے انہوں نے کہا ہے سنا حضرت کو آپ فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے وضو کرے
 بہر نماز کے قصد ہو نکلو زندہ انگلیوں کو اور انگلیوں میں نہ ڈالے یعنی تشبیک کرے اس لیے کہ وہ نمازیں
 ہے اس کی اسناد میں ابوسعیدؓ مقرر ہے ایک شخص کو اس کا نام مجہول ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں ابوسعیدؓ

اور اس کا کوئی ایک لکھ بیکار یا زبان فاسم نہ ہو گا اور کیا کافر کا ایک ایسی ہی عورت گناہ چاہے جو دوسرے روز یا زکوٰۃ پر اگر مسجد میں آیا اور جماعت کے نماز پڑھی تو وہ بخیر یاد دیکھا بہر اگر مسجد میں آئے اور لوگ تہوی نماز پڑھ چکے ہوں تہوی باقی ہو تو جتنی پاؤں وہ پڑھے اور حجرہ گئی ہو اور سکوپوراکے پہر اگر مسجد میں آئے اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوں اور نماز پورا کر دی تو بھی یہی ثواب ملے گا (۷۵) خزندی نے ابن عباس سے حضرت کے فرمایا رات کو ایک نینوالا سرے مالک کے پاس سے مجھ سے پاس آیا نہریان کیا حدیث کو بیان تاکہ کہالے محمد تم جانتے ہو اور پردالے کا ہے میں جب گرتے ہیں مینے کہا مان ورجون میں اور کفارون میں اور جماعت کے لیے قدم اوٹانے میں اور وضو پورا کرنے میں تہندی اور سردخیزون میں اور نماز کا انتظار کرنے میں ایک نماز کے بعد اور جو کمری محافظت کر گیا نماز ونہر وہ بہتری کے ساتھ زندہ رہے گا اور مر گیا بہتری کے ساتھ اور اپنے گناہوں کی ایسا صاف ہوگا جیسے اور سن صاحبسن مان کے پیٹ سی پیدا ہوا تھا (۷۶) ابن خزیمہ نے صحیح میں ابوہریرہ سے حضرت کے فرمایا کوئی قسم میں سے اچھی طرح وضو نہیں کرتا اور سکوپوراکے پہر مسجد میں آتا ہے صرف نماز کی نیت ہی مگر اللہ تعالیٰ اس سے ایسا خوش موتمن ہے جیسے غائب شخص کے گھر والے اس کے نظر آنے سے خوش ہو جائیں (۷۷)

ابن ماجہ نے ابن عباس سے کہ انصار کے گھر مسجد کے دور تھے اور انہوں نے نزدیک سے ہٹا جا بات آیت اذری وَكَلَّمَكَ مَا كُنَّ سِوَا ذَٰلِكَ هَجَرَهُمْ حَبْرَةٌ لُّوْكَ اُسے گھروں میں بھی (۷۸) امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور حاکم نے اور کما صحیح ہے ابوہریرہ سے کہ حضرت کے فرمایا جب مسجد سے دور زیادہ ہی ازنامی زیادہ ثواب ہے (۷۹) طبرانی نے کبیر بن ہرون اور سو قوافل زید بن ثابت سے اونہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا نماز کے لیے آپ چوٹے چوٹے قدم رکھ رہے تھے آپ فرمایا تم جانتے ہو میں چوٹے چوٹے قدم کیوں رکھتا ہوں میں نے کہا اللہ کو سکا رسول خلیفہ بنا ہے آپ فرمایا بندہ ہمیشہ نماز میں رہتا ہے جب تک نماز کی طلب میں ہو ایک آیت میں یون ہر مینے چوٹے چوٹے قدم اس لیے رکھی کہ قدم زیادہ ہوں نماز کی طلب میں (۸۰) امام مسلم اور ابن ماجہ نے ابی بن کعب سے اونہوں نے کہا انصار میں ایک شخص تنہا میں نہیں کہ مسجد سے دور اس کے زیادہ کسی کامکان ہو اور کسی کوئی نماز (جماعت) مانع نہیں ہوتی لوگوں نے اس سے کہا کاش تو ایک گدا خرید لو اور سپوار ہو کرے انہیں ہی اور جلتی زمین میں وہ بولا میں اس سے خوش تر نہیں کہ میرا مکان مسجد کے ٹپوس میں ہو میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے جد تک پیدل چلنے اور زبان سے اپنے گھر کو لڑنے کا ثواب ہے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تجھے پسند کیا ایک آیت میں یون

مجھے اس پروردگار کے کلمات سے غلامی کا نش تو ایک گہرا حیدر اور جو تجھ کو بچا دی جاتی زمین سے اور زمین کے
 کپڑوں سے وہ بولا تیرا لکھی مجھے پسند نہیں کہ میرا گھر حضرت کے گھر سے ملا ہوا ہو یہ بات اس کی جھجک اور ان گزری
 سیات کے میں حضرت کے گھر میں آیا آپ سے بیان کیا آپ نے اس کو بلا بھیجا اور میں نے ہر سی بات کہی اور بولا کہ مجھے
 اُسید ہے قدموں کا ٹوٹنے کی آپ نے فرمایا تجھے ملے گا جو اللہ کے دست پر ہے (۴۷) ابو ہریرہ کی حدیث اَلَا
 اَوَّلُكُمْ عَلَی النَّحْوِ الشَّرِّ بِالنَّظَرِ یَا کُنَا بِلَا وَضْعِ مِیْنِ کَزِجْلِ اَوْسِ مِیْنِ یَسْجُ وَکَثْرَةُ اَخْطَا لَی اَلْمَسْجِدِ مِیْنِ سِتِ
 قَدَمِ اَوَّلُنَا مَسْجِدِ بِنِ کِی طِف رِبَاطِ مِیْنِ اَخْلَی (۴۸) ابو یعلیٰ اور زبیر نے باسناد صحیح حضرت علی سے
 حضرت نے فرمایا وضو کا پورا کرنا تختیوں میں اور قدموں کا چلنا مسجد بن کی طرف اور نماز کا انتظار کرنا کیا
 نماز کے بعد گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں (۴۹) طبرانی نے اس میں باسناد حسن حضرت نے فرمایا اللہ کے
 روشنی دینا قیامت کے دن چمکنے نور سے اُن کو کون کو جو اندھ میری میں مسجد بن کی طرف لکھتے ہیں (۵۰)
 طبرانی نے کبیر بن باسناد حسن ابو الدرداء سے حضرت نے فرمایا جو کوئی رات کو اندھیرے میں مسجد کو پیدل جاؤ وہ ہر
 تعالیٰ سے ملے گا قیامت کو دن نور کے ساتھ آج جہان نے صحیحہ میں اس کو نکالا اس میں یہ ہے جو کوئی آج
 کے اندھیرے میں مسجد بن کو پیدل چلا اللہ تعالیٰ قیامت کو دن اس کو نور عطا فرماویگا (۵۱) طبرانی نے
 کبیر بن ابو امامہ سے آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ رات کو مسجد بن کی طرف جاتے ہیں اندھیروں
 میں انکو خوشخبری دے قیامت کے دن نور کے میں کی لوگ گہراویں گے اور وہ گہراویں گے۔ سنڈری نے کہا
 اسکی اسناد بر اعتراض ہے (۵۲) ابن ماجہ اور ابن خرمیہ اور حاکم نے سہل بن سعد سے حضرت نے فرمایا جو
 لوگ اندھیروں میں مسجد بن کو جاتے ہیں پیدل انکو خوشخبری دی جاوے پوری روشنی کی قیامت کے دن
 حاکم نے کہا حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر سنڈری نے کہا یہ حدیث ابن عباس اور ابن عمر اور
 ابوسعید خدری اور زبیر بن حارثہ اور عائشہ وغیرہم سے مروی ہے (۵۳) ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے
 حضرت نے فرمایا مسجد بن کی طرف پیدل جانے والے اندھیروں میں وہ غوطہ مارے گا اس میں اللہ کی رحمت میں۔
 اسکو اسناد میں اسماعیل بن رافع سے لوگوں نے اس میں کلام کیا ہے اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا
 کہ وہ ثقہ ہے مقارب الحدیث (۵۴) طبرانی نے کبیر بن دو اسنادوں میں جو ایک حبیب بن سلمان
 سے کہ حضرت نے فرمایا جو کوئی اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کرے پھر مسجد کو آوے تو وہ اللہ پاک کی زیارت کرے
 اور جی زیارت کو کوئی جاوے تو وہ سچ حق کی زیارت کرنے والے کی عزت کرے اور نکالا اسکو بھیجتے

سوفیاً باسناد صحیح (۱۷) ابن ماجہ نے ابو سعید خدریؓ کو حضرت عائشہؓ فرمایا جو کوئی اپنے گھر سے نماز کو نکلا اور چاہے
 اٹھتا ہے یا اس کا کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو کہ اس کی نماز قبول ہوگی اور اگر وہ نماز کو نہ پڑھے تو اس کی نماز قبول
 نہ ہوگی اور اگر وہ نماز کو نہ پڑھے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر وہ نماز کو نہ پڑھے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر وہ نماز کو نہ پڑھے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی
 اس کی طرف متوجہ ہوگا اپنا منہ سامنے کر کے اور سر نہ افرشتے اس کے لیے استغفار کریں (۱۸) امام احمد اور ذہبی
 اور ابویعلیٰ اور حاکم نے اور کہا صحیح الاسناد ابو جبریل علیہ السلام نے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کون سا شہر اللہ کو
 بہت پسند ہو اور کون سا نا پسند ہو آپؐ فرمایا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ ابو جبریل علیہ السلام سے یہ جبریل
 آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ بیان کیا کہ بہت پسند مقاموں میں اللہ کو مسجدین ہیں اور بہت نا پسند مقاموں میں
 اللہ کو بازارین ہیں (۱۹) طبرانی نے کبیر میں اور ابن حبان نے صحیح میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا کہ حضرت
 آنحضرتؐ سے ابو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارے ہاں کونسا مقام ہے اور کونسا برا ہے آپؐ فرمایا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ ابو جبریل
 جبریل علیہ السلام سے یہ آپؐ سے کہہ کر آیا اور انہوں نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ ابو جبریل علیہ السلام
 السلام سے یہ حضرت جبریلؑ کے اور کہا کہ بہتر مقاموں میں مسجدین ہیں اور برے مقاموں میں بازارین ہیں
 (۲۰) طبرانی نے اوسط میں انس بن مالکؓ کے حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت جبریلؑ سے کونسا مقام بہتر ہے انہوں
 نے کہا میں نہیں جانتا آپؐ نے فرمایا بوجہ اس کو اپنے مالک سخت اور بزرگی والے سے یہ سن کر حضرت جبریلؑ
 روئے اور کہنے لگے مجھے کیا ہم اللہ جل جلالہ سے بوجہ کے لائق ہیں وہ جو چاہتا ہے ہم کو تھکاتا ہے ہر
 آسمان پر چڑھے بعد اس کو حضرتؐ پاس لڑکھائے اور کہا بہتر مقاموں میں اللہ کے گھر میں زمین میں آپؐ
 فرمایا برے مقاموں میں کون ہیں ہر وہ آسمان پر چڑھے بعد اس کے لئے آپؐ پاس اور کہا برے مقاموں میں
 بازارین ہیں (۲۱) ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور ابن خرمیہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور کہا صحیح ہے
 بخاری اور مسلم کی شرط پر ابو ہریرہؓ سے کہ حضرتؐ نے فرمایا جس شخص نے مسجد کو اپنا ٹھکانا بنایا نماز اور ذکر الہی کے
 لیے تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسا خوش ہوگا جیسے کوئی شخص غائب کے آنے سے اس کو گمراہ خوش ہوتے ہیں ابن
 خرمیہ کی روایت میں یوں کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس نے مسجد کو ٹھکانا بنایا ہو پھر وہ کسی بیماری یا ضرورت کی وجہ
 سے نہ آ سکے بعد اس کو اس سے تو اللہ تعالیٰ ایسا خوش ہوگا جیسے غائب شخص کے گھر والے اس کے آنے
 سے (۲۲) طبرانی نے کبیر میں اور ذہبی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا مومن کی تہہ مجلسین میں جبریل
 ان میں سے تو اللہ تعالیٰ اس کا سنا سنا ہے ایک تہہ جماعت کی مسجد میں دوسرے تہہ کے پاس تیسرے تہہ میں

چوتھی لمبے گہرین پانچویں عاقل حاکم کے باج کی تعظیم اور تکریم کرتا ہے چوتھی جہاد میں لڑائی سنڈری نے کیا
کا اسناد قوی نہیں لیکن سناوے باندھ صحیح مروی ہے اسکا بیان جہاد میں آویگا (۷۷) طبرانی نے
اوسط میں انس بن مالک سے حضرت نے فرمایا اللہ کے گمروں کو آباد رکھو والے وہی اللہ والے ہیں (یعنی
اولیاء اللہ) (۷۸) طبرانی نے اوسط میں ابوسعید خدری سے حضرت نے فرمایا جو مسجد کے الفت رکھو اس
نعمانی اوس کے الفت رکھیکا (۷۹) امام احمد نے معاذ بن جبل سے حضرت نے فرمایا شیطان بہیڑیا ہے
آدی کا اور بھیڑیے کا قاعدہ ہو کر ریڑھی و ڈوڑھی علیحدہ بکری کو لیجاتا ہے تو تم بچو پھوٹو اور لازم کرو کہ اپنے
اور پر جاعت کرو اور عامہ خلافت کے ساتھ رہو اور مسجد کو لازم کرو (۸۰) امام احمد نے ابوبکرؓ سے فرمایا
حضرتؓ نے مسجد کے کچھ لوگ اتنا دہوتے ہیں فرشتے ان کے ساتھ بیٹھنے والے نہیں اگر وہ غائب ہوں تو فرشتے
انکو تہنڈتے ہیں اور جو بیار ہوں تو فرشتے انکی عیادت کر جاتے ہیں اور جو وہ کسی کام میں ہوں تو فرشتے
انکی بند کرتے ہیں پھر فرمایا مسجد میں بیٹھنے والے تین میں سے کوئی فائدہ کا ہے یا تو ایک یا دو یا تین
کی بات معلوم ہوتی ہے یا رحمت جبکہ انتظار ہو وہ ملتی ہے اسکے اسناد میں ابن مسعودؓ اور حاکم نے اسکو طبرانی
بن سلام سے نکالا اور کہا صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط پر (۸۱) طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اور بڑا
نے باندھ حسن ابوالدرداءؓ میں نے سنا حضرتؓ کو آپؐ فرماتے تھے مسجد گہرے برہنہ گار کا اور جو مسجد کو گہرے
اسر اور کا خاصاں ہو اور سپہر بائی اور رحمت کا اور مہاجر اطرس گندارینے کا اور اپنی رضامندی و غیر کا حجت
داخل ہونے تک (۸۲) مسلم نے جابرؓ سے حضرتؓ نے فرمایا جو کوئی پیار یا لسن یا گندنا کا ویرہ ہماری مسجد کے
نزدیک نہ آوے کیونکہ فرشتوں کو اندھا ہوتی ہے اوس سے جس سے آدمیوں کو اندھا ہوتی ہے ایک ایت میں
منع کیا حضرتؓ نے پیار اور گندنا کمانے سے بہرہ کو حاجت غالب ہوئی تو ہم نے کہا یا انکو اپنے فرمایا جو کوئی
اس خبیث درخت میں ہو کہ ما ویرہ ہماری مسجد کے قریب ہو اسلئے کہ فرشتوں کو اندھا ہوتی ہے اوس چیز سے
جس کے آدی کو اندھا ہوتی ہے اور نکالا اسکو طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اوس میں یہ کہ جو شخص ان
سب میں سے ہو کہ ما ویرہ لسن اور پیار اور گندنا اور مولیٰ میں سے وہ ہماری مسجد کے نزدیک نہ ہو
اسلئے کہ فرشتوں کو تکلیف ہے تی ہو اور ان چیزوں میں جن سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے سنڈری نے کہا
سب آدی لقمہ میں گر بھیجے بن رشید بصری (۸۳) ابن خزیمہ نے صحیح میں ابوسعید خدریؓ کو حضرتؓ
کے پاس ذکر آیا لسن اور پیار اور گندنا کا اور کہا گیا یا رسول اللہ ان سب میں لسن زیادہ سخت ہے کہ آپ

اور کوحرام فرماتے ہیں آپؐ فرمایا کہ اداؤں کو لیکن جہاں کو وہ مسجد کے پاس آئے جہاں کہی بوداؤں کو نہ نہیں
 سے نہ جاؤ (۸۴) سلم اور سائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے اودھوں کو خطبہ پڑھا جب کہ دن اور خطبہ میں فرمایا
 اے لوگو تم دو درختوں میں نہ کہو کہ ان کے درمیان نہ آؤ انکو خبیث سمجھتا ہوں پیاز اور لہسن اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص میں انکی بوجہ نہ تو حکم کرتے وہ بقیع کی طرف نکال دیا جاتا ہے جو کوئی اداؤں کو کہنا دے
 تو پکاراؤ کہ ماراؤ اسے (پسے انکی بوجہ نہ) (۸۵) سلم اور سائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے حضرت عمرؓ سے فرمایا
 جو کوئی اس درخت میں نہ کہو کہ اداؤں سے وہ ہم کو ہمارے مسجد میں اندازدے (۸۶) طبرانی نے باسناد حسن
 ابو نعیمہؓ سے اودھوں کو کہا کہ حضرت کے ساتھ خیر کا وہاں ایک دیکھ میں پیاز اور لہسن پائے تو لوگوں نے انکو
 کہا یا وہ یہو کے تھے جب کہ میں نے گئے تو ساری مسجد میں پیاز اور لہسن کی بو بگھڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جو شخص اس خبیث درخت میں کہو کہ اداؤں سے وہ ہمارے نزدیک ہوتا ہے کہ اس نے اسکو ابو سعید
 سے نکالا اوس میں پیاز کا ذکر نہیں ہے (۸۷) ابن خریجہ نے صحیح میں حدیث سے حضرت عمرؓ سے فرمایا جس نے قبلہ
 کی طرف تہو کا وہ قیامت کے دن آویگا اوسکا تہو کہ وہ تو انکو کہے بیچ میں ہوگا اور جو شخص اس خبیث درخت
 میں کہو کہ اداؤں سے وہ ہمارے مسجد کے نزدیک آویگا تین بار یہ ارشاد فرمایا (۸۸) امام احمد اور ابن خریجہ اور ابن
 حبان نے ام حمید سے حوبی بی تہین ابو حمید ساعدی کی وہ حضرت کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ
 میں جانتی ہوں آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنا آپؐ فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہے لیکن
 میری نماز تیری کو ٹھٹری میں بہتر ہے میری نماز سے تیرے حجرے میں اور حجرے میں بہتر ہے اگر سے اور گھر میں
 بہتر ہے محلہ کی مسجد سے اور محلہ کی مسجد میں بہتر ہے میری مسجد سے پھر اودھوں کو حکم کیا تو اداؤں کے لیے ایک مسجد
 بنائی گئی اداؤں کی کو ٹھٹری کے اخیر میں اٹھیری جگہ میں وہ وہیں نماز پڑھتی تھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل گئے
 ابن خریجہ نے کہا احمد دین سے یہ نکلتا ہے کہ مسجد نبویؐ میں جو ایک نماز کا ثواب ہزار نمازوں سے زیادہ ہے وہ حکم
 مردوں کے لیے ہے نہ مردوں کے لیے (۸۹) امام احمد اور طبرانی نے کبیر میں ام سلمہؓ سے کہ حضرت نے
 فرمایا بہتر مسجد میں مردوں کی انکے گھر میں کہ قہر میں اسی اسناد میں ابن ابیہرہؓ سے کہ اداؤں کو دوسرے طریق کو
 نکالا اور کہا صحیح الاسناد (۹۰) طبرانی نے ام سلمہؓ سے حضرت عمرؓ فرمایا جو عورت کی نماز اداؤں کی گھر میں
 میں بہتر ہے حجرے میں نماز پڑھنے سے اور حجرے میں بہتر ہے گھر میں پڑھنے سے اور گھر میں بہتر ہے گھر کے باہر
 پڑھنے سے مسندری نے کہا اداؤں کا اسناد جدید ہے (۹۱) ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے حضرت عمرؓ فرمایا امت

منع کر دینی اور توں کو مسجدوں میں جانے سے اور گھر اور گھر کے بہتر میں اون کے لیے دوسری اہمیت میں یوں ہر دست نہ
 کر داسکی لڑکیوں کو اسکی مسجدوں سے عداوت کے بیٹھے نے کہا تم منع کریں گے عبداللہ بن مسعود سے کہ وہ اپنے
 نام عمر اور اس سے بات نہ کی (۹۲) طبرانی نے اور طبرانی بن عمر کے اپنے فرمایا عورت عورت ہو (یعنی عورتوں کو)
 اور وہ حبیب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو ٹکاتا ہے اور وہ کہیں اللہ کی اتنی قریب نہیں ہوتی جتنی اپنے گھر میں
 ہوتی ہے ترمذی کی روایت میں ابن مسعود سے کہ عورت عورت سے حبیبہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو ٹکاتا ہے
 ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور نکال اس کو ابن خرمیہ اور ابن حبان نے اس میں اتنا زیادہ جو کہ وہ
 اپنے رب کے زیادہ قریب اپنی گھر کے قریب میں ہوتی ہے (۹۳) طبرانی نے کسیر میں ابن مسعود اور انہوں نے کہا
 کسی عورت نے اللہ کے نزدیک زیادہ پسند نماز نہیں پڑھی اس نماز سے جو اسکی زیادہ اندر ہے گھر میں پڑھی
 جاوی اور نکالا اس کو ابن خرمیہ نے مرفوعاً کہ بہتر نماز عورت کی اللہ کے نزدیک ہے جو اسکی بہت اندر ہے
 جگہ میں ہو اس کے مکان میں ہو اور طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ عورتیں عورت (ستر) میں اور عورت
 گھر کے نکلتی ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہوتی بہر شیطان اس کو ٹکاتا ہے اور اس کے کہتا ہے تو جس کے پاس
 سے گذرتی ہو وہ تجھ کو پسند کرتا ہے اور عورت اپنے کپڑے پہنتی ہے اس کے کہا جاتا ہے کہاں جاتی ہے
 وہ کہتی ہے ایک بیمار کو بوجھنے کو یا جاننا کی نماز میں شریک ہے نیکو یا مسجد میں نماز پڑھنے کو یا لنگر عورت کی عبادت کو
 اسکی مثل نہیں ہے جو اپنے گھر میں کرے ترمذی نے کہا اسکا اسناد حسن ہے (۹۴) ابن حبان اور حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس کے پڑوس میں مسجد ہو اسکی نماز نہیں (یعنی جائز نہیں) مگر مسجد میں اسکی نماز
 میں عمر بن رشاد ہوا ابن حبان نے کہا اسکا ذکر درست نہیں مگر قیچ کے ساتھ سیوٹی نے کہا عمر بن رشاد
 کو ثقہ کہا عجبی وغیرہ نے اور روایت کیا اس کے ترمذی اور ابن ماجہ نے اور سعید بن مسعود نے اور طبرانی
 جابر اور ابو ہریرہ اور علی سے اور نکالا اس کو حاکم نے ابو ہریرہ سے دارقطنی نے جابر سے نکالا مرفوعاً کہ
 مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں مگر مسجد میں اور ابو ہریرہ سے ایسا ہی بھیقی نے معروہ میں کہا اسکا اسناد ضعیف
 ہے اور عبدالرزاق نے مصنف میں ترمذی سے نکالا اور انہوں نے ابن حبان سے اور انہوں نے اپنے باپ سے
 انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے کہا مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں ترمذی نے کہا حضرت علی
 سے پوچھا گیا مسجد کے ہمسایہ کون ہے اور انہوں نے کہا جو اذان کی آواز سنے اور بھیقی نے کہا بلکہ عرفہ میں شامی
 کے طریق سے نکالا ابن حبان ثبی سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت علی سے یہی مضمون اس میں ہے

ہے ہمایہ سچ کا وہ ہر جہو سوزن اذان کما کبر لکالادوسر طریق ہی ایسا ہی انتہی تشوکانی نے کما صفائی
 نے کما یہ حدیث موضوع ہے اور فیروز آبادی نے مختصر میں کما ضعیف ہے اور بخاوی نے مقاصد میں کما او سکی سبیز
 ضعیف میں اور کوئی اسناد ثابت نہیں البتہ حضرت علی کے قول سے صحیح ہے (مترجم کہتا ہے حضرت علی کا قول
 ہی اس قسم کے احکام میں مثل حدیث مرفوع کہ ہے) اور بخاوی نے مقاصد میں کما کہ روایت کیا حدیث کو
 قطعی اور حاکم اور طبرانی اور دیلمی نے ابو ہریرہ سے اور واقطنی نے جابر سے اور ابن عباس نے حضرت
 حضرت عائشہ سے اور سکی سند یہ ضعیف ہیں اور ہاشمی نے جو کما اور اسناد ثابت ہے صحیح نہیں گو یہ حدیث
 کو کون میں شہور ہے اور ابن جریر نے کما یہ حدیث ضعیف ہے اور شافعی اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے
 سنن میں اور سکو موقوف لکالاحضر علی پر (۹۵) طبرانی حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو جگہ
 قریب ہوئی گہر میں زمین نماز پڑھ لیتے ہیں نے کما یا رسول اللہ آپ کہی ایسی جگہ میں نماز پڑھتے ہیں جہاں
 عائشہ گذرتی ہے کاش آپ ایک سجدہ بنا لیجیے (گہر میں) اور میں نماز پڑھا لیجیے آپ نے فرمایا تعجب سے کہ جہے
 او عائشہ مومن کا سجدہ اس مقام کو پاک کر دیتا ہے سات زمینوں تک طبرانی نے کما متفق ہوا اس حدیث
 کے ساتھ لیٹ اور سجدہ نے حضرت عائشہ سے اس حدیث کو اور کوئی حدیث روایت نہیں کی تشوکانی نے کما طبرانی
 نے اس حدیث کو ضعیف کیا سید طی نے کما ابن عدی نے ہشام بن عروہ سے او متفق اپنے باب سے او متفق نے
 حضرت عائشہ سے یہ لکھا کہ آپ اس جگہ میں نماز پڑھتے ہیں جہاں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام پیشاب
 کر دیتے تھے کما کیا ہم آپ کے لیے جہے میں ایک جگہ خاص نہ کر دیں جو اس جگہ سے زیادہ پاکیزہ ہو اپنے
 فرمایا اوجمیرا تو نہیں جانتی بندہ حبیب کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سجدہ کے مقام کو
 سات زمینوں تک پاک کر دیتا ہے متفق ہوا اس روایت کو ساتھ بنیغ بن الحلیل اور وہ متروک ہے ابن عباس
 نے کما ثقات سے موضوعات روایت کرتا ہے (۹۶) یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد میں دنیا کی بات کرے اسکی
 عمل جہنم ہو جائیگی صفائی نے کما موضوع ہے اس طرح یہ حدیث کی قیامت کردن ساری زمینیں فنا ہو جائیں
 گی مگر سجدہ میں سب فکر ایک ہو جائیگی موضوع ہے اور سکو لکالابن عدی نے اسکی اسناد میں اصرار میں جو
 کما ہے اس طرح یہ حدیث کہ سجدہ میں بات کرنا نیکوں کو کما تاہم ہے جب جو اور گمانس کما ہے اسکا ثبوت
 نہیں ملتا اس طرح یہ حدیث کہ سجدہ میں تم کو کئے سے مٹ جاتی ہے اسکا بھی ثبوت نہیں ملتا اس طرح یہ حدیث کہ ہر
 کو ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے او قبر والو تم کن سے رشک کرتے ہو وہ کہتے ہیں سجدہ والوں سے اسکا

ہی پتہ نہیں ملتا اس طرح یہ حدیث کہ جب تم مسجد بن کر آ رہے ہو تو قرآن شریف پڑھو پڑھ کر پڑھو گے تو
 دہاں ہمارا اور پہونگا اسکا رفع صحیح نہیں ہے اس طرح یہ حدیث کہ حرج بن عتر نے مدینہ کی مسجد بنانا چاہی تو حضرت
 جبریل آئے اور کہا اس کو سات ماہ تہ لینی بناؤ یعنی اونچی آسمان کی طرف اور نہ آ رہے کہ وہ نقش اسکا ہی
 پتہ نہیں ملتا اس طرح یہ حدیث کہ مسجدوں کو اپنے بچوں سے بچاؤ بخادی نے کہا مقاصد میں ضعیف ہے البتہ
 اسکو شاید کہی میں وہ بھی ضعیف سے خالی نہیں میں اس طرح یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کا عہد اپنے بندوں پر یہ ہے کہ مسجد
 میں لوگوں کو بچوں کو سلا کرے انکو منع کرے وہ نہ مانیں اسکی اسناد میں ایک متروک ہے اس طرح یہ حدیث کہ
 جو کوئی مسجد میں چراغ لگا دو تو فرشتے اور عرین اور مائے ولے اسکو لیے ہتھتار کرین گے حبیب مسجد میں اگر
 چراغ کی روشنی رہےگی مقاصد میں کہا کہ اسکی سند ضعیف ہے اسی طرح یہ حدیث کہ جو کوئی مسجد میں قندیل لگا دو
 اوپر ستر ہزار فرشتے درود بھیجیں گے یہاں تک کہ وہ قندیل سبھا جاوے اور جو مسجد میں بوریہ بچا دے اسکے لیے
 ستر ہزار فرشتے دعا کریں گے یہاں تک کہ وہ بوریہ پھاٹ جاوے موضوع ہے اسکی اسناد میں عمر بن حبیب کذاب ہے اسی
 طرح یہ حدیث کہ جو کوئی بوریہ وضو کرے پھر اپنے گھر سے نکلے مسجد جانے کی نیت سے اور کہو بیچ اللہ تعالیٰ قبول فرمادے
 تو اللہ اسکو دلیگا جو کچھ اس آیت میں مذکور ہے صحیح نہیں ہے اسکی اسناد میں سلم بن سلم ہے وہ کچھ نہیں اس طرح
 یہ حدیث کہ جب بندہ مسجد میں تھوکنے کا ارادہ کرتا ہے تو مسجد کے درو دیوار ہل جاتے ہیں آخر تک طبل کے ساتھ
 موضوع ہے اسکی اسناد میں حسین بن علوان وضع ہے اس طرح یہ حدیث اسویرہ مسجد پر کھڑا اور ہا جمہرات کے
 اور جو کوئی حجر اگر مسجد کو لگا کر لکھ میں جو کچھ پڑھا جاوے اس کے برابر تودہ ایک ہے وہ آزاد کرئیے برابر جو موضوع ہے
 اسکی اسناد میں حسین بن علوان حدیث بناو اللہ ہے ان سب کو ٹوکالی نے اپنی مختصر میں بیان کیا (۹۸)
 حاکم نے انس کے چھ فرشتے فرمایا خدمت کرو ان مسجدوں کی گچ کاری سے اور قندیلوں سے اور چراغوں سے اور
 خوشبو سے اور اپنے گھر والوں پر رمضان میں کٹاؤ کی کر دھانے اور کپڑے سو سو جلی نے کہا اس کے اسناد میں
 حسین بن علوان ہے جو حدیث بناو ہے اور ابان ہے وہ متروک ہے ٹوکالی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے (۹۹)
 دلیبی نے انس کے فرمایا حضرت نے جو شخص اللہ سے محبت کیگا وہ قرآن سے محبت کیگا اور قرآن سے محبت کیگا وہ مجھ سے محبت کیگا
 اور جو مجھ سے محبت کیگا وہ میرے اصحاب سے محبت کیگا اور میرے مانے والوں سے اور جو اللہ سے محبت کیگا
 وہ مسجدوں سے محبت کیگا آخر تک ذکر کیا اسکو سید علی نے موضوعات میں (۹۹) دلیبی نے انس سے
 جو شخص اللہ کے گھر میں سے ایک گھر چاڑھے اس کے گایا چار سو حج کیسے اور چار سو جہاد کیسے اور چار سو بردی

آزاد کیے اور چار سو روپے کر کے ذکر کیا اوس کو سیو جی نے موصوفات میں اور کہا اوسکی اسناد میں ابوسلمہ محمد بن عبد البر جو ثقافت کو وہ حدیث میں روایت کرتا ہے جو اُنکی حدیثیں نہیں ہیں (۱۰۰) ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت نے فرمایا میں دیکھتا ہوں تم لوگ میرے بعد اپنی مسجدوں کو اوجھا کر دگے جیسے یہود اور نصاریٰ انہو کو جلاؤ اور چرواہوں کو اوجھا کیا اوسکی سند میں حبارہ بن یونس ضعیف ہے (۱۰۱) ابن ماجہ نے عثمان بن ابی العاص سے حضرت نے اُنکو حکم یا طائف میں مسجد بنانے کا جہان پہلے اذکات بتا (۱۰۲) ابن ماجہ نے ابن عمر سے چنا گیا باغون میں جہان نجاستین (کساد کے لیے) ڈالی جاتی ہے (وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے) انہوں نے کہا جب کسی بار بار وہاں سینچا جاوے تو نماز پڑھو وہاں میں (کیونکہ پانی بار بار وہاں بہنے سے نجاست کا اثر جاتا رہے گا) ابن عمر اوسکو فرموا کرتے تھے حضرت تک (۱۰۳) ابن ماجہ نے قیس بن طغفہ سے وہ صحابہ صفہ میں سے تھے انہو نے کہا حضرت نے ہم کو فرمایا چلو ہم حضرت عائشہ کے گھر گئی وہاں کیا یا پیا پیر آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہاں سے رہو چاہے مسجد میں جاؤ (سونیکو) انہو نے کہا نہیں ہم مسجد میں جاتے ہیں (۱۰۴) ابن ماجہ نے ابو ذر سے میرے کہا یا رسول اللہ پہلے مسجد کون سی بنی ہے آپ نے فرمایا مسجد الحرام میرے کہا پھر کون سی آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) میں نے کہا ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا آپ نے فرمایا چالیس برس کا اب ساری زمین تیری نماز کی جگہ ہے جہاں نماز کا وقت آجاوے وہاں نماز پڑھ لے (۱۰۵) ابن ماجہ نے ابوسہرہ سے ایک انصاری نے کہا ابھیجا حضرت کے پاس کو آپ شریف لایو اور مسجد کی تعمیر دیکھو میرے گھر میں وہاں نماز پڑھا کرو آپ ایسا ہی کیا وہ انصاری اندھا ہو گیا تھا (۱۰۶) ابن ماجہ نے ابوسعید خدری سے کہ جب پہلو مسجدوں میں جس نے چراغ لگایا وہ یتیم داری ہے (۱۰۷) ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے حضرت نے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا تو آپ غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کی گال سرخ ہو گئی ایک انصاری عورت آئی اوس نے اُسکو کھرچ دیا اور اوس جگہ خوشبو لگا دی آپ نے فرمایا کیا اچھا کام کیا (۱۰۸) ابن ماجہ نے عبد البر بن سعید سے انہو نے کہا جس شخص کو خوشبو اُس سے ملنے کی سلمان نہ کر کل کے روز وہ محافظت کرو یا پانچون نمازوں کی جہاں اذان دیاوے کیونکہ وہ ہدایت کی راہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ساریاں کر دیا ہدایت کی راہ انہوں کو اور تم میری زندگی کی اگر تم میں سے ہر شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تو کتنے چوڑے پائے ہو گئے ہوں کیستہ کو اگر تم اپنی پیغمبر کی سنت کو چھوڑ دو تو گمراہ ہو جاؤ گے اور ہم نے دیکھا اپنے تئیں جماعت سے وہی شخص جدا رہتا جو ستافق ہوتا جب کا نفاق معلوم ہوتا وہ اپنے دیکھا اکیس شخص کو وہ دو آدمیوں پر پکا دیے لایا جاتا یہاں تک کہ صف میں داخل کر دیا جاتا اور کوئی شخص

ایسا نہیں جو وضو کرے اچھی طرح بہر مسجد کا قصد کرے وہاں جا کر نماز پڑھے وہ چہرہ قدم رکھینگا اس پر قدم رکھنے کا ایک درجہ بڑا دیو کا اور ایک گناہ اور سکاٹھ گناہ (۱۰۹) دارمی نے ابو ہریرہؓ سے حضرت نے فرمایا تیری مسجد میں نماز پڑھنا اور مسجد میں نہ نماز کے برابر ہو سو مسجد ہرام کے اور ایسا ہی لکالا ابن عمرؓ سے (۱۱۰) دارمی نے ابو الدرداءؓ کو حضرتؐ نے فرمایا جو کوئی رات کے اندھیرے میں گناہ کے لیے جاوے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو سکوڑے گا (۱۱۱) دارمی نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا دبا نہ ہے جاوے مگر تین مسجدوں کی طرف رکھنا اور سب مسجدیں برابر میں فضیلت میں مسجد کعبہ اور مسجد نبویؐ اور مسجد اقصیٰ کی طرف (۱۱۲) ابو داؤد نے ابن عمرؓ سے مسجد نبویؐ کے ستون حضرتؐ کے زمانے میں کھجور کی ٹکڑی کے تپے اور چیت پر سیاہ کر دیا تاکہ کھجور کی فراخ سے بہرہ گل گئیں ابو بکرؓ کی خلافت میں انہوں نے اور کنگریان کھجور کی نئی لگائیں اور شاخیں بھی نئی لگائیں بہرہ بھی گل گئیں حضرت عثمانؓ کی خلافت میں انہوں نے مسجد کو کچی انیشوں سے بنایا وہ اب تک قائم ہے (۱۱۳) ابو داؤد نے سیوینہ بن مسعودؓ سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کیا حکم دیتا ہوں کہ اپنے گھر بنایا جاوے اور میں نماز پڑھوں اور اس نے ملنے میں شہزادوں میں لڑائی پھیل گئی تھی آپؐ نے فرمایا اگر وہاں نہ جا سکے اور نماز نہ پڑھ سکے تو تین مسجدوں اور کسی قندیلوں میں جلایا جاوے (۱۱۴) ابو داؤد نے نافعؓ سے حضرت عمرؓ سے کہتے تھے مردوں کو باب النسا میں ہو کر جانے سو (۱۱۵) امام نسائی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے حضرتؐ نے فرمایا جب حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس کو بنایا تو اس محل جلالہ سے تین باتوں کے لیے دعا کی ایک تو یہ کہ اپنی سی حکومت انکو عطا فرماوے دوسرا ایسی سلطنت دیو حراؤں کے بعد کسی کو نہ ملے تیسرے جب مسجد بنانے سے منع ہوئے تو دعا کی یا اللہ جو کوئی اس مسجد میں نماز ہی کے لیے آئے تو اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جو وہ پاک تھا مان کے پیرؐ سے پیدا ہو تو وقت (۱۱۶) امام نسائی نے ابو ہریرہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میں سب پیغمبروں کے اخیر میں ہوں اور میری مسجد بھی سب کے اخیر میں ہے (۱۱۷) امام نسائی نے عبد اللہ بن زیدؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان ایک کپڑی ہے جنت کی کیا دیون میں ہو ایک سے امت میں ہو میری قبر اور منبر کے درمیان (۱۱۸) نسائی نے ام سلمہؓ سے حضرتؐ نے فرمایا میرے منبر کے پانچ جنت میں گڑے ہو گئے ہیں (۱۱۹) امام نسائی نے ابوسعیدؓ سے فرمایا کہ قرآن میں جو آیا ہے مسجد جس کی تقویٰ یہ کون سی مسجد ہو ایک نے کہا مسجد نبیہ ہے دوسرے نے کہا حضرتؐ کی مسجد ہے آپؐ نے فرمایا وہ میری مسجد ہے یہ (۱۲۰) امام نسائی نے باب باندہ مسجد بن بچوں کا لانا نہ پڑھ کر کیا امامہ بنت زیدؓ کی حدیث کا کہ حضرتؐ نے اون کو

منازین اور ٹہا لیتے جب کپڑے پہنے اور بٹھا دیتے جب کپڑے کو کرتے (۱۲۱) امام شافعی نے ابو سعید بن معلی کو
 اور انہوں نے کہا ہم صبح کو بازار جایا کرتے حضرت کے زمانے میں ابو سعید پر سو گزرتے نو دہان نماز پڑھتے۔ یہ حدیث
 سے یہ نکلا ہے کہ اگر راہ چلنے والے کا گزیر مسجد پر ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھ لینا صحیح ہے **ابواب**
مسند المصنف باب نمازی کے سترے کے بیان میں (سترہ و غیر جو نمازی کے سامنے ہو جو کپڑے گزرنے
 والے نمازی کے سامنے سے جا سکتے ہیں) **اذا کان سترہ او امام سترہ لم یصل** امام کا سترہ ہو
 بچے نماز پڑھنے والوں کو بھی کافی ہے **حدیث شاعبد اللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ابن**
شہاب عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن عبد اللہ بن عباس اِنَّهُ قَالَ اَقْبَلْتُ رَايَا
 عَلِيًّا رَايَا ثَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَافَرْتُ الْاَخْبَارَ اَمْرًا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يُصَلِّي بِالْاَنْبِيَاءِ مِنْ رِجَالِ اِيْمَانٍ رَمَزَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ بَعْضُ الْقَصْفِ فَذَكَرْتُ فَارْسَلْتُ الْاَنْبِيَاءَ
 نَزَعْتُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَكَمْ يَكُنْ خَلْفَ عَلِيٍّ اَحَدًا
 پر سو اور کر آیا اون دنوں میں جو انی کے قریب تھا (یعنی جہلام کے) اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کون
 سمیت نماز پڑھا رہے تھے سامین (یہ واقعہ حج دراع کا ہے اور مسلم کی روایت میں ابن عبیدہ سے بجا و منا کو عروا
 ہے نو ہی نے کہا شاید دو واقعہ ہوں حافظ نے کہا اصل یہی ہے کہ واقعہ ایک ہے اور ابن عبیدہ کا قول شاید
 سامنے آپ کے دیوار تھی تو میں صفت میں بعض لوگوں کے سامنے سو گزرا اور اتر اور گدھی کو جو بڑھایا
 وہ جرتی تھی اور میں صفت میں شریک ہو گیا کیسے مجھ پر اعتراض نہیں کیا **ف** حافظ نے کہا حدیث کی مطابقت
 ترجمہ باب مشکل ہے کیونکہ اس میں یہ ذکر نہیں کہ آپ سترے کے طرف نماز پڑھی اور بعض نے احمد بن حنبل
 سے یہ باب کیا ہے کہ غیر سترے کے نماز پڑھنا اور ابو سعید پر حدیث گز چکی ہے اور شافعی نے کہا کہ سامنے آپ کے
 دیوار نہ تھی اس کا یہ مطلب ہے کہ سترہ نہ تھا اور دیوار کی روایت کو بھی یہی مطلب نکلتا ہے اور بعض متاخرین نے
 یہ کہا ہے کہ دیوار سامنے نہ ہونے سے بلازم نہیں کہ اور کوئی سترہ ہی نہ ہو مگر اگر کوئی سترہ ہوتا تو ابن عباس
 یہ کیوں بیان کرتے کہ میرے سامنے سے گزرنے پر کسی انکار کیا گیا اس لیے کہ حالت ستر میں سامنے سے گزرنے
 بالاتفاق جائز ہے اور شاید مطلب امام بخاری کا یہ ہو کہ آنحضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ آپ میدان میں نماز
 نہ پڑھتے جب تک برجی سامنے نہ گارتے اور اس عادت کو انہوں نے آگے کی دو حدیثوں سے ابن عمر اور ابو جحیفہ
 کی حدیثوں کو ثابت کیا اور ابن عمر کی حدیث میں یہ نکلتا ہے کہ آپ سفر میں ہمیشہ ایسا کرتے ہیں اس عادت کو موافق

بیان ہی آپ کے سامنے سترہ ہزار عبادت کے سامنے ہو گا اور کسی نے انکار نہ کیا تو مطلب یہ
 کا ثابت ہو گیا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو یہی کفایت کرتا ہے قسطلانی نے کہا حدیث میں جو الیٰ غیر جبار کا لفظ
 ہے اس کا معنی یہ ہو الیٰ یعنی غیر جبار یعنی آپ کا نہ بڑھتے تھے ایک چیز کی طرف جو دیوار نہ تھی یعنی کٹری تھی یا
 اور کوئی شے اس صورت میں حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو جاوے گی مگر ترجمہ کتاب ہے رد کرتا ہے اس معنی کو وہ جو
 ہزار نے نکالا اپنی سند میں ابن عباس رضی سے کہ میں اور فضل ایک گدہ ہی پر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سامنے سے گذرے عرفات میں آپ فرض پڑھ رہے تھے اور کوئی چیز ہم میں اور آپ میں سپردہ اور آڑ نہ تھی اس
 روایت سے وہ جو حافظ صاحب نے کہا کہ ابن عیینہ کا قول کہ یہ عرفات میں تھا شاید غلط ہو تا ہے کیونکہ ہزار کی روایت
 ابن جریج کے طریق سے ہے اور اس میں بھی عرفات مذکور ہے شوکانی نے نیل میں ہزار کی روایت کا یہ جواب دیا
 کہ اوس میں مطلق ستر کے لفظ نہیں ہے بلکہ اوس ستر کے کی جو مثل دیوار کے حامل ہو حافظ نے کہا ابن قین
 العید نے کہا ابن عباس رضی سے جو حدیث میں بیان کیا کہ میرے اور کسی نے اعتراض نہیں کیا اس سے دونوں نے
 دلیل لی سامنے سے گذرنے کا حجاز پر اور یہ بیان نہیں کیا کہ اون لوگوں نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اس لیے
 کہ اعتراض کرنا زیادہ فائدہ رکھتا ہے میں کہتا ہوں نماز کا اعادہ کرنا اس سے صرف یہ نکلتا کہ نماز جائز
 ہو گئی لیکن یہ نکلتا کہ سامنے سے گذرنا جائز ہے بظلمات اسکے ہے اعتراض کرنا اوس سے دونوں باتیں
 نکلتی ہیں سامنے سے گذرنے کا حجاز اور نماز کی صحت اگر کوئی اعتراض کرے کہ شاید حضرت کو ابن عباس رضی
 کے سامنے گذرنے کی خبر نہ ہوئی ہو اس وجہ سے آپ نے انکار نہ کیا پس گزرنے کا حجاز ثابت ہو گا اور اس کا جواب یہ
 کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں پیچھے ہی ایسی ہی دیکھائی دیتا جیسے سامنے اور یہ مضمون
 اور پکڑ چکا پس ممکن نہیں کہ آپ نے دیکھا ہو صفت اول حامل ہو نیکی باعث اور بولف "خروج من جبروتہ
 نکالی اوس میں صاف یہ مذکور ہے ابن عباس رضی سے کہ بعض لوگوں کے سامنے سے گذرے اس صورت
 میں آپ کے دیکھنے کا کوئی مانع نہ رہا اور اگر یہ کوئی بات نہ ہوتی حبیب ہی صحابہ کی حصر مسائل دریافت کرنے
 میں اس بات کو مقتضی ہوتی ہے کہ آپ کو ضرور اس امر کی اطلاع ہوئی ہوگی اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے
 کہ نمازی کے سامنے سے اگر گدہ یا نکل جاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس صورت میں یہ حدیث ناخوش ہوگی البتہ
 کعبہ حدیث کی جیسو امام مسلم نے نکالا اوس میں یہ ہے کہ گدہ ہی اور عورت اور کالے کتے کے سامنے سے گذرنے سے
 نماز فاسد ہو جاتی ہے اور یہ ہے جو اعتراض ہو اس سے کہ گدہ ہی کی عفت سامنے سے نکلی تھی حبیب بن عباس رضی سے

سوار تھے اور یہ ضرر نہیں کیلئے کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے البتہ ابن عباس حبیب گدھی سے اور کئی اور
 اور سکون عبد اگر گدھی کا گدھنا مذکور ہو تا تو اس مسئلہ لال کی گنجائش تھی اور وہ محتاج ہے نقل کا شوکانی نے کہا اگر
 حدیث ہو ان لوگوں کا استدلال جو کہ ہے کا نمازی کے سامنے سے گدھنا ضرر نہیں جلتے پورا نہیں ہوتا مگر
 لینے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ امام کے سامنے سترہ تھا اور امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے اور اس پر اسطر امام بخاری
 احمدیہ کو اس میں بیان لایا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے اور یہ طریقہ ہے سترہ ہونیکا اور دیوار کی نفی سے
 اور کسی شکر کی نفی لازم نہیں آتی علاوہ اسکے ابن عباس نے یہ کہا کہ مجھ پر کسی نے انکار نہ کیا اس کے باوجود
 نہیں آتا کہ حضرت نے یہی انکار نہ کیا کیونکہ احتمال ہے کہ حضرت کو اسکی خبر نہ ہوئی لہذا جواب کو خبر ہوئی ہو تو شاید اپنے
 سترہ ہونیکی وجہ سے انکار نہ کیا ہو اور قیامانی الباب یہاں گدھی کے سامنے جانے سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن
 کا لاکتا اور حائضہ عورت کو سامنے جانے سے نماز ضرور ٹوٹ جاوے گی انتہی حافظ نے کہا ابن عباس البر نے کہا یہ
 حدیث ابن عباس کی خاص کرتی ہے ابو سعید کی حدیث کو کہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو کسی کو اپنے سامنے
 سے نہ گذرنے دو امام سے اور اس شخص حضور جو اکیلا نماز پڑھے رہا ہو لیکن مقتدی کو ضرر نہیں سامنے کسی شے
 کے گذرنے سے ابن عباس کی حدیث سے اور ان سب باتوں میں علماء کا اختلاف نہیں ہے اور اس پر یہ اعتراض ہوتا
 ہے کہ عبد الرزاق نے حکم بن عمر و غفاری صحابی سے نقل کیا اور ہونچ اپنے یاروں کو نماز پڑھائی سفر میں اور
 امام کے سامنے سترہ تھا مگر کچھ گدھے یا روکے سامنے سے گذرے تو انہوں نے نماز ٹوٹائی اپنے یاروں کے
 ساتھ اور ایک ایت میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا میری نماز تو نہیں ٹوٹی لیکن ہتھاری نماز ٹوٹ گئی اس روایت
 سے یہ نکلتا ہے کہ اس مسئلہ پر کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو کافی ہے سب کا اتفاق نہیں ہے اور امام بخاری
 نے جو ترجمہ باب بیان لکھا ہے وہ ایک مرفوع حدیث میں وارد ہے اور سکون کا لاطبرانی نے اس میں اس
 سے مرفوعاً کہ امام کا سترہ اسکے پیچھے والوں کا سترہ ہے اور کہا منفرد ہوا احمدیہ کو ساتھ سوید عاصم سے اور
 سوید ضعیف ہے اہل حدیث کو نزدیک اور یمنیوں جو قوافی مروی ہے ابن عمر سے لکالا اور سکون عبد الرزاق
 نے اور قاضی حیاض نے کہا کہ اس پر اتفاق ہے کہ مقتدی سترہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں لیکن اس میں اختلاف
 ہے کہ ان کا سترہ خود امام ہے یا امام کا سترہ اور اس اختلاف کا نتیجہ اور صورت میں ظاہر ہوگا حسب امام کے
 سامنے سے نماز میں کوئی چیز گذر جاوے جو نماز کو ٹوڑتی ہے تو جو لوگ امام کے سترے کو مقتدیوں کا سترہ سمجھ
 میں ان کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں کی نماز کو ضرر ہوگا اور جو کہتے ہیں امام خود مقتدیوں کی نماز کا

سترہ انکو نزدیک السلام کی نماز کو ضرر ہوگا اور معتدلوں کی نماز کا ضرر ہوگا اور باقی یحییٰ بن عباس کی حدیث اور گندرجی بن کتاب العلم بن ادریس نے ابن عباس کی عمر میں جو اختلاف ہے اوسکو اب یعلیم الصبیان میں اور باب الاختصاص میں بیان کیا ہے (فتح الباری) نیل میں ہے کہ جیسے نزل کی وفات ہوئی تو اختلاف ہے کہ ابن عباس کی موت کیا عمر تھی بعض کہتے ہیں تیرہ برس کی تھی بعض دس برس کی بعض پندرہ برس کی امام احمد نے کہا اخیر قول حق ہے اور بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا وہ اس پر بوجہا گیا حضرت کے وفات کی وقت تم کس کے برابر تھی اور وہ بچہ کما ان دنوں میرا ختمہ ہوا تھا اور عربوں کی عادت تھی کہ وہ ختمہ بلوغ کے وقت کرتے تھے فقیر

حَلَّ ثَمَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخْرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَهْلَ الْخُدُوبِ فَنُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ
 فَيُصَلِّيَ إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَنَ أَخَذَهَا الْأَمْرَاءُ مَرَحِمَةً عَلَيْهِ
 بَنُ عُمَرَ رُوِيَ هَذَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ كَانَ يَوْمَ الْعِيدِ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ
 جَلَسَ كَاهِلَهُ آتِيَةً سَانِيَةً كَاهِلَهُ آتِيَةً سَانِيَةً مَنَازِلُ بَنِي عُمَرَ وَأَبُو بَكْرٍ وَابْنُ مَرْثَدٍ وَابْنُ
 أَبِي سَهْلٍ وَابْنُ أَبِي سَهْلٍ وَابْنُ أَبِي سَهْلٍ وَابْنُ أَبِي سَهْلٍ وَابْنُ أَبِي سَهْلٍ وَابْنُ أَبِي سَهْلٍ وَابْنُ أَبِي سَهْلٍ
 كَرِيهِتُ أَنْ يَكُونَ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ
 طَرِيقَ سَنَةِ نَافِعٍ سَنَةِ نَافِعٍ سَنَةِ نَافِعٍ سَنَةِ نَافِعٍ سَنَةِ نَافِعٍ سَنَةِ نَافِعٍ سَنَةِ نَافِعٍ
 بَنِي عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عُمَرَ
 حَافِظُ نَفْسٍ كَمَا أُخْبِرْتُ بِهِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ يَوْمَ الْعِيدِ
 سَافِرٌ رَكْمًا خَاصًّا كَرِيفَةً مِنْ أَوْفَادِهِمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا
 سَنَةِ كَرِيفَةٍ رَكْمًا خَاصًّا كَرِيفَةً مِنْ أَوْفَادِهِمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ
 اَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا
 نَكَالًا كَرِيفَةً رَكْمًا خَاصًّا كَرِيفَةً مِنْ أَوْفَادِهِمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا
 قَتْلُ كَرِيفَةٍ رَكْمًا خَاصًّا كَرِيفَةً مِنْ أَوْفَادِهِمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ خُذْتُ لِيْنَا
 أَتَى بَنِي عُمَرَ كَرِيفَةً رَكْمًا خَاصًّا كَرِيفَةً مِنْ أَوْفَادِهِمْ خُذْتُ لِيْنَا أَوْفَادَهُمْ
 مَوَاجِدًا وَفَتْحَ الْبَارِي (حَلَّ ثَمَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبُودُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَهْلٍ

قال سمعت ابا ابي اسحق بن علی بن ابي حمزہ الثمالی قال سمعت ابا عبد الله بن ابي
 رکن بن ابي اسحق بن علی بن ابي حمزہ الثمالی قال سمعت ابا عبد الله بن ابي
 سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو گون کو اٹھا دیا میں نے (جو ایک سید ان سے) کہہ دیا
 باہر اسکو بطح ہی کہتے ہیں اور آپ کے سامنے برجی تھی اور رحیمہ غزہ کا قسطلانی نے کہا غزہ آدمی
 نیزے کے برابر ہوتی ہے مگر نیزے کی سنان اوپر ہوتی ہے اور غزہ کی نیچے یعنی گانسی وار کڑی اظہر کی
 دور کشتین میں اور عصر کی دور کشتین آپ کے سامنے سے عورت نکلتی تھی گدھا گدزتا تھا ف حافظ
 نے کہا سطلت ہے کہ آپ نے جمع کیا دو گون میں بیٹھے تھے اور عصر میں تو دونوں کو ذکر کوفت میں پڑا جیسے
 دوسری روایت میں ہے کہ دوہر کے وقت ایسا کیا اور ابو اہمیس کی روایت میں ہے کہ بلال آؤ اور نہج آپ کو
 جانا یا نماز کے لیے ہر غزہ لیکر لکے اسکو گاڑا آپ کے سامنے اور نماز کی تکبیر کہی اور ابن ابی زائدہ نو حوان
 سے لکھا اور نہج اپنے باپ سے بیٹے حضرت کو دیکھا ایک سرخ قبہ میں چڑے کے اور بیٹے بلال کو دیکھا انہوں
 نے آپ کے وضو کا پانی لیا اور بیچنے لگوں کو دیکھا وہ اوس پانی پر دیکھتے تھے ہر جہو کچل گیا اوس نے
 بد پیر لیا اور جبکو کچل ملا اوس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لی اور اسی وقت میں ہے کہ آپ برآمد ہوئے
 سرخ چٹری میں کپڑے اوٹھائے ہو اور مالک بن مغزل نے عون سے روایت کیا گویا میں آپ کی پٹھ لیون کی
 چاک کو دیکھہ ہامون اور اسی روایت میں ہے کہ پانی وہ تھا جو آپ کے وضو سے بچ رہا تھا اور سلمی روایت
 ہے کہ ہر آپ دور کشتین پڑھتے تھے بیٹھے تھے کیا کہیے یہاں تک کہ مدینہ کو لوٹ کر آئے اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ
 واقعہ کہ سو لگنے کا ہے اور جو حدیث میں ہے کہ آپ کے سامنے عورت اور گدھا گدزتا تھا اسکا مطلب یہ ہے کہ برجی
 کے اور چار بیٹے برجی اور قبیلہ کے بیچ میں سے نہ برجی اور آپ کے بیچ میں سے اور ابن ابی زائدہ کی روایت میں
 صاف یوں ہے کہ بیٹے دیکھا لوگوں کو اور جا نوروں کو وہ برجی کے سامنے سے گذرتے تھے اور حدیث میں کہی
 فالک سے معلوم ہے کہ تھیں جبکو چوہن اسکا شہر ہونا تھامی کے لیے سترہ لگا نا جان لوگوں کے سامنے ہو
 جانیکا ڈرو سترہ کا سونا یا بقدر برجی کے کافی ہونا سفر میں قصر فصل ہونا انام سے قصر کا شروع ہونا شہر
 سے باہر نکلتے ہی صحابہ کی تعظیم کا بیان جو وہ حضرت کی کوتاہی تھے کپڑوں کا اوٹھانا خصوصاً سفر میں برجی کا
 ساتھ رکھنا سفر میں اذان شروع ہونا پٹھلی کیطاف لفظ جائز ہونا ہر اجماع ہے بیٹے مرد کی پٹھلی کیطاف
 جب فقیر کا ڈرنہ ہو سرخ لباس کا پہنا درست ہونا اور میں اختلاف ہے اسکا ذکر خدا ہے تو کتاب

اللباس میں آویگا (فتح مختصر) قتلا فی نے کہا ایک دفعہ علماء کا مذہب ابو ذر کی ظاہر حدیث کو موافق ہے
 حکمران نے نکالا کہ عورت اور گدے اور کتے کے سامنے گزرنے سے نماز فاسد ہو جاوے گی اور امام احمد نے کہا کمال
 کتے کے سامنے گزرنے سے تو بیشک نماز فاسد ہو جاوے گی لیکن عورت اور گدے سے میں مجھ کو نہ نکالتا ہوں اور شافعی
 کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کے سامنے گزرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی خواہ کتا ہو یا عورت یا گدے اور ابن عباس کی
 روایت دلیل ہو امام شافعی کی اور وہ جبریت کی وفات سے اٹھی دن پہلے کی حدیث ہو تو ناخ ہوگی ابو ذر رضی
 کی حدیث کی اور مولف نے اس حدیث کو صلوٰۃ اور ستر عورت اور اذان اور صفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مبارک
 اور باب الشترۃ کے تحت بیان کیا اور سلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے صلوٰۃ میں اتنے سے ترجمہ کیا کہ جو
 مسئلہ کہ قتلا فی نے بیان بیان کیا اس کی تفصیل خدا چاہے تو ہم آگے بیان کریں گے باب فاک
 کہ یہ بھی ان یکون یکین المصلی والساکنۃ نمازی اور ستر کے کیچ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے (یعنی
 کتنے ہاتھ) حاکم ثناء عمر بن زرارۃ قال أخبرنا عبد القہر بن ابی حازم عن عکبہ بن صخر
 قال کان یبصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویکان الحد اربعۃ الشاۃ ترجمہ سہل بن سعد
 ساعی وروایت ہو اور انہوں نے کہا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ میں نماز پڑھتے تھے اس میں
 اور دیوار میں اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری گزیر جاوے (دیوار سے مراد مسجد کی دیوار ہے جو قبلہ کی طرف
 ہوتی ہو اور حدیث کو سلم اور ابو داؤد نے بھی نکالا) حاکم ثناء اذکر قال حدثنی یزید بن ابی
 عکبہ عن عکبہ کہ قال کان جد ابي المجاہد عندک للینہ یماکد الشاۃ فجوزھا ترجمہ سلم بن الاربع
 سے روایت ہو کہ مسجد کی دیوار منبر کے پاس تھی دیوار اور منبر میں اتنا ہی فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جاوے
 یہ حدیث امام بخاری کی کتابیات میں جو دوسری کتاب میں ہے حافظ نے کہا اسماعیل نے روایت کیا یہ یہ
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منبر تھا اس میں اور قبلہ کی دیوار میں اتنا ہی فاصلہ تھا کہ ایک بکری
 نکل جاوے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ حدیث ترجمہ بائیس سلطان کو نہ ہوگی تو اس کا جواب کہانی نے یوں دیا
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کے بازو کہتے تھے اور آپ کی مسجد میں محراب نہ تھی تو آپ کے اور قبلہ کی دیوار
 میں ہی اتنا ہی فاصلہ ہو گا جتنا منبر اور دیوار میں تھا تو گو یا طلبہ امام بخاری کا یہ ہے کہ نمازی اور شریکین
 اتنا فاصلہ ہونا چاہیے جتنا آپ کے منبر اور قبلہ کی دیوار میں تھا اور اس کے زیادہ صاف ہے جو ابن خضیر
 بیان کیا کہ امام بخاری نے اس ترجمہ سے سہل کی اور روایت کی طرف اشارہ کیا جو باب الصلوٰۃ علی المنبر

الکتاب
 فی التہذیب
 فی التہذیب
 فی التہذیب

میں گزری کیونکہ اس میں یہ ہے کہ آپ منبر پر کھڑے ہو جیتے بنا گیا اور نماز پڑھی اور سپر اس کو یہ نکلا کہ منبر پر
 گویا نماز کی جگہ ہے اگر کوئی کہے کہ حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ منبر پر سجدہ کیا بلکہ آپ منبر پر پڑھ کر نیچے
 سجدہ کیا منبر کی چڑ میں اور اس میں اور دیوار میں بکری کے گزرنے سے زیادہ فاصلہ ہوگا اور سکا جواب ہے
 کہ سجدہ کو سوا اکثر ارکان نماز کے منبر پر ادا کیے اور سجدہ کے لیے یہی منبر پر صرف سلیس اور تر ہے کہ اس کی پیڑی
 میں سجدہ کے لیے کافی جگہ نہ تھی اور دوسرے کہ جب منبر کے چڑ میں سجدہ کیا تو اوپر کی سیڑی ہی مثل شکر کے ٹھہری
 اور سکا فاصلہ اسی قدر ہے آپن ابطال نے کیا یہ کم سے کم فاصلہ ہے نمازی اور شکر کا بیٹا ایک بکری نظر
 جانے کے موافق اور بعضوں نے کہا کم سے کم تین ہاتھ کا فاصلہ چاہیے کیونکہ بلال کھڑیٹ میں ہو کہ آنحضرتؐ نے
 کعبہ میں نماز پڑھی آپ کے اور دیوار کے بیچ میں تین ہاتھ سے کم فاصلہ تھا اور یہ حدیث اگر اویگی اور دودی نے
 دونوں میں جمع کیا ہے اس طرح سے کہ کم سے کم فاصلہ بکری کے گزرنے کے موافق ہو اور زیادہ ہو زیادہ تیر
 اتمہ میں اور بعضوں نے یوں جمع کیا ہے کہ قیام اور قعود سمیالت میں تین ہاتھ کے موافق فاصلہ چاہیے اور
 رکوع اور سجدہ میں بقدر بکری کے گزرنے کے اور ابن الصلاح نے کہا کہ بکری گزرنے کا انداز تین ہاتھ
 مقرر کیا ہے تین کہتا ہوں آپ اعتراض ہوتا ہے اور بغوی نے کہا اہل علم نے سخت رکھا ہے شکر سے نزدیک
 ہو نیکی تاکہ نمازی اور شکر میں صحت سجدہ کی جائے باقی رہے اور اتنا ہی فاصلہ ایک صف کو دوسری
 صف سے چاہیے اور شکر کے نزدیک کھڑے ہو نیکی کے لیے حکم ہے حدیث میں اور اس میں حکمت یہی بیان
 ہوئی ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد وغیرہ نے سہل بن ابی حمزہ سے روایت کیا کہ کوئی تم میں جو نماز پڑھے
 ستر کی طرف نہ دیکھے تاکہ شیطان اس کی نماز نہ ٹوڑے تمام ہوا کلام حافظ کا فتح الباری میں
 مترجم کہتا ہے اوپر کی تقریر سے دو باتیں اور معلوم ہوئیں جن کو یاد رکھنا چاہیے ایک یہ کہ مسجد میں محراب بنانا
 جس کا رواج مدت سے چلا آتا ہے سنت نہیں بلکہ سنت یہ ہے کہ محراب نہ ہو اور قبلہ کی دیوار صاف برابر ہو جس پر
 ارکان کی دیوار ہوتی ہے اور محراب بنانے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ سنت نہیں دوسرے کہ منبر مسجد کا
 مسجد پر علاحدہ رکھنا سنوں ہو اور خطبہ ہو جاوے تو منبر اٹھا دیا جاوے منبر کو مسجد پر لگا ہوا بنانے میں ایک
 زخا الفت ہو سنت کی دوسرے اسکے بنانے میں ایک قبلہ ہے وہ یہ کہ منبر بنانے سے اس کو دھڑکنا بائیں بازو
 جو جگہ خالی رہتی ہے اس میں جگہ کے خالی رہنے کی وجہ بعض وقت لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ خیال
 کرتے ہیں کہ یہ اول صف ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہے اول صف وہ ہے جو امام کے پیچھے سب صفوں پر پہلے ہو

دوسری تباحث یہ کہ میرے سلسلے نکل رہنے کی وجہ سے ایک صفت کا نقصان ہوتا ہے اگر منبر علاحدہ ہو تو ایک صفت کی گنجائش سب میں بخوبی نکل سکتی ہے اور اس سے کہ اس زمانے میں لوگوں کو سنت کی پیروی مغرب نہیں صرف رحم و رواج کے پابند ہیں مینے کسی شہر میں یہ نہیں دیکھا کہ مسجد بغیر محراب کے ہو اور منبر سب سے علیحدہ ہو البتہ بنگلور میں بعض برادران موصدین نے ایک مسجد بنائی ہے اس میں محراب نہیں ہے اور منبر بھی لکڑی کا بنا کر علاحدہ رکھا ہے اللہ تعالیٰ اون لوگوں کو اس سنت پر چلنے کا اجر دیوے اور خاک پرے اون جاہلوں کے منہ چو حضرت کی اس سنت کو بڑا جاتے ہیں اور محراب اور منبر نہ بنانے والوں کو مطلقاً کہتے ہیں متطلانی نے کہا احمدیہ کو مسلم نے ہی نکالا اور امام شافعی اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ نمازی اور ستر کے میں تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے نیک میں ہو کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو سعید و نکال حضرت فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو ستر کے محیط پڑھے اور اس کے نزدیک ہو۔ اس کے اسناد میں محمد بن عجلان ہو اور باقی راوی صحیح کے راوی ہیں اور ابو داؤد نے سہیل بن ابی حاتم سے ایسا ہی نکالا اور نسائی نے کہ حضرت فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے سترہ کی طرف تو اس سے نزدیک سے شیطان اس کی نماز نہ ٹوڑے اور نکالا اور سکوا بن حسان نے اور حاکم نے مسند رک میں اور کما صحیح ہے بخاری اور مسلم کی شرط یہ اور ابو داؤد نے کہا اسکی اسناد میں اختلاف ہو اور حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ کرنا واجب ہے اور سید ہے اسکی ابو ہریرہ کی حدیث جو آگے مذکور ہوگی اور حاکم نے سب میں معجب بنی و نکالا اور کہا صحیح ہے مسلم کی شرط یہ کہ تم میں سے ایک نماز میں سترہ کرے اگرچہ ایک تیری کا ہو اور یہ جو ابو داؤد کی روایت میں ہو کہ شیطان اسکی نماز نہ ٹوڑے تو شیطان سے مراد وہ شخص ہے جو نمازی کے سلسلے سے گزرتے ہیں وہ سب سے حدیث میں ہو اگر گزرنے والا نہ مانے تو اس کے لڑے وہ شیطان ہو امام مسلم نے حضرت عائشہ سے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا سوار کی لڑائی میں نمازی کا سترہ اپنے منہ یا پاؤں کی پھلی لکڑی کے برابر جیسے سوار ٹیکا دیتا ہے اور اسکی سواری میں آنکھوں نے کہا جو چیز چاہے سلسلے لکڑی کر لے اور بالان کی پھلی لکڑی ہاتھ کی ٹہری کے برابر ہوتی ہے پس ہاتھ کی دو تھامی اور علمائے کما ہے کہ حرکت تہ میں یہ ہے کہ نمازی کی نگاہ او سکو پرے نہ جاوے اور جو کوئی قریب سے گزرتے وہ سترہ دیکھ کر اس کے پرے سے گزرتے اور امام احمد و نسائی نے بلال سے نکالا کہ حضرت کہہ کے اندر گئے پھر نماز پڑھی آپ کے اور دو یار کے درمیان تین ہاتھ کے فاصلے اور امام احمد اور مسلم اور ابن ماجہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے نکالا کہ تم نماز پڑھتے ہو اور جانور سارے سلسلے سے گزرتے

تھے تو ہم نے اسکا ذکر کیا حضرت موسیٰؑ فرمایا جب تم میں کو کسی کے سامنے پالان کی پھیلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہو تو اسے موسیٰؑ گذرنا ضرور نہ لگا اچھڑت ہو یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر سترہ سو دو بعضی چیزوں کے سامنے گذرنے سے غازی کے نماز کو نقصان پہنچے گا اور عبد الرزاق نے حضرت عمرؓ سے فرق روایت کیا ہے تشریح اور بے تشریح دالے میں کیونکہ جس نے سترہ نہ لگایا اور اس نے قصور کیا خصوصاً حبشہ سے عام میں نماز پڑھے اور امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے لگایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے مونہ کے سامنے کوئی چیز کر لے کہ اگر کچھ نہ پادے تو ایک لکڑی کر لے اگر لکڑی بھی نہ ہو تو زمین پر لکیری کر لے اور جو چیز اس کے پر گذرے وہ اسکو ضرور نہ کرے۔ اچھڑت کو ابن حبان نے بھی لگایا اور صحیح کما اور بیہقی اور صحیح کہا اسکو امام احمد اور ابن مدینی نے نقل کیا اسکو ابن عبد البر نے اسکا مین اور سفیان بن عیینہ اور شافعی اور یغوی وغیرہم نے اچھڑت کو ضعیف کہا حافظ نے کہا ابن الصلاح نے مصطفیٰ کی مثال اچھڑت کو دی اور اس پر اعتراض ہوا ہے اور بلوغ المرام میں کہا کہ جس نے اچھڑت کو مصطلب قرار دیا اس نے غلطی کی اور یہ حدیث حسن ہے اور ابو داؤد نے سنن میں کہا میں نے امام احمد بن حنبل سے سنا اسی کوئی بار پوچھا گیا لکیر کیونکر کرے اور انہوں نے کہا اسطرح عرض میں ہلال کی طرح اور مسدوس میں سنا وہ کہتے تھے یعنی لکیر کرے تو امام احمد نے اختیار کیا کہ لکیر کا انداز ہو مگر اسطرح اور میں اسطرح نماز پڑھے جسکو محراب میں پڑھتا ہے اور مسدوس پر اختیار کیا کہ سیدی لکیر کرے اپنے سامنے قبلہ کی طرف تہذیب میں ہے کہ یہ لکیر مشرق کو مغرب تک ہے اور امام مالک اور اکثر فقہاء جیسے حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ لکیر کا کافی نہیں سترہ کے لیے اور انکا عذر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مصطلب ہے اور شافعی کے حساب میں دو قول ہیں اور جمہور شافعیہ اس کے استحباب کے قائل ہیں اور امام احمد اور ابو داؤد نے مقدار اولیٰ اسرد سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ اپنے نماز پڑھی لکڑی یا ستون یا درخت کی طرف لکڑی کو اپنی بائیں یا دائیں ابرو کے مقابل کیا اور شک کی طرف توجہ نہیں کی یعنی اسکو مقصود نہیں بنایا نہ کہ شکر سے ثابت نہ ہو اور روایت کیا امام احمد اور ابو داؤد اور سلمیٰ نے ابن عباس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدان میں نماز پڑھی آپ کے سامنے کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا مقصد اچھڑت کی اسناد میں ابو عبیدہ و سید بن کابل ہے سند زری نے کہا اس میں گفتگو ہے اور تقریب ہے کہ وہ لیں الحدیث ہے اور ابن عباس کی حدیث کے اسناد میں بھی سند زری نے کہا گفتگو ہے اور اچھڑت کو نکلتا ہے کہ سترہ لگانا واجب نہیں تو حکم سترہ لگانا

استحبابی ہوگا لیکن علم اصول میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فضل آپ کا قول کے معارض نہیں ہوتا ہیں وجوہ ثابت
 رہیگا آبظاہر احادیث سے یہ نکلتا ہے کہ سترہ لگانا حکم عام ہے صحرا اور یا بی بی اور حضرت سوا یا یہی ثابت ہے
 اور کوئی وجہ نہیں اسکی کہ سترہ صحرا اور جنگل کے مخصوص کیا جاوے تمام ہو ا حکام شوکانی کانین میں نیکی نے کہا
 ہدایہ میں جو یہ حدیث نقل کی کہ جب تم میں سے کوئی جنگل میں نماز پڑھے تو اپنے سانسے سترہ لگاؤ اسکا نتیجہ نہیں ملتا
 اور ابو داؤد کچھ حدیث ابو ہریرہ (جو اور گندری) اسکو قریب ہے اور ابو داؤد اور نسائی ابو داؤد بن ماجہ نے ابو سعید خدری سے
 لکھا کہ حضرت اوزنا یا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو سترے کی طرف بڑھے اور اس سے نزدیک مچے اور کسی کو اپنے سانسے
 سے (یعنی شکر کے اندر) گذرنے دے اگر کوئی آدھو گذرنے کو تو اس سے ٹکے وہ شیطان ہے اور ابن حبان نے اپنی
 صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمر سے لکھا کہ حضرت نے فرمایا جب کسی تم میں سے نماز پڑھے تو سترے کی طرف
 بڑھے اور کسی کو اپنے سانسے سے گذرنے دے حاکم نے کہا صحیح ہے مسلم کی شرط پر اور نہیں لکھا اور سکودو
 نے اور لکھا اور سکوا بن ماجہ اور احمد اور زبیر اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی سندوں میں ابن ماجہ اور ابن حبان
 نے زیادہ کیا اگر گذرنے والا نہ مانی تو اس سے ٹکے کیونکہ اس کے ساتھ قرن ہے (یعنی ساتھی) اور کیا بیان ہوا
 ہوا قرن ہے یعنی شیطان ابن ماجہ کی ایک حدیث میں یہ ہے کہ اس کے ساتھ غلٹی ہے یعنی بڑا دشمن ہوا شیطان
 ہے اور بخاری نو تاریخ کبیر میں سبرہ بن عبد جہنی سے لکھا کہ حضرت نے فرمایا تم میں سے ایک نے اگر سے اپنی نماز
 میں اگرچہ ایک تیرہ کی ہو اور حاکم نے مستدرک میں سہل بن ابی حمزہ سے لکھا کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں
 سے نماز پڑھے تو شکر سے نزدیک ہے اور اسکی طرف نماز پڑھے اور کہا صحیح ہے بخاری اور سلم کی شرط پر اور
 لکھا اور سکوطحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس میں اتنا زیادہ ہے کہ توڑے شیطان نماز اسکی اور زمیعی
 نے کہا کہ ہدایہ میں جو یہ حدیث لکھی ہے کہ کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے اس سے کہ جب جنگل میں نماز پڑھے تو اس کے
 سانسے پالان کی پھیلی نلکڑی کے برابر ہو یہ بھی غریب ہے اس لفظ سے نہیں ملی اور امام سلم نے طے سے لکھا لا وہ
 جو اوپر گدڑ لٹکا اور ابو ذر سے لکھا کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے کہ کھڑا ہو تو اگر لٹکا اور اس کا
 وہ جو پالان کی پھیلی نلکڑی کے برابر ہو اور ابو ہریرہ سے لکھا کہ حضرت نے فرمایا توڑ دیا ہے نماز کو گدھا اور
 گٹا اور عورت کا سامنے سے نکل جانا اور پالان کی پھیلی نلکڑی کے برابر بچاؤ ہے اور لکھا اور ابن حبان نے صحیح
 میں ابو سعید خدری سے لکھا کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سترے کی طرف نماز پڑھے تو اس سے نزدیک ہے
 کیونکہ شیطان اس کے اور شکر کے بیچ میں ہو کر گذرنا ہے اور کسی کو اپنے سانسے سے گذرنے دے اور لکھا اور سکوا

مَا فِي يَوْمٍ مَوْصُوفًا فَصَلَّى بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَشْرَةٌ وَالْمَلَأَ وَاجْهًا كَمِثْرُونٍ مِنْ
 دُرٍّ أَتَيْهَا تَرْجُمَةُ ابْرِجَجِيهِ رُوَيْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ رَوَيْتُ عَنْ حَبَابِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْتُ عَنْ
 بَابِي لَا يَأْكُلُ يَأْكُلُ يَصْنَعُ كَمَا يَهْطَرُ فِي ظَهْرِ الْعَصْرِ كِي تَمَازُ بِطَبِيبِي أَوْرَاسِي سَلَمَةَ أَيْكِي بِجِي كَثْرِي تَهِي أَوْرَعُ مَرِي بِأَوْرَ
 كَثْرِي أَرَكِي بِكِي كَثْرِي تَهِي حَلْ شَاخِمْ كَثْرِي حَاتِيْمِيْنَ بِكَ رَعِي قَالَ حَلْ شَاخِمْ كَثْرِي
 شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعَهُ أَنَا وَغُلَامٌ وَمَعْنَاهُ كَانَتْهُ أَوْ عَصَا أَوْ عَاذَرَةٌ وَمَعْنَاهُ إِذَا دَخَلَ
 مِنْ حَاجَتِهِ نَأْوَلُ كَانَتْهُ إِذَا دَخَلَ تَرْجُمَةُ النَّسَّ بْنَ مَالِكٍ رُوَيْتُ عَنْ حَبَابِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَب
 حَاجَتِ كَرِي لِي كَثْرِي تَوَاسِي بِجِي مِيْن جَابَا أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 نِيْجِي لَوَا لَكَ هَوِي تَوَاسِي بِجِي مِيْن جَابَا أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 مَرِي تَوَاسِي بِجِي مِيْن جَابَا أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 حَلْ شَاخِمْ كَثْرِي حَاتِيْمِيْنَ بِكَ رَعِي قَالَ حَلْ شَاخِمْ كَثْرِي حَاتِيْمِيْنَ بِكَ رَعِي قَالَ حَلْ شَاخِمْ كَثْرِي
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَاجَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ لَعَلَّكَ تَنْصَبُ كَيْفَ يَكُونُ
 عَاذَرَةٌ وَتَوْصُفًا فَصَلَّى النَّاسُ يَوْمَئِذٍ تَرْجُمَةُ ابْرِجَجِيهِ رُوَيْتُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ رَوَيْتُ عَنْ حَبَابِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَدَا صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوَيْجُو كَرَبَادْ هَوِي تَوَاسِي بِجِي مِيْن جَابَا أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 دُوَيْجُو كَرَبَادْ هَوِي تَوَاسِي بِجِي مِيْن جَابَا أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 وَصَلُّوكَا بِجَا مَوَا بِبَابِي أَتَيْتُ بِدَنْبِيْ لَكَ فَوَيْتُ ابْنِ مِيْرِيْ كَمَا أَمَامَ بَجَارِيْ لِيْ سَلَابِ مِيْن كَمَلِيْ تَخْصِيْعِيْ اسْلِيْ
 كِي كَمَلِيْ يَوْمَئِذٍ كَمَلِيْ قَبْلِيْ هُوِي أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 نَسِيْجِيْ حَافِظِيْ لِيْ كَمَا مِيْن جَبْتَا مَوْنِيْ كَمَا أَمَامَ بَجَارِيْ لِيْ سَلَابِ مِيْن كَمَلِيْ تَخْصِيْعِيْ اسْلِيْ
 قَالَمِيْ كِي كَمَلِيْ مِيْن جَابَا أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 دَاوَا سِيْ أَوْنُوْجِيْ كَمَا مِيْن جَبْتَا مَوْنِيْ كَمَا أَمَامَ بَجَارِيْ لِيْ سَلَابِ مِيْن كَمَلِيْ تَخْصِيْعِيْ اسْلِيْ
 زَهْ أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 كِي أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي
 أَوْرَاسِي كَثْرَا أَوْرَاسِي سَلَمَةَ عَكَازَهْ هَوِي عَكَازَهْ وَهْ لَكَرِي كَرِي

سائے کو گزرا منجھو اور بعض فقہانے طواف کرنا اور ان کے لیے سکونت کیا ہے بوجہ ضرورت اور بعض خیال
 کا یہ قول ہے کہ تمام مکہ میں نمازی کے سائے کو گزرا جائز ہے (فتح الباری) فسطائی نے کہا اس حدیث سے
 یہ نکلتا ہے کہ جو چیز صلاحتین کے جسم سے لگو اور سے برکت لے سکتے ہیں **کَافِيَ الصَّلَاةِ إِذَا لَمْ يَكُنْ**
تَمَّ اَوْ سَتَرَنَ كَيْطَرَفَ مَنَازِلٍ مِّنْهَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِحُجْرَةَ بِنْتِ أَبِي سَهْلٍ **لَا تُصَلُّونَ لِحُجْرَةَ بِنْتِ أَبِي سَهْلٍ** اَوْ حَضْرَتِ
 عمر نے کہا کہ نماز پڑھنے والے زیادہ حد درجہ میں ستونوں کے بات کرنے والوں سے جو ٹمکا دیے ہوں اور
 (اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ اور حمیدی نے وصل کیا بعد ان کے طریق سے جو قاصد تھا حضرت عمر کا مین
 والوں کی طرف اور نماز پڑھنے والوں کا حق ستونوں پر اسوجہ سے ناسد ہو کہ ان کو عبادت کے لیے ملے گی
 آؤ درکار ہے اور بات کرنے والے ہی کو ٹیکے کے لیے اور کچھ حاجت میں مگر تائین کرنا کوئی عبادت نہیں
 (فتح الباری) وَرَأَى عُمَرُ رَجُلًا **لَا يُصَلِّي بَيْنَ اسْطَوَاتَيْنِ** فَاذْكَاةَ السَّابِقَةِ فَقَالَ **صَلِّ الْيُحَا**
 اور حضرت عمر نے ایک شخص کو دیکھا دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھتے ہوئے اور سکو نزدیک کر دیا ایک ستون
 کے اور کہا نماز پڑھو اور سیکطرف **ف** حافظ نے کہا ابو ذر اور حبیبی وغیرہ کی روایتوں میں ابن عمر
 اور بعض راویوں نے عمر کہا ہے اور وہی ٹیکہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابن ابی شیبہ نے اس قضیہ کو نکالا معاویہ بن
 قرہ بن ایاس غزالی سے اور انہوں نے اپنے باپ سے وہ صحابی تھے اور انہوں نے کہا حضرت عمر نے مجھ کو دیکھا
 یہ بیان کیا یہی قصہ اس میں یہ زیادہ ہے کہ اور انہوں نے میری گدی تھامی اور امام بخاری نے یہ تعلیق
 اس لیے لایا کہ آگے کی حدیثوں میں جو ستون کے پاس نماز پڑھنے کا یا ستون کی طرف لوگوں کے لیکن
 کا ذکر ہے اس سے یہی مراد ہے کہ ستون کی طرف نماز پڑھنا **حَالَ ثَمَنَا اَللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ**
ابْنُ اَبِي بَكْرٍ قَالَ كُنْتُ اَتَى مَعَ سَلَمَةَ بْنِ اَلْاَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ
الْمُصَنَّفِ فَقُلْتُ يَا اَبَا سَلَمَةَ اَلَا اَنْ تَخْرُجَ الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاَنِّي نَاسِيْتُ
الَّذِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الصَّلَاةَ عِنْدَهَا ثُمَّ رَجَعْتُ يَدِينِ ابْنِ عَبِيدَةَ كَمَا
 میں سلمہ بن اکوع کے ساتھ آیا کرتا (مسجد نبوی میں) وہ نماز پڑھتے اور ستون کے پاس جو مصنف کے
 پاس ہے میں نے کہا اے ابو سلمہ یہ کنیت ہو سلمہ کی امین تم کو دیکھتا ہوں تم قصد کر کے اس ستون کو پاس
 نماز پڑھتے ہو اور انہوں نے کہا میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ قصد کر کے اس کے
 پاس نماز پڑھتے تھے **ف** حافظ نے کہا یہ حدیث قیسری ثمالی ہے امام بخاری کی اور اس سند میں

امام بخاری اپنے استاد امام احمد بن حنبل کے برابر ہو گئے کیونکہ امام احمد نے ہی سندین احمدیہ کو مکی بن
 ابراہیم سے نکالا اور جو کما وہ ستون جو صحت کے پاس ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ صحت کا مقام ایک خاص
 مقام تھا مسجد نبوی میں اور سلم کی روایت میں ہو کہ صندوق کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور شاید یہ صندوق
 اسی صحت کا ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے اس ستون کی تحقیق کی ہے اور انہوں نے کما وہ پچ کا ستون ہے
 روضہ مکرمہ میں اب اسکو مہاجرین کا ستون کہتے ہیں اور حضرت عائشہ سے منقول ہو اور انہوں نے کہا
 اگر لوگ اس ستون کو پہنچاتے تو اس پر قرعے ڈالتے اور انہوں نے چپکے سے وہ ستون عبداللہ بن زبیر کو
 بتلادیا تھا تو عبداللہ اکثر وہیں نماز پڑھتے پھر میں نے یہ طلب ابن بخاری کی تاریخ مدینہ میں پایا اور انہوں نے
 اتنا زیادہ کہا ہے کہ قریش کے مہاجرین اس ستون کے پاس لکھتے ہوتے اور ان کو پہلے محمد بن حسن
 نے تاریخ مدینہ میں اسکو بیان کیا ہے (فتح الباری) قسطلانی نے کہا یہ صحت وہ ہو جو حضرت عثمان
 کے عہد کو مسجد نبوی میں رکھا تھا اور حدیث کو سلم اور ابن ماجہ نے بھی نکالا صلوٰۃ میں حدیث ثنائی
 قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاطِرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ كَيْسًا أَصْحَابَ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَكَلَّمُونَ الشَّوَارِي عِنْدَ الْكُحْبِ ذَا شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَنَسٍ
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْجُمَهُ السَّنَنُ رَوَيْتُ فِي مَنِيَّةِ جَنَابِ سَوَّلِ الْمَدِينَةِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 کے بڑے صحابہ کو دیکھا وہ لکھتے تھے مغرب کی (اذان) کی وقت ستونوں کی طرف شعبہ نے اتنا اور بڑا پایا
 یہاں تک کہ جناب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوتے وقت ہوتے آپ کے ساتھ فرض پڑھتے اور یہ
 لکھنا آپ کے برآمد ہونے سے پہلے ستونوں کی طرف ہوا طرہ ہونا کہ مغرب کی سنتیں ادا کریں چنانچہ مولف
 نے شعبہ کی روایت کو کتاب الاذان میں نکالا اس میں یہ ہے کہ وہ دو رکعتیں پڑھتے مغرب کے پہلے
 حافظ لکھا خدا جہے تو حدیث کی سیاحت میں ذکر کریں گے اور یہ بھی بیان کریں گے کہ یہ بڑے صحابہ کو کون
 تھے **بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ الشَّوَارِي فِي غَيْرِهَا كَمَا عَنِ حَبِ جَمَاعَةٍ** نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں
 نماز پڑھنا جائز ہے **ف** لیکن اگر جماعت نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس لیے کہ ایسا
 کرنے سے صفت قطع ہو جائیگی اور جماعت میں صفوں کا برابر کرنا ضرور ہے اور رافعی نے شرح مسند
 کہا کہ امام بخاری نے باب کی حدیث کو اس پر دلیل لی کہ اگر جماعت نہ ہو تو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا
 میں کوئی قباحت نہیں لیکن اس لیے یہ ہے کہ مسطور وہی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھنا ہے اس پر بھی

اگر کوئی جماعت میں دوستوں کے بیچ میں کٹھن ہو تو وہ ایسا ہی ہے جیسو کہ ستون کو سامنے کر کے کھڑا ہو
 کہتا ہوں اس پر اعتراض ہو تا ہے کہ ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنے سے تو مخالفت آئی ہے حاکم نے
 اسکو انس کے نکالنا باسناد صحیح اور یہ حدیث تینوں سنن میں موجود ہے اور ترمذی نے اسکو حسن کہا صاحب
 طبری نے کہا ایک جماعت کو ستونوں کے درمیان صف کر نیکیا کر وہ رکھا ہو کیونکہ اس کو مخالفت وارد
 ہوئی اور یہ کہ اس بات اوی حق ہے کہ جب جگہ کی تنگی نہ ہو اور حکمت اوس میں یہ کہ صف قطع نہ ہو یا یہ کہ
 ستونوں کے بیچ میں جوتے رکھ کر جانتے ہیں اور قرطبی نے کہا بعض لوگ نقل کیا کہ سبب کہ اس بات کا یہ ہے
 کہ مسلمان حرم و حرام نماز پڑھتے ہیں (فتح الباری) حَلَّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي نَعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا
 جَوْدِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ
 وَحُكَّامُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ فَخَرَجَ وَكَانَتْ أَوَّلُ النَّاسِ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ فَسَأَلَتْ
 بِلَالًا أَيْنَ صَلَّى قَالَ لَيْسَ الْعَمُودَيْنِ الْمُفْلَكَيْنِ ثُمَّ رَحِمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رُوِيَ عَنْ جَنَابِ سَوَل
 خذ صله الله عليه وآله وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے آدینہ سامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ اور بلال
 اور آپ دیر تک ہاں ٹھہرے یہ باہر نظر اور میں سب گون سے پہلے آپ کے بعد اندر گیا تو میں نے
 بلال سے پوچھا آپ کہاں نماز پڑھی اوہوں نے کہا گے کے دوستوں کے بیچ میں حَلَّ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ وَحُكَّامُ بْنُ طَلْحَةَ فَخَرَجَ فَسَأَلَتْ
 وَكَانَتْ بَيْنَهُمَا سَأَلَتْ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا صَحَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عُمُودًا
 عَنْ يَسَارِهِ وَعُمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَكَانَتْ أَعْمِدَةٌ وَرَأْسُهُ وَكَانَ الْبَيْتُ كَيْفَ مَثَلٍ عَلَى سِتْرَةٍ
 أَعْمِدَتِهِ ثُمَّ صَلَّى وَقَالَ إِنَّمَا عَمِلْتُ حَلَّتَنِي مَالِكُ قَالَ عُمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِي ثُمَّ رَحِمَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
 سے روایت ہو کہ جناب سول خدا صله الله عليه وآله وسلم کعبہ کے اندر گئے اور سامہ بن زید اور بلال اور عثمان
 بن طلحہ صحابی ریع عثمان کلید دار تھے کعبہ کے چھٹی نسبت ہو حجاب کعبہ کی حرمت اب تک کلیہ خانہ کعبہ کی
 انہی کے خاندان میں ہے) اب آپ بند کر لیا کعبہ کو (یعنی اندر کود و روانہ) اپنے حاد پر اور وہاں دیر کی
 جب آپ برآمد ہوئے تو میں نے بلال سے پوچھا آپ نے (امد) کیا کیا بلال نے کہا آپ نے ایک ستون
 بائیں طرف کیا اور دوسری طرف اور تین ستون ان پر چبھے کیے اُن نے مانے میں خانہ کعبہ چہ ستون پر تپا

پہ نماز پڑھی اسمعیل بن ابی اویس کی روایت میں مالک سے یوں کہ دو ستونوں کو دہنی طرف کیا
 وٹ حافظ نے کہا جیسا نہ کہ یہ چہ ستونوں پر تھا تو پہلی روایت میں جب کہ ایک ستون بائیں طرف
 کیا ایک دہنی طرف اسمین انکال ہوتا ہے بلکہ ایک طرف دو ستون ہوتا ہے اور سید اسلمی امام بخاری
 نے اسمعیل کی روایت بیان کی اس میں یہ ہے کہ دہنی طرف دو ستون کیے اور بعضوں نے دونوں
 روایتوں میں اس طرح تعلیق کی ہے کہ حضرت کے بعد پانچ ستون سگئے تھے اور آپ کے عہد میں چہ ستون
 تھے پہر ایک ایک ستون واسنہ اور بائیں جس روایت میں ہو وہ محمول ہے بعد کجی حالت پر اور دکی روایت
 محمول ہے حضرت کے عہد کی حالت پر اور کرمانی نے یوں جواب دیا کہ عمود کا لفظ جس سے اس کا اطلاق
 ایک اور متعدد پر بھی ہو سکتا ہے اور احتمال ہے کہ تین ستون اخیر کے برابر بارہ ہوں بلکہ دو ادن میں
 سے برابر ہوں اور ایک ہٹا ہوا اور اگلی حدیث میں جو ہے کہ گئے کے دو ستونوں کیے پچہ میں یہ روایت
 اس احتمال کو اور مجاہد کی روایت جو اور پگندری اس سے بھی یہی نکلتا ہے اور اسمعیل کے مطابق روایت
 کیا ابن قاسم اور شعبی اور ابو بصیر اور محمد بن الحسن اور ابو حاتم اور شافعی اور ابن مہدی نے ایک
 روایت میں امام مالک سے اور جہوڑ نے عبد اللہ بن یوسف کی طرح ایک ستون دہنی طرف اور ایک ستون
 بائیں طرف روایت کیا ہے اور تھکے بن تھکے بنیابوری نے سلم کی روایت میں امام مالک سے اور
 روایت کیا ہے یعنی دو ستون بائیں طرف اور ایک ستون دہنی طرف (فتح مخصراً) بیل میں ہے
 کہ احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے زکالہ عبد الحمید بن محمود سے اونہوں نے کہا تھے ابو داؤد
 میں سے ایک امیر کے پیچھے نماز پڑھی تو لوگوں نے ہم کو لاچار کر دیا آخر نماز پڑھی دو ستونوں کے
 بیچ میں جب ہم نماز پڑھ چکے تو اس نے کہا تم اس بات سے بچتے تھے حضرت صلوا اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ابو حاتم نے کہا کہ عبد الحمید ایک شیخ تھا اور دارقطنی نے کہا وہ
 کو فرد اللہ تھا فقہ تھا اس سے حجت لیجاوگی عبد الرحمن نے حدیث کو ضعیف کہا ابو عبد الحمید کے اور
 کہ حاجت نہ لیجاوگی اس کی حدیث میں ابن قحطان نے انکار دیا اور کہا کہ عبد الحمید کا ضعف اذکو کہا
 ہے معلوم ہو اس سے اس کو ضعیفوں میں ذکر نہیں کیا اور اب حاتم کے شیخ کہنے سے اس کا ضعف لازم
 نہیں آتا بلکہ یہ لگتا ہے کہ وہ مشہور علمائے کرام میں سے تھا اور نسائی نے عبد الحمید کا ذکر کیا اور کہا وہ ثقہ تھا
 اور ابن ابی شیبہ روایت کیا معاویہ بن قرہ سے اونہوں نے اپنے باپ کے کہ ہم منع کیے جاتے تھے ستونوں

کے درمیان صف کے لئے سے آن حضرت کے زمانے میں اور نہ کما لے جاتے تھے ستونوں کے بیچ میں سے
 اسکے اسناد میں ہارون بن مسلم بصری کو ابوجاتم نے کہا وہ مجھول تھا اور شاہد ہے اسکے وہ جو نکالا
 حاکم نے اور کہا صحیح ہے الشیخ کے کہ منع کیے جاتے تھے ستونوں کو بیچ میں نماز پڑھنے سے اور ہائے جاتے
 تھے وہاں سے اندر الشیخ نے کہا ست نماز پڑھو ستونوں کے بیچ میں اور پورا کرو صفوں کو اور ان حدیثوں کے
 بظاہر یہ نکلتا ہے کہ ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا حرام ہے اور بعض اہل علم نے اوسکو مکروہ کہا ہے تو مذہبی
 نے کہا بعض علماء نے مکروہ جانا ہے ستونوں کے درمیان صف باندھنے کو اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق
 کا اور بعض علماء نے اسکی اجازت دی ہے اور بعض نے اوسکو مکروہ نہ کہا ہے اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں
 اسکی کراہت فعل کی ہے ابن مسعود اور ابن عباس اور خلیفہ بن ابی سعید اناس نے کہا ان صحابہ کے
 خلاف کسی صحابی کا قول معلوم نہیں ہوتا اور ابوحنیفہ اور مالک اور شافعی اور ابن منذر نے اوسکی
 اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ حضرت عثمان غنی کے اندر ستونوں کو درمیان نماز پڑھنا ابن سلیمان
 نے کہا حسن اور ابن سیرین نے بھی اوسکو جائز نہ کہا ہے اور سعید بن جبیر اور ابی اسیم ثمالی اور سید بن غفلہ
 اپنے لوگوں کی امامت کرتے تھے دو ستونوں کے درمیان اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے ابن عربی نے کہا
 تنگی اور بچوم کے وقت تو یہ اہم بالاجماع جائز ہے اور گنجائش کے وقت مکروہ ہے جماعت کے لیے لیکن ایک
 شخص کے لیے درست ہے اور حضرت عثمان غنی کے اندر ستونوں کے درمیان نماز پڑھی ہے شوکانی نے کہا اس پر
 یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ائشہ کبیرت کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنگی اور بچوم کے وقت بھی ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ
 اوس میں یہ ہے کہ لا جابر کو دیا ہم کو لوگوں نے اور قزو کبیرت کو یہ نکلتا ہے کہ ستونوں کے درمیان صف
 کرنا منع ہے وہاں نماز پڑھنا تو اس سے فرق نکلتا ہے جماعت اور منفرد کا پر الشیخ کی دوسری حدیث
 میں نماز کی مانعت وہاں مذکور ہے اور ممکن ہے کہ اُس کے جماعت کی نماز مراد ہو کیونکہ مطلق محمد لکھا
 جانا ہے عقید پر علماء اسکے کہیے کے اندر حضرت نے دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھی یہی دلالت کرتا
 ہے کہ مانعت جماعت کی جو نہ بالانفراد پڑھنے کی صورت میں مانعت خاص ہوگی مقتدیون کی نماز کے
 جو ستونوں کے درمیان کثرت ہوں نہ امام اور منفرد کی نماز کے اور یہ قول سب سے زیادہ اہم ہے اور
 جن لوگوں نے مقتدیون کو امام یا منفرد پر قیاس کیا ہے اوزکا قیاس فاسد ہے کیونکہ مخالف ہے احادیث
 مذکورہ بالا کے انتہی ماقال الشوکانی **حکم** کہتا ہے اور یہی تقریر ہے یہ ثابت ہوا کہ امام احمد اور اسحاق

نافع کو کہا بلا حقیقت اونٹ بگڑتے (موت حضرت کیا کرتے) نافع نے کہا آپ پالان کو لیتے اور سکو پڑھ سانسے کھڑا کرتے پھر اسکی بچیلی لکڑی کی طرف نماز پڑھتے (بچیلی لکڑی وہ چیز ہے سواری کا دیا ہے) اور ابن عمر ہی ایسا کرتے تھے جیسے اونٹ بگڑے ہوتے تو پالان کو سیدھا کر کے اسکی طرف نماز پڑھتے حافظ نے کہا حدیث میں اونٹنی اور پالان کا ذکر ہے تو امام بخاری نے اونٹ کو اونٹنی پر قیاس کیا یا اشارہ کیا اس حدیث کو دوسرے طریق کی طرف حکم روایت کیا ابو خالد نے عبید اللہ بن عمر سے اونٹوں کے نافع سے اگر میں یہ کہوں کہ آپ اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے اور عبد الرزاق نے نکالا کہ ابن عمر اونٹ کی طرف نماز پڑھ کر وہ جانتے مگر حقیقت اسکو اور پالان ہوا اور حضرت کو پالان پر قیاس کیا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو حضرت علی کی حدیث کی طرف کہ تو نے ہمکو دیکھا تھا نادر کے دن ہم میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو سو گدگیا ہو سو اجنبی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ایک حدیث کی طرف نماز پڑھتے رہے دعا کرتے رہے صبح تک نکالا اور سکوٹا ہی نے بائنا حسن اور حدیث میں یہ قول مُذْتُ فَإِذَا مَجَّ بِتِلْكَ الْكُؤُوبِ اخْتِزِلَتْ مَرْبِیْنُ نافع کا قول معلوم ہوتا ہے لیکن اسماعیلی کی روایت یہ نکلتا ہے کہ وہ عبید اللہ کا قول ہے اور نہونج پوچھا تو سے اس صورت میں نافع کا بیان حدیث میں ملے گا کس لیے کہ اونٹوں نے حضرت کو نہیں پایا قرطبی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے کہ جانور تھا ہوا ہودے تو اسکو نماز کے لیے سترہ کر سکتے ہیں اور یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں اونٹوں کے ٹھانسی کی جگہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت کیونکہ کمانت ان جگہ وہیں جہاں اونٹوں کو پانی کے پاس ٹھانتے ہیں عربی میں انگو محاط کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ شاید یہ حدیث میں جو مذکور ہے وہ آپؐ سفر میں کیا ضرورت کیوقت اور نظیر اسکی یہ ہے کہ نماز پڑھی آپؐ اوس سخت کی طرف جب ضرورت تھی یہی ضرورت یہ کیا کہ گھرننگ تیا اور شافعی نے جو کہا ہے کہ عورت اور جانور کو سترہ کرے اسکا یہ مطلب ہے کہ بے ضرورت ایسا نہ کرے اور عبد الرزاق نے ابن عیینہ سے نکالا اونٹوں نے عبید اللہ بن دینار سے کہ ابن عمر کہہ جاتے تھے اونٹ کی طرف نماز پڑھنا مکروب اسکو اور پڑیں ہو اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین جب اونٹ کی چھت پر چڑھا ہے تو وہ تھا اور خاموش رہتا ہے اور فقہانے پالان کی بچیلی لکڑی کا انداز ایک ہاتھ یا دو تھائی ہاتھ کا کیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے لیکن عبد الرزاق نے مصنف میں نافع سے نکالا کہ ابن عمر کے پالان کی بچیلی لکڑی ایک ہاتھ کے برابر تھی اتنے مختصر اس خطا نے کہا حدیث کو مسلم اور تائی نے بھی نکالا منتفی الاخبار میں ایک باب قائم کیا اسکا کہ اگر

کوئی آدمی نماز پڑھے اللہ کو سامنے آدمی ہو یا جو پاؤں ہو اور ذکر کیا اوس میں حضرت عائشہؓ کی حدیث کا سہرا
 کو نکالاجامعت کو سواتر مذی کے جناب سولہ اصلے احمد علیہ وسلم رات کی نماز پڑھتا اور میں آپ کے اور قبل
 کے پچہتر میں آٹھ پڑھتی جیسے جنازہ پڑا ہوتا ہے ہر جہاں پڑھنے لگتے تو مجھ کو جگا دیتے میں وتر
 پڑھ لیتی اور ذکر کیا بیٹھو نہ کھیریت کا حکم نکالا بخاری اور مسلم نے کہ وہ حائضہ ہو تین اور آپ کے نماز کی نگاہ
 کے برابر سوتی رہتیں آپ سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے حسب سجدہ کرتے تو بیٹھو نہ کا کچھ پڑھا آپ کے گناہ اور ذکر کیا
 فضل بن عباس کھیریت کا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس کی زیارت کی ایک جنگل میں
 وہاں بخاری ایک کتیا تھی ایک گدھی تھی جو چرتی تھی تو حضرت نے کھیر کی نماز پڑھی اور یہ دونوں باور آئے
 سامنے تھے نہ مائے گئے نہ اٹھے گئے نکالا اوسکو احمد اور ساری اور ابوداؤد نے بھی ایسا ہی نکالا ابونعیم
 نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث یہ نکلنا ہے کہ سونے والے کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ اہل بیت اور مجاہد
 اور طاؤس اور مالک اور ثاؤد کا یہ قول ہے کہ مکروہ ہے اور انہوں نے دلیل لی ابن عباسؓ کھیریت سے جس کو
 نکالا ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کہ مسند نماز پڑھو سو نیلے اور بائیں کرنے والے کے پیچھے ابوداؤد نے کہا
 احمدیت کو سب طریق ضعیف ہیں اور نووی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے باتفاق حافظین اور ابن ابی بن
 طہرانی نے ابویہ کے نکالا اور ابن عدی نے ابن عمرؓ سے لیکن یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں اور بیٹھو نہ کھیریت
 سے یہ نہیں نکلتا کہ وہ آپ کے سامنے تین نماز میں اور عضون نے اس سے یہی دلیل لی ہے کہ عورت کا نماز
 کے سامنے سر نکل جانا نماز کو نہیں توڑتا ابن بطلان نے کہا یہ حدیث اور ہر مشابہ دوسری حدیث میں نے یہ بات
 ثابت ہوتی ہے کہ عورت نمازی اور قبلے کے پچہتر میں بیٹھی رہ سکتی ہے لیکن یہ نہیں نکلتا کہ نمازی کے سامنے
 سے نکل جانا عورت کا جائز ہے اور فضل بن عباس کھیریت کو اسناد میں محمد بن عمر بن علی اور عباس بن
 عبد اللہ بن عباس میں یہ دونوں سچے ہیں مندری نے کہا بعضوں نے کہا کہ احمدیت کو اسناد میں گفتگو ہے
 اور احمدیت کو یہی نکلنا ہے کہ کتا اور گدھا نماز کو نہیں توڑتا اور اس کی بخت انشاء اللہ تعالیٰ آگے آوے گی
 لیکن احمدیت میں یہ مذکور نہیں کہ وہ کتیا کالے رنگ کی تھی نہ کہ گدھی اور کتیا نماز میں آپ کے سامنے سونگہ
 اور صرف سامنے ہونا محل نماز سے متعلق نہیں ہے **بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الشَّرِّ بِخَيْرِ** کی
 طرف نماز پڑھنا حکم تھا **عَمَّا بِيْنَ ابْنِ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَدِّي عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ**
عَنِ ابْنِ سُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَعَلَّكُمْ تَأْكُلُوْنَ الْكَلْبَ وَالْحِمَارَ لَقَدْ دَايَرْتَنِيْ مُصْحَفًا عَلَى الشَّرِّ

يُجِئُكَ اللَّهُ عَلَىٰ سُلُوكِ قِيَمَتِهِ لِيُصَلِّكَ بِصَلَاتِهِ فَكَرِهَ أَنْ اسْتَحْذَرَ فَاسْتَلْ مِنْ قَبْلِ جَلِي
 الْمَرْحُومَةِ النَّسْلَ مَنْ لِحَافِي تَرْجُمَهُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ رَوَيْتُ هَذَا نَحْوَهُ كَمَا تَحْمِلُهُ بَلَاغُ رُبَّكَ دِيَاغُ كُتْمٍ أَوْ رُبَّكَ
 رِيَاكِهِ كَرِهَ عَوْرَتِهَا أَوْ كَرِهَ كَيْسَ كُوسَانِهِ لَكَلِّهِ سَوَاقِ فَاسِدٍ هَجَانِي هِيَ (اور میں نے کو اپنے تئیں تخت پر لیٹا ہوا
 دیکھا ہوا چہ جناب سونچا صلے اعلیٰ علیہ السلام قسرتیف لاتی ہو تخت پر اور نماز پڑھتے ہو مجھ پر معلوم ہوتا کہ میں آپ کے سامنے ہوا
 ہوں تو میں آہستہ تخت کے دونوں پاؤں کی طرف ہو کر کھاتی یہاں تک کہ ان پر خاک باہر لکھاتی تھی ہا عیسیٰ نے
 اعتراف کیا کہ باب کجیہ تخت پر نماز پڑھنا لکھا ہے تخت کی طرف نماز پڑھنا گنہگار ہے جو رویت سہیدان پر
 نکالی مسرق ہو اور انہوں نے عائشہ کو اس میں یہ کہ آپ نماز پڑھتے اور تخت آپ کے اور قبلہ کو چھین ہوتا اور اس میں کہ
 اس باب میں فکر کرنا تھا اور کرانی نے یہاں تک کہ ترجمہ باب ابی علی کے معنوں میں کہتے ہیں اس تاویل کی
 ضرورت نہیں قیو سطر اشرک ترجمہ یہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت کو اپنے اور قبلہ کے بیچ میں کر لیتے قیس القاری پر
 ہے کہ بعض نسخوں میں قیو سطر اشرک ترجمہ یہ ہے اور یہ صاف ہے اس طلب میں حافظ نے کہا مسرق کی رویت کو یہ لکھا ہو کہ
 قیو سطر اشرک ترجمہ یہ بیان دوسرے ترجمہ یہ ہے اور وہ موافق ترجمہ باب کے قسطلانی نے کہا اس حدیث کو سامنے رکھا لا
 صلوة میں **بَابُ يَرْكُضُ الْمَصْلُحَ مَنَ تَرْكُضُ يَدَيْهِ يَكْنِيهِ جَوْشَنُ غَزَايَ** کے ساتھ گنہگار چاہے اس کو ملح کرے
 (خواہ آدمی ہوا یا جانور) وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ لَمَّا تَرَ بَيْنَ يَدَيْهِ فِي الْقَتْلِ ابْنِ اَبِي عَدْرِ السَّرْبِ عَمْرُو رُوِيَ كَالِهِنِ سَانِيهِ
 گنہگار نے دیکھے کہ تہنہ میں **ف** اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اور عبد الرزاق نے اور انکی روایتوں میں یہ ہے
 کہ گنہگار نے عمر بن ابی ریحہ **فِي الْكُتْبَةِ** اور کعب بن **ف** ابن قرقول نے کہا بعض روایتوں میں دنی الرکت ہے
 مرکب میں اور یہ زیادہ مناسب ہے میں کہتا ہوں جہور کی رویت فی الکعبہ ہے اور کعب کی تخصیص سے بیغوض ہے گورگی
 ایسا خیال نہ کرے کہ میں غازی کے سامنے سو گنہگار معاف ہے اور اس اثر کو حویل کیا ابو نعیم نے جو جاری کے شیخ
 میں کہتا بالصلوة میں صالح بن کیسان کے طریق ہو اور انہوں نے کہلینے ابن عمر کو دیکھا وہ نماز پڑھتے تھے کہ کعبہ میں
 تو کسی کو اپنے سامنے سو گنہگار نہیں بیٹھتے تھے بلکہ اس کو پیڑھتے تھے **وَقَالَ ابْنُ أَبِي رَافَةَ أَنَّ قَتْلًا قَاتِلًا**
 اور عبد السرب عمر نے کہا اگر سامنے سو گنہگار نہ مانو بغیر ٹرے تو ٹرے اس سے **ف** جملہ ابن عمر کا اس کو
 رکھا لا عبد الرزاق نے اس میں یہ کہ تو اپنے سامنے سو کسی کو گنہگار نے نماز پڑھتے میں اگر وہ نہ مانے بغیر ٹرے
 تو ٹرے اس سے قیس القاری میں یہ ترجمہ کیا ہے کہ اگر وہ نہ مانے اور سامنے سو گنہگار نہ چھوڑے بغیر ٹرے تو ٹرے اس کو اور
 مسئلہ کی تحقیق کے ادلی انشاء اللہ تعالیٰ **حَلَّامَا أَبُو عُمَرَ قَالَ حَلَّامَا عُبَيْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَلَّامَا**

یُوْنُسُ عَنْ حَمِيدٍ بَرَزِيٍّ قَالَ قَالَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا
 إِدْرِمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْدَانُ بْنُ لُؤْلُؤٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمِيدُ بْنُ هِلَالٍ الْكَلْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ
 قَالَ رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ يُصَلِّيُ إِلَى شَيْءٍ يُسَدُّهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي إِثْبَانَ
 مُعِطٌ أَنْ يَجْزَأَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فُصْدَهُ فَظَلَّ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاحًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ
 فَعَادَ لِيَجْزَأَ فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْكَرَهُ الْأَوَّلَى فَقَالَ مِنْ أَيْنَ سَعِيدٌ كُنْتَ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا
 إِلَيْهِ مَا قَرَعَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلَعَ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ مَا كُنْتَ وَلَا بَيْنَ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ
 قَالَ مَعِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُولْ إِذَا صَلَّيْتُ أَحَدٌ كُنْتُ إِلَى شَيْءٍ تُسَدُّهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ
 أَحَدٌ أَنْ يَجْزَأَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَيْدَ قَدْ كَانَ أَبِي فَلْيَقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ سَرَّحَنِي أَبُو صَالِحٍ سَمَانُ زَكَرِيَّا
 سے روایت ہے اور اس وقت کہ میں نے ابو سعید خدری کو دیکھا حمید کے دن وہ نماز پڑھتے تھے ایک شکر کی اثر میں تو
 بنی ابی حیطہ کو ایچ جانے لگے کہ اس نے گنہگار بنا کر ولید بن عقبہ بن ابی حیطہ نے) ابو سعید ایک سال لگائی
 اور کہیں میں اس جوان نے دیکھا اور جانکی راہ ناپی اگر ابو سعید کے سامنے سے وہ گزرا تو اس کے سامنے سے گزرنے
 کے لیے ابو سعید کو ایک مار پہلے سے زیادہ سخت لگائی اور اس نے ابو سعید کو برا کہا پھر وہ جوان مردانہ پاس گیا اور ابو سعید
 نے جو کیا اس کی شکایت کی ابو سعید بھی اس کے پیچھے ہی مروان پاس گئے مروان نے کہا تو نے کیا کیا اپنی بیٹی کے ساتھ
 (اس کے یہ لکھا ہے کہ گزرنی والا ولید بن عقبہ تھا کہ نہ کہ اس کا باپ عقبہ کفر کجالت میں مارا گیا) ابو سعید نے کہا میں
 نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی ائمہ میں سے نماز پڑھے ستر کے یک طرف جواب دگر کرے
 اس کی لوگوں کو بہر کوئی چاہے کہ اس کو سامنے سے گزرنے کو چھوڑے اس کے اور ستر کے پیچھے میں ہو کہ تو دفع کرے اس کو اور
 مانے تو اسے اس کی وہ شیطانی حرکت حافظ نے کہا ابو سعید نے کہا بالصلوٰۃ میں لگا کر ولید بن اسلم سے کہ
 ابو سعید کٹر ہو کر نماز پڑھتے تھے میں نے سنا کہ میں نے ولید بن عقبہ بن ابی حیطہ یا اور اس سے سنا چاہا اس کے سامنے سے گزرنے
 ابو سعید سے اس کو دفع کیا اور اسے گناہ اور سامنے سے جانا چاہا ابو سعید نے اس کو دفع کیا اخیر تک اس کو اس میں یہ لکھا
 ہے کہ گزرنی والا ولید بن عقبہ تھا اور اس سے پہلے اعتراض یہ تھا ہے کہ ہا عیسیٰ کی روایت میں یوں ہے کہ مروان دن دن
 کا حاکم تھا حالانکہ مروان معاویہ کی خلافت میں مدینہ کا حاکم ہوا تھا اور اس نے میں ولید مدینہ میں نہ تھا کیونکہ جب
 حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں تو ولید خیرے میں چلا گیا پھر وہیں رہا یہاں تک کہ معاویہ کی خلافت میں نہ گیا اور جو لڑیاں ان
 حضرت علی اور اس کے مخالفین میں ہوئیں اور ان میں ولید شریک نہیں ہوا اس کے علاوہ جب مروان مدینہ کا حاکم

تھا تو ولید اور سوقت حبان نہ تھا اور حدیث میں جو ان کا لفظ ہے ولید کا سن اور سوقت پچاس کے قریب ہو گا تو شاید یہ کہہ سکتے
والا ولید کا لڑکا ہو گا اور عبدالرزاق نے اس حدیث کو نکالا اور اس میں بی یون ہی ہے کہ ایک شخص ان آیا اور کہا کہ نام نہیں
لیا اور دو سر طریق میں یہ کہہ مروان کا ایک شہتہ دار جانے لگا اور تیسرے طریق میں بی یون ہے کہ ایک شخص ان کے سنا
سے گزرا بی مروان میں جو اور سنا ہی کی روایت میں بی یون کہہ مروان کا ایک بیٹا گزرا اور عبدالرزاق نے سلیمان
بن موسیٰ کے طریق کو نکالا اور میں نے گزرتے والی کا نام داؤد بن مروان نہ کر رہے کہ اس شخص نے گزرا چاہا ابو سعید کے سامنے
ہے اور مروان اور دنون اس پر تعاندی نہ کیا پھر ذکر کیا حدیث کو اختیار کیا یہ سیر نفیقین کیا ابن جوزی اور ان کا کہ بعض نے
کہ یہ شخص داؤد بن مروان تھا یہ پر اعتراض ہو تا ہے کہ داؤد بن مروان بنی ابی معیط میں ہو کہ نہ کہ یہ کہہ سکتے ہیں اس لیے
کہ مروان ابو معیط کا بیٹا نہ تھا بلکہ ابو معیط مروان کا باپ کا چچا اور دبائی تھا اس لیے کہ ابو معیط ابو عمرو بن امیہ کا بیٹا
تھا اور مروان کا باپ حکم تھا اور حکم ابو العاص بن امیہ کا بیٹا تھا اور داؤد کی ماں مروان کی ماں نہ حکم کی ماں
ابو معیط کی اولاد میں کوئی تو احتمال ہے کہ داؤد کی نسبت ابو معیط کے طائف رضاعی مشفق سے ہو یا جو جس سے
کہ داؤد کے نام عثمان بن عفان ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مادر جو دبائی تھے مگر یہ نسبت بعید معلوم ہوتی ہے جو
اور یگانہ غالب ہے کہ ابو سعید کو یہ واقعہ متعدد ماہ ہو ا کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں دو سر طریق ہے ابو سعید
سے اسی قصے میں یہ مذکور ہے کہ عبدالرحمان بن حارث بن شہام نے ان کو سامنے سے گزرا چاہا اور عبدالرحمن بن حارث
تھا ان کو ابو معیط سے کوئی نسبت تھی اور رافعی نے اس حدیث کو یہ دلیل ظاہر کہ ناری کو مٹانے اور روکنے کا حق ہے کہ گزرتے
والے کو اور کوئی راہ نہ ہو اس لیے کہ حدیث میں یہ کہہ کہ اس حبان نے دیکھا اور جانیکی راہ نہ پائی اور اس میں خلط
ہے امام احمد میں اور ابن نعیم کا مسلم کی روایت میں بی یون ہے کہ ماری اور اسکے بچہ میں قرطبی نے کہا ماری دفع ہو رہے
کہ اشارہ ہوئے کہ اور محمد کی روایت میں ہے کہ اس کے لڑکے یعنی دوبارہ اور حضرت کے منہ سے
پہلی دفع سے زیادہ سختی سے انہوں نے کہا علمائے اجماع کیلئے کہ ہتیار سولہ مال ازہ نہیں کیونکہ ایسی لڑائی مانا
کے قاعدہ کے اور خروج کے خلاف ہے اور اگر ایک جنگ عت شافعی نے کہا ہے کہ حقیقہ لڑنا مراد ہے اور ابن عربی نے
اسکو بعید جانا ہے اور کہا ہے کہ مقابلہ سے مراد یعنی اسکو مٹانا اور روکنا مراد ہے اور حاجی نے ایک عجیب بات
کہی انہوں نے کہا احتمال ہے کہ مقابلہ سے لعنت مراد ہو یا سخت گوئی اور اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ ستراف ہے نماز
میں بات کر نیکو اور وہ باطل کرتا ہے نماز کو بخلاف فعل قلیل کے اور ممکن ہے کہ دعا کے طور پر لعنت کرنا مراد ہو نہ
خطاب کے ساتھ لیکن فعل صحابی کا اس معنی کے خلاف ہے اور صحابی زیادہ وقت میں مراد کو ماعلیٰ کی روایت

میں بران پر اگر وہ انکار کرے تو اس کے سینے میں بارود اور کھوکھو دفع کرنے اور اس سے حسرت نکالنا کہتا ہے کہ ہاتھ سے دفع کرنا مراد ہے اور یہ بھی ہے امام شافعی سے نقل کیا کہ مقتادہ کے دفع مراد ہے جو پہلے سے فریاد نہ سخت ہو اور ہتھکڑیاں نہ لگا کر پہلے اس کو رو کرے نرمی سے اگر وہ انکار کرے تو سختی سے رو کرے اگرچہ اس کی نوبت قتل تک پہنچنے پر اگر قتل کر ڈالے تو اس پر کچھ سزا نہیں کیونکہ شارع نے اس کا قتل جائز کر دیا اور جائز قتل میں جہان نہیں ہے اور قاضی عیاض نے کہا کہ علمائے مختلف کیا ہے کہ اگر نمازی گھرنے والے کو قتل کر ڈالے تو اس پر رویت واجب ہوگی یا نہیں اور ابن بطلان نے نقل کیا کہ نمازی کو بالاتفاق اپنی جگہ سے جہاں درست نہیں اور نہ عمل گنہگار یا لشکر دفع کے لیے کیونکہ یہ فعل سامنے گزرنے سے بھی مایہ ہے اور جہر علماء نے کہا کہ اگر گزرنے والا سامنے سے گزرتا گیا اور اس نے دفع کیا تو اب دفع نہ کرے کیلئے کہ دفع سے ہلکودوبارہ گزرتا ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود وغیرہ سے نقل کیا کہ دفع کر سکتا ہے اور نوذی نے کہا میں کسی فقہ کو نہیں جانتا جو جس نے دفع کرنے کو وجہ کیا ہو بلکہ ہمارے اہل بیت تصریح کی کہ وہ خوب ہے حالانکہ اہل ظاہر کے نزدیک دفع کرنا وجہ ہے تو شاید نوذی نے ان کے قریب پر خیال نہیں کیا یا اون کے اختلاف کا اعتبار نہیں کیا اور یہ جو فرمایا وہ شیطان ہے اس کا مطلب ہے کہ فعل اس کا شیطان کا فعل ہے کیونکہ منع کیے سے بھی برو کا کام سے باز نہیں آتا اور نمازی کی نماز کو خراب کرنا چاہتا ہے اور شیطان کا اطلاق مشر یا آدمی پر پیش آئے اور شہو ہے اور قرآن میں آیا ہے شیاطین الانس والنجن ابن بطلان نے کہا اس حدیث کو یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی دین میں مداخلہ کرے وہ شیطان ہے اور اسماعیلی کی رویت میں ہے کہ اس کے ساتھ شیطان ہو اور مسلم کی روایت میں ابن عمر سے یہ کہ اس کے ساتھ ہم ذات ہے اور ابن ابی جہر نے یہ بار کی نکالی ہے کہ اس کو شیطان فرمانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لڑنے سے حقیقتہً لڑا کر ان سے ہے بلکہ شیطان کو لڑائی ہی ہو کہ اُخُوذُ بَالِشَرِّ ہے یا اللہ کا نام لے کر اور نماز میں ضرورت سے فعل قلیل جائز ہے یہ اگر حقیقتہً لڑائی مراد ہو تو فعل کثیر کی اوجہن حاجت ہوگی اور وہ گزرنے سے زیادہ سخت ہو جاوے گا اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے نقل کیا کہ نمازی کے سامنے سے گزرتا ہو اس کی آدھی نماز خراب کر دیتا ہے اور ابو نعیم نے عمر سے روایت کیا کہ اگر نمازی کو معلوم ہو وہ نقصان جو سامنے گزرنے سے ہوگی نماز میں ہوتا ہے تو وہ نماز نہ پڑھے مگر شکر کی طرحت انتہی مافی فتح الباری مختصر اطفالانی نے کہا سونے نے اس حدیث کو صفت الطہیس میں بتی نکالا اور مسلم اور ابوداؤد نے صلوٰۃ میں قبل میں ہے کہ ابن مسعود اور عمر کے اثر اگرچہ سونے میں مگر حکماً مرفوع میں اور ان کے یہ نکلتا ہے کہ دفع سے غرض یہ ہے کہ نمازی کی نماز میں خلل نہ ہو یا بے

نہیں کہہ سکتے تھے کہ کافی ہونا مقتدی کے لیے اسکا اثر یہ ہے کہ امام کے شیعہ سے مقتدی کی نماز میں خلل نہیں آتا
 نہ یہ کہ سامنے گزرنیوالے پر حرج نہ ہو پس امام اور مقتدی اور فقہ و مسلک میں برابر ہیں اور ابن دقیق العید نے
 کہا کہ بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ اس مسئلہ میں گزرنیوالے اور نمازی کے لیے چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ نمازی متر
 کی آڑ میں نماز پڑھے اور جہان نماز پڑھتا ہے وہ رستہ نہ ہو اور گزرنے والی کو دوسرا رستہ موجود ہو اس صورت
 میں گزرنیوالا گنہگار ہوگا اور نمازی گنہگار نہ ہوگا دوسرے یہ کہ نمازی رستہ میں نماز پڑھے بغیر متر کے یا متر کے
 فاصلہ پر اور گزرنے والے کو دوسری راہ نہ ہو صورت میں نمازی گنہگار ہوگا گزرنے والا غیر شریعتی اور
 صورت کے لیکن اس فرق پر گزرنے والے کیلئے دوسری راہ یہی ہو صورت میں دونوں گنہگار ہونگے جو سبھی مثل
 پہلی صورت کے لیکن فرق اتنا ہے کہ گزرنے والے کو دوسرا رستہ نہ ہو اس صورت میں دونوں گنہگار نہ ہوں گے
 اور ظاہر حدیث یہ نکلتا ہے کہ نمازی کے سامنے سے ہر حال میں گزرنے سے گناہ نہیں ہے کہ دوسرا رستہ نہ ملے اسی حالت
 میں ٹھہر جانا چاہیے یہاں تک کہ نمازی نماز سے فارغ ہو اور روئے پر اس کے ابو سعید کا قصہ جہاں گزرا اس میں یہ
 کہ جو اب جابلی دوسری راہ نہ پائی اور ابو العباس سراج کی روایت میں یہ کہ ابو النضر سے کہ تو سیکم الکاثرین بیدی
 المصلیٰ المصلیٰ یعنی اگر گزرنے والا اور نمازی دونوں جانتے اخیر حدیث تک بعضوں نے اسکا مطلب یہ کہا ہے کہ اگر
 حالت میں نمازی گزرنے والے کے دفع میں کوتاہی کرے یا شارع عام میں نماز پڑھے اسی حالت میں نمازی
 پر یہی گناہ ہوگا اور احتمال ہے کہ اس روایت میں المصلیٰ بفتح لام ہر اس صورت میں طلب صاف ہے یعنی نمازی کے
 سامنے متر کے اندر ہو کر گزرنے (فتح مختصر) قطلانی نے کہا احمد حدیث کو باخون اور علامہ ابن کمالا قریہ حدیث
 صحیح سند میں ہے انتہی تلخ ہے کہ کوئی نے کہا وقع اور مقاتلہ اوس وقت جائز ہے جب متر کی آڑ میں نماز
 پڑھتا ہو یا اسی مقام میں جہاں کسی کے گزرنے کا ڈر نہ ہو اور پہلا حکم دفع کرے جسکی قربت قتل تک پہنچے پھر اس سے
 سخت پھر اس سے سخت یہاں تک قتل تک پہنچے چاہیے اور امام احمد اور ابو داؤد نے طلحہ ابی دواعیٰ کا کہ لا
 اوہو ان یکما جاب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ بنی ہاشم کے دروازہ پر اس نماز پڑھتے تھے اور لوگ آپ کے سامنے
 سے گزرتے تھے اور آپ کے بدن کے پیر میں متر تھا اور نکالا اسکو ابن ماجہ اور نسائی نے انکی روایت میں یونان
 میں حضرت کو دیکھا آپ جب طائف کے ساتھ پیر میں ہوا رخ ہو کر قرآن کے برابر آئے پھر طائف کے ایک کنارے
 میں دو رکعتیں پڑھیں آپ کے اور طواف کنیوالوں کے پیر میں کچھ نہ تھا شوکانی نے کہا اس کے ہمارے میں ایک عجوبہ
 ہے اور قطع نظر اس کے بحدیث فعلی ہر قوی کے معارض نہ ہوگی اور قوی کو حربیہ ہوگی انتہی مختصر ترغیب

ہے کہ ابن ماجہ نے باسناء صحیحہ البربریکہ نکالا کہ حضرت یحییٰ فرمایا اگر تم میں کوئی مبتاجر اس کے لیے ہر اپنے بھائی کے
 سامنے سے گذر جائے چہ بے سرکشی کرتا ہے اپنے پروردگار سے روٹنے نماز کی حالت میں البتہ اگر وہ ہمراہ ہے
 اس مقام میں جو بر سر تک تر بہتر مزا اس کے نزدیک اس قدم جو جبکہ وہ چلا اور نکالا اس کو ابن خرمیہ اور ابن حبان
 نے اپنی صحیحین میں اور ابن ماجہ نے باسناء صحیحہ اور ابن خرمیہ نے اپنی صحیحہ میں عبد العزیز بن عمر سے نکالا کہ حضرت یحییٰ فرمایا
 جب کوئی تم میں ہو نماز پڑھتا ہو تو کسی کو نہ چوڑے کہ وہ سامنے ہو گھر سے اگر وہ زمانے تو اس کو لے کر لے کر لے کر
 ساتھ قرین ہے کہ بیٹے باساہی شیطان اور ابن عبد البر نے تفسیر میں موقوفاً عبد العزیز بن عمر سے نکالا اور ابن
 کما اگر آدمی اس کے مجاہد جو اڑتی ہے تو بہتر ہے اس کے لیے کہ قصد کسی کے سامنے گذرے اور وہ نماز پڑھ رہا ہو
 انتہی باب استقیال الرجل الرجل دھو فیصلی ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے گزرے اور وہ نماز
 پڑھتا ہو تو کیا اسے صفائی کے نسخہ میں یوں ہے کہ مرد اپنے ساتھی کے سامنے ہو کسی اور کے نماز میں اور
 سطلت ہو کہ یہ امر مکر وہ ہے یا نہیں اور بعضوں نے کہا نمازی کے خشیع میں غل یا کیا دوسرے کو مکر وہ ہو ورنہ نہیں
 امام بخاری اسے سطلت مائل ہے اور سطح کو اور انہوں نے تطبیق دی دو مختلف اثر میں عثمان اور زید بن ثابت
 کے جو آگے بیان کیے رفتہ شیخ الاسلام نے کہا مقصود باب کا یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے سامنے سر ہونے
 نماز پڑھ رہا ہو یعنی وہ مرد اس کے سامنے ہو مثلاً بیٹھا ہو یا کھڑا ہو بغیر مرد اور عورت کے اور اگر عجلت علمانے
 کہا ہے کہ مرد دوسرے مرد کا سترہ بن سکتا ہے نماز میں اور حقانہ نے کہا اس حالت میں جب وہ بیٹھا ہو اور
 ایک بیت حسن سے سطلت ہے یعنی بیٹھنے کی یا نمازی کی طرف بیٹھ کر کسی خطر نہیں اور اکثر علماء یہ کہتے ہیں
 کہ اگر نمازی کی طرف اور کما سونہ ہو تو مکر وہ ہے نافع نے کہا ابن عمر کو جب مسجد کا ستون نہ ملتا شرع کے
 لیے تو صبر سے کھڑا رہی بیٹھ بیٹھ کر لے اور ابن سیرین نے کہا کہ مرد سترہ نہیں ہو سکتا نمازی کے لیے اور اہل کوفہ اور
 ثوری اور ازہری نے اجازت دی کہ بائیں کمرے کے چپے نماز پڑھنے کی اور ابن سعد نے اس کو مکر وہ کہا ہے
 اور حضرت عرسے منقول ہے کہ وہ مارتے اور دو شخصوں کو جب کما سونہ آتے سٹے ہوتا اور ابن دین سے کہ ایک نماز پڑھتا
 اور عبد بن جبر سے منقول ہے انہوں نے مکر وہ کہا نماز کو اس شخص کے سامنے جو بائیں کر رہا ہو البتہ اگر ذکر آہی
 کرے تو بجا نہیں اور امام مالک کے ایک بیت یہ ہے کہ بات کرنے والے کی بیٹھ کے چپے نماز پڑھنے میں کوئی ٹھہر
 نہیں البتہ اس کے پہلو میں درست نہیں انتہی و کردہ عثمان ان یستقیل الرجل دھو فیصلی و انما کھلتا
 اذا استعقل بہ فاما اذا استعقل بہ فقد قال زید بن ثابت ما یأیک ان الرجل لا یفزع الصلوة

ہوتے زمین پاؤں پہیلانی حضرت عائشہؓ نے کہا اور ان گہروں میں چراغ نہ تھے کہ اگر چراغ نہ ہوتے تو حضرت عائشہؓ جتنے کاجیہ کا ارادہ کیا کہ خود پاؤں سمیٹ لیتیں اور حضرت کو انکا پاؤں دیا کی ضرورت نہ ہوتی حافظ نے کہا چونکہ یہ گہر کی نماز کا ذکر ہے رات میں تو معلوم ہوا کہ قتل نماز تھی جیسے باب میں مؤلف نے ذکر کیا اس لیے کہ نماز نماز آپ سجد میں ادا کرتے قسط لانی نے کہا حدیث کو یہی نکلا کہ عورت نماز کو فاسد نہیں کرتی اور امام ہاک نے جو عورت کی طرف نماز پڑھنا مکرہ رکھا ہے ہفتے کے دس روز حضرت اہل بیت سے محفوظ تھا جو اس حدیث میں یہ آپ کا خاصہ ذکر ہے مگر تخصیص کی کوئی دلیل نہیں لستہ مختصر **باب** من قال لا یقطع الصلوة شیء جو شخص کہتا ہو نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی **ف** یعنی نمازی کے سوا اور کسی کا فعل نماز کو نہیں توڑتا حافظ نے کہا ترجمہ باب نہری کا قول ہے جب کو مؤلف نے آگے نقل کیا اور امام ہاک نے وسط میں اسکو عبد السدین عمر کا قول نقل کیا اور واقظینی نے اسکو مرفوعاً انکا لاسلم کے طریق سے لیکن اسکا اسناد ضعیف ہے اور انکا لا اسکو ابو اود نے ابوسعید اور دارقطنی نے انس اور ابوامامہ سے اور طبرانی نے اوسط میں جابر بن عمر مرفوعاً اور سب کی سندین ضعیف ہیں البتہ سعید بن منصور نے باسناد صحیح حضرت علیؓ اور عثمانؓ وغیرہما سے موقوفاً یہ روایت کیا ہے (فتح) **حک** ثنا عمر بن حنظل قال حکمتنا الاعمش قال حکمتنا ابراہیم بن عمر عن عائشة قال الاعمش وحک بن مسلم عن مسروق عن عائشة ذکر عندہا ما یقطع الصلوة الکلب والکھار والمراۃ فقالت عائشة شہتمونا یا محمدؐ والکلاب والنسۃ اللہ علیہ وسلم یصلی ورائی علی الشریس بیکہ ویکین الفلک مصطحہ فتبدل لی الحاجۃ فاکرہ ان اقبل فی فودی الثیابی صلی اللہ علیہ وسلم فانسئل من عندی رجلاً لکبیر محمد بن مسلم عن حضرت عائشہ صدیقہ کے سامنے ذکر آیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے کہے اور گدھے اور عورت کے اونٹوں کے گھاتم نے ہم کو (یعنی عورتوں کو) مشابہہ کر دیا گدھوں اور کتوں کے تم خدا کی عین توجہات رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے اور میں تخت پر تھی آپ کے اور نیلے کے درمیان لٹھی تھی ہر مجھ کو کام ہوتا تو میں بیٹھتا (آپ کی طرف ہونہ کر کے) اور آپ کو تکلیف دینا برا جانتی میں آپ کے پاؤں کے پاس جو کہ کسبالی گہری سے

— علی بن سہر

کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے ذکر ہوا اور ان چیزوں کا جو ٹوڑ دیتی ہیں نماز کو لوگوں نے کہا توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور گدھا اور کتا اختیار کیا اور سلم کی روایت میں جو عورت سے کہ عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز توڑ دیتی ہے میں نے کہا عورت اور گدھا اور سعید بن منصور کی روایت میں ہے اونٹوں نے لیٹنے

حضرت عائشہؓ نے کہا اس عرق والو نے مجھ کو برابر کر دیا اخیر تک اور شاید انہوں نے اشارہ کیا اس رویت کی طرف جو عرق والوں نے ابو ذرؓ کی مرضی سے لکھا اور اس کو نکالنا اہم مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت سے لکھا اور عبد اللہ بن قاسم سے نکالا اور انہوں نے عائشہؓ سے انہوں نے کہا برابر ہے جو برابر کیا تمہیں ہم کو کہتے اور گدھے کے اور شاید انہوں نے یہ خطاب اپنی زبان پر عہد کی طرف کیا یا ابو ہریرہؓ کی طرف عہد کا ذکر تو مسلم کی روایت میں ہے جو ابو ہریرہؓ کی روایت سے لکھا اور ابو ہریرہؓ کا ذکر ابن عبد اللہ نے نکالا تاہم کی روایت سے کہ حضرت عائشہؓ کو خبر ہو چکی کہ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو گونہ گونہ انکار کیا حالانکہ امام احمد نے خود ان کو نکالا کہ فرمایا حضرت سلمانؓ کی نماز کوئی نہیں توڑتا مگر گدھا اور کافر اور کتا اور عورت حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم بروح ساتھ رکھے گئی اور اس کا جواب یہ کہ حضرت عائشہؓ نے حدیث کا انکار نہیں کیا نہ ابو ہریرہؓ کو جو ہٹا سمجھا بلکہ انہوں نے انکار کیا اس حکم کے قائم رہنے پر کیونکہ وہ اس کو منسوخ سمجھتی ہو گئی اور کتب کی قید کی گئی ہے ابو ذرؓ کی روایت میں کہ وہ کالا ہوا اور ابن مہاجر کی روایت میں حسن بصریؓ کی روایت سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور طبرانی کی روایت میں حکم بن عمروؓ سے یقین نہیں ہے اور مسلم نے ابو ہریرہؓ کی روایت سے انہوں نے ابن عباسؓ سے ایسا ہی نکالا لیکن ابن عباسؓ کی روایت میں عورت کی قید ہے کہ وہ جائزہ ہو اور ابن مہاجر نے بھی اس کو ایسا ہی نکالا اور اس میں کتب کی قید ہے کہ وہ سیاہ ہو اور علمائے اختلاف کیا ہے ان حدیثوں پر عمل کرنے میں تو لحاظ دی وغیرہ ہر طرف گئے ہیں کہ ابو ذرؓ کی حدیث اور جو حدیثیں اس کے موافق ہیں وہ منسوخ ہیں حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اور اگر یہ اعتراض ہو ہے کہ نسخہ بغیر تاریخ معلوم ہوئی کیونکہ ثابت ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے جب جمع نہ ہو سکے تو نسخہ کی طرف جانے میں اور بیان جمع ممکن ہے اور امام شافعیؒ وغیرہ اس طرف گئی ہیں کہ ابو ذرؓ کی حدیث میں نماز کے ٹوٹنے سے اس کے خضوع کا ٹوٹنا مراد ہے نہ نماز کا باطل ہونا اور روایت ہے اس کے کہ جو صحابی راوی ہے حدیث کا اس سے بچھا کا لو کہنے کی قید کی حکمت تو اس کا جواب یہ کہ وہ شیطان ہو اور یہ امر معلوم ہے کہ اگر شیطان نماز کے سانچے سے گزرا دے تو نماز نافہم نہ ہوگی کیونکہ اسے صحیح حدیث میں آئے گا کہ جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو شیطان پٹھ سوز کر جلد تیار ہے جب تکبیر ہو جاتی ہے تو پورا تیار ہے اور آدمی کے دل میں خطرہ ڈالتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان سیر سلسلے آیا نماز میں اس نے سختی کی اور نائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہؓ سے میں نے اس کو پکڑا اور گرایا اور اس کا گلہ گھونٹا اگر کوئی کہے کہ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ شیطان آپ کی نماز توڑنے آیا تھا اس کا جواب یہ کہ مسلم کی روایت میں نماز توڑنے کا سبب مذکور ہے کہ وہ انکار کا ایک شکل لکیر آیا تھا آپ کے

موتہدین لنگاہ کو تو صرف اوسکے گزرنے سے نماز نہ ٹوٹی اور یہی مطلب ہے اور بعض لوگ کہا ابو ذر کی حدیث مقدم ہے
 کیونکہ حضرت عائشہ کی حدیث اپنی اصل باجست برپور اور یہ مبنی ہے دونوں حدیثوں کے تعارض پر اور جب جمع ممکن ہے
 تو تعارض ہی نہ ہوا امام احمد نے کہا کہ کالے کتے کو سامنے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاوے گی اور عورت اور گدہ ہر مین کچھ
 شبہ ہے ابن دقیق السیوطی اسکی وجہ بیان کی ہے کہ امام احمد کو کالے کتے کے معارضہ میں کوئی حدیث نہیں ملی
 اور گدہ کے باب میں ابن عباس کھجوریت ملی جو اور گدہ کی اور عورت کے باب میں حضرت عائشہ کی یہ حدیث جو باب
 میں مذکور ہے (فتح المبارک) ازلی یعنی یہ کچھ مین کہا کہ یہ حدیث لا یقطع شکوہ مرد و عورت یعنی نماز کو نہیں ٹوڑا کسی
 چیز کا سامنے سے گزرنے کا موی ہے ابو سعید خدری اور ابن عمر اور ابوامامہ اور انس اور جابر بن عبد اللہ ابوسعید کی حدیث
 تو نکالا اوسکو ابو داؤد نے سنن میں کہ فرمایا حضرت نے نماز کو نہیں ٹوڑتی کوئی چیز اور دفع کر دہم جہا تک پہنچے
 کیونکہ وہ شیطان ہے اسکی سند میں مجاہد بن سعید ہر اوسین گفتگو ہے اور امام مسلم نے اور لوگوں کے ساتھ ملا کر
 اوسکی روایت کی ہے اور نکالا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے بھی اور ابن عمر سے لکھا لا دارقطنی نے سنن
 میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں ٹوڑتی اور دفع کر دہم
 جہا تک پہنچے اوسکے امام مالک نے سوطا میں اوسکو موقوف نکالا ابن عمر اور یونس کہا نمازی کے سامنے سے
 کوئی چیز چو گزرنے اوسکی نماز نہیں ٹوڑتی اور بخاری نے اپنی صحیح میں اوسکو نہری کا قول نقل کیا اور ابوامامہ سے
 دارقطنی نے نکالا کہ فرمایا حضرت نے نماز کو کوئی چیز نہیں ٹوڑتی اور انس کچھ حدیث کو بی دارقطنی نے نکالا کہ جناب رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر ہی لوگوں کے ساتھ انکے سامنے ہر ایک کے ہاتھ اعیاش بن ابی ربیع نے کہا سبحان
 سبحان اللہ جیسا کہ سلام پیرا تو فرمایا کہ اس نے ابھی تہیہ کہی عیاش نے کہا میں نے یا رسول اللہ کیونکہ میں نے سنا تھا کہ گدہ
 نماز کو ٹوڑ دیتا ہے آپ نے فرمایا نماز کو کوئی چیز نہیں ٹوڑتی ابن جوزی نے علل تنہا میں ان تینوں حدیثوں کو درستی
 کے طریق پر نکالا اور کہا کہ اودن مین کو کوئی صحیح نہیں ہے تحقیق میں کہا کہ ابن عمر کچھ حدیث میں ابن عمر مین یہ حدیث ہے
 احمد اور نسائی نے کہا پھر وہ کہ ابن حبان نے کہا وہ کوئی چیز نہیں اور ابوامامہ کچھ حدیث میں عقیقہ بن سعدان اور احمد نے
 کہا وہ ضعیف ہے منکر الحدیث اور بخاری اور ابوجاہم نے کہا وہ فقہ نہیں نکالا اوسکو طبرانی نے بھی مین ابن عمر کچھ حدیث میں صحیح
 ہوا بن عدی نے کہا وہ ثقافت سے باطل روایتیں نقل کرتا ہے اور اکثر روایتیں اوسکی منکر اور ضعیف مین ابن حبان اور کہا اتر
 سے روایت کرنا درست نہیں اور صاحب تصحیح نے کہا کہ ابن جوزی نے دم کیا صحیح مین صحیح خرائج کچھ حدیث میں ہر عبد اللہ بن جابر
 کا بیاض جو عمر بن العاص نے روایت کرتا ہر اوسین ابن عدی اور ابن حبان نے کلام نہیں کیا بلکہ ابن حبان نے اسکی

نقات میں ذکر کیا اور سائمی نے کہا وہ صالح ہے اور جس صخر کو ابن عدی نے ضعیف کیا وہ عبد اللہ کو فی کا بیٹا چاہی اور سکا لقب ہے اور یہ متاخر ہی اول صخر سے اُسے روایت کی ہے ماکا اور لیت وغیرہ کو آد جا رکھ بیٹ کو طبرانی نے بھی اوسط میں لکھا کہ جناب سولحد اصلہ علیہ وسلم کمرے کو نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک بکری نے آپ کے سامنے سے نکلا چاہا اخیر سراسر میں یہ کہہ کر فرمایا آپ نے نماز کو نہیں ٹوڑا کوئی چیز اور تم دفع کر دھا تاکہ ہر کے طہرائی نے کہا متفر ہوا احدیث کسا تہ عیسیٰ بن یحیون ارجح بان کما کتاب الضعفا میں عیسیٰ بن یحیون ابوسلمہ خواص اسطی عجائب و زمین کرنا چاہا جسے حجت لینا درست نہیں جب وہ متفر ہو تو وہی نے منہ سے سلم میں کہا یہ حدیث کا لقطع الصلوٰۃ ضعیف ہے تمام ہوا کلام زلیحی کا نیل میں ہر کہ در قطنی نے باسنا وصحیح بن عمر کو نکالا اور ابو نعیم نے کہا مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں ٹوڑتی اور در قطنی نے ابوبکرؓ کو نکالا کہ حضرت نے فرمایا آدمی کی نماز کو نہیں ٹوڑتی عورت اور نہ گدھا اور نہ گدھا اور دفع کر تو جہا تک ہو سکے اس کے اسناد میں یحییٰ بن عمار ہے اگر یہ روایت صحیح ہوئی تو کہہ سکتے تھے کہ مانع ہے نماز ٹوٹ جانے کی حدیثوں کی بشرطیکہ اسکی تالیخ بعد ثابت ہوئی اور باقی حدیثیں جو اب پر گذرین انہیں کوئی نسخ کے لائق نہیں کیونکہ ذکر متعین میں زلیحی نے کہا ساری مذکور کے موافق وہ حدیث پر صحیحیحین میں ہے حضرت عائشہؓ کو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے اڑی پڑی ہوتی جبار کو کیطرح مسلم کی ایک روایت میں عروہ کو روایت ہے حضرت عائشہؓ نے کہا کون سی چیز نماز کو ٹوڑ دیتی ہے ہم نے کہا عورت اور گدھا اور اونٹ کہنا تو عورت ایک راجا جو ہے چیخ تو اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اڑا پڑے دیکھا جیسے جبارہ اڑا کہ ماہا ہے اور آپ نماز پڑھتے تھے زلیحی نے کہا حنا بلکہ کایا قول ہے کہ سیاہ کتا اگر نمازی کے سامنے سے نکلا دے تو اسکی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور دلیل انکی وہ ہے تحریر وایت کی احمد اور ابن ماجہ اور مسلم نے ابوبکرؓ کو فرمایا حضرت نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور گدھا اور گدھا مسلم نے زیادہ کیا اور بکری ہے اس کے کوئی چیز بالان کی پھلی لکڑی کے برابر اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن یحییٰ سے کہ فرمایا حضرت نے توڑ دیتی ہے نماز کو عورت اور گدھا اور گدھا یا شوقانی نے کہا اسکے اسناد میں یحییٰ بن حسن پر وہ ضعیف ہے بانی راویا او سلمہ میں اور روایت کیا جماعت (سوا بخاری) عبد اللہ بن عباس سے اور ابو نعیم نے فرمایا حضرت نے جب تم پر سے کوئی کٹر ہے ہو کر نماز پڑھے تو اسکی آڑ لیتے ہیں کوئی چیز جو اسکے سامنے ہو بالان کی پھلی لکڑی کے برابر اگر ایسی کوئی چیز اسکے سامنے ہو تو توڑ دیکے اسکی نماز کو عورت اور گدھا اور کالاکن سینے کہا ای ابو ذر یہ کہنے کی تخصیص کیا ہو اگر لال کتا ہو یا زرد کتا ہو اور اونٹ کہنا لے پیچھے میرے جینے جناب سولحد اصلہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ہو چاہا میر

نہ نے مجھ پر چڑھا اپنے فرمایا کالاکت شیطان کہ تمہاری بی بی نے کہا عبد اللہ بن مسعود سے بیعت کیا تھا فرمایا کہ اس میں تمہارا کسی
 دستِ امام بخاری لڑا اس روایت کو نہیں نکالا ابو حاتم نے کہا اس کی حدیث لکھی جاوے گی میں کہتا ہوں اس حدیث کو امام مسلم نے
 نکالا اپنی صحیح میں اور ترمذی نے نیز ابن میں کہا کہ وہ بچا ہے بڑی شان والا اور حجت علی اس سے مسلم نے اور بخاری نے
 اس سے حجت نہیں لی اور ثقہ کہا اس کو نسائی نے اور روایت کی طبرانی نے صحیحہ میں مکمل غفاری سے اس کی عبارت ہے
 ہے جو عبد اللہ بن مسعود سے منقول کچھ حدیث کی ہے اور روایت کی ہزار نے اس سے اس میں یہ کہ توڑ دیا جو نماز کو کتنا اور گدھا
 اور عورت عوانی نے کہا اس کو سکرادی ثقہ بنی اور اشارہ کیا ترمذی نے ابو سعید کچھ حدیث کی طرف اور ابو داؤد اور نسائی
 اور ابن ماجہ نے نکالا ابن عباس سے کہ فرمایا حضرت نے توڑ دیتی ہو نماز کو عورت عائشہ اور کتنا ابن ماجہ کی روایت میں
 کالاکت ہے یحییٰ بن یسیع کہا اس حدیث کو نسخ نہیں کیا کیونکہ سوا شیعہ کے اور ابو داؤد نے کہا وقف کیا اس کو
 سعید اور شام اور ہمام نے قتادہ سے ابن عباس پر اور ابو داؤد نے ابن عباس سے ایک اور مرفوع حدیث لکالی اس میں
 زیادہ کیا سورا اور یسوی اور مجوسی کو ابو داؤد نے کہا یسور اور مجوسی کی زیادتی منکر ہے اور شیخ نہیں سنا اس
 حدیث کو مگر محمد بن یسیر سے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث کو نسخ کیا کیونکہ وہ بیان کرتے تھے ہم سے حدیث میں اپنی
 یاد سے اور امام احمد نے عبد اللہ بن عمر سے نکالا کہ ایک بار ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وادی کے
 بلینہ جانب میں آپ نماز کھرا دو سے کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہوئے اتنے میں گھائی سے ایک گدھا بندو ہوا تو آپ ہر
 گئے اور آپ نے نگاہیں نہیں کیں اور یعقوب بن سعد کو اس کے طرف بھیجا او نہون نے اس گدھے کو ٹوٹا دیا عوانی نے کہا
 اس کا سنا صحیح ہے اور روایت کیا امام احمد نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا حضرت نے مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں
 توڑتی مگر گدھا اور کافر اور کتا اور ہم کو گتے دیکھ کر بے جا نوزوں کے عوانی نے کہا اس کو سکرادی ثقہ میں اور
 اور پر کی حدیثوں میں یہ نکلنا ہے کہ کتے اور عورت اور گدھے کے سامنے جانسی نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی باطل ہو جاتی
 ہے اور ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے اور ابن عمر بن ابی ہریرہ اور ابن عباس ایک روایت میں اور ایسا
 ہی منقول ہے ابو ذر اور ابن عمر سے اور ایک روایت ابن عمر سے یہ کہ وہ کتے کو نماز توڑنے والا جانتے تھے اور حکم
 میں عمر و غفاری گدھے کو اور تابعین میں جو کہتے ہیں کہ ان تینوں میں نماز ٹوٹ جاتی جو حسن بصری میں اور ابو ہریرہ
 ابن مسعود کے صاحب اور اماموں میں یہ امام احمد بن حنبل اس حدیث کو میں ابن خرم ظاہری نے اس کو ایسا ہی نقل کیا
 ہے اور ترمذی نے نقل کیا اور سچ کہ وہ صرف کالاکتے کو نماز کا توڑنے والا سمجھتے تھے اور گدھے اور عورت میں تو وقف
 کرتے تھے اور انہوں نے امام احمد کے یہی ثابت کیا ہے کہ عورت اور گدھے سے وہ نماز ٹوٹنے کے قائل تھے اور اہل ظاہر کا یہ توڑنا

کہ ان تینوں چیزوں کے نماز ٹوٹ جاتی ہو خواہ ان میں کوئی چیز نمازی کے سامنے ہو گندرجاوی یا نمازی کے سامنے ہو جاوے خواہ گدہ یا اور کتا جو ٹما ہو یا بڑا زندہ ہو یا مردہ البتہ اگر عورت سامنے نمازی کو آڑی لٹی ہو تو وہ مستثنیٰ ہے حضرت عائشہ کھیت کر اور ابن عباسؓ اور عطاء بن ابی رباح کا یہ قول ہے کہ کالے کتے اور حائضہ عورت سے نماز ٹوٹ جاوے گی اور دلیل انکی وہ حدیث ہے جو اوپر گندری کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کالاکتا اور حائضہ عورت اور جو ہر وقت نماز کھیت میں کہ مطلق مقید پر محمول تہا ہے وہ کوئی غدر اسکا نہیں کر سکتے البتہ خفیہ اور اہل ظاہر جو مطلق پر عمل کرتے ہیں یا خبر کچھ الزام نہ ہو گا ابن عربی نے کہا جس نے عورت میں قید لگائی حالت تک اور سکی دلیل تمام نہیں ملتی کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے اور عورت کا حیض اس کے ہاتھ اور پیٹ اور پاؤں میں نہیں ہے عرواقی نے کہا اگر صفت سے مرد اور دیوان کا صفت ہو تو یہ صحیح نہیں کیونکہ راوی اس کے سبب فقہ میں اور جو یہ مقصود ہے کہ اکثر راویوں نے اسکو وقت کیا ابن عباس پر تو یہ صحیح ہے مگر رفع کیا اسکو شوہر نے اور رفع فقہ کا مقدم ہے وقت پر اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ کتا اور گدہ یا اور بلی سے نماز ٹوٹ جاوے گی اور عورت سے نہ ٹوٹے گی اور شاید دلیل انکی وہی ہے جو اوپر ہوتا ہے روایت کی کہ وہ حضرت کو سامنے آڑی پڑی رہتی تھیں اور یہ جانا چاہیے کہ آڑا پڑا رہنا اور ہی اور سامنے ہو گندرجاواور ہی اور اوپر یہ روایت بھی حضرت عائشہؓ کے گندری کہ عورت نماز کو توڑ دیتی ہے تو خود ادنیٰ کی روایت اور نیز دلیل موقی ہے اور ممکن ہے کہ دلیل لیجاوے حضرت عائشہؓ کو قول پر اہم سکہ کھیت سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حجرے میں نماز پڑھتے تھے اتنے میں سامنے ہو عبد اللہ گندریے یا عمر اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ لوٹ گئے یہ کہ ہم سکہ کی ایک بیٹی گندرنے لگی اپنے اس بیطاح اشارہ کیا لیکن وہ گندری گئی جناب نماز پڑھ چکر تو فرمایا عمر میں نہیں مانتیں (یعنی جہالت کی وجہ سے) نکالا اسکو احمد اور ابن ماجہ نے اور اسکا اسناد قوی نہیں اسکی سند میں ایک محمول ہے قیس بن ابی جبابہ محمد بن قیس کا بانی راوی اس کے ثقہ میں علاوہ اس کے اس حدیث سے مستدل لال جب پورا ہو گا کہ یہ معلوم ہو جاوے اس وقت آپ کے سامنے سترہ نہ تھا دوسری یہ کہ اپنے اس نماز کا اعادہ نہیں کیا بلکہ اسکو قائم رکھا اور اسحاق بن ابی یوسف کا یہ قول ہے کہ کالاکتا فقط نماز کو توڑ دالتا ہے اور ابن منذر نے اس کو حضرت عائشہؓ سے ہی نقل کیا ہے اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباسؓ کھیت نے گدہ سے کو خارج کر دیا یعنی ان چیزوں میں سے جس کے سامنے گندرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہو موجب سری حدیث کی اور اہم سکہ اور حضرت عائشہؓ کی شان نے جو اوپر گندریں عورت کو خارج کر دیا اور کالے کتے کی فدیہ اور رنگ کو کفن کو خارج کر دیا اب یہی یہ حدیث کہ سور اور نجوسی اور سودی کا گندرا نماز کو توڑ دیتا ہے وہ حجت لینے کے لائق نہیں ہے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ

کحیرت میں کافر کا ذکر ہے اور ہر کراوی فقہ میں جو اور گندہ اور امام مالک اور شافعی اور جہود علیا رسلت اور خلیفہ
 (اور امام ابوحنیفہ) کا یہ قول ہے کہ کسی چیز کا سامنے ہو گندہ ناما نہ کو نہیں ٹوڑتا اور مہدی نے سحر میں رویت کیا کہ حضرت
 کا قول بھی یہی ہے ہر ہر ذکر کیا امام شافعی نے وہی مضمون جو اور بنو الباری کو نقل ہوا اور وہ ان مذہب الون کا اور
 ثابت کیا یہ امر کہ کلمے کے اور کلمہ عورت کے سامنے نکل جانے کو نماز ٹوٹ جاتی ہے اس طرح سور اور مہدی اور یہودی کے
 سامنے گزرنے سے بشرطیکہ وہ حدیث صحیحہ جو جن میں انکا ذکر ہے البتہ کہ ہے میں شیعہ اب جو عورت کا حصہ نہ ہو یا
 جو کتا سیاہ نہ ہو اسکو سامنے گزرنے سے نماز کا نہ ٹوٹا قوی ہے مگر جہم کہتا ہے حائلہ عورت اور کالم کہتے کہ سامنے
 گزرنے سے ہی نماز موقوف ٹوٹتی ہے جسے ہر سترے اور نمازی کے پیچ میں ہو گندہ لیکن اگر نمازی کے سامنے ستر ہو اور
 یہ چیز بن مستری کے پسے گندہ بن تو نماز نہ ٹوٹتی اور یہی مذہب حق ہے اور قوی ہے اور کو دلائل کے اور امام شافعی نے
 شرح معانی الآثار میں پہلے بیان کیا عبد اللہ بن مسامت کحیرت کو ابوذر سے جو اور گندہ یہ پہل بن ابی ختمہ کی
 حدیث کو یہ بھی اور گندہ چکی پہر ابن عباسؓ کی حدیث کو مرفوعاً کہ توڑ دیتا ہے نماز کو حائلہ عورت اور کہتے کا گندہ ناما دوسرے
 روایت ابن عباسؓ اور مکرہ کو طریق سے نکالی اس میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ ابن عباسؓ نے اسکو مسند کیا حضرت
 مالک کہ فرمایا آپ نے توڑ دیتی ہے نماز کو حائلہ عورت اور کہتا اور گندہ اور یہودی اور نصرانی اور سورا اور اگر تھپے یہ
 چیز بن ایک تہر کی مار کے فاصلے پر ہو گندہ بن تو تہری نماز نہ توڑیگی ابو داؤد نے بھی اسی حدیث کو بھی نکالا اس میں ہے
 ہے کہ جب غم میں ہو کہینے بغیر ستر کو نماز ٹپھی تو توڑ دیتا ہے اسکی نماز کو گندہ اور سورا اور یہودی اور مہدی اور
 عورت اور اگر ایک تہر کی مار کے پسے یہ چیز بن گندہ بن تو نماز کافی ہو جاوے گی پہر عبد اللہ بن مسامت کحیرت کو جو
 اور گندہ یہ کہ بعضوں نے ان حدیثوں سے دلیل لی ہے اور بعضوں نے انکا خلاف کیا ہے اور بنو قحیل
 لی ابن عباسؓ کحیرت کو کہ میں اور فضل ایک ماویان گندہ برائے اور حضرت عرفات میں نماز ٹپڑا رہے تھے لوگوں
 کے ساتھ تو ہم صفت کو کچھ سے کہ سامنے سے چل گئے پہر اوڑھے اور ماویان کو چوڑا دیا چرتے تھے جب اب رسول اللہ صلو
 اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ فرمایا دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ نماز میں رہے تھے تیسرے روایت میں یون ہے
 کہ میں رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم پر سے گندہ آپ نماز ٹپڑا رہے تھے اور میں ایک گندہ پر سوار تھا اور میرے ساتھ
 ایک لڑکا تاجی ہاشم میں کو آپ نہیں پہر تو پہلی روایتوں کو یہ نکلتا ہے کہ ابن عباسؓ صفت پر ہو گندہ اس میں حجاز
 ہے شاید وہ مقتدیوں کے سامنے ہو گندہ ہوں نہ امام کے سامنے سے اور ایسی حالت میں اسے دلیل لینا درست نہ
 ہوگا لیکن اخیر روایت میں یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلو اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو گندہ اس کے یہ نکلتا ہے کہ امام کے

ساتھ سے بھی گدھے کا کلبا نما نماز کو نہیں توڑتا اور اپنا جاس کے یہ روایت گدھی کے گدھے کے سامنے نکھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اب ضروری کہ دونوں میں کوئی حکم منسوخ ہو جب اس میں غور کیا گیا تو ابوبکر نے ہم سے حدیث بیان کی ہوتی ہے اور ان کے سفیان بن عوانہ سے اس کے اور ان کے عکرمہ سے کہ ابن عباس نے کہا ان چیزوں کا جو نماز کو توڑتی ہیں تو لوگوں کو گدھا اور کتا نماز توڑ دیتے ہیں ابن عباس نے کہا اسی طرح ہے میں باک کلمہ اور چیزیں نماز کو توڑتی ہیں میں البتہ نماز کو نہ ہوجاتی ہے اور ان کے ساتھ گدھنے سے اور قاتل بن عباس سے روایت ہے کہ ان حضرت ہماری ملاقات کو آکر ایک جنگل میں اور ہمارے پاس ایک کتیا تھی اور گدھا تھا دونوں چرے تھے پھر آپ نے حکم فرمایا اور وہ دونوں آپ کے سامنے تھیں نہ ڈانٹیں گئیں نہ ہٹائیں گئیں پھر ذکر کیا اور روایات کہ اور زکالہ اسطیق کے کہ میں نے حضرت کو دیکھا باب بنی ہاشم کے پاس نماز پڑھتے ہوئے لوگ آپ کے سامنے سے گزر رہے تھے اور آپ کے اور قبلے کے بیچ میں کوئی چیز نہ تھی اور زکالہ ابوسلمہ سے روایت ہے حضرت عائشہ سے اور ان کے کہا میں اپنے پادری پہلا تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے میں آپ نماز پڑھتے ہوئے جب جدہ کرتے تو میرے پادری دبا دیتے میں انکو مسیت لیتی پھر جب کھڑے ہوتے تو میں پہلا دیتی اور زکالہ حضرت عائشہ سے کہ حضرت نماز پڑھتے اور وہ آڑی ہوتی آپ کے سامنے قبلہ کی جانب میں جب آپ وتر پڑھنے لگے تو اپنے پادری سے اٹھو دبا دیتے اور فرماتے سرک جا اور زکالہ حضرت علی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفل پڑھتے اور حضرت عائشہ آپ کے اوپر سے کھڑی ہوتی اور زکالہ ابوسلمہ سے کہ میرا بھوٹا آنحضرت کے مصلے کے بازو بچھا یا جا تا آپ نماز پڑھتے اور میں آپ کے بازو ہوتی اور زکالہ ابوسلمہ سے کہ میرا بھوٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے کے بازو ہوتا کہی آپ کا کپڑا بچھا پڑ جانا اور آپ نماز پڑھتے ہوتے اور زکالہ اسلم سے کہ ابن عمر سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ توڑ دیتا ہے نماز کو کتا اور گدھا اور ابن عمر نے کہا مسلمان کی نماز کوئی چیز نہیں توڑتی اور زکالہ اسعد بن السبیح کہ حضرت علی اور عثمان نے کہا مسلمان کی نماز کوئی چیز نہیں توڑتی اور دفعہ کروتم اسکو جہان تک پہنچا اور زکالہ لا حارث سے اور ان کے حضرت علی سے اور ان کے کہا مسلمان کی نماز کو نہ توڑے اور گدھا اور عورت اور نہ کوئی جانور توڑتا ہے اور دفعہ کروتم جہان تک پہنچا اور زکالہ اسعد بن ابی ربیعہ سے ان کے سامنے اپنے باپ کے کہ وہ نماز پڑھتے تھے ان کے سامنے سے ایک شخص گزرا اور ان کے روکا اور ان کے کہا وہ شخص مجھ پر غالب آیا تو میں نے اسکو ذکر حضرت عثمان سے کیا وہ اور ان کے باپ کے سامنے سے اور ان کے کہا چہرے نقصان نہیں اور زکالہ ابوبکر سے کہ شہزاد سید اور سلیمان بن ایسا نے اور ان کے بیان کیا کہ ابی اسیم بن عبدالرحمان بن عوف نماز پڑھتے تھے اور ان کے سامنے سے سلیمان بن ابی سلیمان نکلا ابی اسیم نے اسکو کہینچا دے گا اس کے سر میں چوٹ لگی وہ حضرت

عناں کے پاس گیا انہوں نے محکوم بلایا ہیجا اور کہا یہ ہے میں نے کہا وہ سیر سانسے کر گذر اپنے اسکو ہٹا یا کہ میری نماز نہ ٹوٹا
 اور انہوں نے کہا میری نماز ٹوٹ جاتی ہے میں نے کہا تم خوب جانتے ہو اور انہوں نے کہا میری نماز نہ ٹوٹے گی اور نکال اٹھا اپنے سوا کہتو
 تھے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی بہر انا محکوم ہی نے کہا کہ ہم نے جو قیاس کیا لوگ اسے کہتے کی طرح اور کتون کو بھی باہر مرت یز
 اس طرح اور دانت و اگر ندون کو حالانکہ اوک کے سانسے نکھانے سے نماز نہیں ٹوٹی اور گدھے کے باب میں تو خدا کا ہے
 بعض لوگوں نے یہی گناہ احوال کہا ہے بعضوں نے مکر وہ جانا ہے اور جب حرام جانو گے نکھانے سے نماز فاسد نہ ہوگی تو
 مختلف فیہ جانو گے نکھانے سے کیونکہ فاسد ہوگی مگر حج کہتا ہے یہ تقریر باطل فاسد ہے صحیح حدیث میں سیاہ کوئی
 تخصیص کیونکہ جو کہ ہے بہر اور کونہیہ اسکو قیاس کرنا یا گدھے کے اور جانور دن برقیاس ہے ہما بائض کے اور وہ باطل ہے
 بالاجماع اور ایسے اسرار قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتو واللہ اعلم حکمنا ایضا قال الخیر یا یعقوب بن
 ایوب اہم قال حکمنا ایضا ابن شعیب انہ سأل عنما حذر الصلوة یقطعھا شیئ فقال لا یقطعھا
 شیئ الخیر بن عروہ عن ابن التیمی ان عائشہ زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت لقلنا کان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقوم فیصلی من اللیل وانی لم أجتر صلیتہ وعلین الفلکة علی فلان اہل
 ترجمہ محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے اپنے چچا محمد بن مسلم ابن شہاب سے پوچھا نماز کو کوئی چیز توڑ دیتی ہے اور انہوں نے کہا کہ
 کوئی چیز نہیں توڑتی محمد بن بیان کیا عروہ بن زبیر نے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ نے کہا میں نے جناب رسول مقبول صلی
 اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور رات کو نماز پڑھتے میں آپ کے قبلے کے پچھلے آڑی پڑی ہوتی آپ کی نماز اپنے گہر والوں
 کے سب پر ہوتی **ف** اس ترجمہ پر علی بن زرارہ نے کہا متعلق مرد کا میٹھنے سے اور بعض نسخوں میں عن زرارہ کہ ہے نہ متعلق
 ہوگا لعمریہ سے اہل عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ آپ نے سونے کے بچھونے پر نماز پڑھ لیتے تھے قائلے کہ اس میں شہاب احمد
 سے دلیل لی اس طرح کہ جب عورت نماز کے سانسے لیتی ہو اور اسکی نماز فاسد نہ ہو تو اسی طرح اگر عورت نماز کے سانچے
 سے گذر جاوی یا اس کے سانسے بیٹھی یا کھڑی ہو تو یہی نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ سہرہ اعجاز حاضر ہوا کہ گذر یا قیاس سانسے
 لیتے رہنے پر نہیں ہو سکتا اور مخالف اسکو کیون تسلیم کر لیا علاوہ اسکے دلیل خاص ہے اور دعوی عام ہے غایت مالی الیہ
 یہ کہ حدیث میں یہ ثابت ہوگا کہ عورت کا سانسے گذرنا نماز کو نہ توڑے گا مگر اس سے یہ کیونکہ ثابت ہوگا کہ اور یہی کسی چیز کا گذرنا
 جیسے کہ یا گدھے کا نماز کو نہیں توڑتا علاوہ اسکے عورت کا گذرنا ناقض ہے اہل عورت میں جب نمازی کو اس سے تشویش
 ہو اور بیان تشویش کا اندیشہ نہ تھا کیونکہ دوسری دہیت میں کہ گہروں میں اون دنوں چراغ نہ تھے دوسرے احتمال
 ہے کہ اجنبی عورت کا گذرنا ناقض ہو نہ اپنی بی بی کا اور حنا بلانے کا کہ ابو ذر کھیرت صریح ہے اور حضرت عائشہ کھیرت

مختل ہے تو ابوذر کعبہ پر عمل کرنا چاہیے اور گزرنے والے زمین اور سونے والے زمین میں فرق ہو کہ گزرنے کا حرام ہے بطلان
 نمازی کو اس لئے نہیں رہتا کہ غواہ نام نہ ہو یا غیر نام پس اس طرح عورت کا بھی حکم ہوگا کہ اگر گزرنے کا نماز کو ٹوڑ دے گا نہ
 نہیں رہتا انتہی مختصر **باب** اِذَا حَمَلَ جَارِيَةٌ صَغِيرَةً عَلَتْ بِهَا فِي الصَّلَاةِ الرَّجُلُ بِي كَوْنِهَا مِنْ بَنِي
 اِذَا بَرَأَ الْبَالِيُوْفُ ابْنُ بَطَالٍ نے کہا امام بخاری کا مطلب یہ کہ جب عورت کو چھوٹی بیٹی کے اوٹھ لینے میں کچھ
 ضرر نہ ہو تو اس کو سامنے گزرتے ہوئے یا ضرر ہوگا کیونکہ گزرنے والا اوٹھ لینے سے کم ہے اور امام شافعی نے بھی یہی مطلب کی طریت
 اشارہ کیا ہے مگر چھوٹی کی قید سے یہ نکلتا ہے کہ بڑی کا حکم ایسا نہیں ہے (فتح) **حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ**
قَالَ لَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ التَّمِيمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الدُّرَيْمِيِّ عَنْ أَبِي قَادَةَ كُوَيْسَارِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّتُهُ وَهُوَ حَامِلٌ أَمَّا مَتْرُوتٌ ذَكَبَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَوَلِي الْعَالِ بْنِ رَجِيَّةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ قَادَ اسْتَحْلَ وَضَعَهَا إِذَا قَامَ حَلَاكُمْ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 (حارث بن ربیع) سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے امامہ کو اوٹھائے ہوئے چھوٹی تھیں
 علیا حضرت زینبؓ آپ کی عالیشان صاحبزادی کی ابو العاص بن ربیع بن عبد شمس سے یہ آپ کے داماد
 تھے اُن کا نام مشتم تھا یا لقیط یا قاسم یا ہنشم یا شیم یا یاسر یہ بدرکون حالت کفر میں قید ہوئے تھے پھر اسلام سے
 شرف ہو کر اور ہجرت کی اور آپ علیا حضرت زینبؓ کا نکاح اولے باقی رکھا اور انہی کے نکاح میں ان کا انتقال
 ہوا انہوں نے وفات پائی حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں (تظلماتی) حافظ نے کہا ترجمہ میں جو گردن پڑا اٹھانیکا ذکر ہے
 یہ اس روایت میں مذکور نہیں البتہ مسلم اور عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ آپ اپنے دوش مبارک پر امامہ کو اوٹھا کر
 ہو کر تھے اور احمکی روایت میں ہے کہ اپنے گردن پر اور امامہ آنحضرتؐ کی عالی شان نہ رہی آپ کے زانے میں کم سز
 تھیں پھر حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے اسے نکاح کر لیا تھا لیکن اُنکے پیٹ سے کوئی اولاد نہیں
 رہی **ف** پھر جب آپ سجدہ کرتے تو انکو بٹھا دیتے (زمین پر) اور جب کھڑے ہوتے تو انکو اٹھا لیتے **ف** مسلم
 اور نسائی اور ابن حبان کی روایت میں یہ کہ جب آپ کوع کرتے تو انکو اٹھا دیتے اور ابوداؤد کی روایت میں بولتا
 ہے جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے تو انکو بٹھارتے اور اٹھا دیتے پھر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب سجدہ سے فارغ
 ہوتے اور کھڑے ہوتے تو پھر انکو لیکر اپنی جگہ بٹھا لیتے ان روایتوں سے یہ نکلتا ہے کہ اوٹھانا اور اٹھانا دونوں
 آپ کے فعل تھے اور وہ تاویل صحیح نہ ہوگی جو خطابی نے کی ہے کہ وہ ٹھکی آپ بلی ہوئی ہوگی جب آپ سجدہ کرتے ہونگے
 اُن کے ہاتھ پاؤں سے گھٹا جاتی ہوگی یا آپ کے بدن سے چھٹ جاتی ہوگی اور رد کرتی ہے اس تاویل کو مسلم کی روایت

اوس میں یہ کہ آپ کہہ رہے تھے تو اس کو دہرائیے اپنی جگہ میں قرطبی نے کہا علمائے مختلف کیا ہو اس حدیث کی تاویل
 میں اور تاویل کی ضرورت انکو اس لیے واقع ہوئی کہ یہ عمل کثیر ہے تو ابن القاسم نے امام مالک کے نقل کیا کہ یہ واقعہ
 نماز میں تھا اور یہ تاویل بعد سے ظاہر احوال سے یہ نکلتا ہے کہ فرض نماز میں تھا اور سلم کی روایت میں یہ کہ یہ واقعہ نماز
 کو آپ امامت کرتے تھے تو کون کی اور امام آپ کے کا مذہب پر نہیں ماری نے کہا نقل میں امامت معبود نہیں ہے
 اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے ظہر یا عصر کی نماز میں اور بلال نے
 آپ کو نماز کے لیے بلایا تھا اتنے میں آپ برآمد ہوئے اور امام آپ کے کا مذہب پر نہیں بہر آپ کہہ رہے تھے کہ اپنی نماز کی
 جگہ میں ہم ہی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ کی گمبیر کہی جتنے ہی گمبیر کہی اور امام اسی جگہ میں تین اور زمین
 بجائے کہ روایت میں ہے کہ یہ واقعہ صبح کی نماز میں ہوا اور شہاب نے ابن خفصہ نے امام مالک کے نقل کیا کہ حضرت کی
 وجہ یہ جائز ہے جب کچھ کا اور کوئی خبر لینے والا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ اگر آپ امام کو نہ اٹھاتی تو وہ روٹیں اور نہ
 میں زیادہ دل بٹتا نماز میں نہجبت اور ٹھانیکے اور بعض نے نقل اور فرض میں فرق کیا اور باجی نے کہا کہ اگر کچھ
 کوئی خبر لینے والا ہو تو نقل میں ایسا جائز ہے فرض میں نہیں در نہ دونوں میں جائز ہے اور عبد اللہ بن ابی نعیم نے
 امام مالک کے نقل کیا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بیان کیا اس کو اسماعیل نے اور کہا کہ امام مالک نے کہا حضرت کی بعض حدیثیں
 مانع ہیں اور بعض منسوخ اور بعض حدیث پر عمل نہیں ہوا بن عبد البر نے کہا شاید یہ حدیث منسوخ ہو اسی حدیث پر جس کے
 روئے نماز میں عمل منہم ہوا اور اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ صرف احتمال سے نسخ ثابت نہیں ہو سکتا وہ کہہ رہے تھے کہ یہ حدیث
إِنَّ فِي السَّكُوتِ لَعَلًّا جس سے عمل حرام ہوا ہے ہجرت کو پہلے کی ہے اور یہ حدیث امام کی ہجرت کو ایکیت بعد کی
 ہے اور قاضی عیاض نے بعض علما کے نقل کیا کہ یہ حدیث کو خصائص میں تھا کیونکہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ اگر امام
 آپ پر پیشاب کر نیکی حب تک آپ انکو اٹھا کر زمین گے اور یہ قول رو کیا گیا ہے اس طرح سے کہ تخصیص پر دلیل کیا
 ہے اور اصل خاص ہو رہا ہے اور قیاس سے تخصیص ثابت نہیں ہو سکتی تو دوسرے نے کہا یہ سب دعویٰ باطل ہیں اپنی
 کوئی دلیل نہیں اور یہ حدیث قواعد شرعی کے خلاف نہیں ہے کیلئے کہ آدمی ظاہر ہے اور بچوں کے کپڑے
 اور بدن پاک ہیں جب تک نجاست ظاہر نہ ہو اور اعمال اگر قلیل ہوں یا مستغرق ہوں تو اذان سے نماز باطل نہیں
 ہوتی اور شیخ سیاحی بہت سی دلیلین میں اور حضرت کا یہ فعل بیان خواب کے لیے تھا اور خاکسائی نے کہا کہ آپ
 نے امام کو نماز میں اٹھا یا عرب کا خیال رو کرنے کو دیکھیں سے نفرت کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے
 کہ بچوں کا مسجد میں لانا درست ہے اور چوٹی کی چھوٹا طہارت کو ضرر نہیں کرنا اور جو شخص کسی آدمی کو اٹھا کر

ہرگز ہر پاک جانور کو قوادسکی نماز صحیح ہے اور آپ کا تو انہم اور کم اور شفقت اطفال پرصلی اللہ علیہ وسلم فرم فرماتا ہے
 قتلانی نے کہا کہ لوگ نے احمد بن محمد بن کمال اور سلم اور ابو داؤد اور انسائی نے معلوم میں آیت پر مکتبہ
 کہا کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امر سنا ہے صحیح ثابت ہو کہ آپ فرما فرمایا میں نے حضرت امامہ کو اور اس کی بیٹی اور
 بہناریتہ کو اس کے جہان میں شہید کرنا اور تاملین کرنا خوب نہیں ہے بھل نماز میں حضرت کے ثابت ہوا وہ جائز ہے
 ایسی ہے کہ افعال نماز کے توفیق میں انہیں ساری اور قیاس کو دخل نہیں اور مثل اس کے ہے وہ حدیث جبکہ باوجود
 عاملوں نے نکالا ابو ہریرہ کہ انہیں شہید کرنا یا قتل کر دینا یا بچہ کو نماز میں صحیح کہا اسکو ترمذی نے یا ابن عساکر
 نے اور ابن تیمیہ نے نقل کیا اور ترمذی ابی کتاب میں اسکو حسن کہا اور نکالا اسکو ابن جہان نے صحیح میں اور حاکم نے
 اور کہا صحیح ہے اور ابن ابی ہریرہ سے ابن عباس سے نکالا اسکو حاکم نے باسناد ضعیف اور ابو داؤد سے
 نکالا اسکو ابن ماجہ سے اسکو اسناد میں منہل ہے وہ ضعیف ہے اسی طرح اسکا شیخ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع
 اور ابن عمر سے اور انہوں نے ایک بی بی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالا اسکو بخاری اور سلم نے اور حضرت عائشہ
 سے نکالا اسکو ابو یعلیٰ موصی نے اس کے اسناد میں محمد بن یحییٰ صدیقی ضعیف ہے اور بنی عدی کے ایک شخص سے
 روایت کیا اسکو ابو داؤد نے باسناد منقطع شکوکانی نے کہا ان حدیثوں پر یہ نکلتا ہے کہ نماز میں سانپ اور بچہ کا
 نماز روا ہے بغیر کراہت کو اور احمد و علماء کا یہی قول ہے جیسے عراقی نے کہا اور ترمذی نے ایک جماعت سے اسکی کراہت
 نقل کی ہے اور ابن عمر بن ابی ہریرہ بنی ہاشم بنی شیبہ سے اسکا شیخ محمد بن ابی شیبہ سے اسکا شیخ محمد بن ابی شیبہ
 نے قتادہ سے نکالا اور انہوں نے کہا جب سانپ اور بچہ چرے سائے نہ آوے تو دست قتل کر اسکو (نماز میں) عراقی
 نے کہا جن لوگوں نے اسکو قتل کیا نماز کے اندر یا صد کیا اس کے قتل کا
 ابی طالب اور ابن عمر ابن ابی شیبہ نے ان کو قتل کیا باسناد صحیح کہ انہوں نے ایک پر دیکھا وہ اسکو بچہ سمجھو
 تو اسکو مارا اپنی جوتی سے اور رویت کیا اسکو بیہوشی نے ہی اور کہا کہ مارا اسکو اپنے پاؤں سے اور کہا میں سمجھا کہ
 بچہ ہے اور تابعین میں حسن بصری اور ابو العالیہ اور عطاء اور ورق عجلی اس طرف لکھتے ہیں اور جو لوگ اس سے
 منع کرتے ہیں یا کہ وہ جانتے ہیں بظہر لیکہ اس کے قتل میں فعل کثیر کی ضرورت ہے وہ دلیل لیتے ہیں احمد بن
 عمر ان فی الشکوہ کثلاً اور ابو داؤد کی احمد بن عمر الشکوہ فی الصکوہ اور حجاب یہ کہ قتل کی حدیث خاص ہے
 وہ حدیثیں اس کے معاصر نہ ہونگی اس طرح جس فعل کثیر کی اجازت ثابت ہو وہ نماز میں جائز ہے جیسے حضرت کا امامہ
 کا مٹانا اور آپ کا جوتے اتارنا اور نمبر پر نماز پڑھنا اور بچے کے لیے نیچے اترنا ہر نمبر پر چڑھنا اور گندنیوں کے

اور رکنا گو قتال کی نوبت پہنچی اور دروازہ کھولنے کے لیے آنا جیسے لگے مذکور ہوگا آب قیقل سانپ اور بچہ کا ہر طرح
 جائز ہے خواہ ایک نصیب سے ہو یا دوسروں کی یا زیادہ سے اور بھی ہے خواہ وہ ہر یک لنگا لاکہ حضرت نے فرمایا کافی ہے جو جھکوتا
 کے لیے ایک یاڑ چبے یا نہ چبے اس میں نہیں نکلتا کہ ایک مار سے زیادہ منع ہے اور امام بھیقی نے اسپر دلیل ملی دور کا
 حدیث ہے جو جسکو مسلم نے لنگا لاکہ جو کوئی چپکلی کو مارے پہلی مار میں اس کے لیے اتنی نیکیاں ہیں جو دوسری میں مارے
 اس کے لیے اتنی نیکیاں ہیں جو تیسری میں مارے اس کے لیے اتنی میں شش سنتہ میں ہے کہ سانپ اور بچہ کے مثل
 ہیں اور سو ذی جان جو جیسے بھرنے پر اور غیر اور ترندی اور ابو داؤد اور نسائی اور امام احمد نے لنگا لامہ المومنین
 عائشہ صدیقہ سے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نماز پڑھتے تھے اور دروازہ بند ہوتا ہر مین اتنی تو آب چلتے
 (نماز کے اندر) یہاں تک کہ دروازہ کھول دیتے کیسے لیے پہر لوٹ جاتے اپنی جگہ پر اور دروازہ قبلہ کی طرف تھا
 ترندی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور نسائی نے کہا کہ نفل نماز پڑھتے تھے ابن سلمان کو کہا مار دیو کہ آپ ایک
 قدم یا دو قدم چلتے یا اس کے زیادہ متفرق طور پر اور یہ تاویل فاسد ہے اور معنی ہے اپنے مذہب کی رعایت پر
 اور حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ نفل نماز میں ضرورت چلنا درست ہے تمام مواکلام مشکوٰۃ کی کا مترجم کہتا
 ہے ہن باب میں اور ایک حدیث اور پر امام احمد کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک
 پر سجید مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کود کر چڑھ گئے آپ حبیب خدا ٹھاتے تو اہستہ سے اٹھو پڑ کر زمین پر
 بٹھادیے امام ابن قیم رحمہ اللہ و المعادین فرماتے ہیں کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو لنگا کرنا چاہتے تھے نہ بچے
 کا رونے سننے تو نماز کو ہلکا کر دیتے اس خیال سے کہ بچے کی مان پر گراں نہ ہو اور ایک باب آپ نے ایک سے ار کو خیر لار
 کے لیے بھیجا پہر آپ نماز پڑھتے رہے اور نماز میں بار بار اوس گمانی ٹھکیط انہات فرماتے تھے جب ہر سو سوار اٹھو
 والا تھا اور آپ نے فرض پڑھی امامہ کو اپنے دوش پر اٹھا کر جب رکوع اور سجدہ کرتے تو انکو بٹھا دیتے اور نماز پڑھتے
 مین امام حسن اور امام حسین علیہما السلام آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے تو آپ سجدہ سے سر اٹھانے میں دیر کرتے اگر
 خیال سے کہ وہ گرنے پڑیں اور مکان کا دروازہ بند ہوتا تو آپ حضرت عائشہ کو ایسے نماز میں دروازہ کھول دیتے اور نماز
 کے اندر سلام کا جواب تیار سے دیتے اور نہ پر نماز پڑھتے اوس پر رکوع کرتے جب سجدہ آتا تو اوسے باؤں پر
 اور آتے پہر سجدہ کرتے زمین پر پہر نہر پر چڑھ جاتے اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اتنی میں شیطان آیا آپ کی نماز ٹوٹنے
 کو آپ نے اوسکو کپڑا اور اسکا کٹا کوٹا یہاں تک کہ اوسکا لحساب کچے ہاتھ پر ہوا اور آپ دیوار کی طرف نماز پڑھ رہے
 تھے پہر ایک بکری کا بچہ آپ کے سامنے سے نکلتا لگا آپ نے اوسکو ہٹا دیا یہاں تک کہ اپنا پیٹ دیوار سے لگا دیا آخر

لکھا اور میں حاضر ہوئی **ف** باب کی دونوں جہتوں پر برطانت لکھا ہے کہ الحائضہ عورت کے بچہ کو نہ پالے
 نماز درست ہے اور ترجمہ باب میں الی کا لفظ ہے یعنی بچہ کو نہ پالے کی طرف تو شاید الی عام ہے خواہ بچہ یا اس سے
 ہو یا بزرگ ہی طرف یا مابین طرف بعض نسخوں میں اس حرف کو بعد اسے عبارت اور زیادہ ہے **وَاَدَّ مَسْكَنَهُ**
عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ وَابْنُ كَالْتَنِسِ **بَابُ** **هَلْ يَحْتَضِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ**
السَّجْدَةِ لِكَيْ يَسْكُنَ اگر مرد اپنی عورت کا بدن دباؤ سجہ کے وقت تاکہ سجہ کرے تو کیا ہے را اکلہ یا مابین یہ
 بیان تاکہ اگر نمازی کا کپڑا عورت کو گالی ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس میں یہ بیان ہے کہ اگر اس کا بدن ہی
 عورت کے کپڑے پر نہ ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتا **حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا**
عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَسْتَمِعُونَ لَنَا يَكُفُّونَ لَنَا وَنَحْنُ نَقْدَرُ رَأْيُنَا
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُنُ وَأَنَا مُصْحَفَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقَبْلِ فَإِذَا ارَادَ أَنْ
يَسْكُنَ عَنِ رَجُلٍ فَقَضَى حَتَّى يَسْمَعَ أَمَ السَّمْعَيْنِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَسْمَعُونَ لَنَا يَكُفُّونَ لَنَا وَنَحْنُ نَقْدَرُ رَأْيُنَا
 کر دیا تم کرتے اور گدے کے پیش میں دیکھا اپنے سین اور چہرہ پر سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے
 میں کرٹا بریٹی ہوتی آپ اور قبلے کے پیر میں ہر آپ جب سجہ کرنا چاہتے تو میرا باؤں دبا دیتے میں اپنے
 دونوں باؤں سمیٹ لیتی **ف** حدیث کی بحث اور گدے کی ہے **بَابُ الْبَطْنِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ مِّنْ بَابِ**
الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنْ الْمَضِيَّةِ شَيْئًا مِّنَ الْأَذَى عَنِ عَوْرَتِهَا اگر نمازی پر سے کچھ نجاست اٹھا کر پسینہ دیور
 بن بطلان لکھا یہ ترجمہ باب اگلے ترجموں کے ساتھ مناسب کہتا ہے ہوجو کہ جب عورت نجاست اٹھانے
 کے لیے نمازی کے پاس آگئی تو ضرور کسی طرف سے آگئی اور وہ بھی مثل سامنے سے گزرنے کے سرخ
حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّوَمَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ
عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيَّنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَخَافُ
بَيْتًا مِّنْهُ الْكِبَرُ وَجَمْعُهُ مَنَ فَلَئِنْ فِي هَذَا لَشَيْءٌ إِذْ قَالَ قَاتِلُ مَنَّهُمْ لَا تَطْرَحُوا هَذَا
الْمَرْأَةَ أَنْ تَكُونَ يَوْمَ الْحَبْرِ دِرَالٍ فَلَا تَفْعَلُ الْفَسْخَ تَهَا وَدَهَا وَسَلَاهَا فَيَجْعَلُ فِيهِ رُشْمٌ
مِنْهُ لَمْ يَكُنْ إِذْ يَسْجُدُ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَمْ يَضَعُوا يَدَيْكَ تَفِيدُ وَتَبَتِ الشُّعْبَةُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَتَحَوُّوا
حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِّنَ الصُّحُفِ فَانْطَلَقَ مَسْطُكُونَ إِلَى حُلَّةٍ وَهِيَ حُجُورِيَّةٌ فَأَقْبَلَتْ

ذلت کو سوا آخرت میں ہی اون پر خدا کی لعنت اور پشکار اور تری اس حدیث کی بحیث اور کتاب الطہارۃ
 میں گذر چکی خاکستہ استقبال قبلہ اور اسکے متعلقات کے ابواب میں ۸۶ مرفوع حدیثیں ہیں ان میں
 سے مکرر ۱۴ حدیثیں ہیں اور بخلاف تکرار خالص ۵۰ حدیثیں ہیں اسلم نے ان سبوں کو نکالا سوا حدیث
 انس بن شقیل قتیبہ اور حدیث ابن عباس کہ صلوٰۃ فی الکعبۃ میں لیکن اسلم نے اسکو نکالا ابن عباس
 انس بن شقیل قتیبہ اور حدیث جابر کہ صلوٰۃ علی الراجلۃ تین اور حدیث عائشہ کی قصہ و سلاح میں اور حدیث
 ابو ہریرہ کی ستر اصحاب صفہ میں اور حدیث ابن عمر کے کان النبیؐ بالکعبین اور حدیث عمار کہ قصہ ہار سجد
 اور حدیث لکمی خوضہ ابوبکر میں اور حدیث عمر کہ رفع اُصوت فی المسجد میں اور حدیث ابن عمر کہ مساجد طرق
 مدینہ میں اس میں دس حدیثیں ہیں اور حدیث عائشہ کی لم یقل ابوشی الا وہما یرتبان اللہین اور اس
 باب میں معلق حدیثیں ۱۸ میں کل مکرر میں سوا حدیث انس کے قصہ عباس اور مال بکرمین میں یہ بھی نام
 بخاری کے افراد میں ہوئے اسلم نے اسکو نہیں نکالا تو سب حدیثیں ایک سو چار میں اور آثار ۲۳ میں
 سب آثار معلق ہیں سوا آخر مساجد ابن عباس کے اور آخر عمر اور عثمان کے کہ وہ دونوں بھی ہیں جت لیتے
 تھے اور اس اثر کے کہ اون دونوں مسجد نبوی کو برباد یا یہ وصول میں تمام ہوا کلام حافظ کا اور تمام ہوا
 پارہ دوسرا صحیح بخاری علیہ الرحمۃ کے قیس پاروں میں ہوا اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرماوے اور سطح
 تیسے پارے کو بھی تمام کر اوے اپنے فضل اور کرم سے واللہ الموفق والمعين اس
 باب میں وہ حدیثیں جو امام بخاری نے انہیں نکالیں اکثر تو اپنے اپنے مقام
 میں اور گزشتہ چین اور باقی یہ میں (۱) ابوداؤد نے یزید بن نمران سے میں نے دیکھا ایک نسخے کو تو کہ
 میں اس نے بیان کیا کہ وہ گذر اجنباب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک گدھے پر اور آپ
 نماز پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا یا اللہ اسکا اخرا کاٹ دی اوں نے کہا اوس دزے میں پاؤں سے
 جل نہ سکا ایک روایت میں یوں ہے اوس نے ہماری نماز کاٹی اللہ اسکا قدم راخر کاٹے (۲)
 ابوداؤد نے ابن عباس سے حضرت سے فرمایا مت نماز پڑھو سوئیہ الرن اور بات کرنے والوں اور طعتہ
 باز نہ نہ والوں کے پیچھے (۳) امام مالک نے کعب احبار سے اونہوں نے کہا اگر نمازی کے سامنے گدھے
 دالاجاتا جو گناہ اور سیکر اللہ اگر زمین میں نہر جاتا تو بہتر موتا یا آسان ہوتا اوس پر اس کے سامنے گدھے
 سے (۴) ابوداؤد نے صفیان سے عیثیٰ شریک کو دیکھا اونہوں نے ہمارے ساتھ ایک جنازہ میں

عصر کی نماز پڑھی تو اپنی ٹوپی سامنے رکھ لی (۵) ابو داؤد نے غردان سودہ اترے تب تک میں حج کے ارادے سے آؤں تو انہوں نے ایک اپنا بیج آدمی دیکھا اوس سے حال پوچھا وہ بولا میں تم سے ایک بات کہتا ہوں بشرطیکہ خبیث میں زندہ ہوں تم اوس کو کسی سے بیان نہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تب تک میں اترے تھے ایک حضرت کی آڑ میں اور آپؐ فرمایا یہ ہمارا قبلہ ہے پھر نماز شروع کی اوس طرف اور میں آیا دوڑتا ہوا اور زکھل گیا آپؐ اور درخت کے نیچے میں سے اپنے فرمایا توڑ دی اس نے نماز ہماری کاٹ دی اللہ نشان اوسکا اوس روز سے میں کٹڑ ہو سکا اپنے پاؤں پر آج کے دن تک (۶)

ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اترے اذ آخر کی گھاٹی سے اترنے میں نماز کا وقت آگیا آپؐ ایک دیوار کی طرف نماز پڑھی اور ہم آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک چار پایہ آیا سامنے سے جانے کو آپؐ اسکو روکتے رہے یہاں تک کہ آپؐ اپنا پیٹ دیوار سے لگا دیا رونا کہ وہ سامنے سے نہ جاسکے آخر وہ آپؐ کے پیچھے سے چلا گیا (۷) ابو داؤد نے ابن عباس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ایک بکری کا بچہ سامنے سے جانے لگا آپؐ اسکو روک کر رہے (۸) انس بن مالک نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میرے گھر میں ایک کبوتر اتنا جس میں سورنیں تھیں دیکھنے آسکو اور ٹاکر طاق میں رکھ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اودہ نماز پڑھا کرتے تھے پھر آپؐ نے فرمایا اے عائشہ ہٹا دے اس کبوترے کو میں نے اوسکو اودھا کر اوسکے کبوتر باندھے (۹) انس بن مالک نے حضرت عائشہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوریاتھا آپؐ دن کو اوسکو بچاتے اور رات کو اوس کی آڑ کر لیتے اور نماز پڑھا کرتے لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ آپؐ کے پیچھے نماز پڑھنے لگے اور انکے اور آپؐ کے درمیان بوریاتھا آپؐ فرمایا اوزنا عمل کرو جتنے کی تم طاقت رکھتے ہو کیونکہ اللہ جل جلالہ ثواب دینے سے نہیں تنگتا اور تم تنگ جاتے ہو بیشک اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جاوے اگرچہ تھوڑا ہو پھر آپؐ وہاں نماز پڑھنا چھوڑ دی اور کہیں نماز پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دنیا سے اٹھایا اور آپؐ جب کوئی کام کرتے تو استقلال سے کرتے (یعنی ہمیشہ یہ نہیں کہ چار دن کیا پھر چھوڑ دیا) ابن عباس کی روایت میں اتنا ہی ہے کہ آپؐ کے پاس ایک بوریاتھا دن کو اوسکو بچاتے اور رات کو اوسکی آڑ کر لے اوسکی طرف نماز پڑھتے (۱۰) ابن عباس نے حسن بن علی سے ابن عباس سے کہا تم بکری کے بچے نماز توڑ دیتی ہیں لوگوں نے ذکر کیا کئے اور گرسے اور عورت کا ابن عباس نے کہا تم بکری کے بچے

کے بانی بن کیا کہتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز پڑھ رہے تھے تو ایک کبریٰ کا بچہ آپ کے سامنے سے گزرنے کو ہوا آپ نے اس سے پہلے قبلے کی طرف بڑھ گئے (اور اس کی راہ بند کر دی) یا اللہ شہر آشکر کہ زبان ہوا کہ وہ کہتے تھے مجھ کو صغیفہ ان تھان رو سیاہ گندگار کے ہاتھ سے اپنے رسول اکرم حبیب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا دوسرا پارہ بھی تمام کر لیا یا اللہ اس طرح سے تمام کرادے ساری کتاب کو اور قبول فرمائے اسکو اور بخشدے اسکی وجہ سے محمد کو اور میرے والدین اور میرے قبیلوں بہائیوں بزرگی حاجی بدرج الزمان اور مولوی فرید الزمان اور مولوی سعید الزمان مرحومین کو اور میرے تمام اوتادوں اور شاخسین اور میرے تمام غریزوں کو اور تمام مومنین اور مومنات کو خصوصاً اسکو جو باعث ہو اس کتاب عظیم النصاب کے پارہ اول اور پارہ دوم کے ترجمہ کرانے کا یا اللہ صحافت گناہ اس کے اور بخشدے اسکو اور رحمت کر اس پر اور کہمائی اسکی جنت میں یا اللہ بخشدے اسکو جسے چھاپا اسکو اور جس نے لکھا اور جس نے پڑھا اور پڑایا اسکو آمین یا رب العالمین۔ تمام ہوا مسودہ اس پارے کا ۲۱ جلدی لاکھ ۳۰ روز چہار شنبہ چاشت کے وقت شہر حیدر آباد دکن میں داخلہ و عنوان الحمد للہ رب العالمین

الطبعة

اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ تہذیب القاری شرح اردو صحیح البخاری مؤثرین فتح الباری وقسطانی و نیل الاوطار کا دوسرا پارہ تالیف کیا ہوا عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی بنگالہ دوران مولوی حیدر الزمان صاحب کا پورہ و گار انکی عمر میں برکت ہو اور جمع آفات دینی اور دنیوی سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اور اس تمام کتاب عظیم الصفات کے پورا کرنے کی اسکو توفیق بخشے اس مسکین شیخ محی الدین تاجر کتب و ہتم مطبع صدیقی لاہور ازاکشیری کے اہتمام سے ماہ صفر ۱۳۸۵ ہجری میں نو طبع سے مزین ہو کر الزمان حدیث کے لیے شرفہ جان ایمان ہوا اللہ تبارک تعالیٰ اسکو قبول فرماو اور اسکو تیکر پاو کے تمام کر نیکی توفیق

انتہار

اس پار کی خبری ہو چکی ہے ہر ان جانت شیخ محی الدین تاجر کتب و ہتم مطبع صدیقی ساکن لاہور اسکو کو صاحب چہا

صحیح نامہ پارہ دوم تحصیل القاری ترجمہ اردو صحیح البخاری

[illegible]

[illegible]

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۳۸	۲	تکلف	تکلیف	۲۲	۲۵	۲۰	۵	مین	مین	۵	۲۵	۴	جانی ہے	جانی ہے	۲۱	۲۵	۲۰
۳۹	۱۳	ماوجود	ماوجود	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	اوسکو	اوسکو	۱۳	۲۵	۲	میری	میری	۲۱	۲۵	۲۰
۴۰	۱۳	ٹپکا	ٹپکا	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	پیکان	پیکان	۱۳	۲۵	۲	دیوار تھی	دیوار تھی	۲۱	۲۵	۲۰
۴۱	۱۳	لٹکا	لٹکا	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	کھانیا	کھانیا	۱۳	۲۵	۲	عباس خ	عباس خ	۲۱	۲۵	۲۰
۴۲	۱۳	مین الم احمد	مین الم احمد	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	تسکے	تسکے	۱۳	۲۵	۲	۱۵۸	۱۵۸	۲۱	۲۵	۲۰
۴۳	۱۳	کپڑا	کپڑا	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	والیات	والیات	۱۳	۲۵	۲	اوسکے	اوسکے	۲۱	۲۵	۲۰
۴۴	۱۳	خان	خان	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	روا کر	روا کر	۱۳	۲۵	۲	غزوہ	غزوہ	۲۱	۲۵	۲۰
۴۵	۱۵	خدا	خدا	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	دو چرخوں	دو چرخوں	۱۳	۲۵	۲	تری	تری	۲۱	۲۵	۲۰
۴۶	۲۱	السیہ	السیہ	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	ابی حداد	ابی حداد	۱۳	۲۵	۲	اور باس	اور باس	۲۱	۲۵	۲۰
۴۷	۱۳	آرل	آرل	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	بین	بین	۱۳	۲۵	۲	ہو تو ہیں	ہو تو ہیں	۲۱	۲۵	۲۰
۴۸	۳	تھار	تھار	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	اوتسی ہی	اوتسی ہی	۱۳	۲۵	۲	گدڑ خوالا	گدڑ خوالا	۲۱	۲۵	۲۰
۴۹	۲	انتظام	انتظام	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	صفوات	صفوات	۱۳	۲۵	۲	آپ	آپ	۲۱	۲۵	۲۰
۵۰	۱۳	اور مرد	اور مرد	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	ورکٹ	ورکٹ	۱۳	۲۵	۲	بن حرمہ	بن حرمہ	۲۱	۲۵	۲۰
۵۱	۱۴	گھوہن	گھوہن	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	گھوہن	گھوہن	۱۳	۲۵	۲	گھوہن	گھوہن	۲۱	۲۵	۲۰
۵۲	۱۹	مسجد	مسجد	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	کیلیہ	کیلیہ	۱۳	۲۵	۲	رہو ہوا	رہو ہوا	۲۱	۲۵	۲۰
۵۳	۱۳	انتہائی	انتہائی	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	زمینیں	زمینیں	۱۳	۲۵	۲	ترمدی	ترمدی	۲۱	۲۵	۲۰
۵۴	۴	بزم جب	بزم جب	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	خوشخوار	خوشخوار	۱۳	۲۵	۲	شہادت	شہادت	۲۱	۲۵	۲۰
۵۵	۱۹	بعد اسکے	بعد اسکے	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	بنے	بنے	۱۳	۲۵	۲	میں نے	میں نے	۲۱	۲۵	۲۰
۵۶	۱۸	دقن	دقن	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	ڈال	ڈال	۱۳	۲۵	۲	اگر بیگا	اگر بیگا	۲۱	۲۵	۲۰
۵۷	۷	آپنے	آپنے	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	اجر ہے	اجر ہے	۱۳	۲۵	۲	طرائی نے	طرائی نے	۲۱	۲۵	۲۰
۵۸	۸	بجور	بجور	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	مسجد	مسجد	۱۳	۲۵	۲	مسجد	مسجد	۲۱	۲۵	۲۰
۵۹	۱	دوسری	دوسری	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	فائدہ	فائدہ	۱۳	۲۵	۲	فائدہ	فائدہ	۲۱	۲۵	۲۰
۶۰	۲۱	کوتا	کوتا	۱۵	۲۵	۱۵	۱۳	خلافت	خلافت	۱۳	۲۵	۲	مسجد	مسجد	۲۱	۲۵	۲۰

اس کتاب کی فراہم شدہ کتاب اور کتب خانہ
میں چھپ کر دیا گیا ہے اور کتب خانہ

اعلان

شائقین حدیث نبویہ طالبان طریق فخریہ خیرت میں التماس
 کتاب تحصیل القاری شرح اردو صحیح البخاری کا تیسرا بارہ ایضاً
 ہو عالم ربانی مقبول بارگاہ صدیقی یگانہ دوران جناب مولیٰ حیدر الزمان صاحب
 کائنات کی انکی عذر انکرے اور جمیع آفات مینی اور دنیوی ہی اپنی خطا اور ان
 میں گناہ کیے اور اس نام کتاب عظیم الصفات کی پورا کرنے کی توفیق بخشے مطبع
 صدیقی لاہور میں بہت جلد چھپنا شروع ہوئی ہے اور تیر فرہ ہو کہ کتاب
 بابت آنجناب الطاہرین و فتوح الخیرین و نو کتابین تصنیف لطیف
 مقبول بارگاہ ربانی محبوب جاتی دلی کمال حضرت شیخ سید محمد الیرین القاری
 جیلانی قدس سرہ العزیز علیہ الرحمۃ والعتقان کی اصل کتاب عربی عرب
 لکھی گئی تین میں اور ترجمہ اردو سکابین السطور میں اور فتوح القیاس کتاب
 عربی عرب لکھی گئی مترجمہ اسکے حاشیہ پر بہت ہی خوشنالی کے ساتھ
 مطبع صدیقی لاہور میں چھپ رہی ہے یہاں مسلمانوں کو بظفر
 خیر خواہی اطلاع دی گئی کہ فقط